یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں.

منجانب .

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by www.ziaraat.com

مثنوی مولوی معنوی

رحمہ اللہ تعالیٰ

Presented by www.ziaraat.com

Presented by www.ziaraat.com

حضرت مولانا کا مقبرہ اور اس کا ماحول

Presented by www.ziaraat.com

مُقدّمہ

آج جبکہ میں مثنوی شریف دفترِ ششم کے لئے یہ چند سطور قلم بند کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دفتر ششم کتابت کے آخری مراحل طے کر رہا ہے اور اب انشاءاللہ طباعت کے بعد وہ عنقریب منظرِ عام پر آجائے گا۔ جس وقت میں نے اس کام کا آغاز کیا تھا وسائل اور ذرائع کی کمی کے باعث انجام بالکل نظروں سے اوجھل تھا۔ میری زبان و قلم اُس مُسبّب الاسباب، خدائے وہاب کا شکریہ ادا کرنے سے یکسر عاجز اور قاصر ہے جس نے اپنے عالمِ غیب سے ہر ہر قدم پر میری بے پایاں مدد فرمائی اور میں چند ہی سال میں اس کام کو پایۂ تکمیل کو پہنچا سکا۔ پہلا دفتر ۹ ستمبر ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا تھا اور آج جبکہ جون ۱۹۷۸ء ہے دفترِ ششم پایۂ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ غیب سے میرے اندر توانائی آئی اور تکمیل کے شوق نے مجھ سے دیگر مصروفیتوں کے علاوہ یومیہ پانچ چھ گھنٹے کام لے لیا۔ صحت نے بھی اس قدر ساتھ دیا کہ کوئی دن مجھے ایسا یاد نہیں کہ صحت کی خرابی کام میں خلل انداز ہوئی ہو اور میں سفر و حضر میں مسلسل اپنے کام کو جاری رکھ سکا۔ غیر متوقع مالی امداد اور دیگر ذرائع کے علاوہ میری نورِ چشم عارفہ رضیہ سلطانہ (بی اے پرشین) بھی میرے اس کام میں میری قوتِ بازو ثابت ہوئی۔ مسودے، پروف اور کاپی کی تصحیح میں اُس نے میری ہر طرح مدد کی ہے۔ دعا ہے کہ خدا اُس کو دونوں جہان میں خوش و خرم رکھے اور وہ دنیوی و اُخروی نعمتوں سے مالا مال ہو۔ آخر میں اگر میں اپنے کاتب منشی منظور الدین صاحب خوشنویس کا شکریہ ادا نہ کروں تو میری ناسپاسی ہوگی اُنھوں نے عام کاتبوں کی روش کے خلاف نہایت پابندی اور جانفشانی سے میری تمناؤں کو پورا کیا۔ میں اُن کے لئے بھی دستِ بدعا ہوں اور اب میں اُن صاحبان سے جو میری محنت سے فائدہ اُٹھائیں ملتجی ہوں کہ وہ بارگاہِ ربّ العزت میں میرے لئے صمیمِ قلب سے دعا کریں کہ حضرتِ حق تعالیٰ جلّ مجدہٗ میری اس کاوش کو قبولِ عام

کا شرف عطا فرمائے اور میرے لئے ذخیرۂ آخرت کردے اور اس کتاب میں جن روحانی مراتب کا ذکر ہے، مجھے بھی اُس کا اہل بنادے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

خاتمہ

مولانائے روم نے چھٹا دفتر ایسی حالت میں ختم کر دیا کہ قلعہ ذات الصّور میں جو تین شہزادے داخل ہوئے تھے اُن میں سے دو کا ذکر مکمل ہوا اور تیسرے کا ذکر ناقص رہ گیا۔ نیز مولانا نے کاملوس کا قصہ شروع فرمایا تھا وہ قصہ بھی ناتمام رہ گیا۔ مولانا کے صاحبزادے حضرت سلطان بہاء الدین ولدؒ نے مثنوی کا خاتمہ تحریر فرمایا ہے اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ میرے والد محترم سے اِن دونوں قصوں کو ناقص چھوڑ دینے کی وجہ معلوم کی تو فرمایا۔

هست باقی شرح این لیکن درون | بسته شد دیگر نمی آید برون

اس کی شرح باقی ہے، لیکن باطن | بستہ ہوگیا اب باہر نہیں آتا ہے

اور یہ بھی:

باقی این گفته آید بی زبان | در دل آنکس که دارد نورِ جاں

اس کا باقی حصہ بغیر زبان کے کہے ہوئے آئے گا | اس شخص کے دل میں جو جان کا نور رکھتا ہو

مولانا کے اس فرمان کی بنیاد پر بعض اہل دل نے ان مضامین کی تکمیل کی ہے۔ اس سلسلہ میں دو بزرگوں کا کلام ہمارے پیش نظر ہے ایک مفتی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ کا جنھوں نے چھٹے دفتر کی تکمیل بحیثیت تتمہ تحریر فرمائی اور دوسرا مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جنھوں نے تکمیل کے لئے ساتواں دفتر تحریر فرمایا۔ حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میاں جی نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھے۔ اپنے دور کے علماء فحول میں اُن کا شمار ہے اور حضرت حق تعالیٰ نے اُن کو شریعت و طریقت میں بہت بلند مقام عنایت فرمایا تھا۔ سن پیدائش ۱۲۳۰ھ اور سن وفات ۱۲۹۶ھ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نزہۃ الخواطر میں اُن کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا ہے۔ کان مُفرِطَ الذکاء وسریع الادراک قوی الحفظ حسن الکلام بہت ذہین جلد سمجھ جانے والے قوی الحافظہ اور شیریں کلام تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "غذاء روح" میں اپنے شیخ کے خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

ہیں خلیفہ ان کے گرچہ بیشمار | لیک انہیں سے ہیں دو اعلیٰ وقار

انہیں سے دو شخص ہیں اہل ہدیٰ | ماہ برجِ معرفت شمس الضحیٰ

یعنی ہیں حافظ محمد ضامن اب — فیض کے طالب ہیں جنکے اب سب

دوسرے شیخ محمد مولوی — علم وعرفاں کا ہے عالم پر جلی

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرثیہ لکھ تو فرمایا۔

اے کہ رفت آں تقی وآں نقی — مولوی شیخ محمد تھانوی

بود دریائے بعلم ظاہری — بحر مواجے بعلم باطنی

در کلامش آنچناں تاثیر بود — مردہاں را ہوش دہ بے گی بود

قطب کامل بود مقبول خدا — یاالٰہی پوشش در رحمت ورا

مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی کا پورا ایک دفترِ ہفتم تحریر فرمایا ہے۔ جی چاہتا تھا کہ اس کو بھی ہم شریکِ اشاعت کریں لیکن بعض مجبوریوں کی بناء پر سردست ایسا نہیں ہوسکا رہا ہے، خدا کی توفیق شاملِ حال ہوئی تو انشاءاللہ اس کو کسی اور موقع پر مستقل شائع کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ سردست تبرکاً اس کے کچھ ابتدائی اور آخری اشعار ذکر کیے جاتے ہیں، ابتداء اس طور پر فرمائی ہے۔

اے محمد دیر شد جذبِ حسام — ہمچو صمصام تو ہست اندر نیام

خوش بیا واز میانش کش چو نور — تا شود تاریکیٔ احوال دور

یاالٰہی بخشش الٰہی بخش را — کز جلالش بود ذکرے در ورا

دفترِ سادس مکمل کرد و رفت — عقدۂ کاں بود ہم حل کرد و رفت

آخری چند اشعار حسب ذیل ہیں

محو گرداں در جمالِ باکمال — چشم بے چشمک نما اے ذوالجلال

دلدہی فرماد تسکینم بہ بخش — دیں پناہم حاصلِ دینم بہ بخش

آخرش تا چند ایں ہجران و فصل — بادہ بحرِ محمد دہ ز وصل

حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ انھوں نے مثنوی کا ایک دفترِ ہفتم مکہ معظمہ میں بھی دیکھا اور ہندوستان میں بھی، جس کو مولانا رومؒ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن مولانا کی رائے میں یہ انتساب بالکل غلط ہے۔

مولانا نے اس دفتر کے آغاز کے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

اے ضیاء الحق حُسام الدین سَعید
دولت پاینده نصرت برمزید
چونکہ از چرخ ششم کردی گذر
برفراز چرخ ہفتم کن مقر

اور آخری شعر یہ نقل کیا ہے۔

حسبی اللہ ما عنانِ اختیار
با تو دادیم اے قدیم کردگار

اور پھر مثنوی کے انداز میں ہی اپنی رائے تحریر فرمائی ہے۔

مُفتی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ پیدائش ۱۱۶۲ھ۔ تاریخِ وفات ۱۲۴۵ھ
آپ ضلع مظفر نگر کے مردم خیز قصبہ کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا اسمِ گرامی الشیخ الطیب شیخ الاسلام ہے اور سلسلہ نسب امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور چودہ سال کی عمر میں تمام علوم نقلیہ اور عقلیہ سے فارغ ہو گئے۔ اسکے بعد آپ کو سعادتِ ازلی نے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ انکی صحبت نے آپ کو کندن بنا دیا اور انکے فیض سے آپ باطنی علوم میں بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے اور شاہ صاحبؒ کی نگرانی میں آپ نے درس دینا شروع کر دیا۔ شاہ صاحب اپنے شاگردوں میں سے آپ پر بہت زیادہ اعتماد کرتے تھے چنانچہ اس حقیقت کا اس سند سے اظہار ہوتا ہے جو شاہ صاحب نے اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر آپ کو عطا فرمائی تھی۔ نواب ضابطہ خاں نے آپ کے علم و فضل کی بدولت آپ کو حضرت شاہ صاحبؒ سے اپنے لئے مانگ لیا اور مفتی صاحب کچھ عرصہ اُن سے متعلق رہے۔ لیکن نواب صاحب کے وصال کے بعد آپ نے دہلی کو خیر باد کہہ دیا اور آپ بھوپال تشریف لے گئے وہاں عہدۂ افتاء پر فائز رہے۔ پھر بھوپال کا قیام ترک کر کے اپنے وطن کاندھلہ تشریف لے آئے اور تادمِ واپسیں کاندھلہ ہی میں رونق افروز رہے۔ حواشی اور تعلیقات کے علاوہ آپ کی تصانیف ۴۳ گنائی جاتی ہیں لیکن آج ہمارے ہاتھوں میں اُن میں سے چند ہی ہیں۔ منجملہ اُن کے خاتمہ مثنوی کو قبولِ عام کا درجہ حاصل ہے۔ مثنوی شریف کے چند ایڈیشن ایسے ہیں جن میں آپ کے تحریر فرمودہ خاتمہ کو جزو بنایا گیا ہے ہم نے بھی ضروری سمجھا اس ایڈیشن میں اس کو شامل کریں۔

دفتر ششم سے متعلق اصطلاحات

ہمت مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے کہ ہمت صوفیاء کی اصطلاح میں مکمل توجہ یا جمعیت کو کہتے ہیں اور ایسی جمعیت کہ اس چیز کے سوا کسی اور چیز کی طرف بالکل توجہ نہ رہے۔ عارف اسی ہمت سے تصرفات کرتا ہے اور اسی سے خرقِ عادت کا ظہور ہوتا ہے لیکن یہ ہمت کاملین کے شایان شان نہیں ہے بلکہ ان کی ہمت میں تصرف کی یہ تاثیر ہی نہیں ہوتی۔ ان کی ہمت صرف علوم و معارف کی طلب میں کام کرتی ہے

توحید فی الذات یہ ہے کہ سالک کی نظر میں ذات خدا کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہے۔ اس کو اصطلاح میں معائنہ بھی کہتے ہیں۔

توحید فی الصفات یہ ہے کہ سالک کی نظر میں صرف صفات خداوندی رہ جائیں اور غیر اللہ کی صفات نظر میں نہ رہیں اسکو اصطلاح میں مشاہدہ بھی کہا جاتا ہے

توحید فی الافعال یہ ہے کہ سالک کے اپنے افعال نظر و التفات سے غائب ہو جائیں اور صرف افعال حق پر نظر رہ جائے۔

مراقبہ موت یہ ہے کہ سالک کسی وقت قلب کی طرف متوجہ ہو کر یہ خیال جمائے کہ اس وقت سب انسان عالم نزع میں ہیں اور ایڑیاں رگڑ رہے ہیں اور جو باتیں کوئی ایک دوسرے سے کر رہا ہے وہ گویا مرنے کے وقت کی وصیتیں ہیں۔ مولانا نے اس مراقبہ کا ذکر حسب ذیل اشعار میں کیا ہے ؎

در ہمہ عالم اگر مرد و زنند | دمبدم در نزع و اندر مردن اند
این سخن شاں را وصیت ہم شمر | کہ پدر گوید دراں دم با پسر

اس مراقبہ سے سالک کے دل میں عبرت اور رحمت پیدا ہوتی ہے اور بغض و رشک اور کینہ زائل ہوتا ہے۔

عروج و نزول عروج سالک کی وہ حالت ہے جس میں اس کی توجہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ مخلوق کی طرف بالکل التفات نہیں ہوتا۔ اس کے مقابل نزول ہے۔ اس حالت میں مخلوق کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے اور یہ توجہ مخلوق کا خالق سے تعلق استوار کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

عمل خطائین یہ مجہول عدد کو معلوم کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ مثلاً اگر ہم یہ معلوم کرنا

Presented by www.ziaraat.com

چاہیں کہ وہ کونسا عدد ہے جس کا دو تہائی اور ایک اگر اُس پر بڑھا دیں
تو مجموعہ دس عدد ہو جائے۔ ہم اِس عدد کو معلوم کرنے کیلئے کوئی ایک
عدد فرض کریں گے۔ مثلاً ہم نے نو کا عدد فرض کیا۔ ہم اِسکو مفروضِ اوّل کہیں گے۔ ہم نے اِس پر
اِس کا دو ثلث یعنی چھ اور ایک کا اضافہ کیا تو مجموعہ سولہ ہوگیا۔ یہ مقصود عدد کے مطابق نہ نکلا تو ہم
مقصود عدد یعنی دس اور اِس عدد میں جو فرق ہے اِس کو نکالیں گے وہ چھ کا عدد ہے ہم جس کو
خطاءِ اوّل کہیں گے پھر صحیح جواب معلوم کرنے کیلئے ایک اور عدد فرض کرینگے اور اِس عدد کو مفروض
ثانی کہیں گے مثلاً ہم نے چھ کا عدد فرض کیا اب اِس میں وہی عمل کریں گے یعنی اِس کا دو ثلث
چار اور ایک کا اضافہ کرینگے تو مجموعہ گیارہ ہو جائے گا۔ اب بھی عددِ مقصود حاصل نہ ہوا عددِ مقصود
اور اِس مجموعہ میں ایک کا فرق ہوا یہ ایک کا عدد خطاءِ ثانی کہلائیگا پھر مفروضِ اوّل یعنی نو کو خطاء ثانی
یعنی ایک میں ضرب دینگے تو حاصل ضرب نو ہوگا اِس کو محفوظِ اوّل کہیں گے اور مفروضِ ثانی یعنی
چھ کو خطاءِ اول یعنی چھ میں ضرب دینگے تو حاصل ضرب چھتیس ہوگا اِس کو محفوظِ ثانی کہیں گے پھر
یہ دیکھیں گے کہ خطاءِ اوّل یعنی چھ اور خطاءِ ثانی یعنی ایک عددِ مقصود یعنی دس سے زائد ہیں یا کم
یا ایک زائد ہے اور ایک کم۔ اگر دونوں زاید ہوں یا دونوں ناقص ہوں جیسا کہ یہاں ہے تب
دیکھو خطاءِ اوّل اور خطاءِ ثانی میں کیا فرق ہے۔ مثلاً یہاں چھ اور ایک میں پانچ کا فرق ہے اور یہ
دیکھو کہ محفوظِ اول اور محفوظِ ثانی میں کیا فرق ہے تو یہاں نو اور چھتیس میں ستائیس کا فرق ہے
تو اِس فرق کو جو دونوں محفوظوں میں ہے یعنی ستائیس کو اُس فرق پر جو دونوں خطاؤں میں تھا یعنی
پانچ پر تقسیم کردو تو حاصل تقسیم عددِ مطلوب ہوگا یعنی ہم نے ستائیس کو پانچ پر تقسیم کیا تو حاصل
تقسیم پانچ صحیح اور دو خمس بنا یہی عدد مطلوب ہے۔ چنانچہ ہم اگر اِس پر دو ثلث اور ایک بڑھا
دینگے تو دس بن جائیگا۔ بڑھانے اور جمع کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ عددِ صحیح کو کسر کی جنس بنا لو تو پانچ
کے پچیس خمس ہوئے اِس کو تجنیس کہیں گے اور دو خمس پہلے تھے اب یہ ستائیس خمس ہوگئے۔ اب
اِس پر اِس کا دو تہائی یعنی اٹھارہ خمس بڑھا دو مجموعہ پینتالیس خمس ہوگئے اب اِس کو صحیح
بنائیں گے یعنی اِس پینتالیس کو پانچ پر تقسیم کر دینگے تو عددِ صحیح نو بن جائیگا اِس کو تسنیع کہیں گے۔ پھر
ایک کا اضافہ کر دینگے تو مجموعہ دس بن جائیگا۔ یہ طریقہ تو جب اختیار کیا جاتا ہے جبکہ دونوں خطائیں
مطلوب سے زائد یا ناقص ہوں لیکن اگر ایک زائد اور ایک ناقص
ہو تو پھر مجموعہ محفوظین کو مجموعہ خطائین پر تقسیم کیا جائے گا اور
حاصل تقسیم عددِ مطلوب ہوگا۔

جبر و قدر

جُز کہ تسلیم و رضا کو چارۂ ٭ در کفِ شیرِ نرِ خونخوارۂ

کے ماتحت مفتاح العلوم شرح مثنوی میں مولانا محمد نذیر صاحب عرشی نے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر مسئلہ جبر و قدر پر نقل کی ہے جو بے حد مفید ہے اس کو نقل کیا جاتا ہے۔

مولانا نانوتوی رح نے فرمایا:۔

انسان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک اختیار مستعار ملا ہے اور بندہ کے اِس اختیار کو خدا کے اختیار سے وہی نسبت ہے جو قلم کو کاتب کے ساتھ ہے اگر یہ نسبت نہ مانی جائے تو بندہ کے اختیار کو منجانب اللہ کہنا غلط ہوگا اور ارادۂ انسانی خدا کا مخلوق نہ ہوگا۔ انسان کا ارادہ خدا کے ارادہ کا پرتو اور عکس ہے اور انسانی ارادہ کی حرکت خداوندی ارادہ کی حرکت کا نتیجہ ہے قرآن نے فرمایا ہے۔

وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ۔

عبادتِ تسخیری و تشریعی

جملہ کائنات اور مخلوقات خدا کی عبادتگزار ہے مگر مخلوق کی عبادت تسخیری ہے اور وہ اپنی عبادت میں مختار ہے۔ نہ اسکو اپنی عبادتگزاری کا احساس و شعور ہے۔ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۔ بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اسی کے لئے ہے ہر چیز اسکی عبادتگزار ہے۔ اِس آیت میں اسی تسخیری عبادت کا ذکر ہے عبادتِ تشریعی بالاختیار ہوتی ہے اور اِس عبادت میں عبادتگزاروں کے مختلف مراتب ہیں بعض وہ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اللہ تعالیٰ کے اِفعال کے واسطے ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جن کی توجہ صفات کے واسطے ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جن کی توجہ ذات باری تعالیٰ کی جانب بغیر کسی واسطہ کے ہے۔ پہلا درجہ عوام عبادتگزاروں کا ہے دوسرا درجہ خواص کا ہے اور تیسرا درجہ اخص الخواص کا ہے۔ افعال و صفات توجہ ذات اور ادراک کا ذریعہ ہیں لیکن اخص الخواص کا ان کی طرف التفات نہیں ہوتا ہے مولانا روم ؒ نے عبادت کے اِن مراتب کا مختلف اشعار میں ذکر فرمایا ہے۔

عالَمِ خَلق و اَمر

صوفیاء کے نزدیک آسمان اور زمین اور انکے درمیان کی مخلوق عالَمِ خَلق ہے اور اُس سے اوپر کا عالَم جس میں عالَمِ اَرواح بھی ہے عالَمِ امر ہے۔

قُلّہ

پانی کا مشکا جس میں تین سو سیر پانی آجائے۔ مگر اِس طرح کے دو مشکوں کی بقدر پانی ہو تو امام شافعی رح کے نزدیک اُس میں نجاست گر جانے سے وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔

Presented by www.ziaraat.com

بیت المعمور

یہ ساتویں آسمان پر کعبے کے بالمقابل کعبہ جیسی ایک چیز ہے جس طرح انسان کعبہ کا طواف کرتے ہیں فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں مسلم شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں بیت المعمور کو ساتویں آسمان پر دیکھا اور فرمایا کہ اُسمیں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جنہیں پھر دوبارہ داخل ہونے کا موقع نہیں ملتا ہے۔

قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کی وہ مٹی جس سے آنحضورؐ کا جسمِ اطہر متصل ہے، عرش سے بھی افضل ہے۔

ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری

سنہ ۳۷۶ھ میں پیدا ہوئے اور نیشاپور میں سنہ ۴۶۵ھ میں وفات پائی۔ اُن کی کتاب رسالۂ قشیریہ تصوف کی مشہور کتاب اور تصوف کی کتابوں کا اہم ماخذ ہے۔

ابوطالب مکی

مشہور بزرگ ہیں ان کی کتاب قوت القلوب تصوف کی بلند مرتبہ کتاب ہے۔ امام غزالیؒ نے اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم میں اسکے اقتباسات درج کئے ہیں۔

اصحاب ایکہ

قرآن پاک میں ہے۔ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ۔ انھوں نے اُس کی تکذیب کی تو اُن کو سائبان کے دن کے عذاب نے آپکڑا بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔ "ایکہ" والوں نے حضرت شعیبؑ کی تکذیب کی تو ایک روز سخت گرمی پڑنے لگی جس سے وہ گھبرا کر اپنے تہہ خانوں میں گھس گئے، تہہ خانے خود تنور کا کام دے رہے تھے جو وہاں سے نکلے تو اُن پر ایک بادل آگیا جس کو وہ سمجھے کہ اُس کے سائے میں آرام حاصل کرسکیں گے لیکن اِس بادل سے آگ برسنے لگی جس سے وہ جل کر راکھ ہوگئے۔

زرتشت

یہ لقب ہے اصل نام ابراہیم ہے۔ یہ منوچہر کی نسل سے تھے اور فیثاغورث حکیم کے شاگرد تھے۔ گشتاسپ شاہِ ایران کے دور میں اُنھوں نے نبوت کا اعلان کیا اور آتش پرستی کا مذہب ایجاد کیا۔ مجوس اُنکو پیغمبر جانتے ہیں اور اُن کی کتاب ژند کو الہامی کتاب قرار دیتے ہیں۔ بعض علمائے اسلام نے بھی اُن کو نبی اور حکیم قرار دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بھی مجوس کو اہلِ کتاب قرار دیا ہے۔

امرؤالقیس

یہ عرب کا مشہور شاعر ہے اور مشہور معلقہ

Presented by www.ziaraat.com

قِفَانَبْكِ مِنْ ذِكْرَىٰ حَبِيبٍ وَمَنْزِلِ
بِسِقْطِ اللِّوَىٰ بَيْنَ الدَّخُولِ فَحَوْمَلِ

اس امرؤالقیس کا ہے۔ یہ جاہلیت کے دور کا شاعر ہے اور جس طرح اپنی فصاحت و بلاغت میں ضرب المثل ہے اسی طرح اپنے فسق و فجور میں بھی ضرب المثل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا ہے۔ یُقَدِّمُ الشُّعَرَاءَ اِلَی النَّارِ لیکن مولانا رومؒ امرؤالقیس کو ایک تارک الدنیا اور باخدا انسان ظاہر کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ مشہور امرؤالقیس کے علاوہ کوئی اور شخصیت ہو اور عنوان میں قِفَانَبْكِ الخ الحاقی عبارت ہو۔

کیخسرو ایران کا عظیم شہنشاہ گذرا ہے۔ اس کا باپ سیاوش اپنے باپ کیکاؤس سے ناراض ہو کر کیکاؤس کے حریف افراسیاب شاہ توران کے یہاں چلا گیا تھا۔ افراسیاب نے ابتداً اس کی بہت خاطر تواضع کی اور اپنی بیٹی کا نکاح بھی اس سے کر دیا لیکن کچھ دن بعد سیاوش سازشوں کا شکار ہو گیا اور افراسیاب نے اس کو نہایت بے رحمی سے قتل کر دیا۔ سیاوش کی بیوی حاملہ ہو چکی تھی۔ کچھ دن بعد اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کو افراسیاب کے خوف سے چھپا دیا گیا اور اس کی پرورش دیہات میں ہوئی۔ یہی لڑکا کیخسرو ہے کیخسرو جب بڑا ہو گیا اور اس کو اپنے احوال کا علم ہوا تو وہ اپنے دادا کیکاؤس کے پاس ایران چلا گیا اور کیکاؤس کے مر جانے کے بعد ایران کا بادشاہ قرار دیا گیا۔ تخت نشین ہونے کے بعد اس نے اپنے باپ کے انتقام میں افراسیاب پر حملہ کیا اور باپ کے دشمنوں سے پورا انتقام لیا اور پھر اپنی آخری عمر میں یہ تارک الدنیا ہو گیا اور اپنے بیٹے لہراسپ کے حق میں سلطنت سے دستبردار ہو کر ایسا غائب ہوا کہ کسی کو پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں گیا۔ الوداع کے وقت اس نے دنیا کی ناپائیداری پر اس قدر عبرت انگیز تقریر کی کہ آج بھی سننے والوں کے لئے موجب عبرت ہے۔ فردوسی نے شاہنامہ میں اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

صفورا یہ حضرت شعیبؑ کی بیٹی ہیں جن کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔

حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمّ "تیری کسی چیز سے محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے" اس حدیث کو ابو داؤدؒ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ بعض ائمہ حدیث نے اس کو موضوع قرار دیا ہے لیکن دوسرے بعض ائمہ اس کو حسن کے درجہ میں رکھتے ہیں اور حضرت ابو داؤدؒ کے سکوت سے اس کے حسن ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

مُوْتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا

"مر جاؤ اِس سے پہلے کہ تم مر جاؤ" اکثر صوفیاء اِس مقولہ کو حدیث کے طور پر بیان کرتے ہیں اور اِس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ انسان کو زندگی میں فنا کا مرتبہ حاصل کر لینا چاہیے لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی نے اِس کو حدیث قرار نہیں دیا۔

نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ

"عالم کا سونا عبادت ہے" ملا علی قاری نے تصریح کی ہے کہ یہ روایت مرفوعاً ثابت نہیں ہے، ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ علم کی تھوڑی دیر کی مشغولیت ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

اِنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا

"تلوار خطاؤں کو مٹا دینے والی ہے" یہ روایت مجاہد کی فضیلتوں کے سلسلہ کی ہے، مولانا نے "خطایا" کی بجائے قافیہ کی رعایت سے "الذنوب" ذکر کیا ہے۔

مَا وَسِعَنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ وَسِعَنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ

: مجھے اپنے اندر نہ میری زمین نے سمایا نہ میرے آسمان نے ہاں میرے بندے مومن کے دل نے مجھے سما لیا۔ یہ قدسی حدیث اِحیاء العلوم میں بھی ہے اور مولانا نے روم نے مثنوی میں کئی جگہ اِس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اِس میں حسب ذیل آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ "بیشک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا انھوں نے اِس سے اِنکار کیا کہ وہ اُس کو اٹھائیں اور اِس سے ڈرے اور اُس کو انسان نے اُٹھا لیا" صوفیاء کے نزدیک مرد کامل حضرت حق تعالیٰ کا مظہر اتم ہے اِس لئے صوفیاء انسان کو عالم اکبر قرار دیتے ہیں۔

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود اور عینیت

ایک مقام پر حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

حقیقۃً تمام کمالات حضرت حق تعالے کے لئے ثابت ہیں اور مخلوق کے کمالات عارضی اور اللہ تعالے کی عطا و حفاظت کے سبب اُس میں موجود ہیں ایسے وجود کو اصطلاح میں ظلی وجود کہا جاتا ہے۔ ظل کے معنی اگرچہ سایہ کے ہیں، لیکن یہاں سایہ سے مراد حفاظت اور پناہ ہے۔ جس طرح بولا جاتا ہے کہ ہم آپ کے زیر سایہ ہیں یعنی ہم آپ کی

Presented by www.ziaraat.com

حمایت اور حفاظت میں ہیں۔ اور ہمارا امن و عافیت آپ کی توجہ کی بدولت ہے۔ اسی طرح چونکہ ہمارا وجود عنایت خداوندی کی بدولت ہے اس لئے ہمارا وجود ظلی ہے۔ یہ بات یقیناً ثابت ہے کہ ممکنات کا وجود اصلی اور حقیقی نہیں ہے، عارضی اور ظلی ہے۔ اب اگر وجودِ ظلی کا اعتبار نہ کیا جائے تو صرف وجودِ حقیقی کا ثبوت ہوگا اور وجود کو واحد سمجھا جائیگا یہ "وحدۃُ الوجود" ہے۔ اور اگر ظلی وجود کا بھی اعتبار کریں کہ آخر کچھ تو ہے بالکل معدوم تو نہیں ہے تو یہ "وحدۃ الشہود" ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ چاند کا نور، سورج کے نور سے حاصل شدہ ہے۔ اب اگر اس کے نور کا اعتبار نہ کریں تو صرف سورج کو منور اور چاند کو تاریک کہا جائے گا۔ یہ مثال "وحدۃُ الوجود" کی ہے۔ اور اگر چاند کے نور کا بھی اعتبار کریں، خواہ وہ سورج کے نمودار ہونے کے وقت نمودار نہ رہے تو یہ مثال "وحدۃ الشہود" کی ہے۔ لہٰذا اِن دونوں میں محض لفظی اختلاف ہے۔ اور چونکہ اصل اور ظل میں تعلق نہایت قوی ہوتا ہے۔ اس کو صوفیاء کی اصطلاح میں عینیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ اصلی وجود اور ظلی وجود دونوں ایک ہوگئے یہ تو صریح کفر ہے۔ چنانچہ محققین صوفیاء اس عینیت کے ساتھ غیریت کے بھی قائل ہیں تو یہ عینیت اصطلاحی ہے نہ کہ لغوی۔ اس کے علاوہ جو کچھ صوفیاء نے کہا ہے وہ سکر کی حالت میں کہا ہے وہ نہ قابلِ ملامت ہے نہ لائقِ تقلید۔

سجاد حسین

۱۲ رجب المرجب ۱۳۹۵ھ ـــــ مطابق ـــــ ۲۲ جون ۱۹۷۵ء

[illegible]

[illegible]

۱۹۷۶ء

دورۂ تہران و ترکی، مصر و بغداد و عرب

ہو مبارک صاحبِ عز و شرف یہ فضلِ رب

مثنوی کے شارح و فاضل مترجم مرحبا

مولوی سجاد بحرِ علم صد رشکِ عرب

۱۳۹۶ھ

پیش کنندہ احقر خلیق ٹونکی

۱۹۷۶ء

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے حیاتِ دل حسام الدین بسے — میل می جوشد بقسمِ سادسے

اے دل کی زندگی حسام الدین! بہت — چھٹے دفتر کی جانب خواہش جوش مار رہی ہے

گشت از جذبِ چو تو علامۂ — در جہاں گرداں حسامی نامۂ

آپ جیسے علامہ کی کشش کی وجہ سے — حسامی نامہ، دنیا میں رائج ہو گیا

پیش کش بہرِ رضایت می کشم — در تمامِ مثنوی قسمِ ششم

آپ کی رضامندی کے لئے میں پیش کش کرتا ہوں — چھٹا دفتر، مثنوی کی تکمیل کے لئے

پیش کش می آرمت اے معنوی — قسمِ سادس در تمامِ مثنوی

اے معنوی! میں پیش کش کرتا ہوں — چھٹا دفتر، مثنوی کی تکمیل کے لئے

شش جہت را نور دہ زیں شش صحف — کے یطوف حولہ من لم یطف

ان چھ دفتروں کے ذریعہ چھ جہت کو نور عطا کیجئے — تاکہ اس کا چکر وہ لگائے جس نے چکر نہیں لگایا

عشق را با پنج و با شش کار نیست — مقصدِ او جز کہ جذبِ یار نیست

عشق کو پانچ اور چھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے — یار کی توجہ کے سوا اس کا اور کوئی مقصد نہیں ہے

بو کہ فیما بعد دستوری رسد — رازہائے گفتنی گفتہ شود

ہو سکتا ہے کہ بعد میں اجازت ہو جائے — کہنے کے قابل راز کہہ دیئے جائیں

لے یہ مولانا کا اپنے مرید ضیاء الحق حسام الدین کو خطاب ہے قسم سادس یعنی مثنوی کا چھٹا دفتر۔ جذب یعنی روحانی باطنی کشش ہے۔ حسامی نامہ یعنی مثنوی معنوی۔ جو کہ یار سے اور حقیقت کا طالب ہے

لے در تمام چونکہ چھٹے دفتر پر مضامین مکمل ہو جاتے ہیں لہٰذا اسکے بعد اور کوئی دفتر لکھنے کی ضرورت نہ ہونے کی نشان کا یہ خیال ہے کہ اس دفتر میں مولانا نے تصوف کے آخری اور بہترین مقامات ذکر فرما دیئے ہیں۔ شش جہات بھی ہیں تو یہ دفتر بھی چھ کر دیئے گئے ہیں تاکہ چھ جہت میں اس کا نور پھیل جائے

لے عشق مثنوی کا اصل مقصد قرب حق اور عشق حق ہے اس عشق کو پانچ دفتروں اور چھ دفتروں سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے مقصد پورا ہونا چاہئے تو چھٹا دفتر اس میں پیش کیا جا رہا ہے کہ شاید کھل کر بیان کرنے کی اجازت مل جائے اور یہ چھٹے دفتر میں بیان کر دیئے جائیں

Presented by www.ziaraat.com

با بیانے کاں بُوَد نزدیک تر — زیں کنایاتِ دقیق مُستتر
ایسے بیان کے ساتھ جو زیادہ نزدیک ہو — ان دقیق پوشیدہ کنایوں کے اعتبار سے

راز جز با رازداں انباز نیست — راز اندر گوشِ منکر راز نیست
راز، رازداں کے مناسب ہے — منکر کے کان میں راز، راز نہیں ہے

لیک دعوت وارد است از کردگار — با قبول و ناقبول اُو را چہ کار
لیکن حق تعالیٰ کی جانب سے دعوت دینے کا حکم آیا ہے — اُسے ماننے نہ ماننے سے کیا واسطہ؟

نوحؑ نُہ صد سال دعوت می نمود — دمبدم انکارِ قومش می فزود
حضرت نوحؑ نوسو سال دعوت دیتے رہے — لحظہ بلحظہ ان کی قوم کا انکار بڑھتا رہا

ہیچ از گفتن عناں واپس کشید — ہیچ اندر غارِ خاموشی خزید
انہوں نے کہنے سے کبھی باگ موڑی؟ — وہ کبھی خاموشی کے غار میں گھسے؟

زانکہ از بانگ و عُلالائے سگاں — ہیچ واگردد ز راہے کارواں
کیونکہ کتوں کے بھونکنے اور شور سے — قافلہ کبھی راستے سے لوٹا ہے!

یا شبِ مہتاب از غوغائے سگ — سست گردد بدر را در سیر تگ
یا چاندنی رات میں کتے کے بھونکنے سے — چودھویں کے چاند کی دوڑنے میں رفتار سست پڑی ہو

مہ فشاند نور و سگ عو عو کند — ہر کسے بر خلقتِ خود می تند
چاند نور چھڑکتا ہے اور کتا بھوں بھوں کرتا ہے — ہر ایک اپنی فطرت پر کام کرتا ہے

ہر کسے را خدمتے دادہ قضا — در خورِ آں گوہرش در ابتلا
قضا (اندازہ) نے ہر ایک کو ایک خدمت عطا کی ہے — اُس کی استعداد کے مناسب، آزمائش کے لئے

چونکہ نگذارد سگ آں بانگِ سقم — من مہم سیرانِ خود را چوں ہلم
جبکہ کتا اس دکھ کی آواز کو نہیں چھوڑتا ہے — میں چاند ہوں، میں اپنی رفتار کیسے چھوڑوں!

چونکہ سرکہ سرکگی افزوں کند — پس شکر را واجب افزونی بُوَد
جب سرکہ، سرکہ پن بڑھائے — تو شکر کی زیادتی ضروری ہے

قہر سرکہ لطف ہم چوں انگبیں — کایں دو باشد رکنِ ہر اسکنجبیں
قہر سرکہ ہے، مہربانی بھی شہد کی طرح ہے — ہر سکنجبیں کے یہی دو جزو ہوتے ہیں

پیدا کر دی جاتی ہے قہر کہ یعنی منکروں کا انکار شکر یعنی دعوت۔ سکنجبین، سکنجبین جو ادویہ میں مفید ہے وہ سرکہ اور شہد سے بنتی ہے اگر سرکہ تیز ہوتا ہے تو اس میں شکر کا اضافہ ضروری ہو جاتا ہے ورنہ وہ سکنجبین ناقص ہوگی قہر یعنی منکروں کا انکار سرکہ ہے اور لطف یعنی دعوت شہد ہے۔

ا؎ زیں: پہلے شعر میں جو کچھ داشاروں میں بیان ہوا ہے اس کو کھول کر بیان کر دیا جائے تاکہ سمجھ سکیں ۔ رازداں: بعض لوگوں کے انکار کا سبب ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ لوگوں کو حق کی دعوت دی جائے لہٰذا دعوت دینے والے کو اس سے بحث نہیں ہے کہ کوئی اس کو قبول کرے گا یا انکار کرے گا۔ نوح: حضرت نوحؑ نوسو سال تک دعوت دیتے رہے لیکن ان کی قوم کا انکار بھی بڑھتا رہا حضرت نوحؑ کی دعوت کا زمانہ ساڑھے نوسو سال ہے مولانا نے کسر کو حذف کر دیا ہے۔ ہیچ: حضرت نوحؑ منکروں کے انکار سے متاثر ہو کر نہ رکے۔

۲؎ زانکہ: منکروں کی مثال کتوں جیسی ہے اور دعوت دینے والوں کی مثال قافلہ کی سی ہے قافلہ کتوں کے بھونکنے سے راستہ سے واپس نہیں ہوتا ہے بلکہ آگے بڑھتا رہتا ہے۔ علالا: شور وغل، سخت آواز۔ یا شب: چودھویں کا چاند کتوں کے بھونکنے سے اپنی رفتار کم نہیں کرتا ہے۔ عو عو: کتے کے بھونکنے کی آواز۔ ہر کسے: قدرت نے ہر شخص کی استعداد کے مطابق ایک کام اس کے سپرد کیا ہے اور اس سے مقصود اس کی آزمائش ہے۔ مہ: ماہ۔ سیراں: سیر۔

۳؎ چونکہ: منکرین کے انکار سے دعوت کو ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اس میں اور شدت

۲

انگبیں گر پائے وا دارد ز خل — آید آں سکنجبیں اندر خلل
اگر شہد سرکہ سے کم ہو — اُس سکنجبین میں خلل پڑ جائے گا

قوم[1] بر وے سرکہا می ریختند — نوحؑ را دریا فزوں می ریخت قند
قوم اُن پر سرکے بہاتی تھی — دریا، نوحؑ پر شکر زیادہ بہاتا تھا

قند او را بُد مدد از بحرِ جود — پس ز سرکہ اہلِ عالم می فزود
اُن کی شکر کی مدد، سخاوت کے سمندر سے تھی — تو دنیا والوں کے سرکہ کے سبب وہ بڑھتی تھی

واحدٌ کالالف کہ بود؟ آں ولی — بلکہ صد قرن ست آں عبد العلی
ایک، ہزار کی طرح کون ہوتا ہے؟ وہ ولی ہے — بلکہ وہ (خدا) عالیشان کا بندہ سَو قرن ہوتا ہے

خُم کہ از دریا درو راہے شود — پیشِ او جیحونہا زانو زند
وہ مٹکا جس میں دریا کی جانب سے راستہ ہو جائے — اس کے سامنے بہت سے جیحوں، ادب کرنے لگیں

خاصہ[2] ایں دریا کہ دریاہا ہمہ — چوں شنیدند ایں مثال و دمدمہ
خصوصاً یہ دریا بلکہ تمام دریا — جب اُنھوں نے یہ مثال اور شہرت سُنی

شد دہانِ شاں تلخ زیں شرم و خجل — کہ قریں شد نامِ اعظم با اقل
اس شرم اور خجالت سے اُن کا منہ کڑوا ہو گیا — کہ (دریائے) اعظم کا نام (دریائے) اصغر کا ساتھی ہو گیا

در قرانِ ایں جہاں با آنجہاں — ایں جہاں از شرم میگردد جہاں
اس جہان کے اُس جہان کے ساتھ ملنے میں — یہ جہان شرم سے کود بھاگتا ہے

ایں عبارت تنگ و قاصر رتبت ست — ورنہ خس را با اخص چہ نسبت ست
یہ عبارت تنگ اور کم رُتبہ ہے — ورنہ تنکے کو اخص سے کیا نسبت ہے؟

زاغ[3] در رز نعرۂ زاغاں زند — بلبل از آوازِ خوش کے کم کند
انگورستان میں کوا کوّوں کے نعرے لگاتا ہے — بلبل حسین آواز کو کب کم کرتی ہے!

پس خریدارست ہر یک را خدا — در مزادِ یفعل اللہ ما یشا
پھر ہر ایک کا خریدار خدا ہوتا ہے — اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے کے بازار میں

نُقلِ خارستاں غذای آتش ست — بوی گل قوت دماغ سرخوش ست
کانٹوں کی جھاڑی کا چبینا آگ کی غذا ہے — نشیلے دماغ کی روزی پھول کی خوشبو ہے

جاسکتا ہے۔ پس بعض منکروں کا اتباع کرتے ہیں بعض داعیوں کا یہ خدا کی مشیت ہے۔ مزاد۔ نیلام کا بازار۔ نُقل۔ کانٹا دوسروں کے لئے ناپسندیدہ ہے لیکن آگ کو بہت بھاتا ہے کیونکہ اس کی غذا ہے اسی طرح منکرین کو انکار بھاتا ہے۔ سرخوش۔ معتدل مست۔ اسکو خوشبو پسند ہے اسی طرح دعوت کو قبول کرنیوالوں کو دعوت پسند آتی ہے۔

[1] قوم۔ حضرت نوحؑ کی قوم کا انکار جس قدر بڑھا قدرت نے حضرت نوحؑ پر اسی قدر زیادہ شکر بہادی۔ بحرِ جود۔ دریائے سخاوت یعنی حضرت حق تعالےٰ۔ واحد۔ شکر کے اضافہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جس قدر منکرین سخت ہوتے ہیں اتنا ہی اولوالعزم پیغمبر اُن کی طرف بھیجا جاتا ہے وہ ایک پیغمبر لاکھوں داعیوں کے وزن کا ہوتا ہے بلکہ سو قرن کے انسانوں کی برابر ہوتا ہے۔ خُم۔ چونکہ اس نبی اور رسول کا بحرِ حقیقی سے رابطہ ہوتا ہے تو وہ ایک کروڑوں پر غالب آجاتا ہے۔

[2] خاصہ ایں دریا۔ اللہ تعالےٰ کے فیض کی عموماً سمندر اور دریا سے مثال دی جاتی ہے اس تمثیل سے یہ دریا شرمندہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔ در قران۔ جب دونوں عالموں کا ساتھ ذکر ہوتا ہے تو عالمِ ہستی کو اپنی حقارت محسوس ہوتی ہے۔ ایں جہان۔ عالمِ ہستی۔ آں جہاں۔ عالمِ غیبی۔ جہاں۔ کودنے والا۔ ایں عبارت یعنی یہ تعبیر کہ حضرت حق تعالےٰ کو دریا قرار دیا ایک ناقص تعبیر ہے ورنہ خس یعنی دریا کو اخص یعنی حضرت حق تعالےٰ سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

[3] زاغ۔ مولانا نے پھر سابق مضمون کی طرف رجوع کیا ہے کہ منکرین کے انکار کی وجہ سے اسرار کا بیان نہیں چھوڑا

گر پلیدی[1] پیشِ ما رُسوا بُود — خوک و سگ را شکر و حلوا بُود

اگر گندگی ہمارے سامنے رُسوا ہے — سؤر اور کُتے کے لئے شکر اور حلوا ہے

گر پلیداں ایں پلیدیہا کُنند — آبہا بر پاک کردن می تنند

اگر پلید لوگ، پلیدیاں کرتے ہیں — پانی، پاک کرنے پر مستعد ہیں

ور جہانے پُر شود از خار و خس — آتشے محوش کُند در یک نفس

اگر دنیا کانٹے اور تنکے سے پُر ہو جائے — آگ اُس کو ایک سانس میں مٹا دیتی ہے

گرچہ ماراں زہر افشاں میکُنند — ورچہ تلخاں ماں پریشاں می کُنند

اگرچہ سانپ زہر افشانی کرتے ہیں — اگرچہ بدمزاج ہمیں پریشان کرتے ہیں

نحلہا بر کوہ و کُندُو و شجر — می نہند از شہد انبارِ شکر

شہد کی مکھیاں پہاڑ اور کوٹھی اور درختوں پر — شہد سے شکر کے انبار لگاتی ہیں

زہر[2] ہا ہر چند زہری می کُنند — زُود تریاقاتِ شاں بر می کَنند

زہر، ہر چند زہریلا پن پھیلاتے ہیں — تریاق اُن کو فوراً زائل کر دیتے ہیں

اینجہاں جنگ ست کُل چوں بنگری — ذرّہ با ذرّہ چوں دیں با کافری

یہ دنیا پوری جنگ ہے جب تو غور کرے — ذرّہ، ذرّے کیساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ دین کافری کیساتھ

آں یکے ذرّہ ہمی پرّد بچپ — واں دگر سُوئے یمیں اندر طلب

ایک ذرّہ بائیں کو اُڑتا ہے — تو دوسرا طلب میں دائیں جانب کو

ذرّہ[3] بالا و آں دیگر نگوں — جنگِ فعلی شاں ببیں اندر رُکوں

ایک ذرّہ اوپر کو اور دوسرا نیچے کو — رجحان میں اُن کی عملی جنگ کو دیکھ

جنگِ فعلی ہست از جنگِ نہاں — زیں تخالف آں تخالف را بداں

عملی جنگ، مخفی جنگ کی وجہ سے ہے — اِس اختلاف کو اُس اختلاف سے سمجھ لے

ذرّہ کاں محو شُد در آفتاب — جنگِ اُو بیروں شُد از وصفِ حساب

وہ ذرّہ جو سورج میں فنا ہو گیا — اُس کی جنگ حساب سے خارج ہو گئی

چوں ز ذرّہ محو شُد نفس و نفس — جنگش اکنوں جنگِ خورشید ست و بس

جب ذرّے کا نفس اور سانس فنا ہو گیا — اُس کی جنگ اب محض سورج کی جنگ ہے

یعنی ذرّاتِ عالم کا افعال و خواص میں مختلف ہونا۔ رُکوں۔ میلان۔ جنگِ نہاں یعنی ذرّات کا اختلاف اللہ تعالیٰ کے مختلف اسماء و صفات کا مظہر ہونے کی وجہ سے۔ ذرّہ۔ جب مقامِ فنا حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اختلافِ طبعی اس ذرّہ کی طرف منسوب نہیں رہتا ہے۔ چوں۔ ذرّہ کے محو ہو جانے کے بعد اُسکے افعال سورج کی طرف منسوب ہونگے جنگش۔ چونکہ اب م ان کی جنگ ظاہری نہیں ہے بلکہ اُن کے اثرات کی جنگ مراد ہے۔

---

1. گر پلیدی۔ نجاست انسان کے سامنے رُسوا ہے کُتے اور سؤر کی خوراک ہے۔ گر۔ ہر چیز بتقاضائے فطرت اپنا کام انجام دے رہی ہے۔ نجاست نجس بناتی ہے تو پانی پاک کر دیتا ہے یعنی، منکرین انکار کرتے ہیں اور داعی اُن کو بھلائی کی طرف بُلاتے ہیں۔ ور جہانے۔ خار و خس اپنا کام کرتے ہیں تو آگ اپنا کام کرتی ہے منکرین کی شرارتوں کو داعیوں کی دعوت فنا کر دیتی ہے۔ گرچہ۔ سانپ اپنا کام کرتے ہیں تو شہد کی مکھیاں اپنا کام کرتی ہیں لہٰذا ہمیں مُفسدوں کی وجہ سے تبلیغ کو ترک نہ کرنا چاہیئے۔

2. زہر ہا۔ منکروں کے انکار سے جب زہر پھیلتا ہے تو مُصلحین اپنے تریاق سے اُس کا اثر زائل کر دیتے ہیں۔ اینجہاں۔ اِس عالم کا بقا ہی اختلاف سے ہے لہٰذا منکرین کے اختلاف سے مصلح کو اپنا کام نہ روکنا چاہیئے۔ اینجہاں۔ عالمِ امکان مختلف اجزاء کا مجموعہ ہے اُس کے ہر ذرّے کو دوسرے ذرّے سے وہی نسبت ہے جو دین کو کفر سے۔ آں یکے۔ ایک ذرّے کا رُخ بائیں جانب ہے تو دوسرے کا دائیں جانب۔

3. ذرّہ۔ ایک ذرّے کا رُخ اوپر کو ہے دوسرے کا نیچے کو غرضکہ اِن ذرّوں کی باہمی کشمکش اور باہمی اختلاف ہے جنگِ فعلی

Presented by www.ziaraat.com

رفت[1] از وے جنبشِ طبع و سکون — از چہ از اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
اُس میں سے طبیعت کی حرکت اور سکون جاتا رہا — کیوں ؟ ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، کیونکہ

ما بہ بحرِ نورِ خود راجع شدیم — وز رضاعِ اصلِ مسترضع شدیم
ہم اپنے نور کے سمندر کی جانب لوٹ آئے — اور ہم اصل کی رضاعت سے دودھ پینے والے بنگئے

در فروعِ راہ اے ماندہ زغول — لاف کم زن از اصول اے بے اصول
اے چھلاوے کی وجہ سے راستہ کی پگڈنڈیوں میں بھٹکے ہوئے! — اے بے اصول! اصول کی شیخی نہ بگھار

جنگِ ما و صلحِ ما در نورِ عین — نیست از ما ہست بین الاصبعین
نورعین میں ہماری جنگ اور صلح — ہماری جانب سے نہیں ہے (خدا کی) دو انگلیوں کے درمیان ہے کیونکہ

جنگ[2] طبعی جنگِ فعلی جنگِ قول — در میانِ جزوہا حربیست ہول
طبعی جنگ، عمل جنگ، قولی جنگ — اجزا کے درمیان خوفناک جنگ ہے

ایں جہاں زیں جنگ قائم می بود — در عناصر درنگر تا حل شود
یہ دنیا اسی جنگ سے قائم رہتی ہے — عناصر میں غور کر لے، تاکہ حل ہو جائے

چار عنصر چار استونِ قوی ست — کہ بر ایشاں سقفِ دنیا مستوی ست
چاروں عنصر، چار مضبوط ستون ہیں — جن پر دنیا کی چھت قائم ہے

ہر ستونے اشکنندہ آں دگر — استنِ آب اشکنندہ آں شرر
ہر ستون دوسرے کو توڑنے والا ہے — پانی کا ستون، آگ کے ستون کو توڑنے والا ہے

پس بنائے خلق بر اضداد بود — لاجرم جنگی شدند از ضر و سود
تو دنیا کی بنا اضداد پر ہے — لامحالہ نقصان اور نفع کے اعتبار سے لڑنے والے ہو گئے

ہست[3] احوالت خلافِ ہمدگر — ہر یکے باہم مخالف در اثر
تیرے احوال ایک دوسرے کے خلاف ہیں — ہر ایک اثر میں ایک دوسرے کا مخالف ہے

چونکہ ہر دم راہِ خود را می زنی — با دگر کس سازگاری چوں کنی
جبکہ تو ہر وقت اپنی رہزنی کرتا ہے — دوسرے سے کیسے موافقت برتے گا!

فوجِ لشکرہائے احوالت ببیں — ہر یکے با دیگرے در جنگ و کیں
اپنے احوال کے لشکر کی فوج کو دیکھ لے — ہر ایک دوسرے کے ساتھ جنگ اور کینہ میں ہے

ایک انسان کے احوال باہمی مختلف ہیں تو وہ دوسرے سے کیسے متفق ہو سکتا ہے۔ فوج۔ انسان کے احوال ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں۔

---

[1] رفت۔ فنا کے بعد ذرے کا ہر سکون و حرکت اُس کا اپنا نہیں ہے بلکہ منجانب اللہ ہے۔ ما یعنی عارفین فانی فی اللہ۔ بحرِ نور۔ ذاتِ حق۔ مسترضع۔ دودھ پینے والا۔ در فروع جو فنا کے مقام پر نہیں پہنچا اُس کے افعال خود اُس کی طرف منسوب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے چاہئیں لاف زنی نہ کرنی چاہیے۔ جنگِ ما۔ فانی کا ہر کام خدا کی طرف منسوب ہے۔ نورِ عین یعنی چشمِ بصیرت کا ادراک۔ بین الاصبعین حدیث شریف ہے انسان کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جس طرح چاہتا ہے اُس کو پلٹ دیتا ہے لہٰذا ہمارے افعال خدا کی طرف منسوب ہیں۔

[2] جنگ۔ عالم کے اجزا میں جنگِ طبعی یعنی اجزا میں آثار اور طبائع کا اختلاف۔ جنگِ فعلی یعنی افعال و خواص کا اختلاف۔ جنگِ قولی یعنی اقوال کا باہمی اختلاف بہت خوفناک جنگ ہے اور یہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فانی دنیا کا قیام ہی اس جنگ پر ہے عناصر کی باہمی جنگ پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ چار عنصر۔ دنیا کی چھت چار متضاد عنصروں پر قائم ہے۔ استنِ آب۔ پانی آگ کو فنا کر دیتا ہے۔ پس۔ جبکہ مخلوق کی بنیاد ہی مختلف عناصر پر ہے تو مخلوق باہمی مختلف ہے۔

[3] ہست۔ مختلف چیزوں میں ہی اختلاف نہیں ہے بلکہ ایک چیز کے احوال میں بھی اختلاف ہے۔ چونکہ جبکہ خود

Presented by www.ziaraat.com

مى نگر[1] در خود چنیں جنگِ گراں
ایسی سخت لڑائی کو تو اپنے اندر دیکھ لے
پس چہ مشغولی بجنگِ دیگراں
تو دوسروں کی جنگ میں کیوں مبتلا ہے؟

تا مگر زیں جنگ حقّت وا خرد
تاکہ شاید اللہ (تعالیٰ) تجھے اِس جنگ سے چھڑا دے
در جہانِ صُلحِ یک رنگت بَرد
تجھے صلح کے یک رنگ جہان میں پہنچا دے

آں جہاں جُز باقی و آباد نیست
وہ جہان باقی اور آباد کے سوا کچھ نہیں ہے
زانکہ آں ترکیب از اضداد نیست
کیونکہ وہ ترکیب اضداد کی نہیں ہے

ایں تفانی از ضد آید ضدّ را
یہ باہمی فنا کرنا، ضد سے ضد کو پہنچتا ہے
چوں نباشد ضد نبود جُز بقا
جب ضد نہ ہو تو بقا کے سوا کچھ نہ ہوگا

نفیِ ضد کرد از بہشت آں بینظیر
اُس بے نظیر نے بہشت سے ضد کی نفی کر دی
کہ نباشد شمس و ضدش زمہریر
کہ نہ سورج ہوگا اور نہ اُس کی ضد زمہریر

ہست بے رنگی اصولِ رنگہا
بے رنگی، رنگوں کی اصل ہے
صلح[2] ہا باشد اصولِ جنگہا
صلحیں، جنگوں کی اصل ہیں

آں جہانست اصلِ ایں پُر غم وثاق
وہ جہان اِس پُر غم گھر کی اصل ہے
وصل باشد اصلِ ہر ہجر و فراق
ہر ہجر اور فراق کی اصل، وصل ہے

ایں تخالف از چہ آید وز کجا
یہ باہمی مخالفت کس چیز سے اور کہاں سے آتی ہے؟
وز چہ زاید وحدت ایں اضداد را
اور یہ وحدت اِن مخالف چیزوں میں کس چیز سے پیدا ہوتی ہے

زانکہ ما فرعیم و چار اضداد اصل
اس لئے کہ ہم فرع ہیں اور چار اضداد اصل ہیں
خوىِ خود در فرع کرد ایجاد اصل
اصل نے فرع میں اپنی خصلت پیدا کر دی ہے

گوہرِ[3] جاں چوں ورایِ فصلہاست
روح کا گوہر چونکہ اِن اضداد سے جداگانہ چیز ہے
خوىِ اُو ایں نیست خوىِ کبریاست
اُس کی خصلت یہ نہیں ہے، خدائی خصلت ہے

جنگہا بیں کاں اصولِ صُلحہاست
اُن جنگوں کو دیکھ جو صلحوں کی اصول ہیں
چوں نبیؐ کہ جنگِ اُو بہرِ خداست
جیسا کہ نبیؐ کہ اُس کی جنگ خدا کے لئے ہے

طُرفہ آں جنگے کہ رُکنِ صلحہاست
وہ جنگ عجیب ہے جو صلحوں کی رکن ہے
شاد اُو کایں جنگِ اُو بہرِ خداست
وہ خوش نصیب ہے، جس کی یہ جنگ خدا کیلئے ہے

---

[1] مى نگر۔ اگر انسان اپنے احوال پر نظر رکھے تو دوسروں سے جنگ کرنے میں مشغول نہ ہو۔ تا مگر۔ اگر خدا کسی کو صلح کے یک رنگ جہاں میں پہنچا دے تو بیشک وہ اختلاف سے نکل سکتا ہے۔ آں جہاں۔ عالمِ آخرت کی ترکیب اضداد سے نہیں ہے لہٰذا اُس میں بقا ہے۔ ایں تفانی۔ عالمِ دنیا کی فنا اضداد کی ترکیب کی وجہ سے ہے۔ کہ نباشد۔ عالمِ آخرت میں نہ سورج کی گرمی ہوگی نہ جاڑے کی سردی۔ بے رنگی یعنی عالمِ آخرت اصل اور مقصود ہے۔

[2] صلحہا۔ عالمِ شہود میں عالمِ آخرت ہی متصرف ہے وہی بے رنگ یہاں آکر رنگ حاصل کر لیتا ہے اور وہی اخیار جن میں وہاں صلح تھی یہاں آکر جنگ اختیار کر لیتی ہیں۔ وصل۔ عالمِ آخرت میں وصل ہے اور عالمِ دنیا میں ہجر و فراق ہے اور ہجر و فراق کی اصل وصل ہوتا ہے۔ ایں تخالف۔ عالمِ دنیا میں جو باہمی اختلاف اور اتحاد ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ اِس عالم کی بنیاد اضداد پر ہے اور چونکہ اِن اشیاء میں روح بھی ہے جو اِس عالمِ اضداد سے نہیں ہے اُس کی وجہ سے باہمی اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

[3] گوہرِ جاں۔ روح کا تقاضہ اختلاف نہیں ہے اُس میں کبریائی اخلاق ہیں جو اتحاد پیدا کر دیتے ہیں۔ جنگہا۔ رسولوں کے جہاد شر کو ختم کرنے کے لئے ہیں لہٰذا وہ جنگیں صلح کی اصول ہیں۔ طُرفہ۔ یہ جنگ دراصل فتنہ کو ختم کرنے کے لئے ہے اور یہ جنگ اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہوتی ہے۔

غالبست[1] و چیر در ہر دو[2] جہاں — شرح ایں غالب نگنجد در دہاں
وہ دونوں جہان میں غالب اور فاتح ہے — اس غالب کی شرح منہ میں نہیں سماتی

آبِ جیحوں را اگر نتواں کشید — ہم ز قدرِ تشنگی نتواں برید
جیحوں کے پانی کو اگر کوئی نہ کھینچ سکے — پیاس کی بقدر سے بھی تعلق منقطع نہ کرے

گر شدی عطشانِ بحرِ معنوی — فرجہ کن در جزیرہ مثنوی
اگر تو معنوی سمندر کا پیاسا ہے — تو مثنوی کے جزیرے کی سیر کر

فرجہ[3] کن چندانکہ اندر ہر نفس — مثنوی را معنوی بینی و بس
تو اس قدر سیر کر کہ ہر سانس میں — مثنوی کو صرف معنوی دیکھنے لگے

باد کہ را ز آبِ جو چوں وا کند — آب یک رنگی خود پیدا کند
ہوا، جب گھاس کو نہر کے پانی سے جدا کر دیتی ہے — پانی اپنی یک رنگی دکھاتا ہے

شاخہای تازہ مرجاں بیں — میوہائے رستہ ز آبِ جاں بیں
مونگے کی نئی شاخیں دیکھ لے — جان کے پانی سے اگے ہوئے میوے دیکھ لے

چوں ز حرف و صوت و دم یکتا شود — آں ہمہ بگذارد و دریا شود
جب حرف اور آواز اور سانس سے جدا ہو جائے — اُن سب کو چھوڑ کر دریا ہو جائے

حرف گوی و حرف نوش و حرفہا — ہر سہ جاں گردند اندر انتہا
بات کہنے والا اور بات سننے والا اور باتیں — آخر میں تینوں روح بن جائیں گی

ناں[4] دہند و ناں ستان و نانِ پاک — سادہ گردند از صور گردند خاک
روٹی دینے والا اور روٹی لینے والا اور پاک روٹی — صورتوں سے سادہ بن جائیں گی، مٹی بن جائیں گی

لیک معنیٰ شاں بود در سہ مقام — در مراتب ہم ممیز ہم مدام
لیکن ان کی روح تین مقام پہ ہو گی — مرتبوں میں بھی جداگانہ اور دوام میں بھی

خاک شد صورت ولے معنیٰ نشد — ہر کہ گوید شد تو گویش نے نشد
صورت مٹی ہو گئی لیکن معنیٰ نہ ہوئے — جو کہے کہ ہو گئے تو اس سے کہدے نہیں نہیں ہوئے

در جہانِ روح ہر سہ منتظر — گہ ز صورت ہارب و گہ مستقر
عالمِ روح میں تینوں منتظر ہیں — کبھی صورت سے متنفر اور کبھی قرار پانے والے

خاک شد۔ جسم فانی ہے اور روح باقی ہے اُس کے بقا کا انکار نہ کرنا چاہیئے۔ در جہاں۔ صورت کے فنا ہونے کے بعد روح ہمیشہ کے لئے صورت سے علیحدہ نہیں ہوتی حضرت حق تعالیٰ اُس کو مختلف صورتیں عنایت کرتے رہتے ہیں۔ ہارب۔ بھاگنے والا۔

[1] غالب۔ اس طرح کی جنگ کرنے والا دونوں جہان میں غالب رہتا ہے۔ آبِ جیحوں۔ ان جنگوں کے فضائل جو معیتِ حق کے ساتھ ہوتی ہیں دریائے ناپید اکنار ہیں اگر ان کی پوری فضیلت نہیں بیان کی جا سکتی ہے تو بقدر ضرورت بیان ضروری ہے مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ۔ جس چیز کا کُل حاصل نہ کیا جا سکے اُس کو پورا چھوڑا نہیں جاتا ہے۔

[3] فرجہ کن۔ اگر یہ مقصد حاصل کرنا ہے تو مثنوی کی سیر کر اور اُس کے معانی پر غور کر۔ باد کہ۔ دریا جو گھاس میں چھپا ہوا ہے جب ہوا اُس کی گھاس ہٹاتی ہے تو دریا کی یکرنگی نظر آنے لگتی ہے یہی حال مثنوی کا ہے الفاظ کو ہٹا کر معانی پر غور کیا جائے تو حقیقت واضح ہو گی۔ شاخہای۔ گھاس ہٹ جانے کے بعد دریا میں مونگے کی شاخیں نظر آئیں گی۔ چوں۔ کسی مضمون کے لئے حروف بمنزلہ گھاس کے ہیں۔ حرف۔ غور کرنے کے بعد کہنے والا اور سننے والا اور حروف سب حقیقت بن جاتے ہیں۔

[4] ناں دہند۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے روٹی دینے والا اور روٹی کھانے والا اور روٹی اپنی صورتیں ختم کر دینے کے بعد سب خاک بن جاتے ہیں۔ لیک۔ یہ تینوں چیزیں روح بن جائیں گی لیکن ہر روح کا مقام جداگانہ ہے۔

امرؔ آید در صُوَر رَو در رَوَد | باز ہم زامرش مجرد می شود
حکم ہوتا ہے، جسموں میں جا، چلی جاتی ہے | پھر اُسی کے حکم سے علیحدہ ہو جاتی ہے

پس لَہُ الخَلقُ وَ لَہُ الاَمرُ بداں | خلق صورت امر جان اکب آں
"اُسی کیلئے خلق ہے اور اُسی کیلئے امر ہے" تو سمجھ لے | خلق صورت ہے، امر اُس پر سوار رُوح ہے

راکب و مرکوب در فرمانِ شاہ | جسم بر درگاہ و جاں در بارگاہ
سوار اور سواری، شاہ کے حکم میں ہیں | جسم درگاہ پر اور رُوح دربار کے اندر ہے

چونکہ خواہد کاب آید در سبو | شاہ گوید جیشِ جاں را کار کبوا
جب وہ چاہتا ہے کہ پانی ٹھلیا میں آ جائے | شاہ، رُوح کے لشکر کو کہدیتا ہے کہ سوار ہو جاؤ

بازؔ جانہا راچو خواند بر عُلو | بانگ آید از نقیباں کانزِلُوا
پھر جب روحوں کو اوپر بُلاتا ہے | نقیبوں کی جانب سے آواز آتی ہے کہ "اُترو"

بعد ازیں باریک خواہد شد سخن | کم کُن آتش ہیزمش افزوں مکن
اس کے بعد بات باریک ہو جائے گی | آگ کو کم کر اُس کے ایندھن کو نہ بڑھا

تانجوشد دیگہائے خُرد زود | دیگِ ادراکات خُردست و فرود
تاکہ چھوٹی دیگیں جلد نہ اُبل پڑیں | ادراکات کی دیگ چھوٹی اور کم درجہ کی ہے

پاک سُبحانے کہ سیبستاں کُند | در غمامِ حرفِ شاں پنہاں کُند
وہ سبحان پاک ہے، جو سیبوں کا باغ لگاتا ہے | اُن کو حروف کے ابر میں پوشیدہ کر دیتا ہے

زیں غمامِ بانگ و حرف و گفتگو | پردۂ کز سیب ناید غیرِ بو
اس آواز اور حروف اور گفتگو کے ابر کی وجہ سے | ایسا پردہ ہے کہ سیب کی خوشبو کے سوا کچھ نہیں آتا

بارےؔ افزوں کش تو ایں بو را بہوش | تا سُوئے اصلت بَرَد بگرفتہ گوش
تو اس خوشبو کو ضرور ہوش کیساتھ خوب کھینچ | تاکہ تجھے کان پکڑ کر اصل کی جانب لے جائے

بُو نگہدار و بپرہیز از زکام | تن بپوش از باد و بُودِ سردِ عام
خوشبو کی حفاظت کر اور زکام سے بچ | جسم کو عوام کی سرد ہوا اور ہستی سے چھپا

تا نیند اید مشامت از اثر | اے ہواشاں از زمستاں سرد تر
تاکہ تیرے نتھنے (اثر سے) بند نہ ہو جائیں | اے (مخاطب)! اُن کی ہوا جاڑوں سے زیادہ سرد ہے

چوں جماد اند و فسردہ تن شگرف | می جہد انفاسِ شاں از تلِ برف
وہ جماد (جیسے) اور ٹھٹھرے ہوئے عجیب جسم ہیں | اُن کے سانس برف کے تودے سے نکل رہے ہیں

لہ امر آید۔ کبھی رُوح کے مُصور ہونے کا حکم ہوتا ہے۔ کبھی مجرد ہونے کا۔ لَہُ الخَلقُ۔ اس آیت میں خلق سے صورت اور امر سے رُوح مراد ہے۔ جسم۔ جسم چونکہ مادی ہے اس لئے بارگاہ سے باہر ہے اور رُوح چونکہ مجرد ہے اس لئے اُس کا رُتبہ بارگاہ کے اندر ہے۔ چونکہ۔ جب خدا رُوح کو مُصور کرنا چاہتا ہے اُس کو حکم دیدیتا ہے کہ جسم کی سواری پر سوار ہو جا۔

کہ باز جانہا۔ جب پھر اُنکو جسم سے مجرد کرتا ہے تو اُنکو حکم دیتا ہے کہ اپنی سواریوں سے اُتر آؤ۔ بعد ازیں۔ اب یہ بات عوام کے ذہن سے دُور ہو رہی ہے لہٰذا اس کو ختم کر دیا جائے آتش سے کلام اور ہیزم سے اس کی طوالت مُراد ہے۔ تانجوشد۔ رُوح کے جسم میں آنے جانے کی پوری کیفیت عوام کی عقول سے بالاتر ہے۔ پاک۔ اللہ تعالےٰ معانی کے سیبستان پیدا فرماتا ہے اور اُنکو حروف کے ابر میں پوشیدہ کر دیتا ہے اور لوگوں کو صرف خوشبو پہنچتی ہے۔

سہ بارے۔ جب اسرار کی خوشبو پہنچے تو اُسکے ذریعہ اصل تک پہنچنے کی کوشش کر۔ بو نگہدار۔ خوشبو کی حفاظت کر اور اپنے آپ کو زکام سے بچا جو عوام کے خلط ملط سے پیدا ہوتا ہے۔ تانیند اید۔ عوام کی صحبت روحانی امراض پیدا کرنے میں بہت سخت ہے۔

چوں۔ عوام کی صحبت سے جسم ٹھٹھر جاتا ہے جب ایسا ہو تو کسی کامل کی صحبت اختیار کر۔ زتن یعنی جسم۔ برف۔ عوام کی صحبت

Presented by www.ziaraat.com

چوں زمیں زیں برف درپوشد کفن — تیغِ خورشیدِ حسامؒ الدیں بزن
جب زمین اِس برف کا کفن پہن لے — حسام الدین کے سورج کی تلوار چلا دے

ہیں برآر از شرق سیفُ اللہ را — گرم کُن زاں شرق ایں درگاہ را
خبردار! مشرق سے اللہ کی تلوار کو نکال لے — اس سورج سے اُس درگاہ کو گرم کر دے

برف را خنجر زند آں آفتاب — سیلہا ریزد زکُہہا بر تُراب
وہ سورج برف کے خنجر مارے گا — پہاڑوں سے زمین پر بہت سے بہاؤ بہا دیگا

زانکہ لا شرقی ولا غربی ستاُو — با مُنجّم روز و شب حربی ستاُو
کیونکہ وہ نہ شرقی ہے، نہ غربی ہے — وہ شب و روز منجم سے لڑائی میں ہے

کہ چرا جُز من نُجومِ بے ہُدیٰ — قبلہ کردی از لئیمی و عمیٰ
کہ تونے کیوں میرے علاوہ بے ہدایت ستاروں کو — کمینہ پن اور اندھے پن سے قبلہ بنا یا ہے؟

تا خوشت ناید مقالِ آںؑ امین — در نُبے کہ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن
یہاں تک کہ تجھے اُس امین کی بات بھلی نہ لگی — قرآن میں، کہ میں غروب کرنیوالوں سے محبت نہیں کرتا

از قزح در پیشِ مہ بستی کمر — زاں ہمی رنجی زِ وَانْشَقَّ الْقَمَر
تونے سورج کے سامنے دھنک کمان کا پٹکا باندھا — اسی وجہ سے تو "اور سورج شق ہو گیا" سے رنجیدہ ہے

مُنکری ایں راکہ شَمسُ کُوِّرَتْ — شمس پیشِ تُست اعلیٰ مرتبت
تو اس کا منکر ہے کہ سورج لپیٹ دیا جائے گا — تیرے نزدیک سورج بلند مرتبہ ہے

از ستارہ دیدہ تصریفِ ہوا — نا خوشت آید اِذَا النَّجْمُ ھَوٰی
تو ہوا میں تصرف ستارے سے سمجھا ہے — اسی لئے تجھے "جب ستارہ گر جائے گا" ناپسند ہے

خودؑ مؤثّر تر نباشد مہ زناں — اے بسا نانے کہ بُرید عرقِ جاں
چاند یقیناً روٹی سے زیادہ مؤثر نہیں ہے — اے (مخاطب)! بہت سی روٹیاں ہیں جنہوں نے روح کی رگ کاٹ دی ہے

خود مؤثّر تر نباشد زُہرہ زآب — اے بسا آبا کہ کرد اُو تن خراب
یقیناً زہرہ پانی سے زیادہ مؤثر نہیں ہے — اے (مخاطب)! بہت سے پانی ہیں جنہوں نے جسم کو تباہ کیا ہے

مہر آں در جانِ تُست و پندِ دوست — میزند بر گوش تو بیرونِ پوست
اُس (ستارے) کی محبت تیری جان میں ہے اور دوست کی نصیحت — کھال سے باہر، کان سے ٹکراتی ہے

پندِ مادر تو نگیرد اے فلاں — پندِ تو در ما نگیرد ہم بداں
اے فلاں! ہماری نصیحت تجھ میں اثر نہیں کرتی ہے — سمجھ لے، تیری نصیحت بھی ہم میں اثر نہیں کرتی

لہ حُسام الدین یعنی کامل ولی۔ شرق۔ مشرق، مشرق۔ سورج۔ درگاہ یعنی جسم۔ برف۔ سورج کی حرارت سے برف گھل جائیگا۔ زانکہ۔ اولیاء کی صحبت ایسا سورج ہے جس کا شرق اور غرب سے تعلق نہیں ہے۔ کہ چرا۔ یہ سورج منجم سے کہتا ہے کہ تونے ستاروں کو اپنا قبلہ کیوں بنا رکھا ہے۔

ٹلہ آں امین۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ میں ان غروب ہو جانے والے ستاروں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ اِنْشَقَّ الْقَمَر۔ نجومی قمر کے شق ہونے کی بات سے ناخوش ہوتا ہے۔ منکری۔ نجومی اس بات کا بھی منکر ہے کہ قیامت میں سورج کو بے نور کر دیا جائیگا اور ستارے ٹوٹ جائینگے۔

سٹلہ خود۔ بیشک علم نجوم کے فوائد ہیں لیکن ستاروں کو مؤثر حقیقی سمجھنا غلطی ہے جیسے روٹی میں فوائد ہیں لیکن اس کا غلط استعمال ہلاک کر دیتا ہے۔ نیز زہرہ ستارے میں پانی سے زیادہ تاثیر نہیں ہے لیکن پانی کا غلط استعمال بھی بربادی کا سبب ہے۔ مہر آں۔ ستارے کی محبت نجومی کے دل میں پیوست ہو گئی ہے اور نصیحت صرف کان کے اوپر لگتی ہے۔ پندِ ما۔ منکر پر ہماری نصیحت اثر نہیں کرتی ہے ہاں اگر خدا اُس کے کان کھولدے تو نصیحت اثر کرنے لگے۔

Presented by www.ziaraat.com

جُز مگر مفتاحِ خاص آید ز دست
اِس کے سوا کہ دوست کی جانب سے خاص کنجی آجائے
کہ مَقَالِیدُ السّمٰوٰتِ آنِ اوست
کیونکہ آسمانوں کی کنجیاں اُس کی ملکیت ہیں

این[1] سخن ہمچوں ستارہ است و قمر
یہ بات بھی ستارے اور چاند کی طرح ہے
لیک بے فرمانِ حق ندہد اثر
لیکن خدا کے حکم کے بغیر اثر نہیں کرتی ہے

این ستارہ بیجہت تاثیرِ اُو
یہ ستارہ بے جہت ہے، اُس کی تاثیر
میزند بر گوشہائے وحی جُو
وحی کے جویاں کانوں میں پہنچتی ہے

کہ بیائید از جہت تا بیجہات
کہ جہت سے بے جہات کی جانب آجاؤ
تا نَدرَاند شمارا گرگِ مات
تاکہ تمہیں موت کا بھیڑیا پھاڑ نہ ڈالے

آنچناں کہ لمعۂ دُرپاشِ اُوست
اِس طرح پر کہ اُس کی موتی برسانے والی روشنی
شمسِ دنیا در صفت خفّاشِ اُوست
دنیا کا سورج، صفت میں اُس کی چمگادڑ ہے

ہَفت[2] چرخِ ازرقی دَر رقِ اُوست
سات نیلے آسمان، اُس کی غلامی میں ہیں
پیکِ ماہ اندر تپ و در دقِ اُوست
چاند کا قاصد اُس سے تپ اور دق میں ہے

زُہرہ چنگ مسئلہ در وے زدہ
زہرہ نے سوال کا ہاتھ اُس سے وابستہ کر رکھا ہے
مُشتری با نقدِ جاں پیش آمدہ
مشتری نقدِ جاں لے کر اُس کے سامنے آگیا ہے

دَر ہوائے دست بُوسِ اُو زُحل
زحل اُس کی دست بوسی کی خواہش میں ہے
لیک خود را می نہ بیند آں محل
لیکن اپنے لئے یہ رتبہ نہیں دیکھتا ہے

دَست[3] و پا مرّیخ چندیں خَست ازو
مرّیخ کے ہاتھ پاؤں اُس سے زخمی ہیں
واں عُطارد صد قلم بشکست ازو
عطارد نے اُس کے سبب سینکڑوں قلم توڑ دیئے ہیں

با مُنجّم ایں ہمہ انجم بجنگ
یہ ستارے نجومی سے جنگ میں ہیں
کاے رہا کردہ تو جاں بگزیدہ رنگ
کہ اے وہ! جس نے جان کو چھوڑ کر رنگ کو پسند کر لیا ہے

جاں وے است و ما ہمہ رنگ و رقوم
جان وہی ہے اور ہم سب رنگ اور نقوش ہیں
کوکبِ ہر فکرِ اُو جانِ نجوم
اُس کی فکر کا ہر ستارہ ستاروں کی جان ہے

فکر کو آنجا ہمہ نور ست پاک
فکر کہاں؟ وہاں تو سب پاک نور ہے
بہرِ تُست ایں لفظِ فکر اے فکرناک
اے متفکر! فکر کا لفظ تیرے لئے ہے

ہر ستارہ خانہ دارد در عُلا
بلندی میں ہر ستارے کا ایک خانہ ہے
ہیچ خانہ در نگنجد نجمِ ما
ہمارا ستارہ کسی خانہ میں نہیں سماتا ہے

[1] این سخن۔ یعنی خدائی نصیحت ستارے کی طرح ہے جو خدا کے حکم سے ہی مؤثر بنتی ہے۔ این ستارہ۔ یعنی دوست کی نصیحت اسی پر اثر کرتی ہے جو وحی کا مشتاق ہے۔ کہ بیائید۔ انکو کہ باجہت ستارے کو چھوڑ کر بے جہت ستارے یعنی دوست کی نصیحت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے تاکہ ہلاکت سے بچ سکیں۔ آنچناں۔ یہ بے جہت ستارہ اس قدر منور ہے کہ سورج اس کی شعاع سے چمگادڑ کی طرح منہ چھپاتا ہے۔

[2] ہفت۔ اس ستارے کے ساتوں آسمان غلام ہیں۔ چاند اس کے سامنے تپ اور دق میں مبتلا نظر آتا ہے۔ زہرہ۔ زہرہ ستارہ اس کا بھکاری ہے مشتری اس پر جان نثار کرتا ہے زحل ستارہ اس کی دست بوسی کرنا چاہتا ہے لیکن اپنے آپ کو اس فضیلت کا مستحق نہیں سمجھتا ہے۔

[3] دست۔ مریخ جو جلاد الفلک ہے اس نے اس کی خدمت میں اپنے ہاتھ پاؤں زخمی کر لئے ہیں عطارد جو دبیر الفلک ہے اس نے اس کی تعریف میں سینکڑوں قلم توڑ ڈالے ہیں۔ با منجم۔ ستارے نجومی کو ملامت کرتے ہیں کہ تو نے روح یعنی بے جہت ستارے کو چھوڑ کر ہم سے کیوں تعلق پیدا کیا ہے۔ ہر ستارہ۔ یہ ستارہ محدود ہے وہ ستارہ لامحدود ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

جانِ ۱۱ بے سُو در مکاں کے دَر رَوَد — نُورِ نامحدود را حد کے بُوَد
بے جہت جان، مکاں میں کب جاتی ہے؟ — لامحدود نور کی حد کہاں ہوتی ہے؟

لیک تمثیلے و تصویرے کُنند — تا کہ دَریابد ضعیفِ دَرد مَند
لیکن ایک مثال اور تصویر بنا دیتے ہیں — تاکہ کمزور دردمند سمجھ لے

مِثل نبُود لیک باشد آں مثیل — تا کُند عقلِ مجمّد را گسیل
وہ مثل نہیں ہوتی لیکن وہ مثال ہوتی ہے — تاکہ منجمد عقل کو کشادہ کر دے

عقلِ سَر تیز ست لیکن پای سُست — زانکہ دل ویراں شُدست و تن دُرست
سَر کی عقل تیز ہے، لیکن سُست قدم ہے — کیونکہ دل ویران ہے اور جسم درست ہے

عقلِ ۲ شاں در نقلِ دنیا پیچ پیچ — فکرِ شاں در ترکِ شہوت ہیچ ہیچ
انکی عقل دنیا کو منتقل کرنے میں پیچ در پیچ ہے — شہوت کو ترک کرنے میں انکی فکر ہیچ در ہیچ ہے

صَدرِ شاں در وقتِ دعوی ہمچو شرق — صبرِ شاں در وقتِ تقوی ہمچو برق
انکا سینہ دعوے کے وقت سورج کیطرح ہے — انکا صبر تقوے کے وقت برق کی طرح ہے

عالمے اندر ہُنرہا خود نما — ہمچو عالَم بے وفا وقتِ وفا
وہ خود نما ہنروں میں ایک عالم ہے — وفا کے وقت دنیا کی طرح بے وفا ہے

وقتِ خود بینی نگنجد در جہاں — در گلو و معدہ گُم گشتہ چو ناں
خود بینی کے وقت دنیا میں نہیں سماتا ہے — حلق اور معدے میں روٹی کیطرح گم ہے

ایں ۳ ہمہ اوصافِ شاں نیکو شود — بد نماند چونکہ نیکو خُو شوَد
انکے یہ سب اوصاف بھلے ہو جاتے ہیں — جب نیک خصلت ہو جاتا ہے وہ بُرے نہیں رہتے ہیں

گر مَنی گندہ بُود ہمچو مَنی — چوں بجاں پیوست یابد روشنی
اگرچہ خودی، منی کی طرح گندی ہے — جب جان سے وابستہ ہو جاتی ہے روشنی حاصل کر لیتی ہے

ہر جمادے کو کُند رُو در نبات — از درختِ بختِ اُو رُوید حیات
جو جماد، نبات کی طرف رُخ کر لیتا ہے — اُسکے نصیبہ کے درخت سے زندگی اُگ آتی ہے

ہر نباتے کو بجاں رُوی آورَد — خضرؑ وار از چشمۂ حیواں خورَد
ہر نبات جو جاں کی جانب رُخ کرتی ہے — وہ حضرت خضرؑ کی طرح آبِ حیات سے سیراب ہو جاتی ہے

باز چوں جاں رُو سُوی جاناں نہد — رخت را در عمرِ بے پایاں نہد
جب جان، جاناں کی طرف رُخ کرتی ہے — ختم نہ ہونے والی زندگی میں سامان جما رکھتی ہے

۱؎ جان۔ روح لامکانی چیز ہے وہ کسی مکاں میں محدود نہیں ہو سکتی ہے۔ لیک۔ روح کی مثالیں محض کمزور عقل والوں کو سمجھانے کے لئے بیان کر دی جاتی ہیں لیکن وہ چیز اُس روح کی مثل نہیں ہوتی جو تمام اوصاف میں شریک ہو بلکہ مثال اور مثیل ہوتی ہے۔ مجمد۔ جامد۔ گسیل۔ کشادہ کرنا، آزاد کرنا۔ عقلِ سر۔ تن پرور روح کی تعمیر نہیں کرتا ہے۔

۲؎ عقلِ شاں۔ انکو صرف عقلِ معاش حاصل ہے عقلِ معاد سے وہ بالکل محروم ہیں۔ صدرِ شاں۔ غلط دعووں میں بڑی حیثیت کے مالک ہیں لیکن تقوے کے اعتبار سے اُن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ عالمے۔ خود نمائی میں وہ ایک دنیا معلوم ہوتا ہے اور وفا کے وقت دنیا کی طرح بے وفا معدوم ہوتا ہے۔ وقت۔ خود بینی کے وقت دنیا میں نہیں سماتا ہے اور گلے اور معدے کی لذت کے وقت روٹی کی طرح گم ہو جاتا ہے۔

۳؎ ایں ہمہ۔ انسان جب نیک خصلت بنجاتا ہے تو اُس کی بُرائیاں بھلائیوں میں تبدیل ہوتی ہیں۔ گر منی۔ خودی بُری چیز ہے لیکن جب اسکا تعلق روح سے ہو جائے تو بھلی بنجاتی ہے۔ ہر جمادے۔ جب جماد نبات کا جزو بنجاتا ہے تو فضیلت حاصل کر لیتا ہے۔ ہر نباتے۔ جو نبات روح سے تعلق پیدا کر لیتی ہے اسمیں مزید فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ باز۔ جب روح اپنا تعلق روح الارواح سے کر لیتی ہے تو اس کو نہ مٹنے والی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

سؤالِ[1] سائل از واعظ کہ مُرغے بر سرِ ربض نشستہ بُود بہتر

ایک سائل کا ایک واعظ سے سوال کرنا کہ جو پرند احاطہ پر بیٹھا ہو اُس کا

اُو فاضل تر ست و شریف تر و عزیز تر و مُکرم تر

سر فاضل اور زیادہ شریف اور زیادہ عزیز اور زیادہ معزز ہے

یا دُمِ اُو و جواب دادنِ واعظ سائل را بقدرِ فہم

یا اُس کی دم اور واعظ کا سائل کو اُس کے فہم اور ادراک کے مطابق

و ادراکِ اُو

جواب دینا

واعظے را گفت روزے سائلے
ایک روز ایک سوال کرنے والے نے ایک واعظ سے کہا

کاے تو منبر را سنی[2] تر قابلے
کہ اے جناب! آپ منبر کے اعلیٰ درجہ کے قابل ہیں

یک سوالستم بگو اے ذو لباب
میرا ایک سوال ہے، اے عقلمند! فرمائیے

اندریں مجلس سوالم را جواب
اس مجلس میں میرے سوال کا جواب

بر سرِ بارو یکے مُرغے نشست
قلعہ کی دیوار پر ایک پرند بیٹھا ہے

از سر و از دُم کدامینش بہ است
اُس کے سر اور دُم میں سے کون افضل ہے؟

گفت اگر رُویش بشہر و دم بدہ
اس نے کہا اگر اُسکا منہ شہر کیطرف اور دُم گاؤں کیجانب ہو

رُوئے اُو از دُمِ اُو میداں کہ بہ
سمجھ لے کہ اُسکا منہ اُس کی دُم سے بہتر ہے

ور سُوئے شہر ست دُم رویش بدہ
اگر دم شہر کی جانب اور منہ گاؤں کی جانب ہو

خاکِ آں دُم باش و از رُویش بجہ
اُس دم کی خاک بن جا، اور اُس کے چہرے سے بچ

مُرغ با پر می پرد تا آشیاں
پرندہ پروں سے آشیانہ کی طرف پرواز کرتا ہے

پرِ مردم ہمت ست اے مردماں
اے لوگو! انسان کا پر، ہمت ہے

عاشقے کالودہ شُد در خیر و شر
وہ عاشق جو خیر اور شر میں ملوث ہے

خیر و شر منگر تو در ہمت نگر
خیر اور شر کو نہ دیکھ تو ہمت کو دیکھ

باز[3] اگر باشد سپید و بے نظیر
باز اگر سفید اور بے مثال ہو

چونکہ صیدش موش باشد شد حقیر
جبکہ اُسکا شکار چوہا ہو، وہ حقیر ہے

ور بُود جغدے و میلِ اُو بشاہ
اور اگر وہ جغد ہو اور اُسکا میلان شاہ کیجانب ہو

اُو سرِ باز ست منگر در کلاہ
وہ باز کا سر ہے، چوٹی کو نہ دیکھ

---

[1] سوال۔ اس سوال وجواب سے یہی بتایا ہے کہ ہر چیز اپنے افضل کی معیت سے مزید فضیلت حاصل کر لیتی ہے۔ ربض۔ ماحول، احاطہ۔

[2] سنی۔ بلند۔ بارو قلعہ۔ در ہمت۔ یعنی عاشق کے افعال پر نظر نہ کر بلکہ اُس کی ہمت کو دیکھ جو بہر حال قابلِ تعریف ہے۔

[3] باز۔ باز اگر چوہے کا شکار کرنے لگے تو ذلیل ہے۔ ور بُود۔ اگر جغد شاہ کی طرف نظر رکھے شریف ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

در[1] همی شیرے خورد از مُرده خر
اگر شیر مردہ گدھا کھا رہا ہے

سگ بُود او شکلِ شیرے کم نگر
وہ کُتّا ہے، شیر کی شکل کو نہ دیکھ

در پلنگ و گرگ را افگند سگ
اگر کُتّے نے چیتے اور بھیڑیے کو پچھاڑ دیا

شیر میداں مر وُرا بے ریب و شک
بے شک و شبہ اُس کو شیر سمجھ

آدمی بسرشته از یک مُشتِ گِل
آدمی، ایک مُٹھی بھر مٹی سے گُندھا ہوا

برگذشت از چرخ و از کوکب بدل
قلب کے ذریعہ آسمان اور ستارے سے بڑھ گیا

آدمی بر قدرِ یک طشتِ خمیر
آدمی جو خمیر کے ایک طشت کی بقدر ہے

برفزود از آسمان و از اثیر
آسمان اور کرۂ ناری سے بڑھ گیا

هیچ کَرَّمْنَا شنید ایں آسماں
اس آسمان نے کبھی "ہم نے مکرّم بنایا" سُنا ہے

کہ شنید ایں آدمیِ پُر غماں
جو اِس غموں کے بھرے ہوئے آدمی نے سنا ہے

بر زمین و چرخ عرضہ کرد کس
کسی نے زمین اور آسمان پر پیش کیا ہے

خوبی و عقل و عبارات و ہوس
حُسن اور عقل اور عبارتیں اور تمنّا؟

جلوہ کردی ہیچ تو بر آسماں
کبھی تو نے آسمان پر رونمائی کی ہے

خوبیِ رُوی و اصابت در گماں
چہرے کی خوبصورتی اور گمان میں رائے کی درستگی کی

پیشِ[2] صورتہای حمّام اے ولد
اے صاحبزادے! حمّام کی تصویروں کے سامنے

عرضہ کردی ہیچ سیم اندامِ خود
اپنا چاندی جیسا جسم کبھی تو نے پیش کیا ہے؟

بگذری زاں نقشہائے ہمچو حور
تو اُن حور جیسی تصویروں سے گذر جاتا ہے

جلوہ آری با عجوزے نیم کور
ایک چندھی بڑھیا کو جلوہ دکھاتا ہے

در[3] عجوزہ چیست کایشاں را نبُود
بڑھیا میں کیا ہے، جو انہیں نہیں تھا

کو ترا زاں نقشہا با خود ربُود
جو تجھے اُن تصویروں سے اپنی جانب اُچک لے گئی

تو نگوئی من بگویم در بیاں
تو نہ بتا، میں بیان میں بتاتا ہوں

عقل و حسّ و درک و تدبیرست و جاں
عقل اور حسّ اور ادراک اور تدبیر اور جان ہے

در عجوزہ جانِ آمیزش کُنے ست
بڑھیا میں جان ہے جو آمیزش کرنے والی ہے

صورتِ گرمابہا را روح نیست
حمّام کی تصویروں میں روح نہیں ہے

صورتِ گرمابہ گر جنبش کُند
حمّام کی تصویر اگر حرکت کرنے لگے

در زماں از صد عجوزت بر کَنَد
فوراً تجھے سیکڑوں بوڑھیوں سے جدا کر دے

[1] در همی۔ جو شیر مُردہ گدھے کا شکار کرے وہ کُتّا ہے اور اگر کتا چیتے یا شیر کا شکار کرے تو وہ شیر ہے۔ آدمی۔ انسان جسکی سرشت مٹی اور پانی سے ہے ہمّت کیوجہ سے آسمان اور ستاروں سے بلند ہے۔ کرّمنا۔ "ہم نے فضیلت دی" یہ انسان کی فضیلت اُس کی بلند ہمّت کیوجہ سے ہے انسانی خصوصیات جو آسمان اور زمین کو حاصل نہیں ہیں وہ محض اُس کی بلند ہمّت کی وجہ سے ہیں۔

[2] پیشِ صورتہا۔ حمّام کی تصویریں ہمّت سے خالی ہیں اور بے قدر ہیں۔ بگذری۔ حمّام کی تصویروں سے انسان کوئی تعلق نہیں رکھتا اور ایک بد صورت بڑھیا سے تعلق پیدا کرتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ تصویریں بے روح اور بے ہمّت ہیں۔

[3] در عجوزہ۔ بڑھیا کی طرف میلان کی وجہ اُسکا حسّ و ادراک اور عقل ہی ہے۔ در عجوزہ۔ بڑھیا میں روح اور جان ہے جو حمّام کی تصویروں میں نہیں ہے۔ صورت۔ اگر حمّام کی تصویریں باشعور ہو جائیں تو بڑھیا کی طرف کبھی میلان نہ ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

جانؔ[1] چہ باشد باخبر از خیر و شر — شاد با احسان و گریاں از ضرر

جان کیا ہوتی ہے؟ جو خیر اور شر سے باخبر ہے — احسان سے خوش اور نقصان سے رونے والی ہے

چوںؔ[2] سرِ و ماہیتِ جاں مُخبر ست — ہر کہ او آگاہ تر با جاں تر ست

جبکہ جان کا راز اور ماہیت اُسکا باخبر ہوتا ہے — جو زیادہ آگاہ ہے جان کے اعتبار سے زیادہ ہے

اقتضای جان چو اے دل آگہیست — ہر کہ آگہ تر بُود جانش قویست

اے دل! جب جان کا اقتضاء باخبری ہے — جو زیادہ باخبر ہوگا اُسکی جان زیادہ قوی ہوگی

خود جہانِ جاں سراسر آگہیست — ہر کہ بیجان ست از دانش تہی ست

عالمِ ارواح خود سراسر باخبری ہے — جو بے جان ہے وہ دانش سے خالی ہے

رُوح را تاثیرِ آگاہی بُود — ہر کرا ایں بیش اَللّٰہی بُود

روح کی تاثیر باخبری ہے — جس کو یہ زیادہ حاصل ہے وہ اللہ والا ہے

چوںؔ خبرہا ہست بیروں از نہاد — باشد ایں جانہا دراں میداں جماد

چونکہ بہت سی خبریں وجود سے باہر کی ہیں — تو جانیں اُس میدان میں جماد ہوں گی

جانِ اوّل مظہرِ درگاہ شُد — جانِ جاں خود مظہرِ اللہ شُد

جانِ اوّل درگاہ کا مظہر ہے — جانِ جاں خود اللہ (تعالیٰ) کا مظہر ہے

آں ملائک جملہ عقل و جاں بُدند — جانِ نو آمد کہ جسمِ آں شُدند

ملائک، مجسم عقل اور روح تھے — نئی روح آئی جس کے لئے وہ جسم بن گئے

از سعادت چوں براں جاں بر زدند — ہمچو تن آں رُوح را خادم شُدند

سعادت کی وجہ سے جب اُس روح سے جالگے — جسم کی طرح، اُس روح کے خادم ہوگئے

آںؔ[3] بلیس از جاں ازاں سر بُردہ بُود — یک نشُد با جاں کہ عضوِ مُردہ بُود

اُس شیطان نے اُس جان سے سرتابی کی — جان کے ساتھ ایک نہ بنا کیونکہ مردہ عضو تھا

چوں نبُودش آں فدای آں نشُد — دست بشکستہ مُطیعِ جاں نشُد

چونکہ اُسکو وہ (سعادت) حاصل نہ تھی وہ اُس روح پر (قربان نہ ہوا) — ٹوٹا ہوا ہاتھ تھا جان کا فرماں بردار نہ بنا

جاں نشُد ناقص گر آں عضوش شکست — کاں بدستِ اُوست تا اند کرد، ست

اگر اُسکا وہ عضو ٹوٹ گیا جان ناقص نہ ہوئی — کیونکہ وہ اُسکے قبضہ میں ہے اُسکو موجود کر سکتی ہے

سرِ دیگر ہست کو گوشِ دِگر — طوطئ کو مستعدِ آں شکر

ایک دوسرا راز ہے، دوسرا کان کہاں ہے؟ — وہ طوطی کہاں ہے جو اُس شکر کی استعداد رکھے؟

[1] جاںؔ۔ جان کے خواص یہ ہیں کہ وہ بھلے بُرے کو پہچانتی ہے، احسان سے خوش اور نقصان سے غمگین ہوتی ہے چوں جبکہ جان کے یہ خواص ہیں تو جو زیادہ باخبر ہوگی وہ مکمل جان ہوگی اور جو شخص زیادہ باخبر ہوگا اُسکی جان زیادہ قوی ہوگی، بے جان، دانش اور عقل سے خالی ہوتا ہے۔ مقتضی روح کی تاثیر آگاہی ہے جو روح اس صفت میں بڑھی ہوئی ہوگی وہ خدائی روح ہوگی۔

[2] چوںؔ۔ اگر طبیعت میں علم و احساس کا مادّہ نہیں ہے تو وہ ذی روح بستر جماد کے سمجھا جائے گا۔ جانِ اوّل۔ وہ روح جو مدبّر بدن ہے وہ اللہ کی صفات کا مظہر ہے اور جان کی جان جو علوم و معارف سے متصف ہو جاتی ہے وہ مظہر ذاتِ حق ہو جاتی ہے۔ آں ملائک — ملائک مجسم عقل و جان تھے لیکن وہ حضرت آدمؑ کی روح کے اسطرح تابع ہوگئے جسطرح جسم روح کے تابع ہے۔

[3] آں بلیس۔ شیطان نے اُس روح سے رابطہ منقطع کر لیا وہ مردہ عضو بن کر رہ گیا۔ دستِ بشکستہ۔ جو عضو ٹوٹ جاتا ہے وہ روح سے خالی ہو جاتا ہے جاں نشُد۔ لیکن شیطان کی نافرمانی سے آدمؑ کے کمال میں نقصان نہیں آیا۔ سرِ دیگر شیطان کی نافرمانی کا ایک اور راز بھی ہے جو عوام کے سامنے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ سرِ دیگر دوسری جگہ مولانا نے یہ راز بھی ظاہر کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ کی صفت مُضل کا مظہر ضروری تھا اسلئے بھی شیطان کو پیدا فرمایا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

طوطیانِ خاص را قندیست ژرف ؎۱
خاص طوطیوں کے لئے شکر بہت ہے

طوطیانِ عام ازیں خور بستہ طرف
عام طوطیوں نے اس خوراک سے آنکھ بند کر رکھی ہے

کے چشد درویشِ صورت زاں نکات
صورت کا بھکاری اِن نکتوں کو کیا چکھ سکتا ہے!

معنی ست آں نے فعولن فاعلات
وہ معنیٰ ہیں فعولن فاعلات نہیں ہے

ازخرِ عیسٰی دریغش نیست قند ؎۱
حضرت عیسٰیؑ کو اپنے گدھے سے شکر کے بارے میں دریغ نہ تھا

لیک خر آمد بخلقت کہ پسند
لیکن گدھا طبعاً گھاس کو پسند کرتا ہے

قند خر را گر طرب انگیختے
اگر گدھے کو شکر خوش کر سکتی

پیشِ خر قنطارِ شکر ریختے
تو وہ گدھے کے سامنے ہی شکر کا بورا ڈال دیتے

معنیِ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ
"ہم انکے مونہوں پر مہر لگائیں گے" کے معنیٰ

ایں شناس اینست رہرو را مُہم
یہ سمجھ لے، یہ سالک کے لئے ضروری ہے

تا ؎۲ ز راہِ خاتمِ پیغمبراں
پیغمبروں کے خاتم کے راستے کے ذریعہ

بوکہ برخیزد زلب ختمِ گراں
ہو سکتا ہے کہ ہونٹ سے بھاری مہر ہٹ جائے

ختمہائے کانبیا بگذاشتند
وہ مہریں جو انبیاء باقی چھوڑ گئے تھے

آں بدینِ احمدی برداشتند
اُن کو احمدیؐ دین کے ذریعہ ہٹا دیا ہے

قفلہای ناکشادہ ماندہ بود
جو بغیر کھلے ہوئے تالے رہ گئے تھے

از کفِ اِنَّا فَتَحْنَا برکشود
"بیشک ہم نے کھولا" کے ہاتھ سے کھلے

او ؎۳ شفیع ست ایں جہان و آنجہاں
وہ اس جہان اور اُس جہان کے سفارشی ہیں

ایں جہاں در دین و آنجا در جناں
اِس جہان میں دین کے اور اُس جہان میں جنتوں کے

ایں جہاں گوید کہ تو رہ شاں نما
یہ جہان کہتا ہے کہ آپ اُن کو راستہ دکھائیں

واں جہاں گوید کہ تو مہ شاں نما
وہ جہان کہتا ہے کہ آپ اُن کو چاند دکھائیں

پیشہ اش اندر ظہور و در کموں
ظاہر اور باطن میں اُن کی عادت

اِهْدِ قَوْمِيْ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
"میری قوم کو ہدایت دے بیشک وہ بے خبر ہیں" ہے

؎۱ طوطیاں۔ خاصانِ خدا کے لئے اسرار کی شکر بکثرت موجود ہے وہ اُس سے غذا حاصل کر رہے ہیں عوام اِس طرف توجہ نہیں کرتے ہیں۔ کے چشد۔ جو شخص محض لفظوں کا بھکاری ہے اُس کو معانی کا لطف حاصل نہیں ہوتا۔ یہ مثنوی محض شاعری نہیں ہے بلکہ اسرار کا بیان ہے۔ از خرِ عیسٰیؑ۔ حضرت عیسٰیؑ اپنے گدھے کو بھی اسرار کی تعلیم دے سکتے تھے لیکن اُس میں استعداد ہی نہ تھی۔ قند۔ اگر اُن کا گدھا اسرار سننے کی اہلیت رکھتا تو وہ اُس کو اسرار کی تعلیم دیتے۔ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ۔ قرآن پاک میں ہے۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ "آج ہم اُن کے مونہوں پر مہر لگا دینگے" مولانا فرماتے ہیں کہ اِس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اُنہیں اسرار کو ہضم کرنے کی استعداد نہیں ہے۔

؎۲ تا از راہ۔ اگر یہ بے استعداد لوگ آنحضورؐ کا طریقہ اختیار کریں تو ہو سکتا ہے اُن میں استعداد پیدا ہو جائے اور وہ مُہر جو اُن لوگوں کے منہ پر لگی ہے آنحضورؐ کی برکت سے اُکھاڑ دی جائے۔ قفلہای۔ اِن لوگوں کے منہ پر جو قفل لگے ہوئے ہیں وہ آنحضورؐ کی برکت سے کھل جائیں گے۔ اِنَّا فَتَحْنَا۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ "بیشک ہم نے اُن کے لئے فتح کر دیا" اس میں صرف مکّہ کی فتح مراد نہیں ہے بلکہ قفلوں کا کھلنا بھی مراد ہے ——

؎۳ او شفیع۔ آنحضورؐ دونوں جہانوں کے شفیع ہیں دنیا میں اُن کی سفارش سے اسرارِ دین تک رسائی ہوئی ہے اور آخرت میں جنت تک رسائی ہوگی۔ ایں جہاں۔ دنیا بزبانِ حال آپ سے کہتی ہے کہ اُن کو راہِ ہدایت دکھایئے اور آخرت کہے گی کہ اُن کو دیدارِ خداوندی کرایئے۔ اِهْدِ۔ آنحضورؐ کی دعا تھی کہ "خدا میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں ہیں"

Presented by www.ziaraat.com

بازگشته[1] از دمِ اُو ہر دو باب — در دو عالم دعوتِ اُو مُستجاب

ان کی دُعا سے دونوں دروازے کھلے — دو جہاں میں اُن کی دُعا مقبول ہے

بہرِ ایں خاتم شدست اُو کہ بجود — مثلِ او نے بود و نے خواہند بود

اسی لئے وہ خاتم بنے، کیونکہ سخاوت میں — اُن جیسا نہ تھا اور نہ ہوں گے

چونکہ در صنعت بَرد اُستاد دست — نے تو گوئی ختمِ صنعت بَر تو است

جب کوئی اُستاد کاریگری میں بازی لے جاتا ہو — کیا تو نہیں کہتا کہ کاریگری اس پر ختم ہے!

در[2] گشادِ ختمہا تو خاتمی — در جہانِ رُوح بخشاں حاتمیؑ

آپ مہروں کے کھولنے میں خاتم ہیں — رُوح بخشنے والوں کے جہان میں آپ حاتم ہیں

ہست اشاراتِ محمدٌ المراد — کُل گشاد اندر گشاد اندر گشاد

خلاصہ یہ ہے کہ محمدؐ کے ارشادات ہو — سب فتوح در فتوح در فتوح ہیں

صد ہزاراں آفریں بر جانِ اُو — بر قدوم و دورِ فرزندانِ اُو

آپ کی جان پر لاکھوں آفرین ہیں — اُن کی تشریف آوری اور آپکے فرزندوں کے دور پر بھی،

آں خلیفہ زادگانِ مُقبلش — زادہ اند از عنصرِ جان و دلش

اُن کے وہ بااقبال شہزادے — جو اُن کے دل اور جان کے جوہر سے پیدا ہوئے

گر ز بغداد و ہری یا از رَے اند — بیمزاجِ آب و گِل نسلِ وے اند

خواہ وہ بغداد اور ہرات یا رے کے ہیں — بغیر پانی اور مٹی کے ملاؤ کے آپ کی نسل سے ہیں

شاخِ گُل ہر جا کہ رُوید ہم گُل ست — خُمِّ مُل ہر جا کہ جوشد ہم مُل ست

پھول کی شاخ جہاں بھی اُگے پھول ہے — شراب کا مٹکا جہاں بھی جوش مارے شراب ہے

گر[3] ز مغرب بر زند خورشید سر — عینِ خورشید ست نے چیزے دگر

اگر سورج مغرب سے رونما ہو — بعینہ سورج ہے نہ کہ دوسری چیز

عیب چیناں را ازیں دم کور دار — ہم بستاریِ خود اے کردگار

عیب نکالنے والوں کو اس کلام سے اندھا رکھ — اے خدا! اپنی ستاری سے

گفت حق چشمِ خفاشِ بدسگال — بستہ ام من ز آفتابِ بے مثال

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بدخواہ چمگادڑ کی آنکھ کو — میں نے بے مثال سورج سے بند کر دیا ہے

از نظر ہائے خفاشِ کم و کاست — انجم و آں شمس نیز اندر خفاست

چمگادڑوں کی ناقص نظروں سے — ستارے اور وہ سورج بھی پوشیدگی میں ہے

[1] بازگشتہ۔ آنحضورؐ کی دونوں دُعائیں مقبول ہیں۔ بہتر ایں۔ آنحضورؐ کو خاتم النبیین محض اس لئے نہیں کہا گیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا بلکہ اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ فیض رسانی میں نہ آپ جیسا کوئی ہوا اور نہ ہوگا یعنی جس طرح آپ خاتم زمانی ہیں اسی طرح آپ کمالات کے بھی خاتم ہیں۔ چونکہ۔ جب کوئی اُستاد کسی دستکاری میں انتہائی کمال پیدا کر لیتا ہو تو کہا جاتا ہے یہ دستکاری اُس پر ختم ہے۔

[2] در گشاد۔ آنحضورؐ کو مہروں کے کھولنے میں اسی درجہ کمال تھا کہ آپ کو خاتم کہا گیا۔ اشارات۔ آنحضورؐ کے کلام میں وہ اشارے ہیں جنسے مہروں کی کشادگی ہی کشادگی ہے فرزندگان یعنی روحانی اولاد۔ آں خلیفہ زادگاں آپ کے جانشین جو آپ کے عنصر سے بنے ہیں۔ گر۔ یہ جانشین خواہ کسی ملک کے ہوں وہ آپ کی روحانی اولاد ہیں۔ شاخ۔ کسی درخت کی قلم جہاں بھی لگاؤ وہ اُسی درخت کا فرد ہے۔ شراب کسی بھی برتن میں ہو وہ شراب ہی ہے لہٰذا اولاد میں باپ ہی کا اثر ہے۔

[3] گر ز مغرب سورج جہاں سے بھی طلوع کرے سورج ہی ہے۔ عیب چیناں ان بزرگوں کے جو عیب چین ہیں تکوینی اعتبار سے ان کو میرے اس کلام سے محروم رکھ گفت حق۔ جن کے قلب پر مہر لگ گئی ہے اُن کی

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

نکوهیدن[1] ناموسهائے بوسیده راکه مانعِ ذوقِ ایمان و
پرانی عزتوں کی برائی جو ایمان کے ذوق سے مانع ہیں اور سچائی کے ضعف

دلیلِ ضعفِ صدق اند و راهزنِ صد هزار ابلہ چنانکه
کی دلیل ہیں اور لاکھوں بیوقوفوں کے لئے راہزن ہیں جیسا کہ

راهزنِ آں مخنث شده بودند گوسفنداں و نمی یارست گذشتن و
اُس ہیجڑے کے لئے بکریاں ہوگئی تھیں اور وہ گذر نہ سکا اور ہیجڑے

پرسیدنِ مخنث از چوپاں کہ ایں گوسفندانِ تو عجب
نے گڈریئے سے پوچھا کہ تعجب ہے یہ تیری بکریاں مجھے کاٹتی

مرا می گزند گفت اگر مردی و در تو رگِ مردی هست
ہیں۔ اُس نے کہا کہ اگر تو مرد ہے اور تجھ میں مردانگی کی رگ ہے تو

همه فدائے تو اند و اگر مخنثی هر یکے ترا اژدرهاست مخنثے
سب تجھ پر قربان ہیں اور اگر تو ہیجڑا ہے تو ہر ایک تیرے لئے

دیگر هست که در حالے که گوسفنداں دید باز گشت و از
اژدہا ہے۔ ایک دوسرا ہیجڑا ہے کہ جیسے ہی اُس نے بکریاں دیکھیں تو واپس ہوگیا اور

پرسیدن ترسید که اگر من بپرسم گوسفنداں اندر من
دریافت کرنے سے ڈرا کہ اگر میں دریافت کروں گا تو بکریاں مجھ پر حملہ کردیں گی

اُفتند و مرا بگزند
اور مجھے کاٹ لیں گی

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا	اے صیقالِ روح و سلطانِ هُدیٰ
اے ضیاء الحق حسام الدین! آجائیے	اے روح کی صیقل اور ہدایت کے شہنشاہ!
مثنوی را مسرحِ[2] مشروح ده	صورتِ امثالِ اُو را روح ده
مثنوی کو کشادہ میدان دیدیجئے	اُس کی مثالوں کی صورت کو روح دیدیجئے
تا حروفش جمله عقل و جاں شوند	سوئے خلدستانِ جاں پراں شوند
تاکہ اُس کے حروف مجسم عقل اور جان بنجائیں	جان کی جنت کی طرف اڑنے لگیں
هم بسعیِ تو ز ارواح آمدند	سوئے دامِ حرف مستحقن شدند
آپ ہی کوشش سے (عالمِ ارواح سے آئے ہیں	حروف کے جال میں قیدی ہوگئے ہیں

[1] نکوهیدن۔ جس طرح یہ ہیجڑے بلا وجہ بکریوں سے ڈر گئے اسی طرح کم ہمت لوگ اپنے جاہ و ناموس کے خیال سے حق کے قبول کرنے سے ڈرتے ہیں۔

[2] مسرح۔ چراگاہ و مسرح۔ کشادہ۔ امثال۔ حکایات۔ سوئے۔ یعنی مثنوی کے الفاظ عالمِ غیب کی جانب متوجہ ہوجائیں۔

Presented by www.ziaraat.com

بادعمرت در جہاں ہمچوں خضرؑ — جاں فزاؤ دستگیر و مستمر
دنیا میں آپ کی عمر خضرؑ کی طرح ہو — جان کو بڑھانے والی اور دستگیر اور زندۂ جاوید

چوں خضرؑ والیاسؑ مانی در جہاں — تا زمیں گردد ز لطفت آسماں
آپ حضرت خضرؑ اور الیاسؑ کی طرح دنیا میں رہیں — تاکہ آپ کی عنایت سے زمین آسمان بن جائے

گفتمے از لطف تو جزوے ز صد — گر نبودے طمطراق چشمِ بد
میں تیری مہربانی میں سے ایک فی سیکڑہ بیان کرتا — اگر نظرِ بد کا زور و شور نہ ہوتا

لیک از چشمِ بدِ زہر آب دم — زخم ہائے روح فرسا خوردہ ام
لیکن بری نظر کے زہریلے پانی کے اثر سے — روح کو گھٹانے والے میں نے بہت زخم کھائے ہیں

جز برمزِ ذکرِ حالِ دیگراں[2] — شرحِ حالت می نیارم در بیاں
سوائے دوسروں کے ذکر کے اشارے کے — میں آپکی حالت کا بیان نہیں کر رہا ہوں

ایں بہانہ ہم ز دستانِ دلے ست — کہ ازو پا ہای دل اندر گلے ست
یہ بہانہ بھی اس دل کے مکر کی وجہ سے ہے — جس کی وجہ سے دل کے پاؤں مٹی میں دھنسے ہوئے ہیں

صد دل و جاں عاشقِ صانع شدہ — چشمِ بد یا گوشِ بد مانع شدہ
سیکڑوں جان اور دل صانع کے عاشق ہوئے — بری نظر یا برا کان مانع بنا

خود یکے بوطالب آں عمِ رسولؐ — می نمودش شنعتِ عرباں مہول
ایک ابو طالب ہی رسولؐ کے چچا — ان کو عربوں کا طعن و تشنیع خوفناک نظر آیا

کہ چہ گویندم عرب کز طفلِ خود — او بگردانید دینِ معتمد
کہ مجھے کیا کہیں گے کہ اپنے بچے کی وجہ سے — اس نے اپنا معتمد دین بدل دیا

منصبِ[3] اجداد و آبا را بماند — در پئے احمدؐ چنیں بیرہ براند
آباء و اجداد کا منصب چھوڑ دیا — احمدؐ کے پیچھے بے راہ روانہ ہو گیا

آں رسولِ پاکباز و مجتبیٰؐ — از پئے آں تا رہاند مرد را
اس سخت اور پاکباز رسولؐ نے — اس لئے کہ اُن کو نجات دے

گفتش اے عم یک شہادت تو بگو — تا کنم با حق شفاعت بہرِ تو
ان سے کہا اے چچا! ایک گواہی دیدیجئے — تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے آپ کی سفارش کروں

گفت لیکن فاش گردد از سماع — کل سرٍ جاوز الاثنین شاع
انھوں نے کہا لیکن سننے سے مشہور ہو جائے گا — جو راز دو سے بڑھا مشہور ہوا

[1] خضر۔ حضرت خضرؑ پریشانوں کی حوصلہ افزائی اور بیکسوں کی دستگیری کرتے ہیں اور جب سے پیدا ہوئے ہیں برابر زندہ ہیں یہ تینوں باتیں حضرت حسام الدین کو حاصل ہو جائیں۔ الیاس۔ حضرت الیاسؑ زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں۔ گفتمے۔ لوگوں کی نظرِ بد کے ڈر سے میں آپ کے معمولی احوال بھی ذکر نہیں کر رہا ہوں۔

[2] جز۔ دوسرے بزرگوں کے پیرایہ میں آپ کا ذکر کرتا ہوں۔ ایں بہانہ یعنی صراحۃً ذکر نہ کرنا۔ دلے۔ یعنی حاسد کا دل۔ پا ہای دل یعنی میرے دل کے پاؤں۔ صد۔ لوگوں کی نظرِ بد اللہ کے عشق سے بھی مانع بنی ہے۔ بوطالب۔ ابو طالب لوگوں کے طعن و تشنیع کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ شنعت۔ بدگوئی۔ عرباں۔ اہلِ عرب۔ مہول۔ خوفناک۔ دینِ معتمد یعنی قریش کا دین۔

[3] منصب۔ یعنی یہ طعنہ دیں گے کہ سرداری خاک میں ملا دی۔ گفتش۔ آنحضورؐ نے فرمایا چچا چپکے سے کلمۂ شہادت پڑھ لیجئے مجھے آپ کی سفارش کا حق ہو جائے گا۔ گفت۔ ابو طالب نے کہا، راز راز نہ رہے گا مشہور ہو جائیگا۔

Presented by www.ziaraat.com

من[1] بمانم در زبانِ ایں عرب — پیشِ ایشاں خوار گردم زیں سبب
میں ان عربوں کی زبانوں پر رہوں گا — اس سبب سے اُن کے سامنے ذلیل ہو جاؤں گا

لیک اگر بودیش لُطفِ ماسبق — کے بُدے ایں بَددلی با جذبِ حق (۳)
لیکن اگر اُن پر ازلی مہربانی ہوتی — حق کے جذبہ کے سامنے یہ بددلی کب رہتی؟

اَلغیاث اے تو غیاثُ المُستغیث — زیں دوشاخہ اختیاراتِ خبیث
اَلمدد، اے فریادرسوں کی مدد! — دوراہے کے ان خبیث اختیارات سے

من ز دستان و ز مکرِ دل چناں — مات گشتم کہ بماندم از فُغاں
میں دل کے مکر اور فریب سے ایسا — عاجز آگیا ہوں کہ فریاد سے (بھی) عاجز ہوں

من[2] کہ باشم چرخ با صد کاروبار — زیں کمیں فریاد کرد از اختیار
میں کون ہوں؟ آسمان نے (بھی) سیکڑوں کاروبار کے ہوتے ہوئے — اختیار کی وجہ سے اس گھات کی جگہ سے فریاد کی ہے

کاے خداوندِ کریمِ بُردبار — دہ اماں زیں دوشاخہ اختیار
کہ اے حلیم، کریم خدا! — اس اختیار کے دوراہے سے مجھے امن عطا کر

جذبِ یک راہِ صراطُ المستقیم — بہ ز دو راہہ تردد اے کریم
سیدھے راستے کی ایک راہ کی کشش — اے کریم! دوراہے کے تردد سے بہتر ہے

زیں دو رہ گرچہ ہمہ مقصد توئی — لیک خود جاں کَندن آمد ایں دوئی
اس دوراہے اگرچہ توہی مقصود ہے — لیکن یہ دوئی خود جان کنی ہے

زیں دو رہ گرچہ بجز تو عزم نیست — لیک ہرگز رزم ہمچوں بزم نیست
اس دوراہے سے اگرچہ تیرے سوا کا ارادہ نہیں ہے — لیکن رزم، بزم کی طرح ہرگز نہیں ہے

در نُبے[3] بشنو بیانش از خدا — آیت اَشْفَقْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا
قرآن میں اس کا بیان خدا سے سُن — آیت "وہ اس سے ڈرے کہ اس کو اٹھائیں"

ایں تردد ہست در دل چوں وغا — کایں بُوَد بہ یا کہ آں حالے مرا
یہ تردد دل میں جنگ کی طرح ہے — کہ میرے لئے یہ بہتر ہوگا یا وہ حال

در تردد می زند بر ہمدگر — خوف و امید بہی در کرّ و فرّ
تردد میں ایک دوسرے پر حملہ کرتی ہے — خوف اور بھلائی کی اُمید کشمکش میں

زیں تردد عاقبت ماں خیر باد — اے خدا مرجانِ ما را کُن تو شاد
انجام کار اس تردد سے ہمارے لئے خیریت ہو — اے خدا تو ہماری جان کو تو خوش رکھ

---

[1] من بمانم۔ ابوطالب نے کہا میں ہمیشہ عربوں کی زبان سے بنام رہوں گا اور ذلیل ہو جاؤں گا۔ لیکن ابوطالب پر اللہ کی مہربانی نہ تھی ورنہ وہ کلمہ پڑھ لیتے۔ بددلی یعنی کلمۂ شہادت پڑھنے سے۔ دوشاخہ۔ یعنی رائے کا تذبذب۔ مات گشتم۔ انسان تذبذب کی حالت میں عاجز آجاتا ہے۔

[2] من کہ باشم۔ اختیار کے دوراہے سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ آسمان بھی پریشان ہوا۔ کمین۔ عالمِ شہادت یعنی دوشاخہ اختیار جس میں مکلف ہونا پڑتا ہے۔ جذب۔ دوراہے سے یہ بہتر ہے کہ خدا ایک صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمادے۔ زیں دو رہ۔ اگرچہ عاصی اور مطیع دونوں اسماء الٰہی کا مظہر ہیں لیکن تشریعًا مطلوب اطاعت ہے۔ رزم معصیت مظہرِ قہر ہے اور بزم یعنی اطاعت مظہرِ مہر ہے لہٰذا دونوں یکساں نہیں ہیں۔

[3] در نُبے۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ امانت آسمانوں اور زمینوں پر پیش کی گئی وہ اس کے برداشت کرنے سے ڈر گئے۔ مولانا نے امانت سے مراد یہی اختیار کا دوراہہ لیا ہے۔ وغا یعنی انسان کا تردد۔ تردد۔ اس حالت میں خوف اور بھلائی کی باہمی کشمکش رہتی ہے۔ زیں۔ تردد کی حالت میں خدا عاقبت بخیر کرے۔

Presented by www.ziaraat.com

مناجات و پناہ جستن بحق سبحانہ تعالیٰ از فتنۂ اختیار و از فتنۂ اسبابِ اختیار کہ سموات و ارضین از اختیار و اسبابِ اختیار شکوہیدند و ترسیدند و خلقتِ آدمی مُولع افتاد بر طلب اختیار و اسبابِ اختیارِ خویش چنانکہ بیمار باشد خود را اختیار کم بیند صحت خواہد کہ سببِ اختیار ست تا اختیارش بیفزاید و منصب خواہد تا اختیارش بیفزاید و مہبطِ قہرِ حق اُو عزّ و جلّ در امم ماضیہ فرط اختیار و اسبابِ اختیارات بودہ است ہرگز فرعون بے نوا و گرسنہ کس ندیدہ است

دُعا اور اللہ تعالیٰ سے پناہ ڈھونڈنا اختیار کے فتنہ سے اور اختیار کے اسباب کے فتنہ سے، کیونکہ آسمان اور زمین اختیار اور اختیار کے اسباب سے خوف کھا گئے اور ڈر گئے اور آدمی کی جبلت اپنے اختیار کے اور اختیار کے اسباب کے طلب کرنے میں لالچی ہو گئی جیسا کہ بیمار ہوتا ہے، اپنا اختیار کم دیکھتا ہے تو وہ صحت چاہتا ہے کیونکہ وہ اختیار کا سبب ہے تاکہ اس کا اختیار بڑھ جائے اور عہدہ چاہتا ہے تاکہ اس کے اختیار میں اضافہ ہو جائے اور پہلی امتوں میں اللہ عزوجل کے قہر کے نزول کی جگہ اختیار اور اختیار کے اسباب کی زیادتی ہوئی ہے، کسی شخص نے کبھی کوئی بھوکا اور بے سروسامان فرعون نہیں دیکھا ہے

اے کریم ذوالجلال مہرباں | دائمُ المعروف دارای جہاں
اے مہربان، عظمت والے کریم! | سدا احسان والے، جہان تھامنے والے

یَا کَرِیْمَ الْعَفْوِ حَیٍّ لَمْ یَزَلْ | یَا کَثِیْرَ الْخَیْرِ شاہِ بے بدل
اے ہمیشہ رہنے والے، زندہ بھلی معافی والے! | اے گھنی خیر والے، بے بدل شہنشاہ!

اوّلم ایں جزر و مد از تو رسید | ورنہ ساکن بود ایں بحر اے مجید
یہ جزر و مد ابتدائً مجھے تجھ سے ملا | ورنہ اے بزرگ! یہ سمندر ساکن تھا

ہم ازانجا کایں تردد دادیم | بے تردد کن مرا ہم از کرم
جس جگہ سے تو نے مجھے یہ تردد دیا ہے | مجھے کرم سے بے تردد بھی کر دے

ل مناجات۔ تردد کی حالت میں مولانا نے عاقبت بخیر ہونے کی دعا شروع کی ہے۔

ل خلقت۔ انسان ہمیشہ اختیار کا طالب بنتا ہے بیماری سے صحت اس لئے چاہتا ہے کہ اختیار میں اضافہ ہو اور یہ اختیار کی زیادتی ہی انسان کی تباہی کا سبب بنتی ہے جیسا کہ فرعون اور پہلی امتوں کے واقعات سے ظاہر ہے۔

ل مہبط۔ جائے نزول۔ دارای جہاں۔ تھامنے والا۔ جزر و مد۔ یعنی تردد میں گھٹا و بڑھاؤ۔

Presented by www.ziaraat.com

ابتلائم می کنی آہ الغیاث ۔ اے ذکور از ابتلائت چوں اناث

آہ تو میری آزمائش کرتا ہے فریاد ہے ۔ اے وہ! تیری آزمائش کے سامنے مذکر مؤنث کیطرح ہو گئے ہیں

تا بکے ایں ابتلا یا رب مکن ۔ مذہبے ام بخش و دہ مذہب مکن

یہ آزمائش کب تک؟ اے خدا! نہ کر ۔ مجھے ایک راستہ عنایت کر دے دس راستے نہ بنا

اشترے ام لاغرے و پشت ریش ۔ ز اختیار ہمچو پالان شکل خویش

میں کمزور اونٹ ہوں اور زخمی کمر ۔ اپنے پالان جیسی شکل کے اختیار سے

ایں کژاوہ گہ شود ایں سو گراں ۔ آں کژاوہ گہ شود آں سو کشاں

یہ کنارہ کبھی اس جانب بھاری ہو جاتا ہے ۔ وہ کنارہ کبھی اُس طرف کھنچ جاتا ہے

بفگن از من حمل ناہموار را ۔ تا ببینم روضۂ ابرار را

مجھ سے ناہموار بوجھ کو گرا دے ۔ تاکہ میں نیکوں کے باغیچے کو دیکھوں

ہمچو آں اصحاب کہف از باغ جود ۔ می چرم ز ایقاظ نے بل ہم رقود

اصحاب کہف کی طرح سخاوت کے باغیچے سے ۔ میں غذا حاصل کروں جاگتے ہوئے نہیں بلکہ وہ سوتے ہیں

خفتہ باشم بر یمین یا بر یسار ۔ برنگردم جز چو گوئے بے اختیار

میں دائیں پر سویا ہوا ہوں یا بائیں پر ۔ میں صرف بے اختیار گیند کی طرح کروٹ بدلوں

ہم بتقلیب تو تا ذات الیمین ۔ یا سوی ذات الشمال اے رب دیں

تیرے ہی پلٹنے سے، دائیں جانب ۔ یا بائیں جانب اے دین کے رب!

صد ہزاراں سال بودم در مطار ۔ ہمچو ذرات ہوا بے اختیار

میں اڑنے کی جگہ میں لاکھوں سال رہا ۔ ہوا کے ذرّوں کی طرح بے اختیار

گر فراموشم شدست آں وقت حال ۔ یادگارم ہست در خواب ارتحال

اگرچہ وہ حال اور وقت میں بھول گیا ہوں ۔ نیند میں منتقل ہونا میرے لئے یادگار ہے

می رہم زیں چار میخ چار شاخ ۔ می جہم در مسرح جاں زیں مناخ

میں اس چار میخ چار شاخے سے نجات پا جاتا ہوں ۔ اس بٹھانے کی جگہ سے روح کی چراگاہ میں کود جاتا ہوں

شیر آں ایام ماضی ہائے خود ۔ می چشم از دایۂ خواب اے صمد

اپنے ان گزرے ہوئے دنوں کا دودھ ۔ نیند کی دایہ سے میں، اے بے نیاز! چکھتا ہوں

جملہ عالم ز اختیار و ہست خود ۔ می گریزد در سر سرمست خود

تمام جہاں اپنی ہستی اور اختیار سے ۔ اپنے مدہوش سر کی جانب بھاگتا ہے

لے ابتلاء۔ تردد جس میں ہر راہ پر چلنے کا اختیار ہو۔ اللہ کی جانب سے ایک آزمائش ہے۔ ذکور۔ اس مقام پر بڑے بڑے بہادر ناکام ہو گئے ہیں۔ اختیار۔ انسان پر اختیار ایسا ہی لدا ہوا ہے جیسا کہ اونٹ پر پالان۔ ایں کژاوہ۔ انسان کا اختیار کبھی برائی کی طرف جھکتا ہے کبھی بھلائی کی جانب۔ روضہ۔ باغ جنت جو ہر بھلائی کا نتیجہ ہے۔

ٹے ہمچو۔ اصحاب کہف کا سونا خدا کے حکم سے تھا لہٰذا وہ اس غیر اختیاری حالت میں بھی اطاعت میں مصروف تھے۔ خفتہ۔ ہم بھی غیر اختیاری حالت میں اطاعت میں مصروف رہیں۔ تقلیب۔ خدا ہی ان اصحاب کہف کی کروٹیں بدلواتا تھا۔ مطار۔ یعنی عالم ارواح۔ اس میں انسان غیر اختیاری حالت میں تھا۔ گر فراموشم۔ انسان عالم ارواح کی زندگی بھولے ہوئے ہے۔ نیند میں اس کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

تے می رہم۔ اس وقت انسان عالم شہود کی تکلیفات سے فی الفور الگ ہو جاتا ہے۔ چار میخ۔ مجرموں کو سزا دینے کا ایک طریقہ تھا۔ چار شاخ۔ ایک قسم کی تپ اور طوق تھا۔ جو مجرموں کی گردن میں ڈالا جاتا تھا۔ مسرح۔ چراگاہ۔ مناخ۔ اونٹوں کو بٹھانے کی جگہ۔ تشبیہ۔ جسکی حالت میں عالم ارواح کا نہ دیکھ لیتا ہوں جلد عالم۔

تا دمے از ہوشیاری وارہند — ننگِ خمر و زمر بر خود می نہند

تاکہ تھوڑی دیر کیلئے ہوشیاری سے نجات پائیں — شراب اور باجے کی ذلت اختیار کرتے ہیں

جملہ[1] دانستہ کہ ایں ہستی فخ ست — فکر و ذکر اختیاری دوزخ ست

سب نے جان لیا ہے کہ یہ ہستی جال ہے — اختیاری فکر اور ذکر جہنم ہے

می گریزند از خودی در بیخودی — یا بمستی یا بشغل اے مہتدی

خودی سے بیخودی کی جانب بھاگتے ہیں — یا مستی کے ذریعہ یا کسی شغل کے ذریعہ اے ہدایت یافتہ!

نفس را زاں نیستی وامی کشی — زانکہ بے فرماں شدند اندر بہشی

آپ نفس کو اس نیستی سے اس لئے جدا کر دیتے ہیں — کیونکہ وہ بغیر حکم کے بے ہوش ہوا ہے

نیستی باید کہ آں از حق بود — تا کہ بیند اندراں حسنِ احد

وہ نیستی چاہئے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو — تاکہ اس میں احد کا حسن دیکھے

لیس[2] للجن ولا للانس ان — تنفذوا من حبس اقطار الزمن

نہ جن کے لئے اور نہ انسان کیلئے یہ ممکن ہے — کہ تم زمانے کے اطراف سے نکل بھاگو

لا نفوذ الا بسلطان الہدیٰ — من تجاویف السموات العلیٰ

بجز ہدایت کے بادشاہ کے نکلنا نہیں ہے — بلند آسمانوں کے جوفوں سے

لا ہدی الا بسلطان یقی — من حراس الشہب روح المتقی

ہدایت نہیں ہے مگر اس شاہ سے جو بچاتا ہے — متقی کی روح کو ٹوٹنے والے ستاروں کے نگہبانوں سے

ہیچ کس را تا نگردد او فنا — نیست رہ در بارگاہِ کبریا

کسی شخص کے لئے جب تک وہ فنا نہ ہوجائے — کبریا کی بارگاہ میں راستہ نہیں ہے

چیست معراجِ فلک ایں نیستی — عاشقاں را مذہب و دیں نیستی

آسمانوں کی معراج کیا ہے؟ یہ نیستی ہے — عاشقوں کا مذہب اور دین نیستی ہے

پوستیں[3] و چارق آمد از نیاز — در طریقِ عشق محرابِ ایاز

عاجزی کی وجہ سے پوستین اور چپل — ایاز کے لئے راہِ عشق میں محراب ہے

گرچہ او خود شاہ را محبوب بود — ظاہر و باطن لطیف و خوب بود

اگرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا — ظاہر اور باطن پاکیزہ اور اچھا تھا

گشتہ بے کبر و ریا و کینہ — حسنِ سلطاں را رخش آئینہ

وہ بغیر تکبر اور ریا اور کینہ کے بن گیا — اس کا رخ شاہ کے حسن کا آئینہ تھا

[1] جملہ۔ سب انسان محسوس کرتے ہیں کہ خودی ایک جال ہے اسی لئے کوئی مستی کے ذریعہ کوئی کسی اور شغل کے ذریعہ بیخودی اختیار کرتا ہو [illegible]

نفس۔ جو مستی اور استغراق عبادت سے پیدا ہوتا ہے اس میں دوام ہوتا ہے کسی معصیت کے پیدا شدہ بیخودی عارضی ہوتی ہے۔ نیستی جو بیخودی عبادت اور طاعت سے پیدا ہوتی ہے اس سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

[2] لیس۔ کسی ولی کو معراج روحانی اور عالم ملکوت کی سیر اسی وقت میسر آتی ہے جب جذب الٰہی ہو اور خلاص کو ان ستاروں سے بچائے جو عالم ملکوت سے باتیں چرانے والے شیاطین کو جلا ڈالتے ہیں۔ ہیچ کس۔ فنا کے بعد ہی بقا کا درجہ ممکن ہے اور نیستی کے بعد روحانی معراج حاصل ہوتی ہے۔

[3] پوستین۔ ایاز کا مقصد پوستین اور چپل محفوظ رکھنے سے نیازمندی تھا جو فنا اور نیستی کا سبب ہے۔ گرچہ۔ ایاز کا پوستین اور چپل کو محفوظ رکھنا اور روزانہ اُن کو دیکھنا اس بنا پر نہ تھا کہ اسکی نیستی اور فنا ناقص تھی اور اسکو ڈر تھا کہ ہستی اور خودی کے سبب کبر وغیرہ نہ پیدا ہوجائیں

Presented by www.ziaraat.com

چونکہ از ہستیِ خود مفقود شد　　مُنتہایِ کارِ اُو محمود شد

جبکہ وہ اپنی ہستی سے گم ہوگیا　　اُس کا انجام کار قابلِ تعریف بنا

زاںؔ[۱] قوی تر بُود تمکینِ ایاز　　کوز خوفِ کبر کردے احتراز

ایاز کا جماؤ اِس سے قوی تھا　　کہ وہ تکبر کے خوف سے بچاؤ کرتا

اُو مہذب گشتہ بُود و آمدہ　　کبر را و نفس را گردن زدہ

وہ مہذب بن گیا تھا اور اُس نے　　تکبر اور نفس کی گردن کاٹ دی تھی

یا پئے تعلیم می کرد آں حِیَل　　یا برائے حکمتے دور از وَجَل

یا وہ حیلے، سکھانے کیلئے کرتا تھا　　یا کسی اور حکمت کیلئے، جو خوف سے علیحدہ تھی

یا کہ دیدِ چارقش زاں شد پسند　　کز نسیمِ نیستی ہستی ست بند

یا اُس کو چپل دیکھنا اِس لئے پسند آیا　　کہ ہستی، نیستی کی ہوا کا بند ہے

تاکشایدؔ[۲] دخمہ کاں بر نیستی ست　　تا بیابد آں نسیم و عیش و زیست

تاکہ وہ دخمہ کھل جائے جو نیستی پر ہے　　تاکہ عیش اور زندگی کی ہوا پالے

تا بہ بندد دخمہ برایں مُردگاں　　تا بیابد بُوئے عیشِ زندگاں

تاکہ ان مُردوں کا دخمہ بند ہوجائے　　تاکہ زندوں کے عیش کی خوشبو پالے

مُلکؔ[۳] و مال و اطلسِ ایں مرحلہ　　ہست بر جانِ سبکرو سلسلہ

اِس منزل کا ملک اور مال اور اطلس　　تیز رفتار جاں کی زنجیر ہے

سِلسلِ زریں بدید و غرّہ گشت　　ماندہ در سُوراخِ چاہے جانِ دشت

اُس نے زریں زنجیر دیکھی اور دھوکے میں آگئی　　جان، وسیع میدان سے ایک کنویں کے سوراخ میں رہ گئی

صورتش جنّت بمعنیٰ دوزخے　　افعیِ پُر زہر و نقشش گلرخے

اُس کی صورت جنت ہے حقیقتاً دوزخ ہے　　زہر سے بھرا ہوا اژدہا ہے اور اُسکی صورت گل جیسی ہر

گرچہ مومن را سقر ندہد ضرر　　لیک ہم بہتر بوَد زانجا گذر

اگرچہ مومن کو دوزخ نقصان نہیں پہنچاتی ہے　　لیکن وہاں گذر جانا بھی بہتر ہے

گرچہ دوزخ دور دارد زو نکال　　لیک جنّت بہ وُرا در کُلِّ حال

اگرچہ دوزخ اُس سے عذاب کو دور رکھتی ہے　　لیکن ہر حالت میں اُسکے لئے جنت بہتر ہے

اُس کے انجام سے کہ وہ کنویں کے سوراخ میں مقید ہورہا ہے غافل رہتا ہے۔ صورتش۔ دنیا کا ظاہر بڑا خوشنما ہے لیکن اُس میں زہر بھرا ہوا ہے۔ گرچہ۔ مومن کو یہ دنیا کا جہنم اگرچہ نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے بہر حال جنت اُس سے بہتر ہے۔

---

۱ زاں۔ ہستی پر ایاز کا جماؤ اسقدر قوی تھا کہ اُسکو اِسکی ضرورت نہ تھی کہ وہ کبر کے خوف سے اُس سے اپنا بچاؤ کرے وہ ہستی کے تمام عیبوں سے پاک ہوچکا تھا اور کبر اور نفس کو فنا کرچکا تھا۔ یا پئے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ پوستین اور چپل کی زیارت دوسروں کی تعلیم کے لئے کرتا ہو۔ یا کہ۔ یہ بھی ہوسکتا کہ ہستی کے لوٹنے کا تو احتمال نہ تھا لیکن فنا کے مراتب میں کمی آئی تھی اُس کی تکمیل کے لئے یہ کرتا ہو۔

۲ تاکشاید۔ اُسکی نیستی گویا پارسیوں کے دخمہ میں بند ہے اور وہ چاہتا تھا کہ نیستی کی خوشبو اُس دخمہ میں سونگھے تاکہ روح کی زیست کی نسیم اور عیش اُسکو حاصل ہوجائے دخمہ۔ مجوس کا گورستان جو تہ خانہ یا ایک مکان کی صورت میں ہوتا ہے جس میں مُردوں کو لیجا کر بٹھا دیتے ہیں۔ تا بہ بندد یعنی وہ دخمہ جو اُن مُردوں کا ہے جو ہستی میں مبتلا ہیں بند رہے اور زندوں یعنی اُن لوگوں کے دخمہ کی خوشبو اُسکو حاصل ہوتی رہے جو اپنے آپ کو فنا کرکے زندگی حاصل کرچکے ہیں۔

۳ ملک و مال۔ دنیا کی دولت اور مال فانی کی جان کی سبکروی کے لئے مانع بنتا ہے ایاز اِسی کیفیت کو دور کرتا تھا سلسل۔ یہ دنیا کی دولتیں سونے کی زنجیریں ہیں جن کے ظاہر کو دیکھکر انسان ان میں اپنے آپ کو مقید کر دیتا ہے لیکن

اَلحَذَر اے ناقصاں[51] زیں گُلرُخے — کہ بگاہِ صُحبَت آمد دوزخے

اے ناقصو! اِس گُل رُخ سے بچو — جو صحبت کے وقت دوزخ ثابت ہوتا ہے

اَلفِرار اے غافلاں زیں گُلشَنے — کہ حقیقت بَدتر َست از گلخنے

اے غافلو! اِس گلشن سے بھاگو — کیونکہ وہ حقیقتاً بھٹی سے بدتر ہے

زینہار اے جاہلاں زیں گلشکر[52] — کہ بسوزاند دہاں را چوں شَرَر

اے جاہلو! اِس گلقند سے بچو! — کیونکہ وہ چنگاری کی طرح مُنہ کو جلا دیتا ہے

چند گویم مر تُرا کیں انگبیں — زہرِ قتّالست رُو دوری گزیں

میں تجھے کتنا کہوں کہ یہ شہد — قاتل زہر ہے، اُس سے دُوری اختیار کر

لیک تلخ آید تُرا گفتارِ من — خواب می گیرد تُرا زانذارِ مَن

لیکن تجھے میری بات کڑوی لگتی ہے — میرے ڈرانے سے تجھے نیند گھیرتی ہے

خواجہ آخر یک زماں بیدار شو — وز حیاتِ خویش برخوردار شو

صاحب! آخر تھوڑی دیر کے لیے جاگ جا — اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا

حکایتِ[53] آں غلام ہندو کہ بخداوندزادۂ خود پنہاں ہوا

اُس ہندی غلام کی حکایت جو اپنی آقازادی سے مخفی طور پر محبت

آوردہ بُود چوں دختر را با مہترزادہ عقد کردند غلام خبر یافت

رکھتا تھا جب لڑکی کا امیرزادہ سے نکاح کیا تو غلام کو معلوم ہوگیا

و رنجور شُد و می گداخت و ہیچ کس علّتِ اُو را نمی یافت

وہ بیمار پڑگیا اور پگھلتا تھا کوئی شخص اُس کی بیماری نہیں سمجھتا تھا

و اُو را زہرۂ گفتن نے، و اطبّا از معالجۂ اُو فرو ماندند و

اور اُس کو کہنے کی ہمت نہ تھی اور طبیب اُس کے علاج سے عاجز آگئے اور

چوں خواجہ دریافت بحکمت معالجہ کرد

جب آقا کو معلوم ہوا تو اُس نے تدبیر سے علاج کردیا

خواجۂ را بُود ہندو بندۂ — پروریدہ کردہ اُو را زندۂ

ایک آقا کا ایک ہندوستانی غلام تھا — جس کو اُس نے پرورش کرکے زندہ کردیا

علم و آدابش تمام آموختہ — در دِلش شمعِ ہُنر افروختہ

اُس کو سب علم اور آداب سکھائے — اُس کے دل میں ہنر کی شمع روشن کردی

---

[51] ناقصاں۔ جبکہ کاملوں کے لیے بھی دُنیا سے احتراز بہتر ہے تو ناقصوں کے لیے تو وہ بالکل تباہی کا سبب ہے گلرخے۔ یعنی ہستی کے اسباب دنیاوی کی رونق۔

[52] گلشکر۔ گلقند یعنی دنیا کی لذتیں۔ زانذار۔ انذار کا ہمزہ گراکر زا۔ کو نون سے ملاکر پڑھا جائے۔

[53] حکایت۔ پہلے یہ سمجھایا تھا کہ غافل انسان دنیا کی ظاہری رونق پر فریفتہ ہوتا ہے لیکن انجام کار وہ بہت بُری ثابت ہوتی ہے اب اسی مضمون کو اس قصہ سے سمجھایا ہے۔ ہندو یعنی ہندوستان کا رہنے والا۔ زہرۂ یعنی طاقت

پرورِیدش از طفولیت[1] بناز　　درکنارِ لطفِ آں اِکرام ساز

اُس کو بچپن سے ناز سے پالا　　اُس کرم کرنیوالے نے، مہربانی کے پہلو میں

بُود ہم ایں خواجہ را یک دُخترے　　سیم اندامے گشے خوش گوہرے

اس آقا کے ایک لڑکی بھی تھی　　چاندی کے بدن والی، حسین، خوش مزاج

چوں مُراہق گشت دُختر طالباں　　بذل می کردند کابینِ گراں

جب لڑکی بلوغ کے قریب ہوئی، طلبگار　　بھاری مہر خرچ کرنے لگے

می رسیدش از سُوی ہر مہترے　　بہرِ دختر دمبدم خواہشگرے

اسکے پاس ہر سردار کی جانب سے پہنچتا　　ہر لمحہ لڑکی کے لئے درخواست کرنے والا

گفت خواجہ مال را نبُوَد ثبات　　روز آید شب رَود اندر جہات

آقا نے کہا، مال کے لئے ٹکاؤ نہیں ہے　　دن میں آتا ہے رات کو ادھر اُدھر چلا جاتا ہے

حُسنِ صورت ہم ندارد اعتبار　　کہ شود رُخ زرد از یک زخمِ خار

صورت کا حُسن بھی اعتبار نہیں رکھتا　　کیونکہ چہرہ ایک کانٹے کے زخم سے زرد ہوجاتا ہے

سہل[2] باشد نیز مہتر زادگی　　کہ بُود غرّہ بمال و بارگی

سردار کا بیٹا ہونا بھی معمولی ہوتا ہے　　کیونکہ وہ مال اور گھوڑے پر مغرور ہوتا ہے

اے بسا مہتر بچہ کز شور و شر　　شُد ز فعلِ زشتِ خود ننگِ پدر

بہت سے رئیس زادے ہیں کہ شور و شر کی وجہ سے　　اپنے بُرے کام کی وجہ سے باپ کیلئے عار ہیں

پر ہُنر را نیز اگر باشد نفیس　　کم پرست و عبرتے گیر از بلیس

ہُنرمند بھی اگر وہ حاسد ہے　　اچھا نہ سمجھ، شیطان سے عبرت حاصل کرلے

عِلم بودش چوں نبودش عشقِ دیں　　اُو ندید از آدم اِلّا نقشِ طیں

اسکو علم حاصل تھا، اُسکو چونکہ دین کا عشق نہ تھا　　اس نے آدمؑ میں مٹی کی صورت کے علاوہ کچھ نہ دیکھا

گرچہ[3] دانی دقتِ علم اے امیں　　زانت نکشاید دو دیدہ غیب بیں

اے امانتدار! اگرچہ تو علم کی باریکیاں جانتا ہے　　اس سے تیری غیب کو دیکھنے والی دونوں آنکھیں نہیں کھلتی

چوں نہ بیند غیرِ دستارے و رِیش　　از مُعرِف پُرسد از بیش و کمیش

چونکہ وہ پگڑی اور داڑھی کے سوا نہیں دیکھتا ہے　　جاننے والے سے اُسکی کمی بیشی پوچھتا ہے

عارفا تو از مُعرف فارغی　　خود ہمی بینی کہ نورِ بازغی

اے عارف! تو بتانیوالے سے بے نیاز ہے　　تو خود دیکھ لیتا ہے کیونکہ تو چمکتا نور ہے

[1] طفولیت: بچپن۔ اکرام ساز۔ یعنی آقا۔ گشی: حسین، خوش رفتار۔ مراہق: وہ جو بالغ ہونے کے قریب ہو۔ کابین: مہر۔ خواہشگر: درخواست کرنے والا۔ ثبات: ٹکاؤ۔

[2] سہل: معمولی یا لغو۔ غرّہ: مغرور۔ بارگی: گھوڑا۔ نفیس: حاسد۔ بلیس: شیطان ہنرمند تھا لیکن حاسد تھا۔ نقشِ طین: یعنی آدمؑ کا مٹی کا پتلا۔

[3] گرچہ: علم کی باریکیوں سے غیب بیں آنکھیں نہیں کھلتی ہیں۔ چوں نہ بیند: ظاہر بیں کی نظر صرف ظاہر پر ہوتی ہے وہ باطن کی حالت کسی دوسرے سے پوچھتا ہے۔ نورِ بازغی: تو چمکدار نور ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

کارِ[1] تقویٰ دارد و دین و صلاح
تقویٰ اور دین اور نیکی کام آتی ہے
کہ ازو باشد بدو عالم فلاح
کیونکہ اُسی سے دونوں جہان میں نجات ہے

کرد یک دامادِ صالح اختیار
اُس نے ایک نیک داماد پسند کرلیا
کہ بُداُو فخرِ ہمہ خیل و تبار
جو تمام خاندان اور قبیلہ کے لئے فخر تھا

پس زناں گفتند اُو را مال نیست
تو عورتوں نے کہا اُس کے پاس مال نہیں ہے
مہتری و حُسن و استقلال نیست
سرداری اور مستقل ہونے کی خوبی نہیں ہے

گفت آنہا تابعِ زہد اند و دیں
اُس نے کہا وہ چیزیں زہد اور دین کے تابع ہیں
بے زر[2] اُو گنجے ست بر روئے زمیں
وہ بروئے زمین پر بغیر سونے کا خزانہ ہے

چوں بجد تزویجِ دختر گشت فاش
جب واقعۃً لڑکی کا رشتہ مشہور ہوگیا
دستِ پیمان و نشانی و قماش
چڑھاوا اور نشانی اور جوڑا (بھی)

پس غلامِ خواجہ کاندر خانہ بُود
آقا کا غلام جو گھر میں تھا
گشت بیمار و ضعیف و زار زُود
بہت جلد بیمار اور ضعیف اور کمزور ہوگیا

ہمچو بیمارِ[3] دقے اُو می گداخت
وہ دق کے بیمار کی طرح پگھلتا تھا
علتِ اُو را طبیبے کم شناخت
اُس کی بیماری کوئی طبیب نہ پہچانتا تھا

عقل می گفتے کہ رنجش از دل ست
عقل کہتی تھی کہ اُس کی بیماری دل کی ہے
داروی تن در غمِ دل باطل ست
جسم کی دوا، دل کے غم میں بیکار ہے

آں غلامک دم نزد از حالِ خویش
اُس بیچارے غلام نے اپنے حال کے بارے میں دم نہ مارا
گرچہ می آمد وُرا در سینہ ریش
اگرچہ اُس کے سینہ میں زخم لگ رہا تھا

گفت خاتوں را شبے شوہر کہ تو
ایک رات شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو
باز پرسش در خلا از حالِ اُو
تنہائی میں اُس سے اُس کا حال دریافت کر

تو بجائے مادرے اُو را بُوَد
تو اُس کی ماں کی بجائے ہے
کو غمِ خود پیشِ تو پیدا کُند
(ہوسکتا ہے) کہ وہ اپنا غم تجھے ظاہر کردے

چونکہ خاتوں کرد در گوش ایں کلام
بیوی نے جب یہ بات کان میں ڈال لی
روزِ دیگر رفت نزدیکِ غلام
وہ دوسرے دن غلام کے پاس گئی

پس سرش را شانہ می کرد آں ستی
وہ بیوی اُس کے سر میں کنگھی کر رہی تھی
با دو صد مہر و دلال و دوستی
دو سو محبتوں اور ناز اور دوستی کے ساتھ

---

[1] کار۔ دین و دنیا کی فلاح تقوے اور نیکی سے حاصل ہوتی ہے۔ کرد۔ چونکہ انسان کی فلاح دارین کا مدار تقوے پر ہے لہٰذا اُس سردار نے دامادی کے لئے ایک متقی شخص کو پسند کرلیا۔ خیل۔ قبیلہ۔ تبار۔ خاندان۔ استقلال یعنی گذارے کی پائیداری۔

[2] اُو۔ یعنی وہ لڑکا جو پسند کیا ہے۔ دستِ پیماں۔ وہ چیزیں جو منگنی کے وقت دلہن کو دی جاتی ہیں۔ نشانی۔ وہ انگوٹھی رومال وغیرہ جو منگنی کے وقت دولہا کو دیا جاتا ہے۔ قماش۔ جوڑے، پارچہ جات۔

[3] بیمارِ دقے۔ مرضِ دق کا بیمار۔ داروی۔ عشق کی بیماری میں جسم کی دوا بیکار ہے۔ ریش۔ زخم۔ خلا۔ تنہائی۔ پیدا۔ ظاہر۔ شانہ۔ کنگھی۔ ستی۔ بیگم۔ دلال۔ ناز

آں چناں کہ مادرانِ مہرباں — نرم کردش تا در آمد در بیاں

جیسا کہ مہربان مائیں — اس نے اسکو نرم کر دیا یہانتک وہ کہنے پر آگیا

کہ مرا اُمید از تو ایں نبُود — کہ دہی دختر بہ بیگانہ عنُود[1]

کہ مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی — کہ آپ لڑکی کو اجنبی، سرکش کو دینگے

خواجہ زادہ ماو ما خستہ جگر — حیف نبُود کو رَود جائے دگر

وہ میری آقازادی ہے اور میں زخمی جگر ہوں — کیا افسوس نہ ہوگا کہ وہ دوسری جگہ جائے؟

خواست آں خاتوں زخشمے کامدش — کش زند و ز بام زیر اندازدش

اُس غصہ کیوجہ سے جو اسکو آیا، بیوی نے چاہا — کہ اسکو پیٹے اور بالاخانہ سے نیچے گرادے

کو کہ باشد ہندوی مادر غرے — کہ طمع دارد بخواجہ دخترے

کہ وہ ہندی مادر بخطا کون ہوتا ہے؟ — کہ آقا کی لڑکی کا لالچ کرے

گفت صبر اولیٰ بُود خود را گرفت — گفت با خواجہ کہ بشنو ایں شگفت

بولی صبر بہتر ہے، اپنے آپ کو قابو میں کرلیا — خواجہ سے کہا، کہ یہ عجیب بات سُن

ایں چنیں گرا یکے[2] خائن بُود — ما گماں بُردہ کہ ہست او معتمد

ایسا کمینہ غلام خائن ہوگا — ہم نے گمان کیا کہ وہ بھروسہ کا ہے

حالِ خود را ایں چنیں گفت او مرا — خواستم کز خشم بکُشم مر ورا

اُس نے اپنا حال مجھے اس طرح بتایا — میں نے چاہا غصے سے اسکو مار ڈالوں

صبر فرمودن خواجہ مادرِ دختر را کہ غلام را زجر مکُن من

آقا کا لڑکی کی ماں کو صبر کا حکم دینا کہ غلام کو نہ جھڑک میں

بے زجر اُو را ازیں طمع باز آرم بتدبیر کہ نہ سیخ سوزد و

بغیر جھڑکے اُس کو اِس لالچ سے ایک تدبیر سے روک دونگا کہ نہ سیخ جلے اور

نہ کباب خام ماند

نہ کباب کچا رہے

گفت خواجہ صبر کُن با اُو بگُو — کہ از و ببریم و بدہیمش بتو

آقا نے کہا صبر کر، اُس سے کہدے — کہ ہم اُس سے چھڑا لیں گے اور اسکو تجھے دیدینگے

تا مگر ایں از دلش بیروں کُنم — پس تماشا کُن کہ دفعش چوں کُنم

تاکہ شاید اس کو اُس کے دل سے نکالدوں — پھر تماشا دیکھنا کہ میں اُسکو کسطرح دفع کرتا ہوں

[1] عنود۔ سرکش۔ حیف۔ افسوس ظلم۔ رود۔ یعنی شادی کردینے پر۔ بام۔ بالا خانہ۔ مادر غرے۔ جس کی ماں زانیہ ہو۔

[2] گرا یک۔ گرا، غلام، حجام، اس میں یا زائدہ اور کاف تصغیر کا ہے۔ زجر۔ سرزنش۔ بدہمیش۔ اورا بدہیم۔

Presented by www.ziaraat.com

تو دلش خوش کن بگو میداں دُرست — کہ حقیقت دُخترِ ما جُفتِ[1] تُست

تو اُس کا دل خوش کردے کہدے صحیح سمجھ — کہ حقیقتاً ہماری لڑکی تیرا جوڑا ہے

ما ندانستیم اے خوش مُشتری — چونکہ دانستیم تو اولیٰ تری

اے بہترین خریدار! ہم نہ سمجھے تھے — جب ہم سمجھ گئے تو زیادہ مناسب ہے

آتشِ ماہم دریں کانونِ مَا — لیلیٰ آنِ ما و تو مجنونِ مَا

ہماری آگ بھی ہماری بھٹی میں — لیلیٰ (بھی) ہماری اور تو مجنون (بھی) ہمارا

تا خیال و فکرِ خوش بر وے زند — فکرِ شیریں مرُورا فربہ کُند

تاکہ اچھا خیال اور فکر اُس پر چھا جائے — شیریں خیال اُس کو موٹا کردے

جانور فربہ شود لیک از عَلَف — آدمی فربہ ز عزّت وز شرَف

جانور موٹا ہوتا ہے لیکن چارے سے — آدمی عزّت اور بڑائی سے پھولتا ہے

آدمی فربہ شود از راہِ گوش — جانور فربہ شود از حلق و نوش

آدمی کان کے راستے سے موٹا ہوتا ہے — جانور حلق اور کھانے سے موٹا ہوتا ہے

گفت آں خاتوں کزیں ننگ و فضیحت — خود زبانم کے بجُنبد اندریں

بیوی نے کہا، کہ اِس ذلت اور رسوائی سے — اِس معاملہ میں میری زبان کیسے ہلے گی؟

ایں چنیں ژاژے[2] چہ خایم بہرِ اُو — گو بمیر آں خائنِ ابلیس خُو

میں اُسکی خاطر ایسی بکواس کیا بکوں؟ — گو وہ شیطان صفت، خائن، مرجائے

گفت خواجہ نے مترس و دم دہش — تا رَوَد علّت از و زیں لُطفِ خوش

خواجہ نے کہا، نہیں نہ ڈر اور تسلی دے دے — تاکہ اِس اچھی مہربانی سے اُسکی بیماری جاتی رہے

دفعِ اُو را دلبرا بر من نویس — ہِل کہ صحت یابد ایں باریک ریس

اے دلربا! اُسکا دفعیہ میرے ذمہ لکھدے — مہلت دے تاکہ یہ باریک کاتنے والا صحت یاب ہو جائے

چوں بگفت آں خستہ را خاتوں چنیں — می نگنجید از تبختر بر زمیں

جب خاتون نے اُس خستہ حال سے یہ کہدیا — وہ ناز سے زمین پر نہ سماتا تھا

زفت گشت و فربہ و سُرخ و شگفت — چوں گلِ سُرخ اُو ہزاراں شکر گفت

موٹا اور فربہ اور سرخ ہوگیا اور کھل گیا — گلِ سرخ کی طرح، اُس نے ہزاروں شکریے ادا کئے

گہ گہے می گفت اے خاتونِ من — کہ مبادا باشد ایں دستان و فن

کبھی کبھی کہتا، اے میری بیگم! — کہیں ایسا نہ ہو، کہ یہ مکر و فریب ہو

[1] جُفت - یعنی بیوی۔ اولیٰ - مستحق، قریب ترکانون بھٹی - جانور - جانور چارے سے پھولتا ہے انسان رتبہ اور بڑائی سے پھولتا ہے۔ آدمی - انسان اپنی بڑائی کی باتیں سُنکر پھولتا ہے۔

[2] ژاژ - بکواس - باریک ریس - باریک سوت کاتنے والا یعنی خیالی پلاؤ پکانیوالا تبختر - تفاخر - دستان - مکر

Presented by www.ziaraat.com

لیک خاتوں جزم میگفتش کہ ما — در پئے اینیم فارغ باش ہا

لیکن بیگم اسکو یقینی طور پر کہتی کہ ہم — اس کے در پے ہیں، تو اب مطمئن رہ

خواجہ چوں دیدش کہ سرخ و زفت گشت — رفت از وے علت و آمد بگشت

خواجہ نے جب اسکو دیکھا کہ سرخ اور فربہ ہوگیا — اس سے بیماری جاتی رہی اور چلنے پھرنے لگا

خواجہ جمعیت بکرد و دعوتے — کہ ہمی سازم فرج[۵۱] را وصلتے

خواجہ نے مجمع کیا اور دعوت کی — کہ میں "فرج" کی شادی کر رہا ہوں

تا جماعت عشوہ می دادند و گال — کاے فرج بادت مبارک اتصال

یہانتک کہ مجمع فریب اور دھوکا دیتا تھا — کہ اے فرج! تجھے جوڑ مبارک ہو

تا یقیں تر شد فرج را آں سخن — علت از وے رفت کل از بیخ و بن

یہانتک کہ فرج کو اس بات پر بہت یقین ہوگیا — جڑ اور بنیاد سے اس میں سے بیماری چلی گئی

بعد ازاں اندر شب گردک بفن — امردے را بست حنا ہمچو زن

اس کے بعد شب عروسی میں، مکر سے — ایک لڑکے کو عورت کی طرح مہندی لگائی

پر نگارش کرد ساعد چوں عروس — پس نمودش ماکیان دادش خروس

دلہن کی طرح اسکی کلائیاں آراستہ کیں — پھر اس کو مرغی دکھائی، مرغا دے دیا

مقنع[۵۲] و حلہ عروسانہ نکو — کنگ امرد را بپوشانید رو

اوڑھنی اور دلہنوں والے عمدہ جوڑے سے — ہٹے کٹے لونڈے کا منہ چھپا دیا

شمع را ہنگام خلوت زود کشت — ماند ہندو با چناں کنگ و درشت

تنہائی کے وقت شمع کو فوراً بجھا دیا — غلام ایسے سخت ہٹے کٹے کے ساتھ رہ گیا

ہندوک فریاد می کرد و فغاں — از بروں نشنید کس از دف و ناں

بیچارہ غلام فریاد اور آہ و زاری کرتا تھا — دف بجانیوالوں کی وجہ سے باہر کسی نے نہ سنا

ضرب دف و کف و نعرہ مرد و زن — کرد پنہاں نعرۂ آں نعرہ زن

ہتھیلیوں اور دف کے بجانے اور مرد عورت کے نعروں نے — اس نعرے مارنے والے کے نعروں کو دبا دیا

تا بروز آں ہندوکے امی فشارد — چوں[۵۳] بود در پیش سگ انبان آرد

دن نکلنے تک وہ اس بیچارے غلام کو جھنجھوڑتا رہا — جس طرح کہ کتے کے آگے آٹے کی بوری ہو

روز آوردند طاس و بوغ زفت — رسم داماد آں فرج حمام رفت

وہ دن میں طشلا اور بھاری بقچہ لائے — داماد کی رسم کے مطابق وہ فرج حمام میں گیا

---

۵۱ فرج۔ غلام کا نام ہے وصلت یعنی شادی۔ گال۔ فریب، کنگنی۔ گردک۔ وہ خیمہ جو شب عروسی کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ امرد۔ بے داڑھی والا۔ ساعد۔ ہاتھ کا پہنچا۔ پس۔ یعنی غلام کو دکھایا تو یہ کہ اس کی شادی عورت سے کر رہے ہیں اور شادی لونڈے سے کردی۔

۵۲ مقنع۔ دوپٹہ۔ حلہ۔ جوڑا۔ کنگ۔ قوی ہیکل۔ ہندو جب وہ نوجوان اس غلام کو چپٹا وہ شور کرنے لگا لیکن ڈھول اور دف کے شور و غل میں اس کی آواز کوئی نہ سن پاتا تھا۔

۵۳ چون بود۔ جب کتے کو آٹے کی بوری میں سے بہتی غذا نہ ملے گی اس کو جگہ جگہ سے پھاڑ ڈالے گا۔ بوغ زفت۔ بھاری بقچہ۔

رفت دَر حمّام اُو رنجور جاں
وہ نیم مردہ حمام میں گیا
کونِ دریدہ ہمچوں دلقِ تونیاں [۱]
بھٹی والوں کی گدڑی کی طرح مقعد دریدہ

آمد از حمّام در گردک فسوس
وہ رنجیدہ حمام سے خیمہ میں آیا
پیشِ اُو بنشست دختر چوں عروس
لڑکی دلہن کی طرح اُس کے سامنے بیٹھ گئی

مادرش آنجا نشستہ پاسباں
اُس کی ماں محافظ بنکر وہاں بیٹھ گئی
کہ نباید کو کُند روز امتحاں
تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ دن میں آ جائے

ساعتے در وے نظر کرد از عناد
اس نے تھوڑی دیر دشمنی سے اُسکو دیکھا
آنگہاں باہر دو دستش دہ بَداد
پھر دونوں ہاتھوں سے اُسکو دھکا دیا

گفت کس را خود مبادا اِتّصال
بولا، خدا کرے کسی کا جوڑ نہ لگے
با چو تو ناخوش عروسِ بدفعال
تجھ جیسی بدکار، بُری دلہن سے

روز رویت ہمچوں خاتونِ ختن [۲]
دن میں تیرا چہرہ ختن کی خاتون جیسا ہے
شب عمودت ہمچو شاخِ کرگدن
رات کو تیری شاخ گینڈے کے سینگ کیطرح ہو

روزِ رویت ہمچو خاتونِ تتر
دن میں تیرا چہرہ تتار کی خاتون کیطرح ہے
کیرِ زشتت شب بتر از کیرِ خر
رات کو تیرا خایہ گدھے کے خایہ سے بدتر ہے

ہمچناں [۳] جملہ نعیمِ ایں جہاں
اِس دنیا کی تمام نعمتیں اِسی طرح
بس خوش ست از دور پیش از امتحاں
امتحان سے پہلے، دور سے بہت اچھی ہیں

می نماید در نظر از دور آب
دور سے نگاہ میں پانی نظر آتی ہیں
چوں روی نزدیک آں باشد سراب
جب تو زیادہ نزدیک جائیگا، وہ سراب ہوں گی

کُندپیرست اُو واز بس چاپلوس
وہ کھوسٹ بڑھیا ہے اور بہت چاپلوسی سے
خویش را جلوہ کُند چوں نوعروس
اپنے آپ کو نئی دلہن دکھاتی ہے

ہیں مشو مغرورِ آں گلگونہ اش
خبردار اُس کے اُبٹن سے دھوکہ نہ کھا
نوشِ نیش آلودہ اُو را مچش
اُسکے زہریلے شہد کو نہ چکھو

تا نیفتی چوں فرج در صد حرج
تاکہ تو فرج کیطرح سیکڑوں مصیبتوں میں نہ پڑجا
صبر کُن کالصّبرُ مفتاحُ الفرج
صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

آشکارا دانہ پنہاں دامِ اُو
اُسکا دانہ ظاہر ہے، جال چھپا ہوا ہے
خوش نماید ز اوّلت انعامِ اُو
شروع میں اُسکا انعام تجھے اچھا نظر آتا ہے

---

[۱] کون. مقعد. دَلق. گدڑی. تونیاں بھٹی جھونکنے والے. مادرش. لڑکی کی ماں پاس بیٹھ گئی تاکہ وہ غلام یہ نہ دیکھ لے کہ یہ اوپرے اور رات اور تھا. عناد. دشمنی. دہ بداد. دھکارا، دھکا دیا.

[۲] ختن. چین میں ایک شہر ہے جس کا حُسن مشہور تھا. شاخِ کرگدن. گینڈے کا سینگ جو بہت سخت ہوتا ہے. تتر. تتار، تتاری حُسن بھی مشہور تھا. کیر. شرمگاہ، خایہ.

[۳] ہمچناں. جس طرح اُس غلام کیلئے یہ دلہن مصیبت ثابت ہوئی، دنیا کی نعمتوں کا بھی یہی حال ہے. سراب. وہ ریت جو دور سے پانی نظر آتا ہے. کندپیر. بوڑھی عورت اسی کا معرب قندفیر ہے. گلگونہ. گُلال. فرج. اُس ہندی غلام کا نام ہے. کشادگی.

Presented by www.ziaraat.com

در[1] بیان آنکہ ایں غرور تنہا آں ہندو را نبود بلکہ ہر آدمی

اس بیان میں کہ یہ دھوکہ تنہا اُس ہندی کو نہ تھا بلکہ ہر آدمی

ہمچنیں غرور مبتلاست در ہر مرحلہ اِلّا من عصمہُ اللہ

ایسے دھوکے میں ہر مرحلہ میں مبتلا ہے بجز اُسکے جسکو اللہ بچائے

چوں بپیوستی بدام اے ہوشیار — چند نالی در ندامت زار زار
اے ہوشیار! جب تو جال میں پھنس جائے گا — ندامت سے زار زار کتنا روئے گا

نام میری و وزیری و شہی — در نہانش مرگ و درد و جاں دہی
نام سرداری اور وزارت اور شاہی کا ہے — اُس میں موت اور درد اور جان دینا پوشیدہ ہے

بندہ باش و بر زمیں رَو چوں سمند — چوں جنازہ نے کہ بر گردن برند
غلام بن اور زمین پر گھوڑے کیطرح چل — نہ کہ جنازے کی طرح جس کو کاندھے پر لیجائیں

جملہ را حمّالِ خود خواہد کفور — بارِ مردم گشتہ چوں اہلِ قبور
ناشکرا سب کو اپنا بار بردار (بنانا) چاہتا ہے — مُردوں کی طرح لوگوں کے لئے بوجھ بنگیا

بر جنازہ ہر کرا بینی بخواب — فارسِ منصب شود عالی رکاب
تو جس کو خواب میں جنازے پر دیکھے — وہ بلند مرتبہ کسی عہدہ پر سوار ہوگا

زانکہ[2] آں تابوت بر خلقست بار — بار بر خلقاں فگندند ایں کبار
کیونکہ وہ تابوت لوگوں پر بوجھ ہے — ان بڑوں نے لوگوں پر بوجھ ڈالا ہے

بر تنِ خود بارِ خود نہ اے پسر — بر کسِ دیگر منہ زیں الحذر
اے بیٹا! اپنا بوجھ اپنے بدن پر رکھ — اِس سے بچ، کسی دوسرے پر نہ رکھ

بارِ خود بر کس منہ بر خویش نہ — سروری را کم طلب درویش بہ
اپنا بوجھ کسی پر نہ ڈال اپنے اوپر رکھ — سرداری نہ طلب کر، درویش بہتر ہے

مرکبِ[3] اعناق مردم را مپای — تا نیاید نقرست اندر دو پای
لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ ہو — تاکہ تیرے دونوں پاؤں میں نقرس نہ ہو جائے

مرکبے را کاخرش تو دہ دہی — کہ بشہرے مانی و ویراں دہی
جس سواری کو تو آخیر میں دھکے دیگا — کہ تو شہر کے مشابہ معلوم ہوتا ہے اور ویران گاؤں ہے

دہ دہش اکنوں کہ چوں شہرت نمود — تا نباید رخت در ویراں کشود
اسکو اب دھکے دیدے جبکہ وہ تجھے شہر نظر آرہا ہے — تاکہ تو ویرانے میں پڑاؤ نہ ڈالے

---

[1] در بیان۔ اِس طرح کے دھوکے میں صرف وہ غلام ہی مبتلا نہ تھا بلکہ ہر شخص کسی نہ کسی مرحلہ میں اسی طرح کے دھوکے میں مبتلا ہے۔ سمند۔ گھوڑا۔ کفور۔ خدا کی عطا کردہ طاقتوں کو بر سر کار نہ لانا کفر ہے۔ بر جنازہ۔ اگر کوئی کسی شخص کو خواب میں جنازہ پر مُردہ دیکھتا ہے تو اُس کی تعبیر یہ ہوتی ہے کہ اُس شخص کو کوئی بڑا رتبہ حاصل ہونے والا ہے۔

[2] زانکہ۔ اِس خواب کی یہ تعبیر اسلئے ہے کہ تابوت بھی لوگوں کے کاندھے کا بوجھ ہوتا ہے اور بڑے لوگ بھی دوسروں پر اپنا بوجھ لادتے ہیں۔ درویش فقیر کسی کا بارِ دوش نہیں بنتا ہے۔ اعناق۔ عنق کی جمع ہے، گردن۔ نقرس۔ ایک درد ہے جو عموماً پاؤں کے انگوٹھے سے شروع ہوتا ہے اس کو راج روگ بھی کہا جاتا ہے۔

[3] مرکب۔ یعنی وہ عہدہ جس پر تو سوار ہے جون شہر یعنی تو اُس سے کہے گا کہ اس وقت تو پُر رونق شہر کیطرح نظر آرہا ہے حالانکہ انجام کار ویران گاؤں ثابت ہوگا۔

Presented by www.ziaraat.com

ده دہش اکنوں که صد بستانت ہست | تا نگردی عاجز و ویراں پرست

تو اُسکو اب دھکے دیدے جبکہ تیرے پاس سو باغ ہیں | تاکہ تو عاجز اور ویران پرست نہ بنے

گفت[1] پیغمبر که جنت از اله | گر ہمی خواہی زکس چیزے مخواہ

پیغمبر نے فرمایا ہے کہ خدا سے جنت | اگر چاہتا ہے، تو کسی سے کچھ نہ مانگ

چوں نخواہی من کفیلم مر ترا | جنۃ الماویٰ و دیدارِ خدا

جب تو نہ مانگے گا، میں تیرا کفیل ہوں | جنۃ الماویٰ اور خدا کے دیدار کا

آں صحابی زیں کفالت شد عیار | تا یکے روزے که گشتہ بُد سوار

وہ صحابی اس کفالت سے، کھرے بنے | یہاں تک کہ وہ ایک روز سوار تھے

تازیانہ از کفش افتاد راست | خود فرود آمد زکس آں را نخواست

انکے دائیں ہاتھ سے کوڑا گر گیا | خود نیچے اترے اُسکو کسی سے نہ مانگا

آنکہ از دادش نیاید ہیچ بد | داند او بیخواہشے خود می دہد

جس کے دینے سے کوئی برائی نہیں آتی ہے | وہ جانتا ہے، بغیر مانگے خود دیتا ہے

ور بامرِ حق بخواہی آں رواست | آنچناں خواہش طریقِ انبیاست

اگر تو خدا کے حکم سے مانگے وہ جائز ہے | ایسا مانگنا، نبیوں کا طریقہ ہے

بد[2] نماند چوں اشارت کرد دوست | کفر ایماں شد چو کفر از بہرِ اوست

جب دوست نے اشارہ کر دیا، وہ بُرا نہ رہا | کفر ایمان بن گیا جبکہ کفر اس کے لئے ہو

ہر بدے که امرِ او پیش آورد | آں زنیکی ہائے عالم بگذرد

ہر بُرائی جو اُس کا حکم بھلائے | وہ جہاں کی نیکیوں سے بڑھ جاتی ہے

زاں صدف گر خستہ گردد نیز پوست | ده مده که صد ہزاراں دُر در اوست

اگر سیپ کی کھال بھی زخمی ہوجائے | دھکا نہ دے، کیونکہ اُسمیں ہزاروں موتی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد | سوئے شاہ و ہم مزاجِ باز گرد

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس چل | بادشاہ کی جانب، اور باز کا ہم مزاج بنجا

باز[3] رو در کاں چوں زرِ دہ دہی | تا رہد دستانِ تو از دہ دہی

کان میں خالص سونے کیطرح واپس ہوجا | تاکہ تیرے ہاتھ دھکے دینے سے نجات پائیں

صورتِ بد را چو در دل رہ دہند | از ندامت آخرش ده می دہند

جب بُری صورت کو دل میں جگہ دیتے ہیں | آخر میں شرمندگی سے اُسکو دھکے دیتے ہیں

[1] گفت - یہ ابوداؤد شریف کی ایک حدیث کا مضمون ہے آنحضورؐ نے حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح کی نصیحت فرمائی تھی۔ آں صحابی۔ حضرت حکیم ابن حزامؓ کے بارے میں یہی مذکور ہے کہ انہوں نے اپنی تمام ضروریات کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا چاہئے ور۔ ہاں اگر خدا کا حکم ہو تو دوسروں سے مانگا جا سکتا ہے جیسا کہ آنحضورؐ کو تھا کہ آپ اُن سے صدقہ وصول کیجئے۔

[2] بد نماند - امرِ خداوندی کے بعد سوال برا نہیں ہے اگر انسان کلماتِ کفر اللہ کے لئے اختیار کرے تو وہ عین ایمان ہے جیسا کہ بعض صحابہ نے اسلام کی مدد کیلئے اختیار کئے یا جبر کی صورت میں کوئی مومن بامرِ خداوندی کلماتِ کفر کہدے۔ ہر بدے۔ اضطرار کے وقت مُردار کا کھانا نیکی ہے۔ زاں صدف۔ نیکی کی خاطر کوئی بُرائی بُرائی نہیں ہے۔ دہ مدہ۔ اُسکو دھکا نہ دے۔ مزاجِ باز۔ باز شکار کرکے بادشاہ کے ہاتھ پر آبیٹھتا ہے۔

[3] باز رو۔ انابت الی اللہ اختیار کرنا کہ تجھے دنیا میں پھنس کر آخر میں افسوس نہ کرنا پڑے۔ کان۔ یعنی ذاتِ حق تعالیٰ۔ زرِ دہ دہی۔ وہ خالص سونا جو تپانے سے کم نہ ہو۔ دستان۔ ہاتھ۔ دہ دہی۔ دھکا دینا۔

Presented by www.ziaraat.com

دزد را چوں قطع تلخی می دہد — ذوقِ دزدی را چو زن دہ می دہد
چور کو جب ہاتھ کٹنا تلخی دیتا ہے — تو وہ چوری کے ذوق کو عورت کیطرح دھکے دیتا ہے

دیدۂ دہ دادن از دستِ حزیں — دہ بدادن زیں بریدہ دست بیں
تو نے غمگین کے ہاتھ کے دھکے دینے کو دیکھا ہے — اس ہاتھ کٹے نے دھکے دینا دیکھ

ہمچنیں قلاب دخون و لوند — وقتِ تلخی عیش را دہ مید ہند
اسی طرح شمع ساز درخونی اور غنڈا — تلخی کے وقت عیش کو دھکے دیتے ہیں

توبہ می آرند ہم پروانہ وار — باز نسیاں می کشدشاں سوئے کار
پروانہ کی طرح توبہ بھی کرتے ہیں — بھول پھر کام کیطرف کھینچ لیتی ہے

ہمچو پروانہ ز دور آں نار را — نور دید و بستہ آں سو بار را
پروانہ کیطرح کہ اس نے دور سے اس آگ کو — نور دیکھا اور اس جانب رخت سفر باندھ لیا

چوں بیامد سوخت پرش وا گریخت — باز چوں طفلاں فتاد و ملح ریخت
جب آیا اُس کے پر جلے، واپس بھاگا — پھر بچوں کی طرح گر پڑا اور نمک گرا دیا

بارِ دیگر بر گمانِ طمع سود — خویش زد بر آتشِ آں شمع زود
نفع کے لالچ کے گمان پر دو بارہ — اُس شمع کی آگ پر بہت جلد اپنے آپکو لیجا ڈالا

بارِ دیگر سوخت ہم واپس بجست — باز کردش حرصِ دل ناسی و مست
دوبارہ جلا واپس کودا — دل کے لالچ نے پھر اُسکو بھولنے والا اور مست بنا دیا

آں زماں کز سوختن وا می جہد — ہمچو ہندو شمع را دہ مید ہد
جس وقت جلنے سے واپس کودتا ہے — ہندوستانی غلام کی طرح شمع کو دھکے دیتا ہے

کاے رخت تاباں چو ماہِ شب فروز — وے بصحبت کاذب و مغرور سوز
کہ اے شمع تیرا اُمت رات کو منور کرنیوالے چاند کیطرح روشن ہے — اور اے شمع تو دوستی میں جھوٹی اور دھوکے میں ہستہ جلنے

باز از یادش رود توبہ و انیں — کاوهن الرحمن کید الکافرین
پھر توبہ اور رونا اُس کی یاد سے جاتا رہتا ہے — کیونکہ اللہ تعالے نے جھوٹوں کے مکر کو کمزور کر دیا ہے

در عمومِ تاویلِ ایں آیہ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاھا اللہ

اس آیت کی تاویل کی وسعت کے بیان میں "جب وہ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسکو بجھا دیتا ہے"

کلما ھم اوقدوا نار الوغی — اطفا اللہ نارھم حتی انطفا
جب بھی اُنھوں نے جنگ کی آگ بھڑکائی — اللہ نے اُنکی آگ کو بجھا دیا یہانتک کہ وہ بجھ گئی

---

۱ دزد۔ چور کو جب سزا ملتی ہے تب وہ چوری کی لذت کو دھکے دیتا ہے۔ دیدہ غمگیں کو جس چیز سے غم پہنچا وہ اس کو دھکے دیتا ہے جیسا کہ چور ہاتھ کٹنے پر چوری کو دھکے دیتا ہے۔ قلاب۔ جعلساز۔ لوند غنڈا۔ توبہ۔ خطاوار اپنی خطا کو اسی طرح دھکے دیتا ہے جس طرح پروانہ شمع سے جلنے پر اسکو دھکے دیتا ہے لیکن پھر اُس پر بھول طاری ہو جاتی ہے اور وہ اُس خطا کا دوبارہ ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ باز مانند طفلاں۔ جب بچہ گرتا ہے تو اسکو بہلانے کیلئے کہتے ہیں او ہو نمک گرا دیا۔

۲ بارِ دیگر۔ یعنی پروانہ پھر نور کے لالچ میں شمع کی آگ پر گرتا ہے۔ بارِ دیگر۔ پروانہ کا بار بار یہی حال ہوتا ہے۔ ناسی۔ بھولنے والا۔ ہمچو۔ پروانہ شمع سے وہی کہتا ہے جو اُس غلام نے آقا کی لڑکی کو کہا تھا۔ انیں۔ رونے کی آواز۔

۳ کلما۔ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب کفار اللہ کے منشا کے خلاف مسلمانوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اللہ تعالے اُن پر بھول طاری کر دیتا ہے اور اُس لڑائی کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ یہی حال ہر انسان کا ہے جب وہ قدرت کے منشا کے خلاف کوئی کام کرتا ہے تو اُس پر بھول طاری کر دی جاتی ہے۔

عزم کردہ کہ دِلا ایں جا مایست — گشتہ ناسی زانکہ اہلِ عزم نیست
اُس نے پختہ ارادہ کیا کہ اے دل یہاں نہ ٹھہر — وہ چوکنے والا بھول گیا کیونکہ پختہ ارادہ والا نہ تھا

چوں نبُودش تخمِ صدقے[1] کاشتہ — حق بِرو نسیانِ آں بگماشتہ
کیونکہ اُسکے پاس سچائی کا بویا ہوا بیج نہ تھا — اللہ نے اُس پر اُس کی بھول کو مسلط کردیا

گرچہ بر آتش زنہ دل می زند — آں ستارش را کفِ حق می کُشد
اگرچہ وہ چقماق پر دل کو رگڑتا ہے — اُس کی چنگاری کو اللہ کا ہاتھ بجھا دیتا ہے

قصۂ ہم در تفسیرِ ایں معنیٰ

انہی معنیٰ کی تفسیر میں قصہ

رفت دُزدے شب بخانۂ یک بزرگ — آمد و پنہاں درآمد ہمچو گرگ
ایک چور رات میں ایک بزرگ کے گھر میں گیا — گھسا اور چھپکے سے بھیڑیے کی طرح گھسا

شرفہ بشنید در شب معتمد — برگرفت آتش زنہ کاتش زند
(بزرگ) معتمد نے رات میں آہٹ سُنی — چقماق اٹھایا تاکہ آگ روشن کرے

صاحبِ خانہ[2] شب آوازے شنید — برگرفت آتش زنہ زد آں وحید
صاحبِ خانہ نے رات کو آواز سُنی — اُس یکتا نے چقماق اُٹھا کر رگڑا

میزد آتش بہرِ شمع افروختن — تا سرِ آواز را بیند علن
وہ آگ روشن کرتا تھا تاکہ شمع روشن کرے — تاکہ آواز کا راز علانیہ دیکھ لے

دُزد آمد آں زماں پیشش نشست — چوں گرفتے سوختہ می کرد پست
اُس وقت چور آیا اُسکے سامنے بیٹھ گیا — جب چیتھڑا آگ پکڑتا وہ اُسکو دبا دیتا

می نہاد آنجا سرِ انگشت را — تا شود اِستارہ[3] آتش فنا
وہ اُس جگہ اُنگلی کا سرا رکھ دیتا — تاکہ آگ کی چنگاری فنا ہوجائے

تر ہمی کرد اُو سرِ انگشت را — زاصبع آں اِستارہ را کردے فنا
وہ اُنگلی کے سرے کو تر کرلیتا — اُس چنگاری کو اُنگلی سے بجھا دیتا

خواجہ می پنداشت کز خود می مُرد — ایں نمیدید اُو کہ دُزدش می کُشد
خواجہ سمجھتا کہ وہ خود بجھ جاتی ہے — وہ یہ نہیں دیکھتا تھا کہ چور اُسکو بجھاتا ہے

خواجہ گفت ایں سوختہ نمناک بُود — می مُرد اِستارہ از تریش زود
خواجہ نے کہا، یہ چیتھڑا گیلا تھا — اُس کی تری سے چنگاری فوراً بجھ جاتی ہے

[1] صِدقے یعنی اللہ تعالےٰ پر ایمانِ صادق۔ نسیان بھول۔ آتش زنہ ہر وہ چیز جس سے آگ سلگائی جائے۔ گرگ۔ بھیڑیا بھی چھپکے سے حملہ کرتا ہے۔ شرفہ۔ شین کے ساتھ آہٹ سین کے ساتھ کھانسی۔

[2] صاحبِ خانہ چور کے گھسنے پر جب آہٹ ہوئی تو مکان کے مالک نے کپڑے کا چیتھڑا اٹھایا تاکہ اُس میں آگ لگاکر روشنی کرے اور دیکھے کہ گھر میں کون ہے۔ چونکہ جب کپڑے میں چنگاری پیدا ہوتی وہ چور چپکے سے اُس پر اُنگلی رکھکر بجھا دیتا۔

[3] استارہ۔ جو شعلہ کپڑے سے نکلتا چور اُسکو اپنی تر انگلی سے بجھا دیتا۔ خواجہ۔ مکان کا مالک یہی سمجھتا رہا کہ وہ چنگاری خود بجھ جاتی ہے کپڑا گیلا ہوگا اُسکو یہ محسوس نہ ہوا کہ چور اُس کو بجھا دیتا ہے۔

بسکہ ظلمت بُود تاریکی زپیش　　　می ندید آتش کُشے راپیشِ خویش

چونکہ سامنے کی تاریکی اور بہت اندھیرا تھا　　　وہ آگ بُجھانے والے کو اپنے سامنے نہ دیکھتا تھا

ایں[۵۱] چنیں آتش کُشے اندر دلش　　　دیدۂ کافر نہ بیند از عمش ۴

اسی طرح اپنے دل کے اندر آگ بجھانیوالے کو　　　کافر کی آنکھ اندھے پن سے نہیں دیکھتی ہے

چوں نمی داند دلِ دانندۂ　　　ہست با گردندہ گردانندۂ

جاننے والے کا دل کیوں نہ جانے گا　　　کہ گھومنے والے کیساتھ کوئی گھمانے والا ہے ؟

چوں نمی گوئی کہ روز و شب بخود　　　بے خداوندے کے آید کے رود

تو کیوں نہیں کہتا کہ دن اور رات خود　　　بغیر خدا کے کیسے آجا سکتے ہیں ؟

گردِ معقولات میگردی ببیں　　　ایں چنیں بے عقلیِ خود اے مہیں

تو معقولات کے چکر لگاتا ہے، غور کر　　　اے ذلیل! اس طرح کی اپنی بے عقلی کو

خانہ با بنّا بُود معقول تر　　　یا کہ بے بنّا بگو اے کم ہنر

گھر، بنانیوالے کے ساتھ، زیادہ سمجھ کے قابل ہے　　　یا بغیر بنانے والے کے اے بے ہنرے ! بتا

خانۂ با ایں بزرگی و وقار　　　کے بُود بے اوستادے خوبکار

گھر اس وسعت اور خوبی کے ساتھ　　　بغیر اچھے کاریگر کے کب بنتا ہے ؟

خط[۵۲] با کاتب بُود معقول تر　　　یا کہ بے کاتب بیندیش اے پسر

خط، کاتب کے ہوتے ہوئے زیادہ معقول ہے　　　اے بیٹا! سوچ لے، یا بغیر کاتب کے

جیمِ گوش و عینِ چشم و میمِ فم　　　چوں بُود بے کاتبے اے متہم

کان کا جیم، آنکھ کی عین، مُنہ کا میم　　　اے تہمت زدہ! کاتب کے بغیر کیسے ہوگا ؟

شمع روشن بے زگیرانندۂ　　　یا بگیرانندۂ دانندۂ

شمع، بغیر کسی روشن کرنیوالے کے روشن ہے　　　یا روشن کرنے والے، جانکار کی وجہ سے ؟

صنعتِ خوب از کفِ شلّ ضریر　　　باشد اولیٰ یا زگیرای بصیر

عمدہ دستکاری اندھے لُنجے کے ہاتھ سے　　　بہتر ہوگی یا بینا گرفت کرنے والے سے

پس[۵۳] چو دانستی کہ قہرت میکند　　　بر سرت دَبّوسِ محنت می زند

جیسا تو جان گیا کہ تجھے مجبور کرتے ہیں　　　تیرے سر پر آزمائش کا گرز مارتے ہیں

پس بکن دفعش چو نمرود بجنگ　　　سوئے اوکش در ہوا تیرِ خدنگ

تو اُس کو نمرود کی طرح جنگ سے دفع کر　　　اُس کی جانب ہوا میں خدنگ کا تیر چلا

---

[۵۱] ایں چنیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ اپنے منشا کے خلاف ارادہ کو گنہگار کے دل سے مٹا دیتا ہے۔ چوں نمی داند۔ یہ گنہگار یہ نہیں سمجھتا کہ ہر کام خداوندی تصرف سے ہو رہا ہے۔ معقولات۔ محض عقلی دلائل سے خدا کا انکار کرتا ہے اور اپنی بے عقلی کو نہیں سمجھتا ہے۔ خانہ۔ کوئی گھر بغیر معمار کے تعمیر نہیں ہوتا ہے۔ خانہ۔ یہ اسقدر عظیم گھر، دنیا کسی کے بنائے کیسے بن سکتی ہے۔

[۵۲] خط۔ بغیر کسی لکھنے والے کے خط کا لکھا جانا غیر معقول ہے۔ جیمِ گوش۔ کان کے دائرے کو جیم سے اور آنکھ کے دائرے کو عین سے اور مُنہ کی گولائی کو میم کے سرے سے تعبیر کیا ہے۔ شمع۔ شمع کے بارے میں یہ سمجھ مناسب ہے کہ وہ بغیر جلانے والے کے روشن ہوگئی یا یہ سمجھنا کہ اُسکو روشن کرنے والے نے روشن کیا ہے۔ ضریر۔ اندھا۔ اچھی دستکاری کو اندھے کی جانب منسوب کرنا بہتر ہے یا بینا کاریگر کے۔ شل۔ لُنجا۔

[۵۳] پس چو۔ جب انسان کو معلوم ہوگیا کہ اُس پر کوئی دوسری طاقت مسلط ہے تو پھر اُس کی اطاعت کرلی چاہیئے۔ دبوس۔ گرز۔ نمرود۔ وہی بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا تھا اسی نے خدا سے جنگ کرنے کیلئے آسمان کی طرف تیر چلائے تھے۔ خدنگ۔ ایک درخت تھا جس کی لکڑی کے تیر بناتے تھے

Presented by www.ziaraat.com

ہمچو اسپاہِ[1] مغل بر آسماں — تیر می انداز دفعِ نزعِ جاں
مغلوں کے لشکر کی طرح، آسماں پر — تیر چلا، جان کے نکلنے کے دفعیہ کے لئے

یا گریزاز وے اگر تانی برو — چوں روی چوں در کفِ اُوئی گرو
یا بھاگ جا، اگر جا سکتا ہے — تو کیسے بھاگے گا؟ جبکہ تو اُسکے ہاتھ میں گروی ہے

در عدم بُودی نرستی از کفش — از کفِ اُو چوں رہی اے بستہ خویش
تو عدم میں تھا اُسکے ہاتھ سے نہ بچا — اے عاجز! تو اُس کے ہاتھ سے کیسے بچے گا؟

آرزو جُستن بُود بگریختن — پیشِ عدلش خونِ تقویٰ ریختن
آرزو کرنا بھاگنا ہے — اُسکے انصاف کے سامنے، تقوے کی خونریزی کرنا ہے

ایں جہاں دام ست و دانہ اش آرزو — در گریز از دامہائے آز، زو
یہ دنیا جال ہے، اور آرزو اُس کا دانہ ہے — حرص کے جالوں سے جلد بھاگ

چوں چنیں رفتی بدیدی صد گشاد — چوں شدی در ضدِ آں دیدی فساد
جب تو ایسے چلا تو سو کشادگیاں دیکھے گا — جب تو اُس کی ضد میں لگا فساد دیکھے گا

چوں[2] شدی در ضد بدانی ضدِ آں — ضد را از ضد شناسی اے جواں
جب تو ضد میں مبتلا ہوگا اُسکی ضد کو سمجھے گا — اے جوان! تو ضد کو ضد سے پہچان لیگا

پس پیمبر گفت اِسْتَفْتُوا الْقُلُوْب — گرچہ مفتی تاں بروں گوید خطوب
پیغمبر نے فرمایا ہے دلوں سے فتویٰ لو — اگرچہ ظاہر میں مفتی تجھ سے بڑی باتیں کہے

گوش کن اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ از رسولؐ — گرچہ مفتی ات بروں گوید فضول
رسولؐ کیجانب سے "اپنے قلب سے فتویٰ لے" سن لے — اگرچہ مفتی ظاہر میں تجھ سے زیادہ باتیں کہے

آرزو[3] بگذار تا رحم آیدش — آزمودم کایں چنیں می بایدش
آرزو کو چھوڑ دے، تاکہ اُس کو رحم آئے — میں نے آزمایا ہے کہ اُسکو ایسا ہی چاہیے ہے

چوں نتانی جست پس خدمت کنش — تا روی از حبسِ اُو در گلشنش
جب تو بھاگ نہیں سکتا، تو اُسکی خدمت کر — تاکہ اُس کی قید سے اُسکے گلشن میں پہنچ جائے

دمبدم چوں تو مراقب میشوی — داد می بینی زداور اے غوی
لمحہ بہ لمحہ جب تو غور کرے گا — اے گمراہ! تو خدا کیجانب سے انصاف دیکھے گا

در بہ بندی چشمِ خود را از احتجاب — کارِ خود را کے گذارد آفتاب
اگر پردے میں (رہکر) تو آنکھ بند کرے گا — سورج اپنا کام کب چھوڑتا ہے؟

---

[1] سپاہِ مغل۔ یعنی مغل تیراندازوں کی طرح تو آسمانوں کی طرف تیر چلا یا کسی مغل بادشاہ نے ایسا کیا ہے یا اس سے مراد یاجوج ماجوج ہیں جو مغلوں کے ہم جد ہیں۔ دستہ خویش عاجز تابع فرمان۔ آرزو۔ اللہ کے حکم کے خلاف آرزو کرنا بھی اُس سے بھاگنے کے مرادف ہے۔ آز حرص۔ زو۔ زود کا مخفف ہے، جلد۔

[2] چوں شدی۔ اگر تم ہوا و حرص میں مبتلا ہو جاؤگے تو پھر تمہیں ترک حرص کی حقیقت معلوم ہوگی۔ تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِهَا "چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں" پس پیمبر۔ تقویٰ اختیار کرنے کے بعد انسان کا دل خود بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے لگتا ہے۔ اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ وَاِنْ اَفْتَاكَ الْمُفْتُوْنَ "تو اپنے دل سے فتویٰ حاصل کر خواہ تجھے مفتی کچھ فتویٰ دیں"

[3] آرزو۔ اللہ کو یہ پسند ہے کہ انسان اپنی حرص اور آرزو کو ختم کر دے۔ چوں۔ جبکہ خدا سے گریز ممکن نہیں ہے تو اُس کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ دمبدم۔ جب تو اس فلسفہ پر غور کرے گا تو تجھے شرح صدر ہو جائے گا۔ کارِ خود۔ یعنی اللہ تعالےٰ اپنا عدل ترک نہیں کرے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

بازراں سوئے ایاز و رتبتش ۔۔۔ واں فضیلت در کمالِ رفعتش

ایاز اور اُس کے رتبے کی جانب پھر چل ۔۔۔ بلندی کے کمال میں اُس کی فضیلت کی جانب

لہ وانمودن پادشاہ با اُمرا و متعصبان سببِ فضیلت و مرتبت و قربت و جامگی بُردن ایاز بر وجہے کہ ایشاں را حجت و اعتراض نماند

بادشاہ کا اُمرا اور متعصبوں پر فضیلت اور رتبے اور قرب کا سبب (ظاہر) کرنا اور ایاز کا پوشاک کا خرچہ حاصل کرنا ایسے طریقہ پر کہ ان کی دلیل اور اعتراض باقی نہ رہا

چوں امیراں از حسد جوشاں شدند ۔۔۔ عاقبت بر شاہِ خود طعنہ زدند

جب امیر حسد سے جوش میں بھر گئے ۔۔۔ آخر کار اُنھوں نے اپنے بادشاہ پر طعنہ زنی کی

کایں ایازِ تو ندارد سی خرد ۔۔۔ جامگیِ سی امیر اُو چوں خورد

کہ یہ آپ کا ایاز تیس عقلیں نہیں رکھتا ہے ۔۔۔ وہ تیس امیروں کی تنخواہ کیوں کھاتا ہے؟

ٹہ شاہ بیروں رفت با آں سی امیر ۔۔۔ سوئے صحرا و کہستاں صیدگیر

بادشاہ اُن تیس امیروں کے ساتھ گیا ۔۔۔ جنگل اور پہاڑ کی جانب شکار کھیلتے ہوئے

کاروانے دید از دور آں مَلِک ۔۔۔ گفت امیرے را کہ رَو اے مُوتفِک

اس بادشاہ نے دور سے ایک قافلہ دیکھا ۔۔۔ ایک امیر سے کہا اے واپس آنے والے! جا

رَو بپُرس آں کارواں را بر رَصد ۔۔۔ کز کُدامیں شہر اندر می رسد

جا، اس قافلہ سے تحقیق کے طور پر دریافت کر ۔۔۔ کہ وہ کون سے شہر سے اندر آ رہا ہے؟

رفت و پرسید و بیامد کہ زرَے ۔۔۔ گفت عزمش تا کجا دَرماند وے

وہ گیا اور پوچھا اور آیا، کہ رَے سے ۔۔۔ کہا اُس کا کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ عاجز ہو گیا

دیگرے را گفت رَو اے بوالعلا ۔۔۔ باز پُرس از کارواں کہ تا کجا

دوسرے سے کہا، جا اے بزرگ! ۔۔۔ قافلہ سے پوچھ کر کہاں کا قصد ہے؟

سہ رفت و آمد گفت تا سوئے یمن ۔۔۔ گفت رختش چیست ہاں اے مؤتمن

وہ گیا اور آیا، کہا یمن کی جانب ۔۔۔ اُس نے کہا، اے امین اس کا سامان کیا ہے

ماند حیراں گفت با میرے دگر ۔۔۔ کہ برو واپرس رختِ آں نفر

وہ حیران رہ گیا، اُس نے دوسرے امیر سے کہا ۔۔۔ کہ جا، اُن لوگوں کا سامان واضح طور پر دریافت کر

باز آمد گفت از ہر جنس ہست ۔۔۔ اَغلب آں کاسہائے رازی ست

وہ واپس آیا کہا ہر قسم کی چیز ہے ۔۔۔ زیادہ تر رَے کے پیالے ہیں

لہ وانمودن۔ شاہ محمود نے ایک طریقہ اختیار کیا جس سے ایاز کی فضیلت ظاہر ہوگئی اور دیگر امراء طعنہ زنی سے باز آگئے۔ چوں۔ امیروں نے شاہ محمود پر اعتراض کیا کہ ایاز کو تیس امیروں کی تنخواہ کیوں دی جاتی ہے ایاز کے بھی ایک عقل ہے اور دوسروں کے بھی ایک عقل ہے۔ جامگی۔ وہ تنخواہ جو کپڑوں کے لئے دی جائے۔

ٹہ شاہ۔ شاہ محمود ان تیسوں امیروں کو شکار کے بہانے سے شہر کے باہر لے گیا۔ موتفک۔ واپس آنیوالا۔ زرے۔ یعنی شہر رے سے آرہا ہے۔ درماند۔ اس سوال کا جواب نہ دے سکا۔ تاکجا۔ کہاں جا رہا ہے۔

سہ رفت۔ اس دوسرے نے دریافت کیا تو قافلہ والوں نے بتایا کہ یمن شہر کو جا رہے ہیں۔ مؤتمن۔ امانت دار۔ رخت۔ یعنی قافلہ کیا سامان لے جا رہا ہے۔ کاسہائی رازی۔ رَے کے بنے ہوئے پیالے۔

گفت[۵۱] کے بیروں شدند از شہرِ رے — ماند حیراں آں امیرِ سست پے

اس نے کہا وہ رَے شہر سے کب نکلے؟ — وہ سست قدم امیر حیران رہ گیا

آں دگر را گفت رَو واپرس ہاں — تا کہ بُود ست نقلِ کارواں

دوسرے سے کہا، جا صاف پوچھ خبردار! — کہ قافلہ کا سفر کب سے شروع ہوا؟

بازگشت و گفت ہشتم از رجب — گفت در رَے چیست تسعیرا اے عجب

وہ واپس آیا اور کہا رجب کی آٹھویں سے — کہا اے عجیب! رَے میں کیا بھاؤ ہے؟

چوں نمیدانست دیگر دم نزد — شہ فرستاد آں دگر را زاں عدد

چونکہ وہ نہ جانتا تھا اُس نے سانس نہ لیا — بادشاہ نے اُن میں سے دوسرے کو بھیجا

ہمچنیں تا سی امیر و بیشتر — سست رای و ناقص اندر کرّ و فر

اسی طرح تیس امیر تک اور زیادہ تک — آنے جانے میں سست رای اور ناقص (نکلے)

ہر یکے رفتند بہرِ یک سوال — ناقص و عاجز ز ادراکِ کمال

ہر ایک، ایک سوال کے پیچھے پڑا — کمال کے حاصل کرنے سے ناقص اور عاجز (رہا)

گفت امیراں را کہ من روزے جدا — امتحاں کردم ایازِ خویش را

اُس نے امیروں سے کہا کہ میں نے ایک روز، تنہا — اپنے ایاز کا امتحان لیا

کہ بپرس از کارواں تا از کجاست — اُو برفت ایں جملہ را پرسید راست

کہ دریافت کر کہ قافلہ کہاں کا ہے؟ — وہ گیا اور یہ سب باتیں صحیح دریافت کرلیں

بے وصیت بے اشارت یک بیک — حالِ شاں دریافت بے ریبے و شک

بغیر کہے، بغیر اشارے کے ایک ایک — بغیر شک و شبہ کے اُن کا حال دریافت کرلیا

ہر چہ زیں سی میر اندر سی مقام — کشف شُد زواں بیکدم شد تمام

جو کچھ اُن تیس امیروں سے تیس دفعہ میں — معلوم ہوا اُس سے ایک دم مکمل ہوگیا

مرافعہ[۵۲] آں اُمرا آں حجت بشبہِ جبریانہ و جواب دادن شاہِ محمود ایشان را

اُن امرا کا جبریوں کیطرح انکے شبہ کے ساتھ اپیل کرنا اور شاہ محمود کا اُن کو جواب دینا

پس[۵۳] بگفتند آں امیراں کایں فنے ست — از عنایتہاست کارِ جہد نیست

تو اُن امیروں نے کہا کہ یہ ہنر ہے — جو (اللہ تعالےٰ کی) عنایتوں سے ہے کوشش کا معاملہ نہیں

---

۵۱ گفت۔ شاہ نے کہا وہ رَے سے کب چلے تھے۔ تسعیر یعنی اُن پیالوں، کالے میں کیا بھاؤ تھا۔ زاں عدد یعنی اُن تیس سرداروں میں سے ہر یکے۔ اُن تیسوں سرداروں میں سے کوئی پوری بات معلوم کرکے نہ آیا۔ گفت۔ سلطان محمود نے اُن امیروں سے کہا کہ ایک روز میں نے ایاز کو ایسی ہی معلومات کے لئے اکیلا بھیجا تھا تم تیس آدمیوں نے جو جوابات لا کر دیئے اُس نے تنہا سب جواب دے دیئے تھے۔

۵۲ مرافعہ۔ اب ان امیروں نے دوبارہ اِس معاملہ کو اٹھایا اور اِس طرح کی باتیں شروع کردیں جو جبری کرتے ہیں اور اپنا قصور قضا، قدر پہ رکھتے تھے۔

۵۳ پس۔ اِن امیروں نے کہا کہ ایاز کی یہ ہنرمندی تو خدا کی عطا کردہ ہے اِس میں ہماری یا اُس کی کسی کوشش کو کیا دخل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

قسمتِ حق ست مہ را روئ نغز ۔۔ دادۂ بخت ست گُل را بُوئ نغز
چاند کا حسین چہرہ اللہ (تعالیٰ) کی تقسیم ہے ۔۔ پھول کی عمدہ خوشبو نصیب کا عطیہ ہے

بلکہ سلطاں چوں عنایت میکُند ۔۔ از تفاخُر خیمہ بر مہ می زند
بلکہ شاہ جب مہربانی کرتا ہے ۔۔ تو وہ فخر سے، چاند پر خیمہ لگا لیتا ہے

گفت سلطاں بلکہ آنچہ از نفس زاد ۔۔ ریعِ تقصیر ست و دخلِ اجتہاد
سلطان (محمود) نے کہا بلکہ جو نفس سے پیدا ہوتا ہے ۔۔ کوتاہی کی پیداوار اور کوشش کی آمدنی ہے

وَرنہ آدمؑ کے بگفتے با خدا ۔۔ رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا نَفْسَنَا
ورنہ (حضرت) آدمؑ خدا سے کب کہتے؟ ۔۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا

خود بگفتے کایں گناہ از بخت بُود ۔۔ چوں قضا ایں بود حزمِ ما چہ سُود
خود کہہ دیتے کہ یہ گناہ تقدیر سے تھا ۔۔ جب قضاء (خداوندی) یہ تھی ہماری احتیاط سے کیا فائدہ

ہمچو ابلیسے کہ گفت اَغْوَیْتَنِیْ ۔۔ تو شکستی جام و ما را می زنی
شیطان کی طرح کہ اُس نے کہا تو نے مجھے گمراہ کیا ۔۔ تو نے جام توڑا اور مجھے مارتا ہے

بل قضا حق ست و جہدِ بندہ حق ۔۔ ہیں مباش اَعْوَر چو ابلیسِ خَلَق
بلکہ قضاء (خداوندی) حق ہے اور بندہ کی کوشش بھی حق ہے ۔۔ پرانے شیطان کی طرح کانا نہ بن

دَر تردّد ماندہ ایم اندر دو کار ۔۔ ایں تردّد کے بُود بے اختیار
ہم دو کاموں کے درمیان تردّد میں ہیں ۔۔ بغیر اختیار کے یہ تردّد کب ہوتا ہے؟

ایں کُنم یا آں کُنم کے گوید اُو ۔۔ کہ دو دست و پاش بستت اے عمو
میں یہ کروں یا وہ کروں وہ کب کہتا ہے؟ ۔۔ اے چچا جسکے دونوں ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہوں

ہیچ باشد ایں تردّد در سَرم ۔۔ کہ روم در بحر یا بالا پَرم
کبھی میرے سر میں یہ تردّد ہوتا ہے؟ ۔۔ کہ میں سمندر پر چلوں یا اوپر کو اڑوں

ایں تردّد ہست کہ موصل رَوم ۔۔ یا برائ سحر تا بابل روم
یہ تردّد ہوتا ہے، کہ موصل جاؤں ۔۔ یا جادو کے لئے، بابل تک جاؤں

پس تردّد را باید قدرتے ۔۔ ورنہ آں خندہ بُود بر سُبلتے
تو تردّد کے لئے قدرت چاہیئے ۔۔ ورنہ وہ محض مذاق ہوگا

بر قضا کم نہ بہانہ اے جواں ۔۔ جُرمِ خود را چوں نہی بر دیگراں
اے جوان! قضاء (خداوندی) پر بہانہ نہ رکھ ۔۔ اپنا قصور دوسروں پر کیوں ڈالتا ہے؟

---

۵۱ قسمت۔ یہ خدائی تقسیم ہے کہ اُس نے چاند کو خوبصورت چہرہ عطا کر دیا اور پھول کو خوشبو عطا کر دی۔ گفت شاہ محمود نے کہا کہ یہ بات درست نہیں ہے خدا نے بندے کو بھی اختیار دیا ہے انسان جو کام کرتا ہے اُسمیں اُسکی کوتاہی اور کوشش کا دخل ہے۔ ورنہ حضرت آدمؑ نے یہی سمجھا ورنہ اپنی کوتاہی کو اپنی طرف منسوب نہ کرتے بلکہ خدا کیطرف منسوب کر دیتے۔

۵۲ ہمچو۔ اسطرح کے کاموں کی خدا کیطرف نسبت کر دینا شیطان کا کام ہے اُس نے اپنی غلطی کو خدا کیطرف منسوب کیا اور کہا کہ تو نے مجھے گمراہ کر دیا ہے میرا کیا قصور ہے۔ بل۔ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر بھی حق ہے اور انسان کی کوشش بھی اپنی جگہ صحیح ہے صرف ایک جانب دیکھنا شیطان کی بھینگی آنکھ کا کام ہے۔ در تردد۔ انسان اکثر کاموں میں متردد ہوتا ہے اگر اُسکو اختیار نہ ہوتا تو وہ تردد کیوں کرتا جبر کی حالت میں اُس کو کبھی تردد نہ ہوتا۔

۵۳ ہیچ۔ جبکہ انسان کو اوپر اڑنے پر قدرت ہی نہیں ہے تو وہ کبھی متردد نہیں ہوتا کہ مجھے اوپر اڑنا چاہیئے یا سمندر میں کودنا چاہیئے۔ ایں تردد۔ اُسکو موصل اور بابل جانیکا اختیار ہے اسمیں اُسکو تردد ہوتا ہے۔ بر قضا۔ انسان کو اپنی غلطیوں کا ذمہ دار قضاء خداوندی کو نہ بنانا چاہیئے۔

Presented by www.ziaraat.com

خوں کند زید و قصاصِ او بعمر ¹ — مے خورد بکر و بر احمد حدِ خمر
زید خون کرے اور اس کا بدلہ عمر پر — بکر شراب پئے اور شراب کی سزا احمد پر

گردِ خود بر گرد و جرمِ خود ببیں — جنبش از خود بین و از سایہ مبیں
اپنا چکر کاٹ، اپنا قصور دیکھ — حرکت اپنی سمجھ اور سایہ کی نہ سمجھ

کہ نخواہد شد غلط پاداشِ میر — خصم را میداند آں میرِ بصیر
حاکم کی سزا غلط نہ ہوگی — وہ بینا حاکم، مجرم کو جانتا ہے

تو عسل خوردی نیاید تب بغیر — مزدِ روزِ تو نیاید شب بغیر
تونے شہد پیا، غیر کو بخار نہ آئے گا — تیری دن کی مزدوری رات کو غیر نہ حاصل کریگا

در چہ کردی جہد کاں با تو نگشت — تو چہ کاریدی کہ نامد ریعِ کشت
تونے کس چیز میں کوشش کی کہ وہ تجھے نہ ملی؟ — تونے کیا بویا کہ کھیتی کی پیداوار نہ آئی؟

فعلِ ² تو کاں زاید از جان و تنت — ہمچو فرزندت بگیرد دامنت
وہ تیرا کام جو تیری جان اور جسم سے پیدا ہوتا ہے — وہ تیری اولاد کی طرح تیرا دامن پکڑیگا

فعل را در غیب صورت می کنند — فعلِ دزدی را نہ دارے میزنند
اعمال غیب میں کام کی ایک صورت بنا دیتے ہیں — چوری کے کام کیلئے کیا پھانسی نہیں لگاتے ہیں؟

دار کے ماند بدزدی لیک آں — ہست تصویرِ خدائے غیب داں
پھانسی، چوری سے کب مشابہ ہے؟ لیکن وہ — غیب داں خدا کیجانب سے ایک صورت بنائی ہوئی ہے

در دلِ شحنہ چو حق الہام داد — کایں چنیں صورت بساز از بہرِ داد
جب اللہ تعالٰی نے کوتوال کے دل میں الہام کردیا — کہ انصاف کے لئے ایسی صورت بنائے

تا ³ تو عالِم باشی و عادل، قضا — نامناسب چوں دہد داد و سزا
تاکہ تو عالم اور منصف بنے، قضاء (خداوندی) — جزا اور سزا نامناسب کیسے دے گی؟

چونکہ حاکم ایں کند اندر گزیں — چوں کند حکم اَحکَمُ الحَاکِمِین
جبکہ انتخاب میں حاکم یہ کرتا ہے — تو حاکموں کا حاکم کیا حکم کرے گا؟

چوں بکاری جو نروید غیرِ جو — قرض تو کردی ز کہ خواہم گرو
جب تو جو بوئے گا جو کے سوا نہ اُگے گا — قرض تونے لیا ہے میں گروی کس سے مانگوں؟

جرمِ خود را بر کسے دیگر منہ — ہوش و گوشِ خود بدیں پاداش دہ
اپنا قصور کسی دوسرے پر نہ رکھ — اپنا ہوش اور کان اس بدلہ پر لگائے رکھ

¹ خوں۔ اپنے جرم کی ذمہ داری قضا پر ڈالنا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ قتل زید کرے اور بدلہ عمر سے لیا جائے۔ شراب بکر پئے اور احمد کے کوڑے ملرے جائیں۔ کہ نخواہد۔ اللہ تعالٰی کبھی غیر مجرم کو سزا نہیں دیتا ہے۔ تو عسل۔ شہد کوئی کھائے اور اُسکے اثر سے بخار دوسرے کو آئے، دن میں مزدوری کوئی کرے اور اس کی اجرت رات کو دوسرے کو دیدیجائے یہ نہیں ہوسکتا ہے۔ درچہ۔ ظاہری اعمال کے نتیجے خود کرنے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔

² فعل۔ انسان کے اعمال ہی اُسکے دامنگیر ہونگے جسطرح اُسکی ظاہری اولاد اُسکی دامنگیر ہوتی ہے، آخرت میں اعمال مصوّر کردیے جائیں گے ہاں عمل اور جزا میں ظاہری مشابہت ہوگی۔ مثلاً چوری اور ڈاکہ زنی اور اُسکی سزا پھانسی میں کوئی ظاہری مناسبت نہیں ہے لیکن خدا نے دنیا میں انصاف قائم کرنے کیلئے اُسکی وہ سزا تجویز کردی ہے۔ شحنہ۔ کوتوال۔

³ تا تو چونکہ انصاف قائم کرنے کیلئے خدا نے یہ الہام کردیا ہے تو پھر قضا خداوندی غیر مناسب جزا اور سزا کہاں دے سکتی ہے۔ چونکہ جب دنیا کا حاکم مناسب جزا اور سزا دیتا ہے تو احکم الحاکمین لامحالہ مناسب جزا اور سزا دیگا۔ قرض۔ جب تونے قرض لیا ہے تو ہی گروی رکھے گا۔ جرم۔ اپنا جرم کسی دوسرے پر نہ ڈال [illegible]

جُرم بر خود نہ کہ تو خود کاشتی — با جزا و عدلِ حق کُن آشتی

اپنے آپ کو قصوروار ٹھہرا کیونکہ تونے خود بویا ہے — اللہ تعالیٰ کی جزا اور سزا سے صلح رکھ

رنج[1] را باشد سبب بَد کردنی — بَد ز فعلِ خود شناس از بختِ نی

بُرا کرنا، تکلیف کا سبب ہے — برائی اپنے کام کی وجہ سے سمجھ نہ تقدیر سے

آں نظر در بخت چشم اَحول کُند — کلب را گہدانی و کاہل کُند

تقدیر پر نظر رکھنا آنکھ کو بھینگا بنا دیتا ہے — کُتّے کو پاخانہ والا اور کاہل بنا دیتا ہے

مُتّہم کُن نفسِ خود را اے فتیٰ — مُتّہم کم کُن جزائے عدل را

اے نوجوان! اپنے نفس کو مُتّہم سمجھ — انصاف کے بدلے کو مُتّہم نہ کر

توبہ کُن مردانہ سر آور بِرہ — کہ فَمَنْ یَّعْمَلْ بِمِثْقَالِ ذَرَّۃٍ

مردوں کی طرح توبہ کر راستہ پر چل پڑ — کیونکہ جو مثقال برابر عمل کریگا وہ اسکو دیکھے گا

در فسونِ[2] نفس کم شو غرّہ — کافتابِ حق نپوشد ذرّہ

نفس کے مکر سے دھوکے میں نہ پڑ — کیونکہ حق کا سورج ذرّے کو نہیں چھپاتا ہے

ہست ایں ذرّاتِ جسمی اے مُفید — پیشِ ایں خورشیدِ جسمانی پدید

اے فائدہ مند! یہ جسمانی ذرّے — اس جسمانی سورج کے سامنے ظاہر ہیں

ہست ذرّاتِ خواطر و افتکار — پیشِ خورشیدِ حقائق آشکار

خیالات اور فکر کے ذرّے — حقیقتوں کے سورج کے سامنے ظاہر ہیں

پیشِ حق پیدا و پیش تو نہاں — سِرِّ غیب[3] است ایں مکُن فکرے دراں

خدا کے سامنے ظاہر ہیں تیرے سامنے پوشیدہ ہیں — یہ غیبی راز ہے تو اس میں غور نہ کر

حکایتِ آں صیّادے کہ خود را در گیاہ پیچیدہ بُود، و

اُس شکاری کا قصّہ جس نے اپنے آپ کو گھاس میں لپیٹ لیا تھا اور

دستۂ گُل و لالہ کُلہ وار بر سر فرو کشیدہ تا مُرغان اُو را گیاہ

گُل و لالہ کا گلدستہ ٹوپی کی طرح سر پر رکھ لیا تھا تاکہ پرندے اس کو گھاس

پندارند و آں مُرغِ زیرک اندکے بُوی بُرد کہ ایں آدمی ست

سمجھیں اور ایک ہوشیار پرندے نے کچھ تاڑ لیا کہ یہ آدمی ہے

کہ بر شکلِ گیاہ می نماید اما ہم تمام بُوی نبُرد با فسونِ اُو

جو گھاس کی شکل پر نظر آرہا ہے، لیکن وہ ابھی پورا نہ سمجھا کہ وہ بھی دھوکے

---

[1] رنج۔ انسان کی بدعملی اُسکی تکلیف کا سبب ہے اور بدعملی کا وہ خود ذمّہ دار ہے مقدّر اُسکا ذمّہ دار نہیں ہے آں نظر۔ محض تقدیر پر نظر رکھنا انسان کو کج بیں بنا دیتا ہے اور انسانی نفس کو برائی کا عادی اور کاہل بنا دیتا ہے۔ متّہم۔ برائی کی تہمت اپنے اوپر رکھنی چاہیئے اللہ کے انصاف کو مُتّہم نہ بنانا چاہیئے، خدا نے فرمایا ہے جو ایک ذرّہ عمل کرے گا اُس کا نتیجہ اُس کے سامنے آئے گا۔

[2] در فسون۔ انسان کو نفس سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے اُس کے عمل کا ذرّہ ذرّہ علمِ الٰہی میں ہے۔ ہست۔ جس طرح سے جسمانی ذرّات ظاہری سورج میں چمک اٹھتے ہیں اسی طرح سے خیالات کے ذرّات علمِ الٰہی میں چمک اٹھتے ہیں۔

[3] سرّ غیب۔ علمِ الٰہی، عالمِ غیب کے اسرار میں سے ہے اُسمیں عالمِ شہود میں غور و فکر نہ کرنا چاہیئے، تیرے اعتبار سے جو خیالات مخفی ہیں وہ سب علمِ الٰہی میں ظاہر ہیں۔ حکایت۔ جبر و اختیار کی یہ حکایت ذکر کی گئی ہے کہ اپنے جرم کو کسی دوسرے کے ذمّہ نہ لگانا چاہیئے۔

Presented by www.ziaraat.com

مغرور شُد زیرا کہ دَرادراکِ اوّل قاطعے نداشت و دَر
میں پڑگیا کیوں کہ وہ پہلے ادراک میں یقین نہ رکھتا تھا اور
ادراکِ دوم قاطعے داشت وَهُوَ الْحِرْصُ وَالطَّمَعُ لَاسِيَّمَا
دوسرا احساس قطعی تھا اور وہ حرص اور لالچ ہے خصوصًا حاجت
عِنْدَ فَرْطِ الْحَاجَةِ وَالْفَقْرِ قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
اور ضرورت کی زیادتی کے وقت نبی علیہ الصلوٰة والسلام
وَالسَّلَامُ كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا صَدَقَ ۞
نے فرمایا ہے قریب ہے کہ فقر کفر بن جائے اللہ کے رسول نے
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ
فرمایا ہے اُن پر اور اُن کی اولاد اور صحابہ پر درود و سلام ہو

رفت مرغے درمیانِ مرغزار — بُود آنجا دام از بہرِ شکار
ایک پرندہ چمن میں گیا — وہاں شکار کے لیے جال تھا

دانۂ چندے نہادہ بر زمیں — واں صیاد آنجا نشستہ در کمیں
چند دانے زمین پر رکھے تھے — اور شکاری وہاں گھات میں بیٹھا تھا

خویشتن پیچیدہ در برگِ گیاہ — وز گُل ولالہ وُرا بر سر کلاہ ۵۲
اپنے آپ کو پتوں اور گھاس میں لپیٹ لیا تھا — اور اُس کے سر پر گل و لالہ کی ٹوپی تھی

دَر کمیں بنشستہ و کردہ نگاہ — تا دَر اُفتد صید بیچارہ زراہ
گھات میں بیٹھا تھا اور نگاہ لگائے ہوئے تھا — تاکہ بیچارہ شکار، راستہ سے بھٹک جائے

مُرغکے آمد سُوئے اُو از ناشناخت — پس طوافے کرد و پیشِ مرد تاخت
انجان پن سے ایک بیچارہ پرندہ اُسکی جانب آیا — چکر کاٹا اور (اُس) شخص کی طرف دوڑا

گفت ۵۳ اُو را کیستی اے سبز پوش — دَر بیاباں درمیانِ ایں وحوش
اُس نے کہا اُسے سبز پوش! تو کون ہے؟ — جنگل میں اِن وحشیوں کے درمیان

گفت مردے زاہدم من مُنقطع — با گیاہ و با حشیشے مقتنع
انسان نے کہا میں زاہد ہوں، لاتعلق — گھاس اور پھونس پر قناعت کرنیوالا

زہد و تقویٰ را گزیدم دین و کیش — زانکہ می دیدم اجل را پیشِ خویش
میں نے زہد اور تقویٰ کو دین اور مذہب بنالیا ہے — کیونکہ میں موت کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں

۵۱ کاد۔ فقر اور احساس کامل مومنوں کے لئے باعث فضیلت ہے آنحضورؐ کا ارشاد ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ "فقر میرا فخر ہے" لیکن کمزور ایمان والوں کے لئے فقر خطرناک ہے بسا اوقات وہ کفر اختیار کر لیتے ہیں۔ مرغزار۔ چمن۔ کھیتی۔ گھاس۔
۵۲ وز گل۔ اُس شکاری نے اپنے آپ کو چھپانے کیلئے بدن پر گھاس اور سر پر پھولوں کی ٹوپی اوڑھ لی تھی۔ ناشناخت۔ وہ پرندہ نہ سمجھا کہ وہ شکاری ہے اور اُس نے اُس سے دریافت کیا تو کون ہے۔
۵۳ گفت۔ اُس شکاری نے کہا میں ایک متقی اور زاہد ہوں اور صرف گھاس پھوس پر گزارہ کرتا ہوں۔ چونکہ موت ہر وقت میرے پیش نظر ہے میں نے دنیا سے زہد اختیار کر لیا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

مرگِ[1] ہمسایہ مرا واعظ شُدہ — کسبِ دُکانِ مرا برہم زدہ

پڑوسی کی موت میرے لئے واعظ بن گئی ہے — میری کمائی اور دُکان کو تہ و بالا کر دیا ہے

چوں بآخر فرد خواہم ماندن — خُو نباید کرد با ہر مرد و زن

چونکہ میں آخر میں اکیلا رہ جاؤں گا — مجھے ہر مرد و عورت کی عادت نہ ڈالنی چاہئے

رُوی خواہم کرد آخر در لحد — آں بہ آید کہ کُنم خُو با اَحد

آخر میں قبر کی طرف رُخ کروں گا — یہ اچھا لگتا ہے کہ خدا کی عادت ڈالوں

چوں زنخ رابست خواہم اے صنم — آں بہ آید کہ زنخ کمتر زنم

اے پیارے! چونکہ میں ٹھوڑی کو باندھوں گا — یہ بہتر ہے کہ میں بکواس نہ کروں

اے بزربفت و کمر آموختہ — آخرستت جامۂ نادوختہ

اے زربفت اور پٹکے کے عادی! — تیرا انجام بلا سِلا کپڑا ہے

رُو[2] بخاک آریم کز وے رُستہ ایم — دل چرا در بیوفایاں بستہ ایم

ہم مٹی کا رُخ کریں گے کیونکہ اُسی سے پیدا ہوئے ہیں — ہم نے بے وفاؤں سے دل کیوں وابستہ کیا ہے

جدّ و خویشانِ ما قدیمی چار طبع — ما بخویشِ عاریت بستیم طمع

ہمارے قدیم دادا اور رشتہ دار چار عنصر ہیں — ہم نے عارضی رشتہ داروں سے لالچ وابستہ کیا ہے

سالہا ہم صحبتے و ہمدمی — با عناصر داشت جسمے آدمی

سالوں ہم صحبت اور ساتھی — انسان کا جسم عناصر سے رہا

رُوحِ اُو خود از نفوس و از عقول — روحِ اصلِ خویش را کردہ نکول

اُس کی روح نفوس اور عقول سے ہے — روح اپنی اصل سے اعراض کئے ہوئے ہے

از عقول[3] و از نفوسِ پُرصفا — نامہ می آید بجاں کاے بیوفا

معقول عقول اور نفوس سے — روح کو پیام آتا ہے کہ اے بے وفا!

یارگانِ پنج روزہ یافتی — رُو ز یارانِ کہن برتافتی

تو نے کچھ دن کے دوست پالئے ہیں — پُرانے دوستوں سے منہ موڑ لیا ہے

کودکاں ہرچند در بازی خوش اند — شب کشاں شاں سُوئے خانہ می کشند

بچے یقیناً کھیل میں خوش ہیں — رات کو اُن کو گھر کی جانب کھینچ لے جاتے ہیں

---

[1] مرگ۔ ایک پڑوسی کی موت سے مجھے عبرت حاصل ہو گئی اور میں نے اپنی دکان وغیرہ خیرات کر ڈالی ہے۔ چوں۔ مرنے کے بعد مجھے قبر میں تنہا رہنا ہے اسی لئے میں نے دنیا والوں سے تعلقات منقطع کر لئے ہیں اور خدا سے لو لگا لی ہے۔ چوں۔ موت کے وقت مُنہ پر ڈھاٹا باندھ دیا جاتا ہے زنخ زدن۔ بکواس کرنا۔ اے۔ جو لوگ زندگی میں زربفت کا لباس اور زرّیں پیٹیاں باندھتے ہیں وہ بھی موت کے بعد بلا سِلا کفن پہنتے ہیں۔

[2] رو۔ انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے اور اُس کو مر کر مٹی میں جانا ہے لہٰذا اسی سے تعلق رکھنا چاہئے۔ جد۔ انسان کا اصل رشتہ چاروں عنصروں سے ہے لیکن انسان عارضی رشتہ داروں سے دل وابستہ کر لیتا ہے۔ سالہا۔ انسان کے جسم کی تخلیق سے قبل اس کا جسم عناصر اربعہ کا ساتھی تھا... روح او۔ انسان کی روح عالم نفوس اور عالم عقول کی چیز ہے لیکن وہ اپنی اصل کو فراموش کر دیتی ہے۔

[3] از عقول۔ جب روح اپنی اصل کو فراموش کرتی ہے تو وہ عقول اور نفوس اس سے کہتے ہیں کہ تو نے ہمیں بھلا دیا ہے اور عارضی یاروں سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ کودکاں۔ انسانوں کی مثال اُن بچوں کی سی ہے جو دن بھر کھیل میں لگے رہتے ہیں اور رات کو اُن کے والدین اُن کو پکڑ کر جبراً گھر لے جاتے ہیں۔ یہی حال انسان کا ہے کہ اس کی روح کو واقعاً اصل وطن کی طرف جانا ہے

شُد برہنہ وقتِ بازی طفلِ خُرد[1] — دُزد از ناگہ قبا و کفش بُرد
کھیل کے وقت چھوٹا بچہ ننگا ہوا — چور اچانک چوغہ اور جوتے لے بھاگا

آنچناں گرم اُو ببازی در فتاد — کاں کلاہ و پیرہن رفتش زیاد
وہ کھیل میں اِس قدر لگا — کہ وہ ٹوپی اور لباس اُس کی یاد سے نکل گیا

شب شُد و بازیِ اُو شُد بے مدد — رُو ندارد کہ سُوئے خانہ رود
رات ہو گئی اور اُس کا کھیل بغیر مدد کے رہ گیا — اُس کا مُنہ نہیں ہے کہ گھر کو جائے

نے شنیدی اِنَّمَا الدُّنْیَا لَعِبٌ[2] — باد دادی رخت و گشتی مُرتَعِب
کیا تو نے نہیں سُنا، کہ دنیا کھیل ہے؟ — نقصان برباد کر دیا اور تو خوفزدہ ہو گیا

پیش ازانکہ شب شود جامہ بجُو — روز را ضائع مکن در گفتگو
اِس سے پہلے کہ رات ہو، کپڑے تلاش کر لے — باتوں میں دن ضائع نہ کر

من بصحرا خلوتے بگزیدہ ام — خلق را من دُزدِ جامہ دیدہ ام
میں نے جنگل میں تنہائی اختیار کر لی ہے — میں نے لوگوں کو کپڑوں کا چور سمجھا ہے

نیم عُمر[3] از آرزوئے دلستاں — نیم عُمر از غُصّہائے دُشمناں
آدھی عمر معشوق کی تمنا میں — آدھی عمر دُشمنوں کے غصہ میں

جُبّہ را بُرد آں کُلہ را ایں ببُرد — غرقِ بازی گشتہ ما چوں طفلِ خُرد
جُبّہ وہ لے گیا، ٹوپی یہ لے گیا — ہم چھوٹے بچے کی طرح کھیل میں غرق ہیں

نک شبانگاہِ اجل نزدیک شُد — خَلِّ هٰذَا اللَّعَبَ بَسَّكَ لَا تَعُدْ
اب موت کی رات قریب آگئی ہے — اِس کھیل کو چھوڑ، بس کر، واپس نہ ہو

ہیں سوارِ توبہ شو در دُزد رس — جامہا از دُزد بستاں باز پس
خبردار! توبہ پر سوار ہو جا چور تک پہنچ جا — چور سے کپڑے واپس لے لے

مَرکبِ توبہ عجائب مَرکب است — بر فلک تازد بیک لحظہ زپست
توبہ کی سواری عجیب سواری ہے — ایک لحظہ میں نیچے سے آسمان تک دوڑتی ہے

لیک مَرکب رانگہ میدار ازاں — کو بدزدید آں قبایت را نہاں
لیکن سواری کی اُس سے حفاظت کر — جس نے چُھپکے سے تیرا چوغہ چُرا لیا ہے

ہے مَرکب توبہ شعر:- ہرچہ از عمرِ گرامی صرف در غفلت شود
می تواں یک صبحدم دزدِ ملکِ استغفار زیست
نیک۔ توبہ کی حفاظت ضروری ہے کہیں شیطان اُس کو نہ تڑوا دے۔

[1] شُد۔ بچہ کھیل میں اپنے کپڑے اُتار کر رکھ دیتا ہے اور کھیل میں اس قدر منہمک ہو جاتا ہے کہ چور اُس کے کپڑے لے بھاگتا ہے۔ شب شُد۔ جب رات کو وہ گھر لَوٹنا چاہتا ہے تو کپڑوں کی چوری کی شرمندگی سے گھر لَوٹنے کی ہمت نہیں کرتا ہے یہی حال انسان کا ہو کہ دنیا کے شغل میں اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے اور پھر آخرت کی طرف رُخ کرنے سے شرماتا ہے۔

[2] نے شنیدی۔ قرآن پاک میں ہے [illegible] الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ۔ جہان لو دنیا کھیل کود ہے۔ لہٰذا تمہارا حال اُس بچہ کا سا نہ ہو جو کھیل کود میں اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔ مُرتعب۔ خوفزدہ شب شود۔ واپسی کے وقت سے پہلے اپنا جائزہ لے لو۔ من بصحرا۔ اُس شکاری نے پرندے سے کہا۔

[3] نیم عمر۔ انسان غفلت میں اِسی طرح دن گذار دیتا ہے کہ آدھی عمر تو مرغوبات کی تمنا میں گذری اور آدھی عمر دشمنوں کے غصہ میں۔ جُبّہ۔ غرضکہ سفرِ آخرت کے لئے جو سامان تیار کرنا تھا وہ سب برباد ہو جاتا ہے۔ نک۔ واپسی کا وقت قریب ہے کھیل کو چھوڑ کر چلنے کی تیاری کر لی چاہیئے۔ ہیں۔ یعنی غلطیوں کی تلافی کی تدبیر توبہ اور استغفا

Presented by www.ziaraat.com

تا[1] نُدزدد مرکبت را نیز ہم | پاس دار ایں مرکبت را دمبدم
تاکہ تیری سواری کو بھی نہ چرا لے | ہر وقت اپنی اِس سواری کی حفاظت کر

حکایتِ آں شخص کہ دُزداں قچ اُو بدُزدیدند و بَراں
اُس شخص کا قصّہ جس کا دُنبہ چوروں نے چُرالیا اور اُس پر بس نہ کی

قناعت نکردند بحیلہ جامہاش را ہم دُزدیدند
تدبیر سے اُس کے کپڑے بھی چُرا لئے

آں یکے قچ داشت از پس میکشید | دُزد قچ را بُرد و حبلش را بُرید
ایک شخص کے پاس دُنبہ تھا وہ اُس کو پیچھے سے کھینچ رہا تھا | دُنبہ کو چور لے گیا اور اُس کی رسّی کاٹ دی

چونکہ شد آگہ دواں شد چپ و راست | تا بیابد کاں قچ بُردہ کجاست
جب وہ واقف ہوا، دائیں اور بائیں جانب بھاگا | تاکہ معلوم کرے کہ وہ چُرایا ہوا دُنبہ کہاں ہے؟

بر سرِ چاہے بدید آں دُزد را | کو فغاں میکرد کاے واویلتا
اس چور کو ایک کنویں پر دیکھا | کہ وہ فریاد کر رہا ہے، کہ ہائے تباہی

گفت نالاں از چہٖ اے اوستاد | گفت ہمیانِ زرم در چہ فتاد
اُس نے کہا اے اُستاد! تو کیوں رو رہا ہے؟ | اُس نے کہا میری نقدی کی ہمیانی کنویں میں گر گئی ہے

گر توانی[2] در روی بیروں کشی | خُمس بدہم مر ترا با دل خوشی
اگر تو جا سکے، باہر نکال لائے | میں دل کی خوشی کے ساتھ تجھے پانچواں حصّہ دیدونگا

ہست در ہمیانِ من پانصد درم | گر کُنی با من چنیں لُطف و کرم
میری ہمیانی میں پانچسو درہم ہیں | اگر تو میرے ساتھ اِس طرح کی مہربانی اور کرم کرے

خُمس، صد دینار بستانی بدست | گفت باخود ایں بہائے دہ قچ ست
پانچواں حصّہ سَو درہم تو ہاتھ سے لے لے | اُس نے سوچا، یہ دس دُنبوں کی قیمت ہے

گر درے[3] بر بستہ شد صد در کشاد | گر قچے شُد حق عوض اُشتر بداد
اگر ایک دروازہ بند ہوا ہے تو سَو دروازے کُھل گئے | اگر دُنبہ گیا، اللہ نے بدلے میں اونٹ دیدیا

جامہا بر کند و اندر چاہ رفت | جامہا را بُرد ہم آں دُزد تفت
کپڑے اُتارے اور کنویں میں اُتر گیا | وہ چور فوراً کپڑوں کو بھی لے گیا

حازمے باید کہ رہ تا دہ بَرد | حزم نبُود طمع طاعوں آورد
پختہ کار چاہیے، تاکہ گاؤں تک کا راستہ طے کرے | پختہ کاری نہ ہو تو لالچ طاعون پیدا کر دیتا ہے

[1] تا نُدزدد۔ اُس شیطان چور نے تمہارا سامان تو چُرا ہی لیا اب اُس تو بہ کی سواری نہ چُرا لے۔ حکایت۔ اِس حکایت کا منشا یہ ہے کہ انسان لالچ میں پڑ کر پے در پے چور کو چوری کا موقع دیدیتا ہے۔ قچ دُنبہ آں یکے۔ یہ شخص اپنا دُنبہ رسّی میں باندھے لے جا رہا تھا چور نے پیچھے سے آکر رسّی کاٹ کر دُنبہ چُرا لیا اب یہ شخص اُس کی تلاش میں بھاگا تو چور ایک کنویں پر کھڑے ہو کر رونے لگا اور چور نے اُس دُنبہ والے سے کہا کہ میری پانچسو اشرفیوں کی ہمیانی کنویں میں گر گئی ہے اگر کوئی اِس کو کنویں میں سے نکال دے تو میں اُس کو اُس میں سے سَو اشرفیاں دے دوں گا یہ شخص لالچ میں آگیا اور کپڑے اُتار کر کنویں میں اُتر گیا چور اُس کے کپڑے بھی لے بھاگا۔

[2] گر توانی۔ چور نے دُنبہ والے سے کہا اگر تو میری ہمیانی نکال دے گا تو اُس کا پانچواں حصّہ تجھے دیدونگا۔ خُمس۔ پانچواں حصّہ۔ گفت۔ دُنبہ والے نے دل میں سوچا کہ مجھے تو دس دُنبوں کی قیمت کی برابر اشرفیاں مل رہی ہیں۔

[3] گر درے۔ اگر دُنبہ گیا تو کیا پروا ہے مجھے اُس کے بدلے میں اونٹ مل رہا ہے۔ جامہا۔ اُس دُنبہ والے نے اپنے کپڑے اُتار کر رکھ دیئے اور کنویں میں اُتر گیا وہ چور

[illegible]

اُو[1] یکے دُزدیست فِتنہ سیرتے — چوں خیال اُو را بہر دم صُورتے

وہ (شیطان) ایک فتنہ سیرت چور ہے — خیال کی طرح اُس کی ہر لمحہ ایک (نئی) صورت ہے

کس نداند مکرِ اُو اِلّا خدا — در خدا بگریز و وارہ زاں دغا

اُس کا مکر خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا — خدا (کی پناہ) میں بھاگ اُس دغا بازی سے نجات حاصل کر

مناظرۂ مرُغ با صیّاد در ترہّب و در معنیِ ترہّبی کہ

پرند کا شکاری کے ساتھ رہبانیت اختیار کرنے کے بارے میں مناظرہ جس

مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ و سلّم نہی کرد ازاں اُمّت

سے مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی اُمّت کو روکا ہے

خود را کہ لَا رُھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ

کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

مرُغ گفتش خواجہ در خلوت مایست — دینِ احمدؐ را ترہّب نیک نیست

پرندے نے اُس سے کہا اے خواجہ! خلوت میں نہ ٹھہر — احمدؐ کے دین میں رُہبانیت اچھی نہیں ہے

از ترہّب نہی کرد آخر رسُولؐ — بدعتے چوں در گرفتی اے فضول

آخر رسولؐ نے رہبانیت سے منع کیا ہے — اے فضول! تو نے بدعت کیوں اختیار کر لی!

جمعہ[2] شرطست و جماعت در نماز — امرِ معروف و ز مُنکر احتراز

جمعہ اور نماز میں جماعت ضروری ہے — بھلی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے بچنا

رنجِ بدخُویاں کشیدن زیرِ صبر — منفعت دادن بخلقاں ہمچو ابر

صبر کے ماتحت بد مزاجوں کی تکلیف برداشت کرنا — ابر کی طرح لوگوں کو نفع پہنچانا

خَیْرُ النَّاسِ اَنْ یَّنْفَعَ النَّاسَ اے پدر — گر نہ سنگی چہ حریفی با مدر

اے بابا! بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے — اگر تو پتھر نہیں ہے تو ڈھیلوں سے دوستی کیسی؟

درمیانِ اُمّتِ مرحوم باش — سنّتِ احمدؐ مہل محکوم باش

مرحوم اُمّت کے درمیان رہ — احمدؐ کی سنّت نہ چھوڑ، محکوم بنا رہ

چوں[3] جماعت رحمت آمد اے پسر — جہد کُن کز رحمت آری تاجِ سر

اے بیٹا! جب کہ جماعت رحمت ہے — تو کوشش کر تاکہ تو رحمت سے سر کا تاج حاصل کر لے

در جوابش گفت صیّادِ عیار — نیست مُطلق اینکہ گفتی ہوشدار

اُس کے جواب میں چالاک شکاری نے کہا — سمجھ لے یہ مطلقاً نہیں ہے جو تو نے کہا

---

[1] اُو۔ شیطان ہر لمحہ بھیس بدل کر دھوکا دیتا ہے۔ کس نداند۔ اُسکی چالوں کو خدا ہی پہچان سکتا ہے بس اُس کی پناہ مانگتے رہو۔ ترہّب۔ رہبانیت اختیار کرنا، رہبانیت یہ ہے کہ انسان تمام دنیوی علاقے منقطع کر کے جنگلوں میں عبادت گذاری کرے آنحضورؐ نے اِس رہبانیت سے منع فرمایا ہے۔ بدعتے۔ رہبانیت اسلامی طریقہ نہیں ہے لہٰذا وہ بدعت ہے۔

[2] جمعہ۔ اسلام، جمعہ اور جماعت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیتا ہے، رہبانیت اِس کے منافی ہے۔ رنج۔ شریعت کا حکم ہے کہ لوگوں کی بدخلقی پر صبر کرو اور ابر کی طرح لوگوں کو نفع پہنچاؤ۔ خیر الناس۔ حدیث شریف ہے: "بہترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے"۔ گر نہ سنگی۔ ڈھیلوں سے دوستی کرنا پتھر کا کام ہے، انسان کا کام نہیں ہے۔ درمیان۔ عوام سے مل کر زندگی گذارنا سنت ہے۔

[3] چوں جماعت۔ حدیث شریف ہے اَلْجَمَاعَۃُ رَحْمَۃٌ وَّالْفُرْقَۃُ عَذَابٌ "جماعت رحمت ہے الگ رہنا عذاب ہے"۔ در جوابش۔ اُس چالاک شکاری نے کہا کہ جماعت کو تنہائی پر مطلقاً فضیلت نہیں ہے، بسا اوقات گوشۂ تنہائی جماعت سے افضل ہوتا ہے اگر بُرے ساتھی ہوں تو تنہائی افضل ہوگی۔

Presented by www.ziaraat.com

ہست تنہائی بہ از یارانِ بد — نیک با بد چوں نشیند بد شود

بُرے دوستوں سے تنہائی بہتر ہے — نیک، بُد کیساتھ جب بیٹھتا ہے، بد ہو جاتا ہے

زانکہ[1] عقلِ ہر کرا نبود رسوخ — پیشِ عاقل اُو چو سنگ ست و کلوخ

کیونکہ جس کی عقل میں پختگی نہ ہو — وہ عقلمند کے نزدیک پتھر اور ڈھیلے کی طرح ہے

چوں حمارست آنکہ بے اہلیت — صحبتِ اُو عینِ رہبانیت ست

جو نااہل ہے، وہ گدھے کی طرح ہے — اُس کی صحبت بالکل رہبانیت ہے

ہوشِ اُو سوئے علف باشد چو خر — بگذر از وے تا نمانی بے ہنر

اُس کا ہوش گدھے کی طرح چارے کی طرف ہوتا ہے — اُس سے بھاگ تاکہ تو بے ہنر نہ رہ جائے

زانکہ غیرِ حق ہمہ گردد رُفات — کُلُّ اٰتٍ بَعْدَ حِیْنٍ فَھُوَ اٰتٍ

کیونکہ اللہ (تعالٰی) کے سوا سب ریزہ ریزہ ہو جائیگا — تھوڑی دیر کے بعد ہر آنے والا پہنچنے والا ہے

ہر چہ جز آں وجہ باشد ہالک ست — مُلک و مالک عکسِ آں یک مالک ست

جو کچھ اُس وجہ کے سوا ہے، وہ ہلاک ہونیوالا ہے — مُلک اور مالک، اُس ایک مالک کا عکس ہے

گرچہ[2] سایہ عکسِ شخص ست اے پسر — ہیچ از سایہ نتانی خورد بر

اے بیٹا! اگرچہ سایہ شخص کا عکس ہے — تو سایہ سے کبھی پھل نہ کھائے گا

ہیں ز سایہ شخص را می کُن طلب — در مسبب رَو گذر کُن از سبب

آگاہ، سایہ کے ذریعہ شخص کو ڈھونڈ لے — مسبب کی طرف جا، سبب سے گذر جا

یارِ جسمانی بُوَد رُویش بمرگ — صحبتش شوم ست باید کرد ترک

جسمانی دوست کا رُخ موت کی طرف ہے — اُس کی صحبت منحوس ہے، چھوڑنی چاہیئے

حکمِ اُو ہم حکمِ قبلۂ اُو بُوَد — مُردہ اش خواں چونکہ مُردہ جو بُوَد

اُس کا حکم بھی اُس کے قبلہ کا حکم ہوگا — جبکہ وہ مُردے کا جویاں ہے اُس کو مُردہ سمجھ

ہر کہ با ایں قوم باشد راہب ست — کہ کلوخ و سنگ اُو را صاحب ست

جو اس قوم کے ساتھ ہو وہ راہب ہے — کیونکہ ڈھیلا اور پتھر اُس کا ساتھی ہے

بگذر[3] از سنگ و کلوخِ بے وجود — سوئے کانِ لعل رَو از بہرِ جود

بے وجود پتھر اور ڈھیلے سے گذر جا — بخشش کے لئے لعل کی کان میں جا

خود کلوخ و سنگ کس را رہ زند — زیں کلوخاں صد ہزار آفت رسد

ڈھیلا اور پتھر خود کسی کی رہزنی کرتے ہیں؟ — اِن ڈھیلوں سے لاکھوں آفتیں پہنچتی ہیں

---

[1] زانکہ۔ بے عقل انسان، عقلمند کے نزدیک ڈھیلا اور پتھر ہے۔ چوں حمار۔ بے عقل انسان پتھر تو کیا بلکہ گدھا ہے اُس کے ساتھ رہنا ایسا ہی بُرا ہے جیسا کہ تو رہبانیت کی بُرائی کر رہا ہے۔ ہوشِ او۔ اُس بے عقل انسان کو چرنے اور کھانے کی فکر ہے اُس کی صحبت بے ہنر بنا دیگی۔ زانکہ۔ اُس بے عقل کا مقصود جبکہ غیرِ حق ہے وہ بالکل فنا ہوجائیگا بلکہ وہ فنا شدہ ہے۔ کل آت۔ جو چیز ہونیوالی ہے سمجھو کہ ہو چکی۔ ہر چہ۔ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ۔ خدا کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

[2] گرچہ۔ ممکنات بمنزلہ سایہ کے ہیں اور سایہ مفید نہیں ہو۔ ہیں ز سایہ۔ ممکنات اور کائنات سے گذر کر ذاتِ باری سے علاقہ قائم کرنا چاہیئے۔ یار۔ غیر اللہ جو فانی ہے اُس کی صحبت بُری ہے۔ ترک۔ مولانا نے اس شعر میں مرگ کو ترک کا ہم قافیہ بنایا ہے۔ حکم۔ چونکہ اس فانی دنیا نے اپنا مقصود فانی کو بنا رکھا ہے لہٰذا خود فانی ہے۔ ہر کہ۔ جو دنیا داروں کی صحبت اختیار کرے وہ بھی راہب ہے کیونکہ یہ دنیا دار ڈھیلے اور پتھر ہیں۔

[3] بگذر۔ بُرے ساتھیوں سے انقطاع کرکے اللہ تعالٰی کیطرف رجوع کرنا چاہیئے۔۔۔۔ کانِ لعل۔ اللہ تعالٰی۔ خود کلوخ۔ ڈھیلے اور پتھر کسی راہب کی راہزنی نہیں کرتے [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

گفت[1] مُرغش پس جہاد آنگہ بُوَد　　کایں چنیں رہزن میانِ رہ بُوَد

پرندنے اُس سے کہا، جہاد جب ہوتا ہے　　جب راستہ میں ایسا رہزن ہو

از برائے حفظ و یاری و نبرد　　بر رہِ ناایمن آید شیر مرد

حفاظت اور مدد اور جنگ کے لئے　　شیر مرد، خوفناک راستہ پر آتا ہے

عِرقِ مَردی آنگہے پیدا شود　　کہ مُسافر ہمرہِ اعدا شود

مردانگی کی رگ اُس وقت پیدا ہوتی ہے　　جب کہ مسافر دُشمنوں کے ہمراہ ہو

چوں نبیُّ السّیف بُودست آں رسولؐ　　اُمّتِ اُو صفدرانند و فحول

چونکہ وہ رسولؐ نبیّ السّیف ہیں　　اُن کی اُمّت صف شکن اور جوانمرد ہے

مصلحت[2] در دینِ ما جنگ و شکوہ　　مصلحت در دینِ عیسیٰؑ غار و کوہ

ہمارے مذہب میں جنگ اور دبدبہ مصلحت ہے　　عیسیٰؑ کے دین میں، غار اور پہاڑ مصلحت ہے

مصلحت دادست ہر یک را جدا　　مصلحت جُو گر توئی مردِ خدا

ہرایک کو جداگانہ مصلحت دی ہے　　اگر تو مردِ خدا ہے، مصلحت تلاش کر

گفت آرے گر بُوَد یاری و زور　　تا بقُوّت بر زند بر شرّ و شور

اُس نے کہا، ہاں اگر مدد اور طاقت ہو　　تاکہ قوّت سے شور و شر پہ حملہ کرے

قوّتے[3] باید دریں رہ مَرد وار　　یار می باید دریں جا فرد وار

اِس راستہ میں مردانہ قوّت چاہئے　　اِس جگہ یکتا یار چاہئے

چوں نباشد قوّتے پرہیز بہ　　در فرارِ لایطاق آساں بجہ

جب طاقت نہ ہو بچنا بہتر ہے　　بے بسی کی بات سے بھاگنے میں آسانی سے کود جا

صنعت این ست اے عزیزِ نامدار　　فکر تے کن در نگر انجامِ کار

اے نامدار عزیز! کاریگری یہی ہے　　غور کرلے، انجامِ کار دیکھ لے

یار می جُو تا بیابی راہ را　　ورنہ کے دانی تو راہ و چاہ را

دوست کی تلاش کر، تاکہ تو راستہ پالے　　ورنہ تو راستہ اور کنوئیں کو کیا سمجھے گا؟

گفت صدقِ دل بباید کار را　　ورنہ یاراں کم نیاید یار را

اُس نے کہا کام میں دل کی سچائی چاہئے　　ورنہ یار کے لئے، یار کم نہیں ہیں

کہا کہ اگر اپنے دل میں صداقت ہو تو دنیا میں یاروں کی کمی نہیں ہے تو خود دوسرے کا دوست بن پھر دیکھ کس قدر دوست ملتے ہیں اور زندگی کی راہ میں یار کی بے حد ضرورت ہے۔

[1] گفت۔ پرندنے کہا کہ اچھے بُرے ساتھیوں کے ساتھ رہنے سے ہی نفس کے ساتھ جہاد کرنا ممکن ہو سکے گا اگر دشمن نہ ہو تو جہاد کی فضیلت کہاں حاصل ہو سکتی ہے۔ اَز برائے۔ بہادر وہی راہ اختیار کرتا ہے جس پر اُس کو دوستوں کی مدد کا موقع اور راہزنوں سے جنگ کا موقع مل سکے اور دشمنوں کی ہمراہی میں اُس کی بہادری کی رگ ابھرتی ہے۔ چوں۔ آنحضورؐ کو نبیّ السّیف "تلوار والے نبی" بھی کہا جاتا ہے تو اُن کی اُمّت بھی بہادر اور مجاہد ہے۔

[2] مصلحت۔ اسلام میں کافروں سے جہاد نیکی اور مصلحت ہے اور رہبانیت اختیار کرنا اور غاروں میں بیٹھ کر عبادت کرنا حضرت عیسیٰؑ کا دین تھا۔ جدا۔ ہر مذہب میں وقت کی مناسبت سے احکام دیئے گئے ہیں۔ گفت۔ شکاری نے کہا کہ بیشک گوشہ نشینی پر جہاد کو فضیلت ہے لیکن اُسی شخص کے لئے جس میں جہاد کی طاقت ہو۔

[3] قوّتے۔ شکاری نے کہا جہاد کے لئے قوّت اور مخلص ساتھی ضروری ہیں۔ صنعت۔ کاریگری یہی ہے کہ انسان انجام پر نظر رکھ کر کام شروع کرے۔ یار۔ راہِ جہاد کیلئے یار کی ضرورت ہے اور اس زمانے میں مخلص دوست کہاں ہیں۔ گفت۔ پرندنے

یار شو تا یار بینی بے عدد — زانکہ بے یاراں بمانی بے مدد
یار بن جا، تاکہ تو بے شمار یار دیکھے — کیونکہ تو یاروں کے بغیر بے مدد رہ جائے گا

دیو گرگست و تو ہمچوں یوسفی[1] — دامنِ یعقوبؑ مگذار اے صفی
شیطان بھیڑیا ہے اور تو یوسفؑ کی طرح ہے — اے برگزیدہ! یعقوبؑ کا دامن نہ چھوڑ

گرگ اغلب آنگہے گیرا بود — کز رمہ شیشک بخود تنہا رود
عموماً بھیڑیا اُس وقت پکڑنے والا بنتا ہے — جبکہ ایک سالہ بکری کا بچہ گلے سے اکیلا چلتا ہے

آنکہ سُنّت با جماعت ترک کرد — در چنیں مسبع نہ خونِ خویش خورد
جس نے سنت مع جماعت کے ترک کردی — کیا ایسے درندوں کے مقام میں اسنے اپنا خون نہیں پیا!

ہست[2] سُنّت رہ جماعت چوں رفیق — بے رہ و بے یار افتی در مضیق
سنت راستہ اور جماعت سفر کے ساتھی کی طرح ہے — تو بغیر راستہ اور بغیر یار کے تنگی میں پھنس جائیگا

راہ سُنّت با جماعت بہ بود — اسپ با اسپاں یقیں خوشتر رود
سنت کا راستہ اور جماعت کے ساتھ بہتر ہوتا ہے — گھوڑا، گھوڑوں کیساتھ یقیناً اچھا چلتا ہے

لیک ہر گمراہ را ہمرہ مداں — غافلانِ خفتہ را آگہ مداں
لیکن ہر گمراہ کو ہمراہ نہ سمجھ — سوئے ہوئے غافلوں کو، باخبر نہ سمجھ

ہمرہے را جو کزو یابی مدد — ہمدل و ہمدرد و جویانِ احد
ایسا ہمراہ تلاش کر جس سے تجھے مدد حاصل ہو — جو ہمدل اور ہمدرد ہو اور خدا کا جویاں ہو

ہمرہے نے کو بود خصمِ خرد — فرصتے جوید کہ جامہ تو برد
وہ ہمراہی نہیں جو عقل کا دشمن ہو — موقع کی تلاش کرے کہ تیرے کپڑے لے اڑے

میرود باتو کہ یابد عقبہ[3] — کہ تواند کردت آنجا نہبہ
تیرے ساتھ چلتا ہے، تاکہ کوئی گھاٹی پے — تاکہ وہاں تجھے لوٹ سکے

میرود باتو برائے سودِ خویش — ہیں منوش از نوش او کاں ہست نیش
وہ تیرے ساتھ اپنے نفع کے لئے چلتا ہے — خبردار! اُس کا شہد نہ پی، کیونکہ وہ ڈنک ہے

یا بود اشتر دلے چوں دید ترس — گوید او بہر رجوع از راہ درس
یا وہ بزدل ہو کر جب اُس نے خوف محسوس کیا — وہ راستہ سے لوٹنے کا سبق پڑھائے

یار را ترساں کند ز اشتر دلی — ایں چنیں ہمرہ عدو دان نے ولی
بزدلی دوست کو ڈرا دیتا ہے — ایسے ساتھی کو دشمن سمجھو، نہ کہ دوست

[1] زِ دو۔ شیطان کو بھیڑیا ہمچو اور بھیڑیا ہمیشہ اس بکری پر حملہ کرتا ہے جو ریوڑ سے جُدا رہے۔ گیرا۔ گیرندہ۔ شیشک۔ بکری کا ایک سالہ بچہ۔ آنکہ جو شخص سنت اور جماعت کو چھوڑ کر تنہائی اختیار کرتا ہے وہ اُس بکری کی طرح ہے جو خوفناک درندوں کے جنگل میں ریوڑ سے جُدا رہے۔

[2] ہست۔ سنت راستہ، اور جماعت اس کا ساتھی ہے اس کے بغیر انسان مصیبت میں پھنس جاتا ہے لیکن سفر کا ساتھی جانچ کر بنانا چاہیئے اور وہ ایسا شخص ہونا چاہیئے جو خدا کا طلبگار ہو اور ہمدرد ہو۔ ہمرہے۔ وہ ساتھی عقل کا دشمن نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ موقع پاکر تیرا سامان ہی لے بھاگے۔ می رود۔ وہ تیرے ساتھ اسلئے لگ گیا ہو کہ کوئی پہاڑی گھاٹی آئے تو تجھے وہاں لوٹ لے۔

[3] عقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔ نہبہ۔ لوٹ۔ نوش۔ اس ساتھی کی چکنی چپڑی باتوں سے دھوکا نہ کھانا۔ یا بود۔ وہ ساتھی ایسا بزدل بھی نہ ہونا چاہیئے کہ اگر دین کی کچھ مشکلات پیش آئیں تو دینداری چھوڑنے کا مشورہ دینے لگے۔ یار را۔ بزدل، دوسرے کو بھی بزدل بنا دیتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

یارِ بد[1] مارست ہیں بگریز ازو — تا نریزد در تو زہر آں زشت خو
بُرا دوست سانپ ہے خبردار اس سے بھاگ — تاکہ وہ بدعادت تجھ میں زہر نہ ڈال دے

یار را از راہ بُرد آں راہزن — مرد نبود آنکہ افتد زیرِ زن
وہ راہزن یار کو راستے سے بھٹکا دیتا ہے — مرد نہ ہوگا، جو عورت سے مغلوب ہو جائے

راہ جانبازیست در ہر عیشۂ — آفتے در دفعِ ہر جاں شیشۂ
زندگی کی ہر حالت میں جانبازی راستہ ہے — ہر نازک دل کو ہٹانے کیلئے (وہ) آفت ہے

راہِ دیں ہر گمرہی خود چوں رود — حازمے باید کہ مردِ رہ بود
ہر گمراہ دین کے راستے پر خود کیسے چلے؟ — کوئی پختہ کار چاہئے جو مردِ راہ ہو

راہِ دیں زاں رُو پر از شور و شرست[2] — کہ نہ راہِ ہر مخنث گوہرست
دین کا راستہ اسی وجہ سے شور و شر سے بھرا ہوا ہے — کیونکہ وہ ہر ہیز طبیعت کا راستہ نہیں ہے

در رہ ایں ترس امتحانہائے نفوس — ہمچو پرویزن بہ تمیزِ سبوس
اس راستہ میں خوف نفسوں کے امتحانات ہیں — جس طرح کہ چھلنی بھوسی جدا کرنے کے لئے

راہ چہ بود پُر نشانِ پایہا — یار چہ بود نردبانِ رایہا
راستہ کیا ہوتا ہے؟ پاؤں کے نشانوں سے پُر — دوست کیا ہوتا ہے؟ تدبیروں کی سیڑھی

گیرم آں گرگت نیابد ز احتیاط — بے ز جمعیت نیابی آں نشاط
میں نے مانا، احتیاط کی وجہ سے وہ بھیڑیا تجھے نہ پکڑیگا — جماعت کے بغیر تو وہ خوشی نہ محسوس کریگا

آنکہ[3] اندر راہ تنہا خوش رود — با رفیقاں سیرِ او صد تو شود
وہ شخص جو راستہ میں، اکیلا اچھا چلتا ہے — دوستوں کے ساتھ اس کی رفتار سوگنا ہو جائیگی

با غلیظی خر ز یاراں اے فقیر — در نشاط آید شود قوت پذیر
اے فقیر! باوجود کثافت کے، گدھا دوستوں کی وجہ سے — خوش ہو جاتا ہے، قوت پکڑتا ہے

ہر خرے کز کارواں تنہا رود — بر وے آں راہ از تعب صد تو شود
جو گدھا قافلہ سے جدا چلتا ہے — مشقت کی وجہ سے وہ راستہ اس پر سوگنا ہو جاتا ہے

چند سیخ و چند چوب افزوں خورد — تا کہ تنہا آں بیاباں را بُرد
چند سیخ اور چند لاٹھیاں زیادہ کھاتا ہے — جبکہ اکیلا اس جنگل کو طے کرتا ہے

بہتر کام کرتا ہے تو جماعت میں رہ کر اس سے زیادہ بہتر کر سکے گا۔ باغلیظی۔ گدھا جیسا کثیف مزاج بھی دوسرے گدھوں کے ساتھ ہونے سے تیز رفتار بن جاتا ہے، اگر تنہا چلتا ہے تو سست رفتاری کی وجہ سے اس کی زیادہ پٹائی ہوتی ہے۔

[1] یارِ بد۔ برا ساتھی بمنزلہ سانپ کے ہے۔ یار را برد کہ راہزن ہے جو ساتھی کو بے راہ کر دیتا ہے جو شخص ایسے ساتھی سے مغلوب ہو وہ مرد نہیں ہے زن یعنی مردانگی سے خالی بزدل۔ راہ۔ (شعر)

ہیچ نازک دل بخود سوئے رہ خطر — گشت رہرو است باز گشتہ و رہ مختصر

راہِ دیں۔ (شعر)

خطر بسیار در راہ حق ہر شاہ خود صاحب — کہ اولا بے عصا در وادی اسپی نمی آید

[2] کہ نہ راہ۔ دین کے راستہ کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پُرخطر بنایا ہے تاکہ چلنے والوں کی آزمائش ہو سکے۔ ترس۔ اس راستہ کا ڈر اچھے بُرے کو اسی طرح جدا کر دیتا ہے جس طرح چھلنی آٹے اور بھوسی کو جدا کر دیتی ہے۔ راہ صحیح راستہ وہی ہے جس پر دوسرے سالکوں کے نشاناتِ قدم ہوں، دوست وہی ہے جس کی عقل تیرا سہارا ہو گیرم۔ تنہا سفر کرنے میں ہو سکتا ہے کہ احتیاط کی وجہ سے نقصان نہ پہنچے لیکن نشاط جماعت کے ساتھ رہنے میں ہے۔

[3] آنکہ۔ تنہائی میں بھی اگر

Presented by www.ziaraat.com

مر ترا[۱] می گویدآں خر، خوش شنو — گر نۂ خر ہمچنیں تنہا مرو
وہ گدھا تجھ سے کہتا ہے اچھی طرح سُن لے — اگر تو گدھا نہیں ہے اس طرح تنہا نہ چل

آنکہ تنہا خوش رود اندر رصد — با رفیقاں بے گماں خوشتر رود
جو کمین گاہ میں اکیلا ٹھیک چلتا ہے — بلا شک دوستوں کے ساتھ زیادہ بہتر چلے گا

ہر نبیّے اندریں راہِ درست — معجزہ بنمود و ہمراہاں بجُست
اِس سچے راستہ میں ہر نبی نے — معجزہ دکھایا اور ساتھی تلاش کئے

گر نباشد یاریِ دیوارہا — کے برآید خانہ و انبارہا
اگر دیواروں کی دوستی نہ ہو — گھر اور ڈھیر کب حاصل ہوں؟

ہر یکے دیوار اگر باشد جدا — سقف چوں باشد معلق بر ہوا
اگر ہر دیوار جدا ہو — ہوا میں چھت کیسے معلق ہوگی؟

گر نباشد[۲] یاریِ حبر و قلم — کے فتد بر روئ کاغذہا رقم
اگر روشنائی اور قلم کی دوستی نہ ہو — تو کاغذ پر تحریر کب آئے؟

ویں حصیرے کہ کسے می گسترد — گر نہ پیوندد بہم بادش برد
وہ بوریا جو کوئی بچھاتا ہے — اگر آپس میں نہ جُڑے، اُس کو ہوا لیجائے

حق ز ہر جنسے چو زوجین آفرید — پس نتائج شُد ز جمعیت پدید
جب اللہ (تعالےٰ) نے ہر جنس کے جوڑے پیدا کئے — تو اجتماع سے نتائج ظاہر ہوئے

درمیانِ مرغ و صیّادے عجب — بس شکال افتاد و شُد نزدیک شب
تعجب ہے، پرند اور شکاری میں — بہت سے اشکال پیدا ہوئے اور رات قریب آگئی

او بگفت[۳] و ایں بگفت از اہتزاز — بحثِ شاں شُد اندریں معنی دراز
اُس نے کہا اور اِس نے کہا، جوش کی وجہ سے — اِس مسئلہ میں اُن کی بحث لمبی ہوگئی

مثنوی را چابک و دلخواہ کُن — ماجرا را موجز و کوتاہ کُن
مثنوی کو چالو اور دل پسند بنا — قصّہ کو مختصر اور کوتاہ کر دے

مُرغ را چوں دیدہ بر گندم فتاد — نفسِ اُو بے طاقت آمد در گشاد
پرند کی آنکھ جب گیہوں پر پڑی — اُس کا نفس خوشی میں بے قابو ہوگیا

اور شکاری سے دریافت کرنے لگا کہ یہ گیہوں کس کے ہیں، شکاری نے کہا لاوارث یتیم بچوں کے ہیں
چونکہ لوگ مجھے امانتدار سمجھتے ہیں میرے پاس امانت رکھ دیتے ہیں۔

---

۱ مرترا۔ انسان کو گدھے ہی سے عبرت حاصل کرلینی چاہیئے اور جماعت کو ترک نہ کرنا چاہیئے۔ آنکہ۔ تنہا مسافر غیر مطمئن رہتا ہے ساتھیوں کا ہمراہی آرام سے سفر کرتا ہے۔ ہر نبی۔ انبیاء نے بھی جماعت بنانے کی خاطر معجزے دکھائے اور تنہا روی اختیار نہ کی۔ گر نباشد۔ اگر دیواروں کی باہمی یاری نہ ہو اور صرف ایک دیوار ہو تو اُس سے نہ گھر بنے گا اور نہ اُس میں غلے کے انبار لگیں گے۔

۲ گر نباشد۔ روشنائی اور قلم کی اجتماع سے کتابت ہوئی ورنہ تنہا روشنائی اور قلم بیکار ہے۔ ایں حصیر۔ بوریا کھجور کے پتّوں کے اجتماع سے بنتا ہے ورنہ ہر پتّے کو ہوا اُڑالے جائے۔ حق۔ اللہ تعالےٰ نے ہر جنس کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے اور اُن کے اجتماع سے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ درمیان۔ پرند اور شکاری میں رہبانیت اور اجتماعی زندگی کی افضلیت کی بحث رات تک ہوتی رہی۔

۳ او بگفت۔ پرند اور شکاری میں اِس مسئلہ میں بہت سے سوال و جواب ہوئے لیکن چونکہ ہمیں مثنوی کے اور مضامین بیان کرنے ہیں لہٰذا اِس بحث کو مختصر کرتے ہیں۔ مُرغ۔ جال میں دانہ کو دیکھ کر پرند بے قابو ہوگیا

بعد ازاں گفتش کہ گندم آن کیست — گفت امانت از یتیمِ بے وصی ست
اس کے بعد اس نے اس سے کہا گیہوں کس کے ہیں؟ — اس نے کہا، بغیر وصی کے بچے کی امانت ہیں

مالِ ایتام[1] ست امانت پیشِ من — زانکہ پندارند مارا مؤتمن
چند یتیموں کا مال میرے پاس امانت ہے — کیونکہ مجھے امانت دار سمجھتے ہیں

گفت من مضطرم و مجروح حال — ہست مُردار ایں زماں بر من حلال
اس نے کہا میں مضطر اور بیچارہ حال ہوں — اس وقت مجھ پر مُردار حلال ہے

ہیں بدستورے ازیں گندم خورم — اے امین و پارسا و محترم
ہاں اجازت ہے؟ کہ میں اس گیہوں میں سے کھا لوں — اے امین اور پارسا اور محترم

گفت مُفتیِ ضرورت ہم توئی — بے ضرورت گر خوری مجرم شوی
اس نے کہا ضرورت کے بارے میں تو ہی فتویٰ دینے والا ہے — بغیر ضرورت کے اگر کھائے گا گنہگار ہو جائیگا

ور ضرورت ہست ہم پرہیز بہ — ور خوری بارے ضمانِ آں بدہ
اگر ضرورت بھی ہے تو بھی بچنا بہتر ہے — اگر کھائے گا بہرحال اس کا تاوان دیدے

مُرغ بس در خود فرو رفت آں زماں — توسنش سر بستد از جذبِ عناں
پرند اس وقت اپنے اندر ڈوب گیا — اس کا گھوڑا، باگ کھینچنے سے قابو میں نہ آیا

چوں[2] بخورد آں گندم اندر فخ بماند — چند اُو یٰسین و الانعام خواند
اس نے جیسے ہی گیہوں کھایا جال میں رہ گیا — اس نے سورۂ یٰسین اور انعام بہت پڑھی

بعد درماندن چہ افسوس و چہ آہ — پیش ازاں بایست ایں دُود سیاہ
پھنس جانے کے بعد کیا افسوس اور کیا آہ — یہ کالا دھواں اس سے پہلے چاہیے

پیش ازاں کایں دانہ بر تو فخ شود — گرمیِ حرص تو ہمچوں یخ شود
اس سے پہلے کہ یہ دانہ تیرے لئے جال بنے — تیرے لالچ کی گرمی برف کی طرح ہو جائے

آہ[3] و دود و نالہ آں دم کار بند — حرص را آوارہ کن اے ہوشمند
آہ اور دھواں اور نالہ اس وقت عمل کر — اے ہوشمند! حرص کو دفع کر دے

آں زماں کہ حرص جنبید و ہوس — آں زماں می گو کہ اے فریاد رس
جب حرص اور ہوا حرکت میں آ گئے — اس وقت کہہ، کہ اے فریاد رس

کاں زماں پیش از خرابی بصرہ است — بُو کہ بصرہ وارہد ہم زاں شکست
کیونکہ وہ وقت [illegible] ہے — ہو سکتا ہے کہ بصرہ شکست سے نجات پائے

[1] ایتام۔ یتیم کی جمع ہے مؤتمن۔ امانتدار۔ گفت پرندے نے کہا میں بھوک سے مجبور ہو رہا ہوں ایسی حالت میں تو مُردار کھانا بھی جائز ہو جاتا ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس گیہوں کو کھا لوں مُفتی۔ شکاری نے کہا کہ تو خود اپنے بارے میں فتویٰ دے کہ تو مجبور ہے یا نہیں! ور ضرورت اگر مجبوری بھی ہے تو حرام سے بچنا بہتر ہے اور اگر تو بمجبوری کھائے گا تو پھر ضمان بھی دینا پڑے گا مرغ۔ پرندہ دانہ کھانے پر مجبور ہو گیا۔

[2] چوں بخورد۔ دانہ چگتے ہی پرندہ جال میں پھنس گیا اُس نے سورہ یٰسین اور سورہ انعام پڑھی جن کا پڑھنا مصیبت میں مفید ہوتا ہے لیکن اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بعد درماندن۔ جب عذاب الٰہی آ پکڑتا ہے پھر توبہ مفید نہیں ہوتی ہے۔ یخ۔ یعنی خوف کی وجہ سے ایک ٹھنڈا پڑ جائے۔

[3] آہ و دود۔ توبہ اور آہ و زاری عذاب اور موت کے خوف سے پہلے مفید ہے۔ آں زماں۔ انسان کا نفس جب گناہ پر مجبور کرے تب خدا کی طرف رجوع مفید ہے۔ خرابی بصرہ۔ بصرہ شہر کی تباہی یعنی تباہی سے قبل اس کی روک تھام مفید ہو تباہی کے بعد بیکار ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

ہلّلک لی یا ہاکی یا ثاکلی ۱ | قبل ھدم البصرۃ والموصلی
اے میرے رونے والے اے مجھے گم کرنے والے! مجھ پر رو | موصل اور بصرہ کی تباہی سے پہلے

نُح علیّ قبل موتی واغتفر | لا تنح لی بعد موتی واصطبر
میرے مرنے سے پہلے مجھ پر رو اور مغفرت چاہ | میرے مرنے کے بعد نہ رو اور صبر کر

ابک لی قبل ثبوری فی النوی | بعد طوفان النوی خل البکا
میری ہلاکت میں تباہی سے پہلے مجھ پر رو لے | ہلاکت کے طوفان کے بعد رونا چھوڑ دے

آں زماں کہ دیو می شد راہزن | آں زماں بایست یٰسین خواندن
جس وقت شیطان رہزن بنا | اُس وقت یٰسین پڑھنی چاہیے

پیش ازاں کاشکستہ گردد کارواں ۲ | آں زماں چوبک بزن اے پاسباں
اُس سے پہلے کہ قافلہ تباہ ہو | اے چوکیدار! اُس وقت ڈنکا پیٹ دے

حکایت پاسبانے کہ خاموش کرد تا دزداں رخت تاجراں ۳
اُس چوکیدار کا قصہ جس نے خاموشی اختیار کی حتیٰ کہ چور تاجروں کا سب

بر دند کلی بعد ازاں ہیہای و پاسبانی بنیاد می کرد
سامان لے گئے، اُس کے بعد ہائے ہائے اور حفاظت شروع کی

پاسبانے بود در یک کارواں | حارس مال و قماش آں مہاں
ایک قافلہ میں ایک چوکیدار تھا | اُن بڑے تاجروں کے سامان اور مال کا محافظ

پاسباں شب خفت و دزد اسباب برد | رختہا را زیر ہر خاکے فشرد
چوکیدار رات کو سو گیا اور چور سامان لے گیا | سامان زمین کے اندر دبا دیا

روز شد بیدار شد آں کارواں | دید رفتہ رخت و سیم و اشتراں
دن ہوا، وہ قافلہ جاگا | اُس نے دیکھا کہ سامان اور چاندی اور اونٹ جا چکے

پاسباں در ہے ہے و چوبک زناں ۴ | گرم گشتہ خود ہمو بد راہزن
چوکیدار ہائے ہائے اور ڈنکا پیٹنے میں | معروف ہو گیا، خود وہی چور تھا

پس بدو گفتند اے حارس بگو | کہ چہ شد ایں رخت و ایں اسباب کو
لوگوں نے اُس سے کہا اے چوکیدار! بتا | کہ یہ سامان کیا ہوا؟ اور یہ اسباب کہاں ہے؟

گفت دزداں آمدند اندر نقاب | رختہا بردند از پیشم شتاب
اس نے کہا چور نقاب ڈالے ہوئے آئے | میرے سامنے سے فوراً سامان لے گئے

---

۱ ثاکل۔ وہ شخص جس کا کوئی مر گیا ہو۔ ھدم البصرۃ۔ بصرہ اور موصل کی تباہی سے خود انسان کی تباہی مراد ہے۔ نُح۔ یہ خود اپنے نفس کو مطلب ہے تو نوحہ کر۔ ثبور۔ ہلاکت۔ النوی۔ ہلاکت۔ آں زماں۔ جب شیطان گناہ پر مجبور کرے گناہ سے بچنے کی تدبیر مفید ہے۔ پیش ازاں۔ قافلہ کی تباہی سے قبل بچاؤ کی تدبیر مناسب ہے۔

۲ حکایت۔ اس قصے سے بتاتا ہے کہ چوکیدار نے قافلہ کے لُٹنے کے بعد اپنا فریضہ ادا کیا جو مفید نہ تھا۔ حارس۔ نگہباں۔ مہاں۔ مہ کی جمع ہے، بڑا بزرگ۔ رختہا۔ چوری کا سامان، چور نے زمین میں دفن کر دیا۔ روز شد۔ جب دن نکلا تو قافلہ والوں کا سب سامان لُٹ چکا تھا۔

۳ پاسباں۔ قافلہ لُٹنے کے بعد چوکیدار نے ہائے ہائے شروع کی۔ گرم شد۔ چونکہ اس چوکیدار نے چور کو بھگانے کی تدبیر نہ کی اس لئے گویا وہ خود چور ہوا۔ گفت۔ چوکیدار نے کہا چور نقاب پہن کر آئے اور میری موجودگی میں جلدی سے سامان لے گئے۔

Presented by www.ziaraat.com

قوم گفتندش کہ اے چوں تلِ ریگ[۱] — پس چہ میکردی چہ تو مُردہ ریگ
قوم نے اُس سے کہا اے ریت کے ٹیلے جیسے! — پھر تو کیا کر رہا تھا، تو کیسا ذلیل ہے

گفت من یک کس بُدم ایشاں گروہ — باسلاح و باشجاعت باشکوہ
اُس نے کہا، میں اکیلا تھا وہ گروہ تھا — ہتھیار اور بہادری اور دبدبہ کے ساتھ

گفت اگر در جنگ کم بُودت اُمید — نعرہ بایستی زدن کہ برجہید
کہا اگر تجھے لڑائی میں اُمید نہ تھی — تجھے نعرہ مارنا چاہیئے تھا کہ اُٹھو

گفت آں دم کارد بنمودند و تیغ — کہ خمش ورنہ کُشیمت بیدریغ
اُس نے کہا، اُس وقت اُنھوں نے چھری اور تلوار دکھائی — کہ خاموش ورنہ ہم تجھے بیدریغ قتل کر دینگے

آں زماں از ترس بستم من دہاں — ایں زماں فریاد و ہیہائے فغاں
اُس وقت میں نے ڈر سے منھ بند کر لیا — اب فریاد اور ہائے ہائے اور فغاں ہے

آں زماں بست ایں دمم کہ دم زنم[۲] — ایں زماں چندانکہ خواہی می کُنم
اُس وقت میرا یہ سانس رُک گیا، کہ دم ماروں — اب جس قدر تو چاہے میں کروں گا

چونکہ عمرت بُرد دیوِ فاضحہ — بے نمک باشد اَعُوذ و فاتحہ
جبکہ رُسوا شیطان تیری عمر لے گیا — تو اَعُوذ اور فاتحہ بے مزہ ہے

گرچہ باشد بے نمک اکنوں حنیں — ہست غفلت بے نمک تر زاں یقیں
اگرچہ اب رونا بے مزہ ہے — یقیناً غفلت اُس سے زیادہ بے مزہ ہے

ہمچناں[۳] ہم بے نمک می نال نیز — کہ ذلیلاں را نظر کُن اے عزیز
ایسے ہی بے مزہ رونا بھی رو — کہ اے عزیز! آپ ذلیلوں کیطرف نظر فرمائیں

قادری بیگاہ چہ بُود یا بگاہ — از تو چیزے فوت کے شد اے الٰہ
تو قادر ہے، بے وقت اور باوقت کیا ہوتا ہے؟ — اے خدا! تجھ سے کوئی چیز کب فوت ہوئی ہے؟

گفت لَا تَاسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ — کے شود از قدرتش مطلوب گم
اُس نے فرمایا ہے "جو تم سے فوت ہو جائے اسپر غم کرو" — اُس کی قدرت سے مطلوب کب غائب ہوتا ہے؟

حوالہ کردنِ مرغ گرفتاریِ خود را در دام بفعل و مکر و زرقِ
پرندکا جال میں اپنی گرفتاری کو زاہد کے فعل اور مکر اور دھوکے سے

زاہد و جواب گفتنِ زاہد مُرغ را
وابستہ کرنا اور زاہد کا پرند کو جواب دینا

---

۱ تلِ ریگ۔ ریت کا ٹیلہ یعنی بے حس۔ مُردہ ریگ۔ مُردے کی میراث، ناچیز۔ گفت۔ چوکیدار نے جواب دیا کہ وہ بہت اور ہتھیار بند تھے میں اکیلا نہتا تھا۔ نعرہ۔ قافلہ والوں نے کہا اگر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا تو شور مچا دیتا۔ آں دم۔ چوکیدار نے کہا کہ اُنھوں نے تلوار دکھا کر مجھے چُپ کر دیا تھا۔ آں زماں۔ اُس وقت تو میں دم نہ مار سکتا تھا اب میں فریاد کر رہا ہوں۔

۲ آں زماں۔ اُس وقت میں دم نہیں مار سکتا تھا، اب تم جس قدر چاہو میں شور و غل مچا دوں۔ چونکہ۔ جس طرح قافلہ کے لُٹ جانے کے بعد اس چوکیدار کا شور و غل بیکار تھا اسی طرح پوری عمر برباد کرنے کے بعد اعُوذ اور فاتحہ پڑھنا بے فائدہ ہے۔ گرچہ۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ آخری عمر میں بھی توبہ غفلت سے بہتر ہے۔

۳ ہمچناں۔ آخر عمر میں بھی آہ و زاری کرلے اور دربارِ خداوندی میں عرض کر کہ اے خدا تو قادرِ مطلق ہے تیرے لئے وقت اور بے وقت کوئی چیز نہیں ہے۔ گفت۔ بلسان کے اعتبار سے کسی کام کا وقت گذرتا ہے اور فوت ہو جاتا ہے خدا سے کوئی چیز فوت نہیں ہوتی اسی لئے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ جو تم سے فوت ہو جائے اور

Presented by www.ziaraat.com

گفت[1] آں مُرغ ایں سزایِ آں بُوَد — کہ فسونِ زاہداں را بشنوَد

پرندنے کہا، یہ اُس کی سزا ہے — جو زاہدوں کی مکاری کو سُنے

گفت زاہد نے سزایِ آں نشاف — کہ خورَد مالِ یتیماں از گزاف

زاہد نے کہا، نہیں (یہ) اُس دیوانگی کی سزا ہے — کہ بیہودگی سے یتیموں کا مال کھائے

بعد ازاں نوحہ گری آغاز کرد — کہ فخ و صیّاد لرزاں شُد ز درد

اُس کے بعد اُس نے ایسا رونا شروع کیا — کہ درد سے جال اور شکاری لرز گئے

کز تناقضہایِ دل پشتم شکست — بر سرم جانا بیا می مال دست

کہ دل کے متضاد خیالوں سے میری کمر ٹوٹ گئی — اے محبوب! آ میرے سر پہ ہاتھ پھیر دے

زیرِ[2] دستِ تو سرم را راحتے ست — دستِ تو در شُکر بخشی آیتے ست

آپ کے ہاتھ کے نیچے میرے سر کو راحت ہے — آپ کا ہاتھ شکر عطا کرنے میں دلیل ہے

سایۂ خود از سرِ من بر مدار — بیقرارم بیقرارم بیقرار

میرے سر سے اپنا سایہ نہ ہٹایئے — میں بے قرار ہوں، میں بے قرار ہوں، بیقرار

خوابہا بیزار شُد از چشمِ من — در غمت اے رشکِ سرو و یاسمن

میری آنکھ سے نیندیں غائب ہو گئیں — آپ کے غم میں اے سرو اور یاسمین کیلئے (باعث) رشک

گر نیَم لائق چہ باشد گر دمے — ناسزائے را بپُرسی در غمے

اگرچہ میں نالائق ہوں کیا ہو جائیگا اگر تھوڑی دیر کیلئے — کسی غم میں آپ کسی نالائق کی پرسش کریں گے

مر[3] عدم را خود چہ استحقاق بُوْد — کہ برو لُطفت چنیں درہا کشُود

خود عدم کا کیا استحقاق تھا؟ — کہ آپ کی مہربانی نے اُس پر ایسے دروازے کھول دیئے

خاکِ گرگیں را کرم آسیب کرد — دہ گہر از نُورِ حس در جیب کرد

خارشی خاک کو کرم والا کر دیا — حِس کے نور کے دس موتی جیب میں ڈال دیئے

پنج حسِ ظاہر و پنجِ نہاں — کہ بشر شُد نُطفۂ مُردہ ازاں

پانچ ظاہری حِس اور پانچ پوشیدہ — کہ مُردہ نطفہ اُن سے انسان بن گیا

توبہ بے توفیقت اے نُورِ بلند — چیست جُز بر ریشِ توبہ ریشخند

اے بلند نور! آپ کی توفیق کے بغیر، توبہ — سوائے توبہ کی مذاق اُڑانے کے، کیا ہے؟

خارشی مٹی یعنی ذلیل مٹی۔ کرم آسیب یعنی کرم کے اثر والا یعنی اُس نے مٹی کو حواس عطا کر دیئے۔ دہ گہر یعنی، باطنی پانچ حواس اور ظاہری پانچ حواس۔ پنج۔ نطفہ ایک بے جان چیز ہے پھر اُس میں دسوں حواس پیدا ہو جاتے ہیں۔ توبہ۔ اگر توبہ میں توفیق الٰہی شامل نہ ہو تو اُس توبہ کا بقا مشکل ہے اور پھر اُس توبہ کا مذاق اُڑتا ہے۔

[1] گفت۔ پھنسنے کے بعد پرندنے کہا کہ جو زاہدوں کے کر میں پھنس جائے اُس کی یہی سزا ہے جو مجھے ملی ہے۔ زاہد۔ زاہد نے کہا کہ اپنی سزا کو اپنے فعل سے وابستہ کر، تو نے یتیموں کا مال کھایا یہ اُس کی سزا ہے۔ نشاف۔ دیوانگی۔ بعد ازاں۔ پھر اُس پرندنے اِس سزا کو اپنے فعل کی سزا سمجھ کر ایسی دردناک طریقہ پہ رونا شروع کر دیا، جس سے شکاری اور جال لرز گیا۔ تناقضہای۔ انسان کے دل میں متضاد خیالات آتے رہتے ہیں کبھی گناہ کی طرف میلان ہوتا ہے کبھی اُس سے نفرت ہوتی ہے۔

[2] زیر دست۔ اب اِس پرند یعنی گناہوں میں مبتلا شخص نے یہ دعا شروع کر دی کہ اے خدا میرے سر پہ دستِ کرم رکھ دے تیرے دستِ کرم کے نیچے میرے سر کو راحت ہے تیرا دستِ کرم مجھے نعمت بخشتا ہے اور شکر کی توفیق دیتا ہے۔ شکر بخشی۔ نعمت بخشی۔ سایہ۔ اے خدا میرے سر سے اپنا سایہ نہ ہٹا میں بیقرار ہوں اور تیرے غم میں میری نیند اُڑ گئی ہے، میں اگرچہ نالائق ہوں لیکن ایک نالائق پر کرم کرنے سے تیرا کچھ نہیں بگڑتا ہے۔

[3] مر عدم۔ تو نے بے بغیر کسی استحقاق کے اپنے کرم سے پیدا کر دیا۔ خاکِ گرگیں

Presented by www.ziaraat.com

سُبلتانِ توبہ یک یک بر کَنی | توبہ سایہ است و تو ماہِ روشنی
آپ توبہ کی ایک ایک مونچھ اکھاڑ دیتے ہیں | توبہ سایہ ہے آپ روشنی کا چاند ہیں

اے ز تو ویراں دکان و منزلم | چوں ننالم چوں بیفشاری دلم
اے (محبوب)! آپ کی وجہ سے میری دکان اور منزل (ویران ہے) | میں کیوں نہ روؤں جبکہ آپ میرا دل بھینچ رہے ہیں،

چونکہ بے تو نیست کارم را نظام | بے تو ہرگز کار کے گردد تمام
کیونکہ آپ کے بغیر میرا کام منظم نہیں ہے | آپ کے بغیر کام کب مکمل ہوگا؟

چوں گریزم زانکہ بے تو زندہ نیست | بے خداوندیت بود بندہ نیست
میں کیسے بھاگوں، کیونکہ تیرے بغیر کوئی زندہ نہیں ہے | تیری آقائی کے بغیر بندہ کا وجود نہیں ہے

جانِ من بستاں تو اے جاں را اصول | زانکہ بے تو گشتہ اَم از جاں ملول
اے جانوں کی جڑ! تو میری جان لے لے | کیونکہ میں تیرے بغیر جان سے رنجیدہ ہوں

عاشقم من بر فنِ دیوانگی | سیرم از فرہنگی و فرزانگی
میں دیوانگی کے ہنر پر عاشق ہوں | میرا عقلمندی اور فرزانگی سے پیٹ بھر چکا ہے

چوں بدرّد شرم گویم راز فاش | چند ازیں صبر و زحیر و ارتعاش
جب شرم چاک ہوگئی میں راز کو کھول کر کہوں گا | یہ صبر اور پیچ و تاب اور کپکپا اب تک؟

در حیا پنہاں شدم ہمچوں سجاف | ناگہاں بجہم ازیں زیرِ لحاف
میں حیا میں گوٹ کی طرح پوشیدہ رہا | اچانک اس لحاف کے نیچے سے کود دوں گا

اے رفیقاں راہہا را بست یار | آہوئے لنگیم و او شیر شکار
اے دوستو! دوست نے راستے بند کر دیے ہیں | ہم لنگڑے ہرن ہیں، وہ شکاری شیر ہے

جز کہ تسلیم و رضا کو چارہ | در کفِ شیرِ نرے خونخوارہ
تسلیم اور رضا کے سوا کیا چارہ ہے؟ | خونخوار نر شیر کے پنجے میں

او ندارد خواب و خور چوں آفتاب | روحہا را می کُند بیخور و دخواب
وہ سورج کی طرح سوتا اور کھاتا نہیں رکھتا | وہ روحوں کو بغیر کھانے اور نیند کے بناتا ہے

کہ بیا من باش یا ہم خوئے من | تا ببینی در تجلی روئے من
کہ آجا، میں بن جا، یا میرا ہم خصلت (بن جا) | تاکہ تو تجلی میں میرا رُخ دیکھ سکے

مثال یہ ہے کہ لنگڑا ہرن ہو اور شیر شکاری ہو تو وہ کہاں بچ سکتا ہے یہی حال ہمارا ہے کہ ساقی کی وجہ سے قضا وقدر نے ہمارا راستہ بند کر دیا ہے جز لنگڑے ہرن کیلئے اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو شیر کے سپرد کردے اوندکرد۔ وہ خود چونکہ کھانے پینے اور سونے سے بے نیاز ہے اُسنے ہمیں بھی ایسا ہی بنا دیا ہے۔ کہ بیا۔ حضرت حق تعالےٰ انسان کو

۱؎ سُبلتاں۔ تو توبہ کی مونچھیں اکھاڑ دیتا ہے، توبہ ایک سایہ ہے اور تو چاند ہے، چاند کے سامنے سایہ کہاں باقی رہتا ہے۔ اے ز تو۔ اے خدا تیری ہی قضا و قدر کی وجہ سے میرے حواس اور دل تباہ ہیں۔ چونکہ جب تک تو میرے اعمال کو منظم نہ کریگا میرا کام ناقص رہیگا۔ چوں گریزم۔ بغیر خدا کی توفیق کے کام کا نظام درست ہونا تو درکنار، زندگی ہی ممکن نہیں ہے، خدا کی خدائی کے بغیر بندہ کا وجود ممکن نہیں ہے۔

۲؎ عاشقم۔ (شعر)

[illegible]

دیوانگی یعنی حالتِ سُکر۔ فرزانگی یعنی عقلِ معاشی۔ راز یعنی تقدیر کا راز حالتِ صحو میں بیان نہیں کیا جاسکتا، عوام کے لئے مضر ہے حالتِ سُکر میں کہا جاسکتا ہے۔ زحیر پیچش۔ ارتعاش۔ اضطراب، یہ کیفیتیں راز کے ضبط کرنے کی صورت میں پیدا ہوتی ہیں۔ در حیا۔ صحو کی حالت راز بیان کرنے سے مانع ہے سجاف۔ گوٹ جو لحاف کے استر اور ابرے کے درمیان دبی ہوئی ہوتی ہے۔

۳؎ اے رفیقاں۔ وہ راز یہ ہے کہ قضا و قدر کی اور ہماری

ور ندیدی چوں چنیں شیدا شُدی — خاک بُودی طالبِ اِحیا شُدی

اگر تو نے نہیں دیکھا ہے تو ایسا عاشق کیوں بنا؟ — تو مٹی تھا، زندگی کا طالب بنا

[1] گر زِ بے سویت نداد ست اُو عَلف — چشمِ جانت چوں بماندست آں طرف

اگر اس نے لامکان سے تجھے خوراک نہیں دی ہو — تیری جان کی آنکھ اس طرف کیوں لگی ہے؟

گُربہ بر سُوراخ زاں شُد مُعتکِف — کہ ازاں سُوراخ اُو شد مُعتلِف

بلی، سوراخ پر اس لئے بیٹھی ہے — کہ اس سوراخ سے وہ غذا پانیوالی بنی ہے

گُربۂ دیگر ہمی گردد ببام — کز شکارِ مُرغ یابید اُو طعام

دوسری بلی کوٹھے پر چکر لگا رہی ہے — کیونکہ اس نے پرند کے شکار سے غذا پائی ہے

آں یکے را قبلہ شُد جولاہگی — واں یکے حارس برائے جامگی

ایک کا قبلہ جولاہہ پن بنا — اور ایک تنخواہ کے لئے چوکیدار ہے

[2] واں یکے بیکار رُو در لامکاں — کہ ازاں سُو دادیش تو قُوتِ جاں

اور ایک بیکار ہے اور منہ لامکان کیطرف ہے — کیونکہ اسی جانب سے آپ نے اسکو جان کی روزی عطا کی ہو

کارِ آں دارد کہ حق را شُد مُرید — بہرِ کارے اُو زِ ہر کارے بُرید

کام وہی رکھتا ہے جو اللہ (تعالیٰ) کا ارادہ کرنیوالا بنا — اس نے ایک کام کیلئے ہر کام سے علیحدگی کرلی

دیگراں چوں کودکاں ایں روز چند — تا شبِ تِرحال بازی می کُنند

دوسرے ان بچوں کی طرح یہ چند روز — سفر کی رات تک، کھیلتے رہتے ہیں

خوابناکے کُو زِ یقظہ می جہد — دایۂ وسواس عشوہش می دہد

وہ سویا ہوا جو بیداری کے ذریعہ اٹھتا ہے — وسوسے کی دایہ اس کو فریب دیتی ہے

[3] رَو بخسپ اے جاں کہ بگذاریم ما — کہ کسے از خواب بجہاند ترا

اے جان! جا، سوجا، ہم کسی کو موقع نہ دیں گے — کہ کوئی تجھے نیند سے اٹھائے

ہم تو خود را بر کنی از بیخِ خواب — ہمچو تشنہ کہ شنود اُو بانگِ آب

تو خود ہی اپنے آپ کو نیند کی جڑ سے علیحدہ کرلے — اس پیاسے کی طرح جو پانی کی آواز سن لے

بانگِ آبم مَن بگوشِ تشنگاں — ہمچو باراں می رسم از آسماں

میں پیاسوں کے کان میں پانی کی آواز ہوں — بارش کی طرح آسمان سے پہنچ رہا ہوں

---

[1] گر۔ چونکہ روح لامکان سے غذا حاصل کرچکی ہے لہٰذا اس کی نظریں اُدھر لگی ہوئی ہیں۔ گربہ۔ بلی کو جب کسی سوراخ سے غذا حاصل ہو جاتی ہے تو وہ وہاں ہی خلا میں بیٹھی رہتی ہے۔ دیگر کسی بلی نے اگر بالاخانہ پر شکار پکڑا ہے تو وہ وہاں کے چکر کاٹتی ہے۔ آں یکے۔ جس شخص کو جس پیشے سے فائدہ ہوچکا ہے وہ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ جامگی۔ تنخواہ۔

[2] واں یکے۔ جن کو عالمِ بالا سے روحانی غذا حاصل ہوتی ہے اُنکی توجہ عالمِ بالا کی طرف رہتی ہے۔ بکار۔ پہلے شعر میں چونکہ عالمِ بالا کی طرف متوجہ رہنے والوں کو بیکار کہا تھا اب فرماتے ہیں کہ اصل کام انہی لوگوں کا ہے۔ دیگراں۔ دنیاداروں کی مثال اُن بچوں کی سی ہے جو کھیل کود میں وقت ضائع کردیتے ہیں۔ ترحال۔ سفر۔ خوابناکے۔ ان دنیاداروں میں سے جس کو ہوش بھی آتا ہے شیطان اسکو اسی طرح تھپک کر دوبارہ غافل بنادیتا ہے جس طرح دایہ بچہ کو تھپک کر سلا دیتی ہے۔

[3] رو بخسپ۔ وسوسہ کی دائی اشیطان اُس کو سُلاتے ہوئے کہتا ہے کہ آرام سے سوتا رہ میں کسی کو موقع نہ دوں گا کہ تیرے آرام میں خلل انداز ہو۔ ہم تو خود۔ انسان کو چاہئے کہ غفلت کی نیند کے اسباب خود ختم کردے اور اس طرح بیدار رہے جس طرح کہ پیاسا پانی کی آواز سن کر بیدار رہتا ہے۔ بانگ۔ مولانا فرماتے ہیں جس طرح پانی کی آواز جو آسمان سے نازل ہوتا ہے پیاسوں کی غفلت کو دور کرتی ہے میں بھی غافلوں کو اسی طرح بیدار کر رہا ہوں۔

Presented by www.ziaraat.com

بر جہ[۱] اے عاشق بر آور اضطراب
اے عاشق: اُٹھ اور بے چین ہو جا

بانگِ آب و تشنہ و آنگاہ خواب
پانی کی آواز ہو اور پیاسا اور پھر نیند

حکایتِ آں عاشقے کہ شب بیامد بر اُمیدِ وعدۂ معشوق بداں وثاقے کہ اشارت کردہ بُود و بعضے از شب منتظر بُود کہ خوابش بربود معشوق آمد اُو را خفتہ یافت جیبش پُر جوز کرد و اُو را خفتہ گذاشت و بازگشت و در بیانِ تحقیقِ ماہیتِ آں

اُس عاشق کی حکایت جو معشوق کے وعدے کی اُمید پر اُس حجرے میں پہنچا جس کا اُس نے اشارہ کیا تھا اور رات کے کچھ حصہ میں منتظر رہا پھر اُس کو نیند آگئی معشوق آیا اُس کو سویا ہوا پایا اُسکی جیب اخروٹوں سے بھر دی اور اُسکو سوتا چھوڑ دیا اور واپس ہو گیا اور اُسکی حقیقت کی تحقیق کے بیان میں

عاشقے بُود ست در ایامِ پیش
اگلے زمانہ میں ایک عاشق تھا

پاسبانِ عہد اندر عہدِ خویش
اپنے زمانے میں عہد کا پابند

سالہا در بندِ وصلِ ماہِ خود
سالوں اپنے چاند کے وصل کی فکر میں (تھا)

شاہ مات و مات شاہنشاہِ خود[۲]
عاشقوں کا شاہ اور اپنے شہنشاہ کا مقتول (تھا)

عاقبت جوئندہ یابندہ بُود
انجام کار تلاش کرنے والا، پانے والا ہے

کہ فرج از صبر زایندہ بُود
کیونکہ کشادگی صبر سے پیدا ہونیوالی ہوتی ہے

گفت روزے یارِ اُو کامشب بیا
ایکدن اسکے معشوق نے اُس سے کہا کہ آج رات آجا

کہ بپختم از پئے تو لوبیا
کیونکہ میں نے تیرے لئے لوبیا پکایا ہے

در فلاں حجرہ نشیں تا نیم شب
آدھی رات تک فلاں حجرے میں بیٹھ

تا بیایم نیم شب من بے طلب
تاکہ میں بغیر بُلائے آدھی رات کو آجاؤں

مرد قرباں کرد و ناںہا بخش کرد
مرد نے قربانی دی اور روٹیاں خیرات کیں

چوں پدید آمد مہش از زیرِ گرد
جبکہ اُس کا چاند غبار میں سے رونما ہوا

شب دراں حجرہ نشست آں گرم دار
وہ گرم جوشی سے رات کو اُس حجرے میں بیٹھ گیا

بر اُمیدِ وعدۂ آں یارِ غار[۳]
اُس مخلص دوست کے وعدے کی امید پر

منتظر بنشست خوابش در ربود
منتظر بیٹھا تھا اُس کو نیند آگئی

اُوفتاد و گشت بیخود آں عنود
وہ سرکش گر پڑا اور غافل ہو گیا

---

[۱] بر جہ۔ سالک کو غفلت ترک کرکے مشاہدہ کے لئے مضطرب ہو جانا چاہیئے ورنہ یہ طلبِ حقیقی نہ ہوگی اور یہ عاشق عشق کے دعوے میں جھوٹا ہوگا۔ حکایت۔ اِس حکایت میں یہ بتایا ہے کہ اِس عاشق کا حقیقی عشق نہ تھا اِسی لئے وہ سو گیا، ورنہ عشق اور نیند میں ضد ہے۔ وثاق۔ حجرہ۔ جوز۔ اخروٹ پاسبان۔ یعنی یہ عاشق اپنے زمانہ میں عشق کے عہد کا پابند سمجھا جاتا تھا۔

[۲] آہ۔ یعنی معشوق شاہ مات سے مقتول عاشق مراد ہے یعنی وہ عاشقوں کا شاہ تھا۔ کہ فرج۔ حدیث شریف ہے۔ اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ۔ لوبیا۔ ترکاری کا دانہ ہے جو پکا کر کھایا جاتا ہے۔ مرد۔ وصل کے مژدہ اور اُمید پر عاشق نے قربانی کی اور روٹیاں تقسیم کیں۔

[۳] یارِ غار۔ حضرت ابو بکرؓ جو کہ ہجرت کے وقت آنحضورؐ کے ساتھ غارِ ثور میں رہے، مطلقاً پکا دوست۔ منتظر۔ اِس عاشق نے ابتداءِ شب میں معشوق کا انتظار کیا اور پھر سو گیا۔

Presented by www.ziaraat.com

ساعتے بیدار بُد خوابش گرفت — عاشقِ دلدادہ را خوابے شگفت

وہ دیر تک بیدار رہا پھر کو نیند نے پکڑ لیا — تعجب ہے، دلدادہ عاشق کو نیند!

بعدِ نصف اللیل آمد یارِ اُو — صادقُ الوَعدانہ آں دلدارِ اُو

اُس کا دوست آدھی رات کے بعد آیا — وہ اُس کا معشوق، سچے وعدے والوں کی طرح

عاشقِ خود را فتادہ خُفتہ دید — اندکے از آستینش اُو درید[1]

اپنے عاشق کو پڑا ہوا، سویا ہوا دیکھا — تھوڑی سی اُس کی آستین پھاڑی

گِردگانِ چندش اندر جیب کرد — کہ تو طفلی گیر ایں می باز نرد

چند اخروٹ اُس کی جیب میں ڈال دیئے — کہ تو بچہ ہے، یہ لے لے، کھیل

چوں سحر از خواب عاشق بر جہید — آستین و گِردگانہا را بدید

جب صبح کو عاشق نیند سے جاگا — آستین اور اخروٹ دیکھے

گفت شاہِ ما ہمہ صدق و وفاست — آنچہ بر ما می رسد آں ہم زماست

بولا، ہمارا شاہ، مجسم سچائی اور وفا ہے — جو کچھ ہم پر نازل ہوتا ہے وہ ہماری جانب سے ہے

اے[2] دلِ بے خواب ما زیں ایمنیم — چوں حرس بر بام چوبک میزنیم

اے بے خواب دل! ہم اس سے مطمئن ہیں — ہم بالاخانے پر نگہبان کی طرح ڈنکا بجاتے ہیں

گردگانِ ما دریں مطحن شکست — ہر چہ گویم از غمِ خود اندکست

ہمارے اخروٹ اِس چکی میں پس گئے — اپنے غم کے بارے میں جو کچھ کہوں، کم ہے

عاذلا چند ایں صُداع ماجرا — پند کم دہ بعد ازیں دیوانہ را

اے ملامت گر! درد سر اور قصہ کب تک؟ — اس کے بعد دیوانے کو نصیحت نہ کر

من[3] نخواہم عشوۂ ہجراں شنُود — آزمودم چند خواہم آزمُود

میں فراق کا فریب نہ سنوں گا — میں نے آزمالیا، کتنا آزماؤں گا؟

ہر چہ غیرِ شورش و دیوانگی ست — اندریں رہ دوری و بیگانگی ست

شورش اور دیوانگی کے علاوہ جو کچھ ہے — اِس راستے میں دُوری اور بیگانگی ہے

ہیں بنہ بر پایم آں زنجیر را — کہ دریدم سلسلہ تدبیر را

ہاں میرے پاؤں میں یہ زنجیر ڈال دے — کیونکہ میں نے تدبیر کا سلسلہ توڑ دیا ہے

(شعر) فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از و غیر اُو تمنائے

ہیں، اب میں دیوانگی اختیار کر چکا ہوں لہٰذا میں زنجیر کا مستحق ہوں۔

---

[1] دَرید۔ نشانی کے طور پر معشوق نے عاشق کی آستین پھاڑ دی۔ گردگان: بچوں کو اخروٹ دے کر بہلا دیا جاتا ہے معشوق نے اُس عاشق کو طفلِ مکتب قرار دے کر اُس کی جیب میں اخروٹ ڈال دیئے۔ چوں تو: جب صبح کو عاشق بیدار ہوا اور اُس نے اپنی آستین پھٹی ہوئی اور جیب میں اخروٹ دیکھے تو بولا کہ معشوق تو سچا ہے اور محرومی خود میری وجہ سے ہوئی۔

[2] اَے۔ اب مولانا اپنے آپ کو خطاب کر کے کہتے ہیں کہ ہم اِس خوابِ غفلت سے محفوظ ہیں اور چوکیدار کی طرح بالاخانہ پر بیٹھ کر نقارہ بجاتے ہیں اور ہم نے غفلت کے اسباب کو فنا کر دیا ہے۔ عاذلا۔ مولانا نے اپنے عشق کی کیفیت کا اظہار فرمایا ہے فرماتے ہیں ملامتگر ہم دیوانوں کو ملامت نہ کر اِس سے دردِ سر پیدا ہوتا ہے۔

[3] من نخواہم۔ ملامت گر عموماً فراق سے ڈرا کر عشق ترک کرنے کو کہتا ہے تو کہتا ہوں میں ہجر کو آزما چکا ہوں وہ ہجر ہی نہیں ہے نیز اُس میں بھی میرے لئے لذت ہے۔ ہر چہ: راہِ عشق میں دیوانگی اور شورش کے سوا ہر چیز معشوق سے بیگانگی ہے

Presented by www.ziaraat.com

غیرِ[1] جعدِ آں نگارِ مُقبلمَ
میرے اقبال مند معشوق کے گھنگرالے بالوں کے علاوہ
گر دو صد زنجیر آری بگسلمَ
اگر تو دو سو زنجیریں لائے گا میں توڑ دوں گا

عشق و ناموس اے برادر راست نیست
عشق اور آبرو، اے بھائی! مناسب نہیں ہے
بر درِ ناموس اے عاشق مایست
اے عاشق! آبرو کے دروازے پر نہ ٹھہر

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم
وہ وقت آگیا کہ میں ننگا ہو جاؤں
نقش بگذارم سراسر جاں شوم
نقش کو چھوڑ دوں، سراسر جان بن جاؤں

اے عدوِّ شرم و اندیشہ بیا
اے فکر اور شرم کے دشمن! آ جا
کہ دریدم پردۂ شرم و حیا
کیونکہ میں نے شرم اور حیا کا پردہ چاک کر دیا ہے

اے[2] بہ بستہ خوابِ جاں از جادوئی
اے وہ کہ تو نے جان کی نیند کو جادوگری سے روک دیا ہے
سخت دل یارا کہ در عالم توئی
اے سخت دل دوست! کہ جہان میں تو ہی ہے

ہیں گلوئے صبر گیر و می فشار
ہاں صبر کا گلا پکڑ اور دبا دے
تا خنک گردد دلِ عشق اے سوار
اے سوار! تاکہ عشق کا دل ٹھنڈا ہو جائے

تا نسوزم کے خنک گردد دلش
جب تک میں جل نہ جاؤں گا اُسکا دل کب ٹھنڈا ہوگا؟
اے دلِ ما خاندان و منزلش
اے وہ کہ جس کا خاندان اور مکان ہمارا دل ہے!

خانۂ خود را ہمی سوزی بسوز
تو اپنا گھر جلاتا ہے، جلا دے
کیست آنکس کہ بگوید لایجوز
وہ کون ہے جو کہے کہ جائز نہیں ہے؟

خوش بسوز ایں خانہ را اے شیر مست
اے مست شیر! اس گھر کو خوب جلا دے
خانۂ عاشق چنیں اولیٰ ترست
عاشق کا گھر ایسا ہی بہتر ہے

بعد ازیں من سوز را قبلہ کنم
اس کے بعد میں سوزش کو قبلہ بناؤں گا
زانکہ شمعم من بسوزش روشنم
کیونکہ میں شمع ہوں، اسکے سوز سے روشن ہوں

خواب[3] را بگذار امشب اے پدر
اے بابا! آج کی رات نیند کو ترک کر
یک شبے در کوئے بے خواباں گذر
ایک رات جاگنے والوں کے کوچے میں گذر

بنگر آنہا را کہ مجنوں گشتہ اند
اُن کو دیکھ کہ وہ مجنون ہو گئے ہیں
ہمچو پروانہ بوصلش کشتہ اند
پروانہ کی طرح اس کے وصل سے مقتول ہوئے ہیں

بنگر ایں کشتیِ خلقاں غرقِ عشق
دیکھ مخلوق کی کشتی عشق میں غرق ہے
اژدہائے گشت گوئی حلقِ عشق
گویا کہ عشق کا حلق اژدہا بن گیا ہے

[1] غیرِ جعد۔ یعنی میں صرف محبوب کی زُلف کی زنجیر کا قیدی بن سکتا ہوں اسکے علاوہ سب زنجیروں کو توڑ ڈالوں گا۔ عشق۔ عشق کے ساتھ رُسوائی اور ذلّت ہی جمع ہو سکتی ہے، عاشق آبرو سے بے پروا ہوتا ہے۔ وقت۔ اب میرا ایسا وقت ہو کہ مجھے جسمانی صفات سے عُریاں ہو کر سراسر جان بن جانا چاہیئے۔ عدوِّ شرم۔ یعنی محبوب عشق میں شرم و حیا وصل سے مانع ہے۔

[2] اے بہ بستہ۔ عشق ایسا جادو ہے کہ اُس نے نیند کو آنکھوں سے روک دیا ہے۔ سخت دل۔ مولانا نے غلبۂ حال میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ ہیں۔ عشق جب خوش ہوتا ہے جبکہ عاشق کا صبر و قرار فنا ہو جائے۔ تا نسوزم۔ جب تک میں عشق کی آگ سے جلکر خاک نہ ہو جاؤں گا وہ محبوب خاموش نہ ہوگا، میرا دل ہی اُس کا خاندان اور مکان ہے وہ اسی کو اگر پھونکنا چاہتا ہے پھونک دے اس کو بُرا کہنے والا کون ہے؟ خوش بسوز۔ عاشق کے دل کو پھونک ڈال وہ اسی قابل ہے، دل کے جلنے سے جو اُسمیں سوزش ہوگی وہی میرا مقصود ہے شمع سوزش ہی سے روشن رہتی ہے۔

[3] خواب۔ اگر انسان عشق سے خالی ہے تو اُسکو عاشقوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ بنگر۔ عاشقوں کو دیکھ کہ وہ مجنون بنے

اژدہائے ناپدیدِ دل رُبا ۱ — عقلِ ہمچو کوہ را اُو کہربا
غیرمحسوس اژدہا، دل کو چھینے والا — وہ پہاڑ جیسی عقل کے لئے کہربا ہے

عقلِ ہر عطّار کا گہ شد ازو — طبلہا را ریخت اندر آبِ جو
جس عطّار کی عقل اُس سے واقف ہوگئی — اُس نے گٹھے، نہر کے پانی میں بہا دیئے

رو کزیں جُو برنیائی تا اَبد — لَمْ یَکُنْ حَقًّا لَّہٗ کُفُوًا اَحَد
جا تو اس نہر سے قیامت تک باہر نہ آئیگا — یقیناً اُس کا کوئی ہمسر نہیں ہے

اے مزوّرِ چشم بکشا و ببیں — چند گوئی می ندانم آن و ایں
اے مکّار! آنکھ کھول اور دیکھ — تو کہاں تک کہے گا، میں اُسکو اور اسکو نہیں جانتا

از وبائے زرق و محرومی برآ — در جہانِ حیّ و قیّومی درآ
مکر اور محرومی کے مرض سے باہر آجا — حیّ و قیّوم والے جہاں میں آجا

تا نمی بینم ہمی بینم شود — ویں ندانم ہات می دانم شود
تاکہ "میں نہیں دیکھتا ہوں" "دیکھتا ہوں" بن جائے — اور یہ سب "میں نہیں جانتا ہوں" "جانتا ہوں" بن جائیں

بگذر ۲ از مستی و مستی بخش باش — زیں تلوّن نقل کُن در استواش
مستی سے گذر جا اور مستی بخشنے والا بن جا — اس تلوّن سے اُس کی استقامت میں منتقل ہو جا

چند نازی تو بدیں مستی پست — بر سرِ ہر کوی چنداں مست ہست
تو اس پست مستی پر کتنا ناز کرے گا — ہر کوچہ کے سرے پر ایسے مست بہت ہیں

گر دو عالم پُر شود سر مستِ یار — جملہ یک باشند و آں یک نیست خوار
اگر یار کے سرمستوں سے دنیا بھر جائے — سب ایک ہونگے اور وہ ایک ذلیل نہیں ہے

ایں ۳ ز بسیاری نیابد خواریے — خوار کہ بُود تن پرستے ناریے
یہ کثرت سے ذلیل نہیں ہوتا ہے — ذلیل کون ہوتا ہے؟ تن پرست، دوزخی

گر جہاں پُر شُد ز تابِ نورِ مہ — کے کساد آید بر صاحب وَلہ
اگر چاند کے نور کی چمک سے تمام جہان بھر جائے — عاشق کے لئے اُس میں کب کھوٹ آتا ہے!

گر جہاں پُر شد ز نورِ آفتاب — کے بُود خوار آں تفِ خوش التہاب
اگر تمام جہان سورج کے نور سے بھر جائے — وہ گرمی بھڑکنے والی روشنی کب ذلیل ہوگی!

---

۱ اژدہای عشق ایک ایسا اژدہا ہے جو بظاہر نظر نہیں آتا ہے لیکن دل کو نگل جاتا ہے۔ اور پہاڑ جیسی عقل کو بھی متأثر کر دیتا ہے۔ عقل، عقل جب عشق سے باخبر ہوجاتی ہے اپنا سب کچھ قربان کر دیتی ہے۔ سب کچھ قربان کرتے ہوئے عقل کہتی ہے کہ اب یہ چیزیں اُس محبوب پر قربان ہیں جو بے نظیر ہے لہٰذا ان چیزوں کی واپسی کی کبھی خواہش نہ ہوگی۔ اے مزوّر۔ مکّار، عاشق کے احوال سے قصداً آنکھیں بند کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان احوال کو نہیں دیکھتا ہوں وہ محروم ہے اگر وہ عشق کے میدان میں آجائے تو اس کو سب احوال نظر آنے لگیں جن احوال کے بارے میں وہ کہتا تھا "میں نہیں دیکھتا ہوں" اُن کے بارے میں کہنے لگے گا کہ "میں دیکھتا ہوں"

۲ بگذر۔ عقل کی مستی سے گذر کر عشق کی مستی تقسیم کرنے والا بن جا۔ تلوّن۔ مختلف رنگ بدلنا۔ چند نازی۔ عقل کے مست تو بہت ہیں جو مارے مارے پھرتے ہیں۔ گر دو عالم۔ اللہ کے مستوں سے اگر دونوں عالم بھی بھر جائیں تو یہ اُنکی ذلّت کا سبب نہ ہوگا کیونکہ وہ سب مل کر ایک ہیں۔

۳ ایں ز بسیاری۔ علاوہ ازیں محض کثرت ذلّت کا سبب نہیں ہے ذلیل تو تن پرست اور جہنّمی ہوتا ہے۔ گر جہاں۔ چاند کی چاندنی سے سارا عالم

بھی پُر ہو جائے تو اُس میں کوئی کھوٹ نہیں آتا ہے، اِسی طرح سورج کی روشنی سے سارا عالم پُر ہو — تو سورج کی روشنی بے قدر نہیں ہوتی۔

Presented by www.ziaraat.com

لیک[1] با ایں جملہ بالاتر خرام — چونکہ ارض اللہ واسع بود و رام

لیکن اس سب کے ہوتے ہوئے، اوپر چل — جبکہ اللہ (تعالےٰ) کی زمین وسیع اور تابع ہے

گرچہ ایں مستی چو بازِ اشہب ست — برتر از وے در زمینِ قدس ہست

اگرچہ یہ مستی بھورے باز کی طرح ہے — قدس کی سرزمین میں اس سے بھی بہتر (مقام) ہے

مست ز ابرار و مقرب زو بہ است — بر مقرب شیر او چوں روبہ ست

مست ابرار میں سے ہے اور مقرب اس سے بہتر ہے — مقرب کے نزدیک اس کا شیر لومڑی کی طرح ہے

رو سرافیلے شو اندر امتیاز — در دمندہ روح و مست و بیاز

جا، امتیاز کرنے میں اسرافیل بن جا — روح کا پھونکنے والا اور مست بنانے والا

مست[2] را چوں دل مزاح اندیشہ شد — ایں ندانم واں ندانم پیشہ شد

مست کا دل چونکہ مذاق سوچنے والا بن گیا — میں یہ نہیں جانتا اور وہ نہیں جانتا اسکا پیشہ ہو گیا

ایں ندانم واں ندانم بہر چیست — تا بگوئی آنکہ می دانیم کیست

میں اسکو نہیں جانتا اور میں اسکو نہیں جانتا کس لئے ہے؟ — تاکہ تو کہے کہ جس کو میں جانتا ہوں وہ کون ہے؟

نفی[3] بہر ثبت باشد در سخن — نفی بگذار و ز ثبت آغاز کن

بات میں نفی، اثبات کے لئے ہوتی ہے — نفی کو چھوڑ دے اور اثبات سے ابتدا کر

نیست ایں و نیست آں ہیں وا گذار — آنکہ آں ہست ست آں را پیش آر

خبردار! یہ نہیں ہے اور وہ نہیں ہے کو چھوڑ دے — جو کہ موجود ہے اس کو سامنے لا

نفی بگذار و ہماں ہستی طلب — ترک و مطرب را بگو احوال شب

نفی کو چھوڑ دے اور وہی ہستی طلب کر — ترک اور مطرب کے رات کے احوال سنا

نفی بگذار و ہماں ہستی پرست — ایں بیاموز اے پدر زاں ترک مست

نفی کو چھوڑ اور اس ہستی کو پوج — اے بابا! یہ اس ترک مست سے سیکھ لے

استدعای امیر ترکِ مخمور مطرب را بوقتِ صبوح و تفسیر

ایک مخمور ترک امیر کا گویئے سے صبح کی شراب کے وقت فرمائش کرنا اور اس حدیث

ایں حدیث کہ اِنَّ لِلّٰہِ شَرَابًا اُعِدَّ لِاَوْلِیَآئِہٖ اِذَا شَرِبُوْا

کی تفسیر کہ اللہ تعالےٰ کے پاس ایک شراب ہے جو اس کے دوستوں کے لئے تیار کی گئی

سَکِرُوْا وَاِذَا سَکِرُوْا طَابُوْا اِلٰی اٰخِرِ الحدیث

ہے وہ جب اس کو پیتے ہیں مست ہو جاتے ہیں اور جب مست ہو جاتے ہیں پاکیزہ بنجاتے ہیں

---

[1] لیکن باایں: مستی اور سُکر کی ان فضیلتوں کے باوجود سالک کو اس سے اعلیٰ مقام صحو حاصل کرنا چاہئے۔ گرچہ: مستی اور سُکر بھی اگرچہ قیمتی چیز ہے لیکن میدانِ سلوک میں اس سے بھی بہتر مقام ہے۔ اور وہ "صحو" ہے۔ مست: سُکر کا مقام ابرار کا ہے اور صحو کا مقام مقربین کا ہے ادنیٰ رتبہ کا مقرب اعلیٰ درجہ کے ابرار سے افضل ہے۔ رو: حضرت اسرافیل قیامت میں اللہ تعالےٰ کے حکم سے صُور پھونکیں گے تو مُردے زندہ ہو جائیں گے جو سالک مقامِ صحو میں ہوتا ہے وہ بھی حضرتِ حق تعالیٰ سے فیض حاصل کرتا ہے اور دوسروں کو فیض پہنچاتا ہے۔

[2] مست: سُکر کی حالت حیرت کی حالت ہوتی ہے جس میں وہ بے اصل باتیں کرتا ہے اور ہر معاملہ میں لاعلمی کا اظہار کرتا ہے۔ ایں ندانم: سُکر کی حالت میں جو لاعلمی کا اظہار ہے اس سے مقصود اس ذات کی طرف اشارہ ہے جس کو جانتا ہے۔

[3] نفی: انکار کسی چیز کے اقرار کی تمہید ہوتی ہے لہٰذا تمہید کو چھوڑ کر مقصود پر آ جاؤ "لا الٰہ" میں نفی "الا اللہ" کے اثبات کے لئے ہے تو "الا اللہ" پر پہنچ جانا چاہئے "نیست" کو چھوڑ کر "ہست" کی جستجو کرنی چاہئے جس طرح مست ترک اور مطرب کے قصہ میں

مَے درِ خُمِ اسرار ازاں میجوشد　　تا ہر کہ مجرّد است ازاں می نوشد

اسرار کے خُم میں شراب اسلئے جوش مارتی ہے　　تاکہ جو مجرّد ہے وہ اسے پیئے

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ (الآیۃ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک ابرار پئیں گے۔

ایں مَے کہ تو میخوری حرام است　　ما مے نخوریم جُز حلالے

یہ شراب جو تو پیتا ہے حرام ہے　　ہم جائز شراب کے سوا نہیں پیتے ہیں

جہد کُن تا ز نیست ہست شوی　　وز شرابِ خدای مست شوی

کوشش کر۔ تاکہ تو نیست سے ہست بن جائے　　اور خدا کی شراب سے مست بن جائے

عجمیؔ[1] تُرکے سحر آگاہ شُد　　وز خمارِ خمر، مُطرب خواہ شُد

ایک عجمی تُرک صبح کو بیدار ہوا　　اور شراب کے خمار کی وجہ سے گویّے کا خواہشمند ہوا

مُطربِ جاں مُونسِ مستاں بُوَد　　نقل و قوت و قُوتِ مست آں بُوَد

روحانی گویّا مستوں کا دوست ہوتا ہے　　چبینا اور روزی اور مست کی طاقت وہ ہوتا ہے

مُطرب ایشاں را سُوئے مستی کَشد　　باز مستی از دمِ مُطرب چشد

گویّا اُن کو مستی کی جانب کھینچتا ہے　　پھر مستی گویّے کے کلام سے مزا حاصل کرتی ہے

آںؔ[2] شرابِ حق بداں مُطرب بَرَد　　ویں شرابِ تن ازیں مُطرب چَرَد

خدائی شراب اس مطرب کیطرف لے جاتی ہے　　اور یہ جسمانی شراب اس گویّے سے غذا حاصل کرتی ہے

ہر دو گر یک نام دارد در سخن　　لیک فرق است زیں حَسَن تا آں حَسَن

اگرچہ لفظوں میں دونوں ایک ہی نام رکھتے ہیں　　لیکن اس حَسَن سے اُس حَسَن تک فرق ہے

اشتباہے ہست لفظی در بیاں　　لیک خود کُو آسماں کُو ریسماں

بیان کرنے میں لفظی مشابہت ہے　　لیکن خود آسمان کہاں، ریسمان کہاں؟

اشتراکِ لفظ دائم رہزن است　　اشتراکِ گبر و مومن در تن است

لفظی شرکت، ہمیشہ رہزن ہے　　مومن اور کافر کا اشتراک جسم میں ہے

جسمہاؔ[3] چوں کوزہائے بستہ سر　　تا کہ در ہر کوزہ چہ بُوَد آں نگر

جسم منہ بندھے ہوئے پیالوں کی طرح ہیں　　ہر کوزے میں کیا ہے، اُس کو دیکھ

کوزۂ آں تن پُر از آبِ حیات　　کوزۂ ایں تن پُر از زہرِ ممات

اس جسم کا پیالہ آبِ حیات سے بھرا ہوا ہے　　اس جسم کا پیالہ موت کے زہر سے بھرا ہوا ہے

[1] عجمی۔ ایک تُرک سردار جب صبح کو بیدار ہوا تو اس پر خمار کی کیفیت طاری تھی اس نے گویّے کو طلب کیا۔ مُطرب۔ گویّا، یہاں شیخ مراد ہے۔ مستاں۔ یعنی سُکر کی کیفیت میں مبتلا سے مستی۔ شیخ کی توجہ اُن کے لئے مزید سُکر کا سبب بنتی ہے۔

[2] آں شراب۔ یعنی سُکر کی کیفیت شیخ کی طرف متوجہ کرتی ہے اور شراب قوّال کی جانب کھینچتی ہے۔ ہر دو۔ یہاں ہم نے مُطرب شیخ اور گویّے دونوں کے لئے کہا ہے۔ زیں حَسَن۔ پہلے قصّہ گزر چکا ہے کہ ایک بادشاہ کے دو وزیر حَسَن نامی تھے لیکن اُن دونوں میں بہت فرق تھا۔ اشتباہے۔ اِن دونوں میں محض لفظی مشابہت ہے لیکن آسمان اور ریسمان کی طرح دونوں میں بہت فرق ہے۔ رہزن۔ لفظی اشتراک لوگوں کی گمراہی کا سبب بنتا ہے۔ گبر و مومن۔ مومن اور کافر میں بھی جسم یکساں ہے۔

[3] جسمہا۔ محض جسم کو نہ دیکھنا چاہیے اس کی اندرونی حالت پیشِ نظر رہنی چاہیے۔ کوزۂ آں تن۔ یعنی مومن کا جسم ایمان سے لبریز ہے جو آبِ حیات ہے اور کافر کا جسم کفر سے بھرا ہوا ہے جو زہر ہے اب اگر دونوں کے باطن پر نظر رکھو گے تو تم شاہ ہو ورنہ گمراہ ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

گر بظرف نقش نظر داری شہی ... ور بظرف بنگری تو گمرہی

اگر تو برتن کی چیز کی طرف نظر رکھے تو شاہ ہے ... اور اگر تو برتن پر نظر کرے تو گمراہ ہے

لفظ[1] را مانندۂ ایں جسم داں ... معنیش را در درُوں مانندِ جاں

لفظوں کو اِس جسم کی طرح سمجھ ... اُن کے معانی اُن میں جان کی طرح ہیں

دیدۂ تن دائماً تن بیں بُوَد ... دیدۂ جاں جانِ پُرفن بیں بُوَد

جسم کی آنکھ ہمیشہ جسم کو دیکھنے والی ہوتی ہے ... رُوح کی آنکھ، ہنرمند روح کو دیکھنے والی ہوتی ہے

پس ز نقشِ لفظہائے مثنوی ... صورتش ضال ست و ہادی معنوی

مثنوی کے الفاظ کے نقوش ... اُن کی صورت گمراہ کرنیوالی اور معنیٰ کے اعتبار سے ہدایت کرنے والی ہے

در نُبی فرمود کایں قرآں ز دل ... ہادیِ بعضے و بعضے را مُضل

قرآن میں فرمایا ہے کہ یہ قرآن دل کے اعتبار سے ... بعض کو ہدایت دینے والا اور بعض کو گمراہ کرنیوالا ہے

اللہ اللہ چونکہ عارف گفت مے ... پیشِ عارف کے بُوَد معدوم شے

توبہ توبہ، جب عارف شراب کہے ... عارف کی نظر میں معدوم، شئ کب ہوتا ہے؟

فہمِ[2] تو چوں بادۂ شیطاں بُوَد ... کے ترا وہمِ مۓ رحماں بُوَد

تیری عقل میں جبکہ شیطانی شراب ہو ... تجھے رحمانی شراب کا خیال کب آتا ہے؟

ایں دو انباز ند مُطرب با شراب ... ایں بداں و آں بدیں آرد شتاب

قوال اور شراب یہ دونوں ساتھی ہیں ... یہ اُس تک وہ اِس تک جلد پہنچا دیتا ہے

پُر خماراں از دمِ مُطرب چرند ... مُطرباں شاں سُوی میخانہ برند

پُرخمار، قوال کے گانے سے غذا حاصل کرتے ہیں ... قوال اُن کو میخانہ کی جانب لے جاتے ہیں

آں سرِ میدان و ایں پایانِ اوست ... دل شدہ چوں گوی در چوگانِ اوست

وہ میدان کی ابتدا ہے اور یہ اُس کی انتہا ... برباد دل، اُس کے بَلّے میں گیند کی طرح ہے

در سر[3] آنچہ ہست گوش آنجا رَوَد ... در سر ار صفراست آں سودا شوَد

دماغ میں جو ہے کان اُس کی طرف جاتا ہے ... اگر دماغ میں صفرا ہے، وہ سودا بن جاتا ہے

بعد ازاں ایں دو بہ بیہوشی رَوَند ... والد و مولود آنجا یک شوند

اِس کے بعد یہ دونوں بیہوشی کی طرف جاتے ہیں ... سبب اور نتیجہ، اِس جگہ ایک ہو جاتے ہیں

---

[1] لفظ۔ الفاظ کو بمنزلہ جسم اور معانی کو بمنزلہ روح کے سمجھ۔ دیدۂ۔ جسمانی آنکھ جسم کو دیکھتی ہے رُوحانی آنکھ روح کو دیکھتی ہے پس۔ مثنوی کا بھی یہی حال ہے کہ جو شخص اُس کی حکایتوں کے محض لفظوں کو دیکھے گا وہ اُس سے بدعقیدہ ہو جائیگا اور جو حکایتوں کے معانی اور مقاصد پر غور کریگا وہ اُس سے مستفید ہوگا۔ در نُبی۔ قرآن میں خود قرآن کے بارے میں یہی فرمایا گیا ہے۔ مے۔ جب کوئی عارف لفظ شراب بولتا ہے تو اُس سے یہ حقیر اور ظاہری شراب مراد نہیں ہوتی بلکہ شرابِ معرفت مُراد ہوتی ہے۔

[2] فہمِ تو۔ جو شخص محض دنیاوی شراب کو جانتا ہے وہ شراب کے لفظ سے شرابِ محبت کب سمجھ سکتا ہے۔ ایں دو۔ شراب اور گانا دونوں اِس بارے میں یکساں ہیں کہ ان میں ہر ایک دوسرے تک پہنچا دیتا ہے۔ پُرخمار۔ مخمور گویئے سے غذا حاصل کرتا ہے گویا اُس کو شراب خانہ تک لیجاتا ہے۔ آں سرِ میداں۔ میدانِ عشق کی ابتدا گانا ہے اور اُس کی انتہا شراب ہے، دل گویئے کے قابو میں ہوتا ہے۔

[3] در سر۔ انسان کے دماغ میں جو خیال ہوتا ہے وہ لفظوں کو اُسی طرف لے جاتا ہے اگر دماغ میں تھوڑی سی صحیح بات بھی ہوتی ہے تو وہ اِن الفاظ کے بعد غلطی سے بدل جاتی ہے۔ بعد ازاں۔ اگر سر میں صفرا ہے اور سودا کے غلبہ سے سودا بن گیا ہے تو سودا اور صفرا دونوں بیہوشی کا سبب بن جائیں گے اور پھر سبب اور مسبّب ایک سی تاثیر کریں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

چونکہ کردند آشتی شادی و درد ۵۱ | مطرباں را ترکِ ما بیدار کرد
جب خوشی اور درد باہم مل گئے | ہمارے ترک نے قوالوں کو بیدار کیا

مطرب آغازید پیشِ خوابناک | کہ اَتِلْنِی الْکَاسَ یَا مَنْ لَا اَرَاکْ
قوال نے ایک مست شعر شروع کیا | کہ اے وہ کہ میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں مجھے پیالہ عطا کر

اَنْتَ وَجْهِی لَا عَجَبْ اَنْ لَا اَرَاهْ | غَایَۃُ الْقُرْبِ حِجَابٌ وَاشْتِبَاهْ
تو میرا چہرہ ہے، کوئی تعجب نہیں اگر میں اس کو نہیں دیکھتا ہوں | انتہائی قرب، پردہ اور اشتباہ ہے

اَنْتَ عَقْلِی ۵۲ لَا عَجَبْ اِنْ لَمْ اَرَاکْ | مِنْ وُفُوْرِ الْاِلْتِبَاسِ الْمُشْتَبَکْ
تو میری عقل ہے کوئی تعجب نہیں اگر میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں | الجھی ہوئی التباس کی زیادتی کی وجہ سے

حَیْثُ اَقْرَبْ اَنْتَ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدْ | لَمْ اَقُلْ یَا یَا نِدَاءٌ لِلْبَعِیْدْ
چونکہ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے | میں نے لفظ یا نہیں کہا یا دُور کے پکارنے کیلئے ہے

بَلْ اُغَالِطُھُمْ اُنَادِیْ فِی الْقِفَارْ | کَیْ لَا یَدْرُوْا مَنْ مَعِیْ مِمَّنْ اَغَارْ
بلکہ میں انکو مغالطہ دیتا ہوں ویرانوں میں پکارتا ہوں | تاکہ اپنے ساتھ کو ان لوگوں سے چھپاؤں جن سے مجھے غیرت آتی ہے

ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز | بشنو اکنوں نکتۂ صاحب تمیز
اے عزیز! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے | اب ایک صاحب تمیز کا نکتہ سن لے

آمدنِ ضریر ۵۳ در خانۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و گریختنِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا از پیشِ ضریر و گفتنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کہ چہ می گریزی کہ اُو ترا نمی بیند و جواب دادنِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم را

نابینا کا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنا اور نابینا کے سامنے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھاگنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ کیوں بھاگتی ہے؟ وہ تجھے نہیں دیکھتا ہے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دینا

اندر آمد پیشِ پیغمبرؐ ضریر | کاے نوا بخشِ تنورِ ہر خمیر
نابینا پیغمبرؐ کے سامنے اندر آیا | کہ اے تنور کے ہر قسم کے خمیرے تر شہ بخشنے والے

---

۵۱ چونکہ. جب اس ترک نے گانے کی خوشی اور خمار کی تکلیف محسوس کی تو اس نے گویوں کو بیدار کر دیا اور گویوں نے یہ اشعار گانے شروع کر دیئے۔ کاس۔ پیالہ۔ انت۔ انسان باوجود قرب کے اپنے چہرے کو خود نہیں دیکھتا ہے انتہائی قرب اشتباہ کا سبب ہو جاتا ہے۔

۵۲ انت عقلی۔ انسان کی عقل انسان سے کس قدر قریب ہے لیکن وہ اس کو بھی نہیں دیکھتا ہے۔ یا۔ یا حرف ندا، دُور سے اُس شخص کو پکارا جاتا ہے جو دور ہوتا ہے میں تجھے اِس لفظ سے اس لئے پکارتا ہوں تاکہ رقیب یہ نہ سمجھ سکیں کہ تو مجھ سے قریب ہے۔

۵۳ ضریر۔ نابینا۔ کاے۔ آنحضورؐ ہر شخص کو اس کے مناسب غذا عنایت فرماتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

ای تو میرِ آب من مُستسقیم [1] — مُستغاث المُستغاث ای ساقیم

اے آپ پانی کے مالک میں اور میں پانی مانگنے والا ہوں — اے میرے ساقی! فریاد ہے، فریاد

چوں در آمد آں ضریر از در شتاب — عائشہؓ بگریخت بہرِ احتجاب

جب وہ نابینا دروازے سے آیا، جلد — پردہ کرنے کے لئے عائشہؓ بھاگیں

زانکہ واقف بود آں خاتونِ پاک — از غیوریِ رسولِ رشکناک

کیونکہ وہ پاک بی بی واقف تھیں — غیور رسولؐ کی غیوری سے

ہر کہ زیبا تر بود رشکش فزوں — زانکہ رشک از ناز خیزد یا بنوں

جو زیادہ حسین ہوتا ہے اُسمیں غیرت زیادہ ہوتی ہو — کیونکہ اے فرزندو! غیرت ناز سے پیدا ہوتی ہو

گندہ پیراں شوی را قُمّاد ہند — چونکہ از زشتی و پیری آگہ اند

بوڑھیاں شوہر کو لونڈی دے دیتی ہیں — کیونکہ بھدے پن اور بڑھاپے سے باخبر ہیں

چوں جمالِ احمدیؐ در ہر دو کون — کے بُدست اے فرِ یزدانیش عون

احمدی حُسن کی طرح دونوں جہانوں میں — کب ہوا ہے! اے (مخاطب) اللہ کا نور اُن کا مددگار

نازہای ہر دو کون اُو را رسد — غیرت آں خورشیدِ صد تو را رسد

دونوں جہانوں کے نازوں کا اُن کو حق ہے — غیرت کرنا اُس سو درجہ کے سورج کا حق ہے

کاندرا [2] فگندم یکیواں گوی را — در کشید اے اختراں ہیں روی را

کہ میں نے زُحل پر گیند پھینکی ہے — خبردار! اے ستارو اپنا منہ چھپالو

در شعاعِ بے نظیرم لا شوید — ورنہ پیشِ نورِ من رُسوا شوید

میری بے مثال شعاع میں معدوم ہو جاؤ — ورنہ میرے نور کے سامنے رُسوا ہو جاؤگے

از کرم [3] من ہر شبے غائب شوم — کے روم اِلّا نمایم کہ روم

کرم کی وجہ سے میں ہر رات کو غائب ہو جاتا ہوں — میں کب جاتا ہوں، ہاں دکھاتا ہوں کہ میں جا رہا ہوں

تا شما بے من شبے خفاش وار — پر زناں گردید گردِ ایں مطار

تاکہ تم میرے بغیر چمگادڑ کی طرح رات میں — اِس فضا کے گرد چکر لگاؤ

ہمچو طاؤساں پرے عرضہ کنید — باز مست و سرخوش و مُعجب شوید

موروں کی طرح پَر دکھاؤ — پھر مست اور سرخوش اور خود پسند ہو

بنگرید آں پایِ زشت از امتیاز — ہمچو چارق کو بود شمعِ ایاز

امتیاز کے لئے، بھدے پاؤں کو دیکھو — چپل کی طرح جو ایاز کی شمع تھی

---

[1] مُستسقیم۔ میں پانی مانگنے والا ہوں۔ احتجاب۔ پردہ کرنا۔ ترکہ۔ جو شخص زیادہ حسین ہوتا ہے اُس میں رشک کا مادہ زیادہ ہوتا ہے کیونکہ رشک، ناز کی پیداوار ہے اور ناز زیادہ حسین میں زیادہ ہوتا ہے۔ گندہ پیر۔ جب بیوی خود بوڑھی ہو جائے تو اُس میں نہ ناز رہتا ہے نہ رشک وہ خود شوہر کو باندی مہیا کر دیتی ہے تاکہ اُس سے ہم صحبت ہو سکے۔ چونکہ آنحضورؐ حسن میں بڑھ چڑھ کر تھے اور نورِ خداوندی اُن کا مددگار رہتا تو آپ میں ناز بھی بڑھا ہوا تھا اور رشک بھی۔ قماد۔ ترکی لفظ ہے، لونڈی۔

[2] کاندرا۔ آنحضورؐ کو اپنے حسن و جمال کی بنیاد پر یہ کہنے کا حق ہے کہ میں نے اپنے حسن کے دعوے کی گیند زُحل پر پھینکی ہے لہٰذا اب کسی حسین کو حسن کی نمائش کا حق نہیں ہے۔۔۔ در شعاع۔ اب جس قدر حسین ہیں وہ اپنے حسن کو میرے حسن میں گم کر دیں ورنہ رسوا ہو جائیں گے۔

[3] از کرم۔ میں کبھی بظاہر روپوش ہو جاتا ہوں تاکہ دوسرے حسین اپنے حسن کا مظاہرہ کر سکیں سورج اگرچہ دنیا سے غائب نہیں ہوتا لیکن سمتوں سے اسکی روپوشی ہو جاتی ہے تاکہ چمگادڑیں بھی اُڑ لیں۔ مطار۔ اُڑنے کی جگہ۔ مست نشہ کے چار مرتبے ہیں سرخوش، تر دماغ، شیر مست، خراب۔ بنگرید۔ مشہور ہے کہ مور پیروں کو دیکھ کر خوش ہوتا اور ناچتا ہے اور پاؤں چونکہ بھدے ہیں انکو دیکھ کر رنجیدہ ہوتا ہے انسان کو بھی چاہیئے کہ جب اُسمیں تکبر کی کیفیت پیدا ہو اپنی برائیوں پر نظر کرے جس طرح ایاز نے اپنے تکبر کے علاج کیلئے اپنی چپل کو محفوظ کر رکھا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

رُو نمایم صبح بہرِ گوشمال | تا نگردید از منی زاہلِ شمال
تنبیہ کے لئے میں صبح کو رُونمائی کرتا ہوں | تاکہ تم خودی کی وجہ سے بائیں ہاتھ والوں میں نہ بنجاؤ
ترکِ آں کن کہ درازست ایں سخن | نہی کردست از درازی امر کُن (٦)
اُس کو چھوڑ، کیونکہ یہ بات دراز ہے | حکم دینے والے نے درازی سے منع کیا ہے

امتحان کردنِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ را رضی اللہ عنہا
مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا کا امتحان کرنا

کہ چہ پنہاں می شوی پنہاں مشو چوں اعمیٰ ترا نمی بیند تا
کہ کیوں چھپتی ہے؟ نہ چھپ، کیونکہ نابینا تجھے نہیں دیکھتا ہے
پدید آید کہ عائشہ رضی اللہ عنہا از ضمیر مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ
تاکہ واضح ہو جائے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم واقف ست یا خود مقلّدِ گفتِ ظاہرست
کے دل کی بات سے واقف ہیں یا ظاہری بات کی مقلّد ہیں

گفت پیغمبر برائے امتحاں | اُو نمی بیند ترا کم شو نہاں
امتحان کے لئے پیغمبر نے فرمایا | وہ تجھے نہیں دیکھتا ہے، مت چھپ
کرد اِشارت عائشہؓ بادستہا | اُو نمی بیند من ہمی بینم وُرا
عائشہؓ نے ہاتھوں سے اشارہ کیا | وہ نہیں دیکھتا ہے، میں اُس کو دیکھتی ہوں
غیرتِ عقل ست بر خوبیِ رُوح | پُرز تشبیہات و تمثیل اے نصُوح
روح کے حُسن پر عقل کو غیرت آتی ہے | جو کہ تشبیہات اور تمثیل سے پُر ہے، اے مخلص!
با چنیں پنہانیِ کیں روح راست | عقل بروے ایں چنیں رشکیں چراست
ایسی پوشیدگی کے باوجود جو روح کو ہے | عقل اُس پر اس قدر غیرت کرنیوالی کیوں ہے؟
آز کہ پنہاں می کُنی اے رشک خُو | آنکہ پوشیدست نورش رُویِ اُو
اے غیرت مند! تو کس سے پوشیدہ کرتی ہے | اُسکو جس کے نور نے اُس کے مُنہ کو چھپا دیا ہے؟
میرود بے رُویِ پوش ایں آفتاب | فرطِ نورِ اُوست رُویش را نقاب
یہ سورج بغیر نقاب کے چلتا ہے | اُس کے نور کی زیادتی اُس کے چہرے کا نقاب ہے
از کہ پنہاں می کُنی اے رشک وَر | کافتاب از وے نمی بیند اثر
اے غیرت مند: تو کس سے چھپاتی ہے؟ | کیونکہ آفتاب بھی اُس کا پتہ نہیں پاتا ہے

۱؎ رُو نمایم۔ سورج پھر صبح کو نمودار ہو جاتا ہے۔ تاکہ ستارے متکبر بنکر دوزخی نہ بنیں۔ امر کُن۔ امر کنندہ، کلام کا بے ضرورت طول شرعًا ممنوع ہے۔ کہ چہ۔ آنحضورؐ نے حضرت عائشہؓ کی آزمائش کے لئے اُن سے سوال کیا کہ تمہیں اندھے سے چھپنے کی کیا ضرورت تھی؟

۲؎ کرد۔ حضرت عائشہؓ نے ہاتھوں سے اشارہ اسلئے کیا تاکہ آپ کی آواز غیر مرد نہ سُن سکے۔ اُو۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ تو نہیں دیکھتا لیکن میں تو اُسکو دیکھتی ہوں اور غیر مرد پر میری نگاہ پڑنا آپ کی غیرت کے منافی ہے۔ غیرت۔ عقل کو روح کے حُسن پر غیرت ہے اسی لئے وہ روح کی حقیقت کو ظاہر نہیں کرتی ہے محض تشبیہات سے اُسکو سمجھاتی ہے۔ اِن اشعار میں روح سے مراد حق سبحانہٗ ہے۔

۳؎ آز کہ۔ عقل کو خطاب ہے کہ تو ایسی چیز کو کیوں چھپاتی ہے جس کا نور خود اُس کے لئے حجاب ہے۔ میرود۔ سورج بغیر نقاب کے پھرتا ہے، نور کی زیادتی کی وجہ سے کوئی اُس کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتا ہے۔ آز کہ۔ جس چیز کو وہ سورج بھی نہیں دیکھ سکتا ہے جس کی جہاں گردی مشہور ہے تو اُس کو کیوں چھپاتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

رشکؔ[1] ازاں افزوں ترست اندر تنم — کز خودش خواہم کہ ہم پنہاں کنم

میرے اندر غیرت اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے — کیونکہ میں اُس کو خود اپنے سے چھپانا چاہتی ہوں

زآتشِ رشکِ گراں آہنگِ مَن — با دو چشم و گوشِ خود دَر جنگِ مَن

سخت رشک کی آگ کی وجہ سے میرا لشکر — اپنی دونوں آنکھوں اور کان سے جنگ میں ہے

چوں چنیں رشکے ست ایجان و دل — پس دہاں بربند و گفتن را بہل

اے جان اور دل! ایسے رشک کے ہوتے ہوئے جو تجھ میں ہے — تو منہ بند کرلے اور گفتگو کو چھوڑ

ترسمؔ[2] ار خامش کنم آں آفتاب — از سوئ دیگر بدرّاند حجاب

میں ڈرتی ہوں اگر میں خاموشی اختیار کروں تو وہ سورج — دوسری جانب سے پردے کو چاک کردے

در خموشی گفتِ ما اظہر شود — کہ ز منع آں میل افزوں تر شود

خاموشی میں ہماری بات زیادہ کھل جاتی ہے — کیونکہ اس کے روکنے سے خواہش بڑھ جاتی ہے

گر بغرّد بحر غرّش کف شود — جوشِ اَحبَبتُ بِاَن اُعرَف شود

اگر سمندر جوش مارتا ہے تو اس کا جوش جھاگ بنجاتا ہے — وہ جھاگ میں چاہتا ہوں کہ میں پہچانا جاؤں کا جوش بنجاتا ہے

حرف گفتن بستنِ آں روزن ست — عینِ اظہارِ سخن پوشیدن ست

بات کرنا اُس سوراخ کو بند کرنا ہے — بات ظاہر کرنا بعینہ چھپانا ہے

بلبلانہؔ[3] نعرہ زن بر روئ گل — تا کنی مشغول شاں از بوئ گل

پھول پر بلبل کی طرح نعرہ مار — تاکہ تو انکو پھول کی خوشبو سے مشغول کردے

تا بقُل مشغول گردد گوشِ شاں — سوئ روئ گل نپرّد ہوشِ شاں

تاکہ اُن کا کان بات میں مشغول ہوجائے — اُن کا ہوش پھول کے چہرے کی جانب پرواز نہ کرے

پیشِ ایں خورشید کو بس روشن ست — در حقیقت ہر دلیلے رہزن ست

اس سورج کے پیشِ نظر جو کہ بہت روشن ہے — درحقیقت، ہر دلیل رہزن ہے

حکایتِ آں مُطرب کہ در بزمِ امیرِ تُرک ایں غزل آغاز کرد[5]

اُس قوال کا قصہ جس نے تُرک سردار کی مجلس میں یہ غزل شروع کی

تھوڑی سی تعریف کردینا گویا اُس کو چھپا دینا ہے اگر باتوں میں نہ لگایا جاتا تو اُس کو دیکھنے کے درپے ہوجاتے۔

[3] بلبلانہ۔ بلبل گل پر جو نعرے لگاتی ہے تو اُس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ تماشائی اسکے نعرے سننے میں مصروف ہوجائیں اور پھول کو نہ دیکھ پائیں۔ پیشِ ایں۔ سورج کی جس قدر وضاحت کی جائے وہ اُسی قدر مخفی ہوتا چلا جائے گا۔

(شعر) چگونہ قطرہ تواند محیط دریا شد — ز راہِ فکر رسیدن بذات ممکن نیست

حکایت۔ اِس حکایت کا مقصود یہ ہے کہ جس چیز کی حقیقت بیان نہ کی جائے اُس کی سلبی صفات سے اُس کا ذکر کیا جاتا ہے اسی لئے حضرت حق تعالےٰ کی سلبی صفات ذکر کی جاتی ہیں۔

[1] رشک۔ کوئی دیکھ سکے یا نہ دیکھ سکے رشک کا تقاضہ تو یہ ہوتا ہے کہ عاشق محبوب کو خود اپنے آپ سے بھی چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ زآتش۔ چونکہ مجھ میں رشک کی آگ بھڑکی ہوئی ہے تو میری خود اپنی آنکھ اور اپنے کان سے جنگ ہے کہ وہ کیوں محبوب کو دیکھتی ہے اور وہ کیوں محبوب کی بات سنتا ہے۔ چوں چنیں۔ اے عقل اگر تجھ میں ایسا ہی رشک ہے تو پھر اُس کی بات بھی نہ کر

[2] ترسم۔ عقل کا جواب ہے کہ اگر میں بالکل خاموشی اختیار کروں تو وہ خموشی پردہ چاک کردیگی، کسی معاملہ میں اگر بالکل خاموشی اختیار کی جائے تو لوگ اُس کے معلوم کرنے کے اور زیادہ درپے ہوجاتے ہیں مشہور مقولہ ہے .... اَلْمَرْءُ حَرِیْصٌ فِیْمَا مُنِعَ جس بات سے انسان کو روکا جائے اُس کے متعلق وہ اور زیادہ حریص بن جاتا ہے۔ گر بغرد۔ سمندر میں جب جوش آتا ہے تو جھاگ نمودار ہوجاتے ہیں اور اُس کا یہ جوش اُس کے پہچانے کا ذریعہ بن جاتا ہے لیکن وہ جھاگ ہی اُس کو پوشیدہ کردیتے ہیں۔ حرف گفتن۔ محبوب کی

گُلی یا سوسنی یا سَرو یا ماهی نمیدانم — وزیں آشفتۂ بیدل چہ میخواہی نمیدانم
تو پھول ہے یا سوسن یا سَرو یا تو چاند ہے میں نہیں جانتا — اس پریشان بیدل سے تو کیا چاہتا ہے میں نہیں جانتا

وبانگ برزدن امیرِ تُرک اُو را کہ آں بگو کہ می دانی وجواب مُطرب امیرِ تُرک را

اُس پر امیر ترک کا چیخ پڑنا کہ وہ کہہ جو تو جانتا ہے اور قوال کا امیر ترک کو جواب

مُطرب آغاز ید پیشِ تُرکِ مست — در حجابِ نغمہ اسرارِ اَلَست
مست تُرک کے سامنے قوال نے شروع کئے — نغمہ کے پردے میں الست کے اسرار

می ندانم کہ تو ماہی یا وثَن — می ندانم کہ چہ می خواہی زمَن
میں نہیں جانتا کہ تو چاند ہے یا بُت — میں نہیں جانتا کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟

مَن[1] ندانم تا چہ خدمت آرمت — تَن زنم یا در عبارت آرمت
میں نہیں جانتا، کہ تیری کیا خدمت کروں — میں خاموش ہو جاؤں یا تیرا بیان کروں

ایں عجب کہ نیستی از من جُدا — من ندانم من کجایم تو کجا
یہ تعجب ہے کہ تو مجھ سے جُدا نہیں ہے — میں نہیں جانتا کہ میں کہاں ہوں تو کہاں ہے؟

می ندانم کہ مرا چوں می کشی — گاہ در بر، گاہ در خوں میکشی
میں نہیں جانتا کہ تو مجھے کیوں کھینچتا ہے — کبھی بغل میں، کبھی خون میں قتل کرتا ہے؟

ہمچنیں[2] لب در ندانم باز کرد — می ندانم می ندانم ساز کرد
اسی طرح پرانے "میں نہیں جانتا"، میں زبان کھولی — میں نہیں جانتا، میں نہیں جانتا اُس نے گایا

چوں ز حد شد می ندانم از شگفت — تُرکِ ما را زیں حرارہ دل گرفت
جب "میں نہیں جانتا" حد سے بڑھا تعجب سے — اُن آوازوں سے ہمارا تُرک رنجیدہ ہو گیا

بر جہید آں تُرک و دبوسے کشید — تا علیہا بر سرِ مُطرب رسید
وہ تُرک کودا اور گرز اٹھایا — یہاں تک کہ فی الجملہ قوال کے سر پر پہنچ گیا

گُرز[3] را بگرفت سرہنگے بدست — گفت نے مُطرب کُشی ایندم بدست
محافظ نے گرز کو ہاتھ سے پکڑ لیا — بولا نہیں، قوال کو اس وقت مارنا بُرا ہے

گفت ایں تکرار بیحد و مرش — کوفت طبعم را بکوبم من سرش
اُس نے کہا اِس بیحد اور بے شمار تکرار نے — مجھے کوفت پہنچائی، میں اُس کا سر کچل دوں گا

[1] مَن ندانم۔ قوال نے اپنی پوری غزل میں معشوق کی سلبی صفات کا اظہار کیا۔ ایں عجب۔ تو ہر وقت میرے ساتھ ہے پھر بھی مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں کہاں ہوں اور تو کہاں ہے۔ می ندانم۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ تو کبھی مجھے کیوں پیار کرتا ہے اور کبھی کیوں قتل کرتا ہے۔

[2] ہمچنیں۔ وہ گاتا "میں نہیں جانتا" "میں نہیں جانتا" گاتا رہا جب اُس کا یہ گانا حد سے بڑھا تو ترک کو غصہ آ گیا۔ بر جہید۔ وہ ترک غصہ سے ہاتھ میں گرز لیکر قوال کی طرف دوڑا۔ علیہا۔ محاورے میں فی الجملہ کے معنی میں ہے۔

[3] گرز۔ ایک سپاہی نے دوڑ کر ترک کا گرز پکڑ لیا اور کہا کہ گویے کو مارڈالنا مناسب نہیں ہے۔ گفت۔ ترک نے غصہ میں جواب دیا کہ اس "میں نہیں جانتا" نے مجھے کوفت پہنچائی میں بھی اس قوال کا سر پھوڑ دوں گا اور غصہ میں قوال سے کہنے لگا کہ اے دیوث اگر تو نہیں جانتا ہے تو گوہ مت کھا اور جو کچھ جانتا ہے وہ گا کر اپنا انعام لے جا۔

Presented by www.ziaraat.com

قلتبانا! می ندانی گُہ مخور — زانچہ میدانی بزن مقصود بر
اے دیوث! تو نہیں جانتا، تو گوہ نہ کھا — جو جانتا ہے وہ بجا، مقصد حاصل کرے

آں بگو اے گیج کہ میدانیش[1] — می ندانم می ندانم در مکش
اے احمق! وہ کہہ جو تو جانتا ہے — میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا کو نہ کھینچ

من بپرسم کز کجائی بے مرے — تو بگوئی نے ز بلخ و نز ہرے
میں بغیر کسی جھگڑے کے پوچھتا ہوں کہ تو کہاں کا ہے؟ — تو کہتا ہے نہ بلخ کا نہ ہرات کا

نے ز رُوم و نے ز ہند و نے ز چین — نے ز شام و نے عراق و بار دین
نہ روم کا، نہ ہندوستان کا، نہ چین کا — نہ شام کا اور نہ عراق کا اور نہ باردین کا

نے ز بغداد و نہ موصل نے طراز — در کشی در نے و نے راہِ دراز
نہ بغداد کا اور نہ موصل کا، نہ طراز کا — نہیں نہیں میں لمبی مسافت کھینچتا چلا جاتا ہے

خود[2] بگو تا از کجائی باز رہ — ہست تنقیحِ مناط ایں جاگہ
بتادے تو کہاں کا ہے، چھوٹ جا — اصل مقصد اس جگہ ہے

یا بپرسم کہ چہ خوردی ناشتاب — تو بگوئی نے شراب و نے کباب
یا میں پوچھتا ہوں کہ تو نے کیا کھایا ہے؟ جلدی خبردار کر — کہنے لگے، نہ شراب اور نہ کباب

نے بقُول و نے پنیر و نے بصل — نے ز شیر و نے ز شکر نے عسل
نہ سبزیاں اور نہ پنیر اور نہ پیاز — نہ دودھ اور نہ شکر، نہ شہد

نے قدید و نے ثرید و نے عدس — آنچہ خوردی آں بگو تنہا و بس
نہ گوشت کے پارچے اور نہ ثرید اور نہ مسور — جو تو نے کھایا ہے وہ بتادے اور بس

ایں سخن خائی دراز از بہرِ چیست؟ — گفت[3] مطرب زانکہ مقصودم خفی ست
یہ لمبی بکواس کس لئے ہے؟ — قوال نے کہا اس لئے کہ میرا مقصود پوشیدہ ہے

میرمد اثبات پیش از نفیِ تو — نفی کردم تا بری ز اثبات بُو
نفی سے پہلے اثبات تیرے سامنے سے بھاگ جاتا ہے — میں نے نفی کی تاکہ تو اثبات کا پتہ لگالے

در نوا آرم بہ نفی ایں ساز را — چوں بمیری مرگ گوید راز را
میں اس باجے کو نفی میں بجاتا ہوں — جب تو مرجائے گا، موت راز بتادے گی

تفسیر قولہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مُوتُوا قبلَ اَنْ تَمُوتُوا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مرجاؤ قبل اس کے کہ مرد کی تفسیر

[1] آں بگو۔ جو تو جانتا ہے وہ کہا کر میں نہیں جانتا۔ کی رٹ نہ لگا۔ من بپرسم۔ تیری حالت تو یہ ہے کہ میں تجھ سے یہ پوچھوں کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے اور تو کہنا شروع کردے کہ میں نہ بلخ کا ہوں نہ ہرات کا نہ روم وغیرہ کا اور نہ نہ کرتا چلا جائے۔

[2] خود بگو۔ تیرا کام ہے کہ تو سیدھے طریقہ پر یہ بتادے کہ میں فلاں جگہ کا رہنے والا ہوں۔ یا بپرسم۔ یا اگر میں یہ دریافت کروں کہ تو نے کیا کھایا ہے اور تو کہنا شروع کردے کہ یہ بھی نہیں کھایا وہ بھی نہیں کھایا۔ بصل۔ پیاز۔ قدید۔ گوشت کے سوکھے پارچے۔ عدس۔ مسور۔

[3] گفت مطرب۔ قوال نے جواب دیا، جب مقصود تصور سے بالاتر ہو تو اُس کے اثبات کا پہلو پیش نہیں کیا جاسکتا ہے لامحالہ اُس کے غیر کی نفی کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے جو دراز ہوتا ہے اور اسی طور پر وہ مقصود سمجھ میں آتا ہے۔ در نوا۔ میں نے اس باجے کو نفی پر بجانا شروع کیا تاکہ جب سب کی نفی ہوجائے تو مقصود سمجھ میں آجائے اسی لئے سُکر کا مرتبہ صحو کے مرتبہ کے لئے سیڑھی سمجھا جاتا ہے، اسی مضمون کو حدیث اور حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر سے سمجھایا ہے۔ موتوا۔ یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

و بیت حکیم سنائی قدس سرہٗ

اور حکیم سنائی قدس سرہٗ کے شعر کی تفسیر

بمیر اے دوست پیش از مرگ اگر مَی زندگی خواہی
اے دوست! مرنے سے پہلے مر جا، اگر تو زندگی چاہتا ہے

کادریسؑ از چنیں مُردن بہشتی گشت پیش از ما
کیونکہ ادریسؑ ہم سے پہلے ایسے مرنے سے بہشتی بن گئے ہیں

جاں بسے کندی و اندر پردۂ — زانکہ مُردن اصل بُد ناوردۂ
تو نے بہت جان کھپائی اور تو پردے میں ہے — کیونکہ مرنا اصل تھا، وہ تو نے حاصل نہ کیا

تا نمیری نیست جاں کندن تمام — بے کمالِ نردباں نائی ببام
جب تک تو مر نہ جائے جان کھپانا مکمل نہیں ہے — سیڑھی کے مکمل ہوئے بغیر تو کوٹھے پر نہیں جا سکتا

چوں ز صد پایہ دو پایہ کم بُود — بام را کوشندہ نامحرم بُود
جب سو پایوں میں سے دو کم ہوں — کوٹھے کی کوشش کرنے والا، نامحرم ہوگا

چوں رسن یک گز ز صد گز کم بُود — آب اندر دلو از چہ کے رود
جب رسّی سو گز میں سے ایک گز کم ہو — کنویں سے ڈول میں پانی کب پہنچے گا؟

غرقِ ایں کشتی نیابی اے امیر — تا بہ ننہی اندرو منّ الاخیر
اے امیر! اس کشتی کا ڈوبنا تجھے حاصل نہ ہوگا — جب تک کہ تو اس میں آخری من نہ رکھے گا

منِ آخر اصل داں کو طارق ست — کشتیِ وسواس و غی را غارق ست
آخری من کو اصل سمجھ کیونکہ وہ رات کا ستارہ ہے — وسوسہ اور گمراہی کی کشتی کو ڈبونے والا ہے

آفتابِ گنبدِ ازرق شود — کشتیِ ہُش چونکہ مستغرق شود
نیلے گنبد کا سورج بن جاتا ہے — جبکہ ہوش کی کشتی ڈوب جاتی ہے

چوں نمُردی گشت جاں کندن دراز — مات شو در صبح اے شمع طراز
جب تو نہ مرا تو جان کھپانا دراز ہو گیا — صبح کے وقت جان دیدے اے طراز کی شمع!

تا نگشتند اختراں ما نہاں — دانکہ پنہاں ست خورشیدِ جہاں
جب تک ہمارے ستارے نہ چھپیں گے — سمجھ لے کہ جہان کا سورج پوشیدہ ہے

گرز بر خود زن منی را در شکن — زانکہ پنبہ گوش آمد چشمِ تن
اپنے گرز مار: خودی کو توڑ — اس لئے کہ جسم کی آنکھ، کان کی روئی ہے

ف۱ اگر۔ اگر زندگی می خواہی۔ ادریسؑ۔ حضرت ادریسؑ کو آسمان پر اٹھایا گیا ہے … جاں بسے۔ مجاہدات کے بعد جب تک فنا کا درجہ حاصل نہ ہوگا مشاہدہ نہ ہو سکے گا … بے کمال۔ مشاہدہ کی سیڑھی فنا ہے اگر اس میں کمی ہے تو مشاہدہ تک نہ پہنچا یا جا سکے گا۔ چوں۔ اگر سیڑھی سو درجوں کی ہے اور دو درجے بھی باقی ہیں تو چھت پر پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ نامحرم۔ یعنی اسکو معلوم نہ ہوگا کہ چھت پر کیا ہے۔

ف۲ چوں رسن۔ اگر کنویں کی سو گز کی رسّی جاتی ہے اور رسّی میں ایک گز کی بھی کمی ہوگی پانی ڈول میں نہ آئے گا۔ غرق۔ کشتی اس وقت تک ڈوبیگی جب تک اس میں وہ آخری وزن نہ رکھ دیا جائے جو ڈوبنے کیلئے ضروری ہے یہ آخری وزن بمنزلہ اس ستارے کے ہے جو رات میں چمک کر رہنمائی کرتا ہے اور یہی اس گمراہی کی کشتی کو غرق کریگا۔ ہستی فنا کے بعد آسمان کا سورج بن جاتی ہے۔ گنبد ازرق۔ آسمان۔

ف۳ چوں نمردی۔ اگر تو نے فنا کا درجہ حاصل نہیں کیا تو مجاہدوں کا زمانہ طویل ہوگا۔ صبح کے وقت شمع کو جان دے دینی چاہیے۔ طراز۔ ایک شہر ہے جس کے حسین مشہور تھے شمع سے حسین مراد ہے۔ تا نگشتند۔ سورج جب نکلتا ہے جب ستارے غروب کر جائیں۔ مشاہدہ جب ہی حاصل ہوگا جب غیر اللہ سے بالکلیہ تعلق منقطع ہو جائے گرز۔ مجاہدے کے گرز سے اپنی خودی کو فنا کر دے جب تک کہ تجھ میں جسمانی اوصاف ہیں اسرار نہ سن سکیگا یہ تمثیل کی جانب ترک کر خطاب ہے۔

گرز بر خود میزنی خود اے دنی[1] — عکسِ تست اندر فعالم این منی
اے کمینہ! تو خود اپنے گرز مار رہا ہے — میرے کام میں یہ خودی تیرا عکس ہے

عکسِ خود در صورتِ من دیدۂ — در قتالِ خویش بر جوشیدۂ
تو نے میری صورت میں اپنا عکس دیکھا ہے — تو اپنے آپ سے لڑنے کیلئے جوش میں آ رہا ہے

ہمچو آں شیرے[2] کہ در چہ شد فرو — عکسِ خود را خصمِ خود پنداشت او
اُس شیر کی طرح جو کنوئیں میں اُترا — اُس نے اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھا

نفیٔ ضدِ ہست باشد بیشکے — تا ز ضد ضد را بدانی اندکے
بیشک نفی ہست کی ضد ہے — تاکہ تو تھوڑا سا ضد کے ذریعہ ضد کو جان لے

ایں زماں جز نفیِ ضد اعلام نیست — اندریں نشأۃ دوے بے دام نیست
اس وقت ضد کی نفی کے سوا بتانا ممکن نہیں ہے — اس زندگی میں کوئی سانس بغیر جال کے نہیں ہو

بے حجابت باید آں اے ذو لباب — مرگ را بگزیں و بر در آں حجاب
اے عقلمند! وہ تجھے بے پردہ چاہیئے — (تو) موت کو اختیار کر، اُس پردے کو چاک کر دے

نے چناں[3] مرگے کہ در گورے روی — مرگ تبدیلی کہ در نورے شوی
ایسی موت نہیں کہ تو قبر میں چلا جائے — تبدیلی کی موت تاکہ تو نور میں پہنچ جائے

مرد بالغ گشت آں طفلی بمرد — رومی شد صبغتِ زنگی سترد
مرد بالغ ہوا، تو بچپن مر گیا — رومی پن پیدا ہوا، حبشی رنگ صاف ہو گیا

خاک زر شد ہیأتِ خاکی نماند — غم فرح شد خارِ غمناکی نماند
مٹی سونا بنی، مٹی کی ہیئت نہ رہی — غم خوشی بن گیا، غم کا کانٹا نہ رہا

مصطفےٰ زیں گفت کے اسرار جو — مُردہ را خواہی کہ بینی زندہ تو
اس وجہ سے مصطفےٰؐ نے فرمایا ہے کہ اے اسرار کے — تو مُردے کو زندہ دیکھنا چاہتا ہے؟

می رود چوں زندگاں بر خاکداں — مُردہ و جانش شدہ بر آسماں
جو زمین پر زندوں کی طرح چل رہا ہے — وہ مُردہ ہے اُس کی جان آسمان پر پہنچ گئی ہے

جانش را ایں دم بہ بالا مسکنے ست — گر بمیرد روحِ اُو را نقل نیست
اس وقت اُس کی جان کی منزل اُوپر ہے — اگر وہ مرے تو اُس کی روح کو منتقل ہونا نہیں ہے

اُس کی سیاہی مر جاتی ہے۔ رومی یعنی سُرخ رنگت۔ زنگی یعنی سیاہی۔ خاک مٹی جب سونا بنجاتی ہے اسکا مٹی پن مُردہ ہو جاتا ہے۔ غم جب خوشی میں بدل جاتا ہے غم مر جاتا ہے۔ مصطفےٰ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کسی مرے کو زندہ دیکھنا چاہتا ہے تو ملک جرہ ساتواں شعر ابوبکر ہیں۔ می رود۔ اگر کوئی ایسے مرے کو دیکھنا چاہے جو زندوں کی طرح زمین پر چلتا پھرتا ہو وہ م

[1] گرز۔ جس عیب کی بناء پر تو میرے گرز مار رہا ہے وہ خود تیرے اندر ہے تو گویا تو گرز میرے نہیں بلکہ اپنے مار رہا ہے اور میری یہ خودی کہ میں نے یہ سمجھا کہ تو میرے گرز مار رہا ہے تیری خودی کا عکس ہے عکسِ خود۔ تو نے میرے اندر اپنی صورت دیکھی ہے اور مجھے قتل کرنا درحقیقت تیرا اپنے آپ کو قتل کرنا ہے۔

[2] ہمچو۔ تیری اور میری مثال اس شیر کی سی ہے جس نے خود اپنا عکس پانی میں دیکھا اور اُس پر حملہ کر دیا جیسا کہ پہلے ایک قصہ میں گذر چکا ہے۔ نفی۔ کسی چیز کی ضد کی نفی سے اُس چیز کا اثبات ہوتا ہے اور سلبی صفات سے ذات کا کچھ تعارف ہو جاتا ہے۔ ایں زماں۔ دنیا کے دور میں ذاتِ حق کی معرفت غیر اللہ کی نفی سے ہی ہو سکتی ہے اِس لئے کہ انسان علائقِ دنیوی کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بے حجابت۔ اگر انسان بے حجاب مشاہدہ چاہتا ہے تو فنا اختیار کرے اور پردے چاک کر دے۔

[3] نے چناں۔ اِس موت سے وہ موت مراد نہیں ہے جس کے بعد انسان قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے بلکہ اوصافِ جسمانی کی تبدیلی مراد ہے۔ مرد۔ جب انسان بالغ ہو جاتا ہے تو اُس کا بچپن فنا ہو جاتا ہے اگر کسی سیاہ چیز کو سرخ کر دو تو

زانکہ پیش از مرگ اُو کرد ست نقل | ایں بمُردن فہم آید نے بعقل

کیونکہ وہ مرنے سے قبل منتقل ہو گئی ہے | یہ مرنے سے سمجھ میں آئے گا، نہ کہ عقل سے

نقل باشد نے چو نقلِ جانِ عام | ہمچو نقلے از مقامِ تا مقام

منتقل ہونا ہوتا ہے عوام کے منتقل ہونے کی طرح نہیں | ایک مقام سے دوسرے مقام تک منتقل ہونے کی طرح

ہر کہ خواہد کُو بہ بیند بر زمیں | مُردہ را می رود ظاہر چنیں

جو چاہے کہ زمین پر دیکھے | مُردے کو جو بظاہر چل رہا ہے

مر ابو بکرِ تقی را گو بہ بیں | شد ز صدیقی امیر المحشریں

کہہ دو، کہ وہ متقی ابو بکر کو دیکھ لے | جو صدیقیت کی وجہ سے محشر والوں کے سردار بنگئے ہیں

اندریں نشأۃ نگر صدیق را | تا بحشر افزوں کُنی تصدیق را

تو اس زندگی میں صدیق کو دیکھ لے | تاکہ حشر کی تصدیق میں اضافہ کرلے

پس محمد صد قیامت بُود نقد | زانکہ حل شد در فنایش حل و عقد

تو محمد فی الحال سو قیامت تھے | کیونکہ آپ کے دربار میں معاملہ حل ہو گیا

زادہ ثانی ست احمد در جہاں | صد قیامت بُود اُو اندر عیاں

دنیا میں احمد کی دوسری ولادت ہے | آپ، کھلم کھلا سو قیامتیں تھے

ز قیامت را ہمی پرسیدہ اند | کاے قیامت تا قیامت راہ چند

اُن سے لوگ قیامت کے بارے میں دریافت کرتے | کہ اے قیامت! قیامت تک کس قدر راستہ ہے؟

با زبانِ حال می گفتے بسے | کہ ز محشر حشر را پُرسد کسے

آپ اکثر زبانِ حال سے فرما دیتے | کہ محشر سے محشر کو کسی نے پوچھا ہے؟

بہرِ ایں گفت آں رسولِ خوش پیام | رمزِ مُوتُوا قبلَ مُوتُوا یا کرام

اسی لئے خوش خبر رسولؐ نے فرمایا ہو | اشارہ، اے کرام! مرنے سے پہلے مر جاؤ

ہمچنانکہ مُردہ اُم مَن قبلِ موت | زاں طرف آوردہ اُم ایں صیت و صوت

جیساکہ میں مرنے سے پہلے مُردہ ہوں | اسی سے شہرت اور آواز لایا ہوں

ہے کہ یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ وہ کب آئیگی۔ بازبانِ حال۔ آپ انکو زبانِ حال سے جواب دیتے تھے کہ قیامت کو قیامت سے کون دریافت کرتا ہے۔ بہرِ ایں۔ مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا۔ یہ حدیث ثابت نہیں ہے ملا علی قاری نے فرمایا ہے کہ یہ صوفیاء کا قول ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مرنے سے پہلے فنا کا درجہ حاصل کرلو۔ ہمچنانکہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا میں موت طبعی سے پہلے مر چکا ہوں اسی لئے اس عالم سے یہ باتیں لاکر سنا تا ہوں۔ صیت۔ شہرہ، آوازہ۔ صوت۔ آواز۔

ا۵ زانکہ۔ ظاہری موت کے بعد روح کے منتقل ہونے کو عقلاً نہیں سمجھا جا سکتا ہے، اسکو وہی سمجھ سکتا ہے جس نے مقام فنا حاصل کر لیا ہو۔ نقل۔ یہ روح کا عالم بالا کی طرف منتقل ہو جانا اس طرح کا ہے جیسے زندہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ مر ابو بکرؓ۔ یہ شعر اس شرط کی جزا ہے یعنی جو چلتے پھرتے مُردے کو دیکھنا چاہے وہ حضرت ابو بکرؓ کو دیکھ لے۔ یہ قول حدیث کے نام سے مشہور ہے لیکن اس کا حدیث ہونا ثابت نہیں ہے وہ یہ ہے مَن اَرَادَ اَن یَّنظُرَ اِلٰی مَیِّتٍ یَّمشِی عَلٰی وَجہِ الاَرضِ فَلیَنظُر اِلَی ابنِ اَبِی قُحَافَۃَ۔ جو شخص ایسے مُردے کو دیکھنا چاہے جو زمین پر چلتا پھرتا ہو وہ ابو قحافہ کے بیٹے کو دیکھ لے۔

۵۲ تا بحشر۔ حشر، مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے۔ ابو بکرؓ کو دیکھ کر اس کو اس کا یقین آ جائے گا۔ ان کو فنا کے بعد بقا حاصل ہو گئی ہے۔ پس محمدؐ۔ قیامت میں فنا کے بعد بقا حاصل ہوگی اسی طرح آنحضورؐ کی صحبت اور دربار میں فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے۔ زادہ۔ آنحضورؐ کو خود فنا کے بعد بقا حاصل تھی اس لئے آنحضورؐ گویا قیامت کا نمونہ تھے۔

۵۳ ز تو۔ قرآن پاک میں مذکور

Presented by www.ziaraat.com

پس[۱] قیامت شو قیامت را ببیں — دیدنِ ہر چیز را شرط ست ایں
تو قیامت بن جا، قیامت دیکھ لے — ہر چیز کے دیکھنے کی یہ شرط ہے

تا نگردی اُو ندانیش تمام — خواہ آں انوار باشد یا ظلام
جب تک تو وہ نہ بنے گا اُسکو پورا نہ سمجھے گا — خواہ وہ نور ہوں یا تاریکی

تا نگردی اُو ندانی ایں تمام — خواہ اُو آزاد باشد یا غلام
اگر تو وہ نہ بنے گا، اُس کو نہ سمجھے گا — خواہ وہ آزاد ہو، یا غلام

عقل گردی عقل را دانی کمال — عشق گردی عشق را بینی جمال
عقل بن جا، عقل کو مکمل جان لے گا — عشق بن جا، عشق کا حُسن دیکھ لے گا

گفتمے[۲] برہانِ ایں دعویٰ مُبیں — گر بُدے اِدراک اندر خوردِ ایں
میں اس دعویٰ کی واضح دلیل پیش کر دیتا — اگر سمجھ اِس کے لائق ہوتی

ہست انجیر ایں طرف بسیار خوار — گر رسد مُرغے قنق انجیر خوار
اِدھر انجیر بہت سستا ہے — اگر انجیر کھانے والا پرند مہمان آئے

در ہمہ عالم اگر مرد و زن اند — دمبدم در نزع واندر مُردن اند
تمام دنیا میں اگر مرد اور عورتیں ہیں — ہر وقت نزع اور مرنے میں ہیں

ایں سخن شاں را وصیّتہا شمر — کہ پدر گوید دراں دم با پسر
اُن کی اِن باتوں کو وصیّت شمار کر — جو بات اُس وقت باپ بیٹے سے کہتا ہے

تا بروید غیرت و رحمت بدیں — تا ببرّد بیخِ بغض و رشک و کیں
تاکہ اُس سے غیرت اور رحمت پیدا ہو — تاکہ بغض اور رشک اور کینہ کی جڑ کٹ جائے

تو[۳] بداں نیّت نگر در اَقربا — تا ز نزعِ اُو بسوزد دل ترا
تو رشتہ داروں کو اِسی نیت سے دیکھ — تاکہ اُس کے نزع سے تیری دلسوزی ہو

کُل آتٍ آتٍ آں را نقد داں — دوست را در نزع و اندر فقد داں
جو آنے والا ہے آگیا، اُسکو اِس وقت سمجھ لے — دوست کو نزع اور گم ہونے میں سمجھ لے

در غرضہا زیں نظر گردد حجیب — ایں غرضہا را برون افگن ز جیب
اگر اغراض اِس نظر کا پردہ بنیں — اِن غرضوں کو جیب سے نکال پھینک

یہ ہو کہ انسان کے دل میں ایک غیرت اور رحمت پیدا ہوتی ہے اور بغض و کینہ کا مادہ ختم ہو جاتا ہے ـــــ

۳ تو بداں نیت ۔ رشتہ داروں کے بارے میں نزع کی کیفیت کا تصور کرو گے تو تمہارے دل میں سوز و گداز پیدا ہوگا ۔ کل آت ۔ جو مرتے آنے والی ہے سمجھو کہ وہ آگئی ۔ در غرضہا ۔ اگر نفسانی اغراض اس مراقبہ سے مانع ہوں تو اُن کو دل سے نکال دو ۔ جیب یعنی دل ۔

۱ پس قیامت ۔ آنحضورؐ نے سوال کرنے والے سے فرمایا تو خود قیامت بن جا تب تجھے قیامت کا مشاہدہ ہو جائے گا ہر چیز کے مشاہدے کی یہی شرط ہے کہ اُس چیز میں اِس قدر انہماک ہو جائے کہ وہ مشاہد خود وہ چیز بن جائے ۔ تا نگردی جب تک انسان روشنی کے آثار اپنے اوپر طاری نہ کرے گا روشنی کو نہ دیکھ سکیگا اسی طرح عقل اور عشق کے آثار طاری کر لینے سے عقل اور عشق کو جان سکے گا ۔

۲ گفتمے ۔ یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ اِس قاعدے کے مطابق تو جب تک انسان خدا نہ بن جائے ذاتِ حق کا مشاہدہ نہیں ہو سکتا اور یہ ممکن نہیں مولانا اِس کو شاید اِس طرح سمجھاتے کہ بیشک مشاہدے کیلئے خدا کے ساتھ اتحادِ فی الصفات ضروری ہے اور جب تک انسان تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا مصداق نہ بن جائے مشاہدہ نہیں ہو سکتا لیکن اس اتحاد کا سمجھنا عام عقلوں سے بالاتر ہے بہت ۔ ہمارے پاس اس قسم کے دلائل بہت ہیں، لیکن اُن کے سمجھنے والے کم ہیں ۔ در ہمہ ۔ یہ تصور قائم کرو کہ دنیا کے تمام انسان موت کے نزع میں مبتلا ہیں اور اُنکی باتیں گویا مرنے کے وقت کی باتیں ہیں ۔ یہ صوفیا کی اصطلاح میں مراقبہ موت کہلاتا ہے اس کا فائدہ

۵۱ ورنیاری خشک بر عجزے مایست — زانکہ با عاجز گزیدہ معجزیست

اگر تو نہ کر سکے محض عجز پر قائم نہ رہ — کیونکہ ہر عاجز کے ساتھ ایک برگزیدہ عاجز کرنے والا ہے

عجز زنجیریست زنجیرت نہاد — چشم در زنجیر نہ باید کشاد

عجز ایک زنجیر ہے اُس نے تجھے زنجیر میں باندھا — زنجیر ڈالنے والے میں آنکھ کھولنی چاہیے

پس تضرع کن کہ اے ہادیِ زیست — باز بودم پشہ گشتم ایں زچیست

پھر عاجزی کر کہ اے زندگی کے ہادی! — میں باز تھا، مچھر بن گیا ہوں، اسکی کیا وجہ ہے؟

سخت ترافشردہ ام در شر قدم — کہ لفی خسرم ز قہرت دمبدم

میں نے شر میں سختی سے قدم جمایا ہے — کیونکہ تیرے قہر کی وجہ سے میں مسلسل ٹوٹے میں ہوں

۵۲ از نصیحتہایِ تو کر بودہ ام — بت شکن دعوی و بتگر بودہ ام

میں تیری نصیحتوں سے بہرا ہو گیا ہوں — دعوی بت شکنی کا ہے اور میں بتگر ہو گیا ہوں

یادِ صنعت فرض تر یا یادِ مرگ — مرگ مانندِ خزاں تو اصل و برگ

دستکاری کی یاد زیادہ ضروری ہے یا موت کی — موت خزاں کی طرح ہے تو پتے اور جڑ ہے

سالہا ایں مرگ طبلک می زند — گوشِ تو بیگاہ جنبش می کند

یہ موت سالوں سے ڈھولکی بجا رہی ہے — تیرا کان بے وقت حرکت کرے گا

گوید اندر نزع از جاں آہ مرگ — ایں زماں کردت ز خود آگاہ مرگ

جان نکلنے کے وقت ہائے موت کہے گا — موت نے اب تجھے اپنے آپ سے باخبر کیا

۵۳ ایں گلوی مرگ از نعرہ گرفت — طبل او بشگافت از ضرب شگفت

نعرے سے موت کا یہ گلا بیٹھ گیا — ہائے تعجب، پیٹنے سے اُس کا ڈھول پھٹ گیا

در دقائق خویش را در بافتی — رمزِ مردن ایں زماں دریافتی

تو نے اپنے آپ کو باریکیوں میں مبتلا رکھا — مرنے کی حقیقت اب پہچانا

تشبیہ مغفلے کہ عمر ضائع کند و وقتِ مرگ دراں تنگا تنگ

اُس غافل کی تشبیہ جو عمر ضائع کر دیتا ہے اور موت کے وقت اُس تنگی میں

توبہ و استغفار کردن گیرد و بہ تعزیت داشتن شیعہ اہلِ

توبہ اور استغفار شروع کرتا ہے اور حلب کے شیعوں کے

حلب ماند ہر سالے در ایامِ عاشورا بدروازہ انطاکیہ و

مشابہ ہے جو ہر سال عاشورا کے ایام میں انطاکیہ کے دروازے میں عزاداری کرتے ہیں اور

۵۱ ورنیاری۔ اگر تم اِن اغراض کو دل سے نہ نکال سکو تو اپنے اِس عجز پر قائم نہ رہو۔ عجز۔ یہ تمہارا عاجز ہونا ایک زنجیر ہے جو زنجیر باندھنے والے نے باندھی ہے اُس کی طرف رجوع کر دیجیو۔ اِس زنجیر باندھنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرکے کہو کہ اے حقیقی زندگی کی طرف ہدایت کرنے والے میں فطرت کے اعتبار سے باز تھا اب عاجز مچھر کیوں بنگیا ہوں، اب میں نے بُرائی میں قدم جما رکھا ہے اور تیرے قہر کی وجہ سے میں ٹوٹے میں مبتلا ہوں۔

۵۲ از نصیحتہای۔ میں نصیحتوں سے بہرا بن گیا تھا بُت شکنی کا مدعی تھا لیکن دراصل میں بتگر تھا۔ یادِ صنعت اے موت سے غافل تو یہ بتا کہ تیرے لئے اپنی دستکاری کی یاد ضروری ہے یا موت کی یاد، موت بمنزلہ خزاں کے ہے اور تو پتہ ہے جو خزاں میں لامحالہ جھڑ جاتا ہے۔ سالہا موت اپنا ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے لیکن تو نہیں سُنتا ہے جب سننے کا وقت رہیگا تب تو سُننے لگا۔ نزع کے وقت تو ہائے موت کہیگا اُس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

۵۳ ایں گلو۔ اعلان کرتے کرتے موت کا گلا بیٹھ گیا اور اسکا نقارہ پھٹ گیا لیکن تو دنیاداری کی باریکیوں میں لگا رہا نزع کے وقت اسکے اشارے کو سمجھا تشبیہ۔ انسان کی موت

رسیدنِ غریب شاعر از سفر و پرسیدن کہ ایں غریو[1] و نعرہ
ایک مسافر شاعر کا سفر سے پہنچنا اور دریافت کرنا کہ یہ شور اور نعرہ

چہ تعزیت ست تا فراخورِ آں مرثیہ گوید
کس کی تعزیت میں ہے تاکہ اس کے مناسب مرثیہ پڑھے

روزِ عاشورا ہمہ اہلِ حلب ۔۔۔ بابِ انطاکیہ اندر تا بشب
عاشورے کے دن سب حلب کے باشندے ۔۔۔ انطاکیہ کے دروازے میں رات تک

گرد آید مرد و زن جمعے عظیم ۔۔۔ ماتمِ آں خانداں دارد مُقیم
مردوں اور عورتوں کا بڑا مجمع جمع ہوتا ہے ۔۔۔ اس خاندان کا ماتم قائم رکھتا ہے

نالہ و نوحہ کُنند اندر بُکا ۔۔۔ شیعہ عاشورا برائے کربلا
رونے میں نالہ اور نوحہ کرتے ہیں ۔۔۔ شیعہ، عاشورے میں کربلا کے لئے

بشمرند آں ظُلمہا و امتحاں ۔۔۔ کز یزید و شمر دید آں خانداں
وہ ظلم اور آزمائش شمار کرتے ہیں ۔۔۔ جو اس خاندان نے یزید اور شمر سے دیکھی ہیں

از غریو و نعرہا در سرگذشت ۔۔۔ پُر ہمی گردد ہمہ صحرا و دشت
گذرے ہوئے معاملہ میں نعروں کے شور سے ۔۔۔ صحرا اور دشت پُر ہو جاتا ہے

یک غریبے شاعرے از رہ رسید ۔۔۔ روزِ عاشورا و آں افغاں[2] شنید
راستے سے ایک مسافر شاعر آ پہنچا ۔۔۔ عاشورا کے دن اور اس نے وہ شور سنا

شہر را بگذاشت و آں سُورای کرد ۔۔۔ قصدِ جُست و جوئے آں ہیہائے کرد
شہر کو چھوڑا اور اس جانب کی رائے کی ۔۔۔ اس ہائے ہائے کی جستجو کا ارادہ کیا

پُرس پُرساں می شد اندر افتقاد ۔۔۔ چیست ایں غم بر کہ ایں ماتم فتاد
وہ جستجو میں پوچھتا پوچھتا چلا ۔۔۔ یہ غم کیا ہے اور یہ ماتم کس کا ہے؟

ایں[3] رئیسے زفت باشد کو بمُرد ۔۔۔ ایں چنیں مجمع نباشد کارِ خرد
یہ کوئی بڑا رئیس ہوگا جو مر گیا ہے ۔۔۔ اس طرح کا مجمع چھوٹی بات نہ ہوگی

نامِ اُو القابِ اُو شرحم دہید ۔۔۔ کہ غریبم من شما اہلِ دہید
اس کا نام اور اس کے القاب مجھے بتاؤ ۔۔۔ کیونکہ میں پردیسی ہوں، تم گاؤں والے ہو

چیست نام و پیشہ و اوصافِ اُو ۔۔۔ تا بگویم مرثیہ ز الطافِ اُو
اس کا نام اور پیشہ اور اوصاف کیا ہیں؟ ۔۔۔ تاکہ میں اس کی مہربانیوں کا مرثیہ کہوں

---

[1] غریو۔ شور۔ فراخور۔ مناسبِ حال۔ عاشورا۔ محرم کی دسویں تاریخ۔ آں خاندان یعنی اہلِ بیتِ اطہار۔ کربلا۔ اس علاقہ میں امام حسینؓ اور ان کے ساتھی شہید کئے گئے ہیں۔ یزید۔ یہ کے دورِ حکومت میں یہ واقعہ پیش آیا۔ شمر۔ یہ حضرت حسینؓ کا قاتل ہے۔

[2] افغاں۔ شور، فریاد۔ آں سو یعنی حلب کا انطاکیہ کی جانب کا دروازہ۔ افتقاد۔ گم شدہ کی تلاش۔

[3] ایں۔ اس شاعر نے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ یہ ماتم یقیناً کسی بڑے انسان کا ہوگا مجھے نام اور اس کے اوصاف بتا دو میں اس کا مرثیہ کہوں گا تاکہ کچھ سامان اور لنگر مجھے بھی مل جائے۔

Presented by www.ziaraat.com

مرثیہ سازم کہ مردِ شاعرم — تا ازیں جا برگ و لالنگے برم

میں مرثیہ تیار کروں گا کیونکہ میں شاعر انسان ہوں — تاکہ یہاں سے سامان اور لنگر حاصل کروں

آں یکے[1] گفتش کہ ہے دیوانۂ — تو نہ شیعہ عدوِّ خانۂ

ایک شخص نے اس سے کہا، ہائیں! تو دیوانہ ہے — تو شیعہ نہیں ہے، اہلِ بیت کا دشمن ہے

روزِ عاشورا نمی دانی کہ ہست — ماتمِ جانے کہ از قرنے بہ است

تجھے معلوم نہیں کہ عاشورے کا دن ہے — اُس جان کا سوگ ہے جو ایک قرن سے بہتر ہے

پیشِ مومن کے بُود ایں غصہ خوار — قدرِ عشقِ گوش عشقِ گوشوار

مومن کے لئے یہ رنج بے وقعت کب ہو گا؟ — کان کے عشق کے بقدر گوشوارہ کا عشق ہوتا ہے

پیشِ مومن ماتمِ آں پاک روح — شہرہ تر باشد ز صد طوفانِ نوح

مومن کے لئے اُس پاک روح کا ماتم — نوح کے سیکڑوں طوفانوں سے زیادہ مشہور ہو گا

نکتہ گفتنِ آں شاعر جہت طعنِ شیعۂ حلب

شاعر کا حلب کے شیعوں کے طعنہ کے لئے ایک نکتہ کہنا

گفت[2] آرے لیک کو دورِ یزید — کے بُدست ایں غم چہ دیر اینجا رسید

اُس نے کہا ہاں، لیکن یزید کا زمانہ کہاں؟ — یہ رنج کب پہنچا تھا؟ یہاں کس قدر دیر میں پہنچا

چشمِ کوراں آں خسارت را بدید — گوشِ کراں آں حکایت را شنید

اندھوں کی آنکھوں نے اُس نقصان کو دیکھا — بہروں کے کان نے وہ قصہ سنا

خفتہ بُودستید تا اکنوں شما — کہ کنوں جامہ دریدید از عزا

کیا تم اب تک سو رہے تھے؟ — کہ تم نے اب تعزیت میں کپڑے پھاڑے

پس عزا بر خود کنید اے خفتگاں — زانکہ بد مرگیست ایں خوابِ گراں

اے غافلو! اپنا ماتم کرو — کیونکہ یہ گہری نیند بُری موت ہے

روح[3] سلطانے ز زندانے بجست — جامہ چہ دریم و چہ خائیم دست

ایک شاہ کی روح قید خانہ سے چھوٹ گئی — ہم کپڑے کیا پھاڑیں، ہاتھ کیا چبائیں؟

چونکہ ایشاں خسروِ دیں بُودہ اند — وقتِ شادی شد چو بشکستند بند

چونکہ وہ دین کے شاہ ہوئے ہیں — جب اُنھوں نے بیڑی توڑ دی خوشی کا وقت ہے

سوئے شادُروانِ دولت تاختند — کُندہ و زنجیر را انداختند

وہ سلطنت کے خیمہ کے طرف دوڑ گئے — اُنھوں نے کاٹھ اور بیڑی کو پھینک دیا

---

[1] آں یکے۔ ایک صاحب نے اس شاعر کو جواب دیا کہ تو کوئی دیوانہ معلوم ہوتا ہے تو شیعہ نہیں ہے اہلِ بیت کا دشمن ہے تجھے معلوم نہیں کہ دسویں محرم ہے اور اس جان کا ماتم ہو رہا ہے جو ایک پیڑھی سے افضل تھی۔ ایک مسلمان کے لئے یہ قصہ معمولی نہیں جو جتنی آنحضورؐ سے محبت ہو گی اُسی قدر اُن کے اہلِ بیت سے محبت ہو گی۔ پیشِ مومن۔ ایک مسلمان کے لئے اس نیک روح کا ماتم حضرت نوحؑ کے سَو طوفانوں سے زیادہ مشہور ہے۔

[2] گفت۔ شاعر نے کہا جو تو کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن یزید کا دور گذرے ہوئے تو ایک عرصۂ دراز گذر گیا اور یہ واقعہ اُس وقت ہوا تھا یہاں اتنے عرصہ بعد خبر پہنچی یہ واقعہ تو ایسا دردناک تھا کہ اندھوں اور بہروں تک نے دیکھ لیا اور سُن لیا، کیا تم اس وقت سو رہے تھے جو اب ماتم میں کپڑے پھاڑ رہے ہو اگر تم اس قدر غافل ہو تو اپنے اوپر ماتم کرو۔

[3] روحِ سلطانے۔ حضرت حسینؓ ایک شاہ تھے اُن کی روح قید خانہ سے چھوٹ گئی تو اس پر ماتم کا کیا موقع ہے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ "دنیا مومن کا قید خانہ ہے" شادُروان خیمہ۔ کُندہ و زنجیر۔ کاٹھ اور زنجیر جو قیدی کے ہاتھ پاؤں میں ڈالے جاتے ہیں

Presented by www.ziaraat.com

[۱] روزِ ملک ست و گہِ شاہنشہی — گر تو یک ذرہ ازیشاں آگہی
سلطنت کا دن ہے اور شہنشاہی کا وقت ہے — اگر تو ایک ذرہ بھی اُن سے واقف ہے

ورنہ آگہ برو بر خود گری — زانکہ در انکارِ نقل و محشری
اور اگر تو واقف نہیں ہے، جا اپنے اوپر رو — کیونکہ تو انتقال اور محشر کا منکر ہے

بر دل و دینِ خرابت نوحہ کن — کہ نمی بیند جز ایں خاکِ کہن
اپنے برباد دل اور دین پر نوحہ کر — کیونکہ وہ اِس پُرانی مٹی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے

ور ہمی بیند چرا نبود دلیر — پشت دار و جاں سپار و چشم سیر
اور اگر دیکھتا ہے کیوں دلیر نہ ہوگا؟ — بھروسہ کرنے والا اور جان دینے والا اور سیر چشم

در رُخت کو از مئی دیں فرخی — گر بدیدی بحر کو کفِ سخی
[۲] تیرے چہرے پر دین کی شراب کی رونق کہاں ہے؟ — اگر تو نے سمندر دیکھا ہے تو سخی ہاتھ کہاں ہے؟

آنکہ جُو دید آب را نکند دریغ — خاصہ آں کو دید آں دریا و میغ
جس نے نہر دیکھ لی وہ پانی کی ممانعت نہیں کرتا — خصوصاً جس نے وہ سمندر اور ابر دیکھ لیا ہو

تمثیلِ مردِ حریص نابینندۂ رزاقیِ حق را و خزائنِ رحمت

اُس لالچی کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی رزاقی اور رحمت کے خزانوں کو دیکھنے والا

اُو را بمورے کہ در خرمن گاہِ بزرگ با دانۂ گندم می کوشد

نہیں ہے، اُس چیونٹی کے ساتھ جو بڑے ڈھیر میں سے ایک دانہ کی کوشاں ہے

و می جوشد و می لرزد و بتعجیل می کشد و سعتِ آں

اور جوش میں ہے اور لرز رہی ہے اور جلدی جلدی کھینچ رہی ہے، اُس ڈھیر

خرمن را نمی بیند

کی وسعت کو نہیں دیکھتی ہے

[۳] مور بر دانہ ازاں لرزاں شود — کو ز خرمنہائے خوش عمیاں بود
چیونٹی دانہ پر اِس لئے لرزتی ہے — کیونکہ وہ اچھے ڈھیروں سے اندھی ہوتی ہے

می کشد آں دانہ را با حرص و بیم — کو نمی بیند چناں چاشِ عظیم
حرص اور ڈر سے، دانہ کو کھینچتی ہے — کیونکہ وہ اپنے ڈھیر کو نہیں دیکھتی ہے

صاحبِ خرمن ہمی گوید کہ ہے — اے ز کوری پیشِ تو معدوم شے
ڈھیر والا کہتا ہے کہ افسوس ہے — او! اندھے پن کی وجہ سے تیرے لئے معدوم ہوئی چیز ہے!

[۱] روز ملک۔ یہ اُن کے شہنشاہ بننے کا وقت ہے اگر تو اس سے واقف نہیں ہے تو اپنے اوپر ماتم کر۔ بر دل۔ تجھے اپنے دل اور دین پر ماتم کرنا چاہئے کیونکہ تجھے اِس دنیا کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ ور ہمی۔ اگر وہ دوسرے عالم کو دیکھتا ہے تو اُس کے حصول کے لئے بہادر اور جانباز اور دنیا سے چشم سیر کیوں نہ ہوگا۔ در رُخت۔ جو عالمِ آخرت کو دیکھتا ہے اس کے چہرے پر ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ بحر۔ جو سمندر کے خزانوں کو دیکھ لیتا ہے پھر وہ سخاوت میں دریغ نہیں کرتا ہے۔

[۲] آنکہ۔ جس نے نہر دیکھ لی ہو وہ کبھی پانی پر بخل نہ کریگا۔ تمثیل جس نے حضرتِ حق کے خزانے نہیں دیکھے ہیں اُس کی مثال اُس چیونٹی کی سی ہے جو غلّے کے بڑے ڈھیر میں سے ایک دانہ ہی کو سب کچھ سمجھ رہی ہے۔

[۳] مور۔ چیونٹی جو ایک دانہ کی حفاظت میں لگی ہوئی ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بڑے ڈھیروں سے اندھی ہے۔ چاش۔ خرمن۔ آے۔ تو اندھے پن سے ناچیز کو چیز سمجھ رہی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

تو۱ ز خرمنہایِ ما آں دیدۂ ۔۔۔ کہ دراں دانہ بجاں پیچیدۂ
تونے ہمارے ڈھیروں میں سے وہی دیکھا ہے ۔۔۔ کہ اس دانے میں (دل و) جان سے چپٹی ہوئی ہے

اے بصورت ذرّہ کیواں را ببیں ۔۔۔ مورِ لنگی رو سلیماں را ببیں
اے وہ جو بظاہر ذرّہ ہے! زُحل کو دیکھ ۔۔۔ تو لنگڑی چیونٹی ہے، جا سلیمان کو دیکھ

تو نۂ ایں جسم بل آں دیدۂ ۔۔۔ وا رہی از جسم گر جاں دیدۂ
تو یہ جسم نہیں ہے، بلکہ وہ آنکھ ہے ۔۔۔ اگر تو جان کو دیکھ لے، جسم سے نجات پا جائے

آدمی دید ست و باقی لحم و پوست ۔۔۔ ہر چہ چشمش دیدہ است آں چیز اوست
آدمی دید ہے، اور باقی گوشت پوست ہے ۔۔۔ جو اس کی آنکھ نے دیکھا ہے چیز وہی ہے

کوہ را غرقہ کند یک خُم زِ نَم ۔۔۔ چشمِ خُم چوں باز باشد سُوئے یَم
ایک مٹکا پہاڑ کو ڈبو دیتا ہے ۔۔۔ جبکہ مٹکے کی آنکھ سمندر کی جانب کھلی ہوئی ہو

چوں بدریا راہ شد از جانِ خُم ۔۔۔ خُم با جیحوں برآرد اِستلم
جب مٹکے کی جان سے دریا کی جانب راستہ ہو جاتا ہو ۔۔۔ مٹکا، جیحوں سے زور آزمائی کرتا ہے

زاں۲ سبب قُل گفتۂ دریا بُود ۔۔۔ گرچہ نطقِ احمدِ گویا بُود
اسی وجہ سے "کہہ دے" دریا کا کہا ہوا ہوگا ۔۔۔ اگرچہ بولنے والے احمدؐ کا بول ہوگا

گفتۂ۳ اُو جملہ دُرِّ بحر بوُد ۔۔۔ کہ دلش را بُود در دریا نفوذ
اُن کا کہا ہوا سب سمندر کا موتی تھا ۔۔۔ کیونکہ اُن کے دل کا دریا میں نفوذ تھا

داد دریا چوں ز خُمِ ما بُود ۔۔۔ چہ عجب در ماہیے دریا بُود
جب ہمارے مٹکے سے دریا کی عطا ہو ۔۔۔ کیا تعجب ہے! اگر کوئی مچھلی دریا بن جائے

چشمِ حِس افسردہ بر نقشِ مَمَر ۔۔۔ تُش مَمَر می بینی و اُو مُستقر
حِس کی آنکھ راستہ کے نقش پر ٹھٹھری ہوئی ہے ۔۔۔ تو اُس کو گزرگاہ دیکھ رہا ہے اور وہ قرارگاہ ہے

ایں دوئی اوصافِ دیدِ احول ست ۔۔۔ ورنہ اوّل آخر، آخر اوّل ست
یہ دوئی، بھینگا دیکھنے کے اوصاف میں سے ہے ۔۔۔ ورنہ اوّل آخر، آخر اوّل ہے

کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو اس میں کیا تعجب ہے کہ کسی عارف کو فنا فی الذات کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔ ماہی۔ یعنی عارف۔ دریا۔ یعنی بحرِ حقیقت۔ چشمِ حس جس جس شکل میں سے سمندر کا پانی گذر رہا ہے تیری ظاہر بیں نظر محض پانی کی گذرگاہ کو دیکھ رہی ہے حالانکہ وہ خود سمندر ہے۔ ممر یعنی شکل۔ مُش۔ تو اش۔ مستقر یعنی دریا۔ ایں دوئی۔ مٹکی اور بحر کو دو سمجھنا بھینگا پن ہے ورنہ دونوں میں اتحاد ہے۔

۱ تو اُس چیونٹی نے اس ڈھیر میں سے صرف یہی دانہ دیکھا۔ اے بصورت۔ انسان جسم کے اعتبار سے ایک حقیر ذرہ ہے لیکن روح کے اعتبار سے سب سے اونچا زحل ستارہ ہے۔ مورِ لنگ۔ انسان جسم کے اعتبار سے لنگڑی چیونٹی ہے روح کے اعتبار سے سلیمان ہے۔ تو نۂ۔ انسان جسم کا نام نہیں ہے بلکہ انسان دیدِ حق بیں ہے۔ آدمی۔ انسان کی حقیقت دیدِ حق کا آلہ یعنی رُوح ہے اور بقیہ محض گوشت پوست ہے جو کچھ اُس کی حق بیں آنکھ دیکھتی ہے، چیز وہی ہے ورنہ سب ناچیز ہے۔ کوہ۔ وہ مٹکی جس کا تعلق سمندر سے ہو وہ اپنے پانی میں پہاڑ کو غرق کر دیتی ہے۔ استلم۔ زور، غلبہ۔

۲ زاں سبب۔ چونکہ آنحضورؐ کے صفات حضرتِ حق کے صفات میں فنا ہو چکے تھے لہٰذا آنحضورؐ کا مقولہ حضرتِ حق تعالٰی کا مقولہ ہے۔ قرآن میں مختلف جگہ پر لفظ "قُل" آیا ہے وہ بظاہر آنحضورؐ کا مقولہ ہے لیکن حقیقتاً اللہ تعالٰی کا مقولہ ہے۔ (شعر)
گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بُود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بُود

۳ گفتۂ او۔ آنحضورؐ کے دل کی وابستگی جبکہ بحرِ حقیقت سے تھی تو آپ کا مقولہ اسی سمندر کا موتی ہے۔ داد دریا۔ جبکہ پوری اطاعت کے بعد انسانوں کے افعال اللہ تعالٰی

Presented by www.ziaraat.com

ہیں[1] گذر از نقشِ خُم در خُم نگر — کاندرو بحریست بے پایان و سَر
خبردار: مٹکے کی صورت سے بڑھو مٹکے میں دیکھو — اُسمیں سمندر ہے جس کی نہ ابتداہے نہ انتہا

پاک از آغاز و آخر آں عَذاب — ماندہ محروماں ز قہرش در عذاب
وہ شیریں پانی ابتدا اور انتہا سے پاک ہے — محروم اُس کے قہر سے عذاب میں ہیں

تا چنیں سِر در جہاں ظاہر شوَد — مُقبل اندر جستجو ماہر شوَد
تاکہ ایسا راز دنیا میں ظاہر ہوجائے — نصیبہ ور جستجو میں ماہر ہوجائے

تا[2] فزاید در جہاد و کوششِ او — تا میسّر گردد ش دیدار ہُو
تاکہ وہ مجاہدے اور کوشش میں ترقی کرے — تاکہ اُس کو اللہ (تعالیٰ) کا دیدار میسر آجائے

اہلِ دل ہمچوں کہ جُو در وے رواں — بے دوئی یک گشتہ با دریا جاں
اہلِ دل ایسے ہیں کہ نہر ان میں جاری ہو — جان کے دریا کے ساتھ بغیر دوئی کے ایک ہوگئے ہیں

ایں چنیں خُم را تو دریم داں یقیں — زندہ از وے آسمان و ہم زمیں
ایسے مٹکے کو تو یقیناً دریا میں سمجھ — اسی سے آسمان بھی زندہ ہے اور زمین بھی

بلکہ وحدت گشت اُو را در وصال — شُد خطابِ اُو خطابِ ذُوالجلال
بلکہ وصال میں اُس کو وحدت حاصل ہوگئی ہو — اُس کا کلام (اللہ) ذوالجلال کا کلام بنگیا ہے

بَعد ازاں گوید حقم منصور وار — تا شوَد بر دارِ شہرت اُو سوار
اُس کے بعد وہ منصور کی طرح اَنَا الحق کہتا ہے — تاکہ وہ بدنامی کی سولی پر سوار ہوجائے

ہے[3] زِ چہ معلوم گردد ایں بعث — بعث را جُو کم کُن اندر بعث بحث
ہاں یہ کس طرح سے معلوم ہوگا؟ دوبارہ زندہ ہونا جیسے — دوبارہ زندگی کو تلاش کر، دوبارہ زندہ ہونے میں بحث نہ کر

شرطِ روزِ بعث اوّل مُردن ست — زانکہ بعث از مُردہ زندہ کردن ست
دوبارہ زندہ ہونے کے دن کی شرط، پہلے مرجانا ہے — کیونکہ دوبارہ زندہ ہونا، مُردے سے زندہ کرنا ہے

جُملہ عالَم زیں غلط کردند راہ — کز عدم ترسند واں آمد پناہ
تمام جہاں نے اسی لئے راستہ غلط کرلیا — کہ وہ عدم سے ڈرتے ہیں اور وہی پناہ ہے

از کُجا جوئیم علم، از ترکِ علم — از کُجا جوئیم سِلم، از ترکِ سِلم
ہم علم کہاں سے تلاش کریں، علم کو ترک کرکے — صلح کہاں سے تلاش کریں، صلح کو ترک کرکے

مقام میں بحث نہ کر داسکو حاصل کر۔ بعث۔ یعنی بقا بعد الفنا شرط۔ حشر اور بعث بعد الموت جب ہی ہوگا جبکہ پہلے موت آجائیگی کیونکہ بعث تو مرنے کے بعد زندہ کرنیکو کہتے ہیں تو اس بعث کیلئے موت ضروری ہے جو موت سے ڈرتے ہیں اُنکی راہ غلط ہے۔ از کجا۔ تعلق مع اللہ کا علم جبھی حاصل ہوگا جب تعلق غیر اللہ کا علم چھوڑ دوگے اللہ سے علم

[1] ہیں۔ مٹکے کو نہ دیکھو جو کچھ مٹکے میں ہے اُسکو دیکھو اُس میں ایک لامحدود سمندر ہے انسانِ کامل کے اندر فیوضِ الٰہی ہیں جو وہ محدود ہیں جو پاک اور شیریں ہیں جو شخص اُن فیوض سے محروم ہے وہ خدائی قہر کی وجہ سے عذاب میں ہے۔ تا چنیں۔ کامل انسان کو اُن فیوض کا مظہر بنانے میں یہ حکمت ہے کہ اُس سے رازِ وحدت ظاہر ہو اور کوئی بلند اقبال اُس کی جستجو میں لگے۔

[2] تا فزاید۔ اِس مظہر کو دیکھ کر با نصیب مزید مجاہدے اور کوشش میں لگے گا اور اُس کو مشاہدۂ حق حاصل ہو جائے گا۔ اہلِ دل۔ اہلِ دل کی مثال یہ سمجھو کہ اُن میں ایک نہر جاری ہے اور اُنکو ذاتِ حق سے اتحاد حاصل ہے۔ ایں چنیں۔ یہی اہلِ دل وہ ہیں جن سے زمین آسمان قائم ہے۔ بلکہ۔ اتحاد تو دو چیزوں میں ہوتا ہے اُن کا ذاتِ حق سے ایسا وصال ہو کہ دوئی ختم ہو چکی ہے اب اُنکی بات خدا کی بات ہے۔ بعد ازاں۔ جب یہ وحدت حاصل ہوجاتی ہے وہ منصور حلاج کی طرح اَنَا الحق کا نعرہ لگا دیتا ہے اور موت کی سولی نہ سہی بدنامی کی سُولی پر چڑھ جاتا ہے۔

[3] ہے۔ یہ تعلق مع اللہ بقا بعد الفنا سے معلوم ہوگا اور عشق

اور محبت جبھی پیدا ہوگی جب غیر اللہ سے تعلق منقطع کر دے۔

Presented by www.ziaraat.com

از کجا جوئیم حال[1] از ترکِ حال
حال کہاں سے تلاش کریں؟ حال کو چھوڑنے سے
از کجا جوئیم قال از ترکِ قال
قال کہاں سے تلاش کریں؟ قال کو ترک کرنے سے

از کجا جوئیم ہست از ترکِ ہست
وجود کو کہاں سے تلاش کریں؟ وجود کو چھوڑنے سے
از کجا جوئیم دست از ترکِ دست
قدرت کو کہاں سے تلاش کریں؟ قدرت کو ترک کرنے سے

ہم تو تانی کرد یا نعم المعیں
اے بہترین مددگار! تو ہی کر سکتا ہے
دیدۂ معدوم بیں را ہست بیں
معدوم کو دیکھنے والی آنکھ کو، موجود کو دیکھنے والی

دیدہ کو از عدم آمد پدید
وہ آنکھ جو عدم سے آئی
ذاتِ ہستی را ہمہ معدوم دید
اس نے موجود ذات کو بالکل معدوم دیکھا

ایں[2] جہانِ منتظم محشر شود
یہ منظم دنیا محشر بن جائے
گر دو دیدہ مبدل و انور شود
اگر دونوں آنکھیں تبدیل اور منور ہو جائیں

زاں نماید ایں حقائق ناتمام
یہ حقیقتیں غیر مکمل اس لئے نظر آتی ہیں
کہ بریں خاماں بود فہمش حرام
کہ ان ناقصوں کے لئے ان کا سمجھنا حرام ہے

نعمتِ جنات خوش بر دوزخی
عمدہ جنتوں کی نعمت دوزخی پر
شد محرم گرچہ حق آمد سخی
حرام ہو گئی، اگرچہ اللہ (تعالیٰ) سخی ہے

در دہانش تلخ آمد شہدِ خلد
جنت کا شہد، اس کے منہ میں کڑوا ہے
چوں نبود از وافیاں در عہدِ خلد
چونکہ وہ عہدِ الست کے وفاداروں میں سے نہ تھا

مر[3] شما را نیز در سوداگری
تمہارا بھی تجارت میں
دست کے جنبد چو نبود مشتری
ہاتھ کب ہلتا ہے جبکہ خریدار نہ ہو؟

کے نظارہ زاہلِ بخریدن بود
تماشائی خریدنے کے اہل کب ہوتے ہیں؟
آں نظارہ گول گردیدن بود
وہ تماشہ، بیہودہ گردی ہوتی ہے

پرس پرساں کایں بچند و آں بچند
پوچھتے پھرنا، کہ یہ کتنے کی اور وہ کتنے کی؟
از پئے تغییر وقت و ریشخند
وقت کاٹنے کے لئے اور تفریح کے لئے ہے

از ملولی کالہ می خواہد ز تو
تھکن (اُتارنے) کے لئے تجھ سے سودا مانگتا ہے
نیست آنکس مشتری و کالہ جو
وہ شخص خریدار اور سامان کا جویاں نہیں ہے

---

[1] حال۔ اخلاق اور انکے مبادی اور آثار مثلاً شہرت ایک مذموم خلق ہے اور ریا اُس کا مبداء ہے اور شہرت کا جماؤ اُس کا اثر ہے تو اُن کے چھوڑنے سے عفت پیدا ہوگی۔ قال یعنی قول بُرا قول چھوڑ دوگے تو اچھا قول حاصل کر سکوگے۔ ہست۔ بقا فنا کے بعد حاصل ہوگی اور فنا افعال سے بقاءِ افعال حاصل ہوگی۔ تانی۔ توانی۔ دیدہ یعنی فانی اشیاء کو دیکھنے والی آنکھ کو تو باقی کو دیکھنے والی آنکھ بنا سکتا ہے۔ از عدم۔ ہماری جسمانی آنکھ عدم سے وجود میں آئی اس کو معدوم سے ہی مناسبت ہے وہ وجودِ مطلق کو بھی معدوم دیکھتی ہے۔

[2] ایں جہاں۔ اگر یہ آنکھ حقیقت بین بن جائے تو وہ منظم دنیا کو محشر بنا ہوا دیکھے۔ زاں۔ ناقص عقل کو بھی ناقص دیکھتا ہے۔ نعمت۔ جنت کی جس قدر نعمتیں ہیں وہ دوزخیوں پر حرام ہیں۔ در دہانش۔ دوزخی کے لئے جنت کا شہد بھی کڑوا ہو جائے گا۔ خلد۔ جنت۔

[3] مر شما۔ جب تک خریدار نہ ہو سودا دینے میں سوداگر کا ہاتھ حرکت نہیں کرتا ہے اسی طرح جب کوئی اللہ کی جنت کا طالب نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اُس کو جنت عطا نہیں کرتا ہے۔ نظارہ ... تماشائی۔ ضرورتِ شعری میں نظارہ بغیر تشدید کے پڑھا جائیگا دوسرے مصرع میں بغیر تشدید کے لفظ نظارہ دیکھنے کے معنیٰ میں ہے۔ پرس پرس۔ تماشائی کا یہ پوچھنا کہ یہ چیز کتنے کی ہے اور وہ کتنے کی ہے محض وقت گذاری اور تفریح کے لئے ہوتا ہے۔ از ملولی۔ وہ تھکن اُتارنے کے لئے سودا کرتا پھرتا ہے۔

کالہ را صد بار دید و باز داد | جامہ کے پیمود اُو پیمود باد
اُس نے سودے کو سَو بار دیکھا اور واپس کر دیا | اُس نے کپڑا کب ناپا! ہوا ناپی

کو قدوم و کرّ و فرِّ مشتری | کو مزاح و گنگلی و سرسری
کہاں خریدار کی کرّ و فر اور آنا! | کہاں مذاق اور دل لگی اور بیہودگی؟

۱ چونکہ در ملکش نباشد حبّۂ | جز پئے گنگل چہ جوید جبّۂ
جبکہ اُس کے پاس ایک دمڑی نہیں ہے | سوائے دل لگی کے وہ جبّہ کیا تلاش کرتا ہے

در تجارت نیستش سرمایۂ | پس چہ شخصِ زشت اُو چہ سایۂ
تجارت کے لئے اُس کے پاس سرمایہ نہیں ہے | تو کیا اُس کا منحوس وجود، کیا سایہ

مایہ در بازارِ ایں دنیا زر است | مایہ آنجا عشق و دو چشمِ تر است
اِس دنیا کے بازار میں سرمایہ، سونا ہے | وہاں سرمایہ، عشق اور دو تر آنکھیں ہیں

۲ ہر کہ اُو بے مایہ در بازار رفت | عمر رفت و باز گشت اُو خام تفت
جو شخص بغیر سرمایہ کے بازار میں گیا | عمر برباد گئی اور وہ ناقص واپس آیا

ہے کجا بودی برادر ہیچ جا | ہے چہ پختی بہرِ خوردن ہیچ با
ہاں بھائی تو کہاں تھا؟ کہیں نہیں | ہاں! کھانے کے لئے تو نے کیا پکایا؟ کوئی سالن نہیں

مشتری شو تا بجنبد دستِ من | لعل زاید معدنِ آبستِ من
خریدار ہو، تاکہ میرا ہاتھ ہلے | میری حاملہ کان، لعل جنے

مشتری گرچہ کہ سست و بارد است | دعوتِ دیں کن کہ دعوت وارد است
خریدار اگرچہ سُست اور افسردہ ہے | تو دین کی دعوت دے کیونکہ دعوت کا حکم ہے

۳ باز پرّاں کن حمامِ روح گیر | در رہِ دعوت طریقِ نوح گیر
باز کو اُڑا، رُوح کا کبوتر پکڑے | دعوت کی راہ میں (حضرت) نوحؑ کا طریقہ اختیار کر

خدمتے می کن برائے کردگار | با قبول و ردِّ خلقانت چہ کار
اللہ (تعالیٰ) کے لئے کام میں لگا رہ | لوگوں کے ماننے اور انکار سے تجھے کیا واسطہ!

داستانِ آں شخص کہ بر درِ سرائے نیم شب سحوری میزد ہمیتا

ایک شخص کا قصہ جو آدھی رات کو ایک مکان میں سحری کا نقارہ بجا رہا تھا پردیسی

۱ کالہ۔ ایسا خریدار کہ جو اپنا اور سودے والے کا وقت ضائع کرتا ہے کیونکہ خریدار کی آمد و رفت اور حالت میں اور نہ خریدنے والے کی مذاق اور دل لگی میں بہت فرق ہے۔ چونکہ اُس کے پاس دمڑی بھی نہیں ہے وہ محض مذاق اور تفریح کے لئے جبّہ کو پھول رہا ہے۔ در تجارت۔ جب کاروبار کے لئے اُس کے پاس سرمایہ نہیں ہے تو وہ خود اور اُس کا سایہ یکساں ہے۔ مایہ۔ دنیا دی کاروبار کے لئے روپیہ پیسہ ضروری ہے اور آخرت کے کاروبار کے لئے عشق اور آہ و زاری ضروری ہے۔

۲ ہر کہ۔ جو شخص بغیر سرمایہ کے بازار میں جاتا ہے وہ اپنی عمر برباد کرتا ہے۔ جیسے اُس شخص سے اگر کوئی پوچھے کہ تو کہاں گیا تھا تو وہ جواب میں یہی کہے گا کہیں بھی نہیں اُس سے کوئی دریافت کرے کہ تو نے کیا پکایا ہے اُس کو کہنا پڑے گا کچھ بھی نہیں۔ با۔ سالن مشتری۔ اے مخاطب تو خریدار بن جا پھر دینے کے لئے حضرت حق تعالیٰ کا ہاتھ حرکت میں آئے گا اور اُس کی عمر پور کان تجھے لعل و جواہر عطا کرے گی۔ بارد۔۔۔ مصلحین کو خطاب ہے جنت کے طالب خواہ سست ہوں لیکن تمہیں حکم ہے کہ تم اپنا ذریعہ پورا کرو۔

۳ باز۔ مبلّغ کا فرض ہے کہ وہ اپنے باز کے ذریعہ قوم کی روح کا شکار کرے اور حضرت نوحؑ کے طریقہ پر عمل کرے۔ خدمتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فرض کی ادائیگی ہے لوگوں کے ماننے نہ ماننے سے اُس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ داستان۔ اِس داستان سے یہ بتایا ہے کہ سحری میں بیدار کرنے والا بہرحال اپنا فرض پورا کرتا تھا۔ سحوری۔ رمضان میں سحری کے وقت بیدار کرنے کا نقارہ۔

Presented by www.ziaraat.com

اُو را گفت کہ آخرِ نیم شب است سحر نیست و دیگر آنکہ دریں سرائے کسے نیست بہر کہ میزنی و جواب گفتن مُطرب اُو را (۷)

نے اس سے کہا کہ آدھی رات ہے، سحری کا وقت نہیں ہے دوسرے یہ کہ اس گھر میں کوئی نہیں ہے تو کس کے لئے بجا رہا ہے اور بجانے والے کا اُسکو جواب دینا

آں[1] یکے میزد سحوری بر درے ‖ درگہے بُود و رُواقِ مہترے

ایک شخص ایک دروازے پر سحری کا نقارہ بجا رہا تھا ‖ جو دربار اور ایک سردار کا محل تھا

نیم شب میزد سحوری را بجد ‖ گفت اُو را قائلے کاے مُستمند

وہ محنت سے آدھی رات میں نقارہ بجا رہا تھا ‖ اس کو ایک کہنے والے نے کہا اے بھکاری!

اوّلاً وقتِ سحر زن ایں سحور ‖ نیم شب افغاں مکُن اے ناصبور

ایک تو سحری کے وقت یہ نقارہ بجا ‖ اے بے صبرے! آدھی رات میں شور نہ کر

دیگر آنکہ فہم کُن اے بُوالہوس ‖ کاندریں خانہ دروں خود ہست کس

دوسرے یہ کہ اے بوالہوس! سمجھ لے ‖ کہ اس گھر میں خود کوئی ہے بھی؟

کس[2] دریں جا نیست جُز دیو و پری ‖ روزگارِ خود چہ یاوہ می بَری

اس جگہ دیو اور پری کے سوا کوئی نہیں ہے ‖ تو اپنا وقت کیوں برباد کرتا ہے؟

بہرِ گوشے میزنی دف گوش کُو ‖ ہوش باید تا بداند ہوش کُو

تو کان کے لئے نقارہ بجا رہا ہے، کان کہاں ہے؟ ‖ ہوش چاہیئے، تاکہ سمجھے، ہوش کہاں ہے؟

گفت گفتی بشنو از چاکر جواب ‖ تا نمانی در تحیر و اضطراب

اس نے کہا تو نے کہہ لیا، خادم سے جواب سُن لے ‖ تاکہ تو حیرانی اور پریشانی میں نہ رہے

گرچہ ہست ایندم بر تو نیم شب ‖ نزدِ من نزدیک شُد صبحِ طرب

اگرچہ اس وقت تیرے لئے آدھی رات ہے ‖ میرے نزدیک خوشی کی صبح قریب آگئی ہے

ہر[3] شکستے پیشِ من فیروز شُد ‖ جملہ شبہا پیشِ چشمم روز شُد

ہر شکست میرے لئے کامیابی ہوگئی ہے ‖ تمام راتیں میری نگاہ میں دن بن گئی ہیں

پیشِ تو خون ست آبِ رودِ نیل ‖ پیشِ من آب ست نے خوں اے نبیل

نیل نہر کا پانی تیرے سامنے خون ہے ‖ اے شریف! میرے سامنے پانی ہے نہ کہ خون

در حقِ تو آہن ست و آں رخام ‖ پیشِ داوُدِ نبیؑ موم ست و رام

تیرے حق میں لوہا ہے اور وہ پتھر ‖ داوُدؑ نبی کے لئے موم اور فرماں بردار ہے

---

[1] آں یکے۔ ایک شخص نے ایک دروازے پر آدھی رات کو سحری کا نقارہ بجا دیا۔ نذاق۔ محل تھا کہ۔ کہنے والا۔ مستمند۔ امداد طلب کرنے والا۔ افغان۔ شور۔ ناصبور۔ بے صبر۔ دیگر یعنی سمجھ لے کہ اس گھر میں کوئی ہے بھی؟

[2] کس۔ یہ گھر خالی ہے اس میں بھوت اور پریوں کے علاوہ کوئی انسان نہیں ہے۔ یاوہ۔ بیہودہ بیکار۔ بہر۔ نقارہ ہوش و گوش کے لئے بجایا جاتا ہے جو یہاں مفقود ہے۔ گفت۔ اس نقارہ بجانے والے نے کہا تو اپنی بات کہہ چکا اب میرا جواب سُن لے تاکہ تیری پریشانی دُور ہو۔ نیم شب۔ تیرے لئے یہ آدھی رات ہے لیکن میرے لئے مستی کی صبح ہے۔ تہجد پڑھ کر مستی پیدا کی جاسکتی ہے۔

[3] ہر شکست۔ جو تیری نظر میں شکست ہے میری نظر میں فتح ہے اور جس کو تو سیاہ سمجھتا ہے وہ میری نظر میں نور ہے۔ پیش تو۔ یہ رات اور دن کی تبدیلی ایسی ہے جیسا کہ دریائے نیل سبطیوں کے لئے پانی تھا اور قبطیوں کے لئے خون بنگیا۔ در حق۔ سخت پتھر حضرت داوُدؑ کے لئے موم تھا منکروں کے لئے سخت پتھر تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

[۱] پیشِ تو کُہ بس گران ست و جماد — مُطرب ست او پیشِ داؤدِ اوستاد

تیرے سامنے پہاڑ بہت بھاری اور پتھر ہے — اُستاد داؤد ع کے سامنے وہ قوال ہے

پیشِ تو آں سنگریزہ ساکت ست — پیشِ احمدؐ او فصیح و قانت ست

تیرے لئے پتھر کا ریزہ خاموش ہے — احمدؐ کے سامنے وہ بولنے والا اور دعا کرنیوالا ہے

پیشِ تو اُستونِ مسجد مُردہ ایست — پیشِ احمدؐ عاشقِ دل بُردہ ایست

تیرے نزدیک مسجد کا ستون مُردہ ہے — احمدؐ کے سامنے دلدادہ عاشق ہے

جُملہ اجزائے جہاں پیشِ عوام — مُردہ و پیشِ خدا دانا و رام

عوام کے سامنے دنیا کے سب اجزاء — مُردہ ہیں اور خدا کے سامنے عقلمند اور فرمانبردار ہیں

[۲] آنچہ گفتی کاندریں قصر و سرا — نیست کس چوں میزنی ایں طبل را

تونے جو کہا کہ اِس محل اور سرائے میں — کوئی نہیں ہے، تو کیوں نقارہ بجا رہا ہے؟

بہرِ حق ایں خلق زرہا مید ہند — صد اساسِ خیر و مسجد می نہند

یہ لوگ اللہ (تعالےٰ) کے لئے مال دیتے ہیں — مسجد اور خیر کی سیکڑوں بنیادیں رکھتے ہیں

مال و تن در راہِ حج دور دست — خوش ہمی بازند چوں عُشاقِ مست

حج کے دراز راستہ میں، مال اور جسم — مست عاشقوں کی طرح خرچ کرتے ہیں

ہیچ می گویند کاں خانہ تہی ست — ایں سخن کے گویدآں کش آگہی ست

کبھی کہتے ہیں کہ گھر خالی ہے — یہ بات وہ شخص کب کہے گا جو باخبر ہے؟

پُر ہمی بیند سرای دوست را — آنکہ از نورِ الٰہستش ضیا

دوست کے گھر کو بھرا ہوا دیکھتا ہے — وہ جس کو خدا کے نور سے روشنی حاصل ہے

[۳] بس سرای پُر ز جمع و انبہی — پیشِ چشمِ عاقبت بیناں تہی

بہت سے گھر جو مجمع اور کثرت سے بھرے ہوئے ہیں — انجام پر نظر رکھنے والوں کی نگاہ کے لئے خالی ہیں

ہر کرا خواہی تو در کعبہ بجُو — تا بروید در زماں پیشِ تو او

جس کو تو چاہتا ہے کعبہ (دل) میں تلاش کر — تاکہ وہ فوراً تیرے سامنے نمایاں ہو جائے

صُورتے کو فاخر و عالی بُود — او ز بیت اللہ کے خالی بُود

جو صورت صاحبِ فخر اور بلند ہوتی ہے — وہ بیت اللہ سے کب خالی ہوتی ہے؟

صورتے۔ جن انسانوں کو اللہ تعالےٰ نے فخر اور بلندی عطا فرمائی ہے وہ اللہ کے گھر سے خالی نہیں ہیں اُن کا دل اللہ کا گھر ہے۔

[۱] پیشِ تو۔ حضرت داؤدؑ جس وقت خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے پہاڑ بھی پڑھنے لگتے تھے۔ پیشِ احمدؐ۔ آنحضورؐ کے ہاتھ کے سنگریزوں نے آنحضورؐ کی رسالت کی گواہی دی تھی اور تسبیح پڑھی تھی۔ پیشِ تو۔ اسطوانۂ حنانہ عام انسانوں کی نظر میں بے جان لکڑی کا تنہ تھا لیکن آنحضورؐ کی جدائی میں رویا جملہ جمادات و نباتات عوام کے اعتبار سے مُردہ ہیں لیکن حضرت حق تعالےٰ کے اعتبار کے سمجھدار اور زندہ ہیں۔

[۲] آنچہ گفتی۔ دوسری بات کا جواب شروع کیا ہے۔ بہرِ حق۔ خدا کے لئے جو کام کیا جائے اس کی بہتر نہیں ہوتی کہ وہاں کوئی انسان ہے یا نہیں۔۔۔ مال و تن۔ خدا کے عاشق حج کرنے جاتے ہیں اور خدا کے گھر کا طواف کرتے ہیں اور دُعائیں کرتے ہیں، کوئی یہ کہتا ہے کہ گھر تو خالی ہے۔ پر جس کے دل میں نورِ ایمان کی روشنی ہے وہ بیت اللہ کو بھرا ہوا ہی سمجھتا ہے۔

[۳] بس سرای۔ بہت سے ایسے مکانات ہیں جو انسانوں سے بھرے ہوئے ہیں لیکن وہ انسان چونکہ حقیقتاً انسان نہیں ہیں اہلِ دل اُن مکانات کو خالی سمجھتے ہیں۔ ہر کرا۔۔۔ انسان جس محبوبِ حقیقی کا طالب ہے اُس کو کعبہ یعنی قلبِ مومن میں تلاش کرے

Presented by www.ziaraat.com

اُو بُوَد حاضر منزّہ از رِتاج — باقیِ مردم برائے احتیاج [1]
وہ حاضر ہے، دروازے کی بندش سے پاک ہے — باقی انسان احتیاج کے لئے ہیں

ہیچ می گویند کایں لبّیکہا — بے ندایِ می کنم آخر چرا
کبھی کہتے ہیں کہ یہ "حاضر ہوں، حاضر ہوں" — بغیر پکار کے آخر میں کیوں کرتا ہوں؟

کو ندا تا خود تو لبّیکے دہی — از ندا لبّیک تو چوں شد تہی
"پکارنا کہاں ہے؟ کہ تو خود "میں حاضر ہوں" کہتا ہو — تیرا "میں حاضر ہوں" پکارنے سے کیوں خالی ہو؟

بلکہ توفیقے کہ لبّیک آورد — ہست ہر لحظہ ندائے از احد
بلکہ وہ توفیق جو "میں حاضر ہوں" کہلا رہی ہے — وہ ہر لمحہ خدا کی جانب سے پکار ہے

من بہ بُو دانم کہ ایں قصر و سرا — بزمِ جاں افتاد و خاکش کیمیا
میں خوشبو سے جانتا ہوں کہ یہ محل اور سرائے — جان کی محفل واقع ہوئی ہے اور اس کی خاک کیمیا ہے

مسِ خود را بر طریقِ زیر و بم [2] — تا اَبد بر کیمیااش می زنم
زیر و بم کے طریقہ پر میں اپنے تانبے کو — ہمیشہ اُس کی کیمیا پر مل رہا ہوں

تا بجوشد زایں چنیں ضربِ سحور — در دُر افشانی و بخشائش بحور
تاکہ اس طرح نقارے کی چوٹ سے جوش میں آ جائیں — دریا بخشش سے، موتی برسانے میں

خلق در صفِ قتال و کارزار — جاں ہمی بازند بہرِ کردگار
لوگ قتال اور جنگ کی صف میں — خدا کے لئے جان بازی کرتے ہیں

آں یکے اندر بلا ایوبؑ وار — واں دگر در صابری یعقوبؑ وار
ایک مصیبت میں ایوبؑ کی طرح ہے — اور دوسرا صبر کرنے میں یعقوبؑ کی طرح ہو

آں یکے چوں نوحؑ در اندوہ و کرب — واں دگر چوں احمدؐ اندر صفِ حرب
ایک نوحؑ کی طرح رنج اور مصیبت میں ہے — اور دوسرا احمدؐ کی طرح جنگ کی صف میں ہو

ایں [3] ز دنیا چوں ابوذرؓ پرحذر — واں دگر در استقامت چوں عمرؓ
یہ ابوذرؓ کی طرح دنیا سے محتاط ہے — اور دوسرا جہاد میں (حضرت) عمرؓ کی طرح ہے

صد ہزاراں خلق تشنہ و مستمند — بہرِ حق از طمع جہدے می کنند
لاکھوں انسان پیاسے اور حاجت مند — اللہ (تعالیٰ) کے۔۔۔ لالچ سے کوشش کرتے ہیں

من ہم از بہرِ خداوندِ غفور — می زنم بر در بامیدش سحور
میں بھی بخشنے والے خدا کے لئے — اُس سے اُمید پر دروازے پر نقارہ بجا رہا ہوں

---

[1] اُو: عارفِ کامل کا دل ہر وقت فیض رسانی کرتا ہے اس گھر کا دروازہ کسی وقت بند نہیں ہوتا ہے اور سب انسان اسکے محتاج ہیں لبیکہا: حاجی لبیک لبیک کہتا ہے جس کے معنی ہیں حاضر ہوں لیکن یہ لفظ کسی پکارنے والے کے ہی جواب میں کہا جاتا ہے لیکن حاجی سے کوئی یہ نہیں کہتا کہ تجھے کون پکار رہا ہے جس کے جواب میں تو لبیک کہہ رہا ہے۔ بلکہ توفیقے: سب یہ سمجھتے ہیں کہ حاجی کو یہ توفیق جو خدا نے دی ہے وہ خدا کی جانب سے پکار ہے جس کے جواب میں حاجی لبیک کہہ رہا ہے۔

[2] مس: خود میں اپنے بدن کے تانبے کو اونچے نیچے سُر کے طریقہ پر اس مکان کی کیمیا پر مل رہا ہوں تا بجوشد: میں یہ نقارہ اسلئے بجا رہا ہوں تاکہ رحمت کا سمندر جوش میں آکر مجھ پر موتی برسانے لگے خلق: میرا یہ کام تو معمولی ہے لوگ تو خدا کے لیے جہاد میں جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ آں یکے: خدا کی رضا کیلئے انبیا نے بڑے بڑے مصائب جھیلے ہیں حضرت ایوبؑ کے بدن کا گلنا اور اُن کا صبر، حضرت یعقوبؑ کا حضرت یوسفؑ کی گمشدگی پر صبر ضرب المثل ہے حضرت نوحؑ نے خدا کی خاطر قوم کے مصائب جھیلے آنحضورؐ نے اللہ کی خاطر دشمنوں سے جہاد کیے۔

[3] ایں: بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ابوذرؓ کا زہد اختیار کرتے ہیں بعض حضرت عمرؓ کا سا دین پر جہاد اختیار کرتے ہیں۔۔۔ مستمند: محتاج۔ سحور: ہم جس طرح ان لوگوں نے خدا کیلئے کام کئے میں بھی خدا کیلئے سحری کا نقارہ بجاتا ہوں اگر انسان اپنا کوئی خریدار چاہتا ہے تو خدا سے بہتر خریدار کون ہوگا۔

مُشتری خواہی کہ از وے زر بری — بہ ز حق کے باشد اے دل مشتری

تُو خریدار چاہتا ہے، جس سے تُو مال کمائے — اے دل! اللہ تعالیٰ سے بہتر کب کوئی خریدار ہوگا؟

می[1] خرد از مالت انبانِ نجس — می دہد نورِ ضمیرِ مقتبس

وہ تیرے مال میں سے، ناقص تھیلا خریدتا ہے — وہ روشنی حاصل کرنیوالے قلب کا نور عطا کر دیتا ہے

می ستاند ایں نجس جسمِ فنا — می دہد مُلکے بروں از وہمِ ما

وہ اِس ناپاک فانی جسم کو لے لیتا ہے — ہمارے خیال سے بالا سلطنت دیدیتا ہے

می ستاند قطرۂ چندے ز اشک — می دہد کوثر کہ آرد قند رشک

آنسوؤں کے چند قطرے لے لیتا ہے — وہ کوثر عنایت کر دیتا ہے جس پر شکر رشک کرتی ہے

می ستاند آہ پر سودا و دُود — می دہد ہر آہ را صد جاہ و سُود

عشق اور دھوئیں سے پُر آہ لے لیتا ہے — ہر آہ کو سیکڑوں رُتبے اور منافع عطا کر دیتا ہے

بادِ آہے کابرِ اشکِ چشم راند — مر خلیلے را بداں اوّاہ خواند

اُس آہ کی ہوا نے جس نے آنسوؤں کے ابر کو چلایا — (حضرت) خلیلؑ کو اُس کی وجہ سے اوّاہ کہا

ہیں[2] دریں بازارِ گرمِ بے نظیر — کہنہا بفروش و مُلکِ نو بگیر

آگاہ، اِس چالو بے مثال بازار میں — پُرانی چیزیں فروخت کر دے اور نئی سلطنت حاصل کرے

ور تُرا شکے و ریبے رہ زند — تاجرانِ انبیا را کُن سَنَد

اگر شک و شبہ تجھے روکے — انبیاء کے تاجروں سے دلیل حاصل کرے

بسکہ افزود آں شہنشہ بختِ شاں — می نتاند کہ کشیدن رختِ شاں

اُس شہنشاہ نے اُن کا نصیبہ بہت بلند کر دیا — پہاڑ بھی اُن کا سامان نہیں اُٹھا سکتا

قصۂ[3] اَحَد اَحَد گفتنِ بلال رضی اللہ عنہ در حَرِّ حجاز از محبتِ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قصہ، حجاز کی گرمی میں محمد مصطفےٰ

محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم در چاشت گاہ کہ

صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبت میں دن چڑھے اَحد اَحد کہنا جبکہ

خواجہ اَش از تعصّبِ جہودی بشاخِ خارش می زدے پیش

اُن کا آقا، انکار کے تعصّب سے اُن کو کانٹوں دار لکڑی سے حجاز کی گرمی

آفتابِ حَرِّ حجاز و از زخمِ خار خوں از تنِ بلالؓ بر می

کی دھوپ میں مارتا تھا اور کانٹوں کی چوٹ سے حضرت بلالؓ کے جسم سے خون

---

[1] می خرد۔ اللہ تیرے ناقص اعمال خریدتا ہے اور اُس کے عوض میں نور عطا کر دیتا ہے۔ می ستاند انسان کا فانی جسم خرید کر اُس کے بدلے میں اَبدی سلطنت عطا کر دیتا ہے۔ می ستاند انسان جب اُس کے دربار میں روتا ہے تو آنسوؤں کے چند قطروں کا عوض وہ حوضِ کوثر عطا کر دیتا ہے۔ اوّاہ۔ آہ آہ کرنے والا حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی یہ صفت قرآن میں مذکور ہے۔

[2] ہیں۔ اللہ کے بازار میں پہنچ کر اپنا پُرانا مال فروخت کر دے اور اُس کے بدلے میں نئی سلطنت حاصل کرے اگر تجھے اِس کاروبار میں شک ہے تو انبیاء کو دیکھ لے اُنھوں نے اِس قدر نفع کمایا ہے کہ پہاڑ بھی اُن کی دولت کو نہیں اٹھا سکتا ہے۔

[3] قصّہ۔ اِس نفع کی مثال کے لئے حضرت بلالؓ اور حضرت ابوبکرؓ کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ اَحَد۔ باری تعالےٰ کے ناموں میں سے ہے۔ حَرّ۔ گرمی۔ خواجہ اَش۔ اُس کا نام اُمیّہ بن خلف تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

جوشید واز و احد احد می جست بے قصد او چنانکہ از دندان
اُبلتا تھا اور اُن کے ارادے کے بغیر اُن سے اَحد و اَحد نکلتا تھا جیسا کہ دوسرے

دیگر نالہ جہد بے قصد زیرا کہ از درد عشق ممتلی بود و اہتمام دفع
مصیبت زدوں سے بلا ارادہ رونا پھوٹتا ہے کیونکہ وہ عشق کے درد سے پُر تھے اور کانٹوں

زخم خار اندخل نبود ہمچوں سحرۂ فرعون و جرجیس علیہ السلام
کے زخم کے دفعیہ کے اہتمام کا کوئی دخل نہ تھا، جیسا کہ فرعون کے جادوگر اور جرجیس علیہ السلام

وغیرہم لایُعَدُّ و لا یُحْصیٰ، و برگذشتن صدیق رضی اللہ عنہ در آں
وغیرہ، جو گنے جا سکیں نہ شمار کیے جا سکیں اور وہاں سے صدیق رضی اللہ عنہ کا گذرنا

طرف و احوال او را مشاہدہ کردن و نصیحت کردن بلال را رضی اللہ عنہ
اور اُن کے حالات کو دیکھنا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرنا

لہ تن فدائے خار میکرد آں بلالؓ — خواجہ اش میزد برائے گوشمال
بلال رضہ جسم کو کانٹوں پر قربان کر رہے تھے — اُن کا آقا سزا کے لئے اُن کو مارتا تھا

کہ چرا تو یادِ احمد می کنی — بندۂ بد منکرِ دینِ منی
کہ تو احمد کو کیوں یاد کرتا ہے؟ — تو بُرا غلام اور میرے دین کا منکر ہے

میزد اندر آفتابش او بخار — او احد میگفت بہرِ افتخار
وہ اُن کو کانٹوں سے دھوپ میں مارتا تھا — وہ سر فرازی کے لئے اَحد کہتے تھے

کہ تا کہ صدیقؓ آں طرف بگذشت تفت — آں احد گفتن بگوشِ او برفت
حتیٰ کہ صدیق رضہ وہاں سے تیزی سے گذرے — وہ اَحد کہنا اُن کے کان میں پڑا

چشمِ او پُر آب شد دل پُر عنا — زاں احد می یافت بوئے آشنا
اُن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، دل تکلیف سے بھر گیا — اُس اَحد سے وہ اپنائیت کی بُو محسوس کرتے تھے

بعد ازاں خلوت بدیدش پند داد — کز جہوداں خفیہ میدار اعتقاد
اس کے بعد اُن کو تنہائی میں دیکھا نصیحت کی — کہ کافروں سے اعتقاد کو چھپائے رکھو

سہ عالمُ السّر ست پنہاں دار کام — گفت کردم توبہ پیشت اے ہمام
وہ راز کا جاننے والا ہے مقصد پوشیدہ رکھو — انھوں نے کہا، اے بزرگ! میں نے آپ کے سامنے توبہ کی

روزِ دیگر از پگہ صدیقؓ تفت — آں طرف از بہرِ کارے می برفت
دوسرے دن صبح کو صدیق رضہ تیزی سے — اُس طرف کسی کام کو جا رہے تھے

لہ تن فدا۔ چونکہ وہ بچاؤ کی صورت نہ اختیار کرتے تھے تو گویا خود اپنا جسم قربان کر رہے تھے۔ گوشمال سزا۔ بندہ۔ تو برا غلام ہو کر میرے مذہب کا انکار کرتا ہے۔ بخار یعنی کانٹوں دار لکڑی۔ افتخار یعنی بلال رضہ کا اَحد اَحد کہنا آہ و زاری کے طور پر نہ تھا بلکہ اپنے دین پر فخر کے لئے تھا۔

کہ تا کہ۔ جہاں بلال رضہ کا آقا ان کو مار رہا تھا وہاں سے حضرت ابوبکر کا گذر ہوا تو انھوں نے حضرت بلال رضہ کی اَحد اَحد کی آواز سُنی چشم آب۔ اُنکو محسوس ہوا کہ بلال وہ مسلمان ہیں اور ان کو اس قدر ستایا جا رہا ہے تو انتہائی رنجیدہ ہوئے۔ بعد ازاں حضرت بلال رضہ سے تنہائی میں کہا کہ اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھو۔

سہ عالم السر۔ اللہ تعالےٰ تیرے پوشیدہ ایمان کو جانتا ہے۔ گفت۔ حضرت بلال رضہ نے ایمان کو پوشیدہ رکھنے کا وعدہ کر لیا۔ ہمام۔ سردار۔ پگہ۔ پگاہ صبح۔

Presented by www.ziaraat.com

بازاحد بشنید وضرب زخم خار — برفروزید از دلش شور وشرار
پھر احد اور کانٹوں کی مار سُنی — اُن کے دل سے شور اور چنگاریاں بھڑک اٹھیں

باز پندش داد باز او توبہ کرد — عشق[1] آمد توبۂ او را بخورد
اُنھوں نے پھر انکو نصیحت کی، اُنھوں نے توبہ کرلی — عشق آیا اور اُن کی توبہ کو نگل گیا

توبہ کردن زیں نمط بسیار شد — عاقبت از توبہ او بیزار شد
اسی طرح توبہ کرنا بہت سی مرتبہ ہوا — آخرکار وہ توبہ سے بیزار ہوگئے

فاش کرد اسپرد تن را در بلا — کاے محمدؐ اے عدوے توبہا
ظاہر کردیا، جسم کو مصیبت کے سپرد کردیا — کہ اے محمدؐ! اے توبہ کے دشمن!

اے تنِ من، وے رگِ من پُر ز تو — توبہ را گنجہ کجا باشد درو
اے وہ! کہ میرا جسم اور رگیں تجھ سے پُر ہیں — اُن میں توبہ کی گنجائش کہاں ہے؟

توبہ را زیں پس ز دل بیروں کنم — از حیاتِ خُلد توبہ چوں کنم
اس کے بعد توبہ کو دل سے نکال دوں گا — جنت کی زندگی سے کیسے توبہ کرلوں؟

عشق[2] قہار است و من مقہورِ عشق — چوں شکر شیریں شُدم از شورِ عشق
عشق غالب ہے اور میں عشق سے مغلوب ہوں — میں عشق کے نمک سے شکر کی طرح میٹھا ہوگیا ہوں

برگِ کاہم پیشِ تو اے تُند باد — من چہ دانم تا کجا خواہم فتاد
اے تیز ہوا! میں تیرے سامنے گھاس کا تنکا ہوں — میں کیا جانوں کہ میں کہاں گروں گا؟

گر ہلالم گر بلالم می دوم — مُقتدی بر آفتابت می شوم
خواہ میں چاند ہوں خواہ بلال، میں دوڑ رہا ہوں — میں تیرے سورج کا پیرو ہوں

ماہ[3] را با زفتی وزاری چہ کار — در پے خورشید پوید سایہ وار
چاند کو موٹاپے اور لاغری سے کیا غرض؟ — وہ سایہ کی طرح سورج کے پیچھے دوڑتا ہے

با قضا ہر کو قرارے می دہد — ریشخندِ سبلتِ خود می کند
تقدیر کے مقابلے میں جو کوئی بات طے کرتا ہے — وہ اپنی مونچھوں کی مذاق اُڑاتا ہے

کاہ برگے پیشِ باد، آنگہ قرار — رستخیزے، وانگہانے عزمِ کار
گھاس کا تنکا ہوا کے سامنے؟ پھر برقرار؟ — قیامت، اور اس وقت کام کا قصد؟

گربہ در انبانم اندر دستِ عشق — یکدمے بالا و یکدم پستِ عشق
میں عشق کے ہاتھ میں، تھیلے میں بلی ہوں — کبھی اوپر اور کبھی عشق کے نیچے

---

[1] عشق۔ ایمان کے عشق نے ایمان کو پوشیدہ رکھنے کی توبہ پھر توڑوا دی۔ توبہ کردن۔ حضرت بلال رضؓ ایمان کے اظہار سے توبہ کرتے تھے اور وہ بار بار ٹوٹ جاتی تھی تو وہ توبہ سے بیزار ہوگئے اور اپنے ایمان کا اظہار کرکے جسم کو مصیبتوں کے سپرد کر جاتے۔ اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ اے محمدؐ تم میری توبہ کے دشمن ہو اور چونکہ تمہاری محبت میری رگ و پے میں سمائی ہوئی ہے وہاں توبہ کی گنجائش کہاں ہے؟ توبہ۔ اب میں توبہ سے توبہ کرتا ہوں اور جس ایمان کی بدولت جنت کی زندگی حاصل ہوتی ہے اس کے اظہار سے کیسے توبہ کروں؟

[2] عشق۔ حضرت بلالؓ نے کہا اب میں عشق سے مجبور ہو چکا ہوں میں عشق کی تیز ہوا کے مقابلہ میں ایک تنکا ہوں معلوم نہیں وہ مجھے کس جگہ لے جاکر پھینکے گی میں خواہ چاند ہوں یا بلال اب میں عشق کے سورج کا پیرو ہوں۔

[3] ماہ را۔ چاند کو تو سورج کے پیچھے رہنا ہے خواہ اس میں اس کا گھٹا ؤ ہو یا بڑھاؤ ہو ہلال ماہ سے حضرت بلالؓ کی طرف بھی اشارہ ہے جن کا ذکر آگے آئیگا رضی اللہ عنہ۔ با قضا۔ تقدیر کے بالمقابل کوئی بات طے کرنا اپنی مونچھوں کا مذاق اڑانا ہے۔ کاہ۔ قضاء خداوندی اور انسان کی مثال تیز آندھی اور گھاس کے تنکے سے دی ہے۔ رستخیز۔ قیامت۔ [illegible]

اُو ہمی گرداندم بر گردِ سر — نے بزیر آرام دارم نے زبر
وہ مجھے سر کے گرد گھماتا ہے — نہ مجھے نیچے آرام ہے نہ اُوپر

عاشقاں در سیلِ تُند افتادہ اند — بر قضائے عشق دل بنہادہ اند
عاشق، سخت بہاؤ میں پھنسے ہیں — وہ عشق کے فیصلے پر راضی ہوگئے ہیں

ہمچو سنگِ آسیا اندر مدار — روز و شب نالان و گرداں بیقرار
وہ چکی کی طرح چکر میں ہیں — دن رات روتے ہیں اور بے قرار ہوکر چکر میں ہیں

گردشش بر جُوئ جویاں شاہد است — تا نگوید کس کہ آں جُو راکد است
اُس کی گردش متحرک نہر کی گواہ ہے — تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ وہ نہر ٹھہری ہوئی ہے

گر نمی بینی تو جُو را در کمیں — گردشِ دولابِ گردونی ببیں
اگر تو اس نہر کو نہیں دیکھتا جو پوشیدگی میں ہے — آسمانی رہٹ کی گردش کو دیکھ لے

چوں قرارے نیست گردوں را ازو — اے دل اختر وار آرامے مجُو
جبکہ اُس (قضاء) کی وجہ سے آسمان کو قرار نہیں ہے — اے ستارے جیسے دل! آرام نہ چاہ

گرزنی ٢ در شاخ دستے کے ہلد — ہر کجا پیوند سازی بگسلد
اگر تو شاخ کو پکڑے گا وہ کب چھوڑے گی؟ — جہاں کہیں تو جوڑ لگائے گا، وہ توڑ دے گی

گر نمی بینی تو تدویرِ قدر — در عناصر جوشش و گردش نگر
اگر تو قضا کے گھمانے کو نہیں دیکھتا ہے — عناصر میں جوشش اور گردش کو دیکھ لے

زانکہ گردشہائ آں خاشاک و کف — باشد از غلیانِ بحرِ باشرف
اس لئے کہ کوڑے اور جھاگ کی گردشیں — بڑے دریا کے جوش سے ہوتی ہیں

بادِ سر گرداں ببیں اندر خروش — پیشِ امرش موجِ دریا بیں بجوش
گھومنے والی ہوا کو شور میں دیکھ لے — اسکے حکم کے سامنے دریا کی موج کو جوش میں دیکھ لے

آفتاب ٣ و ماہ دو گاوِ خراس — گرد می گردند و می دارند پاس
سورج اور چاند، چکی کے دو بیل ہیں — چکر لگاتے ہیں اور لحاظ رکھتے ہیں

اختراں ہم خانہ خانہ می دوند — مرکبِ ہر سعد و نحسے می شوند
ستارے بھی گھر گھر دوڑتے ہیں — سعادت اور نحوست کی سواری بنتے ہیں

اخترانِ چرخ گر دور اندے — ویں حواست کاہل اند و سُست پے
آسمان کے ستارے اگر دور ہیں، ان — اور تیرے ... کاہل اور سُست قدم ہیں

ل آدمی گرداندم۔ عشق عاشق کو مسلسل چکر میں رکھتا ہے۔ سیل۔ عشق کی مثال سخت بہاؤ کی سی ہے۔ ہمچو سنگ۔ پن چکی کا پاٹ ہمیشہ گھومتا رہتا ہے۔ گردشش۔ جس طرح چکی کا پاٹ نہر کے وجود کی علامت ہے اسی طرح انسان کا تذبذب اور بیقراری قضاءِ خداوندی کی دلیل ہے۔ گر نمی بینی۔ اگر تجھے خداوندی قضاء نظر نہیں آتی ہے تو اُس کے آثار کو دیکھ لے۔ اے دل۔ جب قضاء کی وجہ سے اتنی عظیم الشان چیزیں بیقرار ہیں تو دل ایک چھوٹی سی چیز بیقرار کیوں نہ ہوگی

٢ گرزنی۔ قضا کے بالمقابل تو جو سہارا ڈھونڈے گا قضا اُس کو فنا کر دے گی۔ گر نمی بینی۔ اگر انسان اللہ کے اس عمل کو نہیں دیکھ سکتا ہے جو وہ عالم کے اجزاء میں کر رہا ہے تو اسکے عمل کے اس اثر کو دیکھ لے جو اجزاءِ عالم میں ہے۔ زانکہ۔ سمندر کے اوپر کے جھاگ اور تنکوں میں جو حرکت ہے سب سمجھتے ہیں کہ وہ سمندر کے جوش کی وجہ سے ہے۔ باد۔ ہوا کا شور، دریا کی موج کا جوش خدائی تصرف ہے۔

٣ آفتاب۔ چاند اور سورج جو آسمان کی چکی کے دو بیلوں کی طرح ہیں اُسی کے فرمانبردار ہیں اور حکم کے مطابق کام کرتے ہیں۔ اختراں۔ ساتوں ستاروں کی مختلف برجوں میں مختلف تاثیرات اُسی کے تصرف کا نتیجہ ہیں۔ اختراں۔ اگر تمہاری نگاہ آفاق کی علامتوں کو نہیں دیکھ

Presented by www.ziaraat.com

اختران چشم و گوش و ہوشِ ما | شب[1] کجا یند و بہ بیداری کجا
ہمارے ہوش و گوش اور آنکھ کے ستارے | رات کو کہاں ہیں اور بیداری میں کہاں ہیں؟

گاہ در سعد و وصال و دلخوشی | گاہ در نحس و فراق و بیہُشی
کبھی سعادت اور وصال اور خوشدلی میں ہیں | کبھی نحوست اور جدائی اور بے ہوشی میں ہیں

ماہِ گردوں چوں دریں گردیدن ست | گاہ تاریک و زمانے روشن ست
آسمان کا چاند چونکہ اس گردش میں ہے | کبھی تاریک اور کسی وقت روشن ہے

گہ بہار و صیف ہمچوں شہد و شیر | گہ سیاستہائے برف و زمہریر
کبھی موسم بہار اور گرمی شہد اور دودھ جیسا ہے | کبھی برف اور ٹھٹھر کی سزائیں ہیں

چونکہ کلیات پیشِ او چو گوست | سخرہ و سجدہ کنِ چوگانِ اوست
جبکہ مجموعے اس کے سامنے گیند کی طرح ہیں | اس کے بلّے کے بیگاری اور تابع ہیں

تو کہ[2] یک جزوے دلا زیں صد ہزار | چوں نباشی پیشِ حکمش بیقرار
اے دل! تو کہ ان لاکھوں میں سے ایک جز ہے | تو اس کے حکم کے سامنے بے قرار کیوں نہ ہوگا؟

چوں ستورے باش در حکمِ امیر | گہ در آخُر حبس و گاہے در مسیر
تو حاکم کے حکم میں گھوڑے کی طرح رہ | کبھی اصطبل میں بند اور کبھی چلنے میں

چونکہ بر میخت بہ بندد بستہ باش | چونکہ بکشاید برو بر جستہ باش
جب وہ تجھے کھونٹے سے باندھے، بندھ جا | جب وہ کھول دے چل پڑ، اور چالاک بن

آفتاب ار بر فلک کژ می جہد | در سیہ روئی کسوفش می دہد
سورج اگر آسمان پر ٹیڑھا چلتا ہے | سیاہ روئی میں اس کو گرہن لگا دیتا ہے

کز ذنب[3] پرہیز کن ہیں ہوشدار | تا نگردی تو سیہ رو دیگ وار
کہ ذنب سے بچ، ہوشیار رہ | تاکہ تو دیگ کی طرح سیاہ رو نہ بنے

ابر را ہم تازیانہ آتشیں | می زنندش کاں چناں رو نے چنیں
ابر کے لئے بھی آگ کا کوڑا | مارتے ہیں، کہ اس طرح چل، اس طرح نہیں

بر فلاں وادی بباراں سو مبار | گوشمالش میدہد کہ گوشدار
فلاں وادی پر برس، اس جانب نہ برس | اس کو سزا دیتا ہے، کہ سن

عقلِ تو از آفتابے بیش نیست | اندراں فکرے کہ نہی آمد مایست
تیری عقل سورج سے بڑھ کر نہیں ہے | جس خیال کے بارے میں ممانعت آئی ہرگز نہ ٹھہر

[1] شب۔ یہ تمہارے حواس رات کو کہاں ہوتے ہیں اور دن میں کہاں ہوتے ہیں، ان پر کیا کیا کیفیات طاری ہوتی ہیں ان سب پر غور کرو۔ ماہ۔ چاند کے تغیرات پر غور کرو۔ گہ بہار۔ زمانہ کے تغیرات کو دیکھو۔ چونکہ۔ غور کرو کہ دنیا کی اسقدر بڑی بڑی چیزیں قدرت کے ہاتھوں کسقدر تغیر پذیر ہیں۔

[2] تو کہ۔ انسان کا دل اس کائنات کے مقابلہ میں بہت ہی چھوٹی سی چیز ہے تو پھر وہ قدرت کے احکام سے بیقرار کیوں نہ ہوگا۔ ستور۔ اس کا اطلاق اونٹ، گھوڑے بیل پر کیا جاتا ہے۔ چونکہ۔ جانور اپنے مالک کا ہر طرح سے مطیع ہوتا ہے اسی طرح انسان کو اپنے مولیٰ کا فرمانبردار رہنا چاہئے۔

[3] ذنَب۔ نون کے زبر کے ساتھ بمعنی دُم ہے، ایک ستارے کا نام ہے جس کو ذنب الفرس بھی کہتے ہیں سورج اس کے قریب پہنچ کر گرہن میں آجاتا ہے اور ذنْب نون کے سکون کے ساتھ گناہ کے معنی میں ہے، اشارہ ہے کہ جس طرح ذنب کا قرب سورج کے گرہن اور روسیاہی کا سبب ہے اسی طرح ذنب، گناہ کا قرب انسان کی روسیاہی کا سبب ہے۔ ابر۔ فرشتے ابر کو مختلف مقامات پر لے جا کر برساتے ہیں۔ عقل۔ انسانی عقل آفتاب سے بڑی چیز نہیں ہے جب غلط روی سے وہ روسیاہ ہو جاتا ہے تو انسان کی عقل اگر غلط روی اختیار کرے گی تو وہ بھی روسیاہ ہو جائے گی۔

Presented by www.ziaraat.com

کژ مَنہ اے عقل تو ہم گامِ خویش	تا نیاید آں کسوفت زُو بہ پیش
اے عقل! تو بھی اپنا قدم ٹیڑھا نہ رکھ	تاکہ اس کی وجہ سے تجھے گرہن درپیش نہ ہو
چوں گنہ کمتر بُود نیمِ آفتاب	مُنکسِف بینی و نیمے نور و تاب
جب گناہ تھوڑا ہوتا ہے، آدھا سورج	تو گرہن میں دیکھتا ہے اور آدھا نور اور چمک میں
کہ بقدرِ جُرم می گیرم ترُا	ایں بُود تقدیر دَر داد و جزا
کہ میں تجھے جُرم کی بقدر پکڑتا ہوں	عطا اور سزا میں بھی اندازہ ہوتا ہے
خواہ نیک و خواہ بَد فاش و ستیر	بر ہمہ اَشیا سمیعم و بصیر
خواہ نیک ہو اور خواہ بُرا، کھلا اور چھپا	ہم تمام چیزوں پر، سمیع اور بصیر ہیں
زیں گذر کُن اے پدر نوروز شُد	خَلق از اخلاقِ خوش فیروز شُد
اے بابا! اس سے آگے بڑھ عید آگئی	مخلوق اچھے اخلاق سے بہرہ مند ہوگئی
باز آمد آبِ جاں در جُوئے ما	باز آمد شاہِ ما در کُوئے ما
ہماری نہر میں آبِ حیات پھر آگیا	ہمارا شاہ، ہمارے کوچہ میں پھر آگیا
می خرامد بخت و دامن میکشد	نوبتِ توبہ شکستن می رَسد
نصیبہ، نازسے چلتا ہے اور دامن کھینچتا ہے	توبہ شکنی کا موقع آرہا ہے
توبہ را بارِ دگر سیلاب بُرد	فرصت آمد پاسباں را خواب بُرد
توبہ کو دوبارہ سیلاب بہالے گیا	موقع آگیا، چوکیدار کو نیند آگئی
ہر خماری مست گشت و بادہ خورد	رَخت را امشب گرو خواہیم کرد
ہر شرابی مست ہوگیا اور شراب پی لی	ہم آج کی رات سامان کو گروی کردینگے
زاں شرابِ لعل و لعلِ جانفزا	لعل اندر لعل اندر لعلِ ما
اُس سُرخ شراب اور جانفزا (لب) لعل سے	ہمارا لعل، لعل در لعل ہے
باز خرم گشت و مجلس دلفروز	خیز دفعِ چشمِ بَد اسپند سوز
مجلس پھر پُرلطف اور دلفروز ہوگئی	اُٹھ نظرِ بد کو دُور کرنے کیلئے کالا دانہ جلا
نعرۂ مستانہ خوش می آیدم	تا ابد جاناں چنیں می بایدم
مجھے مستانہ نعرہ بھلا لگتا ہے	اے محبوب! ہمیشہ مجھے یہی چاہیئے
نِک ہلالےؓ با بلالےؓ یار شُد	زخمِ خارا اُو را گُل و گلزار شُد
اب بلالؓ، بلالؓ کے یار ہوگئے	اُن کے لئے کانٹے کا زخم گُل و گلزار ہوگیا

۱؎ چوں گنہ۔ اگر انسان کے مکمل گناہ ہوں گے تو اس کی رُوسیاہی مکمل ہوگی اگر گناہ ادھورے ہیں تو رُوسیاہی بھی ادھوری ہوگی۔ کہ بقدر۔ قرآن پاک میں ہے وَقُضِیَ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ۔ اور اُن کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائیگا اور اُن پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

۲؎ خواہ۔ اللہ تعالیٰ ہر ڈھکی چھپی نیکی اور بدی کو دیکھنے اور سننے والا ہے۔ زیں۔ اب حضرتؒ کی بحث ختم کردو کیونکہ عاشقوں پر عشق کے غلبہ سے عید کی سی خوشی طاری ہوگئی ہے اور عشق اپنے عاشقوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آرہا ہے۔ آبِ جاں یعنی عشق۔ شاہ۔ یعنی محبوب۔

۳؎ می خرامد۔ عاشقوں کا نصیبہ اب ناز کررہا ہے اور عشق کے غلبہ سے توبہ شکنی کا وقت آگیا ہے۔ توبہ۔ حضرت بلالؓ دوبارہ اظہارِ ایمان سے توبہ کو توڑنے پر مجبور ہوگئے۔ خماری۔ وہ شرابی جس پر نشہ کا اثر ہو۔ شرابِ لعل یعنی عشق کی سُرخ شراب۔ لعلِ جانفزا یعنی معشوق کا ہونٹ۔ لعل اندر۔ یعنی ہمیں عشق کی دولتیں حاصل ہوگئی ہیں۔ اسپند کالا دانہ جس کی نظرِ بد کے دفعیہ کے لئے دھونی دی جاتی ہے۔ نِک بلالے حضرت بلالؓ کا قصہ آگے مذکور ہے۔

مصرعہ۔
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔

گر ز زخمِ خار تن غربال شُد ۱ — جان و جسمم گُلشنِ اقبال شُد
اگر کانٹے کے زخم سے جسم چھلنی ہوگیا ہے — میری جان اور جسم نصیبہ وری کا چمن بن گیا ہے

تن بپیشِ زخمِ خارِ آں جہود — جانِ من مست و خرابِ آں وَدُود
میرا جسم اُس منکر کے کانٹے کے زخم کے سامنے ہو — میری جان اُس محبوب سے مست و خراب ہے

بُوئے جانے سُوئے جانم میرسد — بُوئے یارِ مہربانم میرسد
ایک جان کی خوشبو میری جان کو پہنچ رہی ہو — مجھے مہربان دوست کی خوشبو آ رہی ہے

از سُوئے معراج آمد مصطفےٰؐ — بر بلالشؓ حبذا آں حبذا
مصطفےٰؐ معراج سے آئے — اُن کے بلالؓ کو مبارک ہو وہ مبارکباد

بازگردانیدنِ صدیق رضی اللہ عنہ واقعہ بلال رضی اللہ عنہ را و ظلمِ ۲ جہوداں بروے و احد احد گفتنِ او و فزوں شدنِ کینہ جہوداں و قصہ او پیشِ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم گفتن و مشورت کردن در خریدنِ او از جہوداں

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت بلالؓ کے واقعہ اور اُن پر کافروں کے ظلم اور اُن کے احد احد کہنے کا اور منکروں کے کینہ کے بڑھنے، اور اُن کے قصے کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دُہرانا اور منکروں سے خریدنے میں مشورہ کرنا

چونکہ صدیقؓ از بلالِؓ دَم دُرست — ایں شنید از توبۂ او دست شُست
جب صدیقؓ نے سچے بلالؓ سے — یہ سُنا، اُن کی توبہ سے ہاتھ دھو لیا

بعد ازاں صدیقؓ پیشِ مصطفےٰؐ — گفت حالِ آں بلالِؓ باوفا
اُس کے بعد صدیقؓ نے آنحضورؐ کے سامنے — اُن وفادار بلالؓ کا حال کہا

کاں فلک پیمائے میموں فال چُست — ایں زماں در عشق و اندر دامِ تُست
کہ وہ آسمان کو طے کرنے والا، مبارک فال، مستعد — اب وہ آپ کے عشق اور جال میں ہے

بازِ سلطان ست زاں جغداں ۳ برنج — در حدث مدفون شُد آں زفتہ گنج
شاہی باز ہے، اُن جغدوں سے تکلیف میں ہے — وہ بھاری خزانہ گندگی میں دفن ہوگیا

جغدہا بر باز استم می کنند — پرّ و بالش بیگنہ بر می کنند
بوم، باز پر ظلم کر رہے ہیں — بغیر خطا کے اُس کے پر و بال اکھاڑ رہے ہیں

---

۱ گر ز زخم یعنی حضرت بلالؓ نے کہا۔ غربال۔ چھلنی۔ تن جسم کو اگرچہ یہ کافر زخمی کر رہا ہے لیکن اللہ کے عشق سے مست ہے۔ وَدُود۔ اللہ تعالیٰ۔ بُوئے جانے۔ یعنی آنحضورؐ کی خوشبو۔ معراج۔ یعنی آنحضورؐ نے عروجِ روحانی سے نزول فرمایا اور حضرت بلالؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔

۲ ظلمِ جہوداں۔ حضرت بلالؓ پر کفار جو ظلم کر رہے تھے اُس کا سارا قصہ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضورؐ سے عرض کیا۔ دَم دُرست۔ سچا۔ دست شُست۔ یعنی حضرت بلالؓ کی توبہ سے مایوس ہوگئے۔ کاں فلک۔ حضرت بلالؓ کو شاہی باز قرار دے کر اُن صفات کا ذکر کیا ہے۔ سلطان یعنی آنحضورؐ۔

۳ جغداں۔ یعنی کفارِ قریش۔ حدث۔ یعنی کفارِ قریش۔ گنج۔ یعنی حضرت بلالؓ۔ جغدہا۔ پہلے قصہ بیان کر چکے ہیں کہ ایک شاہی باز جغدوں میں جا پھنسا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

جُرمِ اُو اینست کو بازست و بس — غیرِ[1] خوبی جُرمِ یوسف چیست پس

اُس کی خطا صرف یہی ہے کہ وہ باز ہے — یوسفؑ کا سوائے حُسن کے کیا جرم ہے؟!

چُغد را ویرانہ باشد زاد و بُود — ہست شاں بر بازِ زاں خشم و جُحُود

چغدوں کا مولد اور مسکن ویرانہ ہوتا ہے — باز پر اُن کا انکار اور غصّہ اِس لیے ہے

کہ چرا تو یاد می آری ازاں — لالہ زار و جُوئبار و گُلستاں

کہ تو کیوں یاد کرتا ہے، اُس — لالہ زار اور نہر اور چمن کو

کہ چرا می یاد آری زاں دیار — یا ز قصر و ساعدِ آں شہریار

کہ تو اُس وطن کو کیوں یاد کرتا ہے؟ — یا اُس شاہ کے قلعہ اور کلائی کو

دَر دِہِ چُغداں فضولی می کُنی — فتنہ و تشویش در می افگنی

تو چغدوں کی بستی میں بیوقوفی کرتا ہے — تو فتنہ اور تشویش پیدا کرتا ہے

مسکنِ ما را کہ شُد رشکِ اثیر — تو خرابہ خوانی و نامِ حقیر

ہماری قیام گاہ جو رشکِ فلک ہے — تو (اُسکو) ویرانہ کہتا ہے اور حقیر نام (دھرتا ہے)

شید آوردی کہ تا چُغدانِ ما — مر تُرا سازند شاہ و پیشوا

تو مکاری کرتا ہے، تاکہ ہمارے چغد — تجھے شاہ اور پیشوا بنا لیں

وہمِ[2] و سودائی دَر ایشاں می تنی — نامِ ایں فردوس ویراں می کُنی

تو اُن میں وہم اور دیوانگی پیدا کر رہا ہے — تو اِس جنّت کا نام، ویرانہ دھرتا ہے

بر سرت چنداں زنیم اے بدصفات — کہ بگوئی ترکِ شید و تُرّہات

اے بدصفات! ہم تیرے سر پر اتنا ماریں گے — کہ تو مکر اور بکواس کو چھوڑ دے

پیشِ مشرق چار میخش می کُنند — تَن برہنہ شاخِ خارش میزنند

مشرق کے رُخ اُس کو چار میخ کرتے ہیں — ننگے بدن، اُس پر کانٹے دار لکڑی مارتے ہیں

از[3] زنش صد جای خون می جہد — اُو اَحَد می گوید و سر می نہد

اُس کے جسم سے سیکڑوں جگہ سے خون اُبل پڑتا ہو — وہ اَحد کہتا ہے، اور سر ڈال دیتا ہے

پند ہا دادم کہ پنہاں دار دیں — سِر بپوشاں از جہودانِ لعیں

میں نے نصیحتیں کیں کہ دین کو پوشیدہ رکھ — ملعون کافروں سے، راز چھپا

عاشق ست اُو را قیامت آمد ست — تا درِ توبہ برو بستہ شُدہ ست

وہ عاشق ہے، اُس کے لیے قیامت آگئی ہے — حتیٰ کہ توبہ کا دروازہ اُس پر بند ہو گیا ہے

---

[1] غیر خوبی۔ حضرت یوسفؑ سے اُن کے بھائیوں کی دشمنی اُن کے حُسن کی وجہ سے تھی۔ جحود۔ انکار۔ کہ چرا۔ جب باز لالہ زار اور چمن کو یاد کرتا ہے تو چغدوں کو غصہ آتا ہے اور کہتے ہیں کہ تو شاہی کلائی اور محلات کا ذکر کر کے ہمیں کیوں پریشان کرتا ہے۔ مسکنِ چغد یہ بھی کہتے ہیں کہ تو ہمارے مسکن کو جو آسمانوں سے بھی افضل ہے ویران کہتا ہے۔ شید۔ یہ تیری سب مکاری سردار بننے کے لئے ہے۔

[2] وہم۔ تو ہم کو دیوانہ بنانا چاہتا ہے اور ہماری جنت کو ویرانہ کہتا ہے۔ ترہات۔ بکواس۔ پیش۔ حضرت بلالؓ کو اس طرح سزا دیتے تھے کہ ننگا کر کے چاروں ہاتھ پاؤں کو چار کیلوں سے باندھ دیتے تھے اور خار دار لکڑی سے مارتے تھے یہ باتیں حضرت ابوبکرؓ نے آنحضورؐ سے عرض کیں۔

[3] از زنش۔ مار کھانے سے اُن کے بدن پر سیکڑوں زخموں سے خون بہتا ہے اور وہ برابر احد احد کہتے رہتے ہیں اور اس سزا سے نہیں گھبراتے ہیں۔ پندہا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے اُنکو دین و ایمان پوشیدہ رکھنے کی نصیحتیں بھی کیں لیکن وہ خدا اور رسول کا ایسا عاشق ہے کہ گویا قیامت آگئی ہے اور اس کیلئے اس عشق کو ظاہر کرنے کی توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

عاشقی[1] و توبہ یا امکانِ صبر ——— ایں محالے باشد اے جاں بس سطبر
عاشق اور توبہ، یا صبر کا امکان ——— اے جان! یہ بہت عظیم محال ہوتا ہے

توبہ کِرم و عشق ہمچوں اژدہا ——— توبہ وصفِ خلق و آں وصفِ خدا
توبہ کیڑا ہے اور عشق اژدہے کی طرح ہے ——— توبہ مخلوق کی صفت ہے اور وہ خدا کا وصف ہے

عشق ز اوصافِ خدائے بے نیاز ——— عاشقی بر غیر او باشد مجاز
عشق بے نیاز خدا کے اوصاف میں سے ہے ——— اس کے غیر سے عاشقی مجاز ہے

زانکہ آں مِس زر اندود آمدست ——— ظاہرش نور اندرونش دود آمدست
کیونکہ وہ ملمع شدہ تانبا ہے ——— اس کا ظاہر روشن، اندر دھواں ہے

چوں رود نور و شود پیدا دخاں ——— بفسرد عشقِ مجازی آں زماں
جب چمک چلی جاتی ہے اور دھواں نمودار ہو جاتا ہے ——— اس وقت، مجازی عشق ٹھنڈا پڑ جاتا ہے

چوں شود پیدا دخانِ غم فزا ——— بفسرد نے عشق ماند نے ہوا
جب غم کو بڑھانے والا دھواں ظاہر ہو جاتا ہے ——— وہ ٹھٹھر جاتا ہے، نہ عشق رہتا ہے نہ ہوس

وا[2] رود آں حسن سوئے اصلِ خود ——— جسم ماند گندہ و رسوا و بد
وہ حسن اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے ——— جسم گندہ اور ذلیل اور بدحال رہ جاتا ہے

نورِ مہ راجع شود ہم سوئے ماہ ——— وا رود عکسش ز دیوارِ سیاہ
چاند کی چاندنی چاند کی طرف لوٹ جاتی ہے ——— اس کا عکس کالی دیوار سے واپس ہو جاتا ہے

نے[3] درو نورے بود نے زندگی ——— نے جمالش ماند و نے فرخندگی
نہ اس میں نور رہتا ہے، نہ زندگی ——— نہ اس کا حسن رہتا ہے، اور نہ خوبی

پس بماند آب و گِل بے آں نگار ——— گردد آں دیوار بے مہ دیو وار
اس حسین کے بغیر پانی اور مٹی رہ جاتی ہے ——— وہ دیوار چاندنی کے بغیر بھوت کی طرح رہ جاتی ہے

قلب را کہ زر ز روئے او بجست ——— باز گشت آں زر بکانِ خود نشست
کھوٹا، جس کے اوپر سے سونا اُڑ گیا ——— وہ سونا واپس ہو گیا، اپنی کان میں جا بیٹھا

پس مِس رسوا بماند دود وش ——— زو سیہ تر رُو بماند عاشقش
رسوا تانبا دھوئیں کی طرح رہ جاتا ہے ——— اس کا عاشق، اس سے زیادہ روسیاہ ہو جاتا ہے

عشقِ بینایاں بود بر کانِ زر ——— لاجرم ہر روز باشد بیشتر
عقلمندوں کا عشق سونے کی کان سے ہوتا ہے ——— وہ لامحالہ ہر روز بڑھتا ہے

[1] عاشقی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ عاشق ہو اور پھر وہ محبوب کے ذکر سے توبہ کرے ناممکن بات ہے۔ توبہ۔ عشق کے سامنے توبہ ایک کمزور چیز ہے توبہ بندے کی صفت ہے اور عشق خدا کی صفت ہے اللہ کی صفت اور بندے کی صفت کا کیا مقابلہ۔ عشق۔ حقیقی عشق خدا کی صفت ہے دوسری چیز سے عشق، عشقِ مجازی ہے۔ زانکہ۔ غیر خدا سے عشق ایسا ہی ہے جیسے ملمع شدہ سونے کا عشق۔ چوں۔ جب مجازی معشوق سے خدائی عکس جدا ہو جاتا ہے اس معشوق سے عشق بھی نہیں رہتا۔

[2] وا رود۔ مجازی معشوق کا حسن جب اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے تو معشوق کا جسم گندہ اور برا معلوم ہونے لگتا ہے۔ نورِ مہ۔ اس کی یہ مثال ہے کہ کالی دیوار سے جب چاند کی چاندنی غائب ہو جاتی ہے تو پھر دیوار کالی نظر آنے لگتی ہے۔

[3] نے درو۔ مجازی معشوق پر سے اللہ تعالےٰ کے حسن کا عکس ہٹ جانے سے نہ اس میں زندگی رہتی ہے نہ حسن اور وہ محض ایک مٹی اور پانی رہ جاتا ہے۔ قلب۔ ملمع شدہ چیز پر سے جب سونا اُڑ کر اپنی کان میں پہنچ جاتا ہے تو تانبا روسیاہ رہ جاتا ہے اور اس کا عاشق اس سے بھی زیادہ رسوا ہو جاتا ہے۔ عشق۔ جو عقلمند ہیں وہ اصل پر عاشق ہوتے ہیں چونکہ وہ باقی رہنے والی چیز ہے لہٰذا عشق میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

مرحبا اے کانِ زر لاشکَّ فیْکْ ۔۔۔ زانکہ کاں را در زری نبْوَد شریک

اے سونے کی کان تجھے شاباش تیرے بارے میں شک نہیں ہے ۔۔۔ کیونکہ سونے پن میں کان کا کوئی شریک نہیں ہے

ہر کہ قلبے را کُند انبازِ کان ۔۔۔ وارَوَد زر تا بکانِ لا مکان

جو کھوٹے کو کان کا شریک بنائے ۔۔۔ سونا لا مکانی کان میں چلا جائے گا

عاشق و معشوق مُردہ زاضطراب ۔۔۔ ماندہ ماہی رفتہ زاں گردابِ آب

عاشق اور معشوق اضطراب سے مرگئے ۔۔۔ مچھلی رہ گئی اس بھنور سے پانی چلا گیا

عشقِ ربانی ست خورشیدِ کمال ۔۔۔ اَمر نورِ اوست خَلقاں چوں ظلال

خدائی عشق کمال کا سورج ہے ۔۔۔ (عالم) امر اس کا نور ہے (عالم) خلق سایوں کی طرح ہے

مصطفےٰ زیں قصہ چوں گُل بر شگفت ۔۔۔ رغبت افزوں گشت اُو را ہم بگفت

حضرت مصطفےٰؐ اس قصہ سے پھول کی طرح کھل گئے ۔۔۔ کہنے سے، اُن کی رغبت بھی بڑھ گئی

مستمع چوں یافت ہمچوں مصطفےٰ ۔۔۔ ہر سرِ مویش زبانے شُد جدا

جبکہ سُننے والا (حضرت) مصطفےٰؐ جیسا پایا ۔۔۔ اُن کا ہر سرِ مُو مستقل زبان بن گیا

مصطفےٰ گفتش کہ اکنوں چارہ چیست ۔۔۔ گفت ایں بندہ مر اُو را مشتری ست

(حضرت) مصطفےٰؐ نے فرمایا اب کیا تدبیر ہے؟ ۔۔۔ عرض کیا، یہ غلام اُس کا خریدار ہے

ہر بہا کہ گوید اُو را می خرم ۔۔۔ در زیان و حیفِ ظاہر ننگرم

وہ جو قیمت بھی کہے گا، میں اُس کو خریدوں گا ۔۔۔ ظاہری نقصان اور بے انصافی کو نہ دیکھوں گا

کو اسیرُ اللّٰہ فی الارض آمد ست ۔۔۔ سخرۂ خشمِ عدوُّ اللّٰہ شُد ست

کیونکہ وہ سرزمین میں اللہ (تعالےٰ) کا قیدی ہے ۔۔۔ اللہ (تعالےٰ) کے دشمن کے غصہ کا پابند ہوگیا ہے

وصیت کردنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ را کہ چوں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ را مشتری میشوی

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمانا کہ جب تو بلال رضی اللہ عنہ کا خریدار بنے گا

ہر آئینہ ایشاں از ستیزہ بسیار بہای اُو را خواہند افزود مرا دریں فضیلت شریکِ خود کُن و وکیلِ من باش و نیم بہا از من بستاں

وہ لوگ لامحالہ مخالفت کی وجہ سے اُس کی بہت قیمت بڑھا دیں گے اور مجھے اُس فضیلت میں اپنا شریک کرلے اور میرا وکیل بنجا اور آدھی قیمت مجھ سے لے لے

ا؎ مرحبا۔ اب مولانا جوش میں معشوقِ حقیقی کو خطاب کرتے ہیں تیری صفات کے حقیقی ہونے میں کوئی شک نہیں اور تیری اس صفت میں تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہر کہ۔ جو مجازی موصوف کو حقیقی موصوف کا شریک کریگا۔ عاشق۔ وہ عاشق جو کھوٹے کو کان کا شریک بنائیگا جب کھوٹے کا ملمع اُڑ جائے گا تو عاشق اور معشوق دونوں پریشانی سے ایسے مُردہ ہو جائیں گے، جیساکہ وہ مچھلی جو گرداب کا پانی خشک ہو جانے کے بعد پڑی رہ جائے۔ عالم امر قرآن میں ہے اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ خلق اور امر اُسی کے لئے ہے۔ عالم امر وہ عالم ہے جو مادے سے خالی ہے اور عالم خلق جسمانی عالم ہے اصل عالم امر ہے اور عالم خلق اس کا سایہ ہے۔

۲؎ مصطفےٰ۔ حضرت بلالؓ کا قصہ سن کر آنحضورؐ خوش ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے اُس کی خوب تشریح کی۔ مصطفےٰ۔ آنحضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے حضرت بلال رضؓ کا پورا قصہ سُن کر فرمایا، اب کیا تدبیر ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں اُنکو خرید لونگا وہ جو بھی قیمت طلب کرینگے اُنکو دیدونگا اور کسی ظاہری نقصان کی پرواہ نہ کرونگا کیونکہ وہ خدا کا قیدی دشمنوں کے ہاتھ میں پھنسا ہوا ہے۔

۳؎ وصیت۔ آنحضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ وہ لوگ عداوت کی وجہ سے بہت قیمت طلب کرینگے اسکو خرید لے اور مجھ کو آدھی قیمت میں شریک کر لے

Presented by www.ziaraat.com

مصطفیٰ گفتش کہ اے اقبال جو — در خریدن می شوم انباز تو
حضرت مصطفیٰ نے اُنسے فرمایا کہ اے نیک بختی کی جستجو کرنیوالے — خریداری میں میں تیرا شریک بنتا ہوں

تو وکیلم[۱] باش و نیمے بہرِ من — مشتری شو قبض کن از من ثمن
تو میرا وکیل بن جا، اور آدھے کا میرے لئے — خریدار بن جا، مجھ سے قیمت لے لے

گفت صدیق خدمت کنم رفت آں زماں — سوئے خانہ آں جہود بے اماں
عرض کیا سو بار، خدمت کرتا ہوں فوراً روانہ ہوگئے — اُس بے پناہ کافر کے گھر کی جانب

گفت با خود کز کفِ طفلاں گہر — می تواں آساں خریدن اے پدر
اپنے آپ سے کہنے لگے کہ بچوں کے ہاتھ سے موتی — اے بابا! آسانی سے خریدا جاسکتا ہے

عقل و ایماں را ازیں قوم جہول — می خرد با ملکِ دنیا دیو غول
اس نادان قوم سے، عقل اور ایمان کو — شیطان، دنیا کے ملک کے بدلے میں خرید لیتا ہے

آنچناں[۲] زینت دہد مردار را — کہ خرد زایشاں دو صد گلزار را
وہ مُردار کو اس قدر مزین کر دیتا ہے — کہ اُن سے دو سو چمن خرید لیتا ہے

آنچناں مہتاب بنماید بسحر — کز خساں صد کیسہ برباید بسحر
چاندنی کو جادو کے ذریعہ اس طرح دکھا دیتا ہے — کہ شعبدے کے ذریعہ کمینوں سے سو تھیلیاں اچک لیتا ہے

انبیاشاں تاجری آموختند — پیشِ ایشاں شمع دیں افروختند
اُن کو نبیوں نے تجارت سکھائی — اُن کے سامنے دین کی شمع روشن کی

دیو و غولِ ساحر از سحر و نبرد — انبیا را در نظر شاں زشت کرد
جادوگر بھوت اور چھلاوے نے جادوگری اور مخالفت سے — اُن کی نظر میں نبیوں کو بے وقعت کر دیا

زشت گرداند بجادوئی عدو — تا طلاق افتد میانِ جفت و شو
دشمن جادو سے بُرا بنا دیتا ہے — حتیٰ کہ بیوی اور شوہر میں طلاق واقع ہوجاتی ہے

دیدہا[۳]شاں را بسحرے دوختند — تا چنیں گوہر بہ خس بفروختند
جادو سے، انھوں نے اُن کی آنکھیں سی دیں — یہاں تک کہ انھوں نے ایسا موتی تنکے کے بدلے بیچ ڈالا

ایں گہر از ہر دو عالم برتر است — ہیں بخر زیں طفلِ جاہل کو خر است
یہ موتی، دونوں جہان سے بالاتر ہے — ہاں اس نادان بچے سے خریدے کیونکہ وہ گدھا ہے

پیشِ خر خرمہرہ و گوہر یکیست — آں اشک را در دُرّ و دریا شکیست
گدھے کے سامنے کوڑی اور موتی یکساں ہے — اُس گدھے کو موتی اور سمندر میں شک ہے

---

۱ تو وکیلم۔ بلالؓ کی خریداری میں تم میرے وکیل بن جاؤ... آں جہود۔ اُمیۃ بن خلف۔ گفت۔ ابوبکرؓ نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ کافر بلالؓ کی قدر و قیمت سے بے خبر ہیں میں اُن سے بلالؓ کو آسانی سے اسی طرح خرید لوں گا جس طرح بچے سے موتی خرید لیا جاتا ہے۔ عقل۔ ان کفار سے شیطان دنیا کے بدلے عقل اور ایمان خرید لیتا ہے۔

۲ آنچناں۔ شیطان ان کافروں کے لئے مُردار دنیا کو اس قدر پُر رونق کر کے دکھا دیتا ہے کہ اُن سے آخرت کے چمن خرید لیتا ہے۔ مہتاب... چاندنی کو کپڑا بنا کر دکھا دیتا ہے اور اُن کی ہمیانیاں اُڑا لے جاتا ہے انبیاء نے اُن کو تجارت کرنا سکھایا لیکن شیطان اُن کی نظروں میں انبیاء اور اُن کی تعلیمات کو بُرا کر کے دکھا دیتا ہے۔ زشت۔ شیطان ایسے اثرات پیدا کر دیتا ہے کہ میاں بیوی میں نفرت ہو جاتی ہے اور طلاق تک نوبت آجاتی ہے۔

۳ دیدہا۔ جس طرح شیطان میاں اور بیوی میں جادوگری کرتا ہے اسی طرح جادو سے اُنکو اندھا کر دیا اور اُن کفار نے حضرت بلالؓ کو چند ٹکوں میں بیچ ڈالا۔ ایں گہر یعنی حضرت بلالؓ۔ زیں طفل یعنی اُمیۃ۔ خرمہرہ۔ کوڑی۔ اشک۔ ترکی لفظ ہے، گدھا۔

Presented by www.ziaraat.com

منکرِ[1] بحرست و گوہرہای او — کے بُود حیواں دُرِ و پیرایہ جُو
وہ سمندر اور اُس کے موتیوں کا منکر ہے — جانور، اُس سے آرائش کا کب طالب ہوتا ہے؟

در سرِ حیواں خدا ننہادہ است — کو بُود در بندِ لعل و دُر پرست
خدا نے جانور کے سر میں نہیں رکھا ہے — کہ وہ لعل کی فکر میں اور موتی کا پرستار ہو

مرخراں را ہیچ دیدی گوشوار — گوش و ہوشِ خر بُود در سبزہ زار
تو نے گدھوں کے کان کا آویزہ کبھی دیکھا ہے — گدھے کا گوش و ہوش سبزہ زار ہوتا ہے

اَحْسَنُ التَّقْوِیْم در وَالتِّیْن بخواں — کہ گرامی گوہرست اے دوست جاں
"اَحْسَنُ التَّقْوِیْم" کو سورۃ "والتین" میں پڑھ لے — کہ اے پیارے! جان قیمتی موتی ہے

اَحْسَنُ التَّقْوِیْم از عرشش فزوں — اَحْسَنُ التَّقْوِیْم از فکرت بروں
"اَحْسَنُ التَّقْوِیْم" اُس کے عرش سے بڑھ کر ہے — "اَحْسَنُ التَّقْوِیْم" تیری سمجھ سے باہر ہے

گر بگویم قیمتِ ایں[2] ممتنع — ہم بسوزم ہم بسوزد مستمع
اگر میں اُس کی قیمت بتاؤں، ناممکن ہے — میں بھی جل جاؤں، سُننے والا بھی جل جائے

لب بہ بند اینجا و خراں سو مراں — رفت آں صدیق سوئے آں خراں
اس جگہ ہونٹ بند کر لے اُس جانب گدھا نہ ہنکا — صدیق رضہ، اُن گدھوں کی جانب روانہ ہو گئے

حلقۂ در زد چو در را بر کشود — رفت بیخود در سرای آں جہود
کُنڈی بجائی، جب اُس نے دروازہ کھولا — بیخود ہی میں اُس کافر کے گھر میں پہنچ گئے

بیخود و سرمست در آتش نشست — از دہانش بس کلامِ تلخ جست
بیخود اور مدہوش (غصہ کی آگ میں) جا بیٹھے — اُن کے مُنہ سے بہت کڑوی باتیں نکلیں

کیں[3] ولی اللہ را چوں میزنی — ایں چہ حقدست اے عدوِ روشنی
کہ تو اللہ (تعالےٰ) کے اِس دوست کو کیوں مار رہا ہے — اے نُور کے دشمن! یہ کیا کینہ ہے؟

گر ترا صدقیست اندر دینِ خود — ظلم بر صادق دلت چوں میدہد
اگر تجھ میں اپنے دین کے بارے میں سچائی ہے — تیرا دل، ایک سچے پر ظلم کیسے گوارا کرتا ہے؟

اے تو در دینِ جہودی مادہ — کیں گماں داری تو بر شہزادہ
ارے تو کفر کے دین میں نامرد ہے — کہ تو ایک شہزادے پر یہ گمان کرتا ہے

[1] بحر یعنی ایمان کا سمندر۔ گوہرہا یعنی مومنین۔ پیرایہ آراستگی۔ در سر حیوان یعنی اللہ تعالےٰ نے اُن کو نہیں دیا کہ وہ لعل اور موتی کی قیمت کو سمجھ سکیں۔ مرخراں۔ چونکہ وہ موتی کی قیمت نہیں سمجھتے اس لئے وہ کانوں میں موتی کے آویزے نہیں ڈالتے ہیں۔ سبزہ زار یعنی عمدہ دولت۔ وَالتِّیْن۔ سورۃ تین میں مذکور ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ بیشک ہم نے انسان کو بہترین خلقت میں پیدا کیا ہے۔ اور روحِ کامل عرش سے افضل ہے اور انسان اس دنیا میں اُس کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے۔

[2] ایں ممتنع۔ روحِ کامل جس کی حقیقت کا بیان ناممکن ہے۔ اگر میں اُس کی قدر و قیمت بیان کروں تو میں بھی اور تم بھی جل جاؤ گے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ لب بہ بند۔ لہٰذا اس سلسلہ میں خاموشی بہتر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے ان گدھوں کے پاس جانے کا ذکر شروع کر۔ ...... حلقۂ در۔ حضرت ابوبکرؓ نے اُمیّہ کے گھر کے کواڑ کھٹکھٹائے اور گھر میں چلے گئے اور جس کی حضرت بلال رضہ کے پٹنے کا رنج تھا اُس کو سخت باتیں کہیں۔

[3] کیں۔ یہ کہا کہ تو اس اللہ کے ولی کو کیوں مارتا ہے۔ گر ترا۔ اگر انسان اپنے مذہب میں سچا ہے تو دوسرے مذہب کے سچے دل والے کی حقیقت کو وہ سمجھ سکتا ہے اور اُس پر ظلم کرنا پسند نہ کریگا۔ اُس کے اعتقاد پر اُس کو مجبور سمجھے گا۔ اے تو۔ جب تو کسی سچے دیندار پر ظلم کو روا رکھتا ہے تو معلوم ہوا کہ تو اپنے دین کا پکا نہیں ہے۔ شہزادہ یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔

Presented by www.ziaraat.com

درشمہ[1] زآئینۂ کژ ساز خود — منگر اے مردودِ نفرینِ ابد

اپنے بنائے ہوئے ٹیڑھے آئینہ سے سب کو — اے ابدی لعنت کے مردود! نہ دیکھ

آنچہ آں دم از لبِ صدیق جست — گر بگویم گم کُنی تو پا و دست

اُس وقت (حضرت) صدیقؓ کے ہونٹوں سے جو کچھ نکلا — اگر میں کہوں، تو ہاتھ پاؤں گم کر دے

آں ینابیعِ الحِکم ہمچوں فُرات — از دہانِ اُو رواں زبے جہات

حکمتوں کے فرات جیسے چشمے — لامکان کی جانب سے اُن کے منہ سے جاری تھے

ہمچو[2] از سنگے کہ آبے شُد رواں — نے ز پہلو مایہ دارد نز میاں

جس طرح ایک پتھر سے پانی جاری ہوا تھا — جو نہ پہلو میں سرمایہ رکھتا ہے نہ اندر

اسپرِ خود کردہ حق آں سنگ را — بر گشادہ آبِ مینا رنگ را

(اللہ تعالٰی نے) اُس پتھر کو اپنی ڈھال بنایا تھا — جس سے آبگینہ جیسا پانی بہا دیا

ہمچناں کز چشمۂ چشمِ تو نُور — اُو رواں کردست بے بخل و فتور

جس طرح تیری آنکھ کے چشمہ سے نور — اُس نے بغیر بخل اور کمی کے جاری کر دیا ہے

نے ز پیہ آں مایہ دارد نے ز پوست — روئے پوشی کردہ در ایجاد دوست

وہ نہ چربی سے سرمایہ رکھتی ہے، نہ کھال سے — دوست نے ایجاد کرنے میں آڑ بنائی ہے

درخلائے[3] گوش بادِ جاذبش — مُدرکِ صدقِ کلام و کاذبش

اُس کی جذب کرنے والی ہوا کان کے سوراخ میں — اُس کے جھوٹے اور سچے کلام کا ادراک کرنے والی ہے

آں چہ باد ست اندراں خرد استخواں — کہ پذیرد حرف و صوتِ قصہ خواں

اُن چھوٹی ہڈیوں میں یہ کیسی ہوا ہے؟ — کہ بات کرنے والے کے حرف اور آواز کو قبول کرے

استخوان و باد رُوپوش ست و بس — در دو عالم غیرِ یزداں نیست کس

ہڈی اور ہوا، محض پردہ ہے — دونوں جہان میں خدا کے علاوہ کوئی نہیں ہے

مستمع اُو قائل اُو بے احتجاب — زانکہ الاذنان من راس اے مثاب

بلاشک سننے والا وہی ہے، بولنے والا وہی ہے — کیونکہ اے ثواب پانیوالے دونوں کان سر کا حصہ ہیں

گفت رحمت گر ہمی آید بُرو — زر بدہ بستانش اے اکرام خُو

اُس نے کہا اگر (تجھے) اُس پر رحم آتا ہے — اے کرم کی عادت والے! روپیہ دے اُسکو لے لے

---

[1] درشمہ۔ چونکہ تیری فطرت کج ہے تو ندسروں کو بھی کج فطرت سمجھتا ہے۔ آنچہ۔ حضرت ابوبکرؓ نے اُس وقت حیران کن باتیں کہیں جو بڑی پُرحکمت تھیں۔ آں ینابیع۔ اُن باتوں کے پُرحکمت ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ باتیں اگرچہ حضرت ابوبکرؓ کی زبان سے جاری تھیں لیکن اُن کا اصل سرچشمہ حضرت حق تعالٰی تھا۔ ینابیع۔ ینبوع کی جمع ہے، چشمہ۔ حِکَم۔ حکمت کی جمع ہے۔

[2] ہمچو۔ حضرت ابوبکرؓ کے منہ سے اِن چشموں کے جاری ہونے پر کیا تعجب ہے جبکہ اللہ تعالٰی نے پتھر سے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ اِسپر۔ حضرت حق نے اس پتھر کو اپنے لئے پردہ بنا لیا تھا۔ اِسپر۔ سپر۔ ڈھال یعنی پردہ۔ مینا۔ آبگینہ۔ ہمچناں۔ تیری آنکھ کو بھی حق تعالٰی نے اپنا نور عطا کرنے کا ایک حجاب بنا رکھا ہے ورنہ آنکھ کے اجزاء میں نور کہاں ہے۔ دوست۔ یعنی اللہ تعالٰی۔

[3] درخلائے۔ انسان کا کان بھی قدرت کا ایک پردہ ہے ورنہ اُس کے اجزاء میں سُننے کی طاقت کہاں ہے۔ خرد استخواں۔ کان کی چھوٹی چھوٹی ہڈیاں۔ غیرِ یزداں۔ ہر معاملہ میں اصل متصرف خدا ہی ہے۔ زانکہ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ کان سر کا حصہ ہیں اور ظاہر ہے کہ سر ایک حادث چیز ہے اُس میں خود یہ صفات کہاں ہو سکتی ہیں۔ گفت۔ اُمیّہ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا اگر تجھے بلالؓ پر رحم آتا ہے تو اُس کو خرید لے۔

Presented by www.ziaraat.com

از منش و اخر چو می سوزد دلت | بے[1] مؤنت حل نگردد مشکلت
اگر تیرا دل جلتا ہے، مجھ سے اسکو خرید لے | بغیر خرچ کے تیری مشکل حل نہ ہوگی

گفت صد خدمت کنم پانصد سجود | بندۂ دارم نکو لیکن جہود
حضرت ابوبکرؓ نے کہا سو خدمتیں پانسو سجدے کرونگا | میرے پاس ایک اچھا غلام ہے لیکن یہودی ہے

تن سپید و دل سیاہستش بگیر | در عوض دہ تن سیاہ و دل منیر
اُس کا جسم سفید اور دل کالا ہے، لے لے | بدلے میں کالے جسم اور روشن دل کو دیدے

پس فرستاد و بیاورد آں ہمام | بود الحق سخت زیبا آں غلام
پھر اُن سردار نے بھیجا اور بلوایا | سچ یہ ہے وہ غلام نہایت حسین تھا

آں[2] چنانکہ ماند حیراں آں جہود | آں دل چوں سنگش از جا رفت زود
ایسا کہ وہ کافر حیران رہ گیا | اُس کا پتھر جیسا دل فوراً بے قابو ہو گیا

حالت صورت پرستاں ایں بود | سنگ شاں از صورتے مومیں بود
ظاہر پرستوں کی یہی حالت ہوتی ہے | اُن کا پتھر، صورت (دیکھنے) سے موم ہو جاتا ہے

باز کرد استیزہ و راضی نشد | کہ بریں افزوں بدہ بے ہیچ بُد
اُس نے جھگڑنا شروع کر دیا اور راضی نہ ہوا | کہ لامحالہ اِس پر اضافہ کرو

یک نصاب نقرہ ہم بر وے فزود | تا کہ راضی گشت حرص آں جہود
اُنھوں نے چاندی کی ایک مقدار بھی اُس پر بڑھادی | حتیٰ کہ اُس کافر کی حرص راضی ہو گئی

بیع[3] کرد و داد و بستد بے غرض | داد گوہر سنگ بستد در عوض
اُس نے فروخت کر دیا اور بلا مقصد لین دین کر لیا | موتی دے دیا اور بدلے میں پتھر لے لیا

بر خیال آنکہ سودے کردہ ام | دادم اسود ابیضے آوردہ ام
اِس خیال سے کہ میں نے نفع کمایا ہے | کالا دے دیا ہے، سفید حاصل کر لیا ہے

منعقد چوں گشت بیع اندر میاں | یافت ایجاب و قبول ہر دو آں
جب باہمی معاملہ طے ہو گیا | دونوں کا ایجاب اور قبول ہو گیا

خندیدن جہود و پنداشتن کہ صدیق رضی اللہ عنہ مغبون ست دریں عقد

کافر کا ہنسنا اور خیال کرنا کہ صدیق رضی اللہ عنہ اِس معاملے میں ٹوٹے میں ہیں

قہقہہ زد آں جہود سنگ دل | از سر افسوس و طنز و غش و غل
اُس سنگ دل کافر نے قہقہہ لگایا | مذاق اور طنز اور مکر و فریب کے طور پر

---

[1] بے مؤنت۔ یہ مشکل بغیر خرچ کے آسان نہ ہوگی۔ گفت۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: معاملہ ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کروں گا اور فرمایا میرے پاس ایک سفید رنگ کا حسین غلام ہے لیکن اُس کا دل کفر کی وجہ سے کالا ہے اُس کے بدلے میں کالے بلالؓ کو دیدے جن کا دل منور ہے۔ ہمام۔ سردار۔

[2] آں چنانکہ حضرت ابوبکرؓ کا غلام اِس قدر خوبصورت تھا کہ اُس کو دیکھ کر امیہ کا دل بے قابو ہو گیا۔ حالت۔ ظاہر پرستوں کی یہی حالت ہے کہ وہ ظاہر اور صورت پہ قربان ہوتے ہیں۔ باز کرد۔ اُس نے اصرار شروع کیا کہ بلالؓ کے عوض اِس غلام کے ساتھ کچھ چاندی بھی دو حضرت ابوبکرؓ نے چاندی کا اضافہ کر دیا۔

[3] بیع کرد۔ چاندی کے اضافہ پر وہ راضی ہو گیا اور لین دین ہو گیا اُس نے موتی دے کر پتھر لے لیا اُس کو یہ خیال تھا کہ میں نے بہت نفع کما لیا۔ کالا دے کر گورا غلام لے لیا۔ منعقد۔ جب بیع مکمل ہو گئی تو وہ بہت ہنسا اور اُسکو یقین تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اِس معاملہ میں ٹوٹا اُٹھایا ہے۔ مغبون۔ ٹوٹے میں پڑا ہوا۔ قہقہہ۔ معاملہ مکمل ہونے پر اُسنے قہقہہ لگایا جسمیں مذاق اور طنز کا پہلو تھا حضرت ابوبکرؓ نے وجہ دریافت کی تو وہ اور زیادہ ہنسا اور کہنے لگا کہ اگر اِس غلام کی خریداری میں آپ کو اصرار نہ ہوتا

گفت صدیقش کہ ایں خندہ چہ بود ۔۔۔ در جواب و پرسش او خندہ فزود

(حضرت) صدیق نے اس سے کہا کہ یہ قہقہہ کیسا ہے؟ ۔۔۔ جواب اور اُن کے دریافت کرنے پر اور زیادہ ہنسا

گفت اگر جدت نبودے واہتمام ۔۔۔ در خریداریِ ایں اسود غلام

اس نے کہا اگر تیرا اصرار اور اہتمام نہ ہوتا ۔۔۔ اس کالے غلام کی خریداری میں

من ز استیزہ نمی افروختم ۔۔۔ خود بعشر اینش می بفروختم

میں جھگڑ کر اس کو نہ بیچتا ۔۔۔ خود اس کو دسویں حصہ میں بیچ ڈالتا

کہ[۱] بنزدِ من نیرزد نیم دانگ ۔۔۔ تو گراں کردی بہایش را بانگ

کیونکہ وہ میرے نزدیک آدھی دمڑی کے لائق نہیں ہے ۔۔۔ تو نے شور کرکے اس کی قیمت بڑھا دی

پس جوابش داد صدیق اے غبی ۔۔۔ گوہرے دادی بجوزے چوں صبی

تب (حضرت) صدیقؓ نے اس کو جواب دیا اے بیوقوف! ۔۔۔ تو نے بچہ کی طرح اخروٹ کے بدلے موتی دیدیا

کو بنزدِ من ہمی ارزد دو کون ۔۔۔ من بجانش ناظرستم تو بلون

کیونکہ وہ میرے نزدیک دونوں جہان کی قیمت کا ہے ۔۔۔ میں اس کی روح کو دیکھتا ہوں، تو رنگ کو

زرِ سرخست و سیہ تاب آمدہ ۔۔۔ از برائے رشکِ ایں احمق کدہ

وہ سرخ سونا ہے اور کالے رنگ کا ہوگیا ہے ۔۔۔ اس احمقستان کے رشک کی وجہ سے

دیدۂ[۲] ایں ہفت رنگِ جسمہا ۔۔۔ در نیابد زیں نقاب آں روح را

ست رنگے جسموں کی آنکھ ۔۔۔ اس پردے کی وجہ سے اس روح کا ادراک نہیں کرتی

گر میکسی کردہ در بیع بیش ۔۔۔ دادمے من جملہ مال و ملکِ خویش

اگر تو سودے میں زیادہ کھینچ تان کرتا ۔۔۔ میں اپنا تمام مال اور ملکیت دے دیتا

ور مکیس افزودئی من ز اہتمام ۔۔۔ دامنے زر کردمے از غیر وام

اگر تو کھینچ تان بڑھاتا میں اہتمام کی وجہ سے ۔۔۔ دامن بھر سونا کسی دوسرے سے قرض لے لیتا

سہل[۳] دادی زانکہ ارزاں یافتی ۔۔۔ دُر ندیدی حقہ را نشگافتی

تو نے آسانی سے دیدیا چونکہ تو نے سستا خریدا ۔۔۔ تو نے موتی نہ دیکھا، ڈبیہ نہ کھولی

حقۂ سربستہ جہلِ تو بداد ۔۔۔ زود بینی کہ چہ غبنت اوفتاد

تیری نادانی نے بند ڈبیہ دے دی ۔۔۔ تو جلد دیکھے گا کہ تجھے کس قدر لوٹا ہوا

حقۂ پر لعل را دادی بباد ۔۔۔ ہمچو زنگی در سیہ روئی تو شاد

تو نے لعل بھری ڈبیہ برباد کر دی ۔۔۔ تو حبشی کی طرح سیاہ رُوئی پر خوش ہے

---

۱ کہ بنزد۔ کیونکہ یہ کالا غلام میرے نزدیک دمڑی کا بھی نہیں ہے تو نے شور و شغب کرکے اس کے دام بڑھا لئے۔ پس۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو جواب دیا کہ تو نابالغ ہے تو نے اخروٹ کے بدلے میں موتی دے ڈالا میرے نزدیک اس کی قیمت ہر دو عالم ہے، کیونکہ میری نظر اس کے باطن پر ہے۔ زر۔ یہ غلام تو کالا سونا ہے اس پر سیاہی رشک کی وجہ سے ہے تاکہ احمق اس کو نہ پہچان سکیں۔

۲ دیدہ۔ جو آنکھیں ستہ رنگوں کا ادراک کرتی ہیں وہ روح کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ میکسی۔ اور کسی معاملہ میں کھینچ تان کرنا۔ وامے۔ کسی اور سے قرض لے کر ادائیگی کر دیتا۔

۳ سہل۔ چونکہ تجھے سستا ہاتھ آیا تھا سستا ہی ڈالا، یہ نہ دیکھا کہ ڈبیہ میں موتی ہے۔ غبن۔ ٹھگنا۔ حقہ۔ حضرت بلالؓ موتی بھری ڈبیہ تھے جو تو نے سستی بیچی۔ تو بھی اس معاملہ میں سیاہ رو بنا اور اس پر خوش ہو رہا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

عاقبت[۱] واحسرتا گوئی بسے — بخت و دولت را فروشد خود کسے

انجام کار تو بہت واحسرتا کہے گا — کوئی نصیبے اور دولت کو فروخت کرتا ہے؟

بخت با جامہ غلامانہ رسید — چشم بدبخت بجز ظاہر ندید

نصیب، غلامی کے باس میں تیرے پاس آیا — تیری بدبخت نگاہ نے ظاہر کے سوا کچھ نہ دیکھا

اُو نمودت بندگیٔ خویشتن — خوئے زشتت کرد با اُو مکر و فن

اُس نے تجھ پر اپنی غلامی ظاہر کی — تیری بدخصلت نے اسکے ساتھ مکر اور چالاکی کی

ایں سیاہ اَسرار تن اسپید را — بت پرستانہ بگیر اے ژاژ خا

اِس سیاہ باطن، سفید جسم کو — اے بیہودے! بت پرستوں کی طرح لے لے

ایں ترا واں مرا بُردیم سُود — ہیں لکم دینٌ ولی دین اے جہود

یہ تیرا اور وہ میرا، ہم نے نفع کمایا — اِن لے کافر! تمہارا دین تمہارے لئے میرا دین میرے

خود[۲] سزای بت پرستاں ایں بُود — جُلش اطلس اسپِ اُو چوبیں بُود

بُت پرستوں کی سزا خود ہی ہوتی ہے — اُکی جھول اطلس کی، اُس کا گھوڑا لکڑی کا ہوتا ہے

ہمچو گورِ کافراں پُر دود و نار — وز بروں بربستہ صد نقش و نگار

کافروں کی قبر کی طرح، دھوئیں اور آگ سے بھری ہوئی — اور باہر سے سیکڑوں نقش و نگار کئے ہوئے

ہمچو مالِ ظالماں بیروں جمال — وز درونش خونِ مظلوم و وبال

ظالموں کے مال کی طرح، ظاہر حسین — اور اُس کے اندر مظلوم کا خون اور وبال

چون[۳] منافق از بروں صوم و صلوٰۃ — وز دروں خاکِ سیاہِ بے ثبات

منافق کی طرح، بظاہر روزہ اور نماز — اور اندر سے کالی خاک، بے بنیاد

ہمچو ابرِ خالیِ پُر قُر و قر — نے دروِ نفعِ زمیں نے قوتِ بر

خالی ابر کی طرح، گڑگڑاہٹ سے پُر — نہ اُس میں زمین کا فائدہ، نہ پھل کی غذا

ہمچو وعدہ مکر و گفتارِ دروغ — آخرش رسوا واوّل با فروغ

مکر کے وعدے اور جھوٹی بات کی طرح — اُس کا آخر رسوا اور اوّل پُر رونق

بعد ازاں بگرفت اُو دستِ بلالؓ — آں ز زخمِ ضرسِ محنت چوں خلال

اُس کے بعد انھوں نے بلالؓ کا ہاتھ پکڑا — وہ مشقت کی کچلی کے زخم سے خلال جیسے تھے،

شُد خلالے در دہانے راہ یافت — جانبِ شیریں زبانے می شتافت

وہ خلال بن گئے، منہ میں راستہ پالیا — ایک شیریں زبان کی جانب دوڑ رہے تھے

۱ عاقبت۔ جب حقیقت کھلے گی تو بہت افسوس کرے گا۔ بخت یعنی نصیبہ بشکل غلامی تیرے پاس آیا اور تو اُس کو نہ پہچانا۔ او۔ اُس نے غلامی کا اظہار کیا تو نے مکاری اور چالاکی برتی۔ ایں سیاہ۔ تو اِس غلام کو لے لے جس کا جسم سفید ہے لیکن باطن سیاہ ہے یہی بت پرستوں کا طریقہ ہے۔

۲ خود۔ بُت پرستوں کی یہی سزا ہے کہ ان کو کاٹھ کا گھوڑا جس پر اطلس کی جھول ہو حاصل ہوتا ہے۔ ہمچو۔ ان کا ماحصل کافر کی قبر جیسا ہوتا ہے کہ اُس کے اوپر نقش و نگار ہوتے ہیں لیکن اندر آگ اور دھواں ہوتا ہے۔ مالِ ظالماں۔ کافر کے ماحصل کی مثال ظالموں کا مال ہے جس کا ظاہر تو اچھا ہوتا ہے اُس کے باطن میں مظلوموں کا خون مخفی ہے۔

۳ چون منافق۔ کافر کے ماحصل کی مثال منافق بھی ہے کہ بظاہر وہ اسلامی فرائض ادا کرتا ہے لیکن اُس کا باطن ایمان و یقین سے خالی ہوتا ہے نیز اُسکو اُن بادل سے بھی تشبیہ دی جاسکتی ہے جو صرف گرجے اور نہ برسے یا جھوٹے وعدہ سے تشبیہ دے لو جس کی ابتدا خوش کن اور انتہا مایوس کن ہوتی ہے۔ بعد ازاں۔ خریداری کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کا ہاتھ پکڑا اور اُنکو آنحضورؐ کی خدمت میں لے آئے۔ ضرس۔ دانت کی کچلی۔ خلال۔ دانت کرید نے کا تنکا۔ شیریں زبان۔ آنحضورؐ۔

Presented by www.ziaraat.com

آوریدش تا بنزدِ آں رسولؐ — کہ بجاں اُو کردہ بُد دینش قبول

وہ اُن کو رسولؐ کے پاس لائے — کیونکہ انھوں نے دل سے اُسکا دین قبول کر لیا تھا

چوں[1] بدید آں خستہ رُوئے مُصطفےٰؐ — خَرّ مغشیًا فتاد اُو بر قفا

جب اُن بدحال نے مُصطفےٰؐ کا چہرہ دیکھا — وہ غش کھا کر گر گئے، پُشت کے بل جا پڑے

تا بدیرے بیخود و بیخویش ماند — چوں بخویش آمد ز شادی اشک راند

وہ دیر تک بے خود اور بے ہوش رہے — جب ہوش میں آئے خوشی سے آنسو بہانے لگے

مُصطفےٰؐ اَش در کنارِ خود کَشید — کس چہ داند بخششے کو را رسید

اُن کو مصطفےٰؐ نے بغل میں لے لیا — اُس عنایت کو کوئی کیا جانے جو اُن کو حاصل ہوئی!

چوں بُوَد مِسّے کہ بر اکسیر زد — مُفلسے بر گنجِ پُر توفیر زد

اُس تانبے کا کیا حال ہوگا جو اکسیر سے جا لگا؟ — ایک مُفلس بھرپور خزانہ پر جا پہنچ گیا

ماہیِ پژمُردہ در بحر اُوفتاد — کاروانِ گُم شُدہ زد بر رشاد

ادھ موئی مچھلی، دریا میں جا پڑی — بھٹکا ہوا قافلہ راستہ پر پڑ گیا

آں خطاباتے[2] کہ گفت آں دم نبیؐ — گر زند بر شب برآید از شبی

وہ ارشادات، جو نبیؐ نے اُس وقت فرمائے — اگر رات پر پڑیں، وہ رات پن سے خارج ہو جائے

روزِ روشن گردد آں شب چوں صباح — کے توانم گفت من آں اصطلاح

وہ رات صبح کی طرح روشن دن بن جائے — میں اُس اصطلاح کو کہاں بیان کر سکتا ہوں!

خود تو دانی کافتاب اندر حَمَل — تا چہ گوید با نبات و با دَقَل

تو خود جانتا ہے کہ سورج (برج) حمل میں — نباتات اور دقل (کھجور) سے کیا کہتا ہے

خود تو دانی ہم کہ آں آبِ زُلال — می چہ گوید با ریاحین و نہال

تو خود بھی جانتا ہے، کہ وہ صاف پانی — بوٹوں اور پودوں سے کیا کہتا ہے؟

صُنعِ[3] حق با جُملہ اجزائے جہاں — چوں دم و حرفست از افسونگراں

جہاں کے سب اجزاء کے ساتھ اللہ (تعالیٰ) کی کاریگری — ایسی ہی ہے جیسا کہ جادوگروں کی پھونک اور حرف

جذبِ یزداں با اثرہا و سبب — صد سخن گوید نہاں بیحرف و لب

آثار اور سبب کے ذریعہ خدا کی کشش — بغیر حرف اور ہونٹ کے چپکے سے سیکڑوں باتیں کہ دیتی ہے

آثار کے ہیں اور شرمت تاثیریں جادوگروں کے افسوں کی طرح ہیں۔ جذب۔ اسباب کا وجود اور اُن سے اثرات کا تعلق بھی خداوندی حکم کے تابع ہے جو بغیر لب و حرف کے صادر ہوتا ہے۔

[1] چوں بدید جب حضرت ہلالؓ کی نظر آنحضورؐ کے چہرۂ انور پر پڑی تو خوشی کی زیادتی کی وجہ سے بیہوش ہو کر چت گر پڑے، تھوڑی دیر بیہوش رہے جب ہوش آیا خوشی سے رونے لگے مصطفےٰؐ یا آنحضورؐ نے انکو سینہ سے لگایا سینہ سے لگانے سے اُن کو کیا فیض حاصل ہوئے اسکو کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے البتہ اِس کی وضاحت چند مثالوں سے کی جاتی ہے یہ سمجھو کہ ایک تانبا تھا جو اکسیر کو چھٹ گیا یا کوئی مفلس تھا کہ اچانک اس کا پاؤں بھرپور خزانہ پر پڑ گیا یا اَدھ موئی مچھلی تھی جو سمندر میں پہنچ گئی یا گم کردہ راہ کوئی قافلہ تھا جسکو راستہ مل گیا۔

[2] آں خطاباتے پھر آنحضورؐ نے اُن سے ایسی ترقی آمیز فرمائیں (?) جو رات سے کہدی جائیں تو وہ سورج ہو جائے یا اصطلاح انبیاء اور اولیاء کی صحبت سے بغیر کچھ کہے ہوئے جو قلوب پر اثر طاری ہوتا ہے وہ محض ذوقی ہے الفاظ میں اُس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ خود۔ بغیر کلام کے جو تاثیر ہے اُس کو چند مثالوں سے واضح کیا ہے سورج جب برج حمل میں پہنچتا ہے تو اس کی تاثیر سے پھلوں میں شیرینی پیدا ہو جاتی ہے۔ دَقَل پھلدار کھجور، کھجور کی ایک معمولی قسم ہے کہ صاف پانی پھولوں اور پودوں میں تازگی پیدا کر دیتا ہے۔

[3] صنعِ حق یعنی جس طرح اللہ تعالےٰ کے تصرفات بغیر کسی

نے کہ تاثیر از قدر معمول نیست ۔ لیک تاثیرش ازو معقول نیست

یہ نہیں ہے کہ تاثیر (اللہ کی) قدرت کا عمل نہیں ہے ۔ لیکن اس قدرت کی تاثیر (عوام کی) سمجھ میں نہیں آتی ہے

چوں مقلد بود عقل اندر اصول ۔ داں مقلد در فروعش اے فضول

جب اصول کے بارے میں عقل مقلد ہے ۔ اے الفضول (بحث کرنے والے) اس کو فروع میں بھی مقلد سمجھ

گر بپرسد عقل چوں باشد مرام ۔ گو چنانکہ تو ندانی والسلام

اگر عقل دریافت کرے کہ یہ مقصد کیسے پورا ہوگا؟ ۔ تو کہہ دے کہ اس طریقہ پر جسکو تو نہیں سمجھ سکتا ہے والسلام

معاتبہ کردن حضرت رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ترا وصیت کردم کہ بشرکت من بخر بلال را رضی اللہ عنہ تو چرا بہر خود تنہا خریدی و عذر گفتن صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ناراضگی کا اظہار کرنا، کہ میں نے تجھ سے کہا تھا، کہ بلال رضی اللہ عنہ کو میری شرکت میں خریدنا تو نے صرف اپنے لئے کیوں خریدا؟ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معذرت کرنا

سید کونین و سلطانِ جہاں[۲] ۔ در عتاب آمد زمانے بعد ازاں

دونوں جہانوں کے سردار اور شہنشاہِ عالم ۔ اس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے غصہ ہوئے

گفت اے صدیق آخر گفتمت ۔ کہ مرا انباز کن در مکرمت

فرمایا، اے صدیق رضؓ! آخر میں نے تجھ سے کہا تھا ۔ کہ اعزاز میں مجھے شریک کرے

تو چرا تنہا خریدی بہر خویش ۔ باز گو احوال اے پاکیزہ کیش

تو نے تنہا، اپنے لئے کیوں خریدا؟ ۔ اے پاکیزہ فطرت! احوال بتا

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو ۔ کردمش آزاد من بر روئے تو

انھوں نے عرض کیا کہ ہم دونوں آپ کے کوچے کے غلام ہیں ۔ میں نے آپ کے سامنے اُن کو آزاد کر دیا

تو مرا میدار بندہ و یارِ غار ۔ ہیچ آزادی نخواہم زینہار

آپ مجھے غلام اور یارِ غار بنا لیں ۔ میں ہرگز، کسی وقت آزادی نہ چاہوں گا

---

[۲] حضرت بلال رضؓ کو صرف اپنے روپے سے خریدا تو حضورؐ کو ناگواری ہوئی۔ انباز: شریک۔ مکرمت یعنی بلالؓ کی خریداری کی عزت۔ گفتمت۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میں نے بلالؓ کو آزاد کرنے کیلئے خریدا تھا چنانچہ آپکے سامنے انکو آزاد کرتا ہوں اور آپ اپنی غلامی میں مجھے قبول کریں۔

[۱] تنے کہ۔ اسباب کی تاثیر بھی اللہ تعالے کا فعل ہے لیکن عوام اُس کو سمجھنے سے قاصر ہیں جبکہ عوام کی عقل اللہ کی ذات کے معاملے میں انبیاء کی مقلد ہے تو ان جزوی مسائل میں بھی اس کو تقلید سے کام لینا چاہیئے، حوادث یوں بھی اللہ تعالے کا فعل ہیں یا نہیں حکماء انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ارادہ باری تعالے کا تعلق اگر اس حادث سے قدیم مانا جائے تو اس حادث کو بھی قدیم ماننا پڑے گا اور اگر حادث مانا جائے تو پھر اس حادث میں بھی وہی سوال پیدا ہوگا جس کا نتیجہ یا تو حادث کو قدیم ماننا ہے ورنہ تسلسل لازم آجائے گا اور یہ دونوں باتیں غلط ہیں، لہٰذا قدیم کا حادث سے تعلق بالارادہ نہیں ہو سکتا اس لئے حوادث کو حوادث کا فعل ماننا چاہیئے نہ کہ قدیم کا متکلمین محققین نے اس کا جواب دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ارادہ کا حادث سے تعلق حادث ہے لیکن اس حادث کے لئے مستقل ایجاد کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایجاد تو اس حادث کی ہے اور اس کے ضمن میں اس تعلق کا حدوث وجود میں آجاتا ہے۔ مولانا نے اس مقام پر اپنے منصب کے مطابق اِقناعی تقریر کر کے مسئلہ کا جواب دے دیا ہے۔

[۲] سید کونین، حضرت ابوبکرؓ

کہ مرا از بندگیت آزادی ست — بے تو بر من محنت و بیدادی ست

کیونکہ میرے لئے آپ کی غلامی ہی آزادی ہے — آپ کے بغیر، میرے اوپر مشقت اور ظلم ہے

اے[1] جہاں را زندہ کردہ ز اصطفا — خاص کردہ عام را، خاصہ مرا

اے وہ کہ جس نے برگزیدگی سے جہان کو زندہ کر دیا — عوام کو خواص بنا دیا، خصوصاً مجھے

خوابہا میدید جانم در شباب — کہ سلامم کرد قرصِ آفتاب

جوانی میں میری روح خوابیں دیکھتی تھی — کہ مجھے سورج کی ٹکیہ نے سلام کیا ہے

از زمینم بر کشید او بر سما — ہمرہِ او گشتہ بودم زار تقا

اس نے، مجھے زمین پر سے آسمان پر کھینچ لیا — چڑھنے کی وجہ سے میں اس کا ساتھی بن گیا ہوں

گفتم ایں ماخولیا بود و محال — ہیچ گردد مستحیلے وصفِ حال

میں نے سمجھا یہ دیوانگی اور محال تھا — کبھی محال فی الحال وصف بن سکتا ہے

چوں[2] ترا دیدم بدیدم خویش را — آفریں آں آئینہ خوش کیش را

جب میں نے آپ کو دیکھا میں نے اپنے آپکو دیکھ لیا — اس بہتر وصف کے آئینہ پر آفرین ہے

چوں ترا دیدم محالم حال شد — جانِ من مستغرقِ اجلال شد

جب میں نے آپ کو دیکھا میرا محال، حال بن گیا — میری روح، عظمت میں غرق ہو گئی

چوں ترا دیدم خود اے روحِ البلاد — مہرِ ایں خورشید از چشمم فتاد

اے شہروں کی جان! جب میں نے آپکو دیکھا خود — اس سورج کی وقعت میری نظر سے گر گئی

گشت عالی ہمت از تو چشمِ من — جز بخواری ننگرد اندر زمن

آپ کی وجہ سے میری نظر عالی ہمت بن گئی — زمانے کو سوائے بے قدری کے نہیں دیکھتی ہے

نور[3] جستم خود بدیدم نورِ نور — حور جستم خود بدیدم رشکِ حور

میں نے نور کی تلاش کی اپنے آپکو نور ہی نور دیکھا — میں نے حور کی تلاش کی میں نے خود رشکِ حور کو دیکھ لیا

یوسفے جستم لطیف و سیمتن — یوسفستانے بدیدم در تو من

میں نے پاکیزہ اور چاندی کے سے جسم والا یوسف تلاش کیا — میں نے آپ کے اندر یوسفستان دیکھ لیا

در پئے جنت بدم در جستجو — جنتے بنمود از ہر جزوِ تو

میں تلاش میں جنت کے درپے تھا — آپ کے ہر جزو سے جنت نمودار ہوئی

ہست ایں نسبت بمن مدح و ثنا — ہست ایں نسبت بتو قدح و ہجا

میرے اعتبار سے یہ تعریف اور ثنا ہے — آپ کے اعتبار سے یہ برائی اور ہجو ہے

[1] اے۔ آنحضورؐ کی ذاتِ گرامی کے فیضان سے ایک جہان برگزیدہ ہو گیا عوام خواص بن گئے۔ خاصہ مرا۔ حضرت ابوبکرؓ کیلئے خاص فیضان تھا جو آپ کا تھا۔ اس خصوصی فیضان کی تفصیل یہ ہے کہ میں جوانی میں خواب میں دیکھا کرتا تھا کہ سورج مجھے سلام کرتا ہے اور اس نے مجھے زمین سے آسمان پر کھینچ لیا ہے اور میں بلندی پر پہنچ جانے کی وجہ سے اسکے ساتھ ہوں، اس وقت میں سمجھتا تھا کہ یہ میری خللِ دماغی ہے کہیں محال کا بھی وقوع ہوتا ہو

[2] چوں ترا۔ لیکن جب آپ کا شرفِ صحبت حاصل ہوا تو مجھ پر اپنی حقیقت کھل اور آپ کی ذات نے میرے لئے آئینہ کا کام دیا اور وہ بات جسے میں محال سمجھتا تھا اب اس کو وجود ہو گیا آپکے دیدار کے بعد معلوم ہوا کہ وہ سورج تو آپ کی ذاتِ گرامی ہے اور یہ دنیا کا سورج آپکے سامنے ہیچ ہے اور یہ سورج ہی بے حقیقت نہ رہا بلکہ دنیا کی ہر چیز بے حقیقت بن گئی۔

[3] نور جستم۔ مجھے تمنا تھی کہ نور دیکھوں جب میں نے آپ کا دیدار کیا تو نور النور کو دیکھا اور حور ہی کو نہیں دیکھا بلکہ رشکِ حور کو دیکھ لیا حضرت یوسفؑ کے حسن کی شہرت پر انکے دیکھنے کی تمنا تھی آپ کے دیدار سے مجھے یوسفستان کا دیدار حاصل ہو گیا آپکے دیدار سے ایک جنت نہیں بلکہ بہت سی جنتوں کا دیدار حاصل

ہمچو مدحِ مردِ چوپانِ سلیم — مر خدا را پیشِ موسیٰ کلیم

جیسی بھولے چرواہے انسان کی تعریف — خدا کی، موسیٰ کلیم (اللہ) کے سامنے

کہ[1] بجویم اشپشت شیرت دہم — چارقت دوزم من و پیشت نہم

کہ میں تیری جوئیں پکڑوں گا، تجھے دودھ پلاؤں گا — میں تیرے چپل سی دوں گا اور تیرے سامنے رکھ دوں گا

قدحِ اُو را حق بمدحے برگرفت — گر تو ہم رحمت کُنی نبوَد شگفت

اللہ (تعالیٰ) نے اس کی بُرائی کو تعریف کے بدلے لیا — اگر آپ بھی رحمت فرمائیں تو تعجب نہ ہوگا

رحم فرما بر قصورِ فہمہا — اے ورایِ عقلہا و وہمہا

عقلوں کی کوتاہی پر رحم فرما دیجئے — اے وہ کہ عقلوں اور وہموں سے برتر ہے

اَیُّہَا الْعُشَّاقُ اِقبالِ جدید — از جہانِ کُہنہ، نو در رسید

اے عاشقو! نیا نصیب — پرانے جہان سے تازہ بتازہ آپہنچا ہے

زاں[2] جہاں کو چارۂ بیچارہ جوست — صد ہزاراں نادرہ عالم در دوست

اُس جہان سے جو ہر لاچار کا چارہ جو ہے — اُس میں (اس) جہان کے لاکھوں عجائب ہیں

اَبْشِرُوْا یَا قَوْمُ اِذْ جَاءَ الْفَرَج — اِفْرَحُوْا یَا قَوْمُ قَدْ زَالَ الْحَرَج

اے قوم! بشارت حاصل کرو کیونکہ کشادگی آگئی ہے — اے قوم! خوش ہو بیشک تنگی زائل ہو گئی ہے

آفتابے[3] رفت در کازہ ہلال — در تقاضا کہ اَرِحْنَا یَا بِلَالُ

ہلالؓ کی جھونپڑی میں سورج گیا ہے — تقاضے میں ہے کہ اے بلالؓ! ہمیں راحت پہنچا

زیرِ لب میگفتی از بیمِ عدو — بر مَنارہ رَو بگو کوریِ او

دشمن کے خوف سے تم آہستہ کہتے تھے — منارہ پر چڑھ، اُس کے اندھے پن کو بیان کر

میدمد در گوشِ ہر غمگیں بشیر — خیز اے مُدبِر رہِ اقبال گیر

بشیر (آنحضورؐ) ہر غمگین کے کان میں پھونکتے ہیں — اے بدبخت! اٹھ اقبال (سعدی) کا راستہ اختیار کر

اے دریں حبس و دریں گندہ و پِش — ہیں کہ تا کس نشنود زُفتی خمش

اے! اِس قید اور اِس گندگی اور جوؤں میں — خبردار! کوئی سُن لے، تو بُرا ہے، چپ ہو جا

چوں کُنی خامش کنوں اے یارِ من — کز بُنِ ہر مُو بر آمد طبل زن

اے میرے محبوب! آپ کیسے خاموش ہوں گے — کیونکہ ہر بال کی جڑ سے اعلان کرنیوالا پیدا ہو گیا ہے

دنیا کے قید خانہ اور گندگی میں کب تک رہیگا۔ پش۔ جوں سراد شیاطین ہیں۔ ہیں۔ وہ مُدبر کہتا کہ یہ باتیں بلند سے نہ کہہ کوئی سُن نہ لے۔ چوں کُنی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ آپ خاموشی کیسے اختیار کر سکتے ہیں آپ کے جسم کا ہر رُونگٹا دعوت کا اعلان کر رہا ہے۔

---

[1] کہ بجویم۔ اُس چرواہے نے اللہ کے عشق میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا تھا کہ خدا تو میں تیری جوئیں پکڑوں، تجھے دودھ پلاؤں گا تیرے چپل سی کر تجھے دوں گا۔ قدح۔ چرواہے کی یہ تعریف اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا اسی طرح اگر آپ بھی میری ناقص تعریف کو قبول فرمائیں تو آپ کے کرم سے بعید نہیں ہے کیونکہ ہماری ناقص عقلیں آپ کے کمالات اور اوصاف تک نہیں پہنچ سکتی ہیں۔ ایہا العشاق۔ آنحضورؐ کے فیوض کی بشارت ہے۔ جہانِ کہنہ یعنی عالمِ ملکوت۔

[2] زاں۔ وہ عالمِ ملکوت ہر گروہ کے لئے رہنمائی کرتا ہے اور اس عالم میں بہت عجائبات ہیں، وہی جیسی چیز جس سے بیچاروں کی رہنمائی ہوتی ہے اُس عالم سے آئی ہے جنت اور پلصراط جیسی عجیب چیزیں اُس میں موجود ہیں۔ اب جبکہ آپ کی ذاتِ گرامی اُس جیسے عالم سے آگئی ہے تو قوم کیلئے بشارت ہے اس لئے کہ آپ کی ذات تمام گمراہیوں کو ختم کر دے گی۔

[3] آفتابے۔ حضورؐ کی آمد سب کے لئے باعثِ بشارت ہے خصوصاً حضرت بلالؓ اور حضرت بلالؓ کے لئے۔ کازہ۔ جھونپڑی۔ اَرِحنا حضرت بلالؓ سے آنحضورؐ نے اذان دینے کی فرمائش کی تھی۔ ہر غمگین۔ یہ حضورؐ کے عام فیض کا ذکر ہے۔ خیز۔ وہ بشیر مُدبر کو کہتا ہے کہ تو اس

آنچناں[1] کر شد عدوِ رشک خو | گویدایں چندیں دُہلِ را بانگ کو
حاسد دشمن ، ایسا بہرا ہو گیا ہے | اتنے ڈھولوں (کی آواز) کو کہتا ہے، آواز کہاں ہے؟

میزند بر رُوش ریحاں کہ طریست | اُو ز کوری گوید ایں آسیب چیست
(کوئی) اُس کے مُنہ پر تازہ پھول مارتا ہے | وہ اندھے پن سے کہتا ہے یہ تکلیف کیسی ہے؟

می شکنجد[2] حور دستش میکشد | کور حیراں کز چہ دردم میکند
حُور چٹکی لیتی ہے اور اُس کا ہاتھ کھینچتی ہے | اندھا حیران ہے کہ مجھے کیوں ستاتی ہے؟

ایں کشاکش چیست بر دست و تنم | خفتہ اَم بگذار تا خوابے کنم
میرے ہاتھ اور جسم پر یہ کشمکش کیوں ہے؟ | میں سو رہا ہوں، چھوڑ تاکہ میں سو لوں

آنکہ[3] در خوابش ہمی جوئی وے است | چشم بکشا کاں مہِ نیکو پے ست
تو جس کو خواب میں تلاش کرتا ہے، وہی ہے | آنکھ کھول، وہی مبارک قدم چاند ہے

زاں بلاہا بر عزیزاں بیش بُود | کاں تجمش یار با خوباں نمود
اسی لئے پیاروں پر مصیبتیں زیادہ آتی ہیں | کیونکہ محبوب نے وہ چھیڑ چھاڑ حسینوں سے کی ہے

لاغ با خوباں کند در ہر رہے | نیز کوراں را بشوراند گہے
وہ حسینوں سے ہر راہ میں چھیڑ چھاڑ کرتا ہے | کبھی اندھوں کو بھی پریشان کر دیتا ہے

خویش را یکدم بدیں کوراں دہد | تا غریو از کوئے کوراں بر جہد
کبھی اپنے آپ کو اندھوں کے سپرد کر دیتا ہے | تاکہ اندھوں کے کوچہ سے شور برپا ہو

قصۂ بلال[4]رض کہ بندۂ مخلص بُود خدای را صاحبِ بصیرت

بلالؓ کا قصہ جو صاحبِ بصیرت بغیر تقلید کے خدا کے مخلص بندے

بے تقلید پنہاں شدہ در بندگیِ مخلوق بجہتِ مصلحت نہ از عجز

تھے مصلحت کی وجہ سے نہ کہ عجز کی وجہ سے، مخلوق کی غلامی میں پوشیدہ تھے

چنانکہ لقمان و یوسف علیہما السلام از رُوی ظاہر و غیرِ ایشاں فلاں ایں

جیساکہ بظاہر لقمان اور یوسف علیہما السلام وغیرہ اور یہ بلال رضؓ ایک

ہلال بندۂ سائس بُود مر امیرے را و آں امیر مسلمان بُود امّا چشم کور بود

سردار کے سائیس تھے اور وہ سردار مسلمان تھا، لیکن اندھا تھا

---

[1] آنچناں۔ باوجود ہر دل کے اعلیٰ بن جانے کے دشمن اس قدر بہرا بنا ہوا ہے کہ اس قدر ڈھول پٹ رہے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ آواز کہاں ہے۔ می زند۔ وہ دشمن اس قدر اندھا ہو گیا ہے کہ نبی اس کے چہرے پر تر پھول مار رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ مجھے کسی چیز سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔ می شکنجد۔ اس مُدبِر کی مثال اُس اندھے کی ہے حُور جس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچے اور اندھا حیران ہو کہ وہ کیوں ستاتی ہو، اور یہ کہے کہ یہ میرے ہاتھ اور جسم کی کھینچ تان کیوں ہو رہی ہے میں سونا چاہتا ہوں مجھے سونے دے۔

[2] آنکہ۔ اُس اندھے کو یہ معلوم نہیں کہ جس حُور کے وہ خواب دیکھتا ہے وہ یہی حُور ہے۔ زاں بلاہا۔ جبکہ معلوم ہوا کہ احکام کا مکلف بنا نا نفس کو اگرچہ ناگوار ہے لیکن نفسِ عامر میں ایسا پُر لطف ہے جیساکہ حور ہاتھ پکڑ کر کھینچے تو بلاؤں کا آنا بھی محبوبیت اور مقبولیت کی دلیل ہوئی تو فرماتے ہیں کہ ابتلا اور آزمائش محبوبوں کی ہوتی ہے۔ تو مصائب میں مبتلا ہونا عموماً محبوبیت کی دلیل ہے لیکن کبھی اجنبیوں سے بھی چھیڑ چھاڑ ہوتی ہے تاکہ اُن میں بھی شور برپا ہو جائے۔

[3] بلال رضؓ۔ بلال رضؓ شاید بلال بن حارث ہیں جن کی کنیت ابوالحکم ہے جو آنحضورؐ کے آزاد

کردہ غلام تھے شاید آنحضورؐ کے آزاد کرنے سے پہلے کسی سردار کے غلام ہوں یا کسی سردار کے اصطبل میں ملازم تھے اور چونکہ اس سردار کو بصیرت حاصل نہ تھی وہ اُن کا رتبہ نہ پہچانتا تھا اور وہ حضرت لقمانؑ اور حضرت یوسفؑ کی طرح اپنے آپ کو غلامی میں چھپائے ہوئے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

داند اعمیٰ کہ مادرے دارد	لیک چونے بوہم در نارد
اندھا جانتا ہے کہ ماں رکھتا ہے	لیکن وہ کیسی ہے؟ خیال میں نہیں لا سکتا ہے

اگر ایں دانش تعظیمِ مادر کند ممکن بود کہ خلاص یابد کہ اِذَا
اگر اس جاننے پر ماں کی تعظیم کرے تو ممکن ہے، کہ نجات حاصل کرے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ

اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا فَتَحَ عَیْنَیْ قَلْبِہٖ لِیُبْصِرَ بِھِمَا الْغَیْبَ
کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسکے دل کی دونوں آنکھیں کھول دیتا ہے تاکہ وہ ان سے غیب کو دیکھے

ایں رَہ از زندگیِ دل حاصل کُن	کیں زندگیِ تن صفتِ حیوانیست
دل کی زندگی سے یہ راستہ حاصل کر	کیونکہ یہ جسم کی زندگی حیوان کی صفت ہے

چوں شنیدی بعضِ اوصافِ بلالؓ	بشنو اکنوں قصۂ ضعفِ ہلالؓ
جبکہ تو نے بلال رضؓ کے بعض اوصاف سن لئے	اب ہلال رضؓ کے ضعف کا قصہ سن لے
ازبلالؓ او بیش بُود اندر روش	خویِ بد را بیش کردہ بُو گُنش
وہ بلال رضؓ سے سلوک میں بڑھے ہوئے تھے	اُنھوں نے بدعادت سے کینہ وری زیادہ کی تھی
نے چو تو پس رَو کہ ہر دم پستری	سوی سنگی میروی از گوہری
تیری طرح پیچھے چلنے والے نہ تھے کہ تو ہر دم زیادہ پیچھے کو	موتی پن سے پتھر پن کی طرف جا رہا ہے

در تقریرِ ہمیں معنیٰ
اِس معنیٰ کے بیان میں

ہمچناں کاں خواجہ را مہماں رسید	خواجہ از ایامِ سالش بر رسید
جیسا کہ ایک صاحب کے یہاں مہمان پہنچا	(اُن) صاحب نے اُس کی عمر دریافت کی
گفت عمرت چند سال ست اے پسر	باز گو و در مدزد و بر شمر
کہا اے بیٹا: تیری عمر کے سال کی ہے؟	بتا، اور نہ چُرا، اور شمار کر
گفت ہژدہ ہفدہ یا خود شانزدہ	یا کہ پانزدہ اے برادر خواہ دہ
اس نے کہا اٹھارہ، سترہ یا خود سولہ	یا پندرہ اے بھائی! خواہ دس
گفت واپس واپس اے خیرہ سرت	باز میرو تا بفرجِ مادرت
اس نے کہا پیچھے لوٹ جا اے کہ تیرا دماغ پریشان ہے	اپنی ماں کی شرمگاہ تک واپس چلا جا

حکایت در تقریرِ ہمیں سخن
اِسی معنیٰ کے اثبات میں حکایت

---

۵۱ دانَد - اندھا اتنا تو جانتا ہے کہ اُس کے ماں ہے لیکن یہ تصور نہیں کر سکتا ہے کہ وہ کیسی ہے اب اگر وہ صرف اسی قدر جاننے پر اُس کی تعظیم کرے تو اُس کو نجات حاصل ہو جائے۔ ایں راہ - دل کی بصیرت دل کی زندگی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

۵۲ از بلال - حضرت ہلالؓ حضرت بلالؓ سے مجاہدوں اور سلوک میں بڑھے ہوئے تھے۔ نے - اے مخاطب - اُن کی حالت تیری طرح نہ تھی کہ تو ہر دم زیادہ پستی کی طرف جا رہا ہے پیشہ موتی پن کو پتھر بنا رہا ہے۔

۵۳ ہمچناں - انسان کا اپنے آگے سے پیچھے ہٹتے چلے جانے پر قصہ سنایا ہے، مہمان نے اپنی عمر اٹھارہ سال سے گھٹاتے گھٹاتے دس سال تک پہنچا دی تھی۔ باز میرو - یعنی، کہہ دے کہ میں ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہوں یعنی گُن - اس میں بھی گھوڑے کے پیچھے چلنے کا قصہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

آں یکے اسپے طلب کرد از امیر ‌‌‌ ‌ گفت رَو آں اسپِ اشہب[1] را بگیر

ایک شخص نے سردار سے ایک گھوڑا مانگا ‌ ‌ اس نے کہا، جا وہ سفید گھوڑا پکڑ لے

گفت آں را من نخواہم گفت چوں ‌ ‌ گفت او واپس رَو ست و بس حروں

اس نے کہا وہ میں نہیں چاہتا اس نے کہا کیوں؟ ‌ ‌ اس نے کہا وہ حرونی ہے اور بہت سرکش ہے

سخت پس پس میرود او سوئے بُن ‌ ‌ گفت دمش را بسوئے خانہ کُن

وہ دم کی جانب بہت ہی پیچھے کو ہٹتا ہے ‌ ‌ اس نے کہا، اس کی دم گھر کی جانب کر دے

دُم ایں استورِ نفست شہوت است ‌ ‌ زاں سبب پس پس رود آں خود پرست

تیرے اس جانورِ نفس کی دم شہوت ہے ‌ ‌ اسی لئے وہ خود پرست الٹا چلتا ہے

شہوتِ او را کہ دُم آمد ز بُن ‌ ‌ اے مبدل شہوتِ عقبیش کُن

اس کی شہوت کو جو اصل میں دم ہے ‌ ‌ اے (مخاطب) اس کو آخرت کی شہوت میں تبدیل کر دے

چوں[2] ببندی شہوتش را از رغیف ‌ ‌ سر کند آں شہوت از عقلِ شریف

جب تو روٹی کی جانب سے اس کی شہوت کو بند کر دیگا ‌ ‌ وہ شہوت، شریف عقل میں سر ابھارے گی

ہمچو شاخے کش بُبری از درخت ‌ ‌ سر کند قوت ز شاخ اے نیکبخت

اس شاخ کی طرح جسے تو درخت سے کاٹ دے ‌ ‌ اے نیکبخت! (دوسری) شاخ سے قوت ابھرتی ہے

چونکہ کردی دُم او را آں طرف ‌ ‌ گر رود پس پس رود تا مکتنف

جب تو نے اس کی دم اس جانب کر دی ‌ ‌ اگر وہ پیچھے کو ہٹتا چلا جائیگا محفوظ جگہ پہنچ جائے گا

حبذا[3] اسپانِ رامِ پیش رَو ‌ ‌ نے سپس رو نے حرونی را گرو

قابلِ مبارکباد ہیں، آگے بڑھنے والے، مطیع گھوڑے ‌ ‌ نہ پیچھے ہٹنے والے ہیں، نہ سرکشی کے عادی ہیں

گرم رو چوں جسمِ موسیٰؑ کلیم ‌ ‌ تا بحرینش چو پہنائے گلیم

حضرت موسیٰ کلیم (اللہ) کے جسم کی طرح تیز رفتار ہیں ‌ ‌ مجمع البحرین تک جہاں کمبل کی چوڑائی کی طرح تھا

ہست ہفصد سالہ راہ آں حقب ‌ ‌ کہ بکرد او عزم در سیرانِ حُب

وہ حقب سات سو سالہ راستہ ہے ‌ ‌ سفرِ عشق میں جس کا انہوں نے عزم کیا

ہمتِ سیرِ تنش چوں ایں بود ‌ ‌ سیرِ جانش تا بہ علیّیں بود

جب ان کے جسم کی سیر کی یہ ہمت تھی ‌ ‌ ان کی روح کی سیر علیین تک ہوگی

مقام پر نہ پہنچ جاؤں اپنے ارادے سے باز نہ آؤں گا اسی طرح سالہا سال چلتا رہوں گا حُقُب۔ اسی سال زمانۂ دراز، ہشت۔ جبکہ ان کی جسمانی ہمت کی سیر یہ تھی کہ سات سو سال کی مسافت طے کر گزرا تو روح کی سیر احاطہ جنت کے اعلیٰ مقام تک ہوگی۔

[1] اشہب۔ کالے رنگ کا گھوڑا جس پر سفیدی غالب ہو۔ واپس رَو۔ یعنی وہ گھوڑا آگے کو چلنے کی بجائے پیچھے کو ہٹتا ہے۔ حروں۔ سرکش۔ بُن یعنی دُم گفت۔ اس سردار نے کہا تو اس کی دم گھر کی جانب کر دیا کرو پیچھے ہٹے گا تو تو اپنی منزل پر پہنچ جائیگا۔ حکم۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ تیرا نفس تو بمنزلہ گھوڑے کے ہے اور یہ بھی ہٹی گھوڑا ہے اور اس کی دم شہوت ہے تو اس کی شہوت کا رخ دنیا سے موڑ کر عقبیٰ کی طرف کر دے تو منزل پر پہنچ جائے گا۔ بُن یعنی اصل۔

[2] چوں۔ جب تو شہوت کا رخ دنیاوی لذتوں کی طرف سے موڑ دیگا تو پھر وہ شہوت عقل کے راستے سے ابھرے گی اس کی مثال یہ ہے کہ درخت کی جب ایک شاخ کاٹ دی جاتی ہے تو اس کی قوت دوسرہ شاخ میں نمودار ہو جاتی ہے۔ چونکہ جب تو نفس کی دم یعنی شہوت کو آخرت کی جانب کر دیگا تو وہ پیچھے ہٹتے ہٹتے محفوظ مقام پر پہنچ جائیگا۔

[3] حبذا۔ وہ گھوڑے قابلِ مبارکباد ہیں جن کے نفوس ترقی اعلیٰ مراتب طے کرتے چلے جاتے ہیں۔ گرم رو۔ حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضر کی ملاقات کے سلسلہ میں فرمایا تھا لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا، یعنی جب تک میں دونوں دریاؤں کے ملنے کے

Presented by www.ziaraat.com

شہسواراں در سباقت تاختند[1] — خربطاں در پایگہ انداختند
شہسوار گھوڑدوڑ میں دوڑ پڑے — احمقوں نے معمولی جگہ (ڈیرے) ڈال دیئے

حکایت ہم در تقریر ایں معنیٰ
اسی معنیٰ کے اثبات میں حکایت

آنچناں کہ کاروانے می رسید — در دہے آمد درے را باز دید
جیسا کہ ایک قافلہ آرہا تھا — ایک گاؤں میں آیا ایک دروازہ کھلا دیکھا

آں یکے گفت اندریں بَردُ العجوز — بار بندازیم اینجا چند روز
ایک شخص نے کہا اس سخت سردی میں — چند روز اسی جگہ سامان ڈال دیں

بانگ آمد نے بینداز از بروں — وانگہانے اندر آ تو اندروں
آواز آئی نہیں، باہر ڈال دے — تب تو اندر آ

ہم بروں افگن ہر آنچہ افگندنی ست[2] — در میا با آں کہ ایں مجلس سنی ست
تو بھی ہر اس چیز کو پھینک دے جو پھینکنے کی ہے — اس کو لے کر اندر نہ آ، کیونکہ یہ مجلس بلند ہے

رجوع بقصۂ ہلال رضی اللہ عنہ
ہلال رضی اللہ عنہ کے قصہ کی جانب رجوع

بُد ہلالؓ اُستاد دل جاں روشنے[3] — سائس و بندہ امیرِ مومنے
ہلال کا دل استاد تھا اور روح نورانی تھی — ایک مسلمان سردار کے سائیس اور غلام (تھے)

سائسی کردے در آخرآں غلام — لیک سلطانِ سلاطیں بندہ نام
وہ غلام اصطبل میں سائیسی کرتے تھے — لیکن شاہوں کے شاہ تھے اور نام کے غلام تھے

سائسِ اسپان و نفسِ خویش ہم — از فراواں کس شدہ در پیش ہم
وہ گھوڑوں کے سائیس تھے اور اپنے نفس کے بھی — بہت سے لوگوں سے آگے ہی بڑھے ہوئے تھے

آں امیر از حالِ بندہ بے خبر — کہ نبودش جز بلیسانہ نظر[4]
وہ امیر غلام کی حالت سے بے علم تھا — کیونکہ اس کی نظر محض شیطانی تھی

آب و گِل میدید در وے گنج نے — پنج و شش میدید اصل پنج نے
وہ پانی اور مٹی دیکھتا تھا اور انہیں خزانہ نہ دیکھتا تھا — پانچ اور چھ کو دیکھتا تھا اور پانچ کی اصل کو نہیں

رنگِ طیں پیدا و نورِ دیں نہاں — ہر پیمبر ایں چنیں بُد در جہاں
مٹی کا رنگ ظاہر ہے اور دین کا نور چھپا ہوا ہے — دنیا میں ہر پیغمبر اسی طرح ہوا ہے

---

[1] سباقت۔ گھوڑدوڑ۔ خربطاں۔ احمق لوگ۔ دریعنی اس گاؤں کی چہار دیواری کا دروازہ۔ بَردُ العجوز۔ سردی کے چلّہ میں سات دن سخت جاڑے کے ہوتے ہیں ان کو بَردُ العجوز کہا جاتا ہے۔ بانگ۔ گاؤں کے اندر سے آواز آئی کہ سامان کو لاؤ کے باہر ڈال کر اندر آسکتے ہو۔ ظاہر ہے جن لوگوں کو مال کی محبت ہوگی وہ سامان چھوڑ کر گاؤں کے اندر آرام کی جگہ نہ جاسکے ہوں گے۔

[2] ہم بروں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ مقام قرب بھی ایک بلند مجلس ہے اس میں بھی سامان باہر پھینک کر پہنچا جاسکتا ہے۔

[3] بُد ہلال۔ اب پھر حضرت ہلالؓ کا قصہ شروع کیا ہے وہ دل کے استاد تھے یعنی اُن کا دل طریقِ سلوک کا استاد تھا اور روح روشن تھی۔ سائس۔ وہ ہلال رضہ اس سردار کی غلامی کرتے تھے اور اس کے اصطبل میں سائیس تھے نام کے غلام تھے لیکن حقیقتًا شاہ تھے نفس۔ وہ جس طرح گھوڑے کے سائیس تھے اپنے نفس کے بھی مصلح تھے اسی لئے اُن کا مرتبہ بہت سے انسانوں سے بڑھا ہوا تھا۔

[4] بلیسانہ۔ جس طرح شیطان نے حضرت آدمؑ کے صرف ظاہر کو دیکھا اسی طرح اس سردار کی نظر بھی صرف حضرت ہلالؓ کے ظاہر پر تھی۔ پنج و شش۔ یعنی پانچ حواس اور چھ جہتیں اپنی جسمانی احوال کو دیکھتا تھا اور جو ان پانچ حواس کی اصل یعنی روح ہے اس کو نہ دیکھتا تھا۔ رنگ۔ جسمانی احوال تو ظاہر ہے [illegible]

آں[1] منارہ دید و بر وے مرغ نے ۔۔۔ بر منارہ شاہبازِ پُر فنے
اس نے منارہ دیکھا اور اس پر کا پرند نہیں ۔۔۔ منارے پر ہنرمند شاہباز ہے

واں دوم میدید مرغ پُر زنے ۔۔۔ لیک موئے اندر دہانِ مرغ نے
دوسرا پھڑپھڑانے والے پرند کو دیکھتا تھا ۔۔۔ لیکن پرند کے منہ کے اندر کے بال کو نہیں

وانکہ او ینظر بنور اللہ بود ۔۔۔ ہم ز مرغ و ہم ز مو آگہ بود
وہ شخص جو "اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" ہو ۔۔۔ وہ پرندے سے بھی اور بال سے بھی آگاہ ہوتا ہے

گفت[2] آخر چشم سوئے موئے نہ ۔۔۔ تا نہ بینی مو نہ بکشاید گرہ
اس نے کہا، آخر بال کی طرف نظر کر ۔۔۔ جب تک تو بال کو نہ دیکھے گا گرہ نہ کھلے گی

آں یکے گل دید نقشیں در وحل ۔۔۔ واں دگر دل دید پُر علم و عمل
ایک شخص نے کیچڑ میں منقش مٹی دیکھی ۔۔۔ دوسرے نے علم اور عمل سے بھرپور دل دیکھا

تن منارہ علم و طاعت ہمچو مرغ ۔۔۔ خواہ سی صد مرغ گیر و یا دو مرغ
جسم منارہ ہے، علم اور عمل پرند کی طرح ہیں ۔۔۔ خواہ تین سو پرند فرض کر لے یا دو پرند

مردِ اوسط مرغ بین ست او و بس ۔۔۔ غیر مرغے می نہ بیند پیش و پس
اوسط (درجہ) کا انسان وہ فقط پرند دیکھنے والا ہو ۔۔۔ پرند کے سوا آگے اور پیچھے نہیں دیکھتا ہے

موی آں نوریست پنہاں آنِ مرغ ۔۔۔ کہ بداں پایندہ باشد جانِ مرغ
بال پرند کی چھپی صفت، نور ہے ۔۔۔ جس سے پرند کی روح پائیدار رہتی ہے

مرغ[3] کاں مو نیست در منقار او ۔۔۔ ہیچ عاریت نباشد کارِ او
وہ پرند جس کی چونچ میں بال ہے ۔۔۔ اس کا عمل کبھی عارضی نہیں ہوتا ہے

علمِ او از جانِ او جوشد مدام ۔۔۔ پیشِ او نے مستعار آمد نہ وام
اس کا علم ہمیشہ اس کی روح سے جوش مارتا ہے ۔۔۔ وہ اس کے پاس نہ مانگا ہوا ہے، نہ قرض

رنجور شدنِ ہلال رضی اللہ عنہ و بے خبری خواجۂ او از رنجوری
ہلال رضی اللہ عنہ کا بیمار ہو جانا اور اُن کے آقا کی حقارت اور پہچان نہ

او از تحقیر و ناشناخت و واقف شدنِ دلِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم از رنجوری و حالِ او و افتقاد و عیادت رسول
ہونے سے اُن کی بیماری سے لاعلمی اور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا اُن کی بیماری اور حالت سے واقف ہو جانا اور رسول صلی اللہ

---

[1] آں منارہ حقیقت تک پہنچنے میں انسانوں کی جو قسمیں ہیں اس کو اس طرح سمجھایا ہے کہ ایک منارہ ہے اس پر ایک پرندہ ہے اس پرند کے منہ میں یک بال ہے جو اس پرند کے لئے مدارِ حیات ہے کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ ان کی نگاہ صرف منارے پر پڑتی ہے کچھ ایسے ہیں جو منارے کے ساتھ پرند کو بھی دیکھتے ہیں کچھ ایسے ہیں جو منارے اور پرند اور اس کے منہ کے اندر کے بال کو بھی دیکھتے ہیں۔

[2] گفت۔ انسان کے جسم کی مثال تو منارہ کی سی ہے اور علم و عبادت پرند کی طرح ہے اور انسان کے فیضِ باطن کی مثال اس بال کی سی ہے جو پرند کے منہ میں ہے۔ وَحَل۔ کیچڑ۔ سی صد۔ علم و عمل کی جزئیات۔ دو مرغ۔ یعنی علم و عمل۔ مردِ اوسط۔ اوسط درجہ کا وہ شخص ہے کہ جو جسم کے ساتھ انسان کے علم و عمل کو بھی دیکھتا ہے۔

[3] مرغ۔ تیسرا شخص ہے جس کی نظر انسان کے نور باطنی پر بھی پڑتی ہے۔ کارِ او یعنی اس کا علم و عمل عارضی نہیں ہے کہ کسی سے مانگا ہوا یا قرض لیا ہوا ہو۔ رنجور۔ ایک بار حضرت بلالؓ بیمار ہو گئے اُن کے آقا کو علم نہ ہوا آنحضورؐ اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ افتقاد۔ دلجوئی۔

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہلال را رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علیہ وسلم کی ہلال رضی اللہ عنہ کی دل جوئی اور مزاج پرسی

[1] از قضا رنجور و ناخوش شد ہلالؓ — مصطفٰےؐ را وحی شد غماز حال

تقدیر سے ہلال رضؓ بیمار اور مضمحل ہو گئے — مصطفٰےؐ کے لئے وحی، حال کی مخبر بن گئی

بُد ز رنجورِیش خواجہ بے خبر — کہ بر او بُد کساد و بے خطر

آقا اُن کی بیماری سے لاعلم تھا — کیونکہ وہ اُس کے نزدیک گھٹیا اور معمولی تھے

خفتہ نہ روز اندر آخُر مُحسنے — ہیچ کس از حالِ اُو آگاہ نے

ایک نکوکار نو دن سے اصطبل میں پڑا تھا — اُس کی حالت سے کوئی شخص واقف نہ تھا

[2] آنکہ کس بُود و شہنشاہِ کساں — عقل چوں صد قلزمش ہر جا رساں

وہ جو کہ انسان اور انسانوں کا شہنشاہ تھا — اُس کی سو سمندروں جیسی عقل ہر جگہ پہنچنے والی تھی

وحیش آمد رحمِ حق غمخوار شُد — کہ فلاں مُشتاقِ تو بیمار شُد

اُن کو وحی آئی، اللہ (تعالےٰ) کی رحمت غمخوار بنی — کہ آپ کا فلاں عاشق بیمار ہو گیا ہے

مُصطفٰےؐ بہرِ ہلالؓ باشرف — رفت از بہرِ عیادت آں طرف

مصطفٰےؐ صاحبِ شرف ہلال رضؓ کے لئے — اُس جانب مزاج پرسی کے لئے گئے

[3] در پئے خورشیدِ وحی آں مہ دواں — واں صحابہؓ در پیش چوں اختراں

وحی کے سورج کے پیچھے وہ چاند چلا جا رہا تھا — اور صحابہ رضؓ اُس کے پیچھے ستاروں کی طرح (تھے)

ماہ می گوید کہ اصحابی نجوم — لِلسُّریٰ قُدْوَہ وَلِلطَّاغِی رُجُوم

چاند فرماتا ہے کہ میرے صحابہؓ ستارے ہیں — رات کے چلنے کے لئے پیشرو اور سرکش کیلئے رجوم ہیں

میر را گفتند کاں سُلطاں رسید — اُو ز شادی بیدل و جاں بر جہید

لوگوں نے سردار سے کہا، شاہ تشریف لے آئے — وہ خوشی سے بے اختیار ہم اچھل پڑا

بر گمانِ آں شادی زد دو دست — کاں شہنشہ بہرِ آں میر آمدست

اس خیال سے وہ دونوں ہاتھ بجانے لگا — کہ وہ شہنشاہ اُس سردار کی وجہ سے آئے ہیں

چوں فرود آمد ز غرفہ آں امیر — جاں ہمی افشاند پا مُزدِ بشیر

جب وہ سردار بالاخانے سے نیچے اُترا — خوشخبری دینے والے کے انعام میں جان چھڑکتا تھا

پس زمیں بُوس و سلام آورد اُو — کرد رُخ را از طرب چوں وَرد اُو

پھر وہ زمین بوسی اور سلام بجا لایا — اُس نے خوشی سے چہرہ گلاب کی طرح کر لیا

سلہ ۱ از قضا۔ تقدیر سے۔ حضرت ہلالؓ بیمار ہوئے آنحضورؐ کو وحی کے ذریعہ اُن کی بیماری کا پتہ چلا۔ غماز۔ اشارہ کرنے والا۔ کہ۔ چونکہ آقا کے نزدیک اُنکی کوئی قدر و منزلت نہ تھی وہ اُنکی بیماری سے لاعلم رہا اور نو روز تک وہ تنہا اصطبل میں پڑے رہے۔

سلہ ۲ آنکہ حضرت ہلالؓ کی بیماری کا حال باوجود آنحضورؐ کی عقل کے کمال کے وحی کے ذریعہ سے معلوم ہو سکا اسلئے کہ اُن کی بیماری عقلی نہ تھی، منقولات کا علم وحی کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے جب آنحضورؐ کو اُن کی بیماری کا علم ہوا تو عیادت کے لئے اُن کے پاس تشریف لے گئے۔

سلہ ۳ در پئے۔ آنحضورؐ خورشید وحی کی روشنی میں چلے جا رہے تھے اور صحابہ ستاروں کی طرح آپ کے ساتھ تھے آنحضورؐ نے فرمایا ہے أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ میرے صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ السُّریٰ۔ رات کو چلنا۔ قُدْوہ۔ پیشرو۔ طاغی۔ سرکش۔ رُجوم۔ رَجم کی جمع ہے وہ چیز جو پھینک کر ماری جائے۔ میر۔ آنحضورؐ کی آمد کی سردار کو اطلاع دی تو وہ خوشی سے بے قابو ہو گیا۔ بہرِ آں جب خوشخبری دینے والے نے اُس سردار کو آنحضورؐ کی آمد کی اطلاع دی تو بالاخانے سے نیچے اُتر کر آیا اور خوشخبری دینے والے پر قربان ہونے لگا۔ پس۔ اُس نے نیچے اُتر کر آنحضورؐ کی قدمبوسی کی اور سلام کیا۔ طرب۔

گفت بسم اللہ مشرف کن وطن[1] — تا کہ فردوسے شود ایں انجمن

اس نے عرض کیا بسم اللہ سے گھر کو مشرف کر دیجئے — تاکہ یہ مجلس جنت بن جائے

تا فزاید قصر من بر آسماں — کہ بدیدم قطب دوران زماں

تاکہ میرا محل آسمان سے بڑھ جائے — کہ میں نے زمانے کا قطب دیکھا ہے

گفتش از بہر عتاب آں محترم — من برائے دیدن تو نامدم

اس محترم نے ناراضی سے فرمایا — میں تیرے دیکھنے کے لئے نہیں آیا ہوں

گفت روحم آن تو خود روح چیست — ہیں بفرما کیں تجشم بہر کیست

اس نے عرض کیا میری جان آپ کی ملکیت ہے، روح کیا ہے؟ — ہاں فرمایئے کہ یہ تکلیف فرمائی کس کے لئے ہے؟

تا شوم من خاکپائے آں کسے — کہ بباغ لطف تستش مغرسے

تاکہ میں اس شخص کے پیروں کی خاک بن جاؤں — کیونکہ آپ کی مہربانی کے باغ میں اس کی جگہ ہے

چوں چنیں گفت او نخوت براند — مصطفےٰ ترک عتاب او بخواند

جب اس نے یہ کہا اور تکبر کو دور کر دیا — مصطفےٰ نے اس پر ناراضی ترک فرما دی

پس بگفتش کاں ہلال عرش کو[2] — ہمچو مہتاب از تواضع فرش کو

پھر اس سے کہا کہ وہ عرش کا چاند کہاں ہے؟ — تواضع کی وجہ سے چاندنی جیسا وہ فرش کہاں ہے؟

آں شہے در بندگی پنہاں شدہ — بہر جاسوسی بدنیا آمدہ

وہ بادشاہ ہے، غلامی میں چھپا ہوا ہے — جاسوسی کے لئے دنیا میں آیا ہوا ہے

تو مگو کاں بندہ و آخرجی ماست — ایں بدانکہ گنج در ویرانہاست

تو نہ کہہ وہ ہمارا غلام اور سائیس ہے — یہ سمجھ لے ویرانوں میں خزانہ ہے

اے عجب چوں ست از سقم آں ہلال[3] — کہ ہزاراں بدر ہستش پائمال

تعجب ہے، بیماری کی وجہ سے وہ چاند کیسا ہے؟ — کہ جس سے ہزاروں چودھویں کے چاند پامال ہیں

گفت از رنجش مرا آگاہ نیست — لیک روزے چند بر درگاہ نیست

اس نے عرض کیا اس کی بیماری کا مجھے علم نہیں ہے — لیکن چند روز سے ڈیوڑھی پر نہیں ہے

صحبت او باستور و اشتر ست — سائس ست و منزلش آں آخرست

اس کی صحبت جانوروں اور اونٹ کے ساتھ ہے — وہ سائیس ہے اور اس کی قیامگاہ اصطبل ہے

در آمدن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم از بہر عیادت

بلال رضی اللہ عنہ کی مزاج پرسی کے لئے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سرنا[ر]

---

[1] وطن۔ یعنی مکان۔ تا فزاید وہ میرا محل اپنی آسمان پر فوقیت کی وجہ زبان حال سے بتائے کہ میں نے آج اس ذات کو دیکھا ہے جو کائنات کے وجود کا مدار ہے۔ گفتش۔ آنحضورؐ نے عتاب اس وجہ سے فرمایا کہ وہ آمد کی اصل وجہ معلوم کرے تو اسکو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بیماری کا علم ہو جائے۔ تجشم۔ تکلیف اٹھانا۔ مغرس۔ پودے کا تھاؤلا۔ نخوت۔ تکبر۔

[2] یعنی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مرتبہ کی بلندی کی وجہ سے عرش کے چاند ہیں اور فروتنی کی وجہ سے فرش ہیں۔ آں شہے۔ (شعر)

[illegible]

آخر جی۔ اصطبل کا نگراں۔ سائیس۔

[3] اے عجب۔ عرفی چاند بیمار ہو کر ہلال بن جاتا ہے لیکن اس ہلال کی بیماری قابل تعجب ہے جس پر چودھویں کے چاند قربان ہیں۔ گفت۔ اس سردار نے کہا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بیماری کا تو مجھے علم نہیں ہے لیکن چند روز سے وہ مجھے نظر نہیں آئے۔ در آمدن۔ یہ سن کر کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اصطبل میں ہیں آنحضورؐ وہاں تشریف لے گئے اور ان کی دلجوئی کی۔

Presented by www.ziaraat.com

ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ در ستورگاہِ[۱] آں امیر و نواختنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ را

ہلال رضی اللہ عنہ کے اصطبل میں جانا اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہلال رضی اللہ عنہ کو نوازنا

رفت پیغمبر برغبت بہرِ او
پیغمبرؐ خوشی سے اُن کیلئے روانہ ہوئے

اندر آخر آمد و اندر جستجو
تلاش میں اصطبل کے اندر آئے

بود آخر مظلم و زشت و پلید
اصطبل تاریک اور خراب اور ناپاک تھا

وایں ہمہ برخاست چوں اُلفت رسید
جب محبت پہنچی، یہ سب رفع ہو گئے

بوی پیغمبر ببرد آں شیرِ نر
اُس نر شیر نے پیغمبرؐ کی خوشبو محسوس کی

ہمچنانکہ بوی یوسفؑ را پدر
جیسے کہ حضرت یوسفؑ کی خوشبو باپ نے

موجبِ[۲] ایماں نباشد معجزات
معجزے، ایمان کا سبب نہیں ہوتے ہیں

بوی جنسیت کند جذبِ صفات
جنسیت کی خوشبو صفات کو جذب کرتی ہے

معجزات از بہرِ قہرِ دشمن ست
معجزے دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے ہیں

بوی جنسیت پئے دل بردن ست
جنسیت کی خوشبو دل اُچکنے کے لئے ہے

قہر گردد دشمن اَما دوست نے
دشمن مغلوب ہو جاتا ہے لیکن دوست نہیں بنتا ہے

دوست کے گردد بہ بستہ گردنے
گردن بندھا ہوا دوست کب ہو سکتا ہے؟

اندر آمد او ز خواب از بوی او
اُن کی خوشبو سے وہ نیند سے بیدار ہو گئے

گفت سرگیں دان درو زیں گونہ بو
سو چا، گو برخانہ اور پھر اُس میں اِس طرح کی خوشبو؟

از میانِ[۳] پای ستوراں بدید
جانوروں کے پاؤں کے درمیان سے دیکھا

دامنِ پاکِ رسولؐ بے ندید
بے نظیر رسولؐ پاک کا دامن

پس ز کنجِ آخر آمد غژغژاں
وہ کھسکتے ہوئے اصطبل کے گوشہ سے آئے

روی بر پایش نہاد آں پہلواں
اُس پہلوان نے آپ کے پاؤں پر چہرہ رکھ دیا

پس پیمبرؐ روی بر رُویش نہاد
پھر پیغمبرؐ نے اُن کے چہرے پر چہرہ رکھ دیا

بر سر و بر چشم و رُویش بوسہ داد
اُن کے سر اور آنکھوں اور چہرے کو چوما

گفت یارا تا چہ پنہاں گوہری
فرمایا اے دوست! تو کس قدر چھپا ہوا موتی ہے؟

اے غریبِ[۴] عرش چونی خوشتری
اے عرش کے مسافر! تو کیسا ہے؟ اچھا ہے؟

---

۱ ستورگاہ۔ اصطبل۔ جب ہر تو یعنی حضرت ہلال رضؓ سے ملاقات کیلئے۔ آخر۔ اصطبل میں اندھیرا اور گندگی تھی لیکن آنحضورؐ کے انوار سب پر غالب آ گئے۔ بوی۔ حضرت ہلال رضؓ نے آنحضورؐ کی خوشبو کو اسی طرح محسوس کیا جس طرح حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کی خوشبو محسوس کی تھی۔

۲ موجب۔ ایمان لانے کے لئے معجزے مؤثر سبب نہیں ہیں بلکہ ایمان لانے والا اگر نبی کا ہم جنس ہے تو وہ نبی کی صفات کو جذب کرتا ہے تو ایمان کا قوی سبب جنسیت کی بو ہے۔ معجزات۔ نبی کے معجزوں سے صرف دشمن عاجز ہو جاتا ہے لیکن اُس کا ایمان لانا لازمی نہیں ہے۔ قہر۔ جو عاجز اور مغلوب ہو اُس کے دل میں دوستی پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اندر۔ آنحضورؐ کی خوشبو پا کر حضرت ہلال رضؓ جاگ گئے۔

۳ ازمیان۔ حضرت ہلال رضؓ کو چوپاؤں کے پاؤں میں سے آنحضورؐ کے دامن کی جھلک نظر آئی تو کھسکتے ہوئے آنحضورؐ کی طرف بڑھے اور قدم بوسی کے لئے پاؤں پر مُنھ رکھ دیا... پس پیمبرؐ۔ آنحضورؐ نے اُن کے مُنھ کے پاس سے پاؤں ہٹا کر محبت میں اپنا مُنھ اُن کے مُنھ پر رکھ دیا اور سر و چشم کا بوسہ لیا۔ اے غریب۔ آنحضورؐ نے حضرت ہلال رضؓ سے فرمایا تو عرشی ہے اور دنیا میں مسافر ہے تیری کیسی طبیعت ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت[۵۱] چوں باشد خود آں شوریدہ خواب | کہ درآید در دہانش آفتاب
عرض کیا اُس پریشان خواب والے کا کیا حال ہوگا؟ | جس کے منہ میں دھوپ آجائے

چوں بُود آں تشنۂ کو گِل خورد | آب بر سر بنہدش خوش می برد
اُس پیاسے کا کیا حال ہوگا؟ کہ مٹی چوسے | پانی اُس کو سر پر رکھ لے، اچھی طرح لے جائے

در[۵۲] بیان آنکہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم شنید کہ
اِس کا بیان کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ عیسیٰ

عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بر روئ آب رفت
ہمارے نبی پر اور اُن پر درود و سلام ہو پانی پر چلتے تھے

فرمود کہ لَوْ اِزْدَادَ یَقِیْنُہٗ لَمَشٰی عَلَی الْھَوَاءِ
فرمایا کہ اگر اُن کا یقین بڑھ جاتا تو یقیناً ہوا پر چلتے

ہمچو[۵۳] عیسیٰؑ بر سرش گیرد فرات | کایمنی از غرقہ در آبِ حیات
(حضرت) عیسیٰؑ کی طرح فرات انکو سر پر اُٹھا لیتی ہے | کہ تو آبِ حیات میں (ہونے کی وجہ سے) ڈوبنے سے محفوظ ہے

گوید احمدؐ گر یقینش افزوں بُدے | خود ہوایش مرکب و ہاموں شُدے
احمدؐ فرماتے ہیں، اگر اُن کا یقین بڑھا ہوا ہوتا | خود ہوا اُن کے لئے سواری اور جنگل ہوتی

ہمچو من کہ بر ہوا راکب شُدم | در شبِ معراج مُستصحب شُدم
میری طرح کہ میں ہوا پر سوار ہوا | معراج کی رات میں اور صحبت حاصل کرنے والا بنا

گفت چوں باشد سگے کورِ پلید | جَست اُو از خواب و خود را شیر دید
(بلالؓ نے) عرض کیا اُس اندھے ناپاک کُتّے کا کیا حال ہوگا؟ | جو نیند سے اُٹھا اور اُس نے اپنے آپ کو شیر دیکھا

نے چناں شیرے کہ کس تیرش زند | بل ز بیمش تیغ و پیکاں بشکند
ایسا شیر نہیں کہ کوئی اُس پر تیر چلائے | بلکہ اُس کے خوف سے تلوار اور تیر ٹوٹ جائے

کور بر اِشکم روندہ ہمچو مار | چشمہا بکشادہ در باغ و بہار
اندھا جو سانپ کی طرح پیٹ کے بل چلنے والا ہو | باغ اور بہار میں آنکھیں کھول دے

حوادث یومیہ میں اگر انسان ایک پہلو پر ایسا یقین جما لیتا ہے کہ دوسرے پہلو کا احتمال بھی اُسکے ذہن میں نہ ہو تو عادت اللہ یہ ہے کہ اُسکے یقین کے مطابق وقوع عمل میں آجاتا ہے لیکن یہ چیز نہ کمال نبوت سے متعلق ہے نہ کمال ولایت سے۔ فرات بطلقاً دریا۔ ہاموں جنگل ——— ۵۳ ہجر۔ آنحضورؐ شب معراج میں براق پر سوار تھے اور براق ہوا پر چل رہا تھا۔ مستصحب صحبت رکھنے والا آنحضورؐ کو ملائکہ اور حضرت حق تعالیٰ کی صحبت میسر آئی۔ گفت۔ حضرت بلالؓ نے اپنے لئے تیسری مثال بیان کی یعنی میں پہلے بنزلہ کتے کے تھا آنحضورؐ کی زیارت سے شیر ہوگیا۔ کور۔ یہ حضرت بلال رضؓ نے اپنی چوتھی مثال بیان کی کہ میں پہلے اندھا اور سانپ کی طرح پیٹ کے بل زمین پر سرکنے والا تھا اب آنکھ کھل گئی تو باغ و بہار میں ہوں۔

۵۱ گفت حضرت بلالؓ نے عرض کیا میں تو اس وقت ایسا خوش ہوں جیسا کہ وہ شخص جس کی نیند رات میں اُچٹ گئی ہو اور وہ سورج کے طلوع کرنے کا منتظر ہو اور اچانک اُس کے منہ پر دھوپ پھیل جائے یا وہ پیاسا کہ پیاس کی شدت سے کیچڑ چوس رہا ہو اور اچانک پانی کا اس قدر سیلاب آجائے کہ وہ اُس میں تیرنے لگے۔ ۵۲ دربیان۔ آنحضورؐ نے یہ سنا کہ حضرت عیسیٰؑ پانی پر چلتے تھے تو آپ نے فرمایا اگر اُن کا یقین بڑھ جاتا تو ہوا پر چلتے۔ حدیث احیاء العلوم کی شرح زبیدی میں منقول ہے محدث عراقی نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے اِس کے راوی غیر ثقہ ہیں صحیح حدیث یہ ہے کہ حواریین نے حضرت عیسیٰؑ سے عرض کیا کہ آپ پانی پر کس طرح چلتے ہیں انھوں نے فرمایا ایمان اور یقین کے ذریعہ تو حواریین نے کہا کہ ایمان اور یقین تو ہمیں بھی حاصل ہے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تو تم بھی پانی پر چلو جب وہ چلے تو ڈوبنے لگے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا یہ کیا ہوا تو انھوں نے کہا کہ جب موج آئی تو ہم ڈرے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تم موج سے ڈرے موج کے رب سے کیوں نہ ڈرے اور پھر اُن کو پانی میں سے نکالا۔ یقین سے یہاں توکل علی اللہ کا مرتبہ مراد ہے ایمانی کیفیت مراد نہیں ہے

Presented by www.ziaraat.com

چون[۱] بُوَد آں چوں کہ از چونی رہید | در حیاتستانِ بیچونی رسید
وہ چوں کیسا ہوگا جو چونی سے نجات پاگیا؟ | (اور) بے چونی کی حیات گاہ میں پہنچ گیا ہو

گشت چونی بخش اندر لامکاں | گردِ خوانش جملہ شیراں چوں سگاں (۹)
وہ لامکاں میں چونی بخشنے والا بن گیا | اُسکے دسترخوان کے چاروں طرف تمام شیر کتوں کی طرح ہوں

اُو ز بیچونی دہد شاں استخواں | در جنابت تن زن ایں سورہ مخواں
وہ بے چونی سے اُن کو ہڈی دیتا ہے | تو جنابت کی حالت میں خاموش رہ یہ سورت نہ پڑھ

تا ز چونی غسل ناری تو تمام | تو بریں مُصحف مَنِہ کف اے غلام
تو جب تک چونی سے مکمل غسل نہ کرلے | اے لڑکے! تو اس قرآن پر ہاتھ نہ رکھ

گر[۲] پلیدم ور نظیفم اے شہاں | ایں نخوانم پس چہ خوانم در جہاں
اے شاہو! خواہ میں ناپاک ہوں یا پاک ہوں | دنیا میں یہ نہ پڑھوں تو پھر کیا پڑھوں؟

تو مرا گوئی کہ از بہرِ ثواب | غسل ناکردہ مرو در حوضِ آب
آپ مجھ سے کہیں کہ ثواب کے لئے | تو غسل کئے بغیر پانی کی حوض میں نہ جا

از برونِ حوض غیرِ خاک نیست | ہر کہ اُو در حوض ناید پاک نیست
حوض کے باہر خاک کے سوا نہیں ہے | جو حوض میں نہ جائے وہ پاک نہیں ہے

گر[۳] نباشد آب ہا را ایں کرم | کہ پذیرد مر خبث را دمبدم
اگر پانیوں میں یہ کرم نہ ہو | کہ وہ ناپاک کو ہر وقت قبول کرلیا کریں

وای بر مشتاق و بر اُمیدِ اُو | حسرتا بر حسرتِ جاویدِ اُو
تو مشتاق اور اُسکی امید پر افسوس ہوتا | اُس کی دائمی حسرت پر حسرت ہوتی

آب دارد صد کرم صد احتشام | کو پلیداں را پذیرد والسّلام
پانی سینکڑوں کرم (اور) سینکڑوں حشمتیں رکھتا ہے | کہ وہ ناپاکوں کو قبول کرلیتا ہے والسّلام

---

[۱] چوں بُوَد۔ چوں کے لغوی معنیٰ کیفیت کے ہیں یہاں اس سے کیفیات اور عوارضِ بشریہ مراد ہیں اسی لئے بیچونی کو فنا سے تعبیر کیا جاتا ہے اس شعر میں چوں بُوَد کے اندر چوں بمعنیٰ کیسا ہے اور آں چوں میں چوں سے مراد وہ شخص ہے جو اوصافِ بشریہ سے خالی ہوگیا ہو اور چونی سے مراد اوصافِ بشری ہیں۔ در حیاتستان۔ فنا کے بعد مقامِ بقا آتا ہے جس کو حیاتستان سے تعبیر کیا ہے اس شعر میں مُرشد کے اوصاف کا ذکر ہے۔ گشت۔ اس شعر میں مُرشد کے افاضہ کا ذکر ہے۔ چونی بخش۔ یعنی سالک پر جو کیفیات طاری ہوتی ہیں لامکاں یعنی وہ مُرشد اب مادی اوصاف سے پاک ہوچکا ہے۔ چوں سگاں یعنی وہ سالکین اپنے آپ کو ایسا سمجھتے ہیں۔ اُو ز بیچونی۔ جب تک سالک ابتدائی کیفیات میں ہوتا ہے تو اُس کی مقصودِ حقیقی کی طلب مناسب نہیں ہوتی ہے اُس کو مُرشد کہہ دیتا ہے کہ ابھی تو اس حالت میں نہیں ہے کہ مقصود تک پہنچ سکے اور تیری حالت اس ناپاک کی سی ہے جس کو قرآن پڑھنا منع ہے۔

[۲] گر پلیدم۔ سالک عرض کرتا ہے کہ کیفیات کی نفی ہو یا نہ ہو اگر میں مقصود حاصل نہ کروں تو اور کیا کروں۔ تو مرا۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ غسل کے بغیر قرآن نہ پڑھوں یعنی جب تک اوصافِ بشری کا ازالہ نہ ہو مقصود تک پہنچنے کی کوشش نہ کروں حالانکہ مقصود تک پہنچنے پر ہی بشری صفات کی نفی ہوگی تو یہ تو ایسا ہے کہ کوئی ناپاک کو کہے کہ بغیر پاکی کے حوض سے پانی لینے کے لئے نہ جا اگر وہ جائے تو پاک کیسے ہوگا؟ اسلئے کہ حوض کے باہر تو خاک ہے پانی نہیں ہے اور پاکی پانی سے حاصل ہوگی۔

[۳] گر نباشد۔ مُرشد کی طرف سے جواب ہے کہ میرا یہ مقصد نہ تھا جو تو سمجھا ہے بلکہ مقصد یہ تھا کہ اوصافِ بشری کو مقصود بالذات نہ بنا، نجاست ترک کو مقصود بنانا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ پانی ہی کے ذریعہ ناپاکی دُور ہوسکے گی۔ آب دارد۔ مقصد پر پہنچ کر ہی صفاتِ بشری کی نفی ہوگی، پانی کا یہ کرم ہے کہ وہ ناپاکوں کو قبول کرلیتا ہے اور پاک بنا دیتا ہے۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں کہ نور ۱ — پاسبانِ تُست از شرُّ الطیُور
اے ضیاء الحق حسام الدین! کہ نور — بدترین پرندے سے آپ کا محافظ ہے

پاسبانِ تُست نورُ و ارتقاش — اے تو خورشیدِ مُستَّر از خفاش
نور اور اس کی بلندی تمہاری محافظ ہے — اے وہ کہ تیرا سورج چمگادڑ سے چھپا ہوا ہے

چیست پردہ پیش نورِ آفتاب — جُز فزونیِ شعشع و تیزیِ تاب
سورج کی روشنی کے آگے پردہ کیا ہے؟ — شعاع کی زیادتی اور تیزی اور چمک کے سوا

پردہ[۲] خورشید ہم نورے رسبت — بے نصیب از وَے خفاش ست و شب ست
سورج کا پردہ بھی خدا کا نور ہے — چمگادڑ اور رات اس سے محروم ہے

ہر دو چوں در بُعد و پردہ ماندہ اَند — با سیہ رُویاں فسُردہ ماندہ اَند
جبکہ دونوں دوری اور پردے میں رہ گئے ہیں — سیاہ رُو لوگوں کے ساتھ ٹھٹھر کر رہ گئے ہیں

چوں نوشتی بعضے از قصہ ہلالؓ — داستانِ بدر آر اندر مقال
جبکہ تو نے ہلالؓ کا تھوڑا سا قصہ بیان کیا ہے — چودھویں کے چاند کا قصہ گفتگو کے دائرہ میں لا

آں ہلال و بدر دارند اتحاد — از دوئی دور اند و از نقص و فساد
وہ ہلال اور بدر اتحاد رکھتے ہیں — دوئی اور گھٹاؤ اور فساد سے دور ہیں

آں ہلال از نقص در باطن بریست — آں بظاہر نقص تدریج آوریست
وہ ہلال باطنی نقص سے پاک ہے — وہ ظاہری نقص درجہ بدرجہ بلندی پر لاتا ہے

درس[۳] گوید شب بشب تدریج را — در تانی بر دہد تفریج را
وہ ہر رات میں ترقی کا درس دیتا ہے — آہستہ روی میں کشادگی کا پھل دیتا ہے

در تانی گوید اے عجولِ خام — پایہ پایہ بر تواں رفتن بہ بام
آہستہ روی کے بارے میں کہتا ہے اے جلد باز کچے! — درجہ بدرجہ، بالاخانے پر جایا جا سکتا ہے

دیگ را تدریج و استادانہ جوش — کار ناید قلیۂ دیوانہ جوش
دیگ کو رفتہ رفتہ اور اُستادوں کی طرح جوش دے — دیوانے کا جوش دیا ہوا قلیہ کام نہیں آتا ہے

---

۳ درس۔ وہ بدر یعنی شیخ ہلال کو یعنی مرید کو ہر شب میں تعلیم و تربیت کے ذریعہ آہستہ آہستہ مکمل کر رہا ہے۔ در تانی۔ اس تدریجی ترقی کے بارے میں سمجھاتا ہے کہ سلوک میں جلد بازی مناسب نہیں ہے بالاخانے پر سیڑھی کے درجات طے کر کے ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ دیگ۔ صحیح طور پر دیگ دھیمی آنچ میں تیار ہوتی ہے۔

---

۱ اے ضیاء الحق۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ تربیت درجہ بدرجہ ہونی چاہیے سالک کی تعجیل اور تقاضہ مُضر ہے وہ قبل از وقت شیخ بن بیٹھتا ہے۔ اے ضیاء الحق ندا کا جواب چھٹا شعر چوں نوشتی جس سے اصل مضمون شروع ہوگا درمیان میں مولانا ضیاء الحق کا ذکر کیا ہے۔ پاسبان یعنی تمہارا نور چمگادڑوں سے تمہارا محافظ ہے وہ نور اُن کو چندھیا دیتا ہے۔ شر الطیور یعنی مخالف جو بمنزلہ چمگادڑ کے ہیں۔

۲ پردہ۔ سورج کے لئے اُس کا نور پردہ ہے جس کی وجہ رات اور چمگادڑ نور سے محروم ہیں ضیاء الحق کے نور سے کچھ تو وہ محروم ہیں کہ جنہیں صلاحیت ہے لیکن وہ توجہ نہیں کرتے ہیں جیسا کہ چمگادڑ اور کچھ وہ ہیں جن میں صلاحیت ہی نہیں ہے جیسا کہ رات ہر دو۔ چمگادڑ صلاحیت کے ہوتے ہوئے اور رات اس لئے کہ اس میں صلاحیت مفقود ہے دونوں محروم ہیں۔ چوں۔ اب جبکہ ہلال رض یعنی طالب سالک۔ بدر یعنی شیخ جو کاملہ کرتا ہے۔ آں ہلال یعنی مرید اور شیخ میں اتحاد ہے وہ دوئی اور گھٹاؤ اور فساد سے دُور ہیں اس تشبیہ سے مغالطہ میں نہ پڑنا چاہیے۔ از نقص۔ ہلال یعنی مرید میں ظاہری کمی ہے اُس کا باطن رفتہ رفتہ مکمل ہو رہا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

حق[1] نہ قادر بود بر خلقِ فلک ... در یکے لحظہ بکُن بے ہیچ شک

کیا اللہ (تعالیٰ) آسمان کے پیدا کرنے پر قادر نہ تھا؟ ... کُن کے ذریعہ بغیر کسی شک کے ایک لحظہ میں

پس چرا شش روز آں را در کشید ... کُلّ یَوْمٍ اَلْفُ عَام اے مُستفید

پھر چھ روز اُس کو کیوں کھینچا ... اے طالب! ہر دن ایک ہزار سال کا

خلقتِ طفل از چہ اندر نُہ مہ است ... زانکہ تدریج از شعارِ آں شہ است

بچے کی پیدائش نو مہینے میں کیوں ہے؟ ... کیونکہ درجہ بدرجہ کرنا اُس شاہ کی عادت ہے

خلقتِ آدمؑ چرا چل صبح بود ... اندراں گِل اندک اندک میفزود

(حضرت) آدمؑ کی پیدائش چالیس روز میں کیوں ہوئی! ... اُس مٹی میں تھوڑا تھوڑا اضافہ ہوتا تھا

زیں سحر تا آں سحر سالے ہزار ... تا بآخر یافت آں صورت قرار

اِس صبح سے اُس صبح تک ایک ہزار سال ... یہاں تک کہ بالآخر اُس صورت نے قرار پایا

نے[2] چو تو اے خام کاکنوں تاختی ... طفلی و خود را تو شیخے ساختی

نہ کہ تیری طرح اے کچے! کہ تو ابھی سے دوڑ پڑا ... تو بچہ ہے، اور تونے اپنے آپ کو شیخ بنا لیا

بر دویدی چوں کدو فوقِ ہمہ ... کو ترا پائے جہاد و ملحمہ

تو کدو کی طرح سب سے بڑھ کر دوڑ پڑا ... تجھ میں جہاد اور جنگ کا (ذوم) قدم کہاں ہے؟

تکیہ کردی بر درختان و جدار ... بر شُدی اے اقرعک ہم قرع وار

تونے درختوں اور دیوار کا سہارا لیا ... اے حقیر گنجے! تو کدو کی طرح بڑھ گیا

اوّل ار شُد مرکبت سرو سہی ... لیک آخر خُشک بے مغز و تہی

ابتداء اگرچہ تیری سواری سیدھا سرو بن گیا ... لیکن آخر میں تو خشک، بے مغز اور خالی ہے

رنگِ سبزت زرد شُد اے قرعِ زُود ... زانکہ از گلگونہ بُود اصلی نبُود

اے کدو! بہت جلد تیرا سبز رنگ زرد ہو گیا ... کیونکہ وہ پوڈر کا تھا اصلی نہ تھا

داستانِ[3] آں عجوزہ کہ روئے زشت خود را گلگونہ می ساخت

اُس بوڑھی کا قصہ جو اپنے بھدے چہرے پر پوڈر ملتی تھی وہ

ساختہ نمی شُد و پذیرا نمی آمد

نہ لگتا تھا اور بھلا معلوم نہیں ہوتا تھا

بُود کمپیرے نود سالہ کلاں ... پُر تشنّج رُوی و رنگش زعفراں

ایک نوّے سال کی بڑی بوڑھی تھی ... چہرہ جھریوں بھرا اور اُس کا رنگ زرد تھا

---

[1] حق۔ آہستہ روی خدا کی صفت ہے اسی لئے باوجود قدرت کے اُس نے آسمانوں کو چھ روز میں پیدا فرمایا ہے۔ پس قرآن پاک میں ہے خلق السّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ "آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا" دوسری جگہ قرآن میں ہے "وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" یعنی اللہ کے یہاں ایک دن ایک ہزار سال کا ہے۔ خلقت۔ اللہ تعالیٰ بچہ کو بھی ایک منٹ میں پیدا کر سکتا ہے لیکن سنّتِ الٰہی یہ ہے کہ نو مہینے میں اُس کی پیدائش ہوتی ہے۔ آدمؑ۔ حضرت آدمؑ کی پیدائش کی تکمیل بھی چالیس روز میں ہوئی اور ہر روز ایک ہزار سال کا تھا۔

[2] نے چو تو۔ سالک کو یہ نہ چاہیئے کہ جلدبازی کرے اور قبل از وقت شیخ بن بیٹھے... بر دویدی۔ کدو کی بیل بہت جلد پھیل جاتی ہے اس صورت میں سالک کو مجاہدوں کی نوبت نہیں آتی ہے۔ تکیہ۔ کدو کی بیل دوسرے کے سہارے پھیلتی ہے۔ اقرعک۔ ناچیز گنجا۔ قرع۔ کدو۔ اوّل۔ بیشک دوسرے کے سہارے ترقی ہو جاتی ہے لیکن وہ پائیدار نہیں ہوتی ہے اور وہ رنگ جلد اُتر جاتا ہے۔

[3] داستان۔ اس قصہ سے بھی پتا چلتا ہے کہ اصل اور بناوٹ میں بہت فرق ہے۔ کمپیر۔ بڑھیا۔ پُر تشنّج رو۔ یعنی اُس کے

Presented by www.ziaraat.com

چوں سرِ سُفرہ[1] رُخِ اُو تو بتوی ۔۔۔ لیک دروے بُود ماندہ عشقِ شوی
سُفرے کے سرے کی طرح اُس کا چہرہ تہ بہ تہ تھا ۔۔۔ لیکن اُس میں شوہر کی ہوس تھی

ریخت دَندانہاش و مُو چوں شیر شُد ۔۔۔ قد کمان و ہر حِسش تغیر شُد
اُسکے دانت گر گئے تھے اور بال دودھ کیطرح سفید ہو گئے تھے ۔۔۔ قد، کمان کی طرح اور اُس کا ہر حس بدل گیا تھا

عشقِ شوی و شہوت و حرصش تمام ۔۔۔ عشقِ صید و پارہ پارہ گشتہ دام
شوہر کا شوق اور اُس کی شہوت اور حرص کمل تھی ۔۔۔ شکار کا شوق تھا اور جال ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا

مُرغِ بے ہنگام و راہی بیرہے ۔۔۔ آتشِ پُر در بُنِ دیگِ تہی
بے وقت کا مُرغ اور رہنیر راستہ کا مسافر ۔۔۔ خالی دیگ کے نیچے، بھری ہوئی آگ ہے

عاشقِ[2] میدان و اسپ و پائے نے ۔۔۔ عاشقِ زمر و لب و سُرنائے نے
میدان کا عشق، اور گھوڑا اور پاؤں ندارد ۔۔۔ بجانے کا شوق اور ہونٹ اور بانسری ندارد

حرص دَر پیری جہوداں امباد ۔۔۔ اے شقیے کہ خداش ایں حرص داد
خدا کرے بڑھاپے میں حرص کا فروں کو (بھی) نہ ہو ۔۔۔ ہائے وہ بد بخت جس کو خدا نے یہ حرص دی ہو

ریخت دنداں ہائے سگ چوں پیر شُد ۔۔۔ ترکِ مردم کرد و سرگیں گیر شُد
کتا جب بوڑھا ہو گیا، دانت گر گئے ۔۔۔ اُس نے انسانوں کو چھوڑا اور گوبر حاصل کرنیوالا بنگیا

ایں سگانِ شصت سالہ را نگر ۔۔۔ ہر دمے دنداں سگ شاں تیز تر
اِن ساٹھ سال کُتوں کو دیکھ ۔۔۔ کُتے کا سا اُن کا دانت لمحہ بہ لمحہ زیادہ تیز ہے

پیرِ سگ[3] را ریخت پشم از پوستیں ۔۔۔ ایں سگانِ پیر اطلس پوش بیں
بوڑھے کُتے کی کھال سے بال جھڑ گئے ۔۔۔ اطلس پہننے والے اِن بوڑھے کُتوں کو دیکھ

عشقِ شاں و حرصِ شاں در فرج و زر ۔۔۔ دمبدم چوں نسلِ سگ بیں بیشتر
شرمگاہ اور سونے پر اُن کا عشق اور اُنکی حرص ۔۔۔ کُتے کی نسل کی طرح لمحہ بلمحہ زیادتی پر دیکھتا رہ

ایں چنیں[4] عمرے کہ مایہ دوزخ ست ۔۔۔ مر قصابانِ غضب را مسلخ ست
ایسی عمر جو دوزخ کا سرمایہ ہے ۔۔۔ قہر (خداوندی) کے قصائیوں کا کیلا ہے

چوں بگویندش کہ عمرے تو دراز ۔۔۔ میشود دلخوش دہانش از خندہ باز
جب لوگ اُس سے کہتے ہیں تیری عمر دراز ہو ۔۔۔ خوش دل ہوتا ہے، اُس کا مُنھ ہنسی سے کُھل جاتا ہے

---

[1] سُفرہ۔ مقعد عشقِ شوی۔ یعنی اُس کی خواہش تھی کہ کوئی شوہر کرے۔ ریخت۔ بڑھاپے سے اُس کے دانت ٹوٹ گئے تھے، بال دودھ کی طرح سفید ہو گئے تھے اور قد کُبڑا ہو گیا تھا حواس میں تغیر آگیا تھا۔ عشقِ صید یعنی شوہر تو چاہتی تھی اُس کی حالت ایسی نہ تھی کہ اُس سے کوئی نکاح کرنے پر راضی ہو سکے۔ مُرغ۔ یعنی اُس بڑھیا کی خواہش بالکل بے معنی تھی۔

[2] عاشق۔ اُس بڑھیا کی مثال اُس شخص کی ہے جس کو میدانِ جنگ میں جانے کا شوق ہو لیکن اُس کے پاس نہ گھوڑا ہو نہ اُس کے پاؤں ہوں یا کسی کو مُنھ سے باجا بجانے کا شوق ہو لیکن نہ اُس کے ہونٹ ہوں نہ اُس کے پاس بانسری ہو۔ حرص۔ ایسی بے موقع حرص خدا دشمن کو بھی نہ دے۔ ریخت۔ کُتا بھی دانت ٹوٹ جانے کے بعد انسانوں کو کاٹنا چھوڑ دیتا ہے اور اپنی غذا گوبر کو بنا لیتا ہے۔ ایں سگاں۔ لیکن انسان کا یہ حال ہے کہ (مصرع)

مرد چوں پیر شود حرص جواں می گردد

[3] پیرِ سگ۔ بڑھاپے میں کُتے کے بال جھڑ جاتے ہیں لیکن انسان کی حرص کا یہ حال ہے کہ بڑھاپے میں بھی اطلس کو زیبِ تن کرتا ہے۔ نسلِ سگ۔ کُتیا کئی کئی بچے دیتی ہے۔۔۔

[4] ایں چنیں۔ جو عمر گناہوں میں بسر ہو وہ دوزخ کا سرمایہ ہے اور عذاب کے فرشتوں کا کیلا ہے۔ چوں۔ اِس سیاہ کار کو جب عمر کی درازی کی دعا ملتی ہے تو خوش ہوتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ یہ مزید عذاب کی دعا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ایں چنیں نفرین دُعا پندارد اُو — چشم نکشاید سرے برنارد اُو
ایسی لعنت کو وہ دُعا سمجھتا ہے — وہ آنکھ نہیں کھولتا ہے، سر نہیں اُٹھاتا ہے

گر بدیدے یک سرِ مُو از معاد — اُو بگفتے ایں چنیں عمرِ تو باد
اگر وہ آخرت کو ایک بال برابر دیکھ لیتا — وہ اُس سے کہہ دیتا کہ ایسی عمر تیری ہو

داستانِ آں درویش کہ آں گیلانی را دعا کرد کہ خدا تعالیٰ

اُس نقیر کا قصہ جس نے ایک گیلانی کو دُعا دی کہ اللہ تعالےٰ تجھے

ترا بسلامت بخان و مانِ تو باز رساند

سلامتی کے ساتھ گھر بار کو واپس پہنچا دے

گفت یک روزے بخواجہ گیلئے — ناں پرستے نرگدا زنبیلئے
ایک روز، گیلانی سردار سے کہا — ٹکڑ گدا، پیٹ کے لئے، بھکاری جھولی والے نے

ناں ہمی باید مرا ناں دہ مرا — تا بگویم مر ترا من یک دُعا
مجھے روٹی چاہئے، مجھے روٹی دے — تاکہ میں تجھے، ایک دُعا دوں

چوں ستد زُو ناں بگفت اے مُستعاں — خوش بخان و مانِ خود بازش رساں
جب اُس نے اُس سے روٹی لے لی، کہا اے خدا! — اُس کو بہتر طریقہ پر اپنے گھر بار کو لوٹا دے

گفت اگر آنست خاں کہ دیدہ ام — حق ترا آنجا رساند اے دژم
اُس نے کہا کہ اگر گھر وہی ہے جو میں نے دیکھا ہے — اے پراگندہ! خدا تجھے وہاں پہنچا دے

ہر محدّث را خساں بددل کنند — حرفش ار عالی بُود نازل کنند
کمینے بیان کرنے والے کو بددل کر دیتے ہیں — اُس کی تقریر اگر بلند ہو تو پست کر دیتے ہیں

زاں کہ قدرِ مُستمع آید نبا — برقدِ خواجہ بُرد درزی قبا
کیونکہ سننے والے کی بقدر کلام ہوتا ہے — درزی قبا خواجہ کے قد کے مطابق تراشتا ہے

چونکہ مجلس بے چنیں بیغارہ نیست — از حدیثِ پست و نازل چارہ نیست
چونکہ مجلس ایسے طعنہ سے خالی نہیں ہوتی ہے — پست اور کم درجہ کی تقریر کے سوا چارہ نہیں ہو

واستاں ہیں ایں سخن را از گرو — سُوئے افسانہ عجوزہ باز رو
ہاں اِس بات کو گرفت سے چھوڑ دے — بڑھیا کے قصّہ کی جانب واپس چل

والے کے قد کے مطابق قبا تراشتا ہے۔ چونکہ۔ مجالس میں عموماً ایسے عوام ہوتے ہیں کہ اُن کے روبرو لامحالہ پست کلام کرنا پڑتا ہے۔

۵۱ نفرین۔ گنہگار کی عمر کی درازی کی دعا، دعا نہیں ہے بلکہ اُس کے لئے بد دعا ہے۔ گر بدیدے۔ اگر اُس کو آخرت کا کچھ بھی خیال ہوتا تو اُس کو بد دعا سمجھتا اور دعا دینے والے سے کہہ دیتا کہ ایسی دراز عمر تجھے نصیب ہو۔ داستان۔ اِس قصّہ کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ فقیر نے وطن کی واپسی کی دعا کو دعا سمجھا اور وہ سردار چونکہ وطن والوں سے تنگ ہو کر نکلا تھا تو اُس نے اُس دعا کو بد دعا سمجھا گیلی۔ گیلانی۔ گیلان ایک شہر ہے۔

۵۲ گفت۔ فقیر نے کہا مجھے روٹی دیدے تو میں تجھے دُعا دوں۔ چوں ستد۔ جب فقیر نے روٹی لے لی اور فقراء کے عام دستور کے مطابق خیریت کے ساتھ وطن کی واپسی کی دعا دیدی۔ گفت۔ وہ گیلانی سردار چونکہ وطن سے ناخوش تھا اُس نے فقیر کو غصّہ سے کہا کہ خدا تجھے اُس وطن میں پہنچا دے۔

۵۳ ہر محدّث۔ جس طرح اِس فقیر کی دعا کو اُس سردار نے اچھا نہ سمجھا اسی طرح بزرگوں کی بات کو پست فطرت لوگ پست معنیٰ پر محمول کر لیتے ہیں نتیجہ میں وہ بزرگ اُن سامعین کے لئے پست کلام بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ زاں کہ۔ مقرر کو سامعین کی عقول کے مطابق کلام کرنا پڑتا ہے۔ نبا۔ خبر، بات۔۔۔۔ برقدِ خواجہ۔ درزی کپڑا سلوانے

Presented by www.ziaraat.com

صفتِ آں عجوز و رجوع بحکایت آں

اُس بڑھیا کا بیان اور اُس کے قصہ کی جانب واپسی

چوں مُسن گشت و دریں رہ نیست مَرد (۱) — تو بنہ نامش عجوزِ سالخورد

جب کوئی معمر ہو جائے اور وہ اِس راہ کا مرد نہیں — تو اُس کا نام بڑھیا رکھ دے

نے مر اُورا راسِ مال و مایۂ — نے پذیرای قبول و پایۂ

اُس کے پاس نہ پونجی اور نہ سرمایہ ہے — نہ وہ مقبولیت اور رتبے کو قبول کرنے والا ہے

نے دہندہ نے پذیرندہ خوشی — نے درو معنیٰ و نے معنیٰ کشی

نہ وہ خوشی عطا کرنے والا ہے، نہ قبول کرنے والا — نہ اُس میں کمال ہے اور نہ اُس میں کمال کی طلب

نے زباں نے گوش نے عقل و بصر (۲) — نے ہُش و نے بیہشی و نے فکر

نہ زبان ہے، نہ کان، نہ عقل اور نہ بصیرت — نہ ہوش ہے اور نہ بے ہوشی اور نہ فکر

نے نیاز و نے جمالے بہرِ ناز — تو بتو بیش گندہ مانندِ پیاز

نہ نیاز ہے اور نہ ناز کرنے کے لئے حسن — وہ تہ بہ تہ، پیاز کی طرح گندہ ہے

نے رہے بُبریدہ و نے پای راہ — نے تپش آں قحبہ را نے سوز و آہ

نہ راہِ (سلوک) طے کی ہوئی ہے اور نہ راہ کا قدم ہے — نہ اُس قحبہ کے لئے گرمی ہے نہ سوز اور آہ

قصۂ (۳) درویشے کہ از خانہ ہر چہ میخواست می گفتند کہ نیست

اُس فقیر کا قصہ کہ ایک گھر والے سے جو کچھ بھی وہ مانگتا تھا وہ کہدیتے تھے کہ نہیں ہے

سائلے آمد بسوئے خانۂ — خشک نانے خواست یا ترنانۂ

ایک سائل ایک گھر کی جانب آیا — ایک سوکھی یا تازہ روٹی مانگی

گفت صاحب خانہ ناں اینجا کجاست — خیرہ کے ایں دُکانِ نانباست

گھر والے نے کہا، روٹی یہاں کہاں ہے؟ — تو پاگل ہے؟ یہاں نانبائی کی دکان کہاں ہے؟

گفت بارے اندکے پیہم بیاب — گفت آخر نیست دُکّانِ قصاب

اُس نے کہا تو چربی کا ایک ٹکڑا دیدے — اُس نے کہا قصائی کی دکان تو نہیں ہے

گفت مُشتِ آردہ اے کدخدا — گفت پنداری کہ ہست ایں آسیا

اُس نے کہا اے گھر کے مالک! آٹے کی مٹھی دیدے — اُس نے کہا تو یہ سمجھتا ہے، کہ یہ چکی ہے

گفت بارے آب دہ از مکرعہ — گفت آخر نیست جو یا مشرعہ

اُس نے کہا آخر پانی پینے کے برتن سے پانی دیجے — اُس نے کہا، نہر یا گھاٹ تو نہیں ہے

---

(۱) چوں مُسن۔ بعد حسبِ سابق بوڑھوں کا ذکر شروع کرتا ہے کہ جس بڑھیا کا ذکر پہلے کیا ہے اُن حریص بوڑھوں کو وہی بڑھیا سمجھ۔ ... اِس بوڑھے کا یہ حال ہے کہ اُس کا سرمایۂ حیات ختم ہو گیا اور کوئی نیک کام نہ کیا جس سے اُس کو مقبولیت ہوتی اور مرتبہ بلند ہوتا۔ نے دہندہ یعنی نہ اُس میں افادہ کی صلاحیت ہے نہ استفادہ کی۔ نہ اُس میں کوئی خوبی ہے اور نہ وہ خوبی کا طالب ہے۔

(۲) نے زبان۔ نہ اُس میں حق گوئی کی زبان ہے نہ حق سننے کا کان، نہ حق فہم عقل ہے نہ حق بیں بصر ہے، نہ اُس میں صحو ہے نہ سکر، نہ اللہ کی آیات میں فکر کرنا۔ نے نیاز۔ نہ اُس میں طالب کا نیاز ہے نہ صاحبِ کمال کا ناز ہے۔ رہے۔ نہ اُس نے راہِ سلوک طے کی نہ اُس کے قدم ہے نہ اُس میں راہِ سلوک کا عزم ہے نہ محبت کی گرمی ہے نہ محبت کا سوز و گداز ہے۔

(۳) قصہ۔ پہلے یہ بتایا تھا کہ اِس بوڑھے حریص میں کوئی چیز بھی نہیں ہے اب اسی مناسبت سے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ سائل نے بہت سی چیزوں کا سوال کیا اور مالک مکان ہر چیز کی نفی کرتا تھا ... نانبائی ... آٹے کی مٹھی ... پینے کا برتن ... گھاٹ۔

هر چه او درخواست از نان و سبوس[1] — چربکے میگفت و می کردش فسوس

اُس نے جو کچھ بھی روٹی اور بھوسی مانگی — وہ پھبتی کستا تھا اور مذاق اڑاتا تھا

آں گدا در رفت و دامن در کشید — و اندراں خانه بجست و خواست رید

وہ فقیر اندر پہنچ گیا اور دامن سمیٹا — وہ اُس گھر میں کودا اور ہگنا چاہا

گفت ہے ہے گفت تن زن اے دژم — تا دریں ویرانہ خود فارغ کنم

اُس نے کہا ہائیں ہائیں اُس نے کہا اے پاگل چُپ رہ — تاکہ میں اِس ویرانے میں فراغت حاصل کرلوں

چوں دریں جا نیست وجہ زیستن — در چنیں خانہ ببا یدریستن

جبکہ اِس جگہ جینے کا کوئی سامان نہیں ہے — ایسے گھر میں ہگنا چاہیے

چوں نہ بازے کہ گیری تو شکار — دست آموزِ شکارِ شہریار

جبکہ تو باز نہیں ہے کہ شکار پکڑے — بادشاہ کے ہاتھ سے شکار پکڑنا سیکھے ہوئے

نیستی طاؤس با صد نقش و بند[2] — کہ بنقشت چشمہا روشن کنند

تو سیکڑوں نقش و نگار والا مور نہیں ہے — کہ تیرے نقش و نگار سے آنکھیں روشن کریں

ہم نہ طوطی کہ چوں قندت دہند — گوش سوی گفتِ شیرینت نہند

تو طوطی بھی نہیں ہے کہ جب تجھے قند کھلائیں — تیری میٹھی گفتگو پر کان دھریں

ہم نہ بلبل کہ عاشق وار زار — خوش بنالی در چمن با لالہ زار

تو بلبل بھی نہیں ہے کہ عاشق کی طرح زار و زار — لالہ زار والے چمن میں خوب نوحہ کرے

ہم نہ ہدہد کہ پیکیہا کنی — نے چو لکلک کہ وطن بالا کنی

تو ہدہد بھی نہیں ہے کہ پیغامبری کرے — نہ لقلق کی طرح ہے کہ وطن کو بڑھیا بنائے

در زمستاں سوی ہندستاں روی — در بہاراں سوی ترکستاں شوی

جاڑوں میں ہندوستان چلا جائے — (موسم) بہار میں ترکستان کی جانب پہنچ جائے

در چہ کاری تو و بہر چیت خرند — تو چہ مرغی و ترا با چہ خورند

تو کس کام کا ہے اور تجھے کس لئے خریدیں؟ — تو کیسا پرندہ ہے اور تجھے کس چیز سے کھائیں؟

زیں دکانِ با مکیساں برتر آ[3] — تا دکان فضلِ اللہ اشتری

کھینچ تان کرنے والوں کی اِس دکان سے آگے بڑھ — "اللہ نے خریدا" کی مہربانی کی دکان کی طرف

کالہٗ کہ ہیچ خلقش ننگرید — از خلاقت آں کریم آں را خرید

وہ سامان کہ کسی انسان نے اُسکی طرف نظر نہ کی — کھنڈگی کے سبب، اُس داتا نے اُس کو خرید لیا

[1] سبوس۔ بھوسی۔ چربک۔ مذاق کی بات۔ ژتید۔ ریدن ہگنا۔ دژم پراگندہ دماغ۔ فارغ کنم۔ یعنی پاخانہ سے اپنے آپ کو فارغ کرلوں۔ چوں دریں فقیر نے کہا جبکہ اِس گھر میں زندگی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے تو پھر ایسا ویرانہ اسی قابل ہے کہ اس میں پاخانہ پھر دیا جائے۔ چوں نہ اب پھر کمالات سے خالی ہونے کا بیان شروع کیا ہے یعنی تو ایسا باز بھی نہیں ہے جس نے بادشاہ کے ہاتھ پہ بیٹھ کر شکار پکڑنا سیکھا ہو۔

[2] نیستی تجھ میں کوئی حُسن ظاہری بھی نہیں ہے۔ طوطی۔ طوطی کو جب شکر کھلاتے ہیں وہ خوب بولتی ہے۔ بلبل۔ بلبل آہ و زاری میں چمن کے لالے کی ہمنوائی کرتی ہے۔ ہدہد۔ ہدہد نے حضرت سلیمانؑ کی پیغامبری کی تھی۔ بالا کنی۔ لقلق ہر موسم میں اپنے لئے بہترین وطن بناتا ہے جاڑوں میں ہندوستان آ جاتا ہے اور موسم بہار میں ترکستان چلا جاتا ہے۔ در چہ۔ جب تو تمام کمالات سے خالی ہے تو دوسرے گاہک کیوں بنیں۔

[3] زیں دکاں۔ جب تجھ میں کوئی کمال نہیں ہے تو اپنی بناوٹی باتوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کر وہاں مقبولیت کیلئے کمال کی ضرورت نہیں ہے وہاں تو صرف تیرا اضطرار رجوع کرنا مقبولیت کے لئے کافی ہے۔ کالہ۔ سامان۔ خلاقت۔ پرانا ہونا۔ کریم۔ اللہ تعالےٰ۔

Presented by www.ziaraat.com

هیچ قلبے[1] پیشِ اُو مردود نیست | زانکہ قصدش از خریدن سُود نیست
کوئی کھوٹا، اُس کے دربار سے مردود نہیں ہے | کیونکہ خریدنے سے اُس کا مقصد نفع کمانا نہیں ہے

سُودِ اُو و بیعِ آں یارِ نکُو | کوست نیکو خُلق و ہم نیکوش خُو
اُس بھلے دوست کا نفع اور خریداری یہی ہے | کہ وہ اچھے اخلاق والا ہے اور اُس کی عادت بھی بھلی ہے

بیحدست اَفضالِ اُو آیس مَشو | سُوئے دستانِ عجوزہ باز رَو
اُس کی مہربانیاں بے حد ہیں، تو مایوس نہ ہو | بڑھی کے قصہ کی جانب واپس چل

باز میگردم سُوئے قصہ عجُوز | زانکہ پایانے ندارد ایں رمُوز
میں پھر بڑھیا کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں | کیونکہ اِن نکتوں کی انتہا نہیں ہے

رجوع بداستانِ آں کمپیر

اُس بڑھی کی داستان کی جانب رجوع

بُود[2] در ہمسایہ اَش سُورِ عجب | کردہ بُودند از قضا اُو را طلب
اُس کے پڑوس میں بڑھیا شادی تھی | تقدیر سے اُنھوں نے اُسکو (بھی) بلایا تھا

چوں عروسی خواست رفتن آں گندہ پیر | کرد ابرو را سیاہ اُو ہمچو قیر
جب اُس بڑھیا نے شادی میں جانا چاہا | اُس نے اَبرو کو تارکول کی طرح کالا کیا

چوں عروسی خواست رفتن آں حریف | مُوئے اَبرو پاک کرد آں مستحیف
جب اُس حریف نے شادی میں جانا چاہا | اُس ظالم نے اَبرو کے بال صاف کئے

پیشِ رُو آئینہ بگرفت آں عجُوز | تا بیاراید رُخ و رخسار و پُوز
اُس بڑھیا نے مُنہ کے سامنے آئینہ رکھا | تاکہ منہ اور رُخسار اور ٹھوڑی کو سجائے

چند گلگونہ[3] بمالید از بطر | سُفرۂ رُویش نشُد پوشیدہ تر
اُس نے اکڑ سے بہت سا پوڈر ملا | اُس کے مُنہ کی شِقعد زیادہ نہ چھپی

عُشر ہائے مُصحف از جامی برید | می بچسپانید بر رُو آں پلید
وہ قرآن کے عُشر جگہ سے کاٹتی تھی | وہ ناپاک چہرے پر چپکاتی تھی

تاکہ سُفرہ رُوئے اُو پنہاں شوَد | تا نگینِ حلقہ خوباں شوَد
تاکہ اُس کے مُنہ کی شِقعد چھپ جائے | تاکہ حسینوں کے حلقہ کا نگ بن جائے

عُشر ہا بر رُوئے ہر جا می نہاد | چونکہ بر می بست چادر می فتاد
چہرے پہ ہر جگہ عُشر رکھتی تھی | وہ جب چادر اوڑھتی تھی وہ گر جاتے تھے

---

[1] قلب۔ وہ اللہ تعالیٰ کھوٹے کو بھی خرید لیتا ہے کیونکہ اُس کا منشا نفع کمانا نہیں ہے۔ سود او۔ وہاں نفع اور معاملہ صرف اس بناء پر ہے کہ وہ کریم ہے۔ آیس۔ مایوس۔ دستور۔ اللہ کی مہربانیاں۔

[2] بود۔ اُس بڑھیا کے پڑوس میں ایک شادی تھی پڑوسیوں نے اتفاقاً اُس کو بھی دعوت دے دی۔ قیر۔ تارکول کی قسم کا ایک مادہ ہے یعنی اُس نے اپنی سفید اَبرووں کو خوب کالا کر لیا۔ حریف۔ ہم پیشہ، دوست، دشمن۔ پاک کرد۔ یعنی اُس نے اَبرووں کو تراش کر صیح کر لیا۔ مستحیف۔ ظالم۔ پوز۔ ٹھوڑی۔

[3] گلگونہ۔ اُبٹن، پوڈر۔ بطر۔ اکڑ۔ سفرہ۔ شِقعد۔ عُشر ہای قرآن پاک کی ہر دس آیتوں پر نشان بنایا جاتا تھا اسکو عُشر کہتے تھے وہ شاید سنہرے ہوں۔ تاکہ۔ مُنہ پر عُشر اِس لئے چپکاں کر رہی تھی کہ مُنہ کی سلوٹیں چھپ جائیں۔ چونکہ۔ عُشر چپکانے کے بعد جب چادر اوڑھتی تھی وہ چادر کی رگڑ سے گر جاتے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

بازاُوآں عُشرہارا با خدُو[۵۱] | می بچفسانید براطرافِ رُو

وہ پھر ان عُشروں کو تھوک سے | مُنھ کے اطراف پر چپکاتی

بازچادرراست کردے آں نگیں | عُشرہا افتادے ازرُو برزمیں

وہ بہادر پھر چادر کو ٹھیک کرتی | عُشر چہرے سے زمین پر گر پڑتے

چوں بسے می کرد فن آں می فتاد | گفت صد لعنت براں ابلیس باد

جب اُس نے بہت سی تدبیریں کیں اور وہ گرے | بولی، اُس شیطان پر سو لعنتیں ہوں

شُد مُصوَّرآں زماں ابلیس زُود | گفت اے قحبہ قدیدِ بے وُرود

اُس وقت فوراً شیطان مجسّم ہو گیا | اُس نے کہا اے بدکار سوکھے گوشت جسکے پاس کوئی نہ آئے

من ہمہ عُمر[۵۲] ایں نیندیشیدہ اَم | نے زجز تو قحبہ ایں دیدہ اَم

میں نے تمام عمر یہ نہیں سوچا ہے | نہ میں نے تجھ بدکار کے سوا کسی سے یہ دیکھا ہے

تخمِ نادِر در فضیحت کاشتی | در جہاں تو مُصحفے نگذاشتی

تُو نے رُسوائی میں عجیب بیج بویا ہے | تُو نے دنیا میں قرآن کو بھی نہ چھوڑا

صد بلیسی تو خمیس اندر خمیس | ترکِ من گو اے عجُوزِ دردِ بیس

تو لشکر در لشکر سینکڑوں شیطان ہے | اے گندی بُڑھیا! مجھے چھوڑ دے

چند دُزدی عُشر از اُمّ الکتیب | تا شود رُویت مُلوّن ہمچو سیب

تو قرآن کے عُشر کب تک چُرائے گی؟ | تاکہ تیرا چہرہ سیب کی طرح رنگین ہو جائے

چند دُزدی حرفِ مردانِ خدا | تا فروشی و ستانی مرحبا

تو مردانِ خدا کے حرف کتنے چُرائے گا؟ | تاکہ تو بیچے اور مرحبا وصول کرے

رنگ بربستہ ترا گلگوں نکرد | شاخِ بربستہ فنِ عرجوں نکرد

جمائے ہوئے رنگ نے تجھے گلابی رنگ کا نہ بنایا | بندھی ہوئی شاخ نے اصل شاخ کا کام نہ کیا

عاقبت[۵۳] چوں چادرِ مرگت رسد | از رُخت ایں عُشرہا اندر فتد

انجام کار جب تیرے پاس موت کی چادر آئیگی | تیرے رُخ سے یہ عُشر جھڑ جائیں گے

چونکہ آید خیز خیز آں رحیل | گم شود زاں پس فسونِ قال و قیل

جبکہ اُس کوچ کا چل چلاؤ آ جائے گا | اُس کے بعد قال و قیل کا جادو گم ہو جائے گا

عالمِ خاموشی آید پیش بیست | وائے آنکو در دروں انیش نیست

خاموشی کا عالم آجائیگا کہ، سامنے کھڑا ہو | اُس شخص پر افسوس ہے جس کے اندر محبت نہیں ہے

۵۱ خدُو۔ تھوک۔ بازچادر۔ وہ جست کر کے دوبارہ چادر اوڑھتی تو وہ عُشر پھر گر جاتے۔ چوں آں۔ جب بہت تدبیریں کر چکی اور وہ عُشر چہرے پر نہ جمے تو شیطان پر لعنت بھیجنے لگی۔ شُد مصوّر۔ شیطان مجسّم بن کر اس کے سامنے آگیا۔ قحبہ۔ رنڈی۔ قدید۔ گوشت کا سوکھا ٹکڑا۔ بے ورود۔ یعنی جسے کوئی لینے نہ آئے۔

۵۲ من ہمہ عمر۔ شیطان نے کہا کہ میں نے تمام عمر ایسی خباثت نہیں سوچی نہ تیرے سوا کسی کو ایسی حرکت کرتے دیکھا۔ مُصحف۔ قرآن پاک۔ خمیس۔ لشکر۔ دردبیس۔ بہت بوڑھی عورت، رذیل، گندی۔ اُمّ الکتیب۔ قرآن پاک۔ مُلوّن۔ رنگین۔ چند دُزدی۔ اب مولانا حکایت کے مقصود کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بناوٹی شیخ تو کب تک بزرگوں کے اقوال چُرا کر لوگوں کی واہ واہ حاصل کرے گا یہ فرضی رنگ حقیقی رنگ نہ ہوگا۔ کسی درخت پر بندھی ہوئی شاخ اصل شاخ کا سا کام نہ کرے گی۔

۵۳ عاقبت۔ جب تو موت کی چادر اوڑھے گا یہ چپکائے ہوئے عُشر بڑھیا کی طرح جھڑ جائیں گے۔ چونکہ۔ جب چل چلاؤ کا وقت آئے گا یہ فرضی نقشے سب ختم ہو جائیں گے۔ عالم خاموشی۔ عالم آخرت۔ پیش بیست۔ یعنی پیش ہوگا کہ ربّ العالمین کے سامنے

صیقلے کُن یک دو روزے سینہ را — دفتر خود ساز آں آئینہ را

دو ایک دن سینہ کی صیقل کرے — اُس آئینہ کو اپنا دفتر بنالے

کز سایہ یوسفِ صاحبقراں — شُد زلیخای عجوز از سر جواں

کہ صاحبقراں یوسف کے سایہ سے — بوڑھی زلیخا از سرِ نو جوان ہو گئی

می شود مُبدل بخورشیدِ تموز — آں مزاجِ باردِ بردالعجوز

ساون کے سورج سے بدل جاتا ہے — چلّے کے جاڑے کا ٹھنڈا مزاج

می شود مُبدل بسوزِ مریمی — شاخ لب خشکے بہ نخلِ خرمی

مریمی سوز سے بدل جاتی ہے — خشک لب شاخ خوشی کی کھجور سے

اے عجوزہ چند کوشی با قضا — نقد جُو اکنوں رہا کُن ماتقضی

اے بڑھیا! تو حکمِ خداوندی کے مقابلہ میں کب تک — اب نقد کی جستجو کرلے، گذشتہ کو چھوڑ

چوں رُخت را نیست در خوبی امید — خواہ گلگونہ نہ و خواہی مدید

جبکہ تیرے چہرے کو حُسن کی امید نہیں ہے — خواہ پوڈر لگا اور خواہ سیاہی

حکایتِ آں رنجور کہ طبیب در و اُمیدِ صحت ندید

اُس بیمار کی حکایت جس میں طبیب نے صحت کی اُمید نہ دیکھی

آں یکے رنجور شُد سوئے طبیب — گفت نبضم را فرو بیں اے لبیب

ایک بیمار طبیب کے پاس پہنچا — بولا اے عقلمند! میری نبض غور سے دیکھ لے

تا ز نبض آگہ شوی بر حالِ دل — کہ رگِ دست است با دل متصل

تاکہ تو نبض سے دل کی حالت پر آگاہ ہو جائے — کیونکہ ہاتھ کی رگ دل سے جڑی ہوئی ہے

چونکہ دل غیب است خواہی زو مثال — زو بجو کہ با دلستش اتصال

چونکہ دل پوشیدہ ہے، تو اس کی مثال چاہتا ہے — اُس سے تلاش کرلے کیونکہ اُس کا دل سے اتصال ہے

باد پنہان است از چشم اے امیں — در غبار و جنبشِ برگش ببیں

اے امین! ہوا آنکھ سے پوشیدہ ہے — غبار اور پتّوں کے ہلنے میں اُس کو دیکھ لے

کز یمین است او وزاں یا از شمال — جنبشِ برگت بگوید وصفِ حال

کہ وہ دائیں جانب سے چل رہی ہے یا بائیں سے — پتّوں کی حرکت حال بتادے گی

---

۱ صیقلے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مجاہدوں کے ذریعہ دل کو مانجھ پھر اس میں اسرار ظاہر ہونگے اور تیرا دل تیرے لئے دفتر اور کتاب کا کام دے گا۔ کز سایہ۔ جب حضرت یوسفؑ کے سایہ سے زلیخا جوان ہو سکتی ہے تو جب تیرے سینہ میں انوارِ الٰہی پیدا ہونگے تو جو اب مثل بڑھیا کے ہے جوان بن جائے گا۔ صاحبقراں۔ وہ خوش نصیب جس کی ولادت کے وقت زہرہ اور مشتری دونوں ستارے ایک برج میں جمع ہو جائیں۔ می شود۔ جس طرح سردی سورج کے اثر سے گرمی میں تبدیل ہو جاتی ہے اسی طرح تیرے اندر تبدیلی ہو جائے گی۔ تموز۔ ساون کا مہینہ۔ مریمی۔ حضرت مریمؑ کی تاثیر سے خشک کھجور پھل دینے لگی تھی اسی طرح تیرے اندر تبدیلی آجائے گی۔

۲ اے عجوز۔ انسان کو گذشتہ معصیتوں سے مایوس ہو کر آئندہ احوال کی اصلاح کو ترک کرنا چاہیے۔ گذشتہ سے قطع نظر کرکے اصلاحِ حال میں لگ جانا چاہئے۔ چوں رخت۔ پہلے تو نے جو کچھ فرضی باتیں کیں وہ کسی طرح مفید نہ ہونگی اب صحیح حالات پیدا کرے۔ حکایت۔ فرضی باتوں کا حقیقت بننا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح اس مریض کی صحت ناممکن تھی۔ رنجور۔ بیمار۔ لبیب۔ ذہین۔ تا ز نبض۔ دل کی حالت نبض سے معلوم کرلے نبض والی رگ دل سے جڑی ہوئی ہے

۳ چونکہ۔ دل نظروں سے غائب ہے اگر اس کی حالت سمجھنے کیلئے کسی مثال کی ضرورت ہے تو نبض سے سمجھ، ہوا کا درخت سے اتصال ہے وہ جس زمین کی حالت بتادے گی۔ باد۔ جو چیز مخفی ہو اس سے کسی ... سے اس کی حالت معلوم کیجا سکتی ہے ہوا مخفی ہے غبار اور پتے اس سے متصل ہیں اُن سے اس کی حالت کا پتہ

۵۱ مستیِ دل را نمی دانی کہ کو — وصفِ او از نرگسِ مخمور جو

اگر تو دل کی مستی کو نہیں سمجھتا ہے کہ وہ کہاں ہے — تو خمار آلود آنکھوں میں اس کی حالت تلاش کرلے

چوں ز ذاتِ حق بعیدی وصفِ ذات — باز دانی از رسول و معجزات

جبکہ تو اس کی ذات سے دور ہے ذات کی صفت — تو رسول اور معجزوں سے معلوم کرے گا

معجزاتے و کراماتے خفی — بر زند بر دل ز پیرانِ صفی

معجزے اور مخفی کرامات — برگزیدہ پیروں کی جانب سے دل پر اثر کرتی ہیں

کہ دروں شاں صد قیامت نقد ہست — کمتریں آنکہ شود ہمسایہ مست

کیونکہ اُن کے باطن میں سیکڑوں قیامتیں موجود ہیں — اُن میں سے کمتر یہ ہے کہ پڑوسی مست ہوجاتا ہے

۵۲ پس جلیس اللہ گشت آں نیک بخت — کو بہ پہلوئے سعیدے بُرد رخت

وہ نیک بخت خدا کا ہم نشین بنا — جس نے کسی نیک بخت کے پہلو میں سامان لیجا ڈالا

معجزہ کاں بر جمادے زد اثر — یا عصا یا بحر یا شق القمر

وہ معجزہ جس نے بے جان پر اثر کیا — لاٹھی ہو، یا دریا، یا چاند کا پھٹنا

گر اثر بر جاں کند بے واسطہ — متصل گردد بہ پنہاں رابطہ

اگر بغیر واسطہ کے جان پر اثر کرے — تو مخفی طور پر رابطہ جُڑ جائے گا

۵۳ بر جمادات آں اثرہا عاریہ است — آں پئے روحِ خوشِ متواریہ است

بے جانوں پر وہ اثرات عارضی ہیں — وہ مخفی پاکیزہ روح کے لئے ہیں

تا ازاں جامد اثر گیرد ضمیر — حبذا ناں بے ہیولائے خمیر

تاکہ اُس بے جان سے دل اثر قبول کرے — خمیر کے مادے کے بغیر روٹی کیا ہی اچھی ہے

حبذا خوانِ مسیحیؑ بے کمی — حبذا بے باغ میوہ مریمیؑ

بغیر کمی کا مسیحؑ دسترخوان خوب ہے — حضرت مریمؑ کا بغیر باغ کا میوہ خوب ہے

بر زند از جانِ کامل معجزات — بر ضمیرِ جانِ طالب چوں حیات

معجزے مکمل روح سے اثر کرتے ہیں — زندگی کی طرح، طلبگار کی روح کے ضمیر پر

کرتا نہیں ہے بلکہ روح کو متاثر کرتا ہے۔ تا ازاں۔ بے جان معجزے سے اس لئے متاثر ہوتی ہے کہ اس سے انسان کا دل متاثر ہوتا ہے تو اگر جان کے واسطے کے بغیر یہ بات حاصل ہوجائے تو کیا اچھا ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ روٹی پکانے اور آٹا گوندھنے کی زحمت کے بغیر پیٹ بھر جائے۔ حبذا۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کو بغیر مادی وسائط کے نعمتیں حاصل ہوئیں۔ بر زند لیکن اس تاثیر کے لئے طلب ضروری ہے۔

---

۵۱ مستی۔ دل کے عشق کا آنکھیں حال بتادیتی ہیں۔ چوں۔ ذاتِ باری بھی مخفی ہے اُس کے صفات کا حال رسول اور اُس کے معجزوں سے معلوم ہوجاتا ہے۔ ز پیرانِ صفی۔ یعنی رسول اور اولیاء کی برکت سے معجزے اور کرامات۔ دل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کہ دروں۔ چونکہ اُن کے باطن میں قیامت چھپی ہوئی ہے اور قیامت مُردوں کو زندہ کردیتی ہے۔ اس لئے اُن کا باطن مُردہ قلوب کو زندگی بخش دیتا ہے اُس کا اثر یہ ہے کہ اُن کا ہمسایہ مست ہوجاتا ہے۔

۵۲ پس۔ اُن کا ہم نشین اللہ تعالیٰ کا ہم نشین بن جاتا ہے یعنی اُس میں اللہ کی ہمنشینی کا اثر جو تعلق مع اللہ سے پیدا ہوجاتا ہے۔ معجزہ۔ معجزے کی تاثیر دل پر خاص مراد کی تاثیر کے واسطے سے پڑتی ہے معجزے کا اثر عصا پر پڑا اور وہ اژدھا بن گئی یا سمندر پر پڑا اور وہ حضرت موسیٰؑ کے نکلنے کی بقدر خشک ہوگیا یا شق القمر پر پڑا اور ان کے ذریعہ سے اُس کی تاثیر اُن پر پڑی تو اگر معجزہ بغیر مواد خاصہ کے واسطہ کے دل پر اثر کرے گا تو اُس سے معجزے کا مقصد بدرجۂ اتم پورا ہوجائے گا یعنی دل میں اور حضرتِ حق میں ربط پیدا ہوجائے گا۔

۵۳ بر جمادات۔ معجزوں کا اصل مقصد انسان کو متاثر

Presented by www.ziaraat.com

مُعجزہ[1] بحرست و ناقص مُرغِ خاک — مُرغِ آبی در روے ایمن از ہلاک

معجزہ سمندر ہے اور ناقص خشکی کا پرندہ ہے — پانی کا پرندہ اُس میں ہلاک ہونے سے پُرامن ہر

عجز بخشِ جانِ ہر نامحرمے — لیک قدرت بخش جانِ ہمدمے

وہ (معجزہ) ہر نامحرم کی جان کو عاجزی بخشتا ہے — لیکن ہمدم کی جان کے لیے قدرت بخشنے والا ہے

چوں[2] نیابی ایں سعادت در ضمیر — پس ز ظاہر ہر دم استدلال گیر

اگر یہ سعادت تو باطن میں نہیں پاتا ہے — تو ہر وقت ظاہر سے دلیل پکڑنا سیکھ لے

کہ اثرہا بر مشاعر ظاہرست — ویں اثرہا از مؤثر مُخبرست

کیونکہ اثرات، حواس پر ظاہر ہیں — اور یہ اثرات، اثر کرنے والے کی خبر دینے والے ہیں

ہست پنہاں معنیِ ہر دارُوئے — ہمچو سحر و صنعتِ ہر جادُوئے

ہر دوا کی صفت پوشیدہ ہے — جیسا کہ ہر جادو کی سحر کاری اور سحرگری

چوں نظر در فعل و آثارش کُنی — گرچہ پنہانست اظہارش کُنی

تو جب اُس کے اثرات اور کام پر نظر کریگا — اگرچہ وہ مخفی ہے، تو اُس کا اظہار کر دے گا

قُوّتے کاں اندرونش مضمرست — چوں بفعل آید عیانِ مُظہرست

وہ قوت جو اُس میں پوشیدہ ہے — جب کام میں آتی ہے ظاہر کر دینے والا مشاہدہ ہے

چوں[3] بآثار ایں ہمہ پیدا شُدت — چوں نشُد ظاہر بآثار ایزدت

جب یہ سب چیزیں تجھ پر آثار سے ظاہر ہو گئیں — تو تجھے خدا آثار سے کیوں نہ ظاہر ہوا؟

نے سببہا و اثرہا مغز و پوست — چوں بجوئی جملگی آثارِ اوست

کیا اسباب اور اثرات گودا اور چھلکا نہیں ہیں — جب تو جستجو کریگا سب اُس کے آثار ہیں

دوست گیری چیزہا را از اثر — پس چرا ز آثار بخشے بے خبر

اثر کی وجہ سے تو بہت سی چیزوں کو دوست بنا لیتا ہے — تو پھر تو آثار بخشنے والے سے بے خبر کیوں ہے؟

از خیالے دوست گیری خلق را — چوں نگیری شاہِ غرب و شرق را

تو ایک خیال سے مخلوق کو دوست بنا لیتا ہے — مغرب اور مشرق کے شاہ کو کیوں نہیں بناتا؟

ایں سخن پایاں ندارد اے قباد — حرص ما را اندریں پایاں مباد

اے شاہ! یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی ہے — اس میں ہماری حرص ختم نہ ہو

رجوع بقصّہ آں رنجور

اُس بیمار کے قصہ کی طرف واپسی

---

[1] مُعجزہ۔ معجزے کو دریا سمجھو اور ناقص کو خشکی کا پرندہ جو دریا میں نہیں جی سکتا ہے اور مُرغ کامل بمنزلہ آبی پرندے کے ہے جو دریا میں ہر طرح سے محفوظ رہتا ہے۔ عجز بخش۔ معجزے کا اثر ناقص پر اُس کے عجز کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے وہ اُس کے مقابلہ سے عاجز آ جاتا ہے اور کامل کو قوت اور عمل کی قدرت عطا کر دیتا ہے۔

[2] چوں نیابی۔ نامحرم اور ہمدم کے علاوہ انسانوں کی ایک تیسری قسم بھی ہے جو بین بین ہے اُس کے لئے مناسب ہے کہ وہ ظاہری امور سے استدلال کرے اللہ تعالیٰ کے اثرات حواس پر ظاہر ہوتے ہیں جو مؤثر کی خبر دیتے ہیں۔ ہست دوا کا اثر اور سحر دونوں نظر سے مخفی ہیں لیکن اُن کے اثرات دیکھ کر تو اُن کا اظہار کر دیتا ہے دوا کی قوت اور جادو کا اثر جب وجود میں آتا ہے محسوس ہو جاتا ہے

[3] چوں۔ جبکہ ہر مخفی چیز اپنے آثار سے پہچان لی جاتی ہے تو خدا کے آثار سے اُس کو کیوں نہیں پہچانا جا سکتا۔ نے دنیا میں جس قدر اسباب اور اُن کے آثار ہیں سب اللہ تعالیٰ کے آثار ہیں۔ دوست۔ دنیا کی اشیاء سے اُنکے آثار کی بنا پر محبت ہوتی ہے تو پھر ان آثار کے پیدا کرنے والے سے محبت کیوں نہیں ہے۔ از خیالے۔ اگر کسی کے بارے میں اچھا خیال قائم ہو

Presented by www.ziaraat.com

بازگرد و قصۂ رنجور گو — با طبیبِ آگہ و ستّار خو[1]

واپس لوٹ اور بیمار کا قصہ کہہ — واقف کار اور پردہ پوشی کرنے والے طبیب کے ساتھ

نبضِ اُو بگرفت و واقف شُد ز حال — کہ اُمیدِ صحتِ اُو بُد محال

اُس نے اُس کی نبض پکڑی اور حال سے واقف ہو گیا — کہ اُس کی تندرستی کی اُمید ناممکن تھی

گفت ہر چِت دل بخواہد آں بکُن — تا رَوَد از جسمت ایں رنجِ کہُن

اُس نے کہا جو تیرا دل چاہے وہ کر — تاکہ تیرے جسم سے یہ پُرانی بیماری جاتی رہے

ہر چہ خواہد خاطرِ تو وا مگیر — تا نگردد صبر و پرہیزت زحیر

جس چیز کو تیرا دل چاہے، نہ روک — تاکہ تیرا صبر اور پرہیز مصیبت نہ بن جائے

صبر و پرہیز ایں مرض را داں زیاں — ہر چہ خواہد دل در آرش در میاں

صبر اور پرہیز کو اس مرض کے لئے مضر سمجھ — جو دل چاہے وہ کر

ایں چنیں رنجور را گفت اے عمو — حق تعالیٰ اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ

اے چچا! ایسے ہی بیمار کے لئے فرمایا ہے — اللہ تعالیٰ نے تم جو چاہو کرو

گفت[2] رَو ہیں خیر بادت جانِ عم — مَن تماشائے لبِ جُو میرَوم

اُس نے کہا اے چچا جان! جاؤ تمہارا بھلا ہو — میں دریا کے کنارے سیر کو جاتا ہوں

بر مرادِ دل ہمی گشت اُو بر آب — تا کہ صحت را بیابد فتحِ باب

وہ دل کی خواہش کے مطابق پانی پر گشت لگا رہا تھا — تاکہ صحت کے دروازے کی کشائش ہو جائے

بر لبِ جُو صوفیِ بنشستہ بُود — دست و رُو می شُست و پاکی میفزود

دریا کے کنارے ایک صوفی بیٹھا تھا — ہاتھ اور منہ دھو رہا تھا اور پاکی بڑھا رہا تھا

اُو قفایش دید چوں تخییلیے — کرد اُو را آرزوئے سیلیے

پس اُس نے اُس کی گدی دیکھی، تو سودائی آدمی کی طرح — اُس نے طمانچہ لگانے کی تمنا کی

بر قفائے[3] صوفی آں حیرت پرست — راست میکرد از برائے صفع دست

وہ حیرت پرست، صوفی کی گدی پر — طمانچہ مارنے کے لئے ہاتھ تان رہا تھا

کآرزو را گر نرانم تا رَوَد — آں طبیبم گفت کاں علت شود

کہ اگر میں آرزو پوری نہ کروں حتیٰ کہ وہ جاتی رہے — تو اُس طبیب نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ بیماری بن جائے گی

[3] برقفا۔ اُس مریض نے صوفی کی گدی پر طمانچہ مارنے کیلئے ہاتھ اُٹھایا۔ حیرت پرست یعنی حیران ناقص والا صفع طمانچہ کارزو۔ دل میں سوچا کہ اگر یہ تمنا پوری نہ کروں گا تو طبیب کے کہنے کے مطابق بیماری میں اضافہ ہوگا اور یہ ہلاکت ہے اور قرآن نے اپنے آپ کو ہلاک کرنے سے منع کیا ہے۔

[1] ستار خو۔ مریضوں کی پریشانی کی وجہ سے وہ طبیب مریضوں کی پوری کیفیت سے اُن کو مطلع نہ کرتا تھا۔ بُد محال۔ وہ دق کے آخری درجہ میں پہنچ چکا تھا۔ ہر چِت دل۔ دل تو ہر چہ۔ رنج کہن یعنی پرہیز کی پُرانی تکلیف۔ یا مریض کی تسلی کے لئے کہہ دیا ورنہ مرض لا علاج ہو چکا تھا۔ زحیر۔ اب صبر اور پرہیز نہ کر ورنہ طبیعت اور کمزور ہوگی مرض کا غلبہ ہو جائیگا۔ ایں چنیں۔ اب مولانا کا ذہن مایوس العلاج روحانی مریضوں کی طرف منتقل ہو گیا فرماتے ہیں قرآن نے ایسے ہی روحانی مایوس العلاج مریضوں کے لئے فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو اگرچہ قرآن کا یہ قول زجر و توبیخ پر مبنی ہے اور طبیب کا قول مریض کو اجازت کیلئے تھا۔

[2] گفت۔ مریض نے طبیب کا قول سُن کر اُس کو رخصت کیا اور خود دریا کی سیر کو چل دیا جو اُس کی دلی خواہش تھی اور طبیب کی نصیحت کے مطابق صحت کی خاطر اُس نے دل کی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کر لیا۔ میفزود یعنی باطنی طہارت تو اُس کو حاصل تھی ظاہری طہارت (وضو) کر رہا تھا تاکہ ایک کی بجائے دو طہارتیں حاصل ہو جائیں۔ اُو۔ مریض نے صوفی کی گدی دیکھی تو اُس پر طمانچہ مارنے کی تمنا پیدا ہو گئی... تخییلیے۔ یعنی وہ آدمی جو سودائی ہو۔

سیلیش اندر برم در معرکہ

میں لڑائی میں اُس کے طمانچہ (مارنے) کو لایا ہوں

زانکہ لَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْ تَہْلُکَۃ

کیونکہ (حکم ہے) اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو

تہلکست ایں صبر و پرہیز اے فلاں

اے فلاں! یہ صبر اور پرہیز ہلاکت ہے

خوش بکوبش تن مزن چوں کاہلاں

اُس کو خوب کوٹ، کاہلوں کی طرح خاموش نہ ہو

چوں زدش سیلی برآمد یک طراق

جب اُس نے اُسکے طمانچہ مارا طراق (کی آواز) نکلی

گفت صوفی ہے ہے اے قوادِ عاق

صوفی نے کہا ہائیں ہائیں اے دیوث، نافرمان

خواست صوفی تا دو سہ مشتش زند

صوفی نے چاہا کہ اُس کے دو تین مکّے مارے

سبلت و ریشش یکایک برکند

یکبارگی اُس کی مونچھ اور داڑھی اکھاڑ دے

لیک او را خستہ رنجور دید

لیکن اُس کو تھکا ہوا اور بیمار دیکھا

بس ضعیف و خوار و زار و عور دید

بہت کمزور اور خوار اور لاغر اور برہنہ دیکھا

باز اندیشید او ضعفِ ورا

پھر اُس کی کمزوری کو اُس نے سوچا

گفت اگر مشتش زنم گردد فنا

کہا اگر اُس کے گھونسا ماروں گا، مرجائے گا

رنجِ دِق از وے برآوردہ دمار

دِق کی بیماری نے اُس کی تباہی مچادی ہے

دید شخصے سخت مدقوق و نزار

اُس نے ایسا شخص دیکھا جو دِق میں مبتلا اور کمزور تھا

خلق رنجورِ دِق و بیچارہ اند

مخلوق دِق کی مریض اور لاعلاج ہے

وز خداعِ دیو سیلی بارہ اند

اور شیطان کے ورغلانے سے طمانچہ مارنے کی شوقین ہے

جملہ در ایذائے بیجرماں حریص

سب بے خطاؤں کو ستانے کے شوقین ہیں

در قفائے ہمدگر جویاں نقیص

ایک دوسرے کے پیٹھ پیچھے عیب کے جویاں ہیں

اے زنندہ بے گنہاں را قفا

او بے گناہوں کی گُدّی پر مارنے والے!

در قفائے خود نمی بینی چرا

تو اپنی گُدّی کو کیوں نہیں دیکھتا ہے؟

اے ہوا را طبّ خود پنداشتہ

اے وہ کہ نفس کی خواہش کو علاج سمجھے ہوئے ہے

بر ضعیفاں صفع را بگماشتہ

کمزوروں پر طمانچہ لگائے ہوئے ہے

بر تو خندید آنکہ گفت ایں دوا ست

تجھ پر وہ ہنسا جس نے تجھ سے کہا کہ یہ دوا ہے

اوست کادم را بگندم رہنماست

وہ وہی ہے جو آدمؑ کا گیہوں کیجانب رہنما ہے

کہ خورید ایں دانہ اے دو مستعیں

کہ اے دونوں مدد چاہنے والو! اس دانہ کو کھاؤ

بہرِ دارو تا تکونا خالدین

دوا کیلئے، تاکہ تم دونوں (جنت میں) ہمیشہ رہنے والے بن جاؤ

۵۱ خوش بعنی مریض نے اپنے آپ کو کہا۔ طراق۔ طمانچہ کی آواز۔ قواد۔ دیوث۔ خواست صوفی نے اُس مریض کو مارنا چاہا۔ لیکن اُس کی لاغری کی وجہ سے یہ سوچا کہ اگر میں اُس کو ماروں گا تو وہ مرجائے گا۔ مخزر ننگا۔ دمار۔ ہلاکت، تباہی۔ مدقوق۔ وہ شخص جو دِق کا بیمار ہو۔

۵۲ خلق۔ اب مولانا ارشادی مضمون بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح طبیب کی بات سے غلط فہمی میں اُس بدنی مریض نے صوفی کے طمانچے مارے اسی طرح عوام روحانی مریض شیطان کے ورغلانے سے مخلوق خدا کو ستانے پر آمادہ رہتے ہیں۔ سیلی بارہ۔ طمانچہ بازی کا شائق۔ نقیص۔ عیب۔

سعدیؒ کا شعر

در برابر چو گوسپند سلیم
در قفا همچو گرگ مردم خوار

۵۳ بر تو۔ وہی شیطان جو تیرا اغوا کرتا ہے تیرا مذاق اُڑاتا ہے، اُسی نے تیرے باوا آدمؑ کا اغوا کیا تھا۔ مستعین۔ مدد کا طالب۔ دارو۔ دوا۔

اُوش لغزانید و زد اُو را قفا — آں[1] قفا واگشت و گشت ایں را جزا
اُس نے اُن کو پھسلایا اور گدی پر مارا — وہ گدی (پر مارنا) پلٹ اور اُس کی سزا بن گئی

اُوش لغزانید سخت اندر زلق — لیک پُشت و دستگیرش بود حق
اُس نے اُن کو پھسلن میں پھسلایا — لیکن اللہ (تعالےٰ) اُن کا سہارا اور مددگار تھا

کوہ بُود آدمؑ اگر پُر مار شُد — کانِ تریاقست و بے اِضرار شُد
حضرت آدمؑ پہاڑ تھے خواہ سانپوں بھرے ہو گئے — وہ تریاق کی کان ہیں اور بے ضرر ہو گئے

تو کہ تریاقے نداری ذرّہٗ — از خلاصِ خود چرائی غرّہٗ
تو جو کہ تریاق کا ایک ذرہ نہیں رکھتا — اپنی نجات سے تو کیوں غافل ہے؟

آں توکّل کو خلیلانہ تُرا — واں کرامت چوں[2] کلیمت از کجا
حضرت خلیلؑ کا سا توکل تجھے کہاں حاصل ہے! — کلیمؑ (اللہ) کی عزت تجھے کہاں سے حاصل ہے؟

تا نبُرّد تیغت اسمٰعیلؑ را — تا کُنی شہ راہ قعرِ نیل را
تاکہ تیری تلوار حضرت اسماعیلؑ کو نہ کاٹے — تاکہ تو نیل (دریا) کی گہرائی کو شاہراہ بنا لے

گر سعیدے از منارہ اُوفتید — بادش اندر جامہ اُوفتاد و رہید
اگر کوئی سعید منارے سے گر پڑے — ہوا اُن کے کپڑوں میں بھر گئی اور وہ بچ گئے

چوں یقینت نیست آں بختِ حسن — تو چرا بر باد دادی خویشتن
جب وہ اچھا نصیب یقیناً تیرے لئے نہیں ہے — تو نے اپنے آپ کو کیوں برباد کیا؟

زیں[3] منارہ صد ہزاراں ہمچو عاد — دَر فتادند و سراسر باد داد
اس منارے سے لاکھوں آدمی عاد کی طرح — گرے اور سراسر برباد ہوئے

سرنگوں افتادگاں زیرِ منار — می نگر تو صد ہزار اندر ہزار
منارے کے نیچے اوندھے گرے ہوئے — تو لاکھوں کو دیکھ لے

تو رسن بازی نمی دانی یقیں — شُکر پاہا گُو و میرو بر زمیں
تو یقیناً نٹ پنا نہیں جانتا ہے — پاؤں کا شکر ادا کر اور زمین پر چل

پر مساز از کاغذ و از کُہ مپر — کاندراں سودا بسے رفتست سر
کاغذ کے پر نہ بنا اور پہاڑ پر سے نہ اُڑ — کیونکہ اُس جنون میں بہت سے سر ختم ہوئے ہیں

رسن بازی۔ نٹ یہ کھیل دکھاتے ہیں کہ وہ رسی تان کر اس پر سے چل کر گزر جاتے ہیں۔ پرّ مساز۔ کاغذ کے بناوٹی پر لگا کر پہاڑ پر سے اُڑنے کی کوشش نہ کر ورنہ گر کر ہلاک ہو جائے گا۔

[1] آں قفا۔ اس خیال کے لئے وہی طمانچہ سزا بنا اس لئے کہ اس نے توبہ نہ کی۔ زلق پھسلن۔ لیکن۔ حضرت آدمؑ کی لغزش سے اپنے لئے خطا کو جواز نہ پیدا کر، تجھ میں اُن کی جیسی خوبیاں کہاں ہیں حضرت حق اُن کا دستگیر تھا۔ کوہ حضرت آدمؑ کی مثال تو اس پہاڑ کی سی ہے جس میں سانپ ہوں تو تریاق بھی ہو۔ تو ز تریاقے عوام میں وہ صلاحیتیں کہاں ہیں جو حضرت آدمؑ میں تھیں۔ آں توکل حضرت ابراہیمؑ کو جو توکل کا مرتبہ حاصل تھا وہ تجھ میں کہاں ہے؟ اسی توکل کی بنا پر اُن کی تلوار حضرت اسماعیلؑ کا گلا نہ کاٹ سکی۔

[2] چوں کلیمت۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا سا توکل تجھ میں کہاں ہے جس توکل کی وجہ سے دریائے نیل اُن کو نہ ڈبو سکا۔ سعیدے حضرت شیخ شجاع سعید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ انھوں نے اپنے آپ کو ایک منارے سے گرا دیا [illegible] حضرت شیخ شجاع سعید کا تو اپنے آپ کو منارے سے گرا کر برباد نہ کر۔

[3] زیں منارہ۔ یہی ہوا جو اُن کے کپڑوں میں بھری جس کی وجہ سے وہ بچ گئے قومِ عاد کی طرح لاکھوں کی تباہی کا سبب بنی ہے۔ تو لاکھوں کی تباہی تاریخ میں پڑھ لے۔

گرچہ ف۱ آں صوفی پُر آتش شد ز خشم ۔۔۔ لیک اُو بر عاقبت انداخت چشم

اگرچہ وہ صوفی غصہ کی آگ سے بھر گیا ۔۔۔ لیکن اُس نے انجام پر نظر ڈالی

اوّلِ صف بر کسے ماند بکام ۔۔۔ کو نگیرد دانہ بیند بندِ دام

پہلی صف میں وہی شخص بامُراد رہتا ہے ۔۔۔ جو دانہ نہ چگے، جال کا پھندا دیکھ لے

حبّذا دو چشمِ پایاں بینِ راد ۔۔۔ کہ نگہدارند تن را از فساد

عقلمند کی وہ دو انجام بین آنکھیں بڑی مبارک ہیں ۔۔۔ جو جسم کو خرابی سے بچالیں

آں ز پایاں دید احمدؐ بود کو ۔۔۔ دید دوزخ را ہم ایں جا مُو بمُو

جس نے انجام کو دیکھ لیا احمدؐ تھے کہ اُنھوں نے ۔۔۔ اسی جگہ دوزخ کو ذرہ ذرہ دیکھ لیا

دید عرش و کرسی و جنّات را ۔۔۔ تا درید اُو پردۂ غفلات را

اُنھوں نے عرش اور کرسی اور جنتوں کو دیکھ لیا ۔۔۔ یہاں تک کہ اُنھوں نے غفلتوں کے پردے کو چاک کر دیا

گر ہمی خواہی سلامت از ضرر ۔۔۔ چشم ز اوّل بند و پایاں را نگر

اگر تو نقصان سے بچاؤ چاہتا ہے ۔۔۔ آغاز سے آنکھ بند کرلے اور انجام کو دیکھ لے

تا عدمہا را بہ بینی جملہ ہست ۔۔۔ ہستہا ف۲ را بنگری محبوس و پست

تاکہ تو سب عدموں کو موجود دیکھ لے ۔۔۔ تو موجودات کو مقید اور پست دیکھ لے

ایں بہ بیں بارے کہ ہر کش عقل ہست ۔۔۔ روز و شب در جستجوئے نیست ہست

دنیا اس کو دیکھ لے کہ جس کو عقل ہے ۔۔۔ وہ دن رات عدم کی جستجو میں ہے

در گدائی طالبِ جودے کہ نیست ۔۔۔ بر دکانہا طالبِ سُودے کہ نیست

فقیری میں اُس سخاوت کا طالب ہے جو کہ عدم ہے ۔۔۔ دکانوں پر اُس نفع کا طالب ہے جو عدم ہے

در مزارع ف۳ طالبِ دخلے کہ نیست ۔۔۔ در مغارس طالبِ نخلے کہ نیست

کھیتوں میں اُس پیداوار کا طالب ہے جو عدم ہے ۔۔۔ تھانولوں میں اُس پودے کا طالب ہے جو عدم ہے

در مدارس طالبِ علمے کہ نیست ۔۔۔ در صوامع طالبِ حلمے کہ نیست

مدرسوں میں اُس علم کا طالب ہے جو عدم ہے ۔۔۔ عبادتخانوں میں اُس حلم کا طالب ہے جو عدم ہے

ہستہا را سُوئے پس افگندہ اند ۔۔۔ نیستہا را طالب اند و بندہ اند

اُنھوں نے وجودوں کو پیچھے کو پھینک دیا ہے ۔۔۔ عدموں کے طالب ہیں اور غلام ہیں

زانکہ کان و مخزنِ صنعِ خدا ۔۔۔ نیست غیرِ نیستی در انجلا

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری کی کان اور خزانہ ۔۔۔ ظہور میں عدم کے علاوہ کچھ نہیں ہے

ف۱ گرچہ۔ صوفی کو غصہ ضرور آیا لیکن وہ عاقبت بین تھا۔ اوّل۔ بامراد وہی شخص ہوتا ہے جو انجام پر نظر کرے۔ آں ز۔ آنحضورؐ سب سے زیادہ انجام بین تھے آنحضورؐ پر آخرت کی تمام چیزیں منکشف ہوگئی تھیں۔ گر ہمی خواہی۔ انسان اگر نجات چاہتا ہے تو آغاز سے آنکھ بند کرلے اور انجام پر نظر رکھے۔ عدمہا۔ آخرت کی چیزیں جو اس وقت نظروں سے معدوم ہیں۔

ف۲ ہستہا۔ دنیاوی چیزیں جو اس وقت پیش نظر ہیں۔ ایں بہ بیں۔ غور کر دنیا میں ہر شخص معدوم کی جستجو میں لگا ہوا ہے۔ در گدائی۔ فقیر روپے پیسے کا طالب ہے جو اُس کے اعتبار سے معدوم ہے کاروباری نفع کا طالب ہے جو فی الحال مفقود ہے۔

ف۳ در مزارع۔ کاشتکار پیداوار کا طالب ہے جو معدوم ہے، باغبان پودوں کا طالب ہے جو معدوم ہیں۔ در مدارس۔ طالب علم اُس علم کا طالب ہے، جو معدوم ہے، عبادتگذار اُس بُردباری کا طالب ہے جو معدوم ہے۔ ہستہا۔ ان سب نے اپنے موجود کو پس پشت ڈال دیا ہے اور معدوم کی طلب میں کوشاں ہیں۔ زانکہ۔ اللہ تعالیٰ کی صنعت پیدا کرنا ہے اور وہ معدوم کو موجود کرتا ہے تو اس کی صنعت کا تعلق معدوم سے ہے لہٰذا اس کے بندوں میں بھی یہی صفت ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

پیش[۱] ازیں رمزے بگفتستم ازیں — این و آں راتو یکے بیں دو مبیں

اس سے پہلے اس سے متعلق میں اشارہ کر چکا ہوں — تو اس کو اور اس کو ایک دیکھ دو نہ دیکھ

گفتہ شد کہ ہر صناعتگر کہ رُست — در صناعت جائگاہِ نیست جُست ١٠

کہا گیا ہے کہ جو کاریگر بھی پیدا ہوا ہے — اُس نے عدم میں جگہ تلاش کی ہے

جُست بنّا موضعے ناساخت — گشت ویراں سقفہا اندراختہ

معمار نے بغیر بنی جگہ تلاش کی — جو ویران ہو گیا ہو، چھتیں گری ہوئی ہوں

جُست سقا کوزۂ کش آب نیست — واں درو گر خانۂ کش باب نیست

سقے نے وہ پیالہ تلاش کیا جس میں پانی نہیں ہے — اور بڑھئی نے وہ گھر جس کا دروازہ نہیں ہے

وقتِ[۲] صید اندر عدم بیں حملہ شاں — وز عدم آنگہ گریزاں جملہ شاں

شکار کے وقت عدم میں اُن کا حملہ دیکھنے — پھر (بھی) سب عدم سے گریزاں ہیں

چوں اُمیدت لاست زو پرہیز چیست — با انیسِ طبعِ خود استیز چیست

جبکہ تیری امید عدم ہے اُس سے پرہیز کیا ہے؟ — اپنی طبیعت کے مرغوب سے جھگڑا کیا ہے؟

چوں انیسِ طبعِ تو آں نیستی ست — از فنا و نیست ایں پرہیز چیست

جبکہ تیری طبیعت کا مرغوب وہ عدم ہے — (تو) فنا اور عدم سے یہ پرہیز کیوں ہے؟

گر انیسِ لا نۂ اے جاں بسر — در کمینِ لا چرائی منتظر

اے جان! اگر تو مخفی طور پر عدم سے اُنس کرنے والا (نہیں) — عدم کی گھات میں تو منتظر کیوں ہے؟

زانکہ[۳] داری جملہ دل بر کندۂ — شستِ دل در بحرِ لا افگندۂ

تیرے پاس جو کچھ ہے تو اُس سے دل برداشتہ ہو گیا ہے — کہ دل کی شست کو عدم کے دریا میں ڈال دیا ہے

پس گریز از چیست زیں بحرِ مراد — کو بشستت صد ہزاراں صید داد

تو اس بحرِ مراد سے گریز کیوں ہے؟ — جس نے شست کے ذریعہ تجھے لاکھوں شکار دیئے ہیں

از چہ نامِ برگ را کردی تو مرگ — جادوئے بیں کہ نمودت مرگ برگ

تو نے ساز و سامان کا نام موت کیوں رکھا ہے؟ — اُس جادو کو دیکھ جو تجھے برگ کو مرگ دکھا رہا ہے

ہر دو چشمت بست سحرِ صنعتش — تاکہ جاں را در چہ آمد رغبتش

اُس کاریگری کے جادو نے تیری دونوں آنکھیں بند کر دی ہیں — حتیٰ کہ جان کنویں کی طرف راغب ہے

در خیالِ اُو ز مکرِ کردگار — جملہ صحرا فوقِ چہ زہر ست و مار

اُس کے خیال میں خدا کی مخفی تدبیر سے — کنویں کے اوپر کا تمام جنگل زہر اور سانپ ہے

---

[۱] پیش ازیں۔ دفتر پنجم میں اس موضوع پر مولانا نے بہت کچھ فرمایا ہے۔ صناعتگر۔ ہر کاریگر معدوم کو موجود کرتا ہے بنّا۔ معمار غیر تعمیر شدہ کی تعمیر کرتا ہے سقا اُس برتن میں پانی ڈالتا ہے جس میں پانی نہ ہو بڑھئی وہاں دروازہ بنا کر لگاتا ہے جہاں دروازہ نہ ہو۔

[۲] وقتِ صید۔ جب مقصد کا شکار کرتے ہیں عدم پر حملہ کرتے ہیں پھر بھی عدم یعنی موت سے بھاگتے ہیں۔ چوں امیدت۔ جبکہ ہر شخص نے معدوم سے امید وابستہ کر رکھی ہے تو پھر اپنی مرغوب چیز عدم سے مخالفت کیوں ہے انسان کو ان حالات میں تو فنا اور نیستی سے رغبت ہونی چاہیئے۔ گر انیس۔ اگر عدم سے محبت نہیں ہے تو ہر وقت عدم کی گھات میں کیوں لگا ہے

[۳] زانکہ۔ انسان کا دل موجود پر مطمئن نہیں ہوتا مزید جو معدوم ہے اُس کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ بحرِ لا۔ فنا کا سمندر۔ بحرِ مراد۔ معدوم انسان کی مراد ہے۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ برگ۔ ساز و سامان۔ چہ۔ دنیا داری کا کنواں جو در اصل موت ہے۔ در خیال۔ انسان یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ ہے یہی دنیا کا کنواں ہے اور اُس کے اوپر کا جنگل عالمِ غیب زہر اور سانپ ہے۔

لاجرم چہ را پناہے ساختست — تا کہ مرگ اُو را بچاہ انداختست[1]
لامحالہ اُس نے کنوئیں کو پناہ گاہ بنا لیا ہے — یہاں تک کہ موت نے اُسکو کنوئیں میں ڈالدیا ہے

آنچہ گفتم از غلطہاش اے عزیز — ہم بریں بشنیدم از عطار نیز
اے پیارے! میں نے جو کچھ اُسکی غلطیاں بتائیں — ایسی ہی میں نے عطار سے بھی سُنی ہیں

قصۂ سلطان محمود و غلام ہندو
ہندو غلام اور سلطان محمود کا قصہ

رحمۃ اللہ علیہ گفتہ است — ذکرِ شہ محمود غازی سُفتہ است
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے — (سلطان) محمود غازی کا ذکر (نظم کی لڑی میں) پرویا ہے

کز غزای ہند پیش آں ہمام — در غنیمت اُوفتادش یک غلام
کہ ہندوستان کے غزوے سے اُس سردار کی پیشی میں — غنیمت میں ایک غلام آگیا

پس خلیفہ اش کرد و بر تختش نشاند — بر سپہ[2] بگزیدش و فرزند خواند
پھر اُس کو قائم مقام بنایا اور اُسکو تخت پر بٹھایا — اُس کو لشکر کا سردار بنایا اور فرزند کہا

طول و عرض و وصفِ قصہ تو بتو — در کلامِ آں بزرگِ دیں بجو
قصہ کی لمبائی اور چوڑائی اور تہ بہ تہ حالتیں — دین کے اُس بزرگ کے کلام میں تلاش کرے

حاصل آں کودک بریں تختِ نضار — شستہ پہلوئے قُبادِ شہریار
خلاصہ یہ کہ وہ لڑکا اس زریں تخت پر — سلطان فرمانروا کے پہلو میں بیٹھ کر

گریہ کردے اشک میراندے بسوز — گفت شاہ اُو را کہ اے پیروز روز
رونے لگا (اور) سوز کے ساتھ آنسو بہانے لگا — بادشاہ نے اُس سے کہا اے نیک بخت!

از چہ گریئی دولتت شُد ناگوار — فوقِ[3] افلاکی قرینِ شہریار
تو کیوں روتا ہے، تجھے سلطنت ناگوار ہوئی — تو آسمانوں پر فوقیت رکھتا ہے بادشاہ کا ہمنشین ہو

تو بریں تخت و وزیران و سپاہ — پیشِ تختت صف زدہ چون نجم و ماہ
تو اس تخت پر ہے اور وزیر اور لشکر — چاند اور ستاروں کی طرح تیرے تخت کے سامنے صف بصف ہیں

گفت کودک گریہ ام زانست زار — کہ مرا مادر دراں شہر و دیار
بچہ نے کہا میرا پھوٹ پھوٹ کر رونا اسلئے ہے — کہ میری ماں اُس شہر اور وطن میں

از توام تہدید کردے ہر زماں — بینمت در دستِ محمود ارسلاں
ہر وقت مجھے تجھ سے ڈراتی تھی — میں تجھے محمود شیر کے ہاتھوں میں دیکھوں

---

[1] تا کہ موت نے اُس پر واضح کر دیا کہ جس کو وہ جائے پناہ سمجھتا تھا وہ کنواں یعنی ہلاکت کا سبب تھا۔ غلطہا۔ یعنی اسباب ہلاکت کو اسباب نجات اور اسبابِ نجات کو اسباب ہلاکت سمجھنا۔ قصہ۔ اس قصہ میں یہی مذکور ہے کہ ہندو غلام غلطیاں سمجھے ہوئے تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ یعنی شیخ فریدالدین عطار۔ آں ہمام۔ یعنی سلطان محمود۔

[2] بر سپہ یعنی اُس کو لشکر کا سردار بنا دیا اور فرزند کا لقب عطا کر دیا۔ نضار لون کے ضمہ کے ساتھ زر و طلاء ہر خالص چیز۔ شستہ نشستہ۔ قباد۔ قاف کے ضمہ کیساتھ بعض بادشاہوں کا نام ہے، ہر بڑا بادشاہ۔ گریہ کردے۔ وہ ہندو غلام تخت پر بیٹھ کر زار زار رونے لگا۔ دولت۔ تجھے یہ ناگوار ہوا ہے کہ میں تجھے سلطنت کا مالک بنا رہا ہوں۔

[3] فوق افلاکی۔ تیرا رتبہ آسمان سے بھی اونچا ہو گیا۔ پیش۔ تیرے سامنے وزراء اور سپاہی چاند ستاروں کی طرح صف باندھے کھڑے ہیں۔ دیار یعنی ہندوستان۔ از توام۔ میری ماں ناراض ہو کر جب مجھے ڈراتی تھی تو یہ کہتی تھی کہ میں تجھے محمود شیر کے ہاتھ میں دیکھوں۔ ارسلاں۔ شیر۔

پس۵۱ پدر مر مادرم را در جواب — جنگ کردے کایں چہ خشم ست و عتاب
پھر میرا باپ ماں کے جواب میں — لڑتا کہ یہ کیا غصہ اور ناراضی ہے

می نیابی ہیچ نفرینِ دگر — زیں چنیں نفرینِ مہلک سہل تر
تجھے کوئی دوسری بددعا نہیں ملتی — جو اس مہلک بددعا سے آسان ہو

سخت بیرحمی و بس سنگیں دلی — کہ بصد شمشیر او را قاتلی
تو بہت بے رحم اور بہت سنگین دل ہے — کہ سیکڑوں تلواروں سے تو اُس کی قاتل ہے

من زگفتِ ہر دو حیراں گشتمے — در دل افتادے مرا بیم و غمے
میں دونوں کی گفتگو سے حیران ہوتا — میرے دل میں خوف اور رنج پیدا ہوتا

تا چہ دوزخ خوست محمود اے عجب — کہ مثل گشت ست در ویل و کرب
ہائے تعجب! محمود کیسا دوزخ خصلت ہے؟ — کہ ہلاکت اور مصائب میں ضرب المثل بن گیا ہے

من۵۲ ہمی لرزیدمے از بیمِ تو — غافل از اکرام و از تعظیمِ تو
میں تیرے ڈر سے لرزتا رہتا — تیرے اکرام اور تعظیم سے غافل تھا

مادرم کو تا بہ بیند ایں زماں — مر مرا بر تخت اے شاہِ جہاں
میری ماں کہاں ہے؟ کہ اب دیکھے — اے شاہ جہاں! مجھے تخت پر

یا پدر کو تا مرا بیند چنیں — خوش نشستہ پہلوئے سلطانِ دیں
یا باپ کہاں ہے کہ وہ مجھے ایسا دیکھے — دین کے بادشاہ کے پہلو میں آرام سے بیٹھا ہوا

فقر آں محمودِ تست اے بے سعت — طبع از و دائم ہمی ترساندت
اے بے ہمت! فقر، تیرا محمود ہے — طبیعت تجھے اس سے ہمیشہ ڈراتی ہے

گر بدانی رحمِ ایں محمود را — خوش بگوئی عاقبت محمود باد
اگر تو اس سخی محمود کا رحم سمجھ لے — تو خوشی سے کہے گا، بہتر انجام ہو

فقر آں محمودِ تست اے بیم دل — کم شنو زیں مادرِ۵۳ طبعِ مضل
اے ڈرپوک! فقر تیرا محمود ہے — اس گمراہ کرنے والی ماں، طبیعت کی بات نہ سن

چوں شکارِ فقر گردی تو یقیں — ہمچوں کودک اشک باری یوم دیں
جب تو فقر کا شکار ہو جائے گا تو یقیناً — قیامت کے دن بچے کی طرح آنسو بہائے گا

گرچہ اندر پرورش تن مادرست — لیک از صد دشمنت دشمن ترست
اگرچہ جسم، پرورش کرنے میں ماں کی طرح ہے — لیکن تیرے سَو دشمنوں سے زیادہ دشمن ہے

---

۵۱ پس پدر۔ میرا باپ میری ماں سے کہتا تھا کہ اس قدر سخت بددعا کیوں دیتی ہے اس سے نرم کوئی بددعا دیا کر۔ کہ بصد۔ سلطان محمود کے ہاتھ میں کسی کا پڑ جانا سیکڑوں تلواروں سے قتل ہونا ہے۔ من زگفت۔ میں دونوں کی باتوں سے حیران ہوتا تھا اور غمگین ہوتا تھا۔ تاچہ۔ ان بددعاؤں سے میں سوچا کرتا تھا سلطان محمود کس قدر ظالم ہے جو تباہی اور بربادی کے لئے ضرب المثل بن گیا ہے۔

۵۲ من ہی لرزیدمے۔ میں آپ کے نام سے کانپتا تھا اور آپ کے اکرام اور عظمت عطا کرنے سے غافل تھا۔ آج میرے ماں باپ ہوں تو وہ دیکھیں کہ اُن کے خیالات کس قدر غلط تھے۔ فقر۔ فقر اور عدم سے انسان کا ڈرنا ایسا ہی غیر واقعی ہے جیسا کہ ہندو غلام کا سلطان محمود سے ڈرنا تھا۔ خوش بگوئی تو یہ دعا کرے گا کہ خدا کرے میری عاقبت محمود ہو۔ اس کے دونوں معنی ہیں کہ قابل تعریف ہو یا انجام کار ہمیں بھی سلطان محمود میسر آ جائے۔

۵۳ مادر۔ جس طرح اس لڑکے کی ماں غلط طور پر ڈراتی تھی اسی طرح انسان کی طبیعت انسان کو فقر سے غلط طور پر ڈراتی ہے۔ شکار فقر۔ جب تجھے فقر حاصل ہو جائیگا تو پھر اسی طرح روئیگا جس طرح اپنی پہلی معلومات پر وہ ہندو غلام رویا تھا۔ گرچہ۔ انسان کا جسم انسان

تن[1] چو شد بیمار دارو جُوت کرد — ور قوی شُد مر ترا طاغوت کرد

جسم جب بیمار ہوا اُس نے تجھے دوا کا جستجو کرنے والا بنایا — اگر قوی ہوا، تجھے شیطان بنا دیا

چون زرہ داں این تنِ پُر حیف را — نے شتا را شاید و نے صیف را

اس ظالم جسم کو زرہ کی طرح سمجھ — نہ جاڑوں کے لائق ہے اور نہ گرمیوں کے

یارِ بد نیکوست بہرِ صبر را — کہ کشاید صبر کردن صدر را

صبر کے لئے بُرا دوست اچھا ہے — کہ صبر کرنے کیلئے سینہ کو کھول دیتا ہے

صبرِ مہ با شب منوّر داردش — صبرِ گُل با خار اذفر داردش

چاند کا رات کے ساتھ صبر اُس کو منوّر بنا دیتا ہے — پھول کا صبر کانٹے کے ساتھ اُسکو مہکتا ہوا بنا دیتا ہے

صبرِ[2] شیر اندر میانِ فرث و خوں — کرد اُو را ناعشِ ابن اللّبون

لید اور خون میں دودھ کے صبر نے — اُسکو دودھ پیتے بچے کیلئے زندگی بخشنے والا بنا دیا

صبرِ جملہ انبیا با مُنکراں — کرد شاں خاصِ حق و صاحبقراں

منکروں کے ساتھ انبیاء کے صبر نے — اُنکو اللہ تعالیٰ کا خاص اور با اقبال بنا دیا

ہر کرا بینی یکے جامہ دُرست — دانکہ اُو آں را بصبر و کسب جُست

تو جس کسی کا لباس اچھا دیکھے — سمجھ لے کہ اُس نے وہ صبر اور کمائی سے حاصل کیا ہے

ہر کرا بینی برہنہ و بینوا — ہست بر بے صبریِ اُو آں گوا

تو جس کو ننگا اور محتاج دیکھے — وہ اُس کی بے صبری پر گواہ ہے

ہر[3] کہ مُستوحش بُود پُر غصہ جاں — کردہ باشد با دغائی اِقتراں

جو وحشت زدہ ہو، جان غصہ سے بھری ہوئی ہو — اُس نے دھوکے باز کے ساتھ جوڑ لگایا ہے

صبر اگر کردے زالف آں بیوفا — از فراقِ اُو نخوردے ایں قفا

اگر وہ بے وفا دوستی سے صبر کر لیتا — اُس کی جدائی کا یہ طمانچہ نہ کھاتا

خوئی با حق ساختے چوں انگبیں — بالبَن کہ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن

اللہ کے ساتھ موافقت کرتا جس طرح شہد — دودھ کے ساتھ کر، میں غروب کر جانیوالوں کو محبوب نہیں جانتا

لاجرم تنہا نماندے ہمچناں — کاتشے ماندہ براہ از کارواں

لامحالہ اِس طرح اکیلا نہ رہتا — جس طرح قافلے سے آگ پیچھے رہ گئی

ابراہیمؑ کی طرح کہدیتا کہ مجھے غائب ہو جانے والی چیزوں سے محبت نہیں ہے۔ کاتشے۔ قافلہ روانہ ہو جاتا ہے اور آگ تنہا پڑی رہ جاتی ہے۔

[1] تن چو شد۔ اگر جسم بیمار ہوتا ہے تو انسان دوا کی تلاش میں پریشان ہوتا ہے اور اگر وہ تندرست ہو تو پھر انسان میں شیطنت پیدا کر دیتا ہے۔ چون زرہ جس طرح لوہے کی زرہ تن کو کسی حالت میں بھی راحت نہیں پہنچاتی ہے اسی طرح جسم انسان کو کسی حالت میں بھی راحت نہیں پہنچاتا ہے۔ یارِ بد جسم اگرچہ بُرا ساتھی ہے لیکن اُس کے مصائب پر صبر کرو تو پھر اُس سے یہ فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ صبرِ مہ کالی رات میں چاند کا صبر اُسکو منور کرتا ہے پھول کا کانٹے کے ساتھ صبر اُسمیں مہک پیدا کرتا ہے۔

[2] صبر۔ دودھ لید اور خون کے درمیان صبر کرتا ہے تو بچہ کو زندگی بخشنے والا بنتا ہے۔ ابن اللبون۔ دودھ پیتا بچہ۔ جملہ انبیاء۔ تمام انبیاء کے اخروی مراتب صبر کرنے سے بلند ہوتے ہیں۔ ہر کرا۔ دنیاوی منافع بھی صبر سے حاصل ہوتے ہیں انسان کے لباس کی درستگی صبر کے ساتھ کمائی پر لگنے کا نتیجہ ہے اور برہنہ ہونا اسکی دلیل ہے کہ وہ محنت پر صبر نہیں کر سکا ہے۔

[3] ہر کہ۔ جو شخص غمگین ہو اسکے بارے میں سمجھ لو کہ اُس نے تعلق مع اللہ پر صبر نہیں کیا بلکہ اللہ سے بیوفائی اور دغا دینے والی چیز سے تعلق پیدا کیا تھا۔ اقتراں۔ باہم جُڑنا۔ آن بے وفا۔ اگر یہ فانی اشیاء سے وفا سے تعلق نہ پیدا کرتا تو آج غمگین نہ ہوتا۔ خوئی۔ وہ خدا سے تعلق پیدا کرتا اور حضرت

Presented by www.ziaraat.com

چوں[1] زبے صبری قرینِ غیر شُد — در فراقش پُر غم و بے غیرت شُد
جب بے صبری کی وجہ سے غیر کا ساتھی بنا — اسکی جدائی کے وقت غمگین اور بے غیرت بن گیا

صُحبتت چوں بست زرِ دہی — پیشِ خائن چوں امانت می نہی
جبکہ تیری دوستی خالص سونا ہے — خیانت کرنے والے کے پاس امانت کیوں رکھتا ہے؟

خوئ با اُو کُن کہ امانتہائے تو — ایمن آید از افول و از عتو
اُس سے عادت ڈال کر تیری امانتیں — مفقود ہونے اور تعدّی سے محفوظ ہوں

خوئ با اُو کُن کہ خو را آفرید — خوئہائ انبیا را پرورید
عادت اُس سے ڈال جس نے عادت پیدا کی — انبیاء کی عادتوں کو پرورش کیا

بَرَہ[2] بدہی رمہ بازت دہد — پرورندہ ہر صفت خود رب بُود
تو بکری کا بچہ دیتا ہے وہ گلّہ لوٹاتا ہے — ہر صفت کا پرورش کرنیوالا خود اللہ (تعالےٰ) ہے

بَرہ پیشِ گرگ امانت می نہی — گرگ و یوسفؑ را مفرما ہمرہی
تو بکری کا بچہ بھیڑیے کے پاس امانت رکھتا ہے — بھیڑیے اور یوسفؑ کو ساتھ رہنے کا حکم نہ دے

گرگ اگر با تو نماید رُوبہی — ہیں مکن باور کہ ناید زُو بہی
بھیڑیا اگر تجھ سے چالاکی برتے — خبردار! یقین نہ کر کیونکہ اُس سے بھلائی نہیں آتی ہے

جاہل ار با تو نماید ہمدلی — عاقبت زخمت زند از جاہلی
اگر جاہل تجھ سے دوستی دکھائے — انجام کار جہالت سے تکلیف دے گا

اُو[3] دو آلت دارد و خنثی بُود — فعل ہر دو بے گماں پیدا شود
وہ دو آلے رکھتا ہے اور ہیجڑا ہے — یقیناً دونوں کا کام ظاہر ہوگا

اُو ذکر را از زناں پنہاں کند — تا کہ خود را خواہرِ ایشاں کند
وہ عورتوں سے ذکر چھپاتا ہے — تاکہ اپنے آپ کو اُن کی بہن بنائے

شُلّہ از مرداں بکف پنہاں کند — تا کہ خود را جنسِ آں مرداں کند
ہاتھ سے فرج کو مردوں سے چھپاتا ہے — تاکہ اپنے آپ کو مردوں کی جنس بنائے

گفت یزداں زاں کُسِ مکتومِ اُو — شُلّہ سازیم بر خرطومِ اُو
خدا تعالےٰ نے فرمایا اُسکی اُس چھپی ہوئی فرج کو — ہم اُس کی ناک پر فرج بنا دیں گے

تو عورتوں والے آلۂ تناسل کو چھپاتا ہے۔ شلہ۔ عورت کی شرمگاہ۔ گفت۔ اس ہیجڑے کے دوغلے پن کو سمجھ جائینگے خدا انکو اُنکی ایسی علامتیں دکھا دیگا جسسے وہ اُسکے نفاق کو سمجھ لینگے۔ خرطوم۔ قرآن پاک میں ولید بن مغیرہ کافر کے بارے میں فرمایا گیا ہے
ہم اُسکی ناک پہ داغ لگا دینگے۔ کُس۔ عورت کی شرمگاہ۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سونڈ۔

[1] چوں زبے صبری۔ جب انسان اپنی بے صبری سے خدا کے غیر کا ساتھی بنتا ہے تو جب اُس سے جدائی ہوتی ہے غمگین ہوتا ہے۔ صحبتت۔ اللہ نے تجھ میں یہ صلاحیت عطا کی تھی کہ تو تعلق مع اللہ پیدا کر سکتا تھا وہ بہت یقینی چیز ہے کسی خیانت کرنیوالے کے پاس اُسکو امانت نہ رکھ یعنی اِس صلاحیت کو غیر اللہ کیلئے صرف کریگا تو فائدہ نہ ہوگا اور گویا وہ امانت ضائع ہو جائیگی۔ افول۔ امانت کا ضائع ہونا غائب ہو جانے سے اور عتو یعنی انکار سے ہوتا ہے۔ خوئی۔ جو عادتیں پیدا کرنے والا ہے اور جس نے انبیاء کو بہترین عادتیں اور اخلاق عطا فرمائے انسان کو اُس سے تعلق پیدا کرنا چاہیئے۔

[2] برہ۔ اللہ تعالےٰ کے پاس امانت کرنیکا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تو اُس کو بکری کا ایک بچہ دیگا تو وہ بکریوں کا ریوڑ تجھے عطا کریگا۔ گرگ۔ اگر اپنی صفات اور محبت کو تو نے غیر اللہ میں صرف کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی بکری کا بچہ بھیڑیئے کے پاس امانت میں رکھدے۔ جاہل۔ نادان کی محبت کبھی نہ اختیار کر۔ اُو دو آلت۔ اللہ اور دین سے جاہل منافق ہوتا ہے اور اسکے دو چہرے اسی طرح ہوتے ہیں جیسا کہ خنثیٰ۔ اُسمیں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء تناسل ہوتے ہیں۔

[3] اُو۔ وہ خنثیٰ عورتوں میں جاتا ہے تو مرد والے آلۂ تناسل کو چھپاتا اور مردوں میں جیتاہے

تا کہ بینایانِ مازاں دُو دَلال — دَر نیایند از فنِ اُو دَر جُوال[1]

تاکہ ہمارے بینا ان دُو ناز (و انداز) سے — اُس کے فریب سے دھوکے میں نہ آئیں

حاصلِ آں کز ہر ذَکر ناید نَری — ہیں زِ جاہل تَرس گر دانشوری

خلاصہ یہ ہے کہ ہر مرد میں مردانگی نہیں ہوتی ہے — خبردار! اگر تو عقلمند ہے تو جاہل سے ڈر

دوستیِ جاہلِ شیریں سخن — کم شنو کاں ہست چوں سَم کہن

میٹھی بات والے جاہل کی دوستی (کی باتیں) — نہ سن کیونکہ وہ پرانے زہر کی طرح ہیں

جانِ مادر چشمِ رُوشن گویدت — جُز غم و حسرت ازاں نفزویدت

وہ تجھے جانِ مادر، روشن آنکھ کہے — اُس سے سوائے غم اور حسرت کے کچھ نہ بڑھے گا

مَر پدر را گوید آں مادر جہار — کز مکتب بچہ اَم شد بس نزار

ماں عملی الاعلان باپ سے کہتی ہے — کہ مکتب سے میرا بچہ بالکل لاغر ہوگیا

از زنِ دیگر گرش آوردہ — بر وَے ایں جور و جفا کم کردہ

اگر وہ تیری دوسری بیوی سے ہوتا — تو اُس پر یہ ظلم و ستم نہ کرتا

آرجُز[2] از تو گر بُدے ایں بچہ اَم — ایں فشار آں زن بگفتے نیز ہم

اگر وہ میرا بچہ تیرے سوا کسی عورت سے ہوتا — وہ عورت بھی یہی بکواس کرتی

ہیں بجہ زیں مادر و تیباءِ اُو — سیلیِ بابا بہ از حلوائے اُو

خبردار! اُس ماں اور اُسکے افسون سے کود (بھاگ) — باپ کا طمانچہ اُس کے حلوے سے بہتر ہے

ہست مادر نفس و بابا عقلِ راد — اوّلش تنگی و آخر صد گشاد

ماں نفس اور دانا عقل، باپ ہے — جس کی ابتدا تنگی اور آخر سیکڑوں کشادگیاں ہیں

اے دہندہ عقلہا فریاد رَس — تا نخواہی تو نخواہد ہیچ کس

اے عقل عطا کرنیوالے، مدد کر — جب تک تو نہ چاہے کوئی شخص نہیں چاہتا

ہم طلب[3] از تست و ہم آں نیکوئی — ما کئیم اوّل توئی آخر توئی

طلب بھی تیری جانب سے ہے اور نیکی بھی — ہم کیا ہیں؟ اوّل تو ہے آخر تو ہے

ہم بگو تو ہم تو بشنو ہم تو باش — ما ہمہ لاشئیم باچندیں تراش

تو ہی کہہ، تو ہی سُن، تو ہی رہ — باوجود اِس قدر تراش (خراش) کے ہم کچھ نہیں ہیں

زیں حوالت رغبت افزا در سجود — کاہلیِ جبر مفرست و خمود

اِس حوالے سے سجدہ کرنے میں رغبت بڑھادے — جبر کی کاہلی اور افسردگی نہ بھیج

---

[1] جوال۔ بڑا تھیلا۔ فریب۔ حاصل۔ جسطرح خنثیٰ، مردانگی نہیں رکھ سکتا اسی طرح جاہل کی میٹھی باتیں بھی کام کی نہیں ہیں۔ دوستی۔ جاہل کی دوستی کی مثال ماں کی محبت ہے جو تجھ کیلئے مُضر ہے وہ جاہل محبت سے تجھے اپنی جان اور اپنی روشن آنکھ کہتا ہے۔ مر پدر۔ باپ بچہ کو تعلیم کیلئے مکتب بھیجتا ہے تو بچہ کی محبت میں ماں بچہ کے باپ سے لڑتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر یہ بچہ تیری کسی دوسری بیوی کا ہوتا تو اُس پر تو اِس قدر ظلم نہ کرتا۔

[2] آرجز۔ باپ جواب دیتا ہے کہ عورتوں کی یہی بے عقلی کی باتیں ہیں اگر یہ بچہ میری کسی دوسری بیوی سے ہوتا تو وہ بھی یہی کہتی جو تو کہہ رہی ہے۔ ہست انسان کے نفس کو ماں اور عقل کو باپ سمجھ۔ اے دہندہ۔ چونکہ نفس کے فریب سے نجات مشکل ہے اسلئے مولانا نے اُسکے بیان کے بعد دعا شروع کردی۔

[3] ہم طلب۔ ہماری طلب تیری توفیق سے ہے اور نیکی بھی تیری توفیق کیوجہ سے ہے۔ ہم بگو۔ قرآن پاک میں ہے وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ۔ (ترجمہ) "اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے" انسانی افعال سب اللہ کی ایجاد پر موقوف ہیں۔ زیں حوالت۔ اے اللہ ہم نے باتیں تیرے حوالہ کردیں اور اس سے مقصد یہ ہے کہ تو ہمارے اندر اطاعت و عبادت کی طاقت بڑھا دے اور یہ حوالہ کرنا جبریوں کے عقیدہ کے اعتبار سے عجز ہے جو انسان کو اول سے آخر تک ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

جبر[1] باشد پرّ و بالِ کاملاں — جبر ہم زندان و بندِ کاہلاں

جبر کاملوں کا پروبال ہے — جبر ہی کاہلوں کا قید خانہ اور بیڑی ہے

ہمچو آبِ نیل داں ایں جبر را — آب مومن را و خوں مر گبر را

اس جبر کو نیل کے پانی کی طرح سمجھ — جو مومن کیلئے پانی اور کافر کے لئے خون ہے

بالِ بازاں راسوئے سلطاں برد — بالِ زاغاں را بگورستاں برد

شہبازوں کو بازو شاہ کی جانب لیجاتا ہے — کوّوں کو بازو قبرستان کی طرف لیجاتا ہے

باز گرد اکنوں تو در شرحِ عدم — کو چو پازہرست و پندارِیش سم

اب تو پھر عدم کی شرح کی طرف لوٹ — کیونکہ وہ تریاق ہے اور تو اسکو زہر سمجھتا ہے

ہمچو[2] ہندو بچہ ہیں اے خواجہ تاش — روز محمودِ عدم ترساں مباش

اے آقا بھائی! خبردار تو ہندو بچّے کی طرح — چل، عدم کے محمود سے خوفزدہ نہ ہو

از وجودے ترس کاکنوں در وئی — آں خیالت لاشئ و تو لاشئ

اس وجود سے ڈر جس میں تو اب ہے — تیرا وہ خیال معدوم ہے اور تو بھی معدوم ہے

لاشئ بر لاشئ عاشق شدست — ہیچ نے مر ہیچ نے را راہ زدست

ایک معدوم دوسرے معدوم پر عاشق ہوگیا ہے — معدوم نے، معدوم کی رہزنی کی ہے

چوں بروں شد ایں خیالات از میاں — گشت نامعقولِ تو بر تو عیاں

جب درمیان سے یہ خیالات خارج ہوگئے — تیرا نامعقول، تجھ پر واضح ہوگیا

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم لَیْسَ لِلْمَاضِیْنَ

نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے فرمایا جانے والوں کو موت کا غم نہیں ہے

ھَمُّ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا لَھُمْ حَسْرَۃُ الْفَوْتِ

ان کو فوت کی حسرت ہے

راست فرمود آں سپہدارِ بشر — کہ ہر آنکہ کرد از دنیا گذر

انسانوں کے سردار نے سچ فرمایا — کہ جو دنیا سے گذر گیا

نیستش درد و دریغ و غبنِ موت[3] — بلکہ ہستش صد دریغ از بہرِ فوت

اسکو موت کا درد اور افسوس اور نقصان نہیں ہے — بلکہ اس کو فوت پر سیکڑوں افسوس ہیں

ہے بلکہ اعمالِ صالح جن کو وہ معدوم سمجھتے تھے اُن کے نہ کرنے پر افسوس کریں گے۔ نیستش۔ دنیا سے جو مرکر جائیگا اسکو مرنے کا افسوس نہ ہوگا بلکہ یہ افسوس ہوگا کہ معدوم کیلئے کوشش کیوں کی اور نیک عمل کیوں نہ کیا۔

---

[1] جبر۔ مولانا کئی بار کہہ چکے ہیں کہ ایک جبر تو اہلِ سنت کا عقیدہ ہے وہ باعث نجات ہے اور ایک جبر جبریوں کا عقیدہ ہے وہ گمراہی ہے۔ ہمچو۔ جبرِ محمود بھی ہے اور مذموم بھی اُسکی مثال دریائے نیل ہے جو سبطیوں کیلئے پانی اور قبطیوں کیلئے خون ثابت ہوا۔ بال۔ شہباز کے بازو اُسکو شاہ کیطرف لے جاتے ہیں کوّوں کے بازو ان کو مُردار کھانے کیلئے قبرستانوں میں لیجاتے ہیں۔ شرح عدم۔ سلطان محمود نے اوپر عدم اور معدوم کے مطلوب ہونے کا ذکر کیا تھا اب پھر اُسکی طرف رجوع کیلئے کہ تو اسکو زہر سمجھتا ہے حالانکہ وہ تریاق ہے۔

[2] ہمچو۔ اس عدم کے معاملہ میں تیری مثال اُس ہندو بچے کی سی ہے جو سلطان محمود کے نام سے لرزتا تھا اور وہی اُس کیلئے انتہائی شفیق ثابت ہوا۔ از وجودے۔ جو اسوقت تیرا وجود ہے دراصل وہ عدم اور معدوم ہے اور یہ خیالات بھی فانی ہیں اور تو بھی فانی ہے تیرا اس وجود پر عاشق ہونا گویا معدوم کا معدوم پر عاشق ہونا ہے۔ چوں بروں شد۔ جب تیرا یہ وجود فنا ہوجائیگا تو تجھے معلوم ہوجائے گا کہ تو کن نامعقول باتوں میں پھنسا ہوا تھا۔

[3] قال النبی۔ اس مضمون کی حدیث تو ثابت نہیں البتہ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ کفار مرنے کے بعد مرنے پر افسوس نہ کرینگے کیونکہ اُن کو معلوم ہوجائیگا وجود فانی کا فوت ہوجانا رنج کی بات نہیں

Presented by www.ziaraat.com

لَیسَ لِلْمَاضِینَ هَمُّ الْمَوْتِ گفت
فرمایا جانے والوں کو موت کا رنج نہیں ہے
لیک شاں با حسرتِ فوت اند جُفت
لیکن وہ فوت کی حسرت سے وابستہ ہیں

کہ چرا قبلہ نکردم مرگ را
کہ ہم نے موت کو قبلہ کیوں نہ بنایا؟
مخزنِ[1] ہر دولت و ہر برگ را
ہر دولت اور ہر سامان کے خزانے کو

قبلہ کردم من ہمہ عمر از حَوَل
ہم نے بھینگے پن سے تمام عمر قبلہ بنایا
آں خیالاتے کہ گم شُد در اجل
اُن خیالات کو جو موت میں گم ہوگئے

حسرتِ آں مُردگاں از مرگ نیست
اُن مردوں کی حسرت موت پر نہیں ہے
زانست کاندر نقشہا کردیم ایست
اس سے ہے کہ ہم نے نقوش (خیالی) میں بسر کی

ماندیدیم اینکہ ایں نقش ست و کف
ہم نے یہ نہ دیکھا کہ یہ نقش اور جھاگ ہے
کف ز دریا جنبد و یابد عَلَف
جھاگ دریا سے ہٹتے ہیں اور غذا پاتے ہیں

چونکہ بحر افگند کفہا را بَبَر
جب سمندر نے جھاگوں کو خشکی پر پھینک دیا
رَو بگورستاں رواں کفہا نگر
جا، بہتے جھاگوں کو قبرستان میں دیکھ

پس بگو کو جنبش و جولانِ تاں
پھر کہہ کہ تمہاری جنبش اور جولانی کہاں ہے؟
بحر افگندست در بُحران تاں
سمندر نے تمہیں تغیر میں مبتلا کردیا ہے

تا[2] بگویندت بلب نے بل بحال
تاکہ وہ تجھ سے کہیں ہونٹ سے نہیں بلکہ حال سے
کہ ز دریا کُن نہ از ما ایں سوال
کہ یہ سوال ہم سے نہیں، دریا سے کر

نقش چوں کف کے بجنبد بے ز موج
نقش، جھاگ کی طرح بغیر موج کے کب حرکت کرتا ہے
خاک بے بادے کجا آید باَوج
خاک بغیر کسی ہوا کے بلندی پر کب پہنچتی ہے

چوں[3] غبارِ نقش دیدی باد بیں
جبکہ تونے نقش کا غبار دیکھا ہے، ہوا کو دیکھ
کف چو دیدی قلزمِ ایجاد بیں
جب تونے جھاگ کو دیکھا ایجاد کے سمندر کو دیکھ

ہیں بہ بیں کز تو نظر آید بکار
خبردار! نظر کر، تیرا نظر کرنا کام آئے گا
باقیت شحمے و لحمے پود و تار
تیرا باقی (جسم) چربی اور گوشت اور تانا بانا ہے

شحمِ تو در شمعہا نفزود تاب
تیری چربی نے شمعوں میں روشنی نہیں بڑھائی
لحمِ تو مخمور را ناَمد کباب
تیرا گوشت مخمور کے لئے کباب نہ بنا

درگداز ایں جملہ تن را در بصر
نظر میں اس تمام جسم کو پگھلا دے
در نظر رو، در نظر رو، در نظر
نظر میں جا، نظر میں جا، نظر میں

---

[1] مخزن - اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ۔ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچا دیتا ہے خیالاتے - موت کے بعد معلوم ہوگا کہ دنیاوی تمام خیالات لاحاصل تھے۔ نقشہا - زندگی عالمِ آخرت میں ہے دنیاوی چیزیں بے روح تصاویر ہیں۔ ماندیدیم - افسوس یہ ہوگا کہ ہم دنیاوی چیزوں کو تصویر بے روح اور فانی جھاگ کیوں نہ سمجھے تھے۔ کف - جھاگ خود بے حقیقت چیز ہے اُس کی حرکت اور بقا محض دریا کی وجہ سے ہے جب وہ خشکی میں جا پڑے تو بالکل بے حس و حرکت ہے۔

[2] تا بگویندت - وہ حُباب اور کفِ دریا جواب دیں گے چونکہ وہ بالکل مُردہ ہیں، ذبانِ قال نہیں ہے اپنے زبانِ حال سے جواب دیں گے کہ ہماری اصل تو دریا ہے اُس سے سوال و جواب کر۔ نقش - عالمِ امکان بغیر بحرِ وحدت کی موج کے کب حرکت کرسکتا ہے عالمِ امکان خاک ہے وہ بغیر ارادۂ خداوندی کی ہوا کے وجود اور بلندی کب حاصل کرسکتا ہے۔

[3] چوں غبار - عالمِ امکان کو دیکھنے کے بعد نظرِ توحیدی پیدا کر یہ نظرِ توحیدی تیرے کام آئے گی باقی تیرا تانا بانا گوشت و پوست سب بیکار ہے نہ دنیا میں کارآمد نہ آخرت میں نہ تیری چربی سے شمع بنتی ہے نہ تیرے گوشت کے کباب بنتے ہیں۔ درگداز جبکہ تیرے اندر اصلی نظرِ توحیدی اور روح کا فعل ہے اور معلوم ہوگیا کہ جسم مقابلۃً بیکار چیز ہے تو مجاہدوں کے ذریعہ جسم کو نظر کے حاصل کرنے میں پگھلا دے۔

Presented by www.ziaraat.com

یکؔ[1] نظر دو گز همی بیند ز راہ — یک نظر دو کون دید و روی شاہ
ایک نظر ہے جو راستے کے دو گز دیکھتی ہے — ایک نظر ہے (جس نے) دونوں جہان اور شاہ کا چہرہ دیکھا

درمیانِ ایں دو فرقِ بیشمار — سُرمہ جُو واللّٰہُ اَعلَمُ بِالسرار
ان دونوں میں لاتعداد فرق ہے — سُرمہ کی تلاش کر، اور اللہ غیب کا جاننے والا ہے

چوں شُنیدی شرحِ بحرِ نیستی — کوشش دائم تا دریں بحر ایستی
جب تونے عدم کے سمندر کی شرح سُن لی — ہمیشہ کوشش کرتا کہ تو اُس سمندر میں ٹھہر جائے

چونکہ[2] اصلِ کارگاہ ایں نیستی ست — کہ خلاء و بے نشانست و تہی ست
چونکہ اصل کارخانہ یہ عدم ہے — جو کہ خلا اور بے نشان اور خالی ہے

جملہ اُستاداں پئے اظہارِ کار — نیستی جُویند و جائے انکسار
تمام اُستاد کاریگری کے اظہار کے لئے — عدم اور شکست کی جگہ کے جویاں ہیں

لاجرم اُستادِ اُستاداں صَمَد — کارگاہش نیستی و لا بُوَد
لامحالہ اُستادوں کا اُستاد، خدا — اُسکا کارخانہ نیستی اور عدم ہوگا

ہر کجا ایں نیستی افزوں تر ست — کارِ حق و کارگاہش آں سر ست
جہاں کہیں یہ عدم بہت زیادہ ہے — اللہ کی کاریگری اور کارخانہ اُس جانب ہے

نیستی چوں ہست بالائیں طبق — بر ہمہ بُردند درویشاں سبق
فنا، چونکہ بالائی طبقہ ہے — درویش سب پر سبقت لے گئے

خاصہ درویشے کہ شد بے جسم و مال — کارِ فقرِ جسم دارد نے سوال
خصوصاً وہ درویش جو بے جسم اور بے مال بن گیا — اعتبارِ جسمی فقر رکھتا ہے، نہ کہ سوال

سائلؔ[3] آں باشد کہ مالِ اُو گداخت — قانع آں باشد کہ جسمِ خویش باخت
سوالی وہ ہوگا جس کا مال ضائع ہوگیا ہو — قانع وہ ہوگا جس نے اپنے جسم کو ہار دیا

پس ز درد اکنوں شکایت بر مدار — کوست سُوی نیست اسپے راہوار
تو اب درد کی شکایت کا اظہار نہ کر — کیونکہ وہ فنا کی جانب تیز رفتار گھوڑا ہے

ایں قدر گفتیم و باقی فکر کُن — فکر اگر جامد بُوَد رو ذکر کُن
ہم نے اِسقدر کہدیا اور باقی تو سوچ — فکر اگر افسردہ ہو، جا ذکر کر

ترک کے جو فضائل ہم نے بیان کئے ہیں اُنکے علاوہ فضائل پر تو غور کرے اور فکر و غور کو بیدار کرنے کا طریقہ ذکر اللہ ہے۔ ذکر، ذکر فکر کو بیدار کرتا ہے اور وہی کام کرتا ہے جو ٹھنڈے ہوئے کے لئے سورج کرتا ہے۔

[1] یک نظر، تاثر سے موثر کی طرف نظر کرنے کے دو درجے ہیں ایک بدن سے روح پر نظر کرنا دوسرا روح سے موثر حقیقی کی طرف نظر کرنا ہے ہمارا مقصود دوسرا درجہ ہے پہلا درجہ نہیں ہے ان دونوں نظروں میں بہت فرق ہے۔ چوں شنیدی، اب یہ عدم اور نیستی کی خوبیوں کا بیان شروع فرمایا ہے۔ بحر نیستی یعنی عالم ارواح چونکہ وہ نظروں سے معدوم ہے۔

[2] چونکہ، ہر کاریگر معدوم کو اپنی کاریگری سے وجود میں لاتا ہے قدرت کی کاریگری بھی معدوم ہی کو موجود کرتی ہے جو بالکل خلا اور بے نشان اور خالی ہے۔ صمد یعنی اللہ تعالےٰ بے نیاز ہے۔ لا معدوم جہاں جہاں نیستی زیادہ ہوگی وہاں اللہ تعالیٰ کی کاریگری زیادہ ظہور پذیر ہوگی۔ بالائیں طبق، نیستی چونکہ ایک اعلیٰ مقام ہے اور عموماً درویشوں کو حاصل ہے لہذا وہ سب سے سبقت لیگئے ہیں خصوصاً وہ درویش جس نے جسم کو بھی فنا کردیا ہو اور مال کو بھی کار فقر جسم، اصل فقیری جسمانی فقر ہے کہ انسان جسم کو گھلادے نہ کہ بھیک مانگنا۔

[3] سائل بھکاری وہ بنتا ہے جس کا صرف مال گھلا ہو جس شخص نے جسم کو گھلایا وہ قانع اور صابر ہوتا ہے کبھی سائل نہیں بنتا۔ درد، مال کا درد ہو یا جسمانی درد اُسکا شکوہ نہ کرو وہ درد نیستی کے اعلیٰ مقام تک پہنچا دیگا۔ [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

ذکر آرد فکر را در اہتزاز — ذکر را خورشید ایں افسردہ ساز
ذکر، فکر کو حرکت میں لے آتا ہے — ذکر، اس ٹھٹھرے ہوئے کا سورج بنا دے

اصل خود جذبست لیک اے خواجہ تاش[1] — کارکن موقوف آں جذبہ مباش
اصل خود کشش ہے، لیکن اے آقا بھائی! — کام کر اس کشش پر موقوف نہ رہ

زانکہ ترک کار چوں نازے بود — ناز کے درخورد جانبازے بود
چونکہ عمل کا ترک کرنا ناز ہوتا ہے — ناز، جانباز کے مناسب کب ہوتا ہے؟

نے قبول اندیش نے رد اے غلام — امر را و نہی را می بیں مدام
اے لڑکے! نہ قبولیت کو سوچ نہ رد کو — ہمیشہ امر اور نہی کو دیکھتا رہ

مرغ[2] جذبہ ناگہاں پرد ز عش — چوں بدیدی صبح شمع آنگہ بکش
جذب کا پرند، اچانک گھونسلے سے اڑے گا — جب تو صبح کو دیکھ لے تب شمع بجھا دے

چشمہا چوں شد گزارہ نور اوست — مغزہا می بیند او در عین پوست
جب آنکھیں کھل گئیں، اُس کا نور ہے — وہ بعینہ چھلکے میں گودوں کو دیکھ لیتا ہے

بیند اندر ذرہ خورشید بقا — بیند اندر قطرہ کل بحر را
وہ بقا کے سورج کو ذرے میں دیکھ لیتا ہے — سب سمندر کو ایک قطرے میں دیکھ لیتا ہے

بار دیگر رجوع کردن بقصۂ آں صوفی و قاضی

صوفی اور قاضی کے قصہ کی جانب دوبارہ واپسی

گفت[3] صوفی در قصاص یک قفا — سر نشاید باد دادن از عمی
صوفی نے کہا ایک طمانچہ کے بدلے میں — اندھے پن سے سر نہ گنوانا چاہیے

خرقۂ تسلیم اندر گردنم — بر من آساں کرد سیلی خوردنم
تسلیم کا خرقہ میری گردن میں ہے — جس نے طمانچہ کھانا مجھ پر آسان کر دیا ہے

دید صوفی خصم خود را سخت زار — گفت اگر مشتش زنم من خصم وار
صوفی نے اپنے مخالف کو سخت کمزور دیکھا — سوچا اگر میں اُسکے مخالفانہ گھونسا ماردوں

او بیک مشتم بریزد چوں رصاص — شاہ فرماید مرا زجر و قصاص
وہ میرے ایک گھونسے سے رانگ کی طرح بکھر جائیگا — شاہ میرے اوپر تنبیہ اور بدلے کا حکم فرمادیگا

خیمہ ویرانست و بشکستہ وتد — او بہانہ می کند تا در فتد
خیمہ ویران ہے اور کھونٹی ٹوٹ گئی — وہ بہانہ ڈھونڈتا ہے تاکہ گر پڑے

[1] اصل یعنی ذکر و عبادت سے قرب میسر نہیں آتا جب تک اللہ کی جانب سے جذب و کشش نہ ہو لیکن انسان کو مدتو اور ذکر میں مشغول رہنا چاہیے جذب کے انتظار میں نہ بیٹھنا چاہیے۔ زانکہ محنت کو چھوڑنا ناز کرنا ہے جو عاشق جانباز کے لیے کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ نے قبول۔ بندہ کا کام بندگی ہے اسکو مقبول ہونے یا مردود ہونے میں نہ پڑنا چاہیے جو خدا کے احکام ہیں کی پابندی کرنی چاہیے۔

[2] مرغ۔ جب تو برابر مجاہدہ کئے جائیگا تو جذب اپنے مقام سے اڑکر تیرے پاس آجائے گا پھر اسقدر مجاہدوں کی ضرورت نہ رہے گی جذب صبح ہے اور مجاہدے شمع ہیں صبح کو شمع کی ضرورت نہیں رہتی چشمہا جب بندہ نوافل کے ذریعہ تقرب حاصل کرلیتا ہے تو پھر اُسکے افعال حضرت حق تعالیٰ کیطرف منسوب ہوجاتے ہیں۔ بیند اُس کو کائنات کے ہر ذرہ میں حق کا مشاہدہ نصیب ہوجاتا ہے۔

[3] گفت صوفی۔ صوفی نے دل میں سوچا کہ اگر میں اس بیمار کے طمانچہ ماردونگا تو قصاص میں میرا سر کاٹ لیا جائے گا۔ تسلیم یعنی قضا و قدر زندگی سے جو باتیں آئے اُس پر سر تسلیم خم کرلینا پھر قاضی کے پاس لے گیا تاکہ پھر تنبیہ ہو اور رصاص سے موقعوں پر وہ ظلم نہ کرے۔ رصاص۔ رانگ۔ خیمہ۔ اُس بیمار کی حالت بوسیدہ خیمہ کی سی ہے جو ہوا کے

Presented by www.ziaraat.com

بہرِ[۵۱] ایں مُردہ دریغ آید دریغ — کہ قصاصم اُفتد اندر زیرِ تیغ
افسوس پر افسوس ہوگا اس مردے کیوجہ سے — کہ جو بے تلوار کے نیچے قصاص واقع ہو

چوں نمیتانست کف بر خصم زد — عزمش آں شُد کش سُوئے قاضی برد
جب وہ مخالف پر ہاتھ نہ مار سکا — اُسکا ارادہ ہوا کہ اُس کو قاضی کی جانب لیجائے

کہ ترازوئے حق ست وکیلِ اُو — زاں سُوئی حق ست دائم میلِ اُو
کیونکہ وہ حق کی ترازو اور پیمانہ ہے — اسی لئے ہمیشہ اُسکا جھکاؤ حق کی طرف ہے

مَخلَص ست از مکرِ دیو و حیلاَش — مامَن ست از قیدِ دیو و قیلاش
شیطان کے مکر اور اُسکے حیلہ سے خلاصی کا سبب ہے — شیطان کی قید اور اُسکے قول سے امن کا سبب ہے

ہَست اُو مقراضِ اَحقاد و جِدال — قاطعِ جنگِ دو خصم و قیل و قال
وہ کینوں اور لڑائی کی قینچی ہے — دو مخالفوں کی جنگ اور سوال وجواب کو قطع کرنیوالا ہے

دیو[۵۲] در شیشہ کُند افسُونِ اُو — فتنہ ہا ساکن کُند قانونِ اُو
اُسکا منتر، بھوت کو شیشے میں اُتار لیتا ہے — اُس کا قانون فتنے کو ساکن کردیتا ہے

چوں ترازو دید خصمِ پُر طمع — سرکشی بگذارد و گردد تبع
جب لالچی مخالف نے ترازو دیکھی — سرکشی چھوڑ دیتا ہے اور تابع بنجاتا ہے

ور ترازو نیست گر افزونِ دہیش — از قسم راضی نگردد آگہیش
اور اگر ترازو نہیں ہے اگر تو اُسکو زیادہ دے — اُس کی چالاکی قسم سے راضی نہ ہوگی

کے شود راضی ز تو طبعِ تہیش — از پئے بے دانشی و ابلہیش
اُسکی کھوکھلی طبیعت کب تجھ سے راضی ہوگی — اُس کی بیوقوفی اور بے عقلی کیوجہ سے

ہَست[۵۳] قاضی رحمت و دفعِ ستیز — قطرۂ از بحرِ عدلِ رُستخیز
قاضی رحمت اور لڑائی کا دفعیہ ہے — قیامت کے انصاف کے سمندر کا ایک قطرہ ہے

قطرہ گرچہ خُرد و کوتہ پا بُوَد — لُطفِ آبِ بحر ازو پیدا بُوَد
قطرہ اگرچہ چھوٹا اور کم رفتار ہوتا ہے — اُس سے سمندر کے پانی کی لطافت ظاہر ہوجاتی ہے

از غُبار ار پاک داری کلّہ را — تو زیک قطرہ بہ بینی دجلہ را
اگر تو کلّہ کو غُبار سے صاف رکھے — تو ایک قطرے سے دجلہ کو دیکھ لے

جُزوہا بر حالِ کُلہا شاہدست — چوں شفق غمّازِ خورشید آمدست
اجزاء مجموعوں کے حال پر گواہ ہیں — جس طرح شفق، سورج کی غمّاز بنی ہے

۵۱ بہرِ ایں ۔ یہ مارا ہوا مردہ کی طرح ہے اُس کے بدلے میں سر کٹوانا مناسب نہیں ہے۔ کہ ترا۔ قاضی کا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرے کسی کو کسی کا حق نہ مارنے دے۔ مخلص۔ شیطان صاحب کو جو حیلہ و مکر سکھاتا ہے قاضی کا فیصلہ اُسکو ختم کر دیتا ہے۔ ہست اُو۔ حمگی اور دشمنی عید کی جنگ وجدل اور بحث و تحیص قاضی کے فیصلہ کے بعد ختم ہوجاتی ہے۔

۵۲ دیو۔ جو فریق شیطنت پر آمادہ ہوتا ہے قاضی کے فیصلہ کے بعد اُس کی شیطنت ختم ہو جاتی ہے۔ چون ترازو۔ جبکہ قاضی ترازو ہے تو اُس میں ترازو کے اوصاف ہیں جب کوئی شخص حقہ سے زیادہ لینے کا خواہشمند ہو تو ترازو کو دیکھ کر اُسکی یہ تمنا ختم ہو جاتی ہے اگر ترازو نہ ہو اور دوسرا فریق قسمیں بھی کھائے تو یہ شخص راضی نہیں ہوتا ہے۔

۵۳ ہست۔ قاضی قیامت کے دن کے عدل کا ایک نمونہ ہے۔ قطرہ۔ قطرے سے دریا کے پانی کا مزا معلوم ہوجاتا ہے۔ کوتہ پا۔ قطرے میں وہ روانی نہیں جو دریا میں ہوتی ہے۔ از غبار۔ اگر تو قطرے میں سمندر کے جلوے دیکھنے چاہتا ہے تو کلِ ملال کی عادت ڈال۔ جزوہا۔ اجزاء کُل پر اسی طرح دلالت کرتے ہیں جسطرح شفق سورج کے وجود کا پتہ دیتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

آں قسم[1] بر جسمِ احمدؐ راند حق — آنچہ فرمودہ ست کلّا والشفق

وہ قسم اللہ (تعالیٰ) نے احمدؐ کے جسم پر جاری فرمائی ہو — جو یہ فرمایا ہے کلّا والشفق

مور بر دانہ چرا لرزاں بُدے — گر ازاں یک دانہ خرمن دَر بُدے

چیونٹی دانہ کے بارے میں کیوں لرزتی؟ — اگر اُس دانہ کی بجائے، کھلیان میں ہوتی

بر سرِ حرف آ کہ صُوفی بیدل ست — در مکافاتِ جزا مستعجل ست

مطلب پر آجا، کیونکہ صوفی بے دل ہے — بدلہ لینے میں جلد بازی کرنے والا ہے

اے تو کردہ ظلمہا چوں خوشدلی — از تقاضائے مکافا غافلی

اے وہ کہ تو نے بہت ظلم کئے ہیں کیونکہ خوشدل ہو — بدلے کے تقاضے سے تو غافل ہے

یا فراموشت شدست آں کردہا — کہ فرو آویخت غفلت پردہا

یا وہ کارنامے تو بھول گیا — کہ غفلت نے تیرے اوپر پردے لٹکا دیئے ہیں

گر نہ[2] خصمیہا ستے اندر قفات — جرم گردوں رشک بُردے بر صفات

اگر تیرے درپے دشمنیاں نہ ہوتیں — تیری صفائی پر آسمان کا جسم رشک کرتا

لیک محبوسی برای آں حقوق — اندک اندک عُذر میخواہ از عقوق

لیکن تو اُن حقوق کی وجہ سے مقید ہے — نافرمانی سے تھوڑی تھوڑی معافی چاہ لے

تا بیکبارت نگیرد محتسب — آبِ خود روشن کن اکنوں یا محب

تاکہ تجھے محتسب یکبارگی نہ پکڑ لے — اے پیارے! اپنے پانی کو صاف کر لے

رفتنِ صوفی سوی سیلی زنش و بُردن اُو را بقاضی

صوفی کا اپنے طمانچہ مارنے والے کی جانب جانا اور اُس کو قاضی کے یہاں لے جانا

رفت[3] صوفی سوی آں سیلی زنش — دست زد چوں مدعی بر دامنش

صوفی اپنے اس طمانچہ مارنے والے کی جانب روانہ ہوا — مدعی کی طرح اُس کے دامن پر ہاتھ مارا

اندر آوردش بر قاضی کشاں — کایں خرِ ادبار را بر خر نشاں

اُس کو قاضی کے پاس کھینچتا ہوا لایا — (کہ) اِس نحوست کے گدھے کو گدھے پر بٹھا

یا بزخمِ دُرّہ اُو را دہ جزا — آنچنانکہ رائے تو بیند سزا

یا دُرّے کی مار سے اُس کو سزا دے — جس طرح تیری رائے مناسب سمجھے

کانکہ از زخمِ تو میرد در دمار — بر تو تاواں نیست باشد آں جُبار

کیونکہ جو شخص تیرے مارے سزا دینے میں مرجائے — تجھ پر تاوان نہیں ہے وہ (خون) معاف ہوگا

---

[1] آں قسم۔ قرآن پاک میں ہے فلا اُقسم بالشفق میں قسم کھاتا ہوں شفق کی، مولانا نے شفق سے آنحضورؐ کا جسم اطہر مراد لیا ہے جو کہ روحِ احمدیؐ کا مظہر ہے۔ مور۔ چیونٹی دانہ کے گم ہونے پر لرزتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اُس نے دانے سے خرمن کو نہیں پہچانا۔ انسان بھی اگر ممکنات کے ذریعہ واجب کو پہچان لے تو کبھی کسی ممکن کے فوت ہونے سے نہ لرزے۔ بر سر۔ پھر صوفی کے قصہ کی طرف رجوع کیا ہے۔ مستعجل۔ جلدی میں مبتلا ہونا۔ مکافات۔ بدلہ، کردہا۔ کارنامے۔

[2] گر نہ خصمیہا۔ اگر انسان اگر انسان مظالم سے پاک و صاف ہو تو اس کا دل آسمان سے بھی زیادہ منور ہو۔ محبوسی۔ یعنی تاریکیوں میں مقید عقوق۔ نافرمانی۔ محتسب یعنی محاسب حقیقی۔ آب۔ نیک عمل سے کنایہ ہے۔

[3] رفت۔ صوفی طمانچہ مارنے والے کو پکڑ کر قاضی کے پاس لے گیا۔ بر خر نشاں۔ رسوا کرنے کے لئے مجرم کو گدھے پر بٹھا کر گھمایا جاتا تھا۔ دُرّہ۔ مجرم کو کوڑے کی سزا دی جاتی ہے۔ کانکہ۔ اگر کوئی مجرم سزا کے دوران بغیر کسی زیادتی کے مرجائے تو قاضی پر تاوان نہیں آتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

[١] کانکہ از زجرِ تو بیند مرگِ خویش — فارغ از دوزخ رود تا خُلد پیش
جو تیری سزا سے اپنی موت دیکھے — دوزخ سے بچ کر آگے جنت تک چلا جائے گا

در حد و تعزیرِ قاضی ہر کہ مُرد — نیست بر قاضی ضماں کُو نیست خُرد
قاضی کی حد اور تعزیر میں جو مرا — قاضی پر ضمان نہیں ہے کیونکہ وہ چھوٹا (آدمی) نہیں ہے

نائبِ حق ست و سایہ عدلِ حق — آئینہ ہر مستحق و مُستحق
اللہ کا نائب اور اللہ کے انصاف کا سایہ ہے — وہ ہر مدعی اور مدعیٰ علیہ کا آئینہ ہے

کو ادب از بہرِ مظلومے کُند — نے برائے عرض و خشم و دخلِ خُود
کیونکہ وہ مظلوم کی خاطر سزا دیتا ہے — نہ یہ کہ مال اور غصہ اور اپنی آمدنی کے لئے

چوں برائے حق و روزِ آجل ست — گر خطائی شُد دیت بر عاقلت
جبکہ اللہ اور قیامت کے لئے ہے — اگر غلطی ہوئی، عاقلہ پر دیت ہے

[٢] عاقلہ اُو کیست دانی ہست حق — سُوئے بیت المال برگرداں ورق
اس کے عاقلہ کون ہیں؟ تو جانتا ہے، اللہ ہے — بیت المال کی جانب ورق پلٹ

آنکہ بہرِ خود زند اُو ضامن ست — آنکہ بہرِ حق زند اُو آمن ست
جو اپنے لئے مارے وہ ضامن ہے — جو اللہ (تعالیٰ) کے لئے مارے وہ محفوظ ہے

گر پدر زد مر پسر را اُو بمُرد — آں پدر را خونبہا باید شُمرد
اگر باپ نے بیٹے کو مارا، وہ مر گیا — اس باپ کو خونبہا شمار کر دینا چاہیے

زانکہ اُو را بہرِ کارِ خویش زد — خدمتِ اُو ہست واجب بر وَلد
کیونکہ اس نے اپنے معاملہ کے لئے مارا — اس کی خدمت، لڑکے پر واجب ہے

[٣] چوں مُعلِّم زد صبی را شُد تلف — بر مُعلِّم نیست چیزے لا تخف
جب استاد نے بچہ کو مارا اور وہ مر گیا — استاد پر کچھ نہیں ہے، تو نہ ڈر

کاں مُعلِّم نائب افتاد و امیں — ہر امیں را ہست حُکمش ہمچنیں
وہ استاد نائب اور امین واقع ہوا ہے — ہر امین کا حکم اسی طرح ہے

نیست واجب خدمتِ اُستا برو — پس بزجرش نبُود اُستا کار جُو
استاد کی خدمت اس پر واجب نہیں ہے — تو اس کے مارنے میں استاد کام کا طالب نہیں ہے

[١] کانکہ۔ بعض علماء کے نزدیک حدِ شرعی جاری ہونے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے اور مجرم معصوم بن کر جنت میں چلا جاتا ہے۔ نیست خُرد۔ قاضی معمولی شخصیت نہیں ہے وہ خدا کا قائم مقام ہے۔ مستحِق۔ صیغہ اسم فاعل مدعی۔ مُستحَق۔ صیغہ اسم مفعول مدعیٰ علیہ۔ کو ادب۔ قاضی جو سزا دے رہا ہے اس میں اپنی کوئی ذاتی غرض نہیں ہے بلکہ وہ مظلوم کے لئے سزا دیتا ہے۔ چوں۔ مجرم کے مر جانے پر کسی طرح کا ضمان نہ ہونا تو جب تھا کہ سزا قاعدہ کے موافق دی جا رہی ہو لیکن اگر سزا میں کوئی زیادتی ہو اور مر جائے تو اب اس کا بیان ہے۔ روزِ آجل۔ قیامت کا دن۔
[٢] عاقلہ۔ اگر قاتل نے خطاءً قتل کیا ہو تو مقتول کی دیت قاتل کے عصبات پر آتی ہے جن کو عاقلہ کہا جاتا ہے قاضی نے جو سزا دی تھی وہ کسی ذاتی غرض پر مبنی نہ تھی بلکہ خدا کے لئے تھی لہٰذا ۔۔۔ معنی ہے اگر مجرم مر گیا تو اس کی دیت قاضی کے عاقلہ پر آئے گی بس وہ عاقلہ اللہ تعالیٰ ہے برگرداں ورق۔ بیت المال کے مسائل کتابوں میں دیکھو معلوم ہو جائیگا کہ ایسے شخص کی دیت بیت المال سے ادا کر دی جائیگی آمن۔ قاضی بہر حال دیت سے بچ گیا خواہ دیت بیت المال سے ادا کر دی گئی۔ گر پدر۔ باپ بیٹے کو خدمت نہ کرنے پر مارتا ہے لہٰذا باپ پہ بیٹے کا خونبہا واجب ہے —— [٣] چون معلم۔ استاد کی شاگرد کو مارنے میں کوئی ذاتی غرض نہیں لہٰذا وہ خونبہا سے بری ہے استاد بچہ کو بچہ کے مفاد میں مارتا ہے شاگرد پر استاد کی خدمت واجب نہیں ہو کہ مارنا اسکے مطالبہ میں سمجھا جائے۔ باپ کی خدمت بیٹے پر واجب ہے اسکا مارنا خدمت کے مطالبہ کی وجہ سے ہے۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کا مرجوع قول ہے صاحبین کے نزدیک باپ پر خونبہا واجب نہیں ہے۔

وَر پدر زد از برائے خود زدست — لاجرم از خونبہا دادن نرَست

اگر باپ نے مارا تو اپنے لئے مارا ہے — لامحالہ خونبہا دینے سے نہ چھوٹا

پسؔ[1] خودی را سر ببُر باذوالفقار — بیخودے شُو فانی و درویش وار

تو ذوالفقار سے خودی کا سر کاٹ دے — درویش کی طرح بے خود اور فانی بن جا

چوں شُدی بیخود ہر آنچہ تو کُنی — مَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ ایمنی

جب تو بے خود ہو گیا جو کچھ تو کرے گا — وجب تو نے پھینکا تو نے نہ پھینکا تو محفوظ ہے

آں ضماں بر حق بُود نے بر امیں — ہَست تفصیلش بفقہ اندر ببیں

وہ تاوان اللہ پر ہوگا نہ امانت دار پر — اُس کی تفصیل فقہ میں ہے، دیکھ لے

ہر دُکانے راست سودائے دگر — مثنوی دُکّانِ فقر ست اے پسر

ہر دکان میں ایک دوسرا سودا ہے — اے بیٹا! مثنوی فقر کی دکان ہے

دَر دکانِ کفش گر چرمست خوب — قالبِ کفش ست اگر بینی تو چوب

موچی کی دکان میں اچھا چمڑا ہے — اگر تو نے لکڑی دیکھی تو جوتے کا فرمہ ہے

پیشِ قزازاںؔ[2] خز ادکن بُود — بہرِ گز باشد اگر آہن بُود

ریشمیں کپڑا فروشوں کے سامنے ریشمی کالا کپڑا ہوگا — اگر لوہا ہوگا تو گز کے لئے ہوگا

مثنوئِ ما دکانِ وحدت ست — غیر واحد ہرچہ بینی آں بُت ست

ہماری مثنوی وحدت کی دکان ہے — واحد کے علاوہ تو جو کچھ دیکھے وہ بت ہے

بُت ستودن بہرِ دامِ عامہ را — ہمچناں داں کالغرانیق العُلیٰ

بت کی تعریف کرنا عوام کے جال کے لئے — ایسا ہی سمجھ جس طرح "الغرانیق العُلیٰ" کا قصہ

خواندش در سورۂ والنجم زود — لیک آں فتنہ بُد از سورہ نبُود

اس کو سورۂ والنجم میں جلدی سے پڑھ دیا — لیکن وہ آزمائش تھی، سورت میں سے نہ تھا

جملہؔ[3] کفار آں زماں ساجد شُدند — ہم سرے بُود آنکہ سر بر در زدند

اُس وقت سب کافر سجدہ کرنے والے بن گئے — راز ابھی تھا کہ انھوں نے در پر سر رکھ دیا

بعد ازیں حرفیست پیچاپیچ و دُور — با سلیماں باش و دیواں را مشور

اس کے بعد پیچ در پیچ حرف ہے — حضرت سلیمانؑ کے ساتھ رہ اور شیطانوں کو شورش میں مبتلا کر

---

[1] پس۔ جب معلوم ہوا کہ اگر مارنے میں خودی اور اپنی غرض نہ ہو تو خون بھی معاف ہے۔ لہٰذا خودی کو ختم کرے۔ چوں شُدی۔ جب تو خودی چھوڑ کر فانی بن جائیگا تیرا فعل اپنا فعل نہ رہے گا۔ ہر دکانے۔ مثنوی میں فقہی مسائل بیان کرنا مقصود نہیں ہیں اسی لئے ہم نے دیت اور بیت المال کے مسائل کے لئے فقہ کی کتابوں کا حوالہ دیدیا ہے۔ مثنوی میں اصل مقصد توحید کا بیان ہے۔ در دکان۔ موچی کی دکان میں اصل مقصود چمڑا ہے اگر تو لکڑی کے فرمے دیکھے گا تو وہ اصل مقصود نہیں ہے اسی طرح ریشمی کپڑوں کی دکان میں اصل ریشمی تھان ہیں اگر لوہے کا گز ہے تو وہ اصل مقصود نہیں ہے۔

[2] قزاز۔ ریشمی کپڑا فروخت کرنیوالا۔ خز ادکن۔ ریشمی کالا کپڑا۔ مثنوی۔ مثنوی صرف توحید کی دکان ہے توحید کے مضامین کے علاوہ جو کچھ مذکور ہے وہ بُت ہے۔ بت۔ مثنوی میں توحید کے علاوہ جو کچھ بطور بت کے بیان کیا گیا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آنحضورؐ کی زبان پر سورۂ والنجم کی تلاوت کے دوران تلک الغرانیق العلیٰ جاری ہو گیا تھا اور وہ حقیقتاً سورۂ والنجم کا جزو نہ تھا، محقق محدثین اس قصہ کو بے اصل سمجھتے ہیں۔ جملہ[3] کفار۔ جب کفار نے وہ الفاظ بتوں کی تعریف میں سنے تو سب سجدے میں گر گئے، اسیطرح عوام جب غیر توحیدی مضامین سنتے ہیں تو متوجہ ہو جاتے ہیں پھر توحیدی مضامین سننے کا بھی اُن کو اتفاق ہو جاتا ہے۔ بعد ازیں۔ بتوں کی تعریف آنحضورؐ کی زبان پر جاری ہونے میں بادیاتیں بیان کیجاسکتی ہیں لیکن محققین کی رائے یہ ہو کہ بعض مسائل ایسے ہیں کہ انکے سوال و جواب میں نہ پڑنا چاہیے ورنہ شبہات پیدا کرنیوالے مزید شبہات پیدا کرینگے لہٰذا تو بھی محققین کی راہ اختیار کر سلیمان سے مراد محققین کا گروہ اور دیواں سے شبہات پیدا کرنیوالے مراد ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

ہیں حدیثِ صوفی و قاضی بیار — واں ستمگارِ ضعیف زار زار

خبردار: صوفی اور قاضی کا قصہ لا — اور کمزور، لاغر، ظالم کا

ہم در تقریر قصۂ قاضی و صوفی

قاضی اور صوفی کے قصہ کی تقریر

گفت[1] قاضی ثبّتِ العرش اے پسر — تا بر و نقشے کنم از خیر و شر

قاضی نے کہا اے بیٹا! تخت رکھ — تاکہ میں اس پر بھلے اور بُرے کا نقش قائم کروں

کو زننده کو محلِ انتقام — ایں خیالے گشتہ است اندر سقام

مارنے والا کہاں ہے، انتقام کی جگہ کہاں ہے! — یہ تو بیماری میں خیال بن گیا ہے

شرع بہرِ زندگان و اغنیات — شرع بر اصحابِ گورستاں کجاست

شرع زندوں اور مال والوں کے لئے ہے — قبرستان کے باشندوں کے لئے شرع کہاں ہے؟

آں گروہے[2] کز فقیری بے برند — صد جہت زاں مردگاں فانی ترند

وہ گروہ جس نے فقیری کا پتہ لگایا ہے — سَو حیثیتوں سے مُردوں سے زیادہ فانی ہیں

مُردہ از یک رُوست فانی در گزند — صوفیاں از صد جہت فانی شدند

مُردہ ایک حیثیت سے مرض میں فانی ہے — صوفیاء سَو حیثیتوں سے فانی ہوگئے ہیں

مرگ یک قتل ست و ایں سہ صد ہزار — ہر یکے را خونبہائے بے شمار

موت ایک قتل ہے اور یہ تین لاکھ — ہر ایک کا بے شمار خونبہا ہے

گرچہ کشت ایں قوم را حق بارہا — ریخت بہرِ خونبہا انبارہا

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو بارہا قتل کیا ہے — خونبہا کے لئے انبار بہا دیئے ہیں

ہمچو جرجیس[3] اندر ہر یک در سرار — کشتہ گشتہ زندہ گشتہ شصت بار

باطن میں ہر ایک، جرجیس کی طرح ہے — ساٹھ بار قتل ہوا، زندہ ہوا

کشتہ از ذوقِ سنانِ دادگر — می بزارد کہ بزن زخمِ دگر

منصف کی بھالے کے ذوق سے مقتول — روتا ہے کہ دوسرا زخم لگا

واللہ از عشقِ وجودِ جاں پرست — کشتہ بر قتلِ دوم عاشق ترست

خدا کی قسم جان پرست وجود کے عشق کی بہ نسبت — دوسرے قتل پر، یہ مقتول زیادہ عاشق ہے

گفت قاضی من قضا دار حیم — حاکمِ اصحابِ گورستاں کیم

قاضی نے کہا میں زندہ پر حکم لگانے والا ہوں — میں قبرستان کے باشندوں کا حاکم کب ہوں؟

---

[1] گفت۔ قاضی نے صوفی سے کہا تم علیہ کو متعین کر۔ ثبّت۔ مشہور مثل ہے ثبّت العرش ثم انقش۔ پہلے تخت بچھا پھر اس پر نقش بنا یعنی کام کرنے سے پہلے جگہ متعین کر۔ کو زننده۔ یہ مدعی علیہ تو محض خیال انسان رہ گیا ہے اس سے بدلہ کہاں لیا جا سکتا ہے۔ شرع۔ قصاص اور تاوان تو زندہ اور مالدار سے لیا جا سکتا ہے مُردے سے نہیں لیا جا سکتا۔

[2] آں گروہے۔ مولانا نے اُن درویشوں کا بیان شروع کر دیا ہے جو سکر کی حالت میں بھولے اور خودی سے گزر کر مقام فنا حاصل کر لیتے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ سیکڑوں حیثیتوں سے مُردہ ہیں حقیقی مُردہ تو محض ایک مرض سے مُردہ بن جاتا ہے۔ جیسے۔ (شعر)

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

ریخت۔ جو خدا ان کو قتل کرتا ہے اس نے خونبہا میں محبت اور قرب کے خزانے عطا کر دیئے ہیں۔

[3] جرجیس۔ ان کو خدا و رب نے ساٹھ بار قتل کیا اور وہ ہر بار زندہ ہوگئے۔ دگر۔ اللہ کے بھالے کا زخم اتنا ایسا پیارا ہے کہ دوسرے زخم کی تمنا میں روتے ہیں۔ وجودِ جاں پرست۔ یعنی عنصری زندگی جس میں زندگی سے محبت ہوتی ہے۔ گفت۔

Presented by www.ziaraat.com

ایں بصورت گرنہ در گورست پست
گور بادر دودمانش آمدہ است[1]

یہ اگرچہ بظاہر قبر میں دبا ہوا نہیں ہے
بہت سی قبریں اُس کے خاندان میں ہیں

بس بدیدی مُردہ اندر گور تو
گور را در مُردہ بیں اے کور تو

تو نے قبر میں بہت سے مُردے دیکھے ہیں
اے اندھے! تو مُردے میں قبر کو دیکھ لے

گر ز گورے خشت بر تو اوفتاد
عاقلاں از گور کے خواہند داد

اگر قبر کی اینٹ تیرے اوپر گر پڑے
عقلمند قبر سے کب انصاف چاہتے ہیں؟

بر دِ خشم و کینہ مُردہ مگرد
ہیں مکُن با نقشِ گرمابہ نبرد

مُردے کے غصہ اور کینہ کے درپے نہ ہو
خبردار! حمام کی تصویر سے نہ جھگڑ

شُکر کُن کہ زندہ بر تو نزد
کانکہ زندہ رد کند حق کرد رد

شُکر ادا کر کہ زندہ نے تجھے نہیں مارا
کیونکہ جس کو زندہ رد کر دے اللہ (تعالیٰ) رد کر دیتا

خشمِ احیا خشمِ حق و زخم اوست[2]
کہ بحق زندست آں پاکیزہ پوست

زندوں کا غصہ اللہ کا غصہ اور مار ہے
کیونکہ وہ پاکیزہ کھال اللہ سے باقی ہے

حق بکشت او را و در پاچاش دمید
پوستش از سر چو قصاباں کشید

اللہ تعالیٰ نے اسکو قتل کیا اور پاؤں میں پھونک
قصائیوں کی طرح اوپر سے کھال کھینچ لی

نفخ در وے باقی آمد تا مآب
نفخِ حق نبود چو نفخ آں قصاب

اُس میں قیامت تک پھونک باقی رہی
اللہ (تعالیٰ) کا پھونک بھرنا قصائی کے پھونک بھرنے کی طرح نہیں ہے

فرق بسیارست بین النفختین
اینہمہ زین ست و آں سر جملہ شین

دونوں پھونکوں میں بڑا فرق ہے
یہ بالکلیہ خوبی ہے اور وہ سراسر برائی ہے

ایں حیات از وے برید و شد مضر
واں حیات از نفخِ حق شد مستمر

اس نے اُس سے زندگی جدا کر دی اور مضر ہوئی
وہ زندگی اللہ (تعالیٰ) کی پھونک سے دائمی ہو گئی

ایندم آں دم نیست کاید آں بشرح[3]
ہیں برآ زیں قعر چہ بالائے صرح

یہ پھونک وہ نہیں ہے جس کی تشریح ہو سکے
خبردار! کنوئیں کی اس گہرائی سے قلعہ کے اوپر آجا

نیستش بر خر نشاندن مجتہد
نقش ہیزم راکسی بر خر نہد

اُس کو گدھے پر سوار کرنا اجتہاد نہیں ہے
ایندھن کے نقش کو کوئی گدھے پر لادتا ہے

بر نشستِ او نہ پشتِ خر سزد
پشتِ تابوتیش اولیٰ تر سزد

اُس کی نشست کیلئے گدھے کی پشت مناسب نہیں ہے
تابوت کی پُشت اُس کے لئے زیادہ لائق ہے

---

[1] دودمانش۔ یعنی اس مدعی علیہ کا جسم۔ کور کیونکہ صوفی اُس کو مُردہ سمجھ رہا تھا اس لیے اُس کو کور کہا ہے۔ گرز جبکہ مدعی علیہ مجسم قبرستان ہے اگر قبرستان میں سے کوئی اینٹ کسی پر آ پڑے تو اس پر کون دعویٰ کرتا ہے۔ گرد۔ جبکہ مدعی علیہ مُردہ ہے تو اس پر غصہ نہ کر یا تو وہ محض ایک بے جان تصویر ہے اس سے جھگڑا کرنا بیوقوفی ہے۔ زندہ اب اُس شخص کا تذکرہ شروع [illegible] ہے جس کو بقاء اللہ زندگی بحق حاصل ہو گئی ہو اس کا فعل اللہ کا فعل ہوتا ہے۔

[2] خشم۔ یعنی [illegible] اللہ کا غصہ اللہ کا غصہ ہوتا ہے۔ حق بکشت۔ اس [illegible] اللہ نے پہلے فنا کیا اور اُس کو رذائل بشریہ سے پاک کر دیا اور پھر اُس میں نفخ روح کر دیا۔ نفخ آں قصاب۔ قصائی بکرے کی کھال کھینچ کر پھر اُسمیں پھونک بھرتے ہیں تاکہ چربی وغیرہ پھول جائے اور گوشت چکنا معلوم ہونے لگے۔ نفختین قصائی اور اللہ کے پھونک بھرنے میں [illegible] ہے اللہ کا [illegible] پھونک بھر کر پھر زندہ کر دینا خوبی ہے اور قصائی کا معاملہ بُرا ہے کیونکہ قصائی کی زندگی ہمیشہ کیلئے ختم کر کے پھونک بھرتا ہے۔

[3] ایندم [illegible] یہ جو [illegible] ہے وہ ایک ذوقی چیز ہے اس کی شرح نہیں ہو سکتی تو اس

Presented by www.ziaraat.com

ظلم۵۱ چہ بُوَد وضعِ غیرِ موضعش | ہین مکُن دَر غیرِ موضع ضائعش
ظلم کیا ہے؟ غیر جگہ پر اس کا رکھنا | خبردار! غیر جگہ میں اُس کو برباد نہ کر

11 گفت صوفی پس روا داری کہ اُو | سیلیم زَد بے قصاص و بے تسُو
صوفی نے کہا تو پھر تم اس کو جائز سمجھتے ہو کہ اُس نے | میرے طمانچہ مارا بغیر قصاص اور بغیر دمڑی کے

کے روا باشد کہ ہر خرسِ قلاش | صُوفیاں را صفع اندازد بَلاش
کب جائز ہوگا کہ ہر ریچھ بے آبرو | صوفیوں کے طمانچہ کھینچ مارے، بغیر کسی چیز کے؟

گفت صوفی را چہ باک از صفع خیز | باچنیں بیمار کمتر کُن ستیز
اس نے کہا صوفی کو طمانچہ کی کیا پروا، اُٹھ | ایسے بیمار سے جھگڑا نہ کر

گفت قاضی تو چہ داری بیش و کم | گفت دارم در جہاں من شش درم
قاضی نے کہا، تو کم و بیش کیا رکھتا ہے؟ | اس نے کہا دنیا میں میرے پاس چھ درہم ہیں

گفت قاضی سہ درم تو خرج کُن | آں سہ دیگر را بدُو دہ بے سخن
قاضی نے کہا، تین درہم تو خرچ کرلے | دوسرے تین، اُس کو بغیر حجت دیدے

زار و رنجور ست و درویش و ضعیف | سہ درم باید ترا بہرِ رغیف
کمزور اور بیمار ہے اور فقیر و ضعیف ہے | تین درہم روٹی کھانے کیلئے تجھے چاہئیں

قاضی و صوفی بہم در قال و قیل | لیک آں رنجور برگشتہ سبیل
قاضی اور صوفی آپس میں بات چیت میں تھے | لیکن وہ بیمار، راستے سے بھٹکا ہوا

بر قفای قاضی اُفتادش نظر | از قفای صُوفی آمد خوب تر
اُس کی نظر قاضی کی گدّی پر پڑی | وہ صوفی کی گدّی سے بہت، معلوم ہوئی

راست۵۳ میکرد از پے سیلیش دست | کہ قصاصِ سیلیم ارزاں شدست
اُس کے طمانچہ مارنے کے لئے ہاتھ سیدھا کیا | کہ میرے طمانچہ کا بدلہ سستا ہوگیا ہے

سُوی گوشِ قاضی آمد بہرِ راز | سیلیے آورد قاضی را فراز
راز کی بات کے لئے قاضی کے کان کے پاس آیا | قاضی کے ایک طمانچہ مارا

گفت ہر شش را بگیرید اے دو خصم | مَن شوم آزاد و بے خرخاش و وصم
بولا اے دونوں مخالفو! تم سب پورے چھ لے لو | میں آزاد اور بغیر خرخشہ اور بے عیب ہو جاؤنگا

ہو گیا ہے اپنے ہاتھ کو طمانچہ مارنے کیلئے تیار کیا، سُوی. قاضی کے پاس اس طرح ہو آیا جیسے اُس سے کوئی راز کی بات کہے گا اور قاضی کی گدی پر ایک طمانچہ مار دیا. گفت. قاضی کے طمانچہ مار کر بولا اب تم دونوں مدعی ہو دونوں تین تین درہم لے لو میرا سستے میں چلا جائیگا تو نہ کوئی خرخشہ باقی رہیگا اور نہ مالدار ہونے کا عیب رہے گا۔

۵۱ ظلم کسی چیز کو بے موقع رکھنا ظلم ہے تو اُس کو گدھے پر بٹھانا ظلم ہوا۔ گفت صوفی. صوفی نے قاضی سے کہا پھر تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جو میرے طمانچہ مارا ہے نہ اُس کا جسمانی بدلہ ہے نہ مالی۔ کے روا. اگر آپ اس کو اس طرح چھوڑ دینگے تو پھر صوفیوں کی خیر نہیں ہر آوارہ بے آبرو صوفیوں کو مار لیا کرے گا۔ بلاش. بلاشئ یعنی بغیر کسی عوض کے. گفت قاضی نے صوفی سے کہا کہ صوفی تو بہت مجاہدے کرتا ہے ایک طمانچہ کی اُس کو کیا پروا ہوسکتی ہے. بیش و کم. قاضی نے کہا جھگڑا تو بغیر کسی عوض کے ختم ہو جانا چاہیے پھر بھی تجھے کچھ دلائے دیتا ہوں اور قاضی نے بیمار سے پوچھا تیرے پاس کچھ ہے. بیمار نے کہا میرے پاس چھ درہم ہیں۔

۵۲ تو خرج کن. قاضی نے بیمار سے کہا ان چھ درہموں میں سے تین تو خرچ کے لئے رکھ لے اور تین صوفی کو دیدے. زار. صوفی سے یہ کہا کہ وہ بیمار اور رنجور ہے تو تین درہم اس کے پاس رہنے دے اور تین درہم اپنی خوراک کیلئے لے لے. قاضی. قاضی اور صوفی میں تو یہ گفتگو چل رہی تھی ادھر اُس بیمار کی نظر قاضی کی گدی پر پڑی جو اسکو طمانچہ مارنے کیلئے صوفی کی گدی سے بھی بہتر معلوم ہوئی۔

۵۳ راست. اُس بیمار نے طمانچہ مار کر طمانچہ کا عوض تو سستا

Presented by www.ziaraat.com

تیرہ[1] شدنِ قاضی از سیلیِ آں درویشِ رنجورو

اُس بیمار فقیر کے طمانچہ سے قاضی کا مکدّر ہونا اور صوفی

سرزنش کردنِ صوفی قاضی را

کا قاضی کو ملامت کرنا

گشت قاضی تیرہ صوفی گفت ہے   حکمِ تو عدل ست لاشک نیست غے

قاضی مکدّر ہوا، صوفی نے کہا، ہائیں   آپ کا حکم بیشک انصاف ہے، گمراہی نہیں ہے

آنچہ نہ پسندی بخود اے شیخِ دیں   چوں پسندی بر برادر اے امیں

اے دین کے شیخ! جو آپ اپنے لئے پسند نہیں کرتے   اے امانتدار! بھائی کے لئے کیوں پسند کرتے ہیں؟

ایں ندانی کز پئے من چہ کنی   ہم دراں چہ عاقبت خود افگنی

آپ یہ نہیں جانتے کہ میرے لئے جو کنواں کھودیں گے   اُس کنویں میں انجام کار آپ خود گریں گے

مَن حَفَر بِئراً[2] نخواندی از خبر   آنچہ خواندی کُن عمل جانِ پدر

حدیث میں آپ نے مَن حَفَر بِئراً نہیں پڑھا   اے جانِ پدر! جو آپ نے پڑھا ہے اُس پر عمل کیجئے

ایں یکے حکمت چنیں بُد در قضا   کو ترا آورد سیلے در قفا

فیصلہ میں آپ کا یہ حکم ایک ایسا حکم تھا   جس نے آپ کی گُدّی پر طمانچہ وارد کیا

وائے بر احکامِ دیگر ہائے تو   تا چہ آرد بر سر و بر پائے تو

ہائے! آپ کے دوسرے فیصلے   آپ کے سر پاؤں پر کیا لائیں گے؟

ظالمے[3] را رحم آری از کرم   کہ برائے نفقہ بدہش سہ درم

آپ نے کرم کر کے ظالم پر رحم کیا   کہ اُس کے خرچ کے لئے تین درہم دیجئے

دستِ ظالم را ببر چہ جائے آں   کہ بدستِ اُو نہی حکم و عناں

ظالم کا ہاتھ کاٹو، بجائے اس کے   تو نے اُس کے ہاتھ میں حکم اور باگ دیدی

تو بداں بزمانی اے مجہول داد   کو نژادِ گرگ را اُو شیر داد

اے مجہولُ العدل! تو اُس بکری کی طرح ہے   کہ بھیڑیے کے بچہ کو اُس نے دودھ پلایا

جواب دادنِ قاضی صوفی را

قاضی کا صوفی کو جواب دینا

گفت قاضی واجب آید ماں رضا   ہر قفا و ہر جفا کارد قضا

قاضی نے کہا ہماری رضامندی ضروری ہے   ہر اُس طمانچہ اور ظلم پر جو قضا لائے

[1] تیرہ شدن۔ قاضی طمانچہ کھا کر ... ہوا تو صوفی نے قاضی سے کہا حکم تو بیشک آپ کا یہ فیصلہ طمانچہ کا عوض تین درہم ہوتے ہیں بالکل منصفانہ تھا اس میں کوئی گمراہی نہ تھی اس فیصلہ کو آپ کو بھی خوشی سے قبول کرنا چاہئے۔

[2] آنچہ۔ ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں پسند مکن۔ حکم مشہور ہے کہ من حفر بیرًا ... لاخیہ فقد وقع فیہ جس نے اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودا وہ خود اُس میں گرا۔ یہی تیرا فیصلہ خود تیرے لئے طمانچہ کا سبب بنا ہے۔ قاضی۔ یہ تو ایک فیصلہ کی پاداش تھی نہ معلوم دوسرے فیصلے تیرے اوپر کیا ظلم ڈھائیں گے۔

[3] ظالمے۔ تو نے ظالم کو خرچ کے تین درہم دلائے۔ دست۔ ظالم کا تو ہاتھ کاٹنا چاہئے تھا نہ کہ فیصلہ اُس کے ہاتھ میں دینا۔ تو بداں۔ تیری مثال تو اُس بڑھیا کی سی ہے جس نے بھیڑیے کے بچہ کو بکری کا دودھ پلا کر پالا اور آخر میں وہ بھیڑیا اُسکی بکری کو کھا گیا۔ گفت قاضی۔ قاضی نے کہا قضاء خداوندی جو بھی نازل کرے خواہ طمانچہ ہو یا ستم اُس پر راضی ہونا ہمارا فرض ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

خوش دلم در باطن از حکمِ زُبُر[51]
کتابوں کے حکم سے میں باطن میں خوشدل ہوں
گرچہ شد رُویم تُرش کالحق مُر
اگرچہ میرا چہرہ تُرش ہوگیا کیونکہ حق کڑوا ہے

ایں دلم باغست و چشمم ابروش
میرا یہ دل باغ ہے اور میری آنکھ ابر کی طرح ہے
ابر گرید باغ خندد شاد و خوش
ابر روتا ہے، باغ خوش اور شاد ہوکر ہنستا ہے

سالِ قحط از آفتابِ خیرہ خند
قحط کے سال میں بیباکی سے ہنسنے والے سورج سے
باغہا در مرگ و جانکندن رسند
باغ موت اور جانکنی میں پہنچ جاتے ہیں

زامرِ حق وَابکُوا کَثِیرًا خواندہ[52]
اور زیادہ روؤ، تو نے خدائی حکم پڑھا ہے
چوں سر بریاں چہ خنداں ماندہ
بھنی ہوئی سری کی طرح تو کیوں ہنس رہا ہے؟

روشنیِ خانہ باشی ہمچو شمع
تو گھر کی روشنی ہوگا، شمع کی طرح
گر فروباری تو ہمچوں شمع دمع
اگر تو شمع کی طرح آنسو بہائے گا

آں تُرش رُوئیِ مادر یا پدر
ماں باپ کی تُرش رُوئی
حافظِ فرزند شُد از ہر ضرر
ہر نقصان سے لڑکے کی نگہبان بنی

ذوقِ خندہ دیدۂ اے خیرہ خند
اے بیہودہ ہنسنے والے! تو نے ہنسی کا مزہ چکھ لیا
ذوقِ گریہ بیں کہ ہست آں کانِ قند
رونے کا مزا دیکھ جو شکر کی کان کی طرح ہے

چوں جہنم گریہ آرد یادِ آں[53]
جب جہنم کی یاد رُلائے
پس جہنم خوش تر آید از جناں
تو جہنم جنتوں سے زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے

خندہا در گریہا آمد کتیم
ہنسیاں، رونے میں چھپی ہوئی ہیں
گنج در ویرانہا جوائے سلیم
اے بھولے! خزانے ویرانوں میں تلاش کر

ذوق در غمہاست پے گم کردہ اند
مزا غموں میں ہے انہوں نے نشان گم کر دیا ہے
آبِ حیواں را بظلمت بُردہ اند
آبِ حیات کو تاریکی میں لے گئے ہیں

بازگونہ نعل در رہ تا رُباط
راستہ میں منزل تک اُلٹے نعل ہیں
چشمہا را چار کُن در احتیاط
احتیاط میں چار آنکھیں کرے

چشمہا را چار کُن در اعتبار
عبرت حاصل کرنے میں چار آنکھیں کرے
یار کُن با چشمِ خود دو چشمِ یار
یار کی دو آنکھوں کو اپنی آنکھوں کا ساتھی بنا لے

اَمرُھُمْ شُوریٰ بخواں اندر صُحُف
پاروں میں اَمرُھُم شُوریٰ پڑھ لے
یار را باش و مکُن از ناز اُف
یار کا ہو جا اور ناز سے اُف نہ کر

---

[51] زُبُر۔ زبور کی جمع ہے بمعنی کتاب۔ الحق مُر۔ صحیح بات کڑوی لگتی ہے۔ ابروش۔ آنکھ کے رونے سے دل میں شادابی پیدا ہوتی ہے جس طرح ابر سے باغ میں شادابی آتی ہے۔ سالِ قحط۔ سورج کی چمک کو سورج کا خندہ قرار دیا ہے۔ اس کو باغ کے جلنے کا سبب قرار دیا ہے۔

[52] زامرِ حق۔ قرآن پاک میں ہے فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا چاہیے کہ وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ سر بریاں۔ جب سری کو آگ پر بھونا جاتا ہے تو کھال سُکڑ کر دانت کُھل جاتے ہیں۔ روشنی۔ موم آنسو کی طرح گرتا ہے تو شمع روشن رہتی ہے۔ مادر۔ ماں باپ کی سختی بچے کی حفاظت کرتی ہے۔ ذوق۔ یادِ الٰہی میں رونے میں جو لطف ہے وہ ہنسنے میں نہیں ہے۔

[53] چوں جہنم۔ جہنم کا خوف رُلائے تو وہ جنت کی یاد سے زیادہ بہتر ہے۔ خندہا۔ گریہ کا انجام ہنسنا ہے۔ ذوق۔ غموں میں لذت اسی طرح چھپی ہوئی ہو جس طرح آبِ حیات تاریکی میں۔ بازگونہ۔ منزل کو چھپانے کے لئے جوتوں میں اُلٹے نعل لگا لئے جاتے ہیں۔ رباط۔ منزل۔ چشمہا۔ جبکہ نشان پوشیدہ ہے تو اپنی آنکھوں کے ساتھ شیخ کی آنکھوں کو جوڑے تب نشانِ منزل کا پتہ چلے گا۔ چشمہا۔ عبرت حاصل کرنے اور نشان کو پہچاننے کے [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

یارؔ[1] باشد راہ را پُشت و پناہ — چونکہ نیکو بنگری یار است راہ
یار راستہ کا مددگار ہوتا ہے — جب تو غور کرے گا، یار راستہ ہے

چونکہ در یاراں رسی خامُش نشیں — اندراں حلقہ مکُن خود را نگیں
جب تو یاروں میں پہنچے چُپ بیٹھ جا — اُس حلقہ میں اپنے آپ کو نگینہ نہ بنا

در نمازِ جمعہ بنگر خوش بہوش — جُملہ جمع اند و یک اندیش و خموش
جمعہ کی نماز میں اچھی طرح ہوش سے دیکھ لے — سب جمع ہیں اور ایک خیال کے اور چپ ہیں

رختہا را سوئے خاموشی کَشاں — چوں نشاں جوئی مکُن خود را نشاں
سامان کو خاموشی کی جانب کھینچ لے جا — جب کہ تو نشان تلاش کرتا ہے اپنے آپ کو نشان نہ بنا

گفت پیغمبرؐ کہ در بحرِ ہموم — در دلالت داں تو یاراں را نجوم
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ فکروں کے سمندر میں — تو رہنمائی میں یاروں کو ستارے سمجھ

چشمؔ[2] در استارگاں نہ رہ بجُوی — نُطق تشویشِ نظر باشد مگوی
ستاروں پر آنکھ جما دے، راستہ تلاش کر — بولنا دیکھنے کے لئے پریشان کُن ہوتا ہے نہ بول

گر دو حرفِ صدق گوئی اے فلاں — گفتِ تیرہ در تبع گردد رواں
اے فلاں! اگر تو سچائی کے دو حرف بولے گا — مکدر گفتگو پیچھے پیچھے رواں ہو جائے گی

ایں نخواندی کالکلام اے مُستہام — فِی شُجُوْنٍ جَرَّہٗ جَرَّ الکَلَام
اے حیران! یہ تو نے نہیں پڑھا کہ گفتگو — مختلف شعبوں میں ہے گفتگو کا کھینچنا اسکو کھینچتا ہو

ہیںؔ[3] مشو شارع دراں حرفِ رَشد — چوں سخنُ بیشک سخن را می کَشد
خبردار! تو اُس بھلی بات کو شروع کرنیوالا نہ بن — کیونکہ یقیناً بات، بات کو کھینچتی ہے

نیست در ضبطت چو بگشادی دہاں — از پئے صافی شود تیرہ رواں
جب تو نے مُنہ کھولدیا، تیرے قابو میں نہیں ہے — صاف کے پیچھے، مُکدر رواں ہو جاتا ہے

آنکہ معصوم رہِ وحیِ خداست — چوں ہمہ صافست بگشاید رواست
جو خدائی وحی کی راہ کا معصوم ہے — جبکہ وہ سب صاف ہے (مُنہ) کھولے تو مناسب ہے

زانکہ مَا یَنطِقُ رَسُوْلٌ بِالْہَوٰی — کے ہوا زاید ز معصومِ خدای
کیونکہ کوئی رسول خواہشِ نفس سے بات نہیں کرتا — خدائی معصوم سے ہوائے نفسانی کب پیدا ہوتی ہے؟

معصوم انبیاء کی شان ہے کہ اُن کی زبان سے کوئی غلط بات نہیں نکلتی ہے۔ مَا یَنطِق۔ قرآن پاک میں آنحضورؐ کے بارے میں فرمایا گیا ہے مَا یَنْطِقُ عَنِ الْہَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ وہ خواہشِ نفس سے کلام نہیں کرتے ہیں وہ وحی ہے جو اُن کو بھیجی جاتی ہے۔

لہ یار۔ شیخ راستہ کا مددگار ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ خود راستہ ہے۔ چونکہ۔ بزرگوں کی مجلس میں خود نمائی مناسب نہیں ہے خاموشی سے بیٹھ کر اُن سے استفادہ کر۔ صحبتِ پیر زند کرد فکر بر ترست۔ در نماز۔ جمعہ کی نماز میں سب خاموشی سے خطبہ سنتے ہیں۔ رختہا۔ سالک کو شیخ کی صحبت میں زیادہ خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔ گفت۔ آنحضورؐ کا ارشاد ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم نے جس کی اقتداء کی ہدایت یافتہ بنے۔

ٹہ چشم۔ ستاروں سے ہدایت جبھی حاصل ہو گی کہ خاموشی سے اُن پر نظر کرو گے۔ بولنا نظر میں خلل انداز ہوتا ہے۔ گر دو حرف۔ عام حالت میں بھی بولنا مفید نہیں ہے انسان دو باتیں صحیح کہتا ہے تو اُن کے ساتھ غلط باتیں بھی زبان سے نکل جاتی ہیں۔ الکلام فی شجون۔ یعنی گفتگو مختلف شعبوں میں واقع ہوتی ہے جَرَّہٗ جَرُّ الکَلَام۔ کلام کا دراز کرنا اُس کو کھینچ لاتا ہے یعنی جب گفتگو شروع ہو جاتی ہے تو پھر مختلف گوشوں تک پہنچتی ہے۔

سہ ہیں۔ انسان بھلی بات شروع کرتا ہے تو کلام کی روانی اُس کو بُری بات تک پہنچا دیتی ہے۔ نیست۔ جب ڈاٹ کھول کر برتن کو انڈیل کر تو صاف کے بعد تلچھٹ آتی ہے۔ آنکہ۔ یہ صرف

Presented by www.ziaraat.com

خویشتن را ساز منطیقی زحال — تا نگردی ہمچو من سخرہ مقال

اپنے آپ کو حال سے بہت بولنے والا بنالے — تاکہ تو میری طرح گفتگو سے مغلوب نہ ہو

سوال کردن صوفی از قاضی

صوفی کا قاضی سے سوال کرنا

گفت صوفی چوں زیک کان ست زر — ایں چرا نفع ست و آں دیگر ضرر

صوفی نے کہا جبکہ سونا ایک کان کا ہے — یہ نفع کیوں ہے اور وہ دوسرا نقصان کیوں ہے؟

چونکہ ایں جملہ زیک دست آمدست — ایں چرا ہشیار و آں مست آمدست

جبکہ یہ سب ایک ہی ہاتھ سے ہے — یہ ہوشیار اور وہ مست کیوں بنا ہے؟

چوں زیک دریاست ایں جوہا رواں — ایں چرا نوش ست و آں زہر دہاں

یہ نہریں جب ایک دریا سے رواں ہیں — یہ شہد اور وہ منہ کا زہر کیوں ہے؟

چوں ہمہ انوار از شمس بقاست — صبح صادق صبح کاذب از چہ خاست

جبکہ سب نور آفتاب بقا کے ہیں — سچی صبح اور جھوٹی صبح کیوں پیدا ہوئی؟

چوں زیک سرمہ ست ناظر را کحل — از چہ آمد راست بینی و حول

جب آنکھ کا سرمہ ایک ہی سرمہ ہے — صحیح دیکھنا اور بھینگا پن کیسے ہوا؟

چونکہ دار الضرب را سلطاں خداست — نقد را چوں ضرب خوب و ناروا ست

جبکہ ٹکسال کا بادشاہ خدا ہے — سکے پر کھرا ٹھپہ اور کھوٹا ٹھپہ کیوں ہے؟

چوں خدا فرمود رہ را راہِ من — ایں خفیر از چیست و آں یک راہ زن

جبکہ خدا نے فرمایا راستہ، میرا راستہ ہے — یہ راہنما اور راہزن کیوں ہے؟

از یک اشکم چوں رسد حبر و سفیہ — چوں یقیں شد کالولد سر ابیہ

ایک ہی پیٹ سے عالم اور جاہل کیوں پیدا ہوتے؟ — جبکہ یقینی ہے کہ بیٹا باپ کا راز ہے

وحدتے کہ دید با چندیں ہزار — صد ہزاراں جنبش از عینِ قرار

اتنے ہزار کے ہوتے ہوئے وحدت کس نے دیکھی ہو؟ — لاکھوں جنبشیں عین قرار سے

جواب گفتن آں قاضی صوفی را

قاضی کا اُس صوفی کو جواب دینا

۵۱ منطیقے زحال۔ زبانِ حال کے ذریعہ بہت بولنے والا۔ تانگردی۔ مولانا نے اپنے آپ کو فروتنی کے اعتبار سے مغلوبِ مقال کہا ہے۔ سوال۔ پہلے قاضی نے کہا تھا کہ تمام مقدرات پر راضی رہنا چاہئے تو صوفی سوال کرتا ہے کہ ذاتِ خداوندی جبکہ واحد بسیط ہے تو اس سے متضاد چیزوں جفا و وفا، سخط و رضا، منع و عطا کا صدور کس طرح ہوتا ہے۔ گفت صوفی۔ جبکہ سب کا خالق ایک ہے تو ایک مفید اور مضر کیوں ہے۔ یک دست۔ جبکہ ایک دستِ قدرت کے پیدا کردہ ہیں تو ایک عقلمند اور ایک مست کیوں ہے۔

۵۲ چوں۔ ایک دریا کی نہروں کے پانی کا ایک مزا ہوتا ہے لیکن مخلوق کوئی شیریں اور کوئی کڑوی ہے۔ چوں ہمہ۔ جبکہ سب ذاتِ باقی کے نور ہیں تو ایک صبح صادق اور ایک صبح کاذب کیوں ہے۔ یک سرمہ۔ جبکہ سب کی آنکھیں ایک ہی سرمہ سے سرمگیں ہیں تو پھر راست بینی اور کج بینی کیوں ہے۔ چونکہ۔ جب سب ایک ٹکسال سے ڈھلے ہوئے ہیں تو بعض سکے کھرے بعض کھوٹے کیوں ہیں۔

۵۳ چوں خدا۔ جبکہ خدا نے دین کے راستہ کو اپنا راستہ فرمایا ہے تو اس میں راہنما اور راہزن کا فرق کیوں ہے۔ از یک اشکم۔ جبکہ سب ایک پیٹ کی پیداوار ہیں اور بیٹے میں باپ کے اوصاف ظاہر ہوتے ہیں تو پھر اسی ایک پیٹ سے ایک عالم اور ایک جاہل کیسے پیدا ہوا ہے۔ وحدتے۔ خدا کی وحدت اور غیر متغیر اور غیر متضاد ہونے کا تو یقین ہے پھر اس سے اس قدر کثیر متغیر اور متضاد چیزیں کیسے صادر ہوئی ہیں۔ مصدر میں سکون اور صادر میں حرکتیں ہونا بھی سمجھ سے باہر ہے۔ غرضیکہ واحدِ حقیقی سے اس قدر کثیر اور متضاد چیزوں کا مخلوق ہونا مستبعد معلوم ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت[1] قاضی صوفیا خیرہ مشو | یک مثالے در بیانِ ایں شنو
قاضی نے کہا، اے صوفی! تو حیران نہ ہو | اِس کے بیان میں ایک مثال سُن لے

ایں ببین حالِ آں رانیک داں | ور نہ بینی حال رانیکو بخواں
یہ دیکھ لے اور اس کے حال کو خوب جان لے | اگر نہ دیکھے، حال کو خوب پڑھ لے

ہمچنانکہ بیقراری عاشقاں | حاصل آمد از قرارِ دلستاں
جس طرح کہ عاشقوں کی بے قراری | معشوق کے قرار سے پیدا ہوتی ہے

اُو چوکُہ در ناز ثابت آمدہ | عاشقاں چوں برگہا لرزاں شُدہ
وہ پہاڑ کی طرح ناز پر قائم ہے | عاشق پتّوں کی طرح لرزتے ہیں

خندۂ اُو گریہ ہا انگیختہ | آبروئیش آبرُو ہا ریختہ
اُس کے ہنسنے نے رونے پیدا کئے | اُسکے چہرے کی رونق نے آبروئیں بہا دیں

ایں ہمہ چون و چگونہ چوں زبد | بر سرِ دریائے بیچوں می طپد
یہ سب کیفیات جھاگ کی طرح | بے کیفیت دریا کے اوپر حرکت کرتی ہیں

ضِدّ[2] و نِدّش نیست در ذات و عمل | زاں بپوشیدند ہستیہا حُلل
اُس کا ضد اور نِد ذات اور فعل میں نہیں ہے | اسی لئے موجودات نے لباس پہن لئے ہیں

ضِد ضِد را بُود ہستی کے دہد | بلکہ زُو بگریزد و بیروں جہد
ضد، ضد کو وجود اور ہستی کب دیتا ہے؟ | بلکہ اُس سے بھاگتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے

نِدّ[3] چہ بُود مثل مثلِ نیک و بد | مثل مثلِ خویشتن را کے کُند
ند کیا ہے؟ مثل ہے، نیک اور بد کی مثل | مثل، اپنی مثل کو کب بناتی ہے؟

چونکہ دو مثل آمدند اے متّقی | ایں چہ اولیٰ تر ازاں در خالقی
اے پرہیزگار! جبکہ دو چیزیں مثل ہیں | یہ دوسرے سے خالق ہونے میں بہتر کیوں ہے؟

بر شمارِ برگِ بُستاں ضِد و نِد | چوں کفے بر بحر بے نِدّست و ضِد
ضد اور ند باغ کے پتّوں کی شمار پر | بے ند اور بے ضد دریا پر جھاگ کی طرح ہیں

بے چگونہ بیں تو بُرد و ماتِ بحر | چوں چگونہ گنجد اندر ذاتِ بحر
سمندر کی مات اور بُرد بے کیف سمجھ | کیف سمندر کی ذات میں کیسے سما سکتا ہے؟

مثل نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ند مثل کو کہتے ہیں اور ایک ہستی اپنے مثل کو وجود عطا نہیں کر سکتی کیونکہ دونوں یکساں ہیں تو ایک کو خالق اور دوسرے کو مخلوق کہنا بلا وجہ ترجیح ہے جو باطل ہے۔ بر شمار۔ اب پھر سابق مضمون کیطرف رجوع کیا ہے کہ تمام ممکنات جو ایک دوسرے کی ضد اور ند ہے بحرِ وحدت پر جو بے ضد و ند ہے م

[1] گفت قاضی۔ قاضی نے کہا ذات غیر متغیر اور غیر متضاد کا متغیر اور متضاد چیزوں کے مبدا بننے سے حیران نہ ہو ایک مثال سُن لے اور حال کو سمجھ لے۔ ہمچنانکہ۔ معشوق کا قرار اور سکون عاشقوں کی بیقراری کا مبدا ہے معشوق پہاڑ کی طرح ناز پر جما ہوا ہے اور عاشق پتّوں کی طرح لرزتے ہیں معشوق کا مسکرانا عاشقوں کے رونے کا مبدا ہے تو ان باتوں سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ مبدا اور اسکے آثار میں یکسانیت ضروری نہیں ہے۔ ایں ہمہ۔ چون و چگونہ سے کیفیات اور وہ ممکنات جن پر کیفیات طاری ہوتی ہیں مراد ہیں۔ بیچوں۔ ذاتِ باری تعالیٰ جو عوارض سے منزہ ہے۔

[2] ضد و ند۔ مبدا اور اثر، علت اور معلول میں مشابہت اور ایک دوسرے کی مثل ہونا تو شرط نہیں ہے البتہ تضاد نہ ہونا چاہیے، اب ثابت کرتے ہیں کہ مبدا جو ذاتِ واحد ہے اور اُسکے آثار جو ممکنات ہیں اُن میں تضاد نہیں ہے اور نہ کوئی اُسکی ذات اور افعال میں اُسکا مثل ہے۔ زاں۔ چونکہ ذاتِ باری اور ممکنات میں تضاد نہیں ہے اسی لئے ممکنات نے وجود کا لباس پہنا ہے۔ ضد۔ یک ضد دوسری ضد کو موجود نہیں کر سکتا ہے یعنی اُسکی علت نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اُس سے بھاگتا اور گریز کرتا ہے تو دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔

[3] ند۔ ذاتِ باری کا ند اور ضد نہیں ہے۔ ممکنات اس بحر پر جھاگ کی طرح نمودار ہیں۔ بے چگونہ۔ اُسکے تمام افعال ایسے ہیں کہ اُنکی کیفیت کی گہرائی تک نہیں پہنچا جا سکتا ہے تو پھر ذات کی کنہ تک کہاں رسائی ہو سکتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

کمترین لعبت اُو جانِ تُست | ایں چگونہ و چوں جاں کے شُد درست
تیری جان اُس کا چھوٹا سا کھلونا ہے | جان کے لئے چون و چگون کب درست ہیں؟

پس چناں بحرے کہ در ہر قطرہ زاں | زیں بدن ناقص تر آمد عقل و جاں
ایسا سمندر کہ اس کے ہر قطرے سے | اِس جسم سے زیادہ عقل اور جان پیدا ہوتی ہیں

کے بگنجد در مضیقِ چند و چوں | عقلِ کُل آنجاست از لَا یَعلَمُوْن
وہ مقدار اور کیفیت کے تنگ مقام میں کب سما سکتی ہے | وہاں عقل کُل (بھی) ناواقفوں میں سے ہے

عقل گوید مر جسد را کاے جماد | بوئی بُردی ہیچ ازاں بحرِ معاد
عقل جسم سے کہتی ہے کہ اے بے روح | تو نے اِس بحر معاد کا کچھ پتہ پایا؟

جسم گوید من یقیں سایہ توام | یاری از سایہ کہ جُوید جانِ عم
جسم کہتا ہے میں یقیناً تیرا سایہ ہوں | اے چچا جان! سایہ سے کون مدد چاہتا ہے؟

عقل گوید کایں نہ آں حیرت سرا ست | کہ سزا گستاخ تر از ناسزا ست
عقل کہتی ہے کہ یہ ایسا حیرت کدہ نہیں ہے | کہ قابل، ناقابل سے زیادہ دلیر ہو

اندریں جا آفتابِ انورے | خدمتِ ذرہ کُند چوں چاکرے
اِس جگہ روشن سورج | خادم کی طرح ذرے کی خدمت کرتا ہے

شیر ایں سُو پیشِ آہو سر نہد | باز ایں جا پیشِ تیہو پر نہد
یہاں شیر، ہرن کے سامنے سر رکھ دیتا ہے | یہاں باز، تیتر کے سامنے پر بچھاتا ہے

ایں ترا باور نیاید مُصطفٰےؐ | چوں ز مسکیناں ہمی جُوید دُعا
(اگر) تجھے اِس کا یقین نہیں ہے (تو) مصطفٰےؐ | مسکینوں سے دعا کیوں چاہتے ہیں؟

گر بگوئی از پئے تعلیم بُود | عینِ تجہیل از چہ رو تفہیم بُود
اگر تو کہے سکھانے کے لئے تھی | بعینہ جہالت میں مبتلا کرنا، سمجھانا کیونکر تھا

بلکہ میداند کہ گنجِ بے شمار | در خرابیہا نہد آں شہریار
بلکہ وہ جانتے تھے کہ لا تعداد خزانہ | وہ شاہ ویرانوں میں رکھ دیتا ہے

کرتا ہے سورج ذرے کی خدمتگاری کرتا ہے شیر ہرن سے عاجز ہے باز تیتر کے مقابلہ میں عاجز ہے۔ ایں ترا یعنی اور یہ کہ آنحضورؐ صحابہ سے فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں بھی اپنی دعا میں شریک کر لینا —— ۳ گر بگوئی۔ آنحضورؐ کی دعا کے بارے میں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ استفادہ کیلئے نہ تھی بلکہ بسا اوقات آنحضورؐ اپنے مقام سے تنزل اختیار کرتے تھے اور تعلیمِ امت کیلئے اِس قسم کا رویہ اختیار کر لیتے تھے تو مطلب یہ ہوگا آنحضورؐ نے یہ طریقہ اسلئے اختیار کیا تا کہ امت کو تعلیم دیں کہ ہمیں کامل فرد ادنیٰ فرد سے استفادہ کیا کرے اور یہ بات مسلّم ہو کہ اعلیٰ ادنیٰ سے استفادہ نہیں کر سکتا تو پھر آنحضورؐ کی یہ تعلیم کہاں رہی بلکہ یہ تو امت کو جہالت میں مبتلا کرنا ہوا۔ بلکہ آنحضورؐ کا دعا کیلئے فرمانا تعلیم کیلئے نہ تھا بلکہ آنحضورؐ جانتے تھے کہ خزانے ویرانے میں ہوتے ہیں۔

---

۱ کمترین۔ سدرۃ اُس کی معمولی مخلوق ہے اُس کی حقیقت اور کُنہ تک رسائی ممکن نہیں ہے پس جہاں وہ ذاتِ باری جو لاتعداد عقلوں اور جان کی علت ہے اُس کی حقیقت تک کیسے رسائی ہو سکتی ہے وہ کسی طرح بھی کیفیات کی قید میں مقید نہیں ہو سکتی۔ اُس کی حقیقت کے بارے میں عقل کامل بھی ناواقف ہے۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ "اے خدا میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا ہوں تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنے نفس کی تعریف کی ہے عقل گوید جب عقل کامل کا یہ حال ہو تو عام عقلیں بھلا اُس کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتی ہیں۔ جماد۔ جسم بغیر روح کے بے جان ہے۔ بحر معاد۔ ذاتِ باری تعالیٰ۔ سایہ یعنی تابع۔ عقل گوید جسم کا جواب سن کر عقل کہتی ہے کہ ذاتِ باری کی حقیقت کے ادراک کا معاملہ ایسا ہے کہ اِس میں قابلِ ادراک اور ناقابلِ ادراک یکساں ہیں۔ ۲ اندریں جا۔ عقل نے چونکہ جسم ناقابلِ ادراک سے ذاتِ باری کی کُنہ معلوم کرنی چاہی تھی اور اُس نے جواب دیا تھا کہ جب تجھے ہی معلوم نہیں تو تیرا مجھ سے سوال کرنا کیا مناسب ہے تو عقل کہتی ہے کہ یہ وہ مقام ہے کہ یہاں اعلیٰ ادنیٰ سے استفادہ

Presented by www.ziaraat.com

بدگمانی[1] نعلِ معکوسِ وَیست — گرچہ ہر جزویش جاسوسِ وَیست

بدگمانی، اُس کا اُلٹا نعل ہے — اگرچہ اُس کا ہر جز اُس کا جاسوس ہے

بل حقیقت در حقیقت غرقہ شُد — زیں سبب ہفتاد بل صد فرقہ شُد

بلکہ درحقیقت، حقیقت غائب ہوگئی — اِس لئے ستر بلکہ سَو فرقے ہوگئے

باتو قُل مَاشئتَ خواہم گفت ہا — صوفیا خوش پہن بکشا گوشِ جاں

میں تجھ سے ایک نکتہ کہوں گا، خبردار! — اے صوفی! جان کے کان کو خوب کھول لے

مر ترا ہر زخم کاید ز آسماں — منتظر می باش خلعت بعدِ آں

تجھے جو تکلیف آسمان سے پہنچے — اس کے بعد تو خلعت کا منتظر رہ

آں قفا دیدی صفا را ہم ببیں — گر دِراں[2] با گردن آمد اے امیں

تو نے وہ طمانچہ تو دیکھا، خلوص بھی دیکھ لے — اے امین! ران کا گوشت گردن کے ساتھ ہے

کو نہ آں شاہ ست کت سیلی زند — کہ نہ تاج و تخت بخشد مُستند

کیونکہ وہ ایسا شاہ نہیں ہے کہ تیرے طمانچہ مارے — اور سہارے کا تخت اور تاج نہ بخشے

جملہ دنیا را پرِ پشہ بہا — سیلئے را رشوتِ بے منتہا

تمام دنیا کی قیمت مچھر کا پر ہے — ایک طمانچہ کا عطیہ لاتعداد ہے

گردنت زیں طوقِ زرین جہاں — چست در دُزد و ز حق سیلی ستاں

تو اپنی گردن دنیا کے اِس زرّیں طوق سے — جلد نکال لے، اور اللہ کا طمانچہ لے لے

آں قفا ہا[3] کانبیا برداشتند — زاں بلا سر ہائے خود افراشتند

وہ طمانچے جو انبیاء نے برداشت کئے ہیں — اُس بلا سے اپنے سروں کو بلند کیا ہے

لیک حاضر باش در خود اے فتیٰ — تا بخانہ اُو بیابد مر ترا

لیکن اے جوان! تو اپنے اندر موجود رہا کر — تاکہ وہ تجھے گھر میں پالے

ورنہ خلعت را برد اُو باز پس — کہ نیابیدم بخانہ ہیچ کس

ورنہ وہ خلعت کو لوٹا لے جائے گا — کہ میں نے گھر میں کسی کو نہ پایا!

خدا کی ذات سے یہ توقع نہیں ہے کہ وہ صرف سزا دے اور اس کے ساتھ عطا نہ ہو۔ جملہ دنیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی سے دنیا کی کوئی چیز چھینتا ہے تو اس کی حقیقت مچھر کے پر سے زیادہ نہیں ہے اس کے بدلے میں لاتعداد نعمتیں عطا کر دیتا ہے۔ طوقِ زریں یعنی دنیا کی نعمتیں ———

۳ آں قفاہا۔ انبیاء نے جو تکالیف برداشت کی ہیں وہ ان کی سرفرازی کا سبب بنی ہیں۔ لیکن سزا کے عوض میں عطا کی شرط یہ ہے کہ حضورِ مع الحق ہو یعنی اللہ کی جانب رضا و محبت کے ساتھ قلب کے ذریعہ رجوع ہو۔ تا بخانہ۔ وہ تیرے دل پر فیضان کرے گا ورنہ۔ اگر حضورِ قلب نہ ہوگا تو خلعت واپس ہو جائے گی کیونکہ گھر میں کوئی نہ تھا جس کے سپرد کر دی جاتی۔

---

۱ بدگمانی۔ (شعر)

شک بسامان جہاں را کرد ست خر
گرچہ دانی گر درد اور اے اثر

سالکین اور بظاہر حقیر انسانوں کے ساتھ بدگمانی اُلٹا نعل ہے جس سے انسان غلط راہ اختیار کر لیتا ہے اگرچہ عقلمند انسان کی نظر میں اُس کا ہر جز جاسوس اور مخبر بنا ہوا ہے جو اُس کی رہنمائی کرتا ہے۔ بل گمراہوں کے لئے یہ معکوس نعل صرف اُلٹا نشان ہی نہیں ہے بلکہ ان کی نگاہ سے حقیقت بالکل چھپ گئی ہے اسی لئے اُن کے ستر بلکہ سو فرقے بن گئے ہیں۔ باتو۔ قاضی کے اِس جواب کی طرف مڑ کے کہ راضی بالقضا رہنا چاہئے قل شئ۔ قل ماشئت کا مطلب ہے اِس کے معنی بکواس اور گپ کے ساتھ کے ہیں یہاں دوسرے معنی مراد ہیں یعنی میں تجھ سے ایک اللہ کی بات کہتا ہوں غور سے سُن لے کہ اللہ کی جانب سے ہر سزا کے ساتھ عطا بھی ہے۔ آں قفا۔ تو نے وہ طمانچہ تو دیکھ لیا اس سے جو باطن کی صفائی ہوئی وہ بھی دیکھ لے

۲ گر دِراں۔ جب قصائی دنبہ کا حصہ کاٹ کر دیتا ہے اور اس میں ہڈی کم اور گوشت زیادہ ہوتا ہے تو اُس کے ساتھ گردن کا حصہ بھی دیتا ہے جس میں ہڈی زیادہ ہوتی ہے اب اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر اچھائی برائی کے ساتھ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

باز سوال کردن آں صوفی ازاں قاضی

پھر اُس صوفی کو اُس قاضی سے سوال کرنا

گفت[51] صوفی کہ چہ بودے کایں جہاں — ابروئے رحمت کشادے جاوداں
صوفی نے کہا کیا ہو جاتا ؟ کہ یہ عالم — ہمیشہ رحمت کی ابرو کو کشادہ رکھتا

ہر دمے شورے نیاوردے بہ پیش — بر نیاوردے ز تلوینہاش نیش
ہر لمحہ شور سامنے نہ لاتا — اپنی نیرنگیوں سے ڈنک نہ نکالتا

شب نہ دزدیدے چراغِ روز را — دے نبودے باغِ عیش اَمروز را
رات، دن کے چراغ کو نہ چُراتی — عیش والے باغ کے لئے خزاں نہ ہوتی

جامِ صحت را نبودے سنگِ تب — ایمنی را خوف ناوردے کرب
صحت کے جام کے لئے بخار کا پتھر نہ ہوتا — اطمینان کو مصیبت نہ ڈراتی

خود چہ کم گشتے ز جود و رحمتش — گر نبودے خرخشہ در نعمتش
اُس کی سخاوت اور رحمت میں خود کیا کمی آجاتی ؟ — اگر اُس کی نعمت میں خرخشہ نہ ہوتا

حال[52] بودے خوب و خوش بر جملگاں — تیرہ کم بودے روانِ انس و جاں
سب کی حالت اچھی اور بہتر ہوتی — انسانوں اور جنات کی رُوح مکدر نہ ہوتی

جاوداں بودے حضور و ذوق خوش — دائما در جاں بدے ہم شوقِ خوش
حضور اور عمدہ ذوق ہمیشہ ہوتا — روح میں بھی ہمیشہ بہترین شوق ہوتا

جواب[53] قاضی سوالِ صوفی را و قصۂ ترک و درزی را مثل آوردن

صوفی کے سوال پر قاضیؒ کا جواب دینا اور تُرک اور چور کے قصہ کی مثال دینا

گفت قاضی بس تہی رو صوفیی — خالی از فطنت چو کافِ کوفیی
قاضی نے کہا، تو بہت خشک دماغ صوفی ہے — تو کوفی کے کاف کی طرح سمجھ سے خالی ہے

تو نہ بشنیدی کہ آں پُر قند لب — غدرِ خیاطاں ہمی گفتے بشب
تو نے نہیں سُنا کہ وہ شیریں لب — رات کو درزیوں کی غداری بیان کر رہا تھا

خلق را در دزدیِ آں طائفہ — می نمود افسانہائے سالفہ
لوگوں کو اس گروہ کی چوری کے بارے میں — پہلے قصے سنا رہا تھا

قصۂ پارہ رُبائی در بریں — می حکایت کرد او با آن و ایں
تراشنے میں ٹکڑا چرا لینے کا قصہ — اس اور اُس سے بیان کر رہا تھا

---

[51] گفت صوفی۔ صوفی نے کہا کہ یہ بات تو سمجھ میں آتی کہ دو متضاد چیزوں کا ایک مبدأ سے صدور ہو سکتا ہے لیکن بتلائی ہے کہ متضاد چیزوں کے صدور میں کیا حکمت ہے، اگر رحمت ہی رحمت ہوتی اور زحمت نہ ہوتی تو کیا مضائقہ تھا۔ شب۔ صرف دن ہی دن ہوتا رات نہ ہوتی، موسم بہار ہوتا خزاں نہ ہوتی۔ جام صحت۔ صرف صحت ہوتی بیماری نہ ہوتی۔ خرخشہ۔ بے موقع جھگڑا۔

[52] حال۔ اگر صرف رحمت ہوتی تو سب خوش رہتے کسی کی طبیعت میں تکدر نہ پیدا ہوتا۔ جاوداں۔ ہمیشہ

پراگندہ روزی پراگندہ دل
خداوند روزی بحق مشتغل

[53] جواب۔ قاضی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر محض عیش و عشرت ہوتا تو اس سے بہت سی دینی مفید چیزیں پیدا ہو جاتیں اس مناسبت سے ترک اور درزی کا قصہ سنایا ہے کہ ترک نے مسرت میں بہہ کر اپنا کپڑا گنوا دیا۔ کوفی کاف۔ نقطہ سے خالی ہے۔ قند لب۔ ایک شیریں سخن داستان گو کی چوری کے قصے سنا رہا تھا۔ طائفہ۔ گروہ۔ سالفہ۔ گذشتہ۔ بریں۔ کتائی۔

درزئ می خواند درزی نامہ ۱ — گردِ اُو جمع آمدہ ہنگامہ

مسخرہ (؟) محفل میں درزی نامہ پڑھ رہا تھا — مجمع اُس کے چاروں طرف جمع تھا

تفسیر قَوْلہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ اللہَ یُلَقِّنُ الْحِکْمَۃَ عَلٰی ۱

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تفسیر اللہ تعالٰی واعظوں کی زبان سے

لِسَانِ الْوَاعِظِیْنَ بِقَدْرِ ھِمَمِ الْمُسْتَمِعِیْنَ

سننے والوں کی ہمت کی بقدر تلقین کرتا ہے

مستمع چوں یافت جاذب آں فتود — جملہ اجزائش حکایت گشتہ بود

جبکہ مسخرہ (؟) بیان نے سننے والے کو قبول کرنے والا پایا — اُس کے سارے اجزا حکایت بن گئے تھے

جذبِ سمع ست ار کسے را خوش لبی ست — گرمی وجدِ معلم از صبی ست

اگر کسی میں خوش بیانی ہے (تو) سننے کی کشش ہے — اُستاد کی سرگرمی اور کوشش بچے کی وجہ سے ہے

چنگیے را کو نواز د بست و چار — چوں نیابد گوش گردد چنگ وار

وہ سارنگی بجانے والا جو چوبیس راگ گاتا ہے — جب کان نہیں پاتا سارنگی کی طرح ہو جاتا ہے

نے ۲ حرارہ یادش آید نے غزل — نے دہ انگشتش بجنبد در عمل

نہ اُس کو ترانہ یاد آتا ہے نہ غزل — نہ عمل میں اُس کی دسوں انگلیاں ہلتی ہیں

گر نبودے گوشہائے غیب گیر — وحی ناوردے ز گردوں یک بشیر

اگر غیب کو قبول کرنے والے کان نہ ہوتے — ایک بشارت دینے والا (بھی) وحی نہ لاتا

ور نبودے دیدہائے صنع بیں — نے فلک گشتے نہ خندیدے زمیں

اگر کاریگری کو دیکھنے والی آنکھیں نہ ہوتیں — نہ آسمان گردش کرتا، نہ زمین مسکراتی

آں دمِ لولاک ۳ ایں باشد کہ کار — از برائے چشمِ تیز ست و نزار

لولاک کا مضمون یہی ہے کہ تخلیق — باریک اور تیز آنکھ کے لئے ہے

عامہ را از عشقِ ہمخوابہ و طبق — کے بود پروائے عشقِ صنعِ حق

عوام کو ہم بستر اور دسترخوان سے عشق کی وجہ سے — اللہ کی کاریگری کی پرواہ کب ہوتی ہے؟!

آبِ تتماجی نریزی در تغار — تا سگے چندے نباشد طعمہ دار

تو آش کا پانی تغار میں نہ ڈالے گا — جب تک کہ چند کتے خوراک کھانے والے نہ ہونگے

رو سگِ کہفِ خداوندیش باش — تا رہاند زیں تغارت اصطفاش

جا، اُس کی خداوندی کے غار کا کتا بن جا — تاکہ اُس کی برگزیدگی تجھے اس تغار سے چھڑا دے

---

۱ مسخرہ (؟)۔ قصہ گو۔ تفسیر۔ آنحضور کا ارشاد ہے کہ جس قدر سُننے والے کی صلاحیت ہوتی ہے اُسی قدر اُس کو وعظ کے بیان سے دانائی کا حصہ ملتا ہے۔ مستمع۔ سُننے والے شوقین ہوتے ہیں تو واعظ بھی دل سے وعظ کہتا ہے۔ وگرو یعنی قصہ سُنانے والا۔ جذب سمع۔ اگر کسی واعظ کی خوش بیانی دیکھو تو سمجھ لو کہ سننے والوں کی کشش ہے، بچے ذہین ہوتا ہے تو اُستاد محنت سے پڑھاتا ہے۔۔۔ چنگیے۔ اگر سُننے والے اہل اور شائق نہیں ہوتے ہیں تو سارنگی نواز کا دل بجھ جاتا ہے۔

۲ نے حرارہ۔ سارنگی نواز نہ چند بولی آوازیں یاد آتی ہیں نہ غزل نہ اُس کی انگلیاں کام کرتی ہیں گر نبودے۔ اگر انبیاء میں وحی سننے کی استعداد نہ ہوتی تو جبریل وحی لے کر نہ آتے۔ ور نبودے۔ اگر اللہ تعالےٰ کی صنعت کو دیکھنے والے نہ ہوتے تو نہ آسمان پیدا ہوتا نہ زمین پیدا کی جاتی۔

۳ لولاک۔ آنحضورؐ کے بارے میں لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ کا مطلب یہی ہے کہ چونکہ آپ کامل صاحب نظر ہیں اسلئے آسمان پیدا کئے گئے ہیں محدثین نے اس حدیث کو بے اصل قرار دیا ہے۔ عامہ۔ عوام مستورات دسترخوان کے شیدائی ہیں انکو اللہ تعالیٰ کی کاریگری میں غور کرنے

دعوٰی[1] کردن و گرو بستنِ تُرکے درزی از مَن چیزے نتواند بُرد

ایک ترک کا دعویٰ کرنا اور بازی لگانا کہ کوئی درزی میری کوئی چیز نہیں چُرا سکتا

چونکہ دُزدیہائے بیرحمانہ گفت — کہ کنند آں دَرزیاں اندر نہفت

جب اُس نے ظالمانہ چوریاں بیان کیں — جو درزی چُھپکے سے کرتے ہیں

اندراں ہنگامہ تُرکے از خطا — سخت تیرہ شُد ز کشفِ آں غطا

اُس مجمع میں خطا کا رہنے والا ایک تُرک — اُس پردے کے کُھلنے سے سخت مُکدّر ہو گیا

شب چو روزِ رستخیز آں رازہا — کشف می کرد از پئے اہلِ نُہٰی

رات کے وقت قیامت کے دن کی طرح رازوں کو — وہ عقلمندوں کے لئے کھول رہا تھا

ہر کجا آئی تو در گنجِ فراز — بینی آنجا دو عدو در کشفِ راز

تو جہاں کہیں بھی کسی گوشہ میں پہنچے گا — راز کھولنے میں دو دشمنوں کو دیکھے گا

آں زباں را محشرِ مذکور داں — واں گلوئے راز گو را صُور داں

زبان کو تو مذکور محشر سمجھ — اور راز کہنے والے گلے کو صُور سمجھ

کہ خدا[2] اسبابِ خشمی ساختست — واں فضائح را بکوی انداختست

کیونکہ خدا نے غصہ کے اسباب پیدا فرمائے ہیں — اور رُسوائیوں کو کوچہ میں ڈال دیا ہے

بس کہ غدرِ درزیاں را ذکر کرد — حَیف آمد تُرک را و خشم و درد

اُس نے درزیوں کی بہت سی غداریوں کا ذکر کیا — تُرک کو افسوس اور غصہ اور درد ہوا

نشان جُستنِ تُرک خانۂ درزی را

تُرک کا درزی کے گھر کا پتہ معلوم کرنا

گفت اے قصّاص در شہرِ شما — کیست اُستاتر دریں مکر و دغا

اُس نے کہا اے قصّہ گو! تمہارے شہر میں — اِس مکر اور دغا میں سب سے زیادہ اُستاد کون ہے؟

گفت[3] خیّاطیست نامش پورِ شش — اندریں دُزدی و چستی خلق کُش

اُس نے کہا ایک درزی ہے اُس کا نام پورِ شش ہے — اِس چوری اور چالاکی میں لوگوں کو ذبح کرنے والا ہے

گفت من ضامن کہ با صد اضطراب — اُو نیارد بُرد پیشم رشتہ تاب

نے کہا میں ضامن ہوں سیکڑوں ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود — وہ میرے سامنے ایک بٹا ہوا دھاگا نہیں لے جا سکتا

پس بگفتندش کہ از تو چست تر — ماتِ اُو گشتند در دعوی مپر

لوگوں نے اُس سے کہا کہ تجھ سے زیادہ چالاک — اُس سے مات کھا گئے ہیں، دعوے میں پرواز نہ کر

---

1 دعویٰ۔ تُرک نے دعویٰ کیا کہ وہ درزی میرا کپڑا کبھی نہ چُرا سکے گا۔ اندراں۔ اُس مجمع میں خطا کا رہنے والا ایک تُرک تھا جو درزیوں کی چوری کے قصّے سن کر برہم ہو گیا۔ اہلِ نُہیٰ۔ عقلمند لوگ۔ ہر کجا۔ رازوں کے فاش ہونے کا سبب ایک زبان ہے اور ایک راز کہنے والے کا گلا۔

2 کہ خدا۔ راز فاش کرنے کا سبب عداوت اور دشمنی ہوتی ہے اور راز فاش ہونے سے رُسوائی ہوتی ہے۔ بس۔ جب اُس نے درزیوں کی چوریوں کا ذکر کیا تو تُرک کو بہت افسوس اور دُکھ ہوا۔ قصّاص۔ قصّہ گو۔ اُستاتر۔ زیادہ استاد۔

3 گفت۔ قصّہ گو نے کہا سب سے زیادہ اُس چالاک درزی کو، پورِ شش کہتے ہیں۔ گفت۔ تُرک نے کہا کہ باوجود اپنی حرکتوں کے میرے سامنے بٹا ہوا ایک دھاگا بھی نہیں چُرا سکے گا۔ پس۔ لوگوں نے تُرک سے کہا کہ تجھ سے زیادہ ہوشیاروں کو وہ دھوکا دے چکا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

تو[۱] بعقلِ خود چنیں غرہ مباش　کہ شوی یاوہ تو در تزویر ہاش
تو اپنی عقل پر ایسا مغرور نہ ہو　کیونکہ اس کی چالاکیوں میں تو گم ہو جائے گا

گرم تر شد ترک و بست آنجا گرو　کہ نیارد برد نے کہنہ نہ نو
ترک اور گرما گیا اور وہاں بازی لگائی　کہ وہ نہیں لے جا سکتا نہ پرانا نہ نیا

مطمعانش گرم تر کردند زود　او گرو بست و دہان را بر کشود
بھڑکانے والوں نے اس کو فوراً بھڑکا دیا　اس نے شرط لگائی اور بولا

کہ گرو ایں مرکبِ تازی من　بدہم ار دزدد قماشم را بفن
کہ میرا یہ عربی گھوڑا گروی ہے　اگر فریب سے اس نے میرا کپڑا چرا لیا، دیدوں گا

ور نتاند برد اسپے از شما　واستانم بہرِ رہنِ مبتدا
اور اگر وہ نہ اڑا سکا تم سے ایک گھوڑا　ابتدائی رہن کے مقابلہ میں لے لونگا

ترک را آں شب نبرد از غصہ خواب　با خیالِ دزد می کرد او حراب
ترک کو غصہ سے اس رات نیند نہ آئی　وہ چور کے خیال سے لڑائی لڑتا رہا

بامداداں اطلسے زد در بغل　شد ببازار و دکانِ آں دغل
صبح کو اطلس بغل میں دبائی　اس مکار کے بازار اور دکان پر پہنچا

پس[۲] سلامش کرد گرم و اوستاد　جست از جا لب بپرسش بر کشاد
اس نے اسکو گرمجوشی سے سلام کیا اور استاد　جگہ سے اٹھا اسکی مزاج پرسی کیلئے لب کشائی کی

گرم پرسیدش زحدِ ترک بیش　تا فگند اندر دلِ او مہرِ خویش
اسنے ترک کی اُسکے مرتبہ سے زیادہ گرمجوشی سے پرسش کی　حتّٰی کہ اُسکے دل میں اپنی محبت ڈالدی

چوں شنید از وے نوائے بلبلے　پیش افگند اطلسِ اِصطنبلے
اس نے جب اس سے بلبل کا نغمہ سنا　استنبولی اطلس اُس کے سامنے ڈالدی

کہ[۳] بُبر ایں را قبائے روزِ جنگ　زیرِ دامن واسع و بالاش تنگ
کہ اسکی جنگ کے دن کی قبا تراش دے　نیچے کا دامن وسیع ہو اور اسکا اوپر کا حصہ تنگ ہو

تنگ بالا بہرِ جسم آرائے را　زیر واسع تا نگیرد پائے را
اوپر کا تنگ حصہ، جسم کی آرائش کے لئے　نیچے کا وسیع تاکہ پاؤں نہ الجھے

گفت صد خدمت کنم اے ذو وِداد　در قبولش دست بر سینہ نہاد
اس نے کہا اے دوست! میں سَو خدمتیں بجالاؤنگا　اُس کے قبول کرنے میں سینہ پر ہاتھ رکھا

[۱] تو بعقلِ خود۔ تو اپنی عقل پر گھمنڈ نہ کر اُسکی مکاریوں میں تو گم ہوجائے گا۔ گرم تر۔ لوگوں کی ان باتوں سے ترک اور گرما گیا اور اس نے بازی لگائی کہ اگر وہ میرا کپڑا لیگا تو اپنا عربی گھوڑا ہار جاؤنگا۔ ور نتاند۔ اگر وہ نہ چرا سکا تو تم سے ایک گھوڑا لونگا۔ ترک۔ اسی رات کو ترک غصہ سے نہ سو سکا اور ساری رات اسکی چوری کے داؤں پیچ اور اسکے توڑ کو سوچتا رہا۔ دغل کینہ، مکار۔

[۲] پس۔ ترک اطلس لے کر درزی کی دکان پر پہنچا تو درزی اپنی جگہ سے اٹھا اسکو سلام کیا اور اسکی مزاج پرسی شروع کردی گرم جس قدر ترک کی مزاج پرسی کرنی تھی اس سے بہت زیادہ مزاج پرسی کی جس سے ترک کے دل میں اسکی محبت پیدا ہوگئی۔ اِصطنبل۔ استنبول استنبولی اطلس مشہور تھا۔

[۳] کہ ببر۔ ترک نے درزی سے کہا اس اطلس کی قبا سی دے اوپر سے چست ہو اور دامن فراخ ہوں۔ تنگ۔ اوپر کا حصہ تنگ ہوگا تو سینہ اور شانے نمایاں معلوم ہوں گے دامن وسیع ہوں گے تو پاؤں نہ الجھیں گے ذو وِداد۔ دوست۔ در قبولش۔ سینہ پر ہاتھ رکھ کر تسلیم کرنے کا اشارہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

پس بہ پیمود و بدید اُو رُوی کار ‏— بعد ازاں بکشاد لب را در فشار[۵۱]
پھر ناپا اور کام کا اندازہ کیا ‏— اسکے بعد بکواس کیلئے اس نے ہونٹ کھول دیا

از حکایتہائے میرانِ دگر ‏— وز کرمہائے و عطائے آں نفر
دوسرے سرداروں کی حکایتوں کا ‏— اور اُس جماعت کے کرم اور عطا کا

وز بخیلان و ز تحسیراتِ شاں ‏— از برائے خندہ داد اُو ہم نشاں
اور بخیلوں اور اُنکے گھٹانے کا ‏— ہنسانے کے لئے اُس نے پتہ بھی بتایا

ہمچو آتش کرد مقراضے بروں ‏— می بُرید و لب پر افسانہ فسوں
آگ جیسی ایک قینچی نکال ‏— کاٹ رہا تھا اور قصہ اور منتر ہونٹ پر تھا

مضاحک گفتنِ درزی ترک را و از قوتِ خندہ بستہ شدن
درزی کا ترک سے ہنسی کی باتیں کرنا اور ہنسی کی زیادتی کی وجہ سے دو چھوٹی آنکھوں کا

دو چشمِ تنگ و فرصت یافتنِ درزی در دُزدی
بند ہوجانا اور درزی کا چوری کا موقع پانا

یک مضاحک[۵۲] جست گفت آں اوستاد ‏— ترک مست از خندہ شد سست و فتاد
اُس استاد نے ایک ہنسی کی بات فوراً کہی ‏— مست ترک ہنسی سے سست ہوگیا اور گر پڑا

ترک خندیدن گرفت از داستاں ‏— چشمِ تنگش گشت بستہ آں زماں
قصہ سے، ترک نے ہنسنا شروع کردیا ‏— اُس وقت اُس کی تنگ آنکھ بند ہوگئی

پارہ دُزدید و کردش زیرِ راں ‏— غیرِ حق از جملۂ احیا نہاں
اُس نے ایک ٹکڑا چرالیا، اُسکو ران کے نیچے کرلیا ‏— خدا کے علاوہ سب زندوں سے پوشیدہ

حق[۵۳] ہمی دید آں ولے ستار خوست ‏— لیک چوں از حد بری غماز اوست
اللہ تعالیٰ اُسکو دیکھ رہا تھا لیکن پردہ پوشی کی عادت والا ہے ‏— لیکن جب تو حد سے گذرے، وہ غماز ہے

ترک را از لذتِ افسانہ اش ‏— رفت از دل دعویٔ پیشانہ اش
اُس کے قصہ کی لذت سے ترک کے ‏— دل سے اُس کا پہلا دعویٰ جاتا رہا

اطلسے چہ دعویٔ چہ رہن چہ ‏— ترک سرمست است در لاغ اے اچہ
کیسی اطلس، کیسا دعویٰ، کیسا رہن؟ ‏— اے بھائی! ترک مذاق میں مست ہے

لابہ کردش ترک کز بہرِ خدا ‏— لاغ می گو کاں مرا شد مغتذی
ترک نے اُس کی خوشامد کی کہ خدا کے لئے ‏— مذاق کی بات سنا کیونکہ وہ میری غذا بن گئی ہے

---

۵۱ فشار۔ بیہودہ کلام۔
از حکایتہای۔ اُس درزی نے اُس ترک کو دوسرے سرداروں کی عطا اور بخشش کے قصے سنائے اور بخیلوں کے قصے بھی سنائے
مقراض۔ درزی نے تیز قینچی نکالی اور قصے سُناتا رہا۔
مضاحک۔ مضحک کی جمع ہے ہنسنے کی باتیں مولانا نے اس کو مفرد کے معنی میں بولا ہے۔
دو چشم تنگ۔ ترکوں کی آنکھیں فراخ نہیں ہوتی ہیں۔
۵۲ یک مضاحک۔ درزی نے ہنسی کی ایک بات شروع کی جس سے وہ ترک ہنستے ہنستے سُست پڑگیا، اور گر گیا اور ہنسی میں اُس کی دونوں چھوٹی چھوٹی آنکھیں بند ہوگئیں۔
پارہ۔ درزی نے موقع پاکر اطلس کا ایک ٹکڑا ران کے نیچے چھپالیا جو سب سے پوشیدہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ اُس کو دیکھ رہا تھا۔
۵۳ حق۔ خدا کی صفت ستاری ہے وہ پردہ پوشی کرتا ہے لیکن جب معاملہ حد سے بڑھ جاتا ہے تو راز فاش کر دیتا ہے۔
ترک۔ ترک درزی کی باتوں سے ایسا خوش ہوا کہ اپنے دعوے کو بھی بھلا بیٹھا۔ اطلسے۔ اب اُسکو نہ اطلس کی پروا تھی نہ دعوے کی نہ اُس گھوڑے کی جو اُس نے گروی رکھا تھا۔
اچہ۔ ترکی لفظ ہے بمعنی برادر۔
لابہ۔ خوشامد۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت[1] لاغِ خندہ انگیز آں دغا
کز فتاد از قہقہہ او بر قفا

اس مکار نے ہنسانے والی ایسی بات کہی
کہ قہقہہ کی وجہ سے وہ چت گر گیا

پارۂ اطلس سبک بر نیفہ زد
ترکِ غافل خوش مضاحک می مزد

اس نے جلدی سے اطلس کا ٹکڑا نیفہ میں لگا لیا
غافل ترک ہنسانے والی بات چوس رہا تھا

ہمچنیں بارِ سوم ترکِ خطا
گفت لاغے گوئے از بہرِ خدا

اسی طرح خطا کے ترک نے تیسری بار
کہا، خدا کے لئے مذاق کی بات سنا

گفت لاغے خندہ میں تر زاں دو بار
کرد او ایں ترک را کلی شکار

اس نے دو بار سے زیادہ ہنسی لانے والی بات سنائی
اس نے اس ترک کو پورا شکار کر لیا

چشم بستہ عقل جستہ مولہہ
مست، ترکِ مدعی از قہقہہ

آنکھ بند، عقل روانہ شدہ، فریفتہ
مدعی ترک، قہقہے سے مست تھا

پس[2] سوم بار از قبا دزدید شاخ
کز خندش یافت میدانِ فراخ

پھر تیسری بار اس نے قبا میں سے ٹکڑا چرایا
کہ اس کو اس کی ہنسی کی وجہ سے وسیع میدان ملا

چوں چہارم بار آں ترکِ خطا
لاغ زاں استا ہمی کرد اقتضار

جب اس خطا کے ترک نے چوتھی بار
اس استاد سے مذاق کی بات کا تقاضہ کیا

رحم آمد بر وے آں استاد را
کرد در باقی فنِ بیداد را

اس استاد کو اس پر رحم آگیا
ظلم کے فن کو باقی (لوگوں) کے لئے رکھ چھوڑا

گفت مولع[3] گشتہ ایں مفتوں دریں
بیخبر کیں چہ خسارت و غبیں

کہا یہ پاگل اس پر فریفتہ ہو رہا ہے
اس سے بے خبر کہ یہ کیا خسارہ اور نقصان ہے؟

بوسہ افشاں کرد بر استادِ او
کز من بہرِ خدا افسانہ گو

اس نے استاد پر بوسہ نثار کیا
کہ خدا کے لئے مجھ سے افسانہ کہہ

اے فسانہ گشتہ و محو از وجود
چند افسانہ بخواہی آزمود

اے شخص! تو فسانہ بن گیا اور (اپنے) وجود سے بے خبر ہے
فسانے کو کہاں تک آزمائے گا؟

خندہ میں تر از تو ہیچ افسانہ نیست
بر لبِ گورِ خرابِ خویش ایست

تجھ سے زیادہ ہنسانے والا کوئی افسانہ نہیں ہے
اپنی برباد قبر کے کنارے کھڑا ہو جا

خطاب با ہر نفسے کہ مثلِ ایں بلا مبتلا است

اس شخص کو خطاب جو اس جیسی بلا میں پھنسا ہے

[1] گفت۔ درزی نے پھر کوئی ہنسی کا قصہ سنایا جس سے ترک چت لیٹ گیا۔ پانہ ۔ ب چونکہ ترک بالکل غافل تھا درزی کو موقع ملا اس نے اطلس کا ٹکڑا ران کے نیچے نکالکر نیفے میں اڑس لیا۔ ہمچنیں۔ ترک نے تیسری بار پھر فرمائش کی کہ کوئی ۔ اب درزی نے ایک اور ٹکڑا بھی چرا لیا۔ از قہقہہ۔ قہقہے مارنے سے ترک کی آنکھیں بند تھیں عقل بھاگ چکی تھی اور وہ قصہ پر فریفتہ تھا۔

[2] پس۔ اب تیسری بار شاخ۔ یعنی اطلس کا ٹکڑا فراخ۔ وسیع چون چہارم۔ چوتھی بار پھر ترک نے فرمائش کی۔ اقتضار۔ تقاضہ کرنا۔ رحم۔ اب درزی کو اس ترک پر رحم آیا اور اس نے اپنے فن کو دوسرے لوگوں یا دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھا۔

[3] مولع۔ فریفتہ۔ مفتوں۔ پاگل۔ غبیں۔ ٹوٹا۔ بوسہ ۔ اس ترک نے اس درزی کا خوشامد میں بوسہ بھی لیا۔ اے فسانہ۔ انسان کا وجود دھوکہ و محض فسانہ رہ جاتا ہے۔ خندہ میں تر۔ اے انسان تجھ سے زیادہ ہنسی کا کوئی افسانہ نہیں ہے تو قبر کے کنارے جاکر اپنا انجام سوچ۔

Presented by www.ziaraat.com

اے فرو رفتہ بقبرِ جہل و شک
اے نادانی اور شک کی قبر میں اترے ہوئے

چند جوئی لاغؔ و دستانِ فلک
فلک کا مکر اور مذاق کہاں تک طلب کریگا؟

تا بکے نوشی تو عشوہ ایں جہاں
تو کب تک اس دنیا کا فریب کھائے گا؟

کہ نہ عقلت ماند بر قانون نہ جاں
کہ نہ تیری عقل قاعدے میں رہی نہ روح

لاغِ ایں چرخِ ندیمِ کرد و مُرد
اس آسمان کے مذاق نے جو کُرد اور بے ریش کا ہمنشین ہے

آبروئے صد ہزاراں چوں تو برد
تجھ جیسے لاکھوں کی آبرو برباد کی ہے

میدرد میدوزد ایں درزیِ عام
یہ عام درزی، پھاڑتا ہے اور سیتا ہے

جامۂ صد سالگان و طفلِ خام
سَو سالہ اور ناتجربہ کار بچے کے کپڑے

پیر و طفلاں شستہ پیشش بہرِ کد
بوڑھے اور بچے اُنکے سامنے بھیک کیلئے بیٹھے ہیں

تا بسعد و نحس اُو لاغے کند
تاکہ وہ نیک اور بدبخت سے مذاق کرے

لاغِ اُو گر باغہا را داد داد
اس کے مذاق نے اگر باغوں کو عطا دی ہے

چوں دے آمد داد ہا برباد داد
جب خزاں آئی اس نے عطاؤں کو برباد کر دیا ہے

گفتنِ درزی تُرک را کہ ہے خموش کن کہ اگر مضاحکِ دیگر بگویم قبایت تنگ آید

ترک سے درزی کا کہنا کہ خبردار! چپ ہوجا، کہ اگر ہنسی کی دوسری بات کہوں گا، تیری قبا تنگ ہوجائے گی

گفت درزی تُرک ازیں رگذر
درزی نے ترک سے کہا اس کو جانے دے

وائے بر تو گر کنم لاغِ دگر
تیری حالت پر افسوس ہوگا اگر میں اور مذاق کرونگا

پس قبایت تنگ آید باز پس
پھر تیری قبا بہت تنگ ہوجائے گی

ایں کند با خویشتن خود ہیچ کس
اپنے ساتھ ایسا کوئی کرتا ہے!

سِرِّ ایں خندہ اگر دانستیے
اس ہنسی کا راز اگر تو جان لیتا

آں ز صد گریہ بتر دانستیے
تو اُس کو سَو رونوں سے بدتر سمجھتا

ترکِ خندہ کن ایا اے ترکِ مست
اے مست ترک! تو ہنسی کو چھوڑ دے

زانکہ عمرت رفت خواہی گشت پت
کیونکہ تیری عمر گذر گئی، تو پست ہوجائے گا

چونکہ بنہاد آں قبا درزی ز دست
جب اس درزی نے قبا ہاتھ سے رکھی

اسپ را برباد داد آں ترکِ مست
اس مست ترک نے گھوڑا برباد کر دیا

لہ لاغ۔ بیہودہ بات۔ دستاں۔ مکر۔ عشوہ۔ فریب۔ لاغ۔ فلک کے مذاق نے لاکھوں کو برباد کیا ہے۔ کُرد۔ ایک قوم ہے یہاں مراد داڑھی والے ہیں۔ مُرد۔ اَمرد کی جمع ہے نوخیز لڑکا۔ میدرد۔ یہ آسمان اُن لوگوں کیساتھ وہی کچھ کرتا ہے جو درزی نے ترک کیساتھ کیا۔ صد سالگاں۔ پرانی عمر کے لوگ۔ تا بسعد۔ آسمان اپنے سعد اور نحس کے ذریعہ لوگوں سے مذاق کرتا ہے۔

کہ لاغِ او۔ آسمان کا مذاق یہ ہے کہ اگر موسم بہار میں وہ باغ کو بخشش دیتا ہے تو خزاں میں چھین لیتا ہے۔ گفتن۔ درزی نے ترک سے کہا کہ بس اب چپ ہوجا اگر میں اور کوئی ہنسی کی بات سناؤنگا تو تیری قبا بہت تنگ ہوجائے گی۔ ایں کند۔ تیرا ہنسی کی بات کو طلب کرنا اپنا کپڑا چوری کرانا ہے ایسا کوئی اپنے ساتھ نہیں کیا کرتا۔

کہ سِرّ۔ درزی نے کہا کہ اگر تو اس ہنسی کا راز سمجھ جاتا کہ میں تجھے کیوں ہنسا رہا ہوں تو اس ہنسی کو سیکڑوں رونوں سے بدتر سمجھتا۔ ترکِ خندہ۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ اے مخاطب تو بھی مذاق، دل لگی چھوڑ دے کیونکہ زیادہ عمر تو گذر گئی ہے اب بھی باز نہ آئیگا تو بالکل برباد ہوجائے گا۔ چونکہ۔ جب درزی نے ہاتھ سے اطلس رکھدی اور ظاہر ہوگیا کہ اُسمیں چوری ہوچکی ہے تو وہ ترک گھوڑا بھی ہار گیا۔

Presented by www.ziaraat.com

مُخلصش[۵۱] بشنو تو ئی آں ترکِ گول — عالمِ غدار خیاطِ چو غول

اُس کا خلاصہ سُن، تُو احمق ترک تو ہے — غدار عالم، بھُوت جیسا درزی ہے

اَطلسے کز بہرِ تقویٰ و صلاح — دوختن باید خرج کردی از مزاح

وہ اطلس جو تقوے اور نیکی کے لئے — سینا چاہئے تھا، تونے مذاق سے اسکو خرچ کردیا

اَطلست عمر و مضاحک شہوتست — روز و شب مقراض و خندہ غفلتست

تیرا اطلس عمر ہے، ہنسانے والی باتیں شہوت ہے — دن اور رات قینچی ہے اور ہنسنا غفلت ہے

اسپ[۵۲] ایمان ست و شیطاں در کمیں — باخود آ افسانہ را بگذار ہیں

گھوڑا ایمان ہے اور شیطان گھات میں ہے — خبردار! ہوش میں آ، افسانہ کو چھوڑ

بیان آنکہ بیکاراں و افسانہ جُویاں مثل آں ترک اند و عالم

اس کا بیان کہ بیکار اور افسانے کے جویاں اُس ترک جیسے ہیں اور

غدار غرار ہمچوں آں درزی و شہوات و زنان مضاحک

دھوکے باز غدار عالم اُس درزی کی طرح ہے اور شہوت اور عورتیں اس دنیا کی

گفتن ایں دنیاست و عمر ہمچوں آں اطلس پیش ایں درزی

ہنسانیوالی باتیں کہتا ہے اور عمر اُس اطلس کی طرح ہے اُس درزی کے سامنے

جہت قبائے بقا و لباس تقویٰ ساختن

بقا کی قبا اور تقوے کا لباس بنانے کے لئے

اَطلسِ عمرت بمقراضِ شہور — بُرد پارہ پارہ خیاطِ غرور

مہینوں کی قینچی سے تیری عمر کا اطلس — دھوکے کا درزی ٹکڑے ٹکڑے کرکے لے اڑا

تو تمنا می بری کاختر مدام — لاغ کردے سعد بودے بر دوام

تو تمنا کرتا ہے کہ ستارہ ہمیشہ — ہمیشہ مذاق کرتا (اور) سعد ہوتا

سخت می توّلی[۵۳] ز تربیعاتِ اُو — وز وبال و کینہ و آفاتِ اُو

تواُس کی نحوستوں سے سخت گھبراتا ہے — اور اُس کے وبال اور کینہ اور آفتوں سے

سخت می رنجی ز خاموشیِ اُو — وز نحوس و قبض و کیں کوشیِ اُو

اُسکی خاموشی سے تو سخت رنجیدہ ہوتا ہے — اور اسکی نحوست اور قبض اور کینہ دری سے

مشتری و زہرہ چوں در رقص نیست — چونکہ بہرام و زحل را نقص نیست

جب مشتری اور زہرہ رقص میں نہیں ہیں — جبکہ بہرام اور زحل میں گھاٹا نہیں ہے

[۵۱] مخلصش۔ اب مولانا کی زبان سے فرماتے ہیں کہ اے انسان تو مست ترک ہے اور یہ دنیا غدار درزی ہے، تیری عمر اطلس ہے اور تیری شہوت ہنسی مذاق کی باتیں ہیں اور دن رات قینچی ہے اور غفلت ہنسنا ہے۔

[۵۲] اسپ۔ گھوڑا تیرا ایمان ہے اور شیطان اسی طرح گھات میں ہے جس طرح شرط باندھنے والے تھے۔ اطلس عمرت۔ تیری عمر کی اطلس کو ماہ و سال کی قینچی سے زمانہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے چرا رہا ہے۔ تو تمنا یعنی اے صوفی تو یہ تمنا کرتا ہے کہ تیرے ستارے ہمیشہ سعد رہتے اور وہ ہمیشہ تجھ سے ہنسی خوشی کی باتیں کہتے۔

[۵۳] می تولی۔ فعلِ حال ہے تولیدن سے بمعنی رمیدن جھگنا یعنی رنجیدہ ہونا۔ تربیع۔ کسی ستارہ کا برج سوم سے جو ربع فلک ہے کسی دوسرے ستارے پر نظر کرنا یہ نحوست سے کنایہ ہے۔ سخت می رنجی۔ تجھے ستاروں کی تاثیرات سے سخت رنج ہوتا ہے۔ مشتری یعنی ان ستاروں کی اچھی تاثیرات نہ ہوں تب تو رنجیدہ ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

گر چراز زہرہ طرب در رقص نیست — بر سعود و رقص و سعدِ او مایست
گر مشتری کی زہرہ رقص میں کیوں نہیں ہے — تو اُس کے سعود اور رقص اور سعد پر شہر
اخترت گوید کہ گر افزوں کنم — لاغ را پس کلیت مغبوں کنم
تیرے ستارہ کہتا ہے کہ اگر میں بڑھا دوں — مذاق تو تو تجھے بالکل ٹوٹے میں کر دوں گا
تو مبیں قلابیِ این اختران — عشق خود بر قلب زن بیں اے فلاں
تو ان ستاروں کی گردش کو نہ دیکھ — اے فلاں! اپنے عشق کو گردش دینے والے پر دیکھ

تمثیلِ ایں جہاں در تسکینِ فقیراں از جورِ روزگار

زمانہ کے ظلم سے فقیروں کو تسکین دینے میں اِس دنیا کی مثال دینا

آں یکے می شد بَرہ سوئے دُکاں — پیشِ رہ را بستہ دید او از زناں
ایک شخص دکان کی جانب راستہ پر چلا — اُس نے راستہ کا آگا عورتوں سے بند دیکھا
پائے او می سوخت از تعجیل و راہ — بستہ از جوقِ زنانِ ہمچو ماہ
جلدی کی وجہ سے اُسکا پاؤں جل رہا تھا اور راستہ — چاند جیسی عورتوں کے مجمع سے بند تھا
رُو بیک زن کرد و گفت اے مستہاں — ہے چہ بسیارند ایں دخترگاں
اس نے ایک عورت کی جانب منہ کیا اور کہا اے ذلیل! — ادھو، یہ نوعمر لڑکیاں کتنی زیادہ ہیں
رُو بدو کرد آں زن و گفت اے مہیں — ہیچ بسیاریِ ما منگر چنیں
اُس عورت نے اُسکی طرف منہ کیا اور کہا اے ذلیل! — ہماری کثرت کو کبھی ایسا نہ دیکھ
بیں کہ با بسیاریِ ما بر بساط — تنگ می آید شما را انبساط
دیکھ فرش پر ہماری کثرت کے باوجود — تمہیں خوش عیشی تنگ معلوم ہوتی ہے
در لواط می فتید از قحطِ زن — فاعل و مفعول رسوائے زمن
عورتوں کے نایاب ہونے سے تم لواطت میں مبتلا ہوتے ہو — فاعل اور مفعول جہاں میں رسوا ہوتے ہیں
تو مبیں ایں واقعاتِ روزگار — کز فلک می گردد اینجا ناگوار
تو زمانہ کے ان واقعات پر نظر نہ کر — جو اس جگہ فلک سے ناگوار ہوتے ہیں
تو مبیں تخسیہ روزی و معاش — تو مبیں ایں قحط و خوف و ارتعاش
تو روزی اور معاش کو کم نہ سمجھ — تو اس قحط اور ڈر اور لرزہ کو نہ دیکھ

بلکہ یہ دیکھ کہ ان کے باوجود تو زمانہ پر جان دیتا ہے اور دنیا کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ تخسیہ خسارہ میں
ڈالنا۔ ارتعاش۔ لرزہ۔

لہ بر سعود۔ انسان کو ستاروں کی سعادت اور نحوست کا پابند نہ ہونا چاہئے۔ اخترت۔ اگر تو ہمیشہ خوشی میں رہے گا تو اس مُرگ کی طرح بالکل ٹوٹے میں پڑ جائیگا۔ تو مبیں۔ ان ستاروں کی گردش پر نظر نہ کرنی چاہئے بلکہ جو ذات انکو گھماتی ہے اُس سے عشق پیدا کر۔

گہ تمثیل۔ مولانا نے فرمایا تھا کہ ستاروں کی گردش نہ دیکھ بلکہ گردش دینے والے کو دیکھ۔ اس قصہ میں بھی عورت نے یہی کہا ہے کہ ہماری کثرت کو نہ دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ ہماری کثرت کے باوجود لوگ کس بدکرداری میں مبتلا ہیں۔ جوق۔ مجمع۔ ہمچو ماہ جیسی عورتیں تھیں۔ رو بیک زن۔ اُس شخص نے ایک عورت سے مخاطب ہو کر کہا کہ عورتیں اِس قدر زیادہ ہو گئیں کہ راستہ چلنا دشوار ہے۔

سہ رو بدو کرد۔ اُس عورت نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہماری کثرت دیکھنے کے قابل نہیں بلکہ غور کرنے کی یہ بات ہے کہ ہماری کثرت کے باوجود بدفعل لوگ بدفعلی میں مبتلا ہوتے ہیں اور دونوں رسوا ہوتے ہیں۔ تو مبیں۔ اِسی طرح اے صوفی تو آسمان اور زمانہ کی سختیوں کو نہ دیکھ

ہیں کہ با ایں جملہ تلخیہائے او — مُردۂ او یند و ناپروائے او
خبردار کہ اس کی ان تمام تلخیوں کے باوجود — اُس پر مٹے ہوئے ہیں اور اُس سے بے پرواہیں

رحمتے[۱۵] داں امتحانِ تلخ را — نقمتے داں مُلکِ مَرو و بلخ را
تلخ امتحان کو تو رحمت جان — مَرو اور بلخ کی سلطنت کو عذاب سمجھ

آں براہیم از تلف بگریخت و ماند — ایں براہیم از شرف بگریخت و راند
وہ ابراہیم تلف سے بھاگا اور رہ گیا — یہ ابراہیمؑ وجاہت (دنیوی) سے بھاگے اور آگے بڑھ گئے

ایں[۱۶] نسوزد ویں بسوزد اے عجب — نعلِ معکوس ست در راہِ طلب
یہ نہ جلے اور یہ جلے تعجب ہے — طلب کے راستہ میں اُلٹا نعل ہے

باز مکرر کردنِ صوفی آں سوال را
صوفی کا اُس سوال کو پھر مکرر کرنا

گفت صوفی قادر ست آں مُستعاں — کہ کُند سودائے ما را بے زیاں
صوفی نے کہا وہ مددگار قادر ہے — کہ ہمارے معاملہ کو بغیر نقصان کا بنادے

آنکہ آتش را کُند وَرد و شجر — ہم تواند کرد ایں را بے ضرر
جو آگ کو پھول اور درخت بنادیتا ہے — اِسکو بھی بغیر نقصان والا بنا سکتا ہے

آنکہ گُل آرد بروں از عینِ خار — ہم تواند کرد ایں دَے را بہار
جو بعینہ کانٹے سے پھول پیدا کردیتا ہے — اس خزاں کو بھی بہار بنا سکتا ہے

آنکہ زو ہر سرو آزادی کُند — قادر ست ار غصہ را شادی کُند
وہ کہ جس کی وجہ سے ہر سَرو آزادی برتتا ہے — وہ قادر ہے اگر غصہ کو خوشی بنادے

آنکہ شُد موجود از وے ہر عدم — گر بدار د باقیش اُو را چہ غم
وہ کہ جس سے ہر عدم موجود بنا — اگر وہ اُس کو باقی رکھے تو کیا غم ہے؟

آنکہ[۱۷] تن را جاں دہد تا حَی شود — گر نمیراند زیانش کے شود
وہ جو جسم کو جان عطا کرتاہے حتیٰ کہ وہ زندہ ہوجاتا ہے؟ — اگر وہ اُسکو نہ مارے اُس کا نقصان کب ہوگا؟

خود چہ باشد گر بنخشد آں جواد — بندہ را مقصودِ جاں بے اجتہاد
خود کیا ہوجائے گا اگر وہ سخی عطا فرمادے — بندہ کو جان کا مقصد بغیر مجاہدے کے؟

---

۱۵ رحمتے۔ جس تلخ امتحان سے تو گریزاں ہے اسکو رحمت سمجھ کیونکہ وہ صبر و رضا کے ظہور کا سبب ہے۔ اور دنیا کی عیش و عشرت کو عذاب سمجھ کیونکہ وہ غفلت اور اللہ سے دوری کا سبب ہے۔ آں براہیم۔ ابراہیم نامی ایک یہودی بہرام گور کے زمانہ میں تھا جو کنجوس اور خست میں ضرب المثل ہے۔ از تلف۔ یعنی مال کے خرچ کرنے سے گریز کرتا تھا۔ ماند۔ یعنی نجات پانے سے رہ گیا۔ ایں ابراہیمؑ۔ یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ شرف۔ یعنی دنیاوی وجاہت۔ راند۔ یعنی دربارِ حق میں سواری بڑھادی اور مقربِ بارگاہ ہوگئے

۱۶ ایں نسوزد۔ حضرت ابراہیمؑ نے دنیا پر لات ماری اور تکالیف برداشت کیں تو انکو آگ نہ جلا سکی۔ ویں بسوزد۔ ابراہیم بخیل مال و دولت کے تلف کی سوزش سے بچا لیکن جہنم کی آگ میں جلا۔ نعلِ معکوس۔ جس طرف مطلوب کے نہ ہونیکا خیال ہے اُدھر چلو تو مطلوب تک پہنچو گے۔ گفت صوفی۔ صوفی کے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالٰی کو یہ بھی قدرت ہے کہ لذتوں کو تلخیوں سے خالی کرکے بے ضرر بنادے۔ ایسا کیوں نہیں کیا۔

۱۷ آنکہ۔ حضرت حق تعالٰی جبکہ آگ کو چمن بنا سکتا ہے وہ یہ بھی کرسکتا تھا کہ اسکو بے ضرر بنادے، جو ذات خار سے پھول پیدا کرسکتی ہے وہ خزاں کو بہار بھی بنا سکتی ہے جو ذات زمین میں گڑے ہوئے سرو کو آزادی بخش سکتی ہے وہ رنج کو خوشی بھی بنا سکتی ہے جس ذات نے معدوم کو موجود بنایا وہ موجود کو باقی اور دائم بھی بنا سکتی ہے، جو مُردہ جسم کو حیات عطا کرتا ہے وہ یہ بھی کرسکتا ہے کہ زندہ کو موت نہ آئے۔ خود۔ اسمیں کیا مضائقہ تھا کہ بغیر کوشش کے مقاصد حاصل ہوجایا کرتے، وہ یہ بھی کرسکتا تھا کہ مُریدوں پر شیطان کو غالب نہ آنے دے۔

Presented by www.ziaraat.com

دُور دارد از ضعیفاں در کمیں ۔۔۔ مکرِ نفس و فتنۂ دیوِ لعیں

کمزوروں سے، گھات میں دور رکھتے ۔۔۔ نفس کا مکر اور ملعون شیطان کا فتنہ

جواب[1] گفتن قاضی صوفی را

قاضی کا صوفی کو جواب دینا

گفت قاضی گر نبودے امرِ مُر ۔۔۔ ور نبودے خوب و زشت و سنگ و دُر

قاضی نے کہا، اگر تلخ معاملہ نہ ہوتا ۔۔۔ اور اگر اچھا، اور برا اور پتھر اور موتی نہ ہوتا

ور نبودے نفس و شیطان و ہوا ۔۔۔ ور نبودے زخم و چالیش و وغا

اور اگر نفس اور شیطان اور خواہش نفسانی نہ ہوتی ۔۔۔ اور اگر زخم اور حملہ اور جنگ نہ ہوتی

پس بچہ نام و لقب خواندے مَلِک ۔۔۔ بندگانِ خویش را اے منہتک

تو شاہ کس نام اور لقب سے پکارتا؟ ۔۔۔ اے بےپردہ درا! اپنے بندوں کو

چوں بگفتے اے صبور و اے حلیم ۔۔۔ چوں بگفتے اے شجاع و اے حکیم

اے بہت صبر کرنے والے اور اے بُردبار کیسے فرماتا؟ ۔۔۔ اے بہادر اور اے دانا کیسے فرماتا؟

صابرین و صادقین و منفقین ۔۔۔ چوں بُدے بے رہزنِ دیوِ لعیں

صبر کرنیوالے اور سچے اور خرچ کرنیوالے ۔۔۔ بغیر ملعون، ڈاکو، شیطان کے کیسے ہوتے؟

رُستم و حمزہؓ و مخنث یک بُدے ۔۔۔ علم و حکمت باطل و مُندک بُدے

رُستم اور حمزہؓ اور ہجڑا ایک ہوتے ۔۔۔ علم اور دانائی باطل اور ریزہ ریزہ ہوجاتی

علم و حکمت بہرِ راہ و بیرہی ست ۔۔۔ چوں ہمہ رہ باشد آں حکمت تہی ست

علم اور دانائی راہ اور بے راہی کی وجہ سے ہے ۔۔۔ جب سب راہ ہوتی، حکمت خالی ہوتی

بہرِ[2] ایں دُکانِ طبع شورہ آب ۔۔۔ ہر دو عالم را روا داری خراب

کھاری پانی، مزاج کی اس دکان کے لئے ۔۔۔ تو دونوں عالم کا خراب ہونا روا رکھتا ہے

من[3] ہمیدانم کہ تو پاکی نہ خام ۔۔۔ ویں سوالت ہست از بہرِ عوام

میں جانتا ہوں کہ تو پاک ہے، نہ کہ خام ۔۔۔ تیرا یہ سوال، عوام کے لئے ہے

جورِ دوران و ہر آں رنجیکہ ہست ۔۔۔ سہل تر از بُعدِ حق و غفلت ست

زمانہ کا ظلم اور ہر وہ تکلیف جو ہے ۔۔۔ اللہ سے دوری اور غفلت سے آسان ہے

کہ صوفی کے یہ سوالات عوام کے شبہات دور کرنے کے لئے تھے۔ جورِ دوراں۔ اگر مصائب نہ ہوں تو حق تعالےٰ سے غفلت ہوجائے گی۔

[1] جوابِ گفتن قاضی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مصیبتیں اور تلخیاں بالکل ختم ہوجائیں تو پھر ابتلاء اور امتحان باقی نہ رہے گا جس کا ثمرہ اور نتیجہ آخرت کا اجر اور روحانی کمال ہے۔ ور نبودے۔ یعنی نفس اور شیطان کی پیدا کردہ برائیاں اور تلخیاں نہ رہیں۔ پس بچہ۔ اللہ کی جانب سے کسی کو صبور کسی کو حلیم اور کسی کو شجاع اور حکیم کہا گیا ہے وہ نہ کہا جاتا اس لئے کہ جب مصائب نہ ہوں تو صبر نہ پایا جائے گا اور جب برائیاں نہ ہوں تو نہ علم کا تحقق ہوگا نہ شجاعت اور حکمت کا۔ صابرین۔ یہ خطابات بھی بغیر شیطان کے وجود کے ممکن نہ تھے۔ رستم۔ بہادر اور بزدل یکساں ہوتے۔ علم و حکمت۔ علم اور دانائی کا تحقق بھی جب ہی ہے کہ راہ روی اور گمراہی ہو۔

[2] بہرِ ایں دکان۔ تو اپنے کڑوے کسیلے مزاج کی وجہ سے یہ چاہتا ہے کہ دونوں عالم برباد ہوجائیں۔ آخرت تو اس لئے کہ فضائل حاصل کئے جائیں تو وہاں اُن کا بدلہ ملے۔ جب ابتلاء اور امتحان ہی ختم ہوجائے گا تو فضائلِ اعمال حاصل نہ ہونگے اور نہ دنیا میں رعنائی قائم رہے گی لہٰذا دونوں عالم ویران ہوجائیں گے۔

[3] من ہمیدانم۔ قاضی نے صوفی سے تعریف اور حسن ظن کی نفی کرتے ہوئے بتایا

Presented by www.ziaraat.com

زانکہ[1] اینہا بگذرد واں نگذرد — دولت آں دارد کہ جاں آگہ برد

کیونکہ یہ گذر جائیں گی اور وہ ختم نہ ہوگی — دولت وہ رکھتا ہے، جو آگاہ جان لے جائے

رنج و درد و جور و فقر ایں دیار — صعب نبود چوں فراق و بُعدِ یار

اس جہان کا رنج اور درد اور ظلم اور افلاس — دوست کی دوری اور فراق سے سخت نہیں ہے

حکایت در تقریر آنکہ صبر در رنج کار سہل تر از صبر

اس بیان میں حکایت کہ رنج پر صبر کرلینا، دوست کے فراق پر صبر کرنے اور اس کی

در فراقِ یار و محنتِ اُو باشد

مشقت سے زیادہ آسان ہے

آں[2] یکے زن شوئی خود را گفت ہے — اے مُروّت را بیک رہ کردہ طے

ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا خبردار! — اے شخص جس نے یکبارگی مُروّت کو لپیٹ دیا ہے

ہیچ تیمارم نمیداری چرا — تا بکے داری دریں خواری مرا

تو کیوں میری خبرگیری نہیں کرتا ہے؟ — تو مجھے اِس ذلّت میں کب تک رکھے گا؟

گفت شو من نفقہ چارہ می کنم — گرچہ عورم دست و پائے می زنم

شوہر نے کہا میں خرچ کی تدبیر کرتا ہوں — میں اگرچہ مفلس ہوں ہاتھ پاؤں مارتا ہوں

نفقہ و کسوہ ست واجب اے صنم — از منت ایں ہر دو ہست و نیست کم

اے صنم! خرچ اور لباس واجب ہے — میری جانب سے یہ دونوں ہیں اور کم نہیں ہیں

آستینِ پیرہن بنمود زن — بس دُرشت و پُر وسخ بُد پیرہن

عورت نے کرتے کی آستین دکھائی — کرتا بہت موٹا اور میلا تھا

گفت[3] از سختی تنم را می خورد — کس کسے را کسوہ زینساں آورد

بولی، سختی کی وجہ سے میرے بدن کو کاٹتا ہے — کوئی کسی کو ایسا لباس لاکر دیتا ہے

گفت اے زن یک سوالت میکنم — مردِ درویشم ہمیں آمد فنم

اُس نے کہا اے بیوی! میں ایک بات پوچھتا ہوں — میں فقیر انسان ہوں میری تدبیر یہی ہے

ایں دُرشت ست و غلیظ و ناپسند — نیک اندیشہ کُن اے اندیشمند

یہ سخت اور موٹا اور ناپسند ہے — اے سوچنے والی! خوب سوچ لے

ایں دُرشت و زشت تر یا خود طلاق — ایں ترا مکروہ تر یا خود فراق

یہ زیادہ سخت اور بھدّا ہے یا طلاق — یہ تجھے زیادہ ناپسند ہے یا جُدائی

---

[1] زانکہ۔ دنیا کے مصائب برداشت کرنا آسان ہیں چونکہ وہ اِس زندگی کے بعد ختم ہو جائیں گی لیکن اگر اللہ سے دوری ہے تو اُس کے مصائب دائمی ہیں۔ حکایت۔ اِس حکایت میں شوہر نے بیوی سے یہی کہا کہ کپڑے اور روٹی کی تنگی طلاق سے سہل تر ہے۔

[2] آں یکے۔ بیوی نے شوہر سے نان نفقہ کی کمی کی حکایت کی۔ تیمار۔ خبرگیری۔ خواری۔ نفقہ کی کمی۔ چارہ۔ تدبیر۔ عور۔ ننگا، مفلس۔ نیست کم۔ خرچ اور کپاس میں کوئی کمی نہیں ہے۔ آستیں۔ بیوی نے اپنے کرتے کی آستین دکھائی جو بہت میلی اور موٹے کپڑے کی تھی۔

[3] گفت۔ بیوی نے کہا کہ یہ کرتا میرے بدن کو کھائے جاتا ہے۔ گفت اے زن۔ شوہر نے بیوی سے کہا کہ میرے مقدور میں جو کچھ ہے میں کرتا ہوں بیشک یہ لباس گھٹیا ہے اگر تو اس میں گذارہ نہیں کرسکتی تو پھر باہمی تفریق مناسب ہے اب تو غور کرلے کہ یہ لباس بہتر ہے یا طلاق!

Presented by www.ziaraat.com

ہمچناں[1] اے خواجۂ تشنیع زن ۔۔۔ از بلا و فقر و از رنج و محن

اسی طرح اے طعنہ زن صاحب! ۔۔۔ بلا اور افلاس اور رنج اور محنت کے بارے میں

لاشک ایں ترکِ ہوا تلخی دہ است ۔۔۔ لیک از تلخیِ بُعدِ حق بہ است

یقیناً یہ خواہش کا چھوڑنا کڑواہٹ پیدا کرتا ہے ۔۔۔ لیکن اللہ کی دوری کی کڑواہٹ سے بہتر ہے

گر جہاد و صوم سخت است و خشن ۔۔۔ لیک آں بہتر ز بُعد اے ممتحن

اگرچہ جہاد اور روزہ سخت اور درشت ہے ۔۔۔ لیکن اے آزمانے والے! دوری سے بہتر ہے

رنج کے ماند دمے کاں ذوالمنن ۔۔۔ گویدت چونی تو اے رنجورِ من

اس وقت رنج کہاں رہیگا جب وہ احسانوں والا ۔۔۔ تجھے یوں کہے اے میرے بیمار تو کیسا ہے؟

ور نہ گوید کت نہ آں فہم و فن است ۔۔۔ لیک آں ذوقِ تو پرسش کردن است

اور اگر وہ نہ کہے کیونکہ تجھ میں وہ سمجھ اور فن نہیں؟ ۔۔۔ لیکن تیرا ذوق، پرسش کرنا ہے

آں ملیحاں[2] کہ طبیبانِ دل اند ۔۔۔ سوئے رنجوراں بہ پرسش مائل اند

وہ حسین جو دل کے طبیب ہیں ۔۔۔ بیماروں کی جانب، پرسش پر مائل ہیں

ور حذر از ننگ و از نامی کنند ۔۔۔ چارہ سازند و پیغامی کنند

اور اگر ننگ و نام کی وجہ سے اندیشہ کرتے ہیں ۔۔۔ تو تدبیر کرتے ہیں اور پیغام بھیجتے ہیں

ورنہ در دل شاں بود آں مفتکر ۔۔۔ نیست معشوقے ز عاشق بیخبر

ورنہ وہ اپنے دل میں فکرمند ہوتے ہیں ۔۔۔ کوئی معشوق، عاشق سے بے خبر نہیں ہوتا

اے تو جویائے نوادر داستاں ۔۔۔ ہم فسانۂ عشق بازاں را بخواں

اے (شخص) تو جو نادر داستانوں کا جویاں ہے ۔۔۔ عاشقوں کا فسانہ بھی پڑھ لے

بس[3] بجوشیدی دریں عہدِ مدید ۔۔۔ ترک جوشے ہم نگشتی اے قدید

تو اس دراز وقت میں بہت جوش میں آیا ۔۔۔ اے گوشت کے سوکھے پارچے! تو آدھا بھی نہ پکا

دیدہ عمرے تو داد و داوری ۔۔۔ وانگہ از نادیدگاں ناسی تری

تو نے عمر بھر عطا اور حکومت دیکھی ۔۔۔ پھر بھی تو نہ دیکھنے والوں سے زیادہ بھول جانے والا ہے

ہر کہ شاگردیش کرد اُستاد شد ۔۔۔ تو پس تر رفتہ اے گولِ لُد

جس نے اس کی شاگردی کی اُستاد بن گیا ۔۔۔ اے جھگڑالو احمق! تو زیادہ پیچھے کو لوٹا

---

[1] ہمچناں۔ بلا اور فقر کا نہ ہونا جبکہ اللہ سے دوری کا سبب ہے تو بلا اور فقر کی کمی زیادہ بہتر ہے۔ گر جہاد بجلاؔ کی سختی اللہ کی دوری سے بہتر ہے۔ رنج۔ اس لئے کہ یہ تکالیف عارضی ہیں جب خدا اپنا کہکر پکارے گا تو ساری کلفتیں دور ہو جائیں گی۔ ورنہ گوید۔ الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی آواز کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا لیکن ایک قلبی سکون اور الٰہی نسبت محسوس کر لیتے ہیں اسی کو اللہ تعالیٰ کی پکار سمجھ لو

[2] آں ملیحاں۔ اسکو سمجھنے کے لئے مجازی عاشقوں اور معشوقوں کے بارے میں سمجھ لو معشوق بیمار عاشق کی مزاج پرسی کرتا ہے اور اگر بدنامی کی وجہ سے نہیں آتا ہے تو پیغام کے ذریعہ مزاج پرسی کرتا ہے۔ ورنہ اگر پیغام بھیجنا بھی ممکن نہیں ہوتا تو دل میں متفکر ہوتا ہے بہرحال معشوق عاشق سے بےخبر نہیں ہوتا۔ اسلئے تو عشقبازوں کی داستان پڑھو یہ باتیں معلوم ہو جائیں گی۔

[3] بس بجوشیدی۔ اوپر کے اشعار میں اللہ سے دوری کی مذمت تھی اب بیان کرتے ہیں کہ تمام عمر تو نے اس برائی کے ازالہ کی کوشش نہ کی۔ ترک جوش۔ نیم پختہ کے معنی میں ہے ترک ادھکچرا گوشت کھاتے تھے پورا جوش نہ دیتے تھے۔ دیدہ ایسے اسباب موجود تھے جن سے تو تنبیہ حاصل کر سکتا تھا۔ ناسی۔ بھولنے والا۔ ترکہ۔ اگر ان چیزوں سے تنبیہ حاصل کر لیتا تو اُستاد بن جاتا۔

Presented by www.ziaraat.com

خود نبود از والدینت اعتبار ‌ ہم نبودت عبرت از لیل و نہار

تجھے نہ اپنے ماں باپ سے عبرت ہوئی ‌ نہ تجھے دن و رات سے عبرت ہوئی

مثل پرسیدن عارفے از کشیش کہ تو بزرگ تری از ریش یا ریش از تو

ایک عارف کی ایک پادری سے دریافت کرنے کی مثال کہ تو داڑھی سے زیادہ عمر کا ہے یا داڑھی تجھ سے

عارفے پرسید زاں پیرِ کشیش ‌ کہ توئی خواجہ مسن تر یا کہ ریش

اُس بوڑھے پادری سے ایک عارف نے دریافت کیا ‌ کہ اے صاحب! تم زیادہ عمر کے ہو یا داڑھی

گفت نے من پیش زو زائیدہ ام ‌ بے ز ریشی بس جہاں را دیدہ ام

اُس نے کہا نہیں میں اس سے پہلے پیدا ہوا ہوں ‌ میں نے دنیا کو بے داڑھی کا ہوتے ہوئے بہت دیکھا ہے

گفت ریشت شد سفید از حال گشت ‌ خوئے زشتِ تو نگردید ست وشت

اُس نے کہا تیری داڑھی سفید ہو گئی، حالت سے بدل گئی ‌ تیری بُری عادت بھلی نہ ہوئی

او پس از تو زاد و از تو بگذرید ‌ تو چنیں خشکی ز سودائے ثرید

وہ تیرے بعد پیدا ہوئی اور تجھ سے سبقت لے گئی ‌ تو ثرید کے عشق میں ویسا ہی خشک ہے

تو براں رنگی کہ اوّل زادۂ ‌ یک قدم زاں پیشتر ننہادۂ

تو اسی رنگ پر ہے جس پر شروع میں پیدا ہوا ‌ اُس سے ایک قدم آگے نہیں رکھا ہے

دوغِ ترشی ہمچناں در معدنی ‌ خود نگردی زو مخلص روغنی

تو معدن میں اسی طرح کھٹی چھاچ ہے ‌ اس سے چھوٹ کر، تو روغن نہ بنا

ہم خمیری خمّر الطینہ دری ‌ گرچہ عمرے در تنورِ آذری

تو خمیر ہی ہے آب و گل کے خمیر میں ہے ‌ اگرچہ ایک زمانہ سے آگ کے تنور میں ہے

چوں حشیشی پا بگِل بر ہشتۂ ‌ گرچہ از بادِ ہوس سرگشتۂ

تو نے گھاس کی طرح مٹی میں پاؤں جما رکھا ہے ‌ اگرچہ ہوس کی ہوا سے سرگرداں ہے

ہمچو قومِ موسیٰؑ اندر حرِّ تیہ ‌ ماندۂ چل سال بر جائے سفیہ

(حضرت) موسیٰؑ کی قوم کی طرح تیہ کی گرمی میں ‌ اے بیوقوف! تو چالیس سال سے (ایک) جگہ پر پڑا

میروی ہر روز تا شب ہرولہ ‌ خویش می بینی در اوّل مرحلہ

تو ہر روز رات تک بھاگ کر چلتا ہے ‌ اپنے آپ کو پہلی منزل پر دیکھتا ہے

لہ والدینت۔ اپنے ماں باپ سے ہی عبرت حاصل کرتا کہ وہ آج کہاں ہیں۔ مثل۔ اس مثال سے اپنی اصلاح نہ کرنے پر شرم دلاتے ہیں۔ کشیش۔ راہب، پادری۔ مسن۔ زیادہ عمر والا۔ حال یعنی پہلے کالی تھی اب سفید ہو گئی۔ وشت۔ خوب، خوش، آں پس۔ داڑھی بعد میں پیدا ہوئی اور اس میں تبدیلی آ گئی لیکن تو اس سے پہلے پیدا ہوا پھر بھی تجھ میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

سلہ ثرید۔ یعنی لذیذ کھانا۔ دوغ معدنی اس ہنڈیا کو کہتے ہیں جس میں دہی بلو کر روغن نکالا جاتا ہے یعنی چھاچ کی طرح اصل حالت پر ہے۔ ہم خمیری ایک روایت میں حضرت حق نے فرمایا۔ خمرت طینۃ آدم اربعین صباحا یعنی آدمؑ کی مٹی چالیس دن تک خمیر کی حالت میں رہی۔ آذر۔ آگ۔

سہ چوں حشیشی۔ ہوا اپنی جگہ گڑی ہوئی ہلتی ہے یہی تیری حالت ہے کہ تو جہاں تھا وہیں ہے۔ تیہ۔ تیہ میدان میں حضرت موسیٰؑ کی قوم چکر کاٹتی رہی اور جہاں تھی وہیں رہی۔ ہرولہ۔ تیز روی کی ایک کیفیت ہے۔

نگذری^١ زیں بُعد سہ صد سالہ تو	تا کہ داری عشقِ آں گوسالہ تو
تو اِس تین سو سالہ مسافت کو طے نہ کر سکے گا	جب تک تو اُس بچھڑے کا عشق رکھتا ہے
تا خیالِ عجل شاں از جاں نرفت	بُد بر ایشاں تیہ چوں گردابِ زفت
جب تک بچھڑے کا خیال اُن کی جان سے نہ نکلا	اُن کے لئے تیہ سخت بھنور کی طرح تھا
غیرِ ایں عجلے کزو یابیدۂ	بے نہایت لطف و نعمت دیدۂ
وہ اِس بچھڑے کے علاوہ ہے کہ تونے اُس سے پائی ہو	بے انتہا مہربانی اور نعمت دیکھی ہے
گاو طبعی زاں نکو یہائے زفت	از دلت در عشقِ آں گوسالہ رفت
تو بیل کی سی طبیعت والا ہے اِسی لئے بڑی بھلائیاں	بچھڑے کے عشق میں تیرے دل سے نکل گئیں
بارے اکنوں تو ز ہر جزوت بپرس	صد زباں دارند ایں اجزائے خرس
آخر، اب تو اپنے ہر جزو سے دریافت کرلے	یہ گونگے اجزاء سیکڑوں زبانیں رکھتے ہیں
ذکرِ^٢ نعمتہائے رزّاقِ جہاں	کہ نہاں شد آں در اوراقِ زماں
جہان کے رزّاق کی نعمتوں کا تذکرہ	جو زمانہ کے اوراق میں پوشیدہ ہوگئی ہیں
روز و شب افسانہ جویائی تو چست	جزو جزوِ تو فسانہ گوئی ہست
تو ستی ہی سے دن رات افسانہ کا جویاں ہے	تیرا جزو جزو تیرا افسانہ بیان کرنے والا ہے
جزو جزوت تا بر ستت از عدم	چند شادی دیدہ است و چند غم
جب سے تیرا جزو جزو عدم سے پیدا ہوا ہے	اُس نے کتنی خوشیاں اور کتنے غم دیکھے ہیں
زانکہ بے لذّت نروید ہیچ جزو	بلکہ لاغر گردد از ہر ہیچ جزو
اِسلئے کہ کوئی جزو بغیر لذت کے نہیں اُگتا ہے	بلکہ جزو ہر غم سے لاغر ہو جاتا ہے
جزو^٣ ماند و آں خوشی از یاد رفت	بل نرفت آں خفیہ شد از پنج و ہفت
جزو رہ گیا اور وہ خوشی حافظہ سے نکل گئی	بلکہ نکل نہیں، پانچ اور سات سے پوشیدہ ہوگئی
ہمچو تابستاں کہ از وے پنبہ زاد	ماند پنبہ رفت تابستاں زیاد
گرمی کے موسم کی طرح کہ اُس سے روئی پیدا ہوئی	روئی رہ گئی، گرمی کا موسم حافظہ سے چلا گیا
یا مثالِ ثلج کہ زاید از شتا	شد شتا پنہان و آں ثلج پیشِ ما
یا جیسے برف جو جاڑے کے موسم سے پیدا ہوا	جاڑے کا موسم چھپ گیا، وہ برف ہمارے سامنے ہے

بامڑہ شانہ سامنہ رانگ وشہ ۔ ہفت۔ یعنی ہفت اندام۔ سر، سینہ، پشت، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں۔
تابستاں۔ جاڑوں اور گرمیوں کا موسم چلا جاتا ہے اور اُن کی یادگار میں روئی اور برف باقی رہ جاتا ہے۔

١ نگذری۔ جب تک تیرا عشق دنیا سے ہے تیرا مقام نہ بدل سکے گا۔ بُعد سہ صد سالہ۔ یعنی طویل مسافت۔ تا خیال۔ جب تک حضرت موسیٰؑ کی قوم کے دل سے گئوسالہ کی محبت نہ نکلی وہ تیہ میں چکر کاٹتی رہی۔ غیر جس سے تجھے عشق کرنا چاہیے وہ گئوسالہ نہیں ہے اُس کے علاوہ ہے اُس کی لاکھوں نعمتوں سے تو بہرہ اندوز ہے۔ گاوِ طبعی۔ چونکہ تیرا مزاج شیطانی ہے لہٰذا شیطان ہی سے تجھے عشق ہے۔ بارے۔ جو خدائی نعمتیں تو فراموش کر بیٹھا ہے اُن پر تیرا جزو جزو گواہ ہے۔ خرس۔ اخرس کی جمع گونگا۔

٢ ذکرِ نعمتہای۔ اجزاء سے اُن نعمتوں کو دریافت کرلے تو بھول گیا ہے۔ روز و شب۔ تو افسانہ سننے کا شوقین ہے اپنے اجزاء سے نعمتوں کے افسانے سُن لے۔ جزو جزوت۔ تو جب سے وجود میں آیا ہے تیرے اجزاء نے سیکڑوں شادیاں اور غم دیکھے ہیں۔ زانکہ۔ غم تو تجھے یاد ہیں شادیاں یاد نہیں شادی دیکھنے کی یہ دلیل ہے کہ تیرے اجزاء نے خوشی کی لذت سے نشوونما پایا ہے، اور تو بچپن سے جوان اسی لذت کی وجہ سے ہوا ہے۔

٣ جزو ماند۔ تیرے اجزاء تو باقی ہیں لیکن وہ خوشیاں تیرے حافظہ سے نکل گئی ہیں بلکہ نکلی بھی نہیں ہیں۔ تیرے حواسِ خمسہ اور ہفت اندام سے مخفی ہوگئی ہیں۔ پنج۔ حواسِ خمسہ۔

ہست آں بیخ زاں صعوت یادگار | یادگارِ صیف در دے ایں ثمار
وہ بیخ اُس دشواری کی یادگار ہے | یہ پھل موسم خزاں میں گرمی کے موسم کی یادگار ہیں

ہمچناں[1] ہر جزو جزوت اے فتے | در تنت افسانہ گوئے نعمتے
اے نوجوان! اسی طرح تیرا ہر ہر جز | تیرے جسم میں ایک نعمت کا افسانہ گو ہے

چوں زنے کہ بیست فرزندش بود | ہر یکے حاکیٔ حالِ خوشش بود
جیسی کہ وہ عورت جس کے بیٹیں اولادیں ہوں | ہر ایک اچھی حالت کی ناقل ہو

حمل نبود بے زمستی وز لاغ | بے بہارے کے شود زایندہ باغ
بغیر مستی اور مذاق کے حمل نہیں ٹھہرتا | بغیر بہار، باغ کب جنتا ہے؟

حاملان و بچگان شاں در کنار | شد دلیلِ عشقبازی با بہار
حمل والے اور اُن کی بغل میں بچے | بہار کے ساتھ عشقبازی کی دلیل ہیں

ہر درختے[2] در رضاعِ کودکاں | ہمچو مریمؑ حامل از شاہِ جہاں
ہر درخت، بچوں کو دودھ پلانے میں | شاہ جہاں سے (حضرت) مریمؑ کی طرح حمل والا ہے

گرچہ در آب آتشے پوشیدہ شد | صد ہزاراں کف برو جوشیدہ شد
اگرچہ آگ پانی میں پوشیدہ ہو گئی ہے | لاکھوں جھاگ اُس پر جوش مارنے لگے

گرچہ آتش سخت پنہاں می تند | کف بدہ انگشت اشارت میکند
اگرچہ آگ بہت مخفی طور پر اثر رہی ہے | جھاگ دس انگلیوں سے اشارہ کر رہا ہے

ہمچنیں اجزائے مستانِ وصال | حامل از تمثالہائے حال و قال[3]
اسی طرح وصال کے مستوں کے اجزاء | حال اور قال کے پیکروں سے حمل والے ہیں

در جمالِ حال وا ماندہ دہاں | چشم غائب ماندہ از نقشِ جہاں
حال کے حسن میں منہ کھلا رہ گیا | دنیا کے نقش سے آنکھ غیر حاضر ہو گئی

آں موالید از رہِ ایں چار نیست | لاجرم منظورِ ایں ابصار نیست
وہ پیداوار ان چار کے طریقہ کی نہیں ہے | لامحالہ ان نگاہوں سے نظر آنیوالی نہیں ہے

آں موالید از تجلی زادہ اند | لاجرم مستورِ پردہ سادہ اند
وہ پیداوار تجلی سے جنی ہوئی ہے | لامحالہ بے رنگ پردے میں پوشیدہ ہے

اور آنکھ دنیا کے نقش نہیں دیکھ پاتی ہے۔ آں موالید۔ وہ حال و قال عنصری نہیں ہے لہذا عنصری آنکھیں اُن کو نہیں دیکھ سکتی ہیں۔ از تجلی۔ وہ تجلیِ رب کی پیداوار ہے لہذا بے رنگی کے پردے میں مخفی ہیں۔

[1] ہمچناں۔ اسی طرح ادھیڑ کی پہلی نعمتیں ختم ہوجاتی ہیں اور اُن کی یادگار جسم کا جز جز باقی رہ جاتا ہے۔ چوں زنے۔ جماع کی لذت ختم ہو جاتی ہے اور اُسکی نشانی اولاد باقی رہتی ہے۔ حمل۔ استقرارِ حمل اُس وقت ہوتا ہے جبکہ زوجین میں مستی اور ہنسی مذاق ہو جب تک موسم بہار کی مستی نہیں آتی چمن میں پھول نہیں کھلتا۔ حاملان۔ درختوں کا پھلنا اور پھولنا اسکی دلیل ہے کہ ان درختوں نے موسم بہار سے عشقبازی کی ہے۔

[2] ہر درخت۔ حضرت حق کے حکم سے ہر درخت اسی طرح حاملہ بنتا ہے جس طرح حضرت مریمؑ بنی تھیں۔ گرچہ در آب۔ پانی میں آگ کی گرمی نظر نہیں آتی لیکن اُس کے آثار بلبلے نظر آتے ہیں اور وہ گرمی کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ ہمچنیں۔ جس طرح اِن چیزوں میں موثر پوشیدہ ہے اور ظاہر آثار اُس پر دلالت کرتے ہیں اسی طرح جو لوگ وصالِ حق سے مست ہیں اُن کے اجزاء میں حال و قال مخفی ہے اور اُن مستوں کے اجزاء اُسی پر دلالت کرتے ہیں۔

[3] حال و قال۔ حال وہ کیفیت ہے جو مشاہدۂ حق سے انسان پر طاری ہوتی ہے قال سے مراد بھی وہ مضامین اور کلامِ نفسی ہے جو مشاہدۂ حق سے پیدا ہوتا ہے۔ در جمال۔ جب انسان پر حال طاری ہوتا ہے تو حیرانی میں منہ کھلا رہ جاتا ہے

Presented by www.ziaraat.com

زادہ[1] گفتیم و حقیقت زاد نیست — ایں عبارت جز پئے اِرشاد نیست
ہم نے جَنا ہوا کہہ دیا ورنہ جننے کی حقیقت نہیں ہے — یہ عبارت سوائے رہنمائی کے نہیں ہے

ہیں خمش کُن تا بگوید شاہ قُل — بُلبلی مفروش با ایں جنسِ گُل
خبردار! چپ ہو جا جب تک کہ شاہ کہہ کر کہہ — پھول کی اِس جنس کے ساتھ بُلبل پن نہ جتا

ایں گُلِ گویاست پُرجوش و خروش — بُلبلا ترکِ زباں کُن باش گوش
یہ جوش و خروش سے بھرا ہوا پھول بولنے والا ہے — اے بُلبل! زبان کو ترک کر، کان بن جا

ہر دو گوں تمثال پاکیزہ مثال — شاہدِ عدل اند بر سرِ وصال
دونوں قسم کے پاکیزہ مثالی پیکر — وصال کے راز پر عادل گواہ ہیں

ہر دو گوں حُسنِ لطیفِ مُرتضےٰ — شاہدِ احیا و حشرِ ما مضےٰ
دونوں قسم کے پسندیدہ لطیف حُسن — گذشتہ بقا اور فنا پر گواہ ہیں

ہمچو یخ[2] کاندر تموزِ مُستجد — ہر دم افسانہ زمستاں می کُند
جیسا کہ یخ، جدید موسمِ گرما میں — ہر وقت جاڑوں کا ذکر کرتا ہے

ذکرِ آں اریاحِ سردِ زمہریر — اندراں ایام و ازمانِ عسیر
سخت سرد ہواؤں کا ذکر — جو اُن دنوں اور سخت زمانوں میں تھیں

ہمچو آں میوہ کہ در وقتِ شتا — می کُند افسانۂ لُطفِ صبا
اُس میوے کی طرح جو کہ جاڑوں کے موسم میں — صبا کے لُطف کا قصہ بیان کرتا ہے

قصۂ دورِ تبسمہائے شمس — واں عروسانِ چمن را لمس و لمس
سورج کی مسکراہٹوں کے زمانہ کا قصہ — چمن کی دلہنوں کو چھونے اور ملنے کا (قصہ)

حال رفت و ماند جُزوت یادگار — یا ازو واپُرس یا خود یاد آر
حال چلا گیا اور تیرا جُز یادگار رہ گیا — یا اُس سے پوچھ لے یا خود یاد کرلے

چوں[3] فرو گیرد غمت گر چُستیی — زاں دمِ نومید کُن وا جُستیی
اگر تو چست ہوتا، جب تجھے غم گھیرتا — ناامید کرنے والے وقت سے مطالبہ کرتا

گفتیش اے غصۂ منکر بحال — راتبہ انعامہا را زاں کمال
تو اُس سے کہتا، اے غصے! حالت کے ذریعہ منکر — کمال والے کی جانب مقررہ انعاموں کے

ہر دمت گر نہ بہار و خُرمی ست — ہمچو چاشِ گُل تنت انبار چیست
اگر تجھے ہر وقت بہار اور خوشی نہیں ہے — پھولوں کے تودے کی طرح تیرا جسم ڈھیر کیوں ہے!

[1] زادہ۔ ان دونوں کو جَنا ہوا کہنا صرف سمجھنے کے لیے ہے ورنہ وہاں جننے کی حقیقت نہیں ہے۔ قُل۔ جب تک صدائے غیب نہ ہو اُس وقت تک حال وقال کی تفصیل نہ کرنا ہوگی۔ یہ حال وقال خود زبانِ حال سے گویا ہیں تو چپ رہ اُن کی بات سُن۔ ہر دوگوں۔ حال و قال اللہ سے وصل کے گواہ ہیں۔ احیا و حشر۔ بقا و فنا۔

[2] یخ۔ یخ جاڑوں کی یاد دلاتا ہے اور جاڑے کی سخت ٹھنڈی ہواؤں کا ذکر کرتا ہے۔ ہمچو۔ گرمیوں کا پیدا شدہ میوہ جاڑوں میں گرمیوں کی یاد دلاتا ہے۔ قصہ۔ سورج کی شعاعوں سے پھل پکتے ہیں۔ حال رفت۔ گذری ہوئی نعمتوں کے بارے میں اپنے اجزا سے دریافت کرے یا خود یاد کرے۔

[3] چون فرو۔ جب تجھ پر مصائب گھیریں اور اُن کی وجہ سے تجھ پر غم و غصہ طاری ہو تو اُس غصے سے دریافت کر کہ اگر تو اِن نعمتوں کا منکر ہے تو پھر یہ کہ تیرے جسم نے نشو و نما کیسے پایا۔ چاش۔ ڈھیر۔

Presented by www.ziaraat.com

چاشِ گُل تن، فکرِ تو ہمچوں گُلاب — مُنکرِ گُل شد گلاب اینت عجاب

جسم پھولوں کا ڈھیر، تیری فکر گلاب کی طرح — گلاب، گُل کا منکر ہوا یہ تعجب ہے

از کپی خویانِ کفراں کہ دریغ — بر نبی خویاں نثارِ مہر و میغ

بندر خصلت ناسپاس لوگوں سے گھاس (بھی) دریغ ہے — نبی خصلت لوگوں پر، سورج اور ابر نثار ہے

آں لجاج و کفر قانونِ کپی ست — واں سپاس و شُکر منہاجِ نبی ست

جھگڑا اور کفر، بندر کا قانون ہے — اور شکر و سپاس نبی کا راستہ ہے

با کپی خویاں تہتکہا چہ کرد — با نبی رُویاں تنسکہا چہ کرد

بندر خصلت لوگوں کے ساتھ پردہ دری نے کیا کیا؟ — نبی خصال لوگوں کے ساتھ عبادات نے کیا کیا؟

در عمارتہا سگانند و عقور — در خرابیہاست گنجِ عزّ و نور

عمارتوں میں کتے ہیں اور کٹ کھنے کتے — ویرانوں میں عزت اور نور کا خزانہ ہے

گر نبودے ایں بزوغ اندر کسوف — گم نکردے راہ چندیں فیلسوف

اگر یہ طلوع (سورج) گرہن میں نہ ہوتا — تو اتنے فلاسفر راہ گم نہ کرتے

زیرکان و مُوشگافانِ دہی — دیدہ بر خرطوم داغِ ابلہی

ذہین اور عقلمند باریک بینوں نے — بیوقوفی کا داغ، ناک پر دیکھ لیا

قصۂ فقیر روزی طلب بے واسطۂ کسب و رنج

اُس فقیر کا قصہ جو بغیر کمائی اور مشقت کے روزی طلب کرتا تھا

آں یکے بیچارۂ مُفلس ز درد — کز بے چیزی ہزاراں زخم خورد

ایک بے چارہ مفلس درد سے — جس نے بے سروسامانی کی وجہ سے ہزاروں تکالیف برداشت کی تھیں

لابہ کردے در نماز و در دُعا — کاے خداوند و نگہبانِ رُعا

نماز اور دعا میں خوشامد کرتا — کہ اے خداوند اور گلّہ کے محافظ!

بے ز جہدے آفریدی مرا — بے فنِ من روزیم دہ زیں سرا

تو نے مجھے بغیر مشقت کے پیدا کیا — اس دنیا سے بغیر ہنر کے مجھے روزی عطا کر

پنج گوہر دادیم در دُرجِ سر — پنج حسِ دیگرے ہم مستتر

تو نے مجھے سر کی ڈبیہ میں پانچ موتی عطا کیے — دوسرے پانچ حواس باطنی بھی

باصرہ، سامعہ، شامّہ، ذائقہ، لامسہ، پنج حس۔ حِسِ مشترک، خیال، وہم، حافظہ، متخیلہ۔

چاشِ۔ جسم پھولوں کا ڈھیر ہے اور فکر اُس کا عرق ہے، یہ تعجب کی بات ہے کہ عرقِ گلاب، گلاب کا انکار کرے۔ آز کپی۔ کفران کی بُرائی اور شکر کی تعریف ہے، خدا کرے ناسپاس لوگ گھاس کے تنکے تک سے محروم ہوں اور شکر گزاروں پر علوی چیزیں نثار ہو جائیں۔ آں لجاج۔ ناسپاسی بندروں کی خصلت ہے اور شکر گزاری انبیاء کا طریقہ ہے منہاج۔ راستہ۔

باکپی خویاں۔ ناشکر گزار دنیا میں بھی رُسوا ہوئے اور آخرت میں بھی۔ تنسکہا۔ شکر گزاروں کے مراتب بلند ہوئے۔ در عمارتہا۔ جو تن پرور ہیں وہ کتے اور کٹکھنے کتے ہیں اور جن لوگوں نے مجاہدات میں بدن کو ویران کیا ہے ان کی روح میں نور اور عزت کا خزانہ ہے۔ گر نبودے۔ اگر یہ خزانے چھپے ہوئے نہ ہوتے تو فلاسفر گمراہ نہ ہوتے، اُس کو سمجھنے کے لیے عقلِ دین کی ضرورت ہے۔ زیرکان۔ جو محض عقلِ دنیا رکھتے ہیں اُن کی بیوقوفی نمایاں ہو گئی۔ دہی۔ داہی، چالاک۔

قصہ۔ اس قصے میں عقلِ دنیاوی کی بیوقوفیاں واضح کی ہیں۔ تفصد یعنی درد سے نماز اور دعا میں عاجزی کرتا تھا۔ رُعا۔ گلّہ۔ بے ز جہدے۔ انسان کی پیدائش میں انسان کے کسب کا کوئی دخل نہیں ہے لہٰذا اسی طرح مجھے دنیا میں زندہ باقی رکھ اور بغیر کسب کے روزی عنایت کر۔ پنج گوہر۔

Presented by www.ziaraat.com

لَا یَعُدُّ ایں داد و لَا یُحصٰی زتو — من کلیلم[1] از بیانش شرم رُو
تیری عطا لاتعداد اور بے شمار ہے — میں اُس کے بیان سے عاجز اور شرمندہ ہوں

چونکہ در خلاقیم تنہا توئی — کارِ رزاقیم کُن تو مستوی
جبکہ میرے پیدا کرنے میں تو تنہا ہے — میری رزق رسانی کے کام کو درست کردے

سالہا زُو ایں دُعا بسیار شُد — عاقبت زاری اُو برکار شُد
اُس کی جانب سے یہ دُعا سالوں بہت ہوئی — بالآخر اُس کی عاجزی کار آمد ہوگئی

ہمچو آں شخصے کہ روزیِ حلال — از خدا میخواست بے کسب و کلال
اُس شخص کی طرح جو حلال روزی — خدا سے بغیر کمائے اور تھکن کے چاہتا تھا

گاو آوردش سعادت عاقبت — عہدِ داؤدِ لدُنّی معدلت
بالآخر نیک بختی اُس کے پاس بیل لے آئی — (حضرت) داؤدؑ کے زمانہ میں جو خدائی انصاف والے تھے

ایں مُتیّم نیز زاریہا نمُود — ہم زمیدانِ اجابت گُو رَبُود
اِس دردمند نے (بھی) عاجزیاں دکھائیں — یہ بھی قبولیت کے میدان سے گیند جیت لے گیا

گاہ بدظن می شُدے اندر دُعا — از پئے تاخیرِ پاداش و جزا
کبھی دعا کے دوران بدظن ہوجاتا — بدلہ اور جزا کی تاخیر کی وجہ سے

باز ارجائے خداوند کریم — در دلش بشار گشتے و زعیم
پھر خداوند کریم کا امید دلانا — اُسکے دل کو خوشخبری دینے والا اور ذمہ دار بن جاتا

چوں شُدے نومید در جہد از کلال — از جنابِ حق شنیدے کہ تعال
جب محنت میں تھکن کی وجہ سے ناامید ہوتا — اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے سنتا، آجا

خافض[2] ست و رافعست ایں کردگار — بے ازیں دو برنیاید ہیچ کار
خدا پست کرنے والا اور بلند کرنے والا ہے — اِن دو کے بغیر کوئی کام نہیں بنتا

خفضِ[3] ارضی بین و رفعِ آسماں — بے ازیں دو نیست دورانش ایفلاں
زمین کی پستی اور آسمان کی بلندی کو دیکھ — اے فلاں! اِن دو کے بغیر اُسکی گردش نہیں ہے

خفض و رفعِ ایں زمیں نوعِ دگر — نیم سالے شورہ نیمی سبز و تر
اِس زمین کی پستی اور بلندی دوسرے قسم کی بھی ہے — نصف سال شور اور نصف سال سبز و تر ہے

خفض و رفعِ روزگارِ باکرب — نوعِ دیگر نیم روز و نیم شب
پُر مصائب زمانہ کی پستی اور بلندی — دوسری قسم کی ہے آدھا دن ہے اور آدھا رات ہے

---

[1] کلیں۔ درماندہ۔ برکار شُد۔ دعا مقبول ہوگئی۔ آں شخصے اُس شخص کا قصہ دفترِ سوم میں مذکور ہے۔ کلال۔ تھکن۔ گاؤ۔ اُس شخص کے گھر میں خود بیل گھس آیا تھا۔ لدُنّی معدلت۔ خدائی انصاف والا۔ متیم۔ فریفتہ عاشق۔ گاہ بدظن۔ دعا کے دور میں اُس پر مختلف کیفیتیں گذر رہی تھیں۔ ارجا۔ امید دلانا۔ بشار۔ خوشخبری دینے والا۔ زعیم۔ کفیل۔ تعال۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے الہام ہوتا کہ "آجا" دعا کر قبول ہوگی۔

[2] خافض۔ چونکہ پہلے شعر میں متضاد کیفیتوں کا ذکر تھا اب ذکر کرتے ہیں کہ عالم میں متضاد کیفیتیں حکمت کی بنا پر ظہور پذیر ہوتی ہیں حضرت حق تعالیٰ پست بھی کرتا ہے اور بلند بھی کرتا ہے، دنیا کے کام دونوں صفتوں سے مکمل ہوتے ہیں۔

[3] خفض۔ زمین کو پست کیا اور آسمان کو بلند کیا تب ہی دورانِ فلک ہوسکا خفض و رفع۔ یہ دونوں صفتیں دو چیزوں میں ہی نہیں بلکہ ایک چیز میں دونوں کا ظہور ہے، جو زمین ہے شورہ زمین پست ہوتا ہے سرسبز ہونا اُس کا بلند ہونا ہے روزگار۔ زمانہ کا پست اور بلند ہونا رات اور دن کا ہونا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

خفض و رفعِ ایں مزاجِ ممتزج ۱ — گاہ صحت گاہ رنجوریِ مُضج
اس مرکب مزاج کی پستی اور بلندی — کبھی صحت، کبھی شور کرنے والی بیماری

ہمچنیں داں جملہ احوالِ جہاں — قحط و خصب و صلح و جنگ و افتتاں
دنیا کے سب احوال اسی طرح سمجھ لے — قحط اور ارزانی اور صلح اور جنگ اور فتنوں میں پڑنا

ایں جہاں با ایں دو پر اندر ہواست — زیں دو جانہا موطنِ خوف و رجاست
یہ عالم انہی دو پروں سے ہوا میں ہے — انہی دونوں سے جانیں خوف اور امید کا مقام ہیں

تا جہاں لرزاں بود مانندِ برگ — در شمال و در سموم و بعث و مرگ
تاکہ جہان پتے کی طرح لرزتا رہے — شمالی ہواؤں اور لوؤں میں اور حیات اور موت میں

۲ تا خُمِ یک رنگیِ عیسیٰ ما — بشکند نرخِ خُمِ صد رنگ را
تاکہ ہمارے عیسیٰ کا یک رنگی کا مٹکا — سو رنگ والے مٹکے کے نرخ کو سستا کر دے

کاں جہاں ہمچو نمکسار آمدست — ہر چہ آنجا رفت بے تلویں شدست
کیونکہ وہ جہان نمک کی کان کی طرح ہے — جو وہاں گیا، وہ بے رنگت ہو گیا

خاک را بیں خلقِ رنگا رنگ را — می کند یک رنگ اندر گورہا
مٹی کو دیکھ، رنگا رنگ مخلوق کو — قبروں میں ایک رنگ کر دیتی ہے

ایں نمکسارِ جسومِ ظاہر است — خود نمکسارِ معانی دیگر است
یہ ظاہری جسموں کی کانِ نمک ہے — باطنی چیزوں کی کانِ نمک دوسری ہے

۳ ایں نمکسارِ معانی معنویست — از ازل آں تا ابد اندر نویست
باطنی اشیاء کی کانِ نمک، باطنی ہے — ازل سے ابد تک تازگی میں ہے

ایں نوی را کہنگی ضدش بود — آں نوی بے ضد و بے ند و عدد
اس تازگی کی، کہنگی ضد ہے — وہ تازگی بغیر ضد اور بغیر مقابل اور عدد کے ہے

آں چناں کز صقلِ نورِ مصطفےٰ — صد ہزاراں نوعِ ظلمت شد ضیا
جیسے کہ مصطفیٰؐ کے نور کی چمک سے — لاکھوں قسم کی تاریکیاں روشنی بن گئیں

از جہود و مشرک و ترسا و مُغ — جملگی یک رنگ شد زاں الپ الُغ
یہودی اور مشرک اور نصرانی اور مجوسی — اس بزرگ کے ذریعہ سب یک رنگ ہو گئے

آنحضورؐ کے نور سے مختلف قسم کے کفر کی تاریکیاں ایک قسم کے نور میں تبدیل ہوگئیں۔ مُغ۔ آتش پرست۔ الپ الُغ۔ دلیر و بزرگ۔

۱ مزاج۔ انسانی مزاج کی پستی اور بلندی اس کی بیماری اور صحت ہے۔ مُضج۔ شور کرنے والا۔ ہمچنیں۔ دنیا کے احوال کو اسی طرح سمجھو قحط بھی ہے اور ارزانی بھی، صلح بھی ہے اور جنگ و فتنوں میں مبتلا ہونا بھی ہے۔ ایں جہاں۔ عالم کا بقا انہی متضاد کیفیتوں سے ہے اور جانوں میں امید و بیم انہی کی وجہ سے ہے۔ تا جہاں۔ امید و بیم کی وجہ سے دنیا لرزتی رہتی ہے اور اس پر مختلف کیفیتیں طاری ہوتی ہیں۔
۲ تا خم۔ دنیا میں متضاد کیفیتیں اس لئے پیدا کی گئی ہیں تاکہ عالم آخرت کی قدر ہو کیونکہ وہ راحت کی جگہ ہے [illegible] نہیں ہیں۔ عیسیٰ [illegible] مراد حضرت حق تعالیٰ ہے۔ خم صد رنگی۔ عالم دنیا۔ نمکسار۔ نمک کی کان میں جو چیز پہنچ جاتی ہے وہ نمک ہی بن جاتی ہے۔ خاک۔ قبر عالم آخرت کی ابتدا ہے وہاں پہنچ کر بھی نیرنگی ختم ہو جاتی ہے۔ ایں۔ ظاہر جسموں کے لئے نمک کی کان ہے۔ نمکسار معانی۔ ارواح کا نمکسار عالم آخرت ہے۔
۳ ایں نمکسار۔ عالم آخرت میں نیا پرانا نہیں ہے بلکہ وہاں ہر چیز نئی ہے کیونکہ نئے پن کے بعد پرانا ہونا بے رنگی ہے۔ ایں نوی۔ دنیا میں نئے پن کے بعد کہنگی آجاتی ہے۔ آں چناں۔ عالم آخرت کی یک رنگی اس طرح کی ہوگی جیسے [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

صد ہزاراں سایہ[۵۱] کوتاہ و دراز — شُد یکے در نورِ آں خورشید راز

لاکھوں چھوٹے اور بڑے سائے — اُس معنوی سورج کی روشنی میں ایک ہوگئے

نے درازی ماند و نے کوتہ نہ پہن — گونہ گونہ سایہ در خورشید رہن

نہ درازی رہی اور نہ کوتاہی نہ چوڑا پن — قسم قسم کے سائے سورج میں رہن ہوگئے

لیک یکرنگی کہ اندر محشر ست — بر بد و بر نیک کشف و ظاہر ست

لیکن وہ یک رنگی جو محشر میں ہے — بد پر اور نیک پر واضح اور ظاہر ہے

کہ معانی آں جہاں صورت شود — نقشہائے ما در خورِ خصلت شود

کیونکہ مخفی چیزیں اُس عالم میں ظاہر ہوجائیں گی — ہماری صورتیں عادت کے مطابق ہوجائیں گی

گردد آنگہ فکر نقشِ نامہا — ایں بطانہ روئے کارِ جامہا

اُس وقت فکر خطوں کی تحریر بنجائے گا — یہ اُستر کپڑوں کا اَبرا (بن جائے گا)

ایں[۵۲] زماں سرہا مثالِ گاوِ پیس — دوکِ نطق اندر ملل صد رنگ ریس

اِس وقت راز، چکبرے بیل کی طرح ہیں — گویائی کا تکلا مذہب میں سو رنگ کاتنے والا ہے

نوبتِ صد رنگی ست و صد دلی — عالمِ یک رنگ کے گردد جلی

صد رنگی اور صد دلی کا وقت ہے — یک رنگ عالم کب ظاہر ہوگا؟

نوبتِ زنگی ست و رومی شد نہاں — ایں شب ست و آفتاب اندر رہاں

حبشی کا زمانہ ہے اور رومی پوشیدہ ہوگیا ہے — یہ رات ہے اور سورج قید میں ہے

نوبتِ[۵۳] گرگ ست و یوسف زیرِ چاہ — نوبتِ قبطی ست و فرعون ست شاہ

بھیڑیئے کا زمانہ ہے اور یوسف کنوئیں میں ہے — قبطی کا دور دورہ ہے اور فرعون بادشاہ ہے

تا ز رزقِ بے دریغ و خیرہ خند — ایں سگاں را حصہ باشد روز چند

تاکہ بے روک ٹوک رزق اور بیہودہ ہنسی — چند روز ان کتوں کا حصہ ہے

در درونِ بیشہ شیراں منتظر — تا شود امرِ تعالوا منتشر

کچھار میں شیر منتظر ہیں — تاکہ "آجاؤ" کا حکم پھیل جائے

پس بروں آیند آں شیراں ز مرج — بے حجابے حق نماید دخل و خرج

تو چراگاہ سے وہ شیر باہر آئیں گے — اللہ بغیر پردے کے حساب آمد و خرچ کردے گا

جوہرِ انساں بگیرد برّ و بحر — پیسہ گاواں بسملانِ روزِ نحر

انسان کا جوہر برّ و بحر پر قبضہ کرے گا — چکبرے بیل قربانی کے دن ذبح ہوں گے

۵۱ سایہ - کفر کی تاریکی۔ نے درازی۔ ان کفروں کا تفاوت ختم ہوگیا۔ لیک۔ عالمِ آخرت کی یکرنگی پوشیدہ ہے لیکن حشر کی یک رنگی سب پر ظاہر ہوجائے گی۔ کہ معانی۔ وہاں پر معنوی چیز ظاہری صورت اختیار کرے گی۔ گردد۔ وہاں پہنچکر اُستر جو اندر کی چیز ہے اَبرا بن جائے گا جو ظاہر ہے۔ بطانہ اُستر روئے کار جامہ۔ ابرا۔

۵۲ ایں زماں۔ اخروی باتیں اِس دنیا میں چکبرے جانور کی طرح ہیں کہ اُس میں مختلف رنگ ہوتے ہیں یعنی اخروی باتوں کے بارے میں مختلف قسم کے خیالات ہیں اور مذہبی باتوں میں زبان کا تکلا مختلف رنگ کا دھاگا کاتتا ہے۔ عالمِ یک رنگ۔ عالمِ آخرت۔ نوبت زنگی۔ اِس دنیا میں حقائق پوشیدہ ہے۔ زنگی۔ یعنی بدرنگی۔ رومی۔ یعنی خوش رنگی۔ رہاں۔ گروی۔

۵۳ نوبت گرگ یعنی باطل غالب اور حق مغلوب ہے۔ تا۔ یہ خفا اس لئے ہے کہ اہلِ باطل بھی کچھ دن مزے اُڑالیں۔ در درون۔ حقائق مخفی ہیں اور ظاہر ہونے میں حکم کے منتظر ہیں۔ مرج۔ چراگاہ۔ دخل و خرج۔ جمع و خرچ۔ یعنی حق کا غلبہ ہوجائے گا اور باطل فنا ہوجائے گا۔ روزِ نحر۔ قیامت کا دن عید کا دن ہوگا۔ جس میں مومن خوشی منائیں گے اور کفار ہلاک ہوں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

روزِ نحرِ رستخیزِ سہمناک | مؤمناں را عید و گاواں را ہلاک
خوفناک قیامت کا قربانی کا دن | مومنوں کی عید اور بیلوں کی ہلاکت ہے

جملۂ[۱] مرغانِ آب آں روزِ نحر | ہمچو کشتیہا رواں بر روئے بحر
پانی کے سب پرندے اُس قربانی کے دن | سمندر پر کشتیوں کی طرح رواں ہوں گے

تا کہ یَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَة | تا کہ يَنْجُوا مَنْ نَجَا وَاسْتَيْقَنَه
تاکہ جو ہلاک ہو وہ گواہوں کے ذریعہ ہلاک ہو | تاکہ نجات پائے جو نجات پانے والا اس حال میں کہ اُس دن کا یقین ہو

تا کہ بازاں جانبِ سلطاں روند | تا کہ زاغاں سوئے گورستاں روند
تاکہ باز، شاہ کی جانب روانہ ہوں | تاکہ کوے قبرستان کی جانب جائیں

کاستخوان و اجزائے سرگیں ہمچو ناں | نقلِ زاغاں آمدست اندر جہاں
کیونکہ ہڈیاں اور گوبر کے اجزاء روٹی کی طرح | دنیا میں کوؤں کی غذا بنے ہیں

قندِ[۲] حکمت از کجا زاغ از کجا | کرمِ سرگیں از کجا باغ از کجا
کہاں دانائی کی شکر کہاں کوا؟ | کہاں گوبر کا کیڑا کہاں چمن؟

نیست لائق غزوِ نفسِ مردِ غر | نیست لائق عود و مشک و کونِ خر
بزدل مرد کا نفس جہاد کے لائق نہیں ہے | عود اور مشک، گدھے کی مقعد کے مناسب نہیں

چوں غزا ندہد زناں را ہیچ دست | کے دہد آنکہ جہادِ اکبرست
جبکہ زنانوں کو جہاد کا موقع نہیں | تو جہاد اکبر کا کیا موقع ہے؟

جز بنادر در تنِ زن رستمے | گشتہ باشد خفیہ ہمچوں مریمے
سوائے نادر کے عورت کے جسم میں کوئی بہادر | پوشیدہ ہو (حضرت) مریمؑ کی طرح

آنچناں[۳] کہ در تنِ مرداں زناں | خفیہ اند و ماندہ از ضعفِ جناں
جیسے کہ مردوں کے جسم میں عورتیں | پوشیدہ ہیں اور وہ قلبی کمزوری کی وجہ سے عاجز ہیں

آنجہاں صورت شود در مادگی | ہر کہ در مردی ندید آمادگی
(وہ) اُس عالم میں مادہ کی صورت میں ہوگا | جس نے مردانگی پر آمادگی نہ دیکھی ہو

روزِ عدل و عدل و داد اندر خورست | کفش را آں پا کلاہ آں سرست
(وہ) انصاف کا دن ہے اور انصاف اور عطا مناسب ہیں | جوتا پاؤں کی ملکیت اور ٹوپی سر کی ملکیت ہے

تا بمطلب در رسد ہر طالبے | تا بغرب خود رود ہر غاربے
تاکہ ہر طالب مطلوب تک پہنچ جائے | تاکہ ہر غروب ہونیوالا اپنے غروب کو پہنچ جائے

---

۱ جملۂ مرغاں۔ مومنوں کی مثال دریائی پرندوں کی سی ہوگی جو سمندر کی سطح پر تیرتے ہیں گے وہ پل صراط پر آرام سے گذر جائیں گے۔ تاکہ۔ حقائق اس لئے واضح کئے جائیں گے کہ نجات اور ہلاکت پورے ثبوت کے ساتھ ہو۔ بازاں۔ نجات پانے والے۔ زاغاں۔ بد باطن لوگ۔ کا سخواں۔ ان کوؤں کی جو غذا دنیا میں تھی وہی آخرت میں ہوگی۔

۲ قندِ حکمت۔ دانائی اور کوے، گبریلے اور چمن میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔ نیست۔ جہاد اور بزدل، عود و مشک اور گدھے کی مقعد میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ چوں بموئے کے نزدیک کافروں سے جہاد جہادِ اصغر اور نفس سے جہاد جہادِ اکبر ہے۔ مریمؑ۔ حدیث شریف ہے مرد تو بہت سے کمل ہوئے عورتوں میں صرف حضرت مریمؑ اور حضرت آسیہؑ کمل ہوئیں اور حضرت عائشہؓ کو عورتوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جسطرح تمام کھانوں میں ثرید افضل ہے۔

۳ آنچناں۔ بہت سے مرد جو زنانہ صفت ہیں آخرت میں انکی صفت واضح ہوجائے گی۔ روزِ عدل۔ عالم آخرت میں قیامت کا دن انصاف کا دن ہوگا وہاں پاؤں جوتا پہنے گا اور سر ٹوپی اوڑھیگا۔ تا بمطلب۔ تاکہ ہر طالب کو اُس کا مطلوب مل جائے اور ہر انسان اپنے صحیح

نیست[۵۱] ہر مطلوب از طالب دریغ — جفتِ تابش شمس و جفتِ آب میغ

کوئی مطلوب، طالب سے ممنوع نہیں ہے — تپش کا جوڑا سورج اور پانی کا جوڑا ابر ہے

ہست دنیا قہر خانہ کردگار — قہر بیں چوں قہر کردی اختیار

دنیا اللہ (تعالیٰ) کا قہر خانہ ہے — جب تو نے ظلم کرنا اختیار کیا قہر کو (بھی) دیکھ

استخوان و موئے مقہوراں نگر — تیغِ قہر افگندہ اندر بحر و بر

قہر میں مبتلا لوگوں کی ہڈیاں اور بال دیکھ — قہر کی تلوار نے انکو سمندر اور خشکی میں بکھیر دیا ہے

پر و بالِ مرغ بیں بر گردِ دام — شرحِ قہرِ حق کنندہ بے کلام

جال کے چاروں طرف پرندے کے پر و بال دیکھ — جو اللہ تعالیٰ کے قہر کی بغیر لفظوں کے شرح کر رہے ہیں

مرد[۵۲] او بر جائے خرپشتہ نشاند — وانکہ کہنہ گشت پشتہ ہم نماند

وہ مرگیا جگہ پر بڑا ڈھیر چھوڑ گیا — اور جو پرانا ہوگیا ڈھیر بھی نہ رہا

ہر کسے را جفت کردہ عدلِ حق — پیل را با پیل و بق را جنسِ بق

اللہ کے انصاف نے ہر چیز کا جوڑ لگا دیا ہے — ہاتھی کا ہاتھی سے، اور مچھر کا مچھر کی جنس سے

مونسِ احمد بمجلس چار یار — مونسِ بوجہل عتبہ و ذوالخمار

احمدؐ کی مجلس میں چار یار دوست ہیں — ابوجہل کے دوست، عتبہ اور ذوالخمار ہیں

کعبۂ جبریل و جانہا سدرہ[۵۳] — قبلۂ عبد البطوں شد سفرہ

جبرئیل اور روحوں کا قبلہ سدرہ ہے — پیٹ کے بندوں کا قبلہ دسترخوان ہے

قبلۂ عارف بود نورِ وصال — قبلۂ عقلِ مفلسف شد خیال

عارف کا قبلہ وصال کا نور ہے — فلسفی کی عقل کا قبلہ وہم ہے

قبلۂ زاہد بود یزدانِ بر — قبلۂ مطمع بود ہمیانِ زر

زاہد کا قبلہ محسن خدا ہے — لالچی کا قبلہ سونے کی ہمیانی ہے

قبلۂ مردانِ حق اعمالِ نیک — قبلۂ نااہل جہلِ مرد ریگ

مردانِ خدا کا قبلہ نیک اعمال ہیں — نااہل کا قبلہ ذلیل جہل ہے

قبلۂ معنی وراں صبر و درنگ — قبلۂ صورت پرستاں نقشِ سنگ

اہلِ باطن کا قبلۂ صبر اور سکون ہے — ظاہر پرستوں کا قبلۂ پتھر کا نقش ہے

زاہد۔ زاہد کا مقصود خدا ہے اور لالچی انسان کا مقصود دولت ہے۔ قبلۂ مرداں۔ جو خدا پرست ہیں ان کا مطمحِ نظر نیک اعمال ہیں۔ معنی وراں۔ اہلِ باطن۔ نقشِ سنگ۔ پتھر کی مورتی۔

۵۱ نیست۔ اللہ کے یہاں انصاف ہے ہر طالب کو اس کا مطلوب مل جاتا ہے۔ تپش کا مطلوب سورج اور پانی کا مطلوب ابر ہے۔ ہست دنیا۔ دنیا میں بھی حضرت حق تعالیٰ کے قہر کا ظہور ہوتا ہے۔ جب انسان ظلم کرتا ہے تو اس پر قہرِ خداوندی نازل ہوتا ہے۔ مقہوراں۔ جن پر قہرِ خداوندی نازل ہوا ہے ان کا انجام دیکھ لو۔ پر و بال۔ جال میں پھندے ہوئے پرندے کے جو پر و بال جال کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں وہ اس کے مقہور ہونے کی زبانِ حال سے شرح کرتے ہیں۔

۵۲ مرد۔ جن پر قہرِ خداوندی ہے مرنے کے بعد صرف قبر کی مٹی کا ڈھیر ان کا نشان رہ جاتا ہے اور وہ بھی چند دن بعد مٹ جاتا ہے۔ ہر کسے۔ جس شخص کو جس شخص سے مناسبت ہوتی ہے قدرت اس کا جوڑ اس سے لگا دیتی ہے۔ احمد۔ آنحضورؐ کا جوڑ ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم سے لگایا۔ عتبہ۔ مکہ کا مشہور کافر سردار تھا جو جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ ذوالخمار۔ ایک کاہن تھا، اپنا منہ ڈھکے رہتا تھا اس لئے وہ "اوڑھنی والا" کے نام سے مشہور تھا۔

۵۳ سدرہ۔ بیری کا درخت جو ساتویں آسمان پر ہے اور وہ مخلوق کے علم اور حضرت جبریلؑ کا منتہیٰ ہے۔ عبد البطوں۔ پیٹو انسان۔ سفرہ۔ دسترخوان۔ قبلہ۔ باخدا انسان نور وصال کا طالب ہے اور فلسفی کا مقصود وہم ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

قبلۂ باطن نشیناں ذوالمنن ۔۔۔ قبلۂ ظاہر پرستاں روئے زن

خلوت گزینوں کا قبلہ، خدا ہے ۔۔۔ ظاہر پرستوں کا قبلہ، عورت کا چہرہ ہے

قبلۂ عاشق حق آمد اے پسر ۔۔۔ قبلۂ باطل بلیس ست اے پدر

اے بیٹا! عاشق کا قبلہ، خدا ہے ۔۔۔ اے باوا! باطل کا قبلہ، شیطان ہے

قبلۂ فرعون نیلے سر بسر ۔۔۔ قبلۂ خربندہ چہ بود کون خر

فرعون کا قبلہ، سراسر نیل رو ہے ۔۔۔ گدھے والے کا قبلہ کیا ہوگا، گدھے کی مقعد!

ہمچنیں برمی شمر تازہ و کہن ۔۔۔ در ملولی رو تو کار خویش کن

اسی طرح نئے اور پرانے کو شمار کرلے ۔۔۔ اور اگر تو تنگ دل ہے، جا اپنا کام کر

رزق ما در کاس زریں شد عقار ۔۔۔ واں سگاں را آب تتماج و تغار

ہمارا رزق، زریں پیالہ میں شراب ہے ۔۔۔ اُن کتوں کیلئے تتماج اور تغار کا پانی ہے

لائق آں کہ بُد او خود دادہ ایم ۔۔۔ در خور آں رزق او بفرستادہ ایم

جس کے وہ لائق تھا وہ ہم نے خود دے دیا ۔۔۔ اس کے لائق ہم نے رزق بھیج دیا ہے

عاشق ناں ساختیم آں خواجہ را ۔۔۔ سیر از جاں ساختیم ایں راچرا

اُن صاحب کو ہم نے روٹی کا عاشق بنا دیا ہے ۔۔۔ اس کو ہم نے جان سے بیزار کر دیا ہے کیوں؟

خوئے آں را عاشق ناں کردہ ایم ۔۔۔ جان ایں را مست جاناں کردہ ایم

ہم نے اُسکی عادت کو روٹی کا عاشق بنا دیا ۔۔۔ اس کی جان کو جاناں کا مست بنا دیا ہے

چونکہ بخوئے خود خوشی و خرمی ۔۔۔ پس چرا از خورد خویت می رمی

جبکہ تو اپنی عادت پر خوش و خرم ہے ۔۔۔ تو پھر اپنی عادت کے مناسب سے تو کیوں بھاگتا ہے؟

مادگی خوش آیدت چادر بگیر ۔۔۔ رستمی خوش آیدت خنجر بگیر

تجھے زنانہ پن پسند ہے، تو چادر لے لے ۔۔۔ تجھے رستمی بھلی لگتی ہے، خنجر تھام لے

غازیی خوش آیدت جوشن بپوش ۔۔۔ ور بحیزی مائلی رو کوں فروش

تجھے جہاد اچھا لگتا ہے، زرہ پہن لے ۔۔۔ اگر تو ہیجڑے پن پر مائل ہے، جا مقعد بیچ

ایں سخن پایاں ندارد آں فقیر ۔۔۔ گشتہ است از زخم درویشی عقیر

اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، وہ فقیر ۔۔۔ محتاجی کے زخم سے زخمی ہوگیا ہے

۱ باطن نشین۔ خلوت گزین۔ بلیس۔ ابلیس۔ قبلۂ فرعون فرعون کا مطلوب دنیا اور دنیا نیل ہے۔ گدھے والے کا مقصد گدھے کا مقصد ہے۔ قمر یعنی خلو یا اور مثالوں کو شمار کرے۔ کار خویش۔ اپنے کام میں لگ یہ تیرا کام نہیں ہے۔ عقار۔ شراب یعنی مضامین عالیہ جن میں سے ایک مضمون یہ بھی ہے۔

۲ سگاں۔ دنیادار۔ آب تتماج یعنی آش تتماج جو تتماج (ایک ترش پھل) سے تیار کیا جاتا ہے۔ مراد دنیوی لذتیں۔ لائق۔ پھر پہلے مضمون کی طرف رجوع کیا ہے۔ عاشق۔ ایک کو روٹی کا عاشق بنایا ہے اور ایک کو جان سے بھی بے نیاز بنایا ہے اس کی وجہ ہے۔ خوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک کی باطنی سرشت کو چونکہ اس میں اس کے آثار تھے روٹی کا عاشق کر دیا اور دوسرے کو خدائی مست بنا دیا چونکہ اس میں اس کے آثار تھے۔

۳ چونکہ۔ جب انسان اپنی بری عادتوں پر خوش ہے اور وہی جزاء کا سبب ہے تو اس کے مناسب جزا ہے اس سے کیوں گریز کرتا ہے۔ مادگی جب زنانہ پن پسند ہے تو دوپٹے اوڑھنا بھی پسند کرنا چاہیے سپاہیگیری پسند ہے تو ہتھیار باندھنا بھی پسند ہونا چاہیے۔ جوشن۔ زرہ۔ کون۔ مقعد۔ ایں سخن۔ خدائی انصاف کا بیان۔ عقیر۔ زخمی۔

Presented by www.ziaraat.com

(۱۳)

قصۂ آں گنجنامہ کہ گفتند پہلوئے قبہ رُوی بقبلہ کُن و تیر

اُس گنجنامہ کا قصّہ کہ اُنھوں نے کہا، قبّہ کے پہلو میں قبلہ کو رُخ کر اور تیر

در کمان نہ و بیند از آنجا کہ اُفتد گنجست

کمان میں رکھ اور پھینک، جس جگہ وہ گرے خزانہ ہے

دید در خواب اُو شبے و خواب کُو ــ واقعہ بے خواب صُوفی راست خُو
اُس نے ایک رات کو خواب میں دیکھا، اور خواب کہاں؟ ــ بغیر خواب کے واقعہ (دیکھنا) صوفی کی عادت ہے

ہاتفے[۲] گفتش کہ اے دیدہ تعب ــ رُقعۂ در مشقِ ورّاقاں طلب
ہاتف نے اُس سے کہا اے مشقت جھیلے ہوئے! ــ ایک پرچہ ردّی فروشوں کے مشق (شدہ کاغذوں) میں سے لے

خُفیہ زاں ورّاق کت ہمسایہ است ــ سُوئے کاغذپارہاش آور تو دست
چپکے سے اپنے پڑوسی ردّی فروش کے ــ کاغذ کے ٹکڑوں کی جانب تو ہاتھ بڑھا

رُقعۂ شکلش چناں رنگش چنیں ــ پس بخواں آں را بخلوت اے حزیں
ایک ایسی شکل کا پرچہ جس کا رنگ ایسا ہے ــ اے غمگین! پھر اُس کو تنہائی میں پڑھنا

چوں بدُزدی آں ز ورّاق اے پسر ــ پس بروں رو زانبُہی و شور و شر
اے بیٹا! جب تو اُس کو ردّی فروش سے اڑالے ــ تو مجمع اور شور و شر سے باہر نکل جا

تو بخواں آں را بخود در خلوتے ــ ہیں مجُو در خواندنِ آں شرکتے
تو تنہائی میں اُس کو خود پڑھ ــ خبردار! اُس کے پڑھنے میں شرکت کی جستجو نہ کرنا

ور[۳] شود آں فاش ہم غمگیں مشو ــ کہ نیابد غیرِ تو زاں نیم جو
اور اگر وہ ظاہر بھی ہو جائے تو بھی غمگین نہ ہونا ــ کیونکہ اسمیں تیرے سوا کوئی ادھا آدھا جَو بھی نہیں حاصل کرسکتا

ور کشد آں دیر ہیں زنہار تو ــ وردِ خود کُن دمبدم لَا تَقْنَطُوْا
اور اگر اُس میں دیر لگے خبردار! تو ــ ہر وقت اپنا ورد لَا تَقْنَطُوْا رکھنا

ایں بگفت و دستِ خود آں مُژدہ ور ــ بر دلِ اُو زد کہ رَو زحمت ببر
یہ کہا اور اُس خوشخبری دینے والے نے اپنا ہاتھ ــ اُس کے دل پر رکھدیا کہ جا محنت کر

چوں بخویش آمد زغیبت آں جواں ــ می نگنجید از فرح اندر جہاں
جب وہ جوان غیب سے ہوش میں آیا ــ خوشی سے دنیا میں نہ سماتا تھا

ساکہ اُس کو سکون حاصل ہو. غیبت. نیند اور بیداری کی کیفیت۔

[۱] قصّہ. اُس درویش کو ہاتف نے کہا ردّی فروش کے یہاں ایک پرچہ ہے وہ لے لے۔ اُس نے وہ پرچہ لے لیا تو اُس میں لکھا تھا کہ فلاں قبّہ کے پاس جاکر تیر چلا جہاں وہ تیر گرے اُس جگہ خزانہ مدفون ہے وہ نکال لینا. دید. اُس نوجوان نے خواب میں دیکھا پھر خود مولانا فرماتے ہیں خواب کی حالت نہ تھی بلکہ جس حالت میں اُس نے دیکھا وہ نیند اور بیداری کی درمیانی ایک کیفیت تھی اِسی کو اصطلاح میں واقعہ کہا جاتا ہے جو صوفیا کو پیش آتا رہتا ہے۔

[۲] ہاتف. غیب سے آواز دینے والا. ورّاق. کاغذ فروش مراد ردّی کاغذ فروش ہے۔ رُقعہ. اُس پرچہ کی علامتیں بتائیں حزیں. غمگین. بدزدی. حقیقت میں چوری نہ تھی اِسلئے کہ ردّی کے ٹکڑے کی کوئی قیمت نہیں ہوتی. تو بخواں. پھر اُس کو تنہائی میں بلا شرکتِ غیرے پڑھ تاکہ راز نہ کھلے۔

[۳] ور شود. اِن احتیاطوں کے باوجود اگر راز کھل جائے تو غمگین نہ ہونا کیونکہ وہ خزانہ صرف تجھے ہی مل سکے گا. ورکشد. اگر خزانہ ملنے میں دیر ہو تو مایوس نہ ہونا. لَا تَقْنَطُوْا. تم مایوس نہ ہو. آیتِ کریمہ۔ اب وہ ہاتف نمودار بھی ہوگیا اور اُس نے اُس نوجوان کے سینہ پر ہاتھ رکھدیا

Presented by www.ziaraat.com

زہرۂ اُو بر دریدے از قلق ۔۔۔ گر نبودے رفق و حفظ و لطفِ حق

دھڑکن سے اُس کا پتہ پھٹ جاتا ۔۔۔ اگر خدا کی نرمی اور حفاظت اور مہربانی نہ ہوتی

یک فرح آں کز پسِ ہفصد حجاب ۔۔۔ گوشِ اُو بشنید از حضرت جواب

ایک خوشی یہ کہ سات سو پردوں کے پیچھے سے ۔۔۔ اُس کے کان نے اللہ تعالےٰ کی جانب سے جواب سنا

از حجب چوں حسِ سمعش در گذشت ۔۔۔ شد سر افراز و ز گردوں بر گذشت

جب اُس کے سننے کی حس پردوں سے بڑھ گئی ۔۔۔ وہ سر بلند ہوگیا اور آسمان سے بڑھ گیا

چوں گذارہ شد حسِ سمعش ز حجب ۔۔۔ بر فلک بُرد اُو سر افرازی ز عجب

اُس کے سننے کی حس جب پردوں سے گذر گئی ۔۔۔ خود پسندی سے وہ اپنی سر بلندی کو آسمان پرلے گیا

کے بود کاں حسِ چشمش ز اعتبار ۔۔۔ زاں حجابِ غیب ہم یابد گذار

کب ہوگا کہ اُس کی آنکھ کی حس قوت حاصل کرنے میں ۔۔۔ اُن غیب کے پردوں سے بھی گذر جائے

چوں گذارہ شد حواسش از حجاب ۔۔۔ پس پیاپے گردش دید و خطاب

جب اُس نے حواس پردے سے گذر جائیں ۔۔۔ تو اُسکو پے در پے دیدار اور خطاب حاصل ہوگا

چوں سپاہِ زنگ پنہاں شد ز روم ۔۔۔ تیغ زد خورشید و پیدا شد علوم

جب حبش کا لشکر روم والوں سے چھپ گیا ۔۔۔ سورج نے تلوار چلادی اور علوم پیدا ہوگئے

یک فرح آں کز سؤال آمد خلاص ۔۔۔ خواہدش حاصل شدن آں گنجِ خاص

ایک یہ خوشی کہ سوال سے خلاصی ہوگئی ۔۔۔ اُس کو وہ خاص خزانہ حاصل ہوجائے گا

یک فرح آنکہ نشد ردش دعا ۔۔۔ عاقبت آمد اجابت مر ورا

ایک یہ خوشی کہ اُس کی دعا رد نہ ہوئی ۔۔۔ بالآخر اُس کو قبولیت حاصل ہوگئی

جانبِ دکانِ وراق آمد اُو ۔۔۔ دست میزد اُو بمشقش سو بسو

وہ ردی فروش کی دکان پر آیا ۔۔۔ اُسکے مشق کے کاغذوں پر ادھر اُدھر ہاتھ مارتا تھا

پیشِ چشمش آمد آں مکتوب زود ۔۔۔ با علاماتے کہ ہاتف گفتہ بود

بہت جلد وہ لکھا ہوا کاغذ اُسکی آنکھوں کے سامنے آگیا ۔۔۔ اُن علامتوں کے ساتھ جو ہاتف نے بتائی تھیں

در بغل زد گفت خواجہ خیر باد ۔۔۔ ایں زماں وا میرسم اے اوستاد

اُس نے بغل میں دبالیا کہا جناب خیریت سے رہیں ۔۔۔ اے استاد! میں ابھی واپس آتا ہوں

سلہ وہ پرچہ تلاش کیا اور وہ اُس کو مل گیا۔ خیر باد۔ خدا آپ کو خیریت سے رکھے۔ وا میرسم۔ اِس وقت کام سے میں جارہا ہوں پھر فوراً واپس آجاؤں گا۔

سلہ زہرہ۔ اِس قدر خوش تھا کہ دھڑکن سے پتہ پھٹ جاتا اگر اللہ تعالےٰ اُس کی حفاظت نہ فرماتا۔ یک فرح۔ اُسکی خوشی کی بہت سی وجہیں تھیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اُسکو دعا کا جواب دیا۔ ہفصد۔ سات سو بعض نسخوں میں ہفصد نو سو ہے پردوں کی کثرت مراد ہے۔ کے بود۔ جس طرح اُسکی قوت سامعہ حجابات سے گزر کر سامع بن گئی اسی طرح یہ کب ہوگا کہ اُس کی چشم دل حجابات سے گذر جائے اور اُس کو قلبی مشاہدۂ حق حاصل ہو جائے۔

سلہ چوں گذارہ شد۔ جب سالک کی قوتِ سامعہ اور باصرہ حجابات کو طے کر جاتی ہے تو پھر اُسکو مسلسل اللہ تعالےٰ کی دید اور کلام حاصل ہونے لگتا ہے۔ چوں۔ سالک کی ایک تیسری کیفیت کا ذکر ہے کہ اُسکے قلب پر واردات ہونے لگتی ہیں اُسکو علوم و معارف لدنی حاصل ہونے لگتے ہیں۔ سپاہِ زنگ۔ یعنی اوصاف بشری۔ روم۔ یعنی انوار خداوندی۔ تیغ زد خورشید۔ اب وجودِ حقیقی فنا کی تلوار چلا دیتا ہے اور یہ فانی ہو کر بقا باللہ حاصل کرلیتا ہے اور حضرت حق کی صفتِ جلیہ سے مستفید ہونے لگتا ہے۔

سلہ یک فرح۔ خوشی کی دوسری وجہ یہ تھی کہ اب اُسکو خزانہ مل جائے گا۔ یک فرح آنکہ۔ خوشی کی تیسری وجہ یہ تھی کہ اُس کی دعا مقبول ہوگئی۔ جانب۔ ہاتف کی آواز سننے کے بعد وہ پڑوسی ردی فروش کے یہاں گیا اور اُس

رفت کنجِ خلوتے آں را بخواند — وز تحیر والہ و حیراں بماند

وہ تنہائی کے گوشہ میں گیا، اُس کو پڑھا — اور حیرانی سے سرگشتہ اور ششدر رہ گیا

کہ بدینساں گنج نامہ بے بہا — چوں فتادہ ماند اندر مشقہا

کہ اس طرح سے بے بہا گنجنامہ — مشق کا غذوں میں کیسے پڑا رہ گیا؟

باز اندر خاطرش ایں فکر جست — کز پئے ہر چیز یزداں حافظ ست

پھر اُس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا — کہ خدا ہر چیز کا نگہبان ہے

کے گذارد حافظ اندر اکتناف — کہ کسے چیزے رباید از گزاف

نگہبان، اپنی حفاظت میں کب موقع دیتا ہے، — کہ کوئی آدمی کوئی چیز خواہ مخواہ اڑا لے

گر بیاباں پُر شود زر و نقود — بے رضائے حق جوے نتواں ربود

اگر جنگل سونے اور نقد سے بھر جائے — اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر ایک جو نہیں لیا جا سکتا

ور بخوانی صد صُحُف بے سکتۂ — بے قدر یادت نماند نکتۂ

اگر تو سلوک کتابیں بغیر وقفہ کے پڑھ جائے — تقدیر کے بغیر تجھے ایک نکتہ یاد نہ رہے گا

ور کُنی خدمت نخوانی یک کتیب — علمہائے نادرہ یابی ز جیب

اگر تو خدمت کرے اور ایک کتاب (بھی) نہ پڑھے — تو گریباں میں سے نادر علوم حاصل کرے گا

[۵۲] شد ز جیب آں کفِ موسیٰ ضو فشاں — کاں فزوں آمد ز ماہِ آسماں

(حضرت) موسیٰؑ کا ہاتھ گریبان میں سے نور افشاں ہوگیا — جو آسمان کے چاند سے بڑھ گیا

کانکہ می جُستی ز چرخِ با نہیب — سر بر آورد ست اے موسیٰؑ ز جیب

کہ تو جس چیز کو پُر ہیبت آسمان میں تلاش کرتا تھا — اے موسیٰؑ! وہ گریبان میں سے نمودار ہوگئی ہے

تا بدانی کآسمانہائے سمی — ہست عکسِ مُدرکاتِ آدمی

تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ بلند آسمان — انسان کے علوم کا عکس ہیں

[۵۳] نے کہ اوّل دستِ یزدانِ مجید — از دو عالم پیشتر عقل آفرید

کیا نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ کے دست (قدرت) نے — دونوں جہاں سے پہلے عقل پیدا فرمائی؟

ایں سخن پیدا و پنہانست و بس — کہ نباشد محرمِ عنقا مگس

یہ بات بہت واضح اور مخفی ہے — کیونکہ عنقا کی محرم مکھی نہیں ہے

عقل کامل کی افضلیت جس قدر حسی ہے وہ تو ظاہر ہے اور اُس کا کشفی حصہ اہلِ قال کی سمجھ سے باہر ہے کیونکہ اُس کی اور اہلِ قال کی سمجھ کی مثال عنقا، اور مکھی کی ہے۔

۵۱ وارستگنہ بے بہا اِس قدر قیمتی پرچہ کہ اُس کی قیمت کا اندازہ نہ لگایا جا سکے، ردّی کاغذوں میں کیسے پڑا رہ گیا۔ باز۔ پھر اُس کے دل میں خیال آیا کہ جب اللہ کسی چیز کا محافظ ہو تو غیر مستحق اُسکو کہاں لے جا سکتا ہے۔ گر بیاباں۔ یہ پرچہ تو چھپا ہوا تھا اگر بیابان سونے سے بھرا ہوا ہو جو سب کو نظر آئے تب بھی خدا کی مرضی کے بغیر اُس میں سے ایک دھڑی بھی نہیں لے سکتا۔ ور بخوانی۔ اسباب میں بھی تاثیر خدا ہی پیدا فرماتا ہے ورنہ سبب بیکار رہے۔ ور کُنی۔ اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے بھی مُسبّب کو پیدا فرما دیتا ہے۔

۵۲ شد۔ حضرت موسیٰؑ کا ہاتھ گریبان میں ڈالنے سے چمکنے لگا تھا اور اُن کو یہ دکھا دیا گیا کہ جس نور کو تم آسمان سے طلب کر رہے تھے وہ تمہارے گریبان میں بھی موجود ہے۔ تا بدانی۔ حضرت موسیٰؑ کو گریبان میں سے نور عطا کرنے میں یہ تنبیہ بھی مقصود تھی کہ بلند آسمان بھی انسان کی قوتِ مدرکہ عقل کامل کا عکس یعنی تابع ہے، اِس سے انسان کی آسمانوں پر افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

۵۳ نے کہ۔ بعض احادیث میں ہے۔ "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلُ" سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا۔ عقل سے مراد عقلِ کامل ہے جو معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ایں سخن۔

Presented by www.ziaraat.com

بازسوی قصہ باز آ اے پسر ۱ہ — قصۂ گنج و فقیر آور بسر

اے بیٹا! پھر قصہ کی جانب واپس آجا — خزانہ اور فقیر کا قصہ ختم کر

تمامی قصۂ آں فقیر و نشان جای آں گنج

اُس فقیر کے قصہ کی تکمیل اور اُس خزانہ کی جگہ کا پتا

اندراں رُقعہ نوشتہ بُود ایں — کہ برُونِ شہر گنجے داں دفیں

اُس پرچہ میں یہ لکھا تھا — کہ شہر کے باہر ایک خزانہ مدفون سمجھ

آں فلاں قُبہ کہ در وے مشہد ست — پشتِ اُو در شہر و رُو در فدفد ست

وہ فلاں قُبہ جس میں مزار ہے — جس کی پشت شہر کیطرف اور اگلا حصہ جنگل میں ہے

پُشت با وے کُن تو رُو با قبلہ آر — وانگہاں از قوس تیرے واگذار

تو اُس کی طرف پشت کر اور مُنہ قبلہ کی جانب کر — پھر کمان سے تیر چلا

چوں فگندی تیر از قوس اے سُعاد — برکَن آں موضع کہ تیرت اُوفتاد

اے محبوب! تو جب کمان سے تیر پھینکے — جس جگہ تیر گرے اُس کو کھود

پس ۲ہ کمانِ سخت آورد آں فتیٰ — تیر پرّانید در صحنِ فضا

وہ نوجوان ایک سخت کمان لایا — (اور) میدان کے صحن میں تیر پھینکا

بیل آورد و تبر اُو شاد شاد — کند آں موضع کہ تیرش اُوفتاد

(اور) وہ خوشی خوشی بیلچہ اور پھاوڑا لایا — جس جگہ تیر گرا اُس کو کھودا

کُند شد ہم اُو و ہم بیل و تبر — خود ندید از گنجِ پنہانی اثر

وہ بھی کند ہوگیا اور بیلچہ اور پھاوڑا بھی — (اُس) مخفی خزانہ کا کوئی نشان نہ دیکھا

ہمچنیں ہر روز تیر انداختے — لیک جای گنج را نشناختے

وہ روزانہ اسی طرح تیر پھینکتا — لیکن خزانہ کی جگہ نہ پہچانتا

۳ہ چونکہ ایں را پیشہ کرد اُو بر دوام — فجفجے در شہر اُفتاد و عوام

چونکہ اُس نے مستقل یہ پیشہ بنا لیا — شہر اور عوام میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں

فاش شُدن خبر آں گنج و رسیدن بگوشِ پادشاہ

اُس خزانہ کی خبر کا پھیلنا اور بادشاہ کے کان میں پہنچنا

ہر کسے در گفتگوی اُو فتاد — کاینچنیں بازی نباشد در نہاد

ہر شخص ایک بات کہنے لگا — کہ اس طرح کا کھیل (کسی کی) طبیعت میں نہیں ہوتا

۱ہ باز۔ لہٰذا اس بحث کو ختم کرکے اسی فقیر اور خزانہ کا قصہ شروع کرنا چاہئے۔ اندراں وہ پرچہ جو اُس کو ردّی فروش کی دکان سے ملا تھا اُس میں لکھا تھا کہ شہر سے باہر ایک خزانہ مدفون ہے۔ مَشہد۔ مزار۔ فدفد۔ جنگل، ہموار زمین۔ سُعاد عرب کی ایک مشہور محبوبہ کا نام ہے یہاں مطلقاً محبوب کے معنیٰ میں ہے۔

۲ہ پس کمان۔ مطلب تو یہ تھا کہ تیر کمان میں رکھکر بغیر چلّہ کھینچے چھوڑنا وہ سخت قسم کی کمان لایا اور زور سے چلّہ کھینچکر تیر چلایا اسی لئے اُس کو پریشانی ہوئی۔ کند۔ کھودتے کھودتے وہ بھی تھک گیا اور بیلچہ اور تیر بھی کُند ہوگیا یعنی۔ وہ روزمرّہ زور سے تیر چلاتا اور تیر گرنے کی جگہ کو کھودتا لیکن خزانہ کا کوئی نشان نہ ملتا۔

۳ہ چونکہ۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ شخص روز یہ کام کررہا ہے تو انہیں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ فاش شدن۔ مشہور ہوجانا۔ کاینچنیں۔ اِس کا کام کوئی کھیل تو نہیں ہے بلکہ اِس کے کام میں کوئی خاص راز ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ہر کسے در گفتگوئے فاسدے — ہر طرف بر خاستش یک حاسدے

ہر شخص ایک بیہودہ بات میں — ہر جانب اُس کا ایک حاسد پیدا ہوگیا

پس[1] خبر کردند سلطاں را ازیں — آں گروہے کہ بُدند اندر کمیں

پھر اُنھوں نے اِس کی بادشاہ کو خبر دی — اُن لوگوں نے جو گھات میں تھے

عرض کردند آں سخن را زیر دست — کہ فلانے گنجنامہ یافت ست

اُنھوں نے وہ بات مخفی طور پر کہدی — کہ فلاں کو گنجنامہ ملا ہے

چوں شنید آں شخص کیں با شہ رسید — جُز کہ تسلیم و رضا چارہ ندید

جب اُس نے سُنا کہ یہ بات بادشاہ تک پہنچ گئی — سوائے تسلیم اور رضا کے چارہ نہ دیکھا

پیش ازاں کاشکنجہ بیند زاں قباد — رُقعہ آورد و بہ پیشِ شہ نہاد

اِس سے پہلے کہ اُس بادشاہ کیجانب سے کوئی سختی دیکھے — پرچہ لایا اور بادشاہ کے سامنے رکھدیا

گفت[2] تا ایں رقعہ را یابیدہ ام — گنج نے و رنج بیحد دیدہ ام

عرض کیا کہ جب سے میں نے یہ پرچہ پایا ہے — خزانہ تو نہیں، البتہ بیحد تکلیف دیکھی ہے

خود نشد یک حبہ از گنج آشکار — لیک پیچیدم بسے مَن ہمچو مار

خزانہ کی ایک دمڑی ظاہر نہ ہوئی — لیکن میں نے سانپ کی طرح بہت بل کھائے

مدتِ ماہے چنینم تلخ کام — کہ زیان و سُود ایں بر مَن حرام

ایک ماہ کی مدت سے میں اِسی طرح ناکام ہوں — کہ اُس کا نقصان و نفع مجھ پر حرام ہے

بُو کہ بخت بر کَند زیں کاں غطا — اے شہ پیروز جنگ و دِژگشا

ہو سکتا ہے کہ آپ کا نصیب اِس معدن سے یہ پردہ ہٹادے — اے جنگ میں کامیاب اور قلعہ کُشا شاہ!

مدت[3] شش ماہ و افزوں پادشاہ — تیر می انداخت و بر می کند چاہ

چھ مہینے سے کچھ زیادہ مدت تک بادشاہ — تیر چلاتا تھا اور کنواں کھودتا تھا

ہر کجا سخت کمانے بُود چُست — تیر می انداخت ہر سُو گنج جُست

جہاں کہیں بھی کوئی سخت کمان والا چالاک آدمی تھا — وہ تیر پھینکتا اور ہر جانب خزانہ کو تلاش کرتا تھا

غیر تشویش و غم و طاماتے — ہمچو عنقا نام فاش و ذاتے نے

سوائے پریشانی اور غم اور بیہودہ گوئی کے کچھ نہیں — عنقا کی طرح نام مشہور اور ذات ندارد

نومید شُدنِ آں پادشاہ از نایافتنِ آں گنج و ملول

اُس خزانہ کے نہ پانے سے پادشاہ کا ناامید ہونا اور اُس

---

[1] پس۔ لوگوں کو جستجو سے پتہ چل گیا کہ وہ خزانہ کی تلاش میں ہے اور اُس کے ہاتھ کوئی گنجنامہ آیا ہے تو حاسدوں نے بادشاہ سے جا کہا۔ چوں شنید۔ جب اُس فقیر نے سنا کہ بادشاہ تک خبر پہنچ گئی ہے تو اِس سے پہلے کہ گنجنامہ مجبوراً بادشاہ کو دینا پڑے اپنی خوشی سے بادشاہ کے سامنے پیش کردیا۔

[2] گفت۔ بادشاہ سے یہ بھی کہا کہ جب سے یہ گنجنامہ ملا ہے روز کھدائی کرتا ہوں لیکن سوائے تکلیف کے اب تک کچھ حاصل نہیں ہوا ہے۔ مار سے۔ کابل کھانا مشہور ہے۔ تلخ کام۔ ناکام۔ کہ زیاں۔ اگر خزانہ مل جاتا تو اُس سے تجارت کرنے میں مجھے نفع و نقصان پہنچ سکتا تھا۔ بُو کہ۔ بُود کہ۔ غطا۔ ڈھکن۔ اے شہ۔ اے شاہ آپ جو کہ فاتح جنگ اور قلعوں کو فتح کرنے والے ہیں۔

[3] مدت۔ چھ ماہ تک بادشاہ تیر اندازی کرتا رہا اور جگہ اتنی گہری کھدواتا رہا کہ کنواں بنجاتا تھا۔ ہر کجا۔ بادشاہ ہر جگہ سے تیر انداز بلواتا تھا اور تیر گرنے کی جگہ خزانہ تلاش کرتا تھا۔ سخت کمان۔ کمان کو کھینچ توڑ کر تیر چلانے والا۔ طامات۔ بیہودہ باتیں۔

شدنِ او از طلبِ آں گنجِ سعادت

نیک بختی کے خزانہ کی طلب سے اُس کا عاجز آجانا

چونکہ[۱] تعویق آمد اندر عرض و طول
شاہ شُد زاں گنج دل سیر و ملول

جبکہ عرض و طول میں رکاوٹ آئی
بادشاہ کا اُس خزانہ سے دل بھر گیا اور ملول ہوگیا

دشتہا را گز گزاں شہ چاہ کند
می ندید از گنجِ او جُز ریشخند

جنگلوں میں ایک ایک گز پر بادشاہ نے کنواں کھدوادیا
خزانہ سے، سوائے مذاق کے کچھ نہ دیکھا

پس طلب کرد آں فقیرِ دردمند
رُقعہ را از خشم پیشِ اُو فگند

پھر اُس نے اُس دردمند فقیر کو طلب کیا
غصّہ سے پرچہ اُس کے سامنے پھینک دیا

گفت گیر ایں رُقعہ کِش آثار نیست
تو بدیں اولیٰ تری کت کار نیست

کہا یہ پرچہ لے اسکے کچھ نشان نہیں ہیں
تو اس کے مناسب ہے، چونکہ تجھے کوئی کام نہیں ہے

نیست ایں کارِ کسے کِش ہست کار
گر بسوزد گل نگردد گردِ خار

یہ اُس کا کام نہیں ہے، جسے کوئی کام ہو
اگر پھول جل جائے تو وہ کانٹے کے چکر نہیں کاٹتا ہے

نادر[۲] افتد اہلِ ایں ماخولیا
مُنتظرکش روید از آہن گیا

ایسے مالیخولیے والے کم ہوتے ہیں
جو منتظر ہوں کہ اُن کیلئے لوہے سے گھاس اُگے

سخت جانے باید ایں فن را چو تُو
تو کہ داری جانِ سخت ایں را بجُو

اِس کام کے لئے تجھ جیسا سخت جان چاہئے
چونکہ تو سخت جان ہے اِس کی تلاش کر

گر نیابی نبُودت ہرگز ملال
ور بیابی آں بتو کردم حلال

اگر تو نہ پائے گا تجھے رنج نہ ہوگا
اور اگر تو پائے گا تو میں نے تیرے لئے حلال کیا

عقل راہِ نااُمیدی کے رَوَد
عشق باشد کاں طرف بر سَر دَوَد

عقل، نااُمیدی کے راستہ پر کب دوڑتی ہے؟
عشق ہی ہوتا ہے جو اُس جانب سَر کے بل دوڑتا ہے

لااُبالی[۳] عشق باشد نے خرد
عقل آں جُوید کزاں سُودے برد

بے پروا عشق ہوتا ہے، نہ کہ عقل
عقل وہ تلاش کرتی ہے، جس سے نفع اٹھائے

ترکتاز و تن گداز و بے حیا
در بلا چوں سنگ زیرِ آسیا

غارتگر اور بدن گھلانے والا ہے اور بے شرم ہے
مصیبت میں چکّی کے نچلے پاٹ کی طرح ہے

سخت رُوئی کہ ندارد ہیچ پُشت
بہرہ جُوئی را درونِ خویش کُشت

ایسا ڈھیٹ کہ پُشت نہیں پھیرتا
اُس نے اپنے اندر مقصد برآری کو فنا کردیا ہے

[۱] چونکہ۔ جب خزانہ کے ملنے میں لمبی چوڑی تاخیر ہوئی تو بادشاہ رنجیدہ ہوگیا۔ ریشخند۔ مذاق۔ تو بدیں۔ چونکہ تجھے اور کوئی کام نہیں ہے لہذا یہ بیکار کام کرتا رہ۔ گر بسوزد۔ یعنی اصل مقصد حاصل نہ ہو تو بیکار کام میں نہیں لگتا ہے۔

[۲] نادر افتد۔ خزانہ کا کھوجنا تو ایسی دیوانگی ہے کہ کوئی لوہے میں سے گھاس اُگانا چاہے۔ ملال۔ تجھے رنج نہ ہوگا اس لئے کہ تجھے اور کام نہ تھا۔ عقل۔ بادشاہ کی جستجو عقل تھی وہ مایوس ہوگیا لیکن اُس فقیر کی جستجو عشق کی بنیاد پر تھی وہ مایوس نہ ہوا۔

[۳] لااُبالی۔ عشق بے پروا ہے اور عقل فائدے کی طرف دوڑتی ہے۔ ترکتاز۔ عشق اپنی ہر چیز لٹادیتا ہے اور ننگ ناموس کی پروا نہیں کرتا ہے۔ چکّی کے نچلے پاٹ کی طرح مصائب جھیلتا ہے۔ سخت رُوی۔ ڈٹ جاتا ہے کبھی رُوگردانی نہیں کرتا ہے وہ مقصود جوئی کو فنا کرچکا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

پاکؔ می بازد نہ جوید مزد اُو | آنچناں کہ پاک می گیرد ز ہُو

پاکبازی اختیار کرتا ہے مزدوری کی جستجو نہیں کرتا ہے | جیسا کہ وہ اللہ (تعالے) سے پاک حاصل کرتا ہے

می دہد حق ہستیش بے علتے | می سپارد باز بے علت فتے

اللہ (تعالے) اُسکو کسی غرض کے بغیر وجود عطا کرتا ہے | پھر کسی سبب کے بغیر جوان مرد اُسے پیش کر دیتا ہے

کہ فتوت دادن بے علت ست | پاکبازی خارج ہر ملت ست

کیونکہ جوانمردی بغیر غرض کے دینا ہے | پاکبازی ہر ملت سے خارج ہے

زانکہ ملت فضل جوید یا خلاص | پاکبازؔ انند قربانانِ خاص

کیونکہ ملت ثواب ڈھونڈتی ہے یا نجات | پاکباز لوگ ذات خاص (اللہ تعالے) کے قربان ہیں

نے خدا را امتحانے می کنند | نے در سود و زیانے می زنند

نہ وہ خدا کو آزماتے ہیں | نہ وہ نفع اور نقصان کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں

نومید شدن و بازدادن پادشاہ آں گنجنامہ را باں فقیر کہ بگیر

بادشاہ کا ناامید ہوجانا اور گنجنامہ کو اُس فقیر کو واپس دے دینا کہ لے

کہ ما از سر ایں گنج درگذشتیم

کیونکہ ہم اس خزانہ کے خیال سے باز آئے

چونکہ رقعہ گنج پرآشوب را | شہ مسلم داشت آں مکروب را

جب پرفتنہ خزانہ کا پرچہ | شاہ نے اُس مصیبت زدہ کے سپرد کر دیا

گشت ایمن او ز خصمان و زنیش | رفت و می پیچید در سودائے خویش

وہ دشمنوں اور نیش زنی سے مطمئن ہوگیا | وہ چلا گیا (اور) اپنے شوق میں پیچاں (و غلطاں) ہوگیا

یار کرد او عشق دردؔ اندیش را | کلب لیسد خویش ریش خویش را

اُس نے درد اندیش عشق کو دوست بنالیا | کتا اپنے زخم کو خود چاٹتا ہے

عشق را در پیچش خود یار نیست | محرمش در دہ یکے دیار نیست

پیچ (و تاب) میں عشق کا کوئی دوست نہیں ہے | اُس کا محرم گاؤں میں کوئی رہنے والا نہیں ہے

نیست از عاشق کسے دیوانہ تر | عقل از سودای او کورست و کر

عاشق سے زیادہ دیوانہ کوئی نہیں ہے | عقل اُس کے جنوں سے اندھی اور بہری ہے

زانکہ ایں دیوانگی عام نیست | طب را ارشاد ایں احکام نیست

کیونکہ یہ عام دیوانگی نہیں ہے | طب کو ان احکام کی راہبری (حاصل) نہیں ہے

لہ پاک۔ یعنی پاکباز ہے اُس کے کام غرض سے خالی ہیں جس طرح اللہ تعالے کے کام بغیر غرض کے ہیں۔ می دہد۔ اللہ تعالے نے اُس کو وجود بغیر کسی غرض کے عطا کیا وہ بھی اپنا وجود اللہ کی جناب میں بغیر غرض کے پیش کردیتا ہے۔ کہ فتوت۔ اصل جوانمردی یہی ہے کہ بغیر کسی غرض کے داد و دہش ہو اس طرح کی جوانمردی ملت کے ظاہر پرستوں میں نہیں ہوتی ہے۔ زانکہ۔ ظاہر پرست مذہبی انسان عبادت یا ثواب حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے یا دوزخ سے خلاصی کے لئے کرتا ہے۔

لہ پاکباز۔ بے غرض لوگ صرف ذات خداوندی پر قربان ہیں۔ چونکہ جب بادشاہ نے اُسکو پرچہ واپس کردیا تو اب وہ ہر طرح مطمئن ہوگیا۔ اور پھر اپنی دُھن میں لگ گیا۔ پر آشوب۔ اُس پرچہ کی وجہ سے گدائی کی مصیبتیں اٹھانی پڑی تھیں۔ مکروب۔ مصیبت زدہ۔ نیش۔ یعنی دشمنوں کی نیش زنی۔

لہ درد اندیش۔ عشق درد اور غم و الم کی سوچتا ہے۔ کلب۔ جس طرح کتا خود اپنے زخم کا علاج کرتا ہے اسی طرح عاشق اپنے عشق میں کسی دیگر کا سہارا نہیں ڈھونڈتا ہے عشق را۔ عشق کا کوئی ساتھی نہیں نہ اُسکا کوئی ہم راز ہوتا ہے۔ دیوانہ تر۔ کوئی عقل کی بات نہیں سوچتا اسی لئے عقل کو اُسکے کاموں کی کوئی خبر نہیں ہے۔ زانکہ طب میں عام جنونوں کا

علاج ہے [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

گر طبیبے را رسد زیں گوں جنوں
اگر کسی طبیب کو اس قسم کا جنون ہو جائے

دفتر طب را فرو شوید بخوں
وہ خون سے طب کا دفتر دھو ڈالے

طبِ جملہ عقلہا مدہوشِ اوست
تمام عقلوں کی طب اس سے حیران ہے

روئے جملہ دلبراں روپوشِ اوست
تمام معشوقوں کا چہرہ اُس کا پردہ ہے

روی در روئے خود آرائے عشق کیش
اے عاشق! اپنا رخ اپنی طرف کر

نیست اے مفتوں ترا جز خویش خویش
اے دیوانہ! تیرے سوا تیرا کوئی اپنا نہیں ہے

قبلہ از دل ساخت آمد در دُعا
اُس نے دل سے قبلہ بنایا، دعا میں لگ گیا

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی
انسان کیلئے نہیں ہے مگر وہ جو وہ کوشش کرے

پیش ازاں کو پاسخے نشنیدہ بود
اس سے پہلے کہ اس نے جواب نہ سنا تھا

سالہا اندر دُعا پیچیدہ بود
سالوں دعا سے لپٹا رہا تھا

بے اجابت بر دُعا ہا می تنید
بغیر قبولیت کے دعاؤں پر مستعد تھا

از کرم لبیکِ پنہاں می شنید
کرم سے مخفی لبیک سنتا تھا

چونکہ بیدف رقص میکرد آں علیل
جبکہ وہ بیمار بغیر دف کے رقص کرتا تھا

زاعتمادِ جودِ خلاقِ جلیل
بزرگ خلاق کی سخاوت کے بھروسہ پر

سوئے او نے ہاتف و نے پیک بود
اس کی جانب نہ کوئی ہاتف تھا اور نہ قاصد

گوش اُمیدش پُر از لبیک بود
اُس کی امید کا کان لبیک سے پُر تھا

بے زباں می گفت اُمیدش تعال
امید اُس کو بغیر زبان کے کہتی تھی، آجا

از دلش می رفت آں دعوت ملال
وہ بلاتا اُس کے دل سے ملال کو صاف کر دیتا تھا

آں کبوتر را کہ بام آموختست
جس کبوتر کو اٹاری (پر بیٹھنا) سکھا دیا ہے

تو مخواں میرانش کاں پر دوختست
تو اُسکو بلا، اُسکو بھگا کیونکہ اُسکے پر سلے ہوئے ہیں

اے ضیاء الحق حسام الدین رانش
اے ضیاء الحق حسام الدین! اُس کو بھگا

کز ملاقاتِ تو بر رُستست جانش
کیونکہ تیری ملاقات سے اُس کی جان اُگی ہے

گر برانی مرغ جانش از گزاف
اگر تو بے وجہ اُسکے مرغ جان کو بھگائے گا

ہم بگردِ بامِ تو آرد طواف
وہ تیری اٹاری کا چکر لگائے گا

---

۵۱ گر طبیبے۔ یہ تو وہ بیماری ہے کہ اگر طبیب کو بھی لگ جائے تو وہ خون کے آنسوؤں سے طب کی کتابوں کو دھو ڈالے۔ طب۔ تمام عقلی طبیب عشق کے معاملہ میں حیران ہیں تمام معشوقوں کا چہرہ اُس عشق کا برقعہ ہے جس میں جمالِ عشق پوشیدہ ہے اور صورت پرست ان صورتوں کو مقصود سمجھ بیٹھے ہیں اور اُن کو اپنا رفیق بنانا چاہتے ہیں حالانکہ عشق کا کوئی رفیق نہیں ہے۔ رُوی۔ جبکہ عشق کا کوئی رفیق نہیں ہے تو کسی دوسرے کیجانب رفاقت کی نظر سے نہ دیکھ تو خود ہی اپنا رفیق ہے۔ قبلہ۔ یعنی اس فقیر نے دل کی طرف توجہ کر کے دعا شروع کر دی۔ لیس۔ دعا اس نے شروع کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انسان کی کوشش ہی اُس کے کام آتی ہے۔

۵۲ پیش ازاں۔ گنہنامہ ملا تھا جب بھی وہ دعا کرتا تھا اب تو اُسکو بشارت بھی مل گئی تھی۔ بے اجابت۔ دعا کی قبولیت کی بشارت بھی نہ ملی تھی لیکن دل سے دعا کرتا تھا اور لبیک کی مخفی آواز سنتا تھا یعنی سمجھتا تھا کہ دعا کی توفیق خدا کی قبولیت ہے۔ چونکہ۔ جبکہ بغیر دف یعنی بشارت کے اُسکا رقص یعنی دعا کی سعی دفیت تھی تو اب کیوں نہ ہوتی ہاتف۔ اُسکو غیبی آواز نے پرچہ کی بشارت نہ دی تھی لیکن وہ قبولیت سے پُر امید تھا۔

۵۳ بے زباں۔ جب اُسکی امید اللہ تعالیٰ کی جانب اُسکو دعوت دیتی تھی تو اُسکی سب تھکن اتر جاتی تھی۔ آں کبوتر۔ ایسی روح جیسی اُس فقیر کی تھی، پالتو کبوتر ہے اُسکو بلانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اے ضیاء الحق۔ جن شخصوں کی روح اُس فقیر کی روح کی طرح ہے اگر تم اُنکو اپنی جناب سے ہٹاؤ گے تب بھی وہ تمہاری صحبت ترک نہ کرینگے۔ گز اف۔ یعنی بلا وجہ بھی بھگاؤ گے تو وہ کبیدہ خاطر نہ ہوگا۔

Presented by www.ziaraat.com

چینہ[۱] و نقلش ہمہ بر بامِ تست — پر زناں بر اوج مستِ دامِ تست

اُس کا دانہ اور غذا سب تیری اٹاری پر ہے — بلندی پر پرواز کرتا ہوا تیرے جال کا عاشق ہے

گر دمے منکر شود دُزدانہ رُوح — در ادائے شُکرت اے فتحِ فتوح

اگر روح کسی وقت چوروں کی طرح منکر بنتی ہے — اے فیوض کی کشادگی! تیرے شُکر کی

شحنۂ عشق مکرّر کینہ اَش — طشتِ آتش می نہد بر سینہ اَش

مکرر کینہ والا عشق کا کوتوال — اُس کے سینہ پر آگ کا طشت رکھ دیتا ہے

کہ بیا سوئے مہ و بگذر ز گرد — شاہِ عشقت خواند زُو تر باز گرد

کہ سورج کی جانب آ اور گرد سے گذر جا — تجھے عشق کے شاہ نے بلایا ہے جلد پلٹ

گردِ ایں بام و کبوتر خانہ مَن — چوں کبوتر پر زنم مستانہ مَن

میں اِس اٹاری اور کبوتر خانہ کے گرد — کبوتر کی طرح مستی میں اُڑتا ہوں

جبرئیلِ[۲] عشقم و سِدرم توئی — من سقیمم عیسئِ مریم توئی

میں عشق کا جبرئیل ہوں اور تو میرا سدرہ ہے — میں بیمار ہوں اور میرا عیسیٰ (ابن) مریم تو ہے

جوشش دہ آں بحرِ گوہر بار را — خوش بپرس امروز ایں بیمار را

موتی برسانے والے اُس سمندر کو جوش میں لا — آج اُس بیمار کی اچھی طرح (مزاج) پُرسی کرے

چوں تو آنِ اُو شدی بحر آنِ تُست — گرچہ ایں دم نوبتِ بحرانِ تُست

جب تو اُس کا ہو گیا سمندر تیری ملکیت ہے — اگرچہ اِس وقت تیرے بحران کی باری ہے

ایں خود آں نالہ ست کُو کرد آشکار — آنچہ پنہان ست یارب زینہار

یہ وہ نالہ ہے جس کو اُس نے ظاہر کیا ہے — جو چھپا ہوا ہے، خدا کی پناہ

دو دہاں[۳] داریم گویا ہمچو نے — یک دہاں پنہانست در لبہائے وے

ہم نے کی طرح دو بولنے والے مُنہ رکھتے ہیں — ایک مُنہ اُس کے ہونٹوں میں پوشیدہ ہے

یک دہاں نالاں شدہ سُوئے شما — ہائے و ہوئے در فگندہ در ہوا

ایک مُنہ تمہاری جانب نالہ کر رہا ہے — اُس نے فضا میں شور برپا کر دیا ہے

لیک داند ہر کہ اُورا منظرست — کہ فغانِ ایں سرے ہم زاں سرست

لیکن ہر وہ شخص جانتا ہے جس میں نظر ہے — کہ اِس جانب کی فریاد بھی اُس جانب کی ہے

اُس کے مُنہ میں پھونکتا ہے اِسی طرح میرا نالہ و شیون بھی اُس محبوب کا فعل ہے۔ لیک۔ جو صاحبِ نظر ہے وہ جانتا ہے کہ میری آہ و فغان میری نہیں ہے بلکہ وہی محبوب مجھ سے کرا رہا ہے۔

[۱] چینہ۔ چونکہ اُن روحوں کو آپ کی صحبت سے غذا ملتی ہے لہٰذا وہ اُسی کی شیدائی ہیں گردمے۔ اگر کسی وقت یہ روح منکر ہوتی ہے یعنی تقاضائے عشق و محبت کی ادائیگی میں کوتاہی کرتی ہے تو شحنۂ عشق پھر آگ کو بھڑکا دیتا ہے۔ مکرر یعنی شحنۂ عشق بار بار اپنا کینہ نکالنے والا ہے۔ کہ بیا۔ عشق کا کوتوال کہتا ہے کہ چاند یعنی محبوب کی طرف رجوع کر۔ شحنۂ عشق سے خود عشق مراد لیا جائے اور شاہِ عشق سے مراد محبوب ہے۔ گرد۔ مولانا فرماتے ہیں میں ضیاء الحق کی اٹاری کا کبوتر ہوں۔

[۲] جبرئیل۔ حضرت جبرئیل کا منتہیٰ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ جوشش۔ اپنے فیوض و برکات کے سمندر کو جوش دیجئے اور مجھ بیمار کی اچھی طرح پرسش کیجئے۔ چون۔ بحر سے مراد حق تعالےٰ ہے حدیث شریف ہے مَن کان للہ کان اللہ لہٗ جو خدا کا ہو گیا خدا اُس کا ہو گیا۔ گرچہ۔ فی الحال اگرچہ تجھے یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے۔ ایں خود۔ میں التجا اور زاری کر رہا ہوں یہ بھی اُسی کا عطیہ ہے اور یہ اُس درد کا تھوڑا سا اظہار ہے۔

[۳] دو دہاں۔ جس طرح بانسری کے دو مُنہ ہوتے ہیں ایک بجانے والے کے مُنہ میں دوسرا سامعین کی جانب اور جو کچھ سننے والے سنتے ہیں وہ وہی ہوتا ہے جو نے نواز کا مُنہ

دمدمۂ[1] ایں نایِ از دمہائے اُوست | ہائے ہوئے رُوح از ہیہائے اُوست

اِس نے کا شور اُس کی پھونکوں سے ہے | روح کی ہائے وہو اُس کی ہائے وہو کی وجہ سے ہے

گر نبودے با لبش نے را سَمر | نے جہاں را پُر نکردے از شکر

اگر نے کا اُس کے ہونٹوں سے وصل نہ ہوتا | تو نے دنیا کو شکر سے پُر نہ کرتی

با کہ خفتی وز چہ پہلو خاستی | کہ چنیں پُر جوش چوں دریاستی

آپ کس کے ساتھ سوئے اور کس پہلو سے بیدار ہوئے؟ | کہ آپ ایسے جوش میں دریا کی طرح ہیں

یا اَبیتُ عِندَ رَبّی خواندی | در دلِ دریایِ آتش راندی

یا آپ نے میں اپنے خدا کے پاس رات گذارتا ہوں پڑھا ہے | اپنے آپ کو آگ کے دریا کے وسط میں ڈال دیا ہے

نعرۂ[2] یا نارُ کُونی بارِدا | عِصمتِ جانِ تو گشت اے مُقتدا

وہ اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا کا نعرہ | اے مقتدا! آپ کی جان کی حفاظت بن گیا ہے

اے ضیاء الحق حسام الدین و دل | کے تواں اندود خورشیدے بگِل

اے ضیاء الحق! آپ دین اور دل کی تلوار ہیں | سورج کو مٹی میں کب چھپایا جا سکتا ہے؟

قصد کردستند ایں گِل پارہا | کہ بپوشانند خورشیدِ ترا

اِن مٹی کے ڈھیلوں نے ارادہ کیا ہے | کہ آپ کے سورج کو چھپا دیں

در دلِ کُہ لعلہا دلّالِ تُست | باغہا از خندہ مالامالِ تُست

پہاڑ کے دل کے لعل آپ کے دلّال ہیں | باغ مسکراہٹ میں آپ سے مالا مال ہیں

محرمِ مردیت را کو رُستمے | تا ز صد خرمن یکے جو گفتمے

آپ کی جوانمردی کا رازدار رستم کہاں ہے؟ | کہ سیکڑوں انباروں میں سے ایک جو بھر بیان کر دیتا

چوں[3] نخواہم کز سِرت آہے کنم | چوں علیؓ سر را فرو چاہے کنم

میں جب چاہتا ہوں کہ آپ کے راز کی ایک آہ کروں | (حضرت) علیؓ کی طرح سر کنویں میں کرتا ہوں

چونکہ اخواں را دل کینہ ورست | یوسفم را قعرِ چہ اولیٰ ترست

چونکہ بھائیوں کا دل کینہ ور ہے | میرے یوسف کے لئے کنویں کی گہرائی زیادہ بہتر ہے

مست گشتم خویش بر غوغا زنم | چہ چہ باشد خیمہ بر صحرا زنم

میں مست ہو گیا ہوں میں اپنے آپکو شور و غل پر پھینکے دیتا ہوں | کنواں کیا ہوتا ہے، جنگل میں خیمہ لگاتا ہوں

---

[1] دمدمہ۔ اِس بانسری کا جو کچھ نوحہ ہے وہ اُسکی پھونکوں کا اثر ہے۔ اَلسُّلطَانُ یَتَصَرَّفُ فِی مِلکِہٖ کَیفَ یَشَاءُ "بادشاہ اپنی ملکیت میں جسطرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے" اگر نبودے۔ اگر یہ نالہ وزاری محبوب کی جانب سے نہ ہوتی تو اُس میں اس قدر جذب نہ ہوتا اور وہ دنیا کو شکر سے پُر نہ کرتا۔ با کہ خفتی اے ضیاء الحق یقیناً آپ رات کو عشق کے ہم آغوش تھے تب ہی آپ میں اس قدر جوش و خروش ہے یا اَبیتُ آنحضورؐ کا ارشاد ہے اَبِیتُ عِندَ رَبِّی یُطعِمُنِی وَیَسقِینِی "میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں تو مجھے کھلا پلا دیتا ہے" یعنی آپ کو رات میں وصالِ حق میسّر آیا ہے۔

[2] نعرہ۔ باوجود اسکے کہ آپ نے خود کو دریائے آتش میں ڈال دیا پھر بھی آپ زندہ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیساتھ حضرت ابراہیمؑ والا معجزہ پیش آیا ہے۔ اے ضیاء الحق۔ بلکہ تمہارے جوش و خروش سے بہت سے مستفید ہو رہے ہیں تو چند حاسدوں کے سورج پر مٹی ڈالنے سے سورج نہیں چھپ سکتا۔ گِل پارہا۔ مٹی کے ڈھیلے۔ محرم۔ آپ میں جو کمالات ہیں اگر کوئی انکو سننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو میں اس خرمن میں سے ایک جو کی بقدر بیان کر سکتا ہوں۔ اس شعر میں "را" زائد ہے۔

[3] چوں نخواہم۔ حضرت علیؓ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جب بعض اسرار کے چھپانے کو عاجز آ جاتے تھے اور کوئی ہمراز نہ ملتا تھا جس کو سنا کر دل ہلکا کر سکیں تو کنویں میں منہ ڈالکر وہ راز کہہ دیتے تھے۔ چونکہ۔ جب باہر دشمن ہی دشمن ہوں تو پھر کنواں ہی بہتر ہے (ایسی جاں تو کچی رہے گی نشست)۔ لیکن اب میری کیفیت یہ ہے کہ مستی کی زیادتی کیوجہ سے رازوں کے چھپانے پر قدرت نہیں ہے لہٰذا اب میں علی الاعلان راز کہہ دوں گا۔

Presented by www.ziaraat.com

[۱] برکفِ من نہ شرابِ آتشیں — وانگہاں کرّ و فرِ مستانہ بیں

میرے ہاتھ پر آتشیں شراب رکھ دو — پھر مستانہ شان و شوکت دیکھو

منتظر گو باش بے گنج آں فقیر — زانکہ ما غرقیم ایں دم در عصیر

کہدو، وہ فقیر بغیر خزانہ کے منتظر رہے — کیونکہ ہم اس وقت شراب میں غرق ہیں

از خدا خواہ اے فقیر ایں دم پناہ — از منِ غرقہ شدہ یاری مخواہ

اے فقیر! اس وقت خدا سے پناہ چاہ — مجھ ڈوبے ہوئے سے مدد نہ چاہ

کہ مرا پروائے ایں اسناد نیست — از خود و از ریشِ خویشم یاد نیست

کیونکہ مجھے اس سند کی پروا نہیں ہے — مجھے اپنی اور اپنی داڑھی کی یاد نہیں ہے

بادِ سبلت کے بگنجد و آبِ رو — در شرابے [۲] کہ نگنجد تارِ مو

آبرو اور غرور کہاں سمائے گا؟ — اس شراب میں جس میں بال نہیں سماتا ہے

درده اے ساقی یکے رطلِ گراں — خواجہ را از ریش و سبلت وا رہاں

اے ساقی! ایک بھاری جام دے — خواجہ کو داڑھی اور مونچھوں سے نجات دے

نخوتش بر ما سبالے میزند — لیک ریش از رشکِ ما بر میکند

اس کا تکبر ہم پر مونچھوں کو تاؤ دیتا ہے — لیکن وہ ہمارے رشک سے داڑھی نوچتا ہے

ماتِ اُو شو ماتِ اُو شوماتِ اُو — کہ ہمیدانیم تزویراتِ اُو

تو اس سے مات کھا، تو اس سے مات کھا، اس سے — کیونکہ ہم تو اس کی مکاریاں جانتے ہیں

[۳] از پسِ صد سال آنچہ آید بُرو — پیر می بیند معیّن مُو بمُو

سو سال بعد جو اس پر آئے گا — شیخ معیّن طریقہ پر سب موجود دیکھ لیتا ہے

اندر آئینہ چہ بیند مردِ عام — کہ نہ بیند پیر اندر خشتِ خام

عام انسان آئینہ میں وہ کونسی چیز دیکھتا ہے؟ — جو شیخ کچی اینٹ میں نہ دیکھ لے

آنچہ لحیانی بخانہ خود ندید — ہست بر کوسہ یکایک آں پدید

جو کچھ داڑھیلے نے اپنے گھر میں نہ دیکھا — وہ بے ریش پر ایک ایک ظاہر ہے

اس غرور کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا تو اس کی سزا کو فی الحال نہیں دیکھ رہا ہے لیکن ہمیں وہ نظر آرہی ہے۔ اندر آئینہ۔ سزا اور تکبر کے بد نتائج جو تو سو سال کے بعد دیکھے گا ہمیں ابھی سے نظر آرہے ہیں عوام جس چیز کو آئینہ میں دیکھتے ہیں شیوخ اس کو کچی اینٹ میں دیکھ لیتے ہیں جس پر معمولی جلا بھی نہیں ہوتی ہے لحیانی۔ گھر کے اندر کی چیز جو داڑھی والا نہیں دیکھ پاتا بچہ اس کو دیکھ لیتا ہے محرموں کے چھپے ہوئے اعضاء بڑی عمر کا انسان نہیں دیکھ پاتا بچے دیکھ لیتے ہیں۔

[۱] برکف۔ ایک تو جام ڈال دیجئے پھر میری مستی کی شان دیکھئے۔ منتظر۔ اگرچہ فقیر کا تقاضا میں تک میں پورا نہیں کر سکا ہوں اور وہ اس خزانہ کا منتظر ہے لیکن مجھ پر شراب کی مستی طاری ہے اب مجھے اس کی بلکہ کی تلاش کی فرصت نہیں ہے۔ عصیر یعنی انگور کا نچوڑ، شراب۔ از خدا۔ اب میں فقیر کی کوئی مدد نہیں کر سکتا وہ صرف خدا کی پناہ چاہے۔ اسناد۔ یعنی وہ پرچہ جس میں خزانہ کی بات مذکور تھی۔ از خود۔ میں خود اپنے آپ کو فراموش کر چکا ہوں تو پرچہ کی مجھے کیا پروا ہے۔ بادِ سبلت۔ تکبر و غرور۔ آبرو۔ وجاہت۔

[۲] در شرابے۔ جو شراب اس قدر مصفّٰی ہے کہ اس میں بال بھی نظر آجاتا ہے اس شراب کے بعد انسان میں تکبر اور حبِّ جاہ بالکل باقی نہیں رہتی۔ درده۔ تکبر و غرور کے ازالہ کا یہی علاج ہے کہ انسان شرابِ عشق پیے۔ رطلِ گراں۔ بڑا پیمانہ۔ نخوتش۔ چونکہ خواجہ شرابِ عشق سے خالی ہے اور ہماری مستی کے خلاف مونچھوں کو تاؤ دیتا ہے یعنی تفاخر کرتا ہے لیکن اس کے اس فعل کا ضرر اسی کو پہنچتا ہے اور وہ خود اپنی داڑھی نوچتا ہے ماتِ او شو۔ اب اس خواجہ کو تو بتا کہتے ہیں اچھا اگر تو ہم فقیروں سے تکبر کرتا ہے تو کرتا رہ ہمیں اس کا کوئی نقصان نہ پہنچے گا ہم اس تکبر کی مکاریوں سے واقف ہیں۔

[۳] از پس۔ تجھے لامحالہ اپنے

Presented by www.ziaraat.com

رَوْ[1] بدریائے کہ ماہی زادۂ — ہمچو خَس در ریش چوں افتادۂ

تو دریا میں جا کیونکہ تو مچھلی کا جنا ہے — داڑھی میں تنکے کی طرح کیوں پڑا ہے؟

خس نہ، دور از تو، رشکِ گوہری — در میانِ موج و بحر اولیٰ تری

تو تنکا نہیں ہے، تجھ سے دور، تو رشکِ گوہر ہے — تو موج اور سمندر میں زیادہ مناسب ہے

بحرِ وحدانیست فرد و زوج نیست — گوہر و ماہیش غیر از موج نیست

وہ وحدانی سمندر ہے، وہ فرد اور زوج نہیں ہے — اس کا گوہر اور مچھلی موج کے سوا نہیں ہے

اے محال و اے محال اشراکِ اُو — دور ازاں دریا و موجِ پاکِ اُو

اے مخاطب! محال در محال ہے اُسکا شریک کرنا — اُس دریا اور اُس کی پاک موج سے بعید ہے

نیست[2] اندر بحر شرک و پیچ پیچ — لیک با احول چگویم ہیچ ہیچ

دریا میں شرک اور اینچ پینچ نہیں ہے — لیکن بھینگے سے کیا کہوں، کچھ نہیں، کچھ نہیں

چونکہ جفتِ احولانیم اے شمن — لازم آمد مشرکانہ دم زدن

اے برہمن! چونکہ ہم بھینگوں کے ساتھی ہیں — مشرکانہ باتیں کرنا ضروری ہوگیا

آں یکے کہ زاں سوئے وصفست و حال — جز دوئی ناید بمیدانِ مقال

وہ ذات جو وصف اور خیال سے وراء ہے — گفتگو کے میدان میں بجز دوئی کے نہیں آتی

یا[3] چو احول ایں دوئی را نوش کن — یا دہاں بر بند و خوش خاموش کن

یا تو بھینگے کی طرح اس دوئی کو پی جا — یا منہ بند کرلے اور اچھی طرح چپ ہوجا

یا بنوبت گہ سکوت و گہ کلام — احولانہ طبل می زن والسلام

یا باری باری، کبھی خاموشی اور کبھی گفتگو — بھینگوں کی طرح نقارہ بجا والسلام

چوں بہ بینی محرمے گو سرِّ جاں — گُل بہ بینی نعرہ زن چوں بلبلاں

جب تو کوئی محرم دیکھے، جان کا راز کہہ — پھول دیکھے تو بلبلوں کی طرح نعرہ لگا

کہ ایک وجود کے دو وجود نظر آتے ہیں۔ وجودِ واجب کے علاوہ کسی اور کو وجودِ مستقل سے موصوف ماننا تو شرک ہے، لیکن صوفیاء کے نزدیک بغیر اس عقیدے کے کسی کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو وجودِ مستقل کے ساتھ کیا جاتا ہے، یہ بھی شرک ہے۔ بھینگے کو وجود کی وحدت سمجھانا مشکل ہے لہٰذا میں اُس سے کچھ نہیں کہتا ہوں۔ لازم آمد۔ مجبوراً سمجھانے کیلئے متکلمین کو کہنا پڑتا ہے کہ موجودات سے صانع کے وجود کو سمجھو حالانکہ ممکنات کا وجود وجود ہی نہیں ہے۔ آں یکے۔ حضرت حق تعالیٰ کی وحدت موصوف یعنی بیانِ لفظی اور خیالی یعنی تصور سے بالاتر ہے اب اگر اسکو سمجھاؤ گے تو لامحالہ دوئی پیدا ہوگی ——— [3] یا چو احول۔ اب یا تو بھینگے کی طرح اس دوئی کو گوارہ کرلو ورنہ خاموش رہو۔ یا بنوبت۔ یا ایسا کرلو کہ جب صاحبِ باطن ملے اُس کو سمجھاؤ ورنہ خاموشی اختیار کرلو۔ چوں بہ بینی۔ جب رازدار ملے تو اُس سے توحیدِ عارفین کی بات کر لیا کرو وہ محرم بمنزلۂ گل کے ہے اُس کے سامنے بلبلانہ نعرے لگاؤ۔

[1] رَو بدریا۔ پیر مغرور کو خطاب ہے کہ تو عاشق زادہ ہے آدمؑ کی اولاد ہے تیرا مادی اور ملجا دریائے عشق ہے تو تنکے کی طرح داڑھی یعنی غرور و تکبر میں کیوں مبتلا ہے۔ خس نہ۔ داڑھی سے تو تنکے کا تعلق ہے موتی کا تعلق دریا سے ہے تو موتی ہے نہ کہ تنکا۔ بحر۔ چونکہ گذشتہ اشعار میں حضرت حق تعالیٰ کو بحر سے تشبیہ دی تھی اور اس بحر کے لئے موتی، مچھلی اور موج ثابت کی تھی اس سے جو شبہات پیدا ہوتے تھے اُن کا ازالہ شروع کیا ہے کہ خدا بحر تو ہے لیکن وہ ایسا بحرِ وحدانیت ہے کہ نہ اس کو فرد کہا جاسکتا ہے نہ زوج یعنی وہ کسی عدد کے ساتھ متصف نہیں ہوسکتا۔ امامِ اعظمؒ کا مقولہ ہے۔ اَللّٰہُ وَاحِدٌ لَیْسَ وَحْدَتُہٗ کَوَحْدَۃِ الْاَعْدَادِ بَلْ بِمَعْنٰی اِنَّہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ خدا واحد ہے لیکن اس کی وحدت عددوں کی وحدت نہیں ہے بلکہ اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس کے گوہر یعنی ملائکہ اور مقربین ہیں اس کی مچھلی یعنی عاشق اُن کا وجود عینِ وجودِ حق ہے۔

[2] نیست۔ اس بحر کا کوئی شریک نہیں ہے وہاں موجود بھی عینِ ذات ہے۔ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ۔ سوائے اللہ کے وجودِ مستقل سے کوئی متصف نہیں ہے۔ احول۔ بھینگا اس

چونؔ[1] بہ بینی مشک پُر مکر و مجاز — لب بہ بند و خویشتن را خُنب ساز
جب تو کوئی مشک، مکر اور مجاز سے پُر دیکھے — (تو) ہونٹ بند کر لے اور اپنے آپ کو مٹکا بنا لے

دشمنِ آب است پیشِ اُو مجُنب — ورنہ سنگِ جہلِ اُو بشکست خنُب
وہ پانی کا دشمن ہے اُس کے سامنے نہ ہل — ورنہ اُس کی جہالت کا پتھر مٹکا پھوڑ دے گا

با سیاستہائے جاہل صبر کُن — خوش مدارا کُن بعقلِ من لدُن
جاہل کی تکالیف پر صبر کر — خدائی عقل کے ذریعہ اچھی خاطر تواضع کر

صبر با نا اہل اہلاں را جلے ست — صبر صافی میکند ہر جا دلے ست
نا اہلوں کے ساتھ اہلوں کا صبر کرنا جلا ہے — جہاں کہیں کوئی دل ہے صبر اُسکو صاف کر دیتا ہے

آتشِ[2] نمرود ابراہیمؑ را — صفوت آئینہ آمد در جلا
نمرود کی آگ (حضرت) ابراہیمؑ کے لئے — جلا میں آئینہ کی صفائی ثابت ہوئی

جورِ کفرِ نوحیان و صبرِ نوحؑ — نوحؑ را شُد صیقلِ مرأت رُوح
نوحؑ والوں کے کفر کا ظلم اور (حضرت) نوحؑ کا صبر — (حضرت) نوحؑ کے لئے رُوح کے آئینہ کا صیقل بنا

حکایت آں مُرید شیخ ابوالحسن خرقانی قدس اللہ سرہ العزیز

شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ کے مُرید کا قصہ

رفت درویشے ز شہرِ طالقاں — بہرِ صیتِ بوالحسنؒ تا خارقاں[3]
ایک درویش طالقان سے روانہ ہوا — خارقان کے لئے ابوالحسنؒ کی شہرت کی وجہ سے

کوہہا ببرید و وادیِ دراز — بہرِ دیدِ شیخ با صدق و نیاز
پہاڑ اور دراز وادی قطع کی — سچائی اور نیازمندی کیساتھ، شیخ کے دیدار کیلئے

آنچہ در رہ دید از جور و ستم — گرچہ در خورد است کوتہ می کُنم
جو ظلم و ستم اُس نے راستہ میں دیکھے — اگرچہ (بیان کے) لائق ہیں میں مختصر کرتا ہوں

چوں بمقصد آمد از راہ آں جواں — خانۂ آں شاہ را جُست اُو نشاں
جب وہ جوان راستہ سے مقصود پر پہنچا — اُس نے اُن شاہ کے گھر کا پتا تلاش کیا

چوں بصد حُرمت بزد حلقۂ درش — زن بروں کرد از درِ خانہ سرش
جب بصد احترام اُس نے اُنکے دروازے کی کُنڈی بجائی — عورت نے دروازے سے باہر اپنا سر نکالا

کہ چہ میخواہی بگو اے بوالکرم — گفت بر قصدِ زیارت آمدم
اے صاحبِ کرم! بتا تو کیا چاہتا ہے؟ — اُس نے کہا کہ میں زیارت کے ارادہ سے آیا ہوں

---

[1] چونؔ بہ بینی۔ جب تو غیر عارف کو دیکھے اور وہ ایک مشک ہے جو مکر اور مجاز سے پُر ہے تو سر بمہر مٹکے کی طرح بن جا اور ہونٹ نہ ہلا۔ دشمن۔ یعنی وہ اسرار کا دشمن ہے جو تجھ میں ہیں اور تو ظاہر کرے گا تو وہ تجھے ستائے گا۔
باسیاستہائے۔ لیکن اگر وہ بغیر اظہارِ اسرار کے بھی ستائیں تو اُن کی ایذا رسانی کی وجہ سے تو اُن کو ایذا نہ پہنچا صبر کر اس میں تیرا فائدہ ہے تیرے دل میں صفائی پیدا ہوگی۔

[2] آتش۔ نمرود کی آگ نے حضرت ابراہیمؑ کے قلب کو مزید مُصفّیٰ کر دیا۔ جورِ کفر۔ حضرت نوحؑ کو قوم نے ستایا تو اُن کے مراتب روحانی اور بلند ہو گئے۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتایا ہے کہ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کو بیوی کی اذیتیں برداشت کرنے سے بڑے مراتب حاصل ہوئے تھے۔
طالقان۔ ایک شہر کا نام ہے۔ صیت۔ شہرت۔

[3] خارقان۔ خراسان کے نزدیک ایک گاؤں ہے اُس کو خرقان بھی کہتے ہیں اسی لئے شیخ کی نسبت خرقانی ہے۔
گرچہ۔ اگرچہ وہ مصائب بیان کرنے کے قابل ہیں لیکن میں بات کو مختصر کئے دیتا ہوں۔
آں شاہ۔ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ۔ حلقۂ در۔ دروازے کی کُنڈی۔ زن۔ یعنی شیخ کی بیوی۔ زیارت۔ یعنی شیخ کی زیارت۔

Presented by www.ziaraat.com

خندہ زد زن کہ خہ[1] ریش ایں — ایں سفر گیری و ایں تشویش بیں
عورت نے قہقہہ لگایا، کہ واہ واہ داڑھی دیکھ — یہ سفر کرنا اور یہ پریشانی کو دیکھ

خود ترا کارے نبود آں جائگاہ — کہ بہ بیہودہ کنی ایں عزم راہ
اُس جگہ تجھے کوئی کام نہ تھا؟ — کہ تو نے خواہ مخواہ راستہ کا ارادہ کیا

اشتہائے گول گردی آمدت — یا ملولیِ وطن غالب شدت
تجھے احمقانہ گردش کی خواہش ہوئی — یا وطن کی تکلیف تجھ پر غالب ہوئی

یا مگر دیوت دو شاخہ بر نہاد — بر تو وسواس سفر را در کشاد
یا شاید شیطان نے دو شاخہ رکھ دیا — تجھ پر سفر کے وسوسہ کا دروازہ کھول دیا

گفت نافرجام و فحش و دمدمہ — من[2] نتانم باز گفتن آں ہمہ
اُس نے نامناسب اور فحش اور لغو باتیں کیں — میں وہ سب نہیں کہہ سکتا ہوں

از مثل و ز ریشخندِ بے حسیب — آں مرید افتاد از غم در نشیب
مثل اور بے حساب مذاق — وہ مرید غم سے گڑھے میں گر گیا

پرسیدن آں واردِ از حرمِ شیخ کہ شیخ کجاست و کجا جویم و جواب نافرجام دادن حرمِ شیخ آں مرید را

اُس آنے والے کا شیخ کی بیوی سے معلوم کرنا کہ شیخ کہاں ہیں اور کہاں تلاش کروں اور اُس مرید کو شیخ کی بیوی کا نامناسب جواب دینا

اشکش از دیدہ بجست و گفت او — باہمہ آں شاہِ شیریں نام کو
اُس کی آنکھ سے آنسو بہہ پڑے اور اُس نے کہا — باوجود اُس کے وہ شیریں نام شاہ کہاں ہیں؟

گفت[3] آں سالوس زرّاقِ تہی — دامِ گولان و کمندِ گمرہی
اُس نے کہا وہ مکار، ریاکار، کورا — احمقوں کا جال اور گمراہی کا پھندہ

صد ہزاراں خام ریشاں ہمچو تو — اوفتادہ از وے اندر صد عتو
تجھ جیسے لاکھوں بے عقل — اُس کی وجہ سے صدہا سرکشی میں مبتلا ہو گئے ہیں

گر نہ بینیش و سلامت وا روی — خیرِ تو باشد نگردی زو غوی
اگر تو اُسے نہ دیکھے اور سلامتی سے واپس چلا جائے — تیرے لئے بہتر ہوگا تو اُس کی وجہ سے گمراہ نہ ہوگا

لاف کیشے کاسہ لیسے طبل خوار — بانگِ طبلش رفتہ اطراف و دیار
شیخی باز، لالچی، پیٹو ہے — اُس کے ڈھول کی آواز اطراف اور ملکوں میں پہنچ گئی ہے

---

[1] خہ خہ۔ واہ واہ کیا خوب ریش یعنی اپنی داڑھی کو دیکھ اُس کے ہوتے ہوئے یہ بیوقوفی! خود۔ تجھے اپنے گھر کوئی کام نہ تھا کہ یہ بیہودہ سفر اختیار کیا۔ اشتہای۔ یا تو تجھے احمقوں کی طرح آوارہ گردی پسند ہے یا تجھے وطن کاٹتا ہے۔ دو شاخہ۔ ایک لکڑی تھی جس سے گردن کو شکنجہ میں کستے تھے۔ نافرجام۔ نالائق، نامناسب۔

[2] من نتانم۔ اُن کا نقل کرنا بھی گستاخی ہے۔ بے حسیب۔ بے حساب۔ نشیب۔ گڑھا۔ وارد۔ آنیوالا۔ حرمِ شیخ۔ شیخ کی بیوی۔ اشکش۔ بیوی کے شیخ کو بُرا بھلا کہنے سے وہ رو پڑا اور بولا کہ بہر حال یہ بتا دے کہ شیخ کہاں ہیں۔

[3] گفت۔ وہ شیخ کو بُرے بُرے القاب سے ذکر کر کے بولی اگر تو اُس کو نہ دیکھے تو اِسی میں تیری خیر ہے۔ تہی۔ کمالات سے خالی۔ خام ریشاں۔ ناتجربہ کار، بے عقل۔ عتو۔ سرکشی یعنی گمراہی۔ غوی۔ گمراہ۔

Presented by www.ziaraat.com

سبطی اند ایں قوم گوسالہ پرست ۔۔۔ بر چنیں گاوے ہمی مالند دست
یہ بچھڑے کی پجاری قوم سبطی ہے ۔۔۔ وہ ایسے بیل پر ہاتھ پھیر رہے ہیں

جیفۃ اللیل ست و بطال النہار ۔۔۔ ہر کہ او شد غرۂ ایں طبل خوار
وہ رات کا مُردار اور دن کا جھوٹا ہے ۔۔۔ جو اس پیٹو پر فریفتہ ہوا

ہشتہ اند ایں قوم صد علم و کمال ۔۔۔ مکر و تزویرے گرفتہ کاینت حال
اس قوم نے سینکڑوں علم و کمال چھوڑ دیے ۔۔۔ مکر اور فریب اختیار کر لیا، کیا یہ حال ہے

آلِ موسیٰ کو دریغا تا کنوں ۔۔۔ عابدانِ عجل را ریزند خوں
افسوس موسیٰ کہاں ہیں؟ کہ اب ۔۔۔ بچھڑے کے پجاریوں کی خون ریزی کریں

کو رہِ پیغمبر و اصحابِ او ۔۔۔ کو نماز و سبحہ و آدابِ او
کہاں ہے پیغمبر اور ان کے صحابہ کا راستہ؟ ۔۔۔ کہاں ہے نماز اور تسبیح اور ان کے آداب؟

شرع و تقویٰ را فگندہ سوئے پشت ۔۔۔ کو عمرؓ کو امر معروفِ درشت
شریعت اور تقوے کو پس پشت پھینک دیا ہے ۔۔۔ کہاں ہیں عمرؓ، کہاں ہے بھلائی کا سخت حکم؟

کایں اباحت زیں جماعت فاش شد ۔۔۔ رخصتِ ہر مفلس و قلاش شد
کیونکہ یہ اباحت اس جماعت سے پھیلی ہے ۔۔۔ ہر مفلس اور آوارہ کو رخصت مل گئی

جواب گفتنِ مرید و زجر کردنِ او آں طعانہ را از کفر و بیہودہ گفتن

مرید کا جواب دینا اور اس طعنہ زن کو کفر اور بیہودہ گوئی سے جھڑکنا

بانگ زد بر وے جوان و گفت بس ۔۔۔ روزِ روشن از کجا آمد عسس
جوان اس پر چیخ پڑا اور بولا بس ۔۔۔ روشن دن میں رات کا کوتوال کہاں سے آ گیا؟

نورِ مردان مشرق و مغرب گرفت ۔۔۔ آسمانہا سجدہ کردند از شگفت
مردانِ خدا کے نور نے مشرق اور مغرب کو گھیر لیا ۔۔۔ آسمانوں نے تعجب سے سجدہ کیا

آفتابِ حق بر آمد از حمل ۔۔۔ زیرِ چادر رفت خورشید از خجل
حمل کے برج سے حق کا سورج طلوع کر آیا ۔۔۔ سورج شرمندگی سے چادر کے نیچے چلا گیا

ترہاتِ چوں تو ابلیسے مرا ۔۔۔ کے بگرداند ز خاکِ ایں سرا
تجھ جیسے شیطان کی بکواس مجھے ۔۔۔ اس گھر کی خاک سے کب ہٹا سکتی ہے؟

من ببادے نامدم ہمچوں سحاب ۔۔۔ تا بگردے باز گردم زیں جناب
میں ابر کی طرح ہوا کے ذریعہ نہیں آیا ہوں ۔۔۔ کہ ایک گرد سے اس درگاہ سے واپس ہو جاؤں

۱؎ سبطی اند۔ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں جو کچھڑے کو پوجتے تھے چنیں گاوے ... یعنی شیخ ... جو شخص ... ہو ... ہے ... رات ... ہے ... ان کے یہ اشغال ... ہشتہ قوم ... چھوڑ رکھے ہیں کہ یہ ... حال ہے ... یعنی عابد حق کہ ان صوفیوں نے رسول اور صحابہ کی سنت ... نماز روزہ ختم کر دیا ... ہے۔

۲؎ شرع۔ ان لوگوں نے شریعت اور تقوے کو پس پشت ڈال دیا اس وقت حضرت عمرؓ جیسے شخص کی ضرورت ہے۔ اباحت یعنی حرام کو حلال سمجھنا۔ قلاش۔ بے نام و ننگ شخص طعانہ۔ طعنہ زن عورت یعنی شیخ کی بیوی۔ عسس حفاظت کے لئے رات کو پہرے دینے والا۔ شیخ کو روز روشن سے تعبیر کیا اور بیوی کو رات کا کوتوال کہا ہے۔

۳؎ نورِ مرداں۔ تو بزرگوں اور صوفیوں کو برا کہہ رہی ہے حالانکہ ان کی شان یہ ہے کہ مشرق اور مغرب ان کے نور سے منور ہے ان کی عظمت کے سامنے آسمان کا سر جھکا ہوا ہے۔ آفتاب۔ شیخ جو نور ہے وہ آفتاب ہیں کہاں ہے ترہات۔ جب میرے یہ عقیدے ہیں تو تم شیطان کے بہکانے سے میں اس شیخ کے در کو کب چھوڑ سکتا

Presented by www.ziaraat.com

عجل[1] باآں نور شد قبلہ کرم — قبلہ بے آں نور شد کفر و صنم

اُس نور کے ہوتے ہوئے بچھڑا بھی قبلۂ کرم ہوگیا — اُس نور کے بغیر قبلہ کفر اور بت ہوگیا

ہست اباحت کز ہوا آمد ضلال — ہست اباحت کز خدا آمد کمال

جو اباحت خواہش نفس سے آئے وہ گمراہی ہے — جو اباحت خدا کی جانب سے آئے وہ کمال ہے

کفر ایماں گشت و دیو اسلام یافت — آں طرف[2] کاں نور بے اندازہ تافت

کفر ایمان ہوگیا اور شیطان نے اسلام پالیا — جس طرف وہ غیر محدود نور جھکا

مظہر عشق ست و محبوب بحق — از ہمہ کروبیاں بردہ سبق

عشق کا مظہر ہے اللہ (تعالیٰ) کا محبوب ہے — تمام مقرب بارگاہ فرشتوں سے بڑھ گیا

سجدہ آدم را بیان سبق اوست — سجدہ آرد مغز را پیوستہ پوست

آدمؑ کو سجدہ اس کی افضلیت کا بیان ہے — جُڑا ہوا چھلکا مغز کو سجدہ کرتا ہے

شمع حق را پف کنی تو اے عجوز — ہم تو سوزی ہم سرت اے گندہ پوز

اے بڑھیا! تو خدائی شمع کو پھونک مار رہی ہے — اے گندہ دہن! تو بھی جل جائے گی اور تیرا سر بھی

کے شود دریا ز پوز سگ نجس — کے شود خورشید از تف منطمس

کتے کے منہ سے دریا کب ناپاک ہوتا ہے؟ — سورج، پھونک سے کب مٹتا ہے؟

حکم بر ظاہر اگر ہم می کنی — چیست ظاہر تر بگو زیں روشنی

اگر تو ظاہر پر بھی حکم لگاتی ہے — تو بتا اس روشنی سے زیادہ ظاہر کیا ہے؟

جملہ[3] ظاہر ہا بہ پیش ایں ظہور — باشد اندر غایت نقص و قصور

اس ظہور کے سامنے سب ظاہر — کمی اور کوتاہی میں انتہا پر ہیں

ہر کہ بر شمع خدا آرد پفو — شمع کے میرد بسوزد پوز او

جو خدائی شمع پر پھونک مارے — شمع کب بجھے گی اس کا منہ جل جائے گا

چوں تو خفاشاں بسے بینند خواب — کایں جہاں ماند یتیم از آفتاب

تجھ جیسی چمگادڑیں بہت خواب دیکھتی ہیں — کہ یہ دنیا سورج سے یتیم رہ جائے

موجہائے تیز دریاہائے روح — ہست صد چنداں کہ بد طوفان نوح

روح کے دریاؤں کی تیز موجیں — جتنا حضرت نوحؑ کا طوفان تھا اس سے کئی سو گنا میں

---

[1] عجل۔ تو نے اُن کے مُریدوں کو بچھڑا پرستی دکھایا ہے تو سُن لے کہ شیخ میں جو نور ہے وہ نورِ حق ہے اگر وہ بچھڑے میں بھی نمودار ہو جائے تو بچھڑا قبلہ بن جائے اور اگر وہ نور قبلہ سے مفقود ہو جائے تو پھر اُس کو سجدہ کرنا کفر اور صنم پرستی بن جائے۔ اباحت۔ تو نے کہا ہے کہ اس گروہ سے اباحت پیدا ہوئی تو سمجھ لے کہ اباحت کی دو قسمیں ہیں، ایک اباحت تو وہ ہے جس کو اہلِ کلام اباحت کہتے ہیں یعنی حرام کو حلال سمجھ لینا۔ یہ خواہشِ نفسانی سے پیدا ہوتی ہے اور گمراہی ہے ایک اباحت وہ ہے جو غلبۂ حال سے پیدا ہوتی ہے جیسے سماع اور وجد یہ خدا کی جانب سے ہے اور کمال ہے۔

[2] آں طرف۔ اس سے مُراد آنحضورؐ ہیں آپ نے فرمایا میرے ساتھ بھی ایک شیطان ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسکے برخلاف میری مدد کی اور وہ مسلمان ہوگیا۔ مظہر عشق۔ ایسے نور والا عشق کا مظہر ہے اور خدا کا محبوب اور فرشتوں سے افضل ہے۔ سجدہ۔ حضرت آدمؑ کو فرشتوں سے سجدہ کرانا اس افضلیت کا بیان ہے مفضول، افضل کو سجدہ کیا کرتا ہے۔ شمع حق یعنی شیخ۔ گندہ پوز گندہ دہن۔ کے شود۔ تیرے بُرا کہنے سے شیخ بُرا نہ ہوگا۔ منطمس۔ مٹنے والا۔ حکم۔ اگر تو شیخ کے باطنی اوصاف کو نہیں دیکھ سکتی اور ظاہر پر حکم لگاتی ہو تو بتا اس ظاہر سے زیادہ روشن کس کا ظاہر ہے ـــــ

[3] جملہ۔ تمام انسانوں کے ظاہری اعمال شیخ کے اعمال کے مقابلہ میں ہیچ ہیں ہر کہ۔ شعر۔ چراغ را کہ ایزد برفروزد ؛ ہر آنکو پف کند ریشش بسوزد۔ چوں تو۔ تجھ جیسی چمگادڑ کی وجہ سے شیخ جیسا آفتاب معدوم نہیں ہو سکتا۔ موجہائے۔ روح کے دریا کی موجیں طوفانِ نوحؑ کی موجوں سے تیز ہوتی ہیں اُن سے ڈرتی رہ۔

لیک اندر چشمِ کنعاںؔ موئے رست — نوحؑ و کشتی را بہشت و کوہ جست
لیکن کنعان کی آنکھ میں بال آگیا — حضرت نوحؑ اور کشتی کو چھوڑا اور پہاڑ پر کودا

کوہ و کنعاں را فرو بُرد آں زماں — نیم موجے تا بقعرِ امتہاں ۱۴
اس وقت پہاڑ کو اور کنعان کو بہا لے گئی — ذلت کی گہرائی میں، آدھی موج

مہ فشاند نور و سگ وع وع کند — سگ ز نورِ ماہ کے مرتع کند
چاند نور افشانی کرتا ہے اور کتا بھوں بھوں کرتا ہے — کتا چاند کے نور سے کب اقتباس کرتا ہے؟

شبروان و ہمرہانِ مہ بتگ — ترکِ رفتن کے کنند از بانگِ سگ
رات کے مسافر اور دوڑ میں چاند کے ساتھی — کتے کے بھونکنے سے چلنا کب چھوڑتے ہیں؟

جزو سوئے کُل رواں مانندِ تیر — کے کند وقف از پئے ہر گندہ پیر
جز کُل کی جانب، تیر کی طرح رواں ہے — وہ بڑھیا کی وجہ سے کب ٹھہرتا ہے؟

جانِ شرع و جانِ تقویٰ عارف ست — معرفت محصولِ زہدِ سالف ست
عارف شرع کی جان اور تقوے کی جان ہے — معرفتِ خداوندی، پہلے تقوے کا نتیجہ ہے

زہد[2] اندر کاشتن کوشیدن ست — معرفت آں کشت را روئیدن ست
تقوے کھیتی میں کوشش کرنا ہے — معرفت اُس کھیتی کا اُگنا ہے

پس چو تن باشد جہاد و اعتقاد — جانِ ایں کشتن نبات ست و حصاد
مجاہدہ اور اعتقاد جسم کی طرح ہے — اس بونے کا مقصد پیداوار اور کاٹنا ہے

امرِ معروف او و ہم معروف اوست — کاشفِ اسرار و ہم مکشوف اوست
وہ امر بالمعروف بھی ہیں اور معروف بھی — وہ رازوں کے کھولنے والے ہیں اور راز بھی وہی ہیں

شاہِ امروزینہ و فردائے ماست — پوست بندہ مغز نغزش دائما ست
وہ ہمارے آج اور کل کے شاہ ہیں — چھلکا، عمدہ مغز کا ہمیشہ غلام ہے

چوں[3] انا الحق گفت شیخ و پیش برد — پس گلوئے جملہ کوراں را فشرد
جب شیخؒ نے انا الحق کہا اور آگے بڑھ گئے — تو تمام اندھوں کے گلے کو دبا دیا

چوں انائے بندہ لا شد از وجود — پس چہ ماند تو بیندیش اے جحود
جب بندے کا وجود (ذہنی) وجود کے اعتبار سے لا ہو گیا — اے منکر! تو سوچ کہ کیا رہ گیا؟

[1] کنعان حضرت نوحؑ کے بیٹے کنعان نے حضرت نوحؑ اور انکی کشتی کو چھوڑ کر کہا سآوی الی جبل یعصمنی - میں پہاڑ پر ٹھکانا بنالوں گا وہ مجھے محفوظ رکھیگا۔ کوہ - ایک معمولی موج آئی اور اس نے کنعان اور پہاڑ کو ڈبو دیا - تمہ - کتوں کے بھونکنے سے چاند اپنی ضوفشانی نہیں چھوڑتا ہے مرتع - چراگاہ - شبروان - رات کے مسافر چاند کی روشنی سے فائدہ اٹھا کر سفر کرتے رہتے ہیں کتوں کے بھونکنے سے وہ نہیں رکتے ہیں۔ جزو یعنی مرید و معتقد کُل یعنی شیخ۔ گندہ پیر - بوڑھی عورت - جانِ شرع - عارف باللہ شریعت اور تقوے کا خلاصہ ہوتا ہے اسکو جو معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے وہ تقوے ہی کا نتیجہ ہے۔ [2] زہد - زہد اور تقویٰ کھیتی کرنے کی کوشش کی طرح ہے اور معرفتِ خداوندی اُس کھیتی کا اُگنا ہے۔ جہاد یعنی عمل صالح اور عقیدہ جسم کی طرح ہوتے اور اس بونے یعنی عمل اور عقیدہ کی جان روئیدگی اور اُس کا کاٹنا معرفت ہے - امرِ معروف بھلی بات کا حکم یعنی تو نے کہا تھا امر معروف کہاں ہیں جو بھلائی کا حکم دیں یعنی شیخ میں بھلائی نہیں ہے تو سمجھ لے وہ تو خود مجسم امر بالمعروف اور خود بھلے ہیں اور ان کے باطن کا حال یہ ہے کہ وہ کاشف اسرار ہیں اور خود مجسم اسرار ہیں یعنی شیخ ظاہرؔ و باطناً کامل ہیں شاہ و وزیر وہ دنیا میں بھی ہمارے شاہ ہیں اور عقبیٰ میں بھی ہم پوست ہیں وہ مغز ہیں لہٰذا ہم انکے غلام ہیں۔ —— [3] چوں انا الحق - شیخ مجسم شریعت ہے اگر وہ انا الحق کہے وہ ظاہر بینوں کی نزدیک حد سے تجاوز کر جائے اور اسکی وجہ سے ظاہر بین غصہ میں مبتلا ہوں تو یہ بھی خلاف شرع نہیں ہوتا - جب بندہ کی اپنی ہستی اسکے ذہن سے فراموش ہو گئی تو پھر تو خود نہیں رہا اب سوائے خدا کچھ نہیں رہا۔

Presented by www.ziaraat.com

گر ترا[1] چشم ست بکشا در نگر | بعدِ لا آخر چہ می ماند دگر
اگر تیرے آنکھ ہے، کھول، دیکھ | "لا" کے بعد آخر اور کیا رہ گیا؟

اے بریدہ آں لب و حلق و دہاں | کہ کُند تف سوئے مہ یا آسماں
اے (بڑھیا) وہ ہونٹ اور حلق اور منہ کٹ جائے | جو چاند یا آسمان کی طرف تھوکے

تف برویش باز گردد بیشکے | تف سوی گردوں نیابد مسلکے
بیشک تھوک اُس کے منہ پر واپس آجائے گا | تھوک آسمان کی جانب راہ یاب نہیں ہوتا

تا قیامت تف برو بارد ز رب | ہمچو تبت بر روانِ بولہب
اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے قیامت تک اُس پر تھوک ہے | جیسا کہ ابولہب کی روح پر تبت

طبل و رایت ہست مِلکِ شہریار | سگ کسے کہ خواند او را طبل خوار
طبل اور جھنڈا بادشاہ کی ملکیت ہے | وہ کتا ہے، جو اُس کو پیٹو کہے

آسمانہا[2] بندۂ ماہِ وے اند | شرق و مغرب جملہ ناں خواہِ وے اند
آسمان اُس کے چاند کے غلام ہیں | مشرق و مغرب سب اُس کی روٹی کے بھکاری ہیں

زانکہ لولاک ست بر توقیعِ او | جملہ در انعام و در توزیعِ او
کیونکہ اُس کے طغرے میں "لولاک" ہے | سب اُس کے انعام اور بخشش میں ہیں

گر[3] نبودے او نیابیدے فلک | گردش و نور و مکانیِ ملک
اگر وہ نہ ہوتا آسمان کو حاصل نہ ہوتی | گردش اور نور اور فرشتے کا مکان بننا

گر نبودے او نیابیدے بحار | ہیئت ماہی و دُرِّ شاہوار
اگر وہ نہ ہوتا سمندر کو حاصل نہ ہوتی | مچھلی اور دُرِّ شاہوار کی صورت

گر نبودے او نیابیدے زمیں | در درونہ گنج و بیروں یاسمیں
اگر وہ نہ ہوتا تو زمین کو حاصل نہ ہوتا | اندر خزانہ اور باہر چنبیلی

رزقہا ہم رزق خوارانِ وے اند | میوہا لب خشکِ بارانِ وے اند
رزق بھی اُس کے رزق خور ہیں | میوے اُس کی بارش کے پیاسے ہیں

ہیں کہ معکوس ست در امر ایں گرہ | صدقہ بخشِ خویش را صدقہ بدہ
امر (خداوندی) میں یہ اُلٹا عقدہ ہے | اپنے صدقہ دینے والے کو تو صدقہ دے

بوٹے سب اُن کے طفیل سے ہیں۔ رزقہا۔ رزق خواروں کا رزق اور پھلوں کے لئے بارش سب اُن کے طفیل ہے ہیں۔ فقراء کو صدقہ دینے کا حکم ہے اُس میں یہ عجب لطیفہ ہے کہ فقراء اور شیوخ ہی کے طفیل میں دولت ملی ہے تو گویا وہ دولت اُنھوں نے ہی عطا کی ہے ہم سے کہا جارہا ہے کہ جن لوگوں نے تجھے صدقہ دیا ہے تو ان کو صدقہ دے

[1] گر ترا۔ اگر تیرے حقیقت بین آنکھ ہے تو غور کرلے۔ آئے بریدہ۔ اگر اب بھی کوئی اتنا اُلٹی برا اعتراض کرے تو آسمان کی طرف تھوکتا ہے جس کی بُرائی خود اُس پر آئیگی۔ تف۔ ایسے بزرگوں کی تکفیر کرنیوالا خود کفر میں مبتلا ہے۔ تا قیامت۔ اور ایسے لوگوں پر خدا کی تف قیامت تک رہے گی جس طرح ابولہب کے بارے میں سورہ تبت کی بددعا برستی رہتی ہے طبل۔ جبکہ شیخ شاہ ہیں اور شاہ نقارہ اور جھنڈے کا مالک ہوتا ہے تو اُنکو طبل خوار یعنی پیٹو وہی کہے گا جو خود کتا ہو۔

[2] آسمانہا۔ جبکہ شیخ میں نورِ حق ہے تو زمین و آسمان اُس کے غلام ہیں اور بقاءِ کائنات اُس کے طفیل ہے۔ زانکہ یعنی وہ نور ہے جو آنحضورؐ میں تھا جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر تم نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو نہ پیدا کرتا اور شیخ کو وہی نور حاصل ہوا ہے تو اب تمام عالم اُن کا طفیلی ہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں۔

[3] گر نبودے۔ چونکہ اِن میں وہ نور ہے کہ اگر وہ نور نہ ہوتا تو زمین و آسمان نہ ہوتے لہٰذا آسمانوں کی گردش اور اُس کا نور اُس کا فرشتوں کا مقام ہونا، سمندروں میں مچھلی اور موتی، زمین کے اندر کے خزانے اور باہر کے بیل

Presented by www.ziaraat.com

از فقیر ستت ہمہ زر و حریر | ہیں[1] غنی را دہ زکاتے اے فقیر
تیرا تمام سونا اور ریشم فقیر کی وجہ سے ہے | اے فقیر! تو مالدار کو زکوٰۃ ادا کر

چوں تو ننگے جفت آں مقبولِ روح | چوں عیالِ کافر اندر عقدِ نوح
تجھ جیسی ذلیل کا اس مقبول روح کی بیوی ہونا | جیسے کہ حضرت نوح کے نکاح میں کافر بیوی

گر نبودے نسبتِ تو زیں سرا | پارہ پارہ کردمے ایں دم ترا
اگر اس گھر سے تیری نسبت نہ ہوتی | اسی وقت میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا

دادمے آں نوح را از تو خلاص | تا مشرف گشتمے من در قصاص
اس نوح کو تجھ سے نجات دلاتا | تاکہ میں قصاص سے مشرف ہو جاتا

لیک[2] با خانہ شہنشاہ زمن | ایں چنیں گستاخی ناید ز من
لیکن شاہِ زمانہ کے گھر کے ساتھ | مجھ سے ایسی گستاخی نہیں ہو سکتی

رَو دُعا کُن کہ سگ ایں موطنی | ورنہ اکنوں کردمے من کردنی
جا دعا دے کہ تو اس گھر کی کتیا ہے | ورنہ میں جو کچھ کرنا تھا کر گزرتا

بازگشتنِ مُرید از وثاقِ شیخ و پُرسیدن از مردم و نشان
شیخ کے گھر سے مرید کا لوٹنا اور لوگوں سے دریافت کرنا اور اُن کا

دادنِ ایشاں کہ شیخ بفلاں بیشہ رفتہ است
بتا دینا کہ شیخ فلاں جنگل میں گئے ہیں

بعد ازاں[3] پُرساں شد اُو از ہر کسے | شیخ را می جُست از ہر سُو بسے
اس کے بعد وہ ہر شخص سے سوالی بنا | وہ ہر جانب شیخ کو بہت ڈھونڈ رہا تھا

پس کسے گفتش کہ آں قطبِ دیار | رفت تا ہیزم کشد از کوہسار
تو کسی نے اس سے کہا، کہ وہ قطبِ عالم | گئے ہیں تاکہ پہاڑ سے لکڑیاں لائیں

آں مُریدِ ذوالفقار[4] اندیش تفت | در ہوائے شیخ سُوئے بیشہ رفت
وہ تیز سمجھ والا مرید جلد | شیخ کی محبت میں جنگل کی طرف چل دیا

دیو[5] می آورد پیشِ ہوشِ مرد | وسوسہ تا خفیہ گردد مہ ز گرد
شیطان مرد کی عقل کے سامنے لاتا تھا | وسوسہ تاکہ چاند گرد میں چھپ جائے

کایں چنیں زن را چرا ایں شیخِ دیں | دارد اندر خانہ یار و ہمنشیں
کہ دین کے شیخ نے ایسی عورت کو کیوں | گھر میں یار اور ساتھی بنا یا ہے؟

[1] ہیں۔ تو اِس حکم کا مطلب یہ ہے کہ ہم فقیروں سے کہا جا رہا ہے کہ تو غنی یعنی فقیر اور شیخ کو صدقہ دے۔ چوں تو۔ شیخ کے مفاخر اور فضائل بیان کرنے کے بعد بیوی کو سرزنش شروع کی ہے کہ تجھ جیسی عورت اِس شیخ کے گھر میں ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے حضرت نوح کے گھر میں کافرہ عورت تھی۔ گر نبودے۔ تجھے شیخ سے نسبت ہے ورنہ تیری گستاخی پر تیرے ٹکڑے کر ڈالتا اور نوح صفت شیخ کو تجھ سے نجات دلاتا۔ مُشرّف۔ اگر تیرے قتل کرنے پر مجھے بدلے میں قتل کیا جاتا تو میرے لئے باعث شرف ہوتا۔

[2] لیک۔ مجبوری یہی ہے کہ تجھے شیخ سے نسبت ہے۔ رَو دعا کُن۔ جا دعا دے کہ تو اِس در کی کتیا ہے اِس لئے میرے ہاتھ سے بچ گئی۔

[3] بعد ازاں۔ بیوی کو یہ ملامتیں کرنے کے بعد وہ مرید شیخ کی جستجو میں لگ گیا۔ ہیزم کشد۔ کسی نے اسکو بتایا کہ شیخ جنگل سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔

[4] ذوالفقار اندیش۔ یعنی اس کا ذہن ایسا ہی تیز تھا، جیسے کہ حضرت علیؓ کی ذوالفقار تلوار تیز تھی۔ [5] دیو۔ شیطان نے شیخ کی بیوی کے سلسلہ میں مرید کے دل میں وسوسے پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ کہ تم ہیں۔ وسوسہ یہ تھا کہ شیخ نے اِس بدزبان عورت کو بیوی کیوں بنا رکھا ہے شاید شہرت کے متلاشی ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

ضد را با ضد ایناس[1] از کجا — با امام الناس نسناس از کجا

ضد کو ضد سے اُنس کہاں سے — انسانوں کے امام کے ساتھ بن مانس کہاں ہے

باز او لاحول می کرد آتشیں — کاعتراض من برو کفرست و کیں

پھر وہ آتشیں لاحول پڑھتا — کہ میرا اُن پر اعتراض کرنا کفر اور کینہ ہے

من کہ باشم با تصرفہائے حق — کہ برآرد نفسِ من اشکال و دق

(اللہ تعالیٰ) کے تصرفات کے روبرو میں کون ہوتا — کہ میرا نفس اشکال اور اعتراض کرے

باز نفسش حملہ می آورد زود — زیں تعرض در دلش چوں کاہ دود

پھر اُس کا نفس، جلد حملہ کرتا — اِس تعرض سے اُسکے دل میں جسطرح گھاس دھواں (پیدا کرتی) ہوں

کہ چہ نسبت دیو را با جبرئیل[2] — کہ بُود با او بصحبت ہم مقیل

کہ شیطان کو جبرئیل سے کیا نسبت؟ — کہ وہ صحبت میں اُس سے ہمخواب ہو

چوں تواند ساخت با آزر خلیل — چوں تواند ساخت با رہزن دلیل

خلیل، آزر کے ساتھ کیسے نباہ کر سکتا ہے؟ — رہنما، ڈاکو کے ساتھ کیسے نباہ کر سکتا ہے؟

یافتنِ آں مرید مراد را و ملاقات او با شیخ نزدیک آں بیشہ

مرید کا مراد حاصل کر لینا اور جنگل کے قریب شیخ سے اُس کی ملاقات

اندریں بُود او کہ شیخِ نامدار — زود پیش افتاد بر شیرے سوار

وہ اِسی میں تھا کہ نامور شیخ — ایک شیر پر سوار بہت جلد سامنے آگئے

شیرِ غراں، ہیزمش را می کشید — بر سرِ ہیزم نشستہ آں سعید

شیر غراتا ہوا اُن کا ایندھن کھینچ رہا تھا — وہ نیک بخت ایندھن پر بیٹھے ہوئے تھے

تازیانہ اش مارِ نر بُود از شرف — مار را بگرفت چوں خرزن بکف

بزرگی کی وجہ سے اُن کا کوڑا نر سانپ تھا — سانپ کو کوڑے کی طرح ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے

تو یقیں میداں کہ ہر شیخے کہ ہست[3] — ہم سواری می کند بر شیرِ مست

تو یقین کر کہ جو شیخ بھی ہے — وہ مست شیر پر سواری بھی کرتا ہے

گرچہ آں محسوس و ایں محسوس نیست — لیک آں بر چشمِ جاں ملبوس نیست

اگرچہ وہ محسوس اور یہ محسوس نہیں ہے — لیکن وہ باطن کی آنکھ پر پوشیدہ نہیں ہے

صد ہزاراں شیر زیرِ رانِ شاں — پیش دیدہ غیب داں ہیزم کشاں

لاکھوں شیر اُن کی ران کے نیچے — غیب داں آنکھ کے سامنے لکڑیاں ڈھونے والے ہیں

---

[1] ایناس۔ محبت یا ہم الفت۔ یعنی شیخ۔ نسناس۔ بن مانس یعنی بیوی۔ کاعتراض یعنی شیخ پر بدگمانی۔ دق۔ اعتراض۔ تصرفہای۔ ایسی بدعورت کا شیخ کی بیوی ہونا خدائی تصرف ہے وہ خود مصلحت جانتا ہے ہمیں اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ باز۔ وہ لاحول پڑھتا لیکن نفس پھر اُس کے دل میں اِسی طرح وسوسہ پیدا کر دیتا جیسا کہ گھاس بہت دھواں پیدا کرتی ہے۔ دیو۔ شیطان یعنی بیوی۔

[2] جبرئیل یعنی شیخ۔ ہم مقیل۔ ہمخواب۔ آزر۔ حضرت ابراہیمؑ کا باپ۔ اندریں۔ مرید اسی اُدھیڑ بُن میں تھا کہ شیخ ایک شیر پر سوار اُس کے سامنے آگئے۔ شیر غراں۔ اُس نے دیکھا کہ شیر غرا رہا ہے اور اُس کی کمر پر لکڑیاں ہیں اور شیخ اُن لکڑیوں پر بیٹھے چلے آرہے ہیں تازیانہ۔ ہاتھ میں ایک سانپ ہے جس سے کوڑے کا کام لے رہے ہیں۔ خرزن۔ تازیانہ۔

[3] تو یقین شیخ ابوالحسنؒ ہی نہیں بلکہ ہر شیخ مست شیر پر سوار ہے۔ گرچہ فرق اتنا ہے کہ شیخ ابوالحسنؒ کا شیر نظر آرہا تھا اور دیگر شیوخ کے شیر عام کو نظر نہیں آتے ہیں صرف اُن لوگوں کو نظر آتے ہیں جن کو چشم بصیرت حاصل ہو۔ صد ہزاراں۔ بزرگوں اور شیوخ کی سواری میں لاکھوں شیر ہیں جو اُن کی خدمت کرتے ہیں مولانا کی مراد شیروں سے نفس اَمّارہ ہے

Presented by www.ziaraat.com

لیک آں یک را خدا محسوس کرد ‏— تا کہ بیند نیز اُو کہ نیست مَرد [1]

لیکن خدا نے اِس ایک کو ظاہر کر دیا — تاکہ وہ بھی دیکھ لے جو مرد (میدان) نہیں ہے

دیدش از دور و بخندید آں خدیو — گفت آں را مشنو اے مفتونِ دیو

اُنھوں نے اُس کو دور سے دیکھا اور وہ شاہ ہنس پڑے — فرمایا اے شیطان کے فریب خوردہ اُس کی نہ سُن

از ضمیرِ اُو بدانست آں جلیل — ہم ز نورِ دل بلے نعم الدلیل

اُن بزرگ نے اُس کے دل میں سے جان لیا — دل کے نور سے، ہاں وہ اچھا رہنما ہے

خواند بر وے یک بیک آں ذوفنوں — آنچہ در رہ رفت بر وے تاکنوں

اُن ہنرمند نے ایک ایک بتا دیا — جو اُس پر راستہ میں اب تک گذرا

بعد ازاں در مشکلِ انکارِ زن [2] — بر کُشاد آں خوش سرا اینڈ دہن

اُس کے بعد عورت کے انکار کے اِشکال کے سلسلہ میں — اُن خوش گو نے، مُنہ کھولا

کاں تحمّل از ہوائے نفس نیست — آں خیالِ نفسِ تُست اینجا مایست

کہ وہ برداشت، نفسانی خواہش کی وجہ سے نہیں ہے — وہ تیرے نفس کا وہم ہے، اِس جگہ قائم نہ رہ

گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زن — کے کشیدے شیرِ نر بیگارِ من

اگر بیوی کے بوجھ کو میرا صبر برداشت نہ کرتا — تو نر شیر، میری بیگار کب برداشت کرتا؟

اشترانِ بُختیم اندر سبق — مست و بیخود زیرِ محملہائے حق

ہیں مسابقت میں بُختی اونٹ ہوں — اللہ کے کجاووں کے نیچے، مست اور بے خود ہوں

من [3] نیم در امر و فرماں نیم خام — تا بیندیشم من از تشنیعِ عام

میں حکم اور فرمان کے بارے میں آدھا کچا نہیں ہوں — کہ عوام کے (طعن و) تشنیع کی فکر کروں

عامِ ما و خاصِ ما فرمانِ اُوست — جانِ ما بر رُو دواں جویانِ اُوست

ہمارے عام اور ہمارا خاص اُس کا حکم ہے — ہماری جان مُنہ کے بل اُس کی تلاش میں دوڑ رہی ہے

دورم از تحسین و تشویقِ ہمہ — فارغ از تکذیب و تصدیقِ ہمہ

میں اُن کی تعریف اور شوق دلانے سے بالکل دُور ہوں — اُن کے جھٹلانے اور تصدیق سے بالکل بے نیاز ہوں

فردیِ ما جفتیِ ما نہ از ہواست — جانِ ما چو مُہرہ در دستِ خداست

ہمارا اکیلاپن اور جوڑا ہونا نفس کی خواہش سے نہیں ہے — ہماری جان نَرد کی طرح خدا کے ہاتھ میں ہے

بارِ آں ابلہ کشیم و صد چو اُو — نے ز عشقِ رنگ و نے سودائے بُو

ہم اُس بیوقوف کا اور اُس جیسے سینکڑوں کا بار برداشت کرتے ہیں — نہ رنگت کے عشق سے اور نہ خوشبو کے خیال سے

---

[1] مرد۔ یعنی عوام بھی دیکھ لیں۔ آں را مشنو۔ یہ شیطان کے وسوسہ کی بات نہ سُنا۔ از ضمیر۔ شیخ نے جو اُس کو نصیحت کی اِس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کو کشف سے اُس کے دل کا وسوسہ معلوم ہو گیا تھا۔ نعم الدلیل۔ اُس کے دل کی بات کیوں نہ معلوم ہوتی کشف بہترین راہنما ہے۔ خواند۔ اُس کے دل پر جو وساوس گذرے تھے وہ سب اُس کو بتا دیئے۔

[2] بعد ازاں۔ عورت نے شیخ کی بزرگی کا انکار کیا تھا اِس سے اُس کے دل میں اشکال پیدا ہوا تھا کہ ایسی عورت کو بیوی کیوں بنا رکھا ہے شیخ نے اِس کا جواب دینا شروع کیا۔ کاں تحمل۔ اُس کو میں نے نفسانی خواہش کی وجہ سے بیوی نہیں بنا رکھا ہے بلکہ اپنے نفس کی اصلاح اور صبر کی طاقت بڑھانے کیلئے بیوی بنا رکھا ہے۔ اشتراں۔ ہم صوفیاء کی مثال نیکیوں کی جانب سبقت کرنے میں بُختی اونٹوں کی سی ہے اللہ تعالےٰ کے فیصلوں کا بوجھ مستی اور بیخودی سے برداشت کرتے ہیں۔

[3] من نیم۔ میں بھی خدا کے احکام کے بارے میں کچا نہیں کہ کسی معاملہ میں عام بدنامی یا خاص بدنامی سے ڈروں۔ عام ما۔ ہمارا عوام و خواص سے واسطہ نہیں، ہمارا تعلق تو صرف فرمانِ خداوندی سے ہے۔ دورم۔ مجھے لوگوں کی تعریف کی پرواہ ہے نہ مذمت کی۔ فردی۔ کسی سے علیحدگی یا کسی کے ساتھ رہنا اپنی خواہش سے نہیں ہے بلکہ منشاء خداوندی کے مطابق ہے۔ بار آں۔ اِس بیوقوف بیوی ہی کا کیا میں اُس جیسے سیکڑوں کا بار صرف رضاء خداوندی کے لئے برداشت کرتا ہوں۔

Presented by www.ziaraat.com

اینقدر[1] خود درسِ شاگردانِ ماست — کرّ و فرِّ ملحمہ ما تا کجاست
اتنا تو ہمارے شاگردوں کا سبق ہے — ہماری جنگ کا کرّ و فر کہاں تک ہے؟

تا کجا آنجا کہ جا را راہ نیست — جز سنا برقِ مہ اللہ نیست
وہاں تک ہے جہاں مکان کیلئے راستہ نہیں ہو — سوائے اللہ تعالیٰ کے چاند کے نور کی چمک نہیں ہے

از ہمہ اوہام و تصویرات دُور — نور نورُ نورِ نورُ نورِ نور
تمام وہموں اور تصوروں سے دور ہے — نور ہی نور، نور ہی نور، نور کا نور ہے

بہرِ تو من پست کردم گفتگو — تا بسازی با رفیقِ زشت خو
تیری خاطر میں نے پست گفتگو کی — تاکہ تو بدخو ساتھی سے بنائے رکھے

تا کشی خندان و خوش بارِ حرج — از پےِ اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ
تاکہ تو تنگی کا بار ہنسی خوشی برداشت کرلے — صبر کشادگی کی کنجی ہے کی خاطر

چون[2] بسازی با خسیِ این خسان — گردی اندر نورِ سنّتہا رسان
جب تو ان کمینوں کے کمینہ پن سے بنا لے گا — سنّتوں کے نور میں پہنچ جائے گا

کانبیا رنج خساں بس دیدہ اند — از چنیں ماراں بسے پیچیدہ اند
کیونکہ نبیوں نے کمینوں سے بہت تکلیف اٹھائی ہے — ایسے سانپوں سے بہت پیچ (و تاب) میں رہے ہیں

چون مرادِ حکمِ یزدانِ غفور — بود در قدمت تجلّی و ظہور
چونکہ اللہ غفور کا مقصود اور حکم — ازل میں تجلّی اور ظہور تھا

بے[3] ز ضدّے ضد را نتوان نمود — واں شہِ بے مثل را ضدّے نبود
کسی ضد کے بغیر ضد کو نہیں دکھایا جا سکتا — اور اس بے مثل شاہ کی کوئی ضد نہ تھا

حکمت در اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

"میں زمین میں قائم مقام بنانے والا ہوں" میں حکمت

پس خلیفہ ساخت صاحب سینۂ — تا بود شاہیش را آئینۂ
اس نے صاحبِ دل کو خلیفہ بنا دیا — تاکہ وہ اس کی شاہی کا آئینہ ہو

پس صفائے بیحدودش داد او — وانگہ از ظلمت ضدش بنہاد او
پھر اس نے اس کو بے حد صفائی اور آرائش بخش دی — پھر اس نے اس کی ضد تاریکی سے بنا دی

یعنی تو حضرت حق تعالےٰ نے ایک اپنا خلیفہ بنایا تاکہ اس کے اوصاف کمال حضرت حق تعالےٰ کے اوصاف کا آئینہ بن جائیں پس اللہ تعالےٰ نے اِس خلیفہ میں اثباتی صفات ودیعت فرما دیں اور اس کے بالمقابل ایک مخلوق ایسی پیدا فرما دی جو تاریکی سے پُر ہے۔ دیکھئے خود آ جائے گی۔

[1] اینقدر۔ جس قدر تعلق مع اللہ اور اس کے احکام کے اتباع کا ذکر ہے یہ تو ہمارے شاگردوں کو بھی ہے اور خدا کے کرم سے ہمارا مرتبہ تو اس سے بہت زیادہ ہے۔ تا کجا۔ ہماری پہنچ تو ذاتِ لامکانی کے مشاہدہ میں ہے جہاں نور ہی نور ہے اور جو تصور اور خیال سے بالاتر ہے۔ بہرِ تو میں نے جو اپنے آپ کو بخشی اور نیز بتایا تھا اور کہا تھا کہ ہم بیہودہ لوگوں کی صحبت اصلاحِ نفس کے لئے برداشت کرتے ہیں یہ اپنے مقام سے پست گفتگو تیری نصیحت کے لئے کی تاکہ تو صبر کی عادت ڈال لے۔

[2] چوں بسازی۔ جب تو کمینوں کے کمینہ پن کو برداشت کریگا تو رسولوں کی سنّت کا حامل بن جائیگا۔ کانبیا۔ رسولوں اور نبیوں نے کمینوں کے ہاتھوں بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں اور صبر کیا ہے اور ان سانپ بچھوؤں سے بہت پیچ و تاب میں رہے ہیں۔ چوں مراد۔ اب اس کی حکمت بیان فرماتے ہیں کہ ابرار و اشرار کی یہ آویزش کیوں ہو؟ حضرت حق تعالیٰ نے اپنی تجلّی اور ظہور چاہا تو ظاہر ہے کہ ایک چیز کا پورا علمی ظہور جب ہو سکتا تھا کہ اس کی ضد بھی پیدا کر دی جائے۔

[3] بے ز ضدّے۔ چونکہ علمی اعتبار سے ایک چیز کا ظہور دوسری ضد کے ظہور پر موقوف ہے اور حق تعالےٰ کی کوئی ضد

Presented by www.ziaraat.com

دو[1] علم برساخت اسپید و سیاه — آں یکے آدمؑ دگر ابلیس راہ
سفید اور سیاہ دو جھنڈے بلند کردیئے — ایک آدمؑ کا دوسرا شیطانی راستہ

درمیانِ آں دو لشکرگاہِ زفت — چالش و پیکار آنچہ رفت رفت
اِن دو عظیم لشکر گاہ میں — جنگ و پیکار جو بھی ہوئی وہ ہوئی

ہمچناں دَورِ دوم ہابیل شُد — ضدِ نورِ پاک اُو قابیل شُد
اسی طرح دوسری بار ہابیل ہوا — اُس کے پاک نور کی ضد قابیل ہوا

ہمچناں ایں دو علم از عدل و جور — تا بہ نمرود آمد اندر دَور دَور
اسی طرح انصاف اور ظلم کے یہ دو جھنڈے — سلسلہ بہ سلسلہ نمرود تک آئے

ضدِ ابراہیمؑ گشت و خصمِ اُو — واں دو لشکر کیں گذار و جنگجو
وہ (حضرت) ابراہیمؑ کی ضد اور دشمن ہوا — اور وہ دونوں لشکر کینہ کش اور جنگجو رہے

چوں[2] درازی جنگ آمد ناخوشش — فیصلِ آں ہر دو آمد آتشش
جب اُس کو جنگ کا طول ناگوار ہوا — اُن دونوں کا فیصلہ کرنے والی اُسکی آگ آگئی

حُکم کرد اُو آتشے را و نکر — تا شود حَلِّ مشکلِ آں دو نفر
(پھر) اُس نے آگ اور عذاب کو حکم دیدیا — تاکہ دونوں شخصوں کی مشکل حل ہوجائے

دَور دَور و قرن قرن ایں دو فریق — تا بفرعون و بموسیٰؑ شفیق
زمانہ بہ زمانہ اور قرن بہ قرن یہ دونوں فریق — فرعون اور مہرباں موسیٰؑ تک

سالہا اندر میاں شاں حرب بُود — چوں ز حد رفت و ملولی میفزود
اُن کے درمیان سالوں جنگ ہوئی — جب حد سے بڑھ گئی اور ملال بڑھانے لگی

آبِ[3] دریا را حَکم سازید حق — تا کہ ماند کہ برد زیں دو سبق
اللہ (تعالےٰ) نے دریا کے پانی کو حَکم بنایا — کہ کون ہارتا ہے اور ان دونوں میں کون بازی لیجاتا ہے؟

تا کہ فرعوں را باآں فرعونیاں — آبِ دریا غرق شاں کرد آں زماں
یہاں تک کہ فرعوں کو مع فرعونیوں کے — اُس وقت اُن کو دریا کے پانی میں ڈبولا

ہم حَکم سازید از بہرِ ثمُود — صیحہ کہ جانِ شاں را در رَبُود
ثمود کے لئے بھی عذاب بنا دیا — وہ چیخ کہ جو اُن کی جان کو اُچک لے گئی

ہم حَکم سازید بہرِ قومِ عاد — زود خیزے تیز رَو یعنی کہ باد
قومِ عاد کے لئے بھی عذاب بنا دیا — جلد اُٹھنے والی تیز رفتار یعنی ہوا کو

---

[1] دو علم۔ تو اب دو شخصیتیں رُونما ہوگئیں ایک سفید اور ایک سیاہ یعنی حضرت آدمؑ اور شیطان۔ درمیان۔ اب دونوں قسم کی مخلوق میں متضاد اوصاف ہیں اور یہ ایک خدا کی متضاد صفات کا مظہر ہے سب سے پہلے تو حضرت آدمؑ اور شیطان ان صفات کے مظہر ہیں۔ دَورِ دوم۔ پھر ہابیل اور قابیل مظہر ہیں۔ ضدِ ابراہیمؑ۔ پھر حضرت ابراہیمؑ اور نمرود میں کشمکش ہوئی اور وہ دونوں مظہر ہے۔

[2] چوں درازی۔ جب ابراہیمؑ اور نمرود کی جنگ دراز ہوگئی، تو آگ کو دونوں کا حَکم بنا دیا اور اُس نے فیصلہ کردیا کہ ابراہیمؑ حق پر ہیں اور نمرود باطل پر ہے۔ دَور دَور۔ ہر زمانہ میں اِس طرح کے دو گروہوں میں کشمکش جاری ہے حضرت موسیٰؑ اور فرعون میں یہی کشمکش تھی اور اُن کی ایک جنگ و جدل نے طول پکڑا۔

[3] آبِ دریا۔ حضرت موسیٰؑ اور فرعون کی باہمی آویزش میں دریائے نیل کو حکم دے دیا اُس نے حضرت موسیٰؑ کو جتا دیا اور فرعون غرق ہوکر ہار گیا۔ ہم ثمود۔ ثمود چیخ کے عذاب سے ہلاک ہوئے۔ قومِ عاد۔ اِس قوم کو تیز ہوا نے ہلاک کردیا۔

همؔ نکر سازید بر قاروں زکیں — تا فرو بردش چو اژدر ہا زمیں

غصہ سے قارون کے لئے بھی عذاب بنا دیا — حتی کہ زمین اسکو اژدہے کی طرح نگل گئی

تا حلیمیِ زمیں شد جملہ قہر — بُرد قاروں را و گنجش را بقعر

حتی کہ زمین کی بُردباری سب قہر بن گئی — قارون اور اُس کے خزانے کو گہرائی میں لے گئی

لُقمہ را کاں ستونِ ایں تن ست — دفعِ تیغِ جوُع ناں چوں جوشن ست

اُس لقمہ کو جو اِس جسم کا ستون ہے — روٹی کی بھوک کی تلوار کے دفعیہ کیلئے زرہ کی طرح ہے

چونکہ حق قہرے نہد در نانِ توُ — چوں خُناق آں ناں بگیرد در گلوُ

جب خدا تیری روٹی میں قہر پیدا کر دیتا ہے — وہ روٹی گلے میں خُناق کی طرح پھنس جاتی ہے

ایںؔ لباسے کہ زسَرما شُد مُجیر — حق دہد اُو را مزاجِ زمہریر

یہ لباس جو سردی میں پناہ دینے والا تھا — اللہ تعالیٰ اسمیں ٹھنڈک کا مزاج پیدا فرما دیتا ہے

تا شود بر جسمت ایں جُبہ شگرف — سَرد ہمچوں یخ گزندہ ہمچو برف

حتی کہ یہ عجیب جبہ تیرے جسم پر ہو جاتا ہے — برف کی طرح ٹھنڈا برف کی طرح کاٹنے والا

تا گریزی از وشق ہم از حریر — زو پناہ آری بسوئے زمہریر

حتی کہ تو پوستین اور حریر سے بھی گریز کرے گا — (اور) اُس سے زمہریر کی طرف پناہ پکڑے گا

تو دو قلّہ نیستی یک قلّہ — غافل از قصہ عذابِ ظُلّہ

تو دو قلّے نہیں ہے ایک قلّہ ہے — یوم الظُلّہ کے عذاب کے قصہ سے غافل ہے

امرِ حق آمد بشہرستان و دہ — خانہ و دیوار را، سایہ مدہ

شہر اور گاؤں میں اللہ (تعالےٰ) کا حکم آیا — گھر اور دیوار کو، سایہ نہ دے

مانعؔ از باراں مباش و آفتاب — تا بداں مُرسل شُدند اُمت شتاب

بارش اور سورج سے مانع نہ بن — یہانتک کہ امت جلدی سے رسول کے پاس گئی

کہ بمُردیم اغلب اے مہتر اماں — باقیش از دفترِ تفسیر خواں

کہ ہم زیادہ تر مر گئے اے سردار! اماں — اس کا باقی تفسیر کی کتاب میں پڑھ لے

چوں عصا را مار کرد آں چُست دست — گر ترا عقلے ست ایں نکتہ بس ست

جبکہ اُس چابک دست نے لاٹھی کو سانپ بنا دیا — اگر تیرے اندر عقل ہے، یہ نکتہ کافی ہے

ہمچنیں تا دور و طورِ مُصطفٰؐ — با ابُوجہل آں سپہدارِ جفا

اِسی طرح مصطفٰیؐ کے طور اور دور تک — ابوجہل کے ساتھ جو ظلم کا سپہ سالار تھا

لے ہم نکر۔ قارون کیلئے زمین جیسی پُر وقار اور بُردبار چیز کو سبب عذاب بنا دیا اور وہ اُسکو اژدہے کیطرح نگل گئی۔ لقمہ۔ زمین میں بُردباری تھی لیکن قارون کیلئے قہر آلود ہو گئی وہ تو غذا جیسی چیز کو جو انسان کی مددگار اور مدارِ حیات ہے موت کا سبب بنا دیتا ہے۔ خناق۔ یہ ایک مرض ہے جسمیں گلے اور حلق پر ورم آجاتا ہے اور سانس بند ہو جانے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

ٹلہ ایں لباسے۔ گرم کپڑوں میں ٹھنڈک پیدا فرما دیتا ہے اور وہ برف کیطرح ہو جاتے ہیں۔ وشق۔ پوستین۔ زمہریر۔ سخت ٹھنڈک یعنی تو زمہریر کو اُس گرم کپڑے سے زیادہ غنیمت سمجھے گا۔ دو قلّہ۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر دو مٹکے پانی ہو اور اُسمیں نجاست گرے تو ناپاک نہیں ہوتا یعنی تو مردِ کامل نہیں ہے عذابِ ظُلّہ۔ اصحابِ ایکہ پر عذاب آیا تو خدا نے مکانات اور در و دیوار کو حکم دے دیا کہ وہ ان پر سایہ نہ کریں اور وہ لوگ سورج کی گرمی سے مر گئے۔

ٹلہ مانع۔ جب مکانات وغیرہ بارش اور دھوپ سے مانع نہ بنے تو وہ لوگ بھاگ کر اپنے رسول حضرت شعیبؑ کے پاس گئے کر بمُردیم۔ جاکر کہنے لگے کہ ہم مرنے کے قریب ہیں، امن دیجئے اب ہم اِس قصہ کو چھوڑتے ہیں تو تفسیر کی کتابوں میں پڑھ لینا چُست دست۔ چابکدست یعنی حضرت موسیٰؑ۔ ایں نکتہ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے کمال کو ثابت کرنے اور حق کو قبول کرنے کے لئے ہمچنیں تا حضورؐ اور ابوجہل کا مقابلہ رہا اور آنحضورؐ سے یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ اُنکے ہاتھ کی کنکریوں نے اُن کی رسالت کی گواہی دی۔

سنگ در تسبیح آمد در شتاب — از میانِ اصبعینِ آفتابؑ[1]

فوراً، سنگ (ریزے) تسبیح کرنے لگے — آفتاب کی انگلیوں میں سے

منکر آں دید و فرو نا ورد سر — دشمنی اُو کور کردش از نظر

منکر نے اُس کو دیکھا اور سَر نہ جھکایا — دشمنی نے اُسکو دیکھنے سے اندھا کر دیا

تو نظر داری ولے امعانش نیست — چشمۂ افسردہ است و کردہ ایست

تو نظر رکھتاہے لیکن اُس میں گہرائی نہیں ہے — ٹھٹھرا ہوا چشمہ ہے اور وہ رُک گیا ہے

زیں ہمی گوید نگارندہ فکر — کہ بکُن اے بندہ امعانِ نظر

اِسی لئے عقل کا (نقش و) نگار کرنیوالا فرماتا ہے — کہ اے بندے! گہری نظر کر

آں نمی خواہد کہ آہن کوب سرد — لیک اے پولاد بر داؤدؑ گرد

وہ نہیں چاہتا کہ تو ٹھنڈا لوہا کوٹے — لیکن اے فولاد! داؤدؑ کا چکر کاٹ

تن[2] بمُردت سُوئے اسرافیل رَو — دل فسردت رَو بخورشیدِ رَواں

تیرا جسم مرگیا ہو تو اسرافیلؑ کے پاس جا — تیرا دل ٹھٹھر گیا ہو تو روح کے آفتاب کے پاس جا

در خیال از بسکہ گشتی مُکتسی — نک بسُوفسطائیِ بدظن رسی

تو خیالات کو بہت پہننے والا بن گیا — اب تو بدظن سوفسطائی کے پاس جاتا ہے

اُو خود از لُبِ خرد معزول بُود — شد ز حِسّ محروم و معزول از وجود

وہ خود عقل کے جوہر سے جُدا تھا — حِس سے محروم اور وجود سے جدا ہوگیا

گر ز خود و ز لُبِ خود معزول گشت — از وجودِ حِسِّ خود مفصول گشت

وہ اگر اپنے آپ سے اور عقل سے جُدا ہوا — (تو) اپنے حِس کے وجود سے جُدا ہوگیا

ہیں[3] سخن خا، نوبتِ لب خائی ست — گر بگوئی خلق را رُسوائی ست

خبردار اے باتیں بنانیوالے! ہونٹ چبانے کا موقع ہے — اگر عوام سے کہے گا، رُسوائی ہے

چیست امعاں؟ چشمہ را کردں رَواں — چوں ز تن جاں رَست گویندش رَواں

اِمعان کیا ہے؟ چشمہ کو جاری کرنا — جب جان جسم سے چھوٹی اُسکو "رواں" کہتے ہیں

---

[1] آفتاب۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ مُنکر۔ ابوجہل نے یہ معجزہ دیکھا لیکن پھر بھی سرِ تسلیم خم نہ کیا اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُس کا غور و فکر صحیح نہ تھا۔ تو نظر داری۔ اب نظر کی صحت اور اُس کی نفع رسانی کا بیان شروع کیا ہے کہ اگر نظر میں گہرائی نہ ہو تو وہ مُفید نہیں ہوتی ہے۔ زیں ہمی گوید۔ قرآن پاک میں ہے "فَارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ" دو مرتبہ نظر دوڑاں" نظر کی تکرار بھی اُس کو گہرائی میں لے جاتی ہے۔ آں نمی خواہد۔ نظر کے صحیح ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ خدا کے نیک بندوں سے جو وحی کے متبع ہوں مدد حاصل کی جائے ورنہ محض فلاسفر کی طرز پر غور کرنا تو ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا ہے۔

[2] تن بمردت۔ حضرت اسرافیلؑ کو جسم کو حیات بخشنے والے ہیں اور اہل اللہ روح کو زندہ کر دیتے ہیں لہٰذا اُن کی صحبت اختیار کریگا تو تجھے صحیح نظر حاصل ہوجائے گی۔ در خیال۔ چونکہ تو فاسد اوہام میں مُبتلا ہے لہٰذا اپنے ہم جنس فلسفی کے پاس جاتا ہے اور چونکہ وہ بھی فاسد خیالات میں مُبتلا ہے وہ تجھے کبھی صحیح نظر نہیں عطا کرسکے گا۔ او خود۔ چونکہ وہ سوفسطائی خود عقل سے بیگانہ ہے نتیجہ یہ ہے کہ اپنے وجود کو بھی ایک موہوم شئی سمجھنے لگے خود۔ جبکہ وہ اپنی عقل اور وجود سے بیگانہ ہو تو اُس میں حس بھی باقی نہیں لہٰذا اُس کی صحبت تیرے لئے بالکل نفع بخش نہیں ہے۔

[3] ہیں سخن خا۔ گفتگو یہ ہو رہی ہے کہ حضرت حق تعالےٰ کا ظہور مخلوق کے وجود کے واسطے سے ہے یہ مسئلہ عوام نہ سمجھ سکیں گے لہٰذا خاموشی اختیار کر ورنہ سوائے رُسوائی کے کچھ حاصل نہ ہوگا لہٰذا جہاں سے بات شروع ہوئی تھی یعنی صحیح نظر اور امعانِ نظر کی وہی بات کرنی چاہیے۔ چیست۔ اِمعان کے لغوی معنی چشمہ کو جاری کرنے اور رواں کرنے کے ہیں چونکہ روح جسم سے جُدا ہوکر روانہ ہوتی ہے اس لئے اُس کو رَواں کہتے ہیں لہٰذا اِمعان کے معنی نظر کو گہرائی کی طرف روانہ کرنے کے ہوئے۔

آں حکیمے را کہ جاں از بندِ تن (1) | باز رَست و شُد رَواں اندر چمن
وہ حکیم کہ جس کی جان جسم کی قید سے | چھوٹی اور چمن میں روانہ ہوئی

یا رَواں شُد خود بسُوئے ھَاویہ | ہمچو موش از زاویہ در زاویہ (2)
یا جہنم کی جانب روانہ ہوئی | (یا) چوہے کی طرح ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں

دو لقب را اُو بریں ہر دو نہاد | بہرِ فرق اے آفریں بر جانش باد
اُس نے اِن دونوں کے دو لقب بنائے | فرق کرنے کے لئے اُس کی جان پر آفریں ہے

در بیانِ آنکہ بر فرماں رَوَد | گر گُلے را خار خواہد آں شوَد
اُس شخص کے بیان کے لئے جو حکم پر چلے | اگر پھول کو کانٹا بنانا چاہے وہ ہو جائے

معجزۂ ہود پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام در تخلیصِ مُومنانِ اُمّت بوقتِ نزولِ باد

پیغمبر ہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا معجزہ ہوا کے نازل ہونے کے وقت اُمّت کے مومنوں کو بچانے کے لئے

ہُود گردِ مُومناں خطّے کشید | تا ز بادِ آں قوم اُو رنجے ندید
ہودؑ نے مومنوں کے چاروں طرف ایک لکیر کھینچ دی | یہانتک کہ اُس قوم نے ہوا سے کوئی تکلیف نہ دیکھی

مُومناں از دستِ بادِ ضائرہ (3) | جُملہ بنشستند اندر دائرہ
مومن نقصان رساں ہوا کے ہاتھ سے بچکر | سب دائرے میں بیٹھ گئے

باد طوفاں بُود و اُو کشتی عَسے | ہست ازیں طوفان و ایں کشتی بسے
ہوا طوفان تھی اور وہ یقینًا کشتی تھا | اِس طرح کے طوفان اور کشتیاں بہت ہیں

باد طوفاں بُود و کشتی لُطفِ ہُو | بس چنیں کشتی و طوفاں دارد اُو
ہوا طوفان تھی اور کشتی اللہ تعالےٰ کی مہربانی | وہ ایسی بہت سی کشتیاں اور طوفان رکھتا ہے

پادشاہے را خدا کشتی کُند | تا بحرصِ خویش بر صفہا زَنَد
اللہ (تعالےٰ) بادشاہ کو کشتی بنا دیتا ہے | یہانتک کہ وہ اپنی حرص کی وجہ سے صفوں پر حملہ کرتا ہے

---

(3) ضائرہ۔ نقصان رساں۔ اُو کشتی۔ یعنی دائرہ انکے لئے کشتی تھا عسے۔ جس کا امالہ ہے جو یقین کے معنی میں ہی مستعمل ہو جاتا ہے۔ بسے۔ یعنی اللہ تعالےٰ بہت سی چیزوں کو ہوا کے طوفان کی طرح ہلاکت کا سبب اور کشتی کی طرح ذریعۂ نجات بنا دیتا ہے۔ بادشاہے۔ جس طرح کشتی ذریعۂ حفاظت ہے اِسی طرح اللہ تعالےٰ اُس بادشاہ کو مُفسدین سے حفاظت کا سبب بنا دیتا ہے جس کا دراصل مُلک گیری مقصد ہوتا ہے۔

(1) آں حکیمے۔ شیخ بوعلی سینا نے رسالہ معراجیہ میں کہا ہے کہ انسان میں دو روحیں ہیں ایک کو روح حیوانی کہا جاتا ہے وہ لطیف بخارات ہیں اور ایک کو روح انسانی جو بدن سے نکل کر روانہ ہو جاتی ہے اور وہ روح حیوانی کو نفسِ حیوانی اور جان سے تعبیر کرتا ہے اور روح انسانی کو نفسِ ناطقہ اور رَوان سے تعبیر کرتا ہے تو اُس نے بھی رَوان میں روانگی اور جاری ہونے کے معنیٰ کا لحاظ کیا اِسی طرح اِمعان نظر میں نظر کو گہرائی میں جاری کرنے اور روانہ کرنے کا مفہوم ماخوذ ہے۔ یا رَوان۔ شیخ بوعلی سینا کی بعض علماء نے تکفیر کی ہے اِسلئے مولانا نے فرمایا ہے کہ اُس کا نفسِ ناطقہ اور رَوان بدن سے جدا ہو کر چمن میں گئی ہے یا ہاویہ یعنی جہنم کے گوشے میں۔ ہاویہ۔ جہنم۔

(2) زاویہ۔ گوشہ یعنی جہنم کے ایک قید خانہ سے دوسرے قید خانہ کی جانب۔ دو لقب۔ شیخ نے دونوں چیزوں کے لئے دو لقب تجویز کئے ہیں ایک کو جان کہا دوسری کو رَوان کہا ہے۔ در بیان۔ اِس مضمون کا مقصد اُس شخص کی حالت بیان کرنے کیلئے ہے جو خدا کے حکم کو بجا لاتا ہے اگر وہ خدا سے دعا کرے کہ کانٹا پھول بنجائے تو وہ پھول بنجائے۔ معجزہ۔ اِس قصے سے یہ مقصود ہے کہ مقربین بارگاہ کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ کشید یعنی ہوا کا عذاب آنیکے وقت۔

Presented by www.ziaraat.com

قصدِ[1] شاہ آں نے کہ خلق ایمن شوند ۔۔۔ قصدش آنکہ مُلک گردد پائے بند

بادشاہ کا یہ قصد نہیں ہے کہ مخلوق محفوظ ہو ۔۔۔ اُس کا قصد یہ ہے کہ مُلک پابند ہو جائے

آں خراسی می دود قصدش خلاص ۔۔۔ تا بیابد اُو ز زخم آں دم مَناص

چکی کا بیل دوڑتا ہے اُس کا قصد خلاصی حاصل کرنا ہے ۔۔۔ تاکہ فوراً مار سے چھٹکارا حاصل کرے

قصدِ اُو آں نے کہ آبے بر کَشد ۔۔۔ یا کہ کُنجد را بداں روغن کُند

اُس کا یہ قصد نہیں ہے کہ پانی کھینچے ۔۔۔ یا اُس کے ذریعہ تلوں کو تیل بنائے

گاؤ بشتابد زبیمِ زخمِ سخت ۔۔۔ نے برائے بُردنِ گردون و رخت

بیل سخت مار کے ڈر سے دوڑتا ہے ۔۔۔ نہ کہ گاڑی اور سامان کے لے جانے کے لئے

لیک دادش حق چنیں خوف و وجع ۔۔۔ تا مصالح حاصل آید در تبع

لیکن اللہ نے اُس کو ایسا خوف اور درد عطا کیا ہے ۔۔۔ کہ ضمناً مصلحتیں حاصل ہو جائیں

ہمچنیں ہر کاسبے[2] اندر دُکاں ۔۔۔ بہرِ خود کوشد نہ اصلاحِ جہاں

اسی طرح دکان میں ہر کمانے والا ۔۔۔ اپنے لئے کوشش کرتا ہے نہ دنیا کے فائدے کیلئے

ہر یکے بَر درد جُوید مرہمے ۔۔۔ در تبع قائم شُدہ زیں عالَمے

ہر شخص درد کے لئے مرہم تلاش کرتا ہے ۔۔۔ ضمناً یہ جہان قائم ہو گیا ہے

حق ستونِ ایں جہاں از ترس ساخت ۔۔۔ ہر یکے از ترسِ جاں در کار باخت

اللہ تعالیٰ نے اس جہان کا ستون خوف سے بنایا ہے ۔۔۔ ہر شخص جان کے ڈر سے ایک کام میں لگا ہوا ہے

حمد ایزد را کہ ترسے را چنیں ۔۔۔ کرد اُو معمار و اصلاحِ زمیں

اللہ کی تعریف ہے کہ خوف کو اس طرح ۔۔۔ اُس نے معمار اور زمین کی اصلاح بنا دیا

ایں[3] ہمہ ترسندہ اند از نیک و بد ۔۔۔ ہیچ ترسندہ نترسد خود ز خود

یہ سب اچھے اور بُرے سے ڈرنے والے ہیں ۔۔۔ کوئی ڈرنے والا خود بخود نہیں ڈرتا ہے

پس حقیقت بر ہمہ حاکم کسے ست ۔۔۔ کہ قریب ست و اگر محسوس نیست

تو حقیقت سب پر کوئی حاکم ہے ۔۔۔ جو قریب ہے اگرچہ محسوس نہیں ہے

ہست اُو اندر کمیں اے بُوالہوس ۔۔۔ تا نگردی فارغ از شب اے عَسَس

اے بُوالہوس! وہ گھات میں ہے ۔۔۔ تاکہ اے چوکیدار! تو رات سے بے نیاز نہ ہو جائے

معلوم ہوا کہ ہر شخص پر کوئی ذات حاکم ہے۔ اور اُس شخص کو اُس ذات سے محکومیت کا قرب حاصل ہے لیکن وہ ذات اُس کو محسوس نہیں ہوتی ہے۔ ہست۔ محسوس تو وہ نہیں ہے لیکن وہ تیری گھات میں ہے تاکہ تو اپنے فریضہ سے غافل نہ ہو۔

[1] قصدِ شاہ۔ اُس بادشاہ کا مقصد مخلوق کو مطمئن کرنا نہیں ہوتا بلکہ مُلک گیری ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اُس سے مخلوق کی حفاظت کا کام لے لیتا ہے۔ خراسی۔ وہ جانور جو چکی چلاتا ہے۔ خلاص یعنی مار سے بچنے کے لئے دوڑتا ہے مَناص بچاؤ کی جگہ۔ یا کہ۔ یعنی تلوں میں سے تیل نکالنا اُس کا مقصد نہیں ہے۔ گاؤ۔ یعنی گاڑی کا بیل۔ گردوں۔ گاڑی۔ لیک۔ یہاں مقاصد دوسرے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُن سے اُنکے مقاصد کے علاوہ لوگوں کے نفع کا کام لے لیتا اور بمنزلہ کشتی بنا دیتا ہے۔

[2] کاسبے۔ یعنی دوکاندار دوکانداری اپنے نفع کے لئے کرتا ہے لیکن اُس کی وجہ سے لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ ہر یکے۔ ہر انسان اپنی غرض کے لئے کام کرتا ہے پھر بھی اُس سے نظامِ عالم قائم ہے اور لوگوں کا مفاد وابستہ ہو جاتا ہے۔ حق ستون۔ ہر انسان اپنے مقصد کے فوت ہونے سے ڈرتا ہے اور اسی خوف سے نظامِ عالم قائم ہے۔ حمد ایزد۔ اُس خدا کے لئے تعریف ہے جس نے اِس خوف کو اِس دنیا کا معمار اور آباد کنندہ بنا دیا ہے۔

[3] ایں ہمہ۔ دنیا کا ہر نیک و بد اپنے مقصود کے فوت ہونے سے ڈرتا ہے اور یہ ڈر خود بخود نہیں پیدا ہوا ہے بلکہ اُس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ تمّ۔

هستؔ اُو محسوس اندر مکمنے ۔۔۔ لیک محسوسِ حسِ ایں خانہ نے

وہ محسوس ہے گھات میں ۔۔۔ لیکن اِس جہان کے حس کا محسوس نہیں ہے

آں حسے کہ حق براں حس مُظہر ست ۔۔۔ نیست حسّ ایں جہاں آں دیگرست

وہ حس جو پر اللہ (تعالٰی) ظاہر ہے ۔۔۔ وہ اِس جہاں کی حس نہیں ہے، وہ دوسری ہے

حسِ حیواں گر بدیدے آں صُوَر ۔۔۔ بایزیدِ وقت بُودے گاؤ و خر

اگر حیوانی حس اُن صورتوں کو دیکھ سکتی ۔۔۔ تو گاؤ و خر (اپنے) وقت کے بایزید ہوتے

آنکہ تن را مُظہرِ ہر رُوح کرد ۔۔۔ وانکہ کشتی را بُراقِ نوحؑ کرد

جس نے جسم کو ہر روح کا مُظہر بنایا ۔۔۔ اور جس نے کشتی کو نوحؑ کا بُراق بنایا

گر بخواہد عینِ کشتی را بخوُ ۔۔۔ اُو کُند طوفانِ تو اے نُور جُو

اگر وہ چاہے تو کشتی کو عادت میں ۔۔۔ اے نور کے تلاش کرنے والے! وہ تیرا طوفان بنادے

ہر دمت طوفان و کشتی اے مُقِل ۔۔۔ باغم و شادیت کرد اُو متصل

اے نادار! تیرے طوفان اور کشتی کو ہر وقت ۔۔۔ اُس نے تیری خوشی اور غمی سے وابستہ کر دیا ہے

گر نہ بینی کشتی و دریا بہ پیش ۔۔۔ لرزہا بیں در ہمہ اجزائے خویش

اگر تو کشتی اور دریا کو سامنے نہیں دیکھتا ہے ۔۔۔ اپنے تمام اجزاء میں کپکپی کو دیکھ لے

چوں نہ بیند اصلِ ترسش را عیوں ۔۔۔ ترس دارد از خیالِ گوناگوں

جب اُسکے ڈر کی اصل کو آنکھیں نہیں دیکھتی ہیں ۔۔۔ تو وہ قسم قسم کے خیالات سے ڈرتا ہے

مشت بر اعمٰی زند یک جلفِ مست ۔۔۔ کور پندارد لگدزن اُشترست

ایک گنوار مست، اندھے کے مکا مارتا ہے ۔۔۔ اندھا سمجھتا ہے مکا مارنے والا خچر ہے

زانکہ آں دم بانگِ اُشتر می شنید ۔۔۔ کور را گوش ست آئینہ، نہ دید

کیونکہ اُس نے اُس وقت خچر کی آواز سُنی تھی ۔۔۔ اندھے کا آئینہ، کان ہیں نہ کہ نظر

باز گوید کور نے ایں سنگ بُود ۔۔۔ یا مگر از قبۂ پُر طنگ بُود

پھر کہتا ہے نہیں یہ پتھر تھا ۔۔۔ یا شاید پُر صدا قبہ سے تھا

ایں نبُود و آں نبُود و اُو نبُود ۔۔۔ آنکہ اُو ترس آفرید اینہا نمُود

یہ نہ تھا اور وہ نہ تھا اور وہ بھی نہ تھا ۔۔۔ جس نے خوف پیدا کیا ہے اُس نے اُنکو رونما کیا

کے کان اس کی آنکھ کا کام کرتے ہیں۔ باز گوید۔ پھر وہ اندھا یہ کہتا ہے کہ نہیں یہ گدھے کی لات نہ تھی بلکہ کسی نے پتھر پھینک کر مارا ہے یا شاید کسی پُر آواز قبہ سے آکر لگا ہے۔ طنگ۔ صدا قبۂ پُر طنگ سے مراد پہاڑ ہو سکتا ہے۔ ایں نبود۔ اندھے نہ پتھر کے مکے کے تینوں سبب سمجھے گدھے کی لات، پھینکنے والا، پہاڑ اور تینوں غلط تھے جس

لہ ہست۔ اُس کو عقل کامل والے محسوس بھی کر لیتے ہیں عوام کے لئے غیر محسوس ہے چونکہ اُس کمین تک اُنکی رسائی نہیں ہے۔ آں حسے۔ خدا جس حس کا محسوس ہے وہ اِس دنیا کی ظاہری حس نہیں ہے وہ دوسرے عالم کی حس ہے حسِ حیواں۔ یعنی ظاہری حس جو حیوانات میں بھی ہے۔ گاؤ و خر۔ جو پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت میں مبتلا ہیں۔ آنکہ۔ وہ ذات جو غیر کشتی کو کشتی بنا دیتی ہے اُس میں یہ قدرت بھی ہے وہ کشتی کو طوفان بنا دے یعنی وہی چیز جو ذریعہ نجات تھی ہلاکت کا سبب بنجائے۔

لہ ہر دمت۔ تیرا یہ غم اور خوشی تیرے لئے طوفان اور کشتی بنا دیا ہے اور پھر غم کو خوشی کا سبب اور خوشی کو غم کا سبب بنا دیا جاتا ہے گر نہ بینی۔ اگر تیرا غم اور خوشی تجھے نظر نہیں آتے ہیں تو اُن کے آثار سے اُن کو سمجھ لے۔ چوں نہ بیند۔ فلسفی چونکہ اس خوف کی اصل کو جو خدا سے ہے نہیں دیکھتا ہے تو وہ طبعی اسباب کو خوف کا سبب قرار دیتا ہے جو عموماً غلط ہوتا ہے۔ مُشت۔ اُس فلسفی کی مثال اُس اندھے کی سی ہے جس کے کسی گنوار مدہوش نے مکا مارا ہوا اور وہ اُس کا سبب خچر کی لات کو سمجھے۔

لہ زانکہ۔ خچر کو مکا مارنیوالا اسلئے سمجھے کہ اُس وقت اُس نے خچر کا ہنہنانا سنا تھا اور اندھے

ازغیب نے خوف پیدا کیا اس اندھے کے خیالات پیدا کر دیئے

ترسِ [1] دلرزہ باشد از غیرے یقیں — ہیچکس از خود نترسد اے حزیں

یقیناً خوف اور کپکپی غیر سے ہوتی ہے — اے غمگین! کوئی شخص اپنے آپ سے نہیں ڈرتا ہے

آں حکیمک وہم خواند ترس را — فہم کژ کردست اُو ایں درس را

وہ فلسفی اِس ڈر کو وہم بتاتا ہے — اُس نے اِس سبق کے سلسلہ میں سمجھ کو ٹیڑھا کر لیا ہے

ہیچ وہمے بے حقیقت کے بُود — ہیچ قلبے بے صحیحے کے رَوَد

بغیر حقیقت کے کوئی وہم کب ہوتا ہے؟ — کوئی کھوٹا بغیر صحیح کے کب چلتا ہے؟

کے [2] دروغے قیمت آرد بے زراست — در دو عالم ہر دروغ از راست خاست

سچائی کے بغیر جھوٹ کے دام کب اُٹھتے ہیں؟ — دونوں جہان میں ہر جھوٹ سچ سے بنا ہے!

راست را دید اُو رواجے و فروغ — بر اُمیدِ آں رَواں کرد اُو دروغ

اُس نے سچ کا چالو ہونا اور فروغ دیکھا — اِس اُمید پر اُس نے جھوٹ چالو کر دیا

اے دروغے کہ زصدقت ایں نواست — شکرِ نعمت کُن مکُن انکارِ راست

اے جھوٹ کہ تیرا ساز و سامان سچ سے ہے — نعمت کا شکر ادا کر، سچ کا انکار نہ کر

از مُفلسِف گویم و سودائے اُو — یا ز کشتیہا و دریا ہائے اُو

فلسفی اور اُس کے خیال کی بات کروں — یا کشتیوں اور اُس کے دریاؤں کی

بَل ز کشتیہاش کاں بندِ دست — گویم از کُل جُزو در وے داخل ست

بلکہ اُس کی کشتیوں کی، کیونکہ وہ دل کا سہارا دینے والا ہے — کُل کی بات کروں، جز اُس میں داخل ہے

ہر وَلی را نوح و کشتیباں شناس — صحبتِ ایں خَلق را طوفاں شناس

ہر ولی کو نوح اور کشتی بان سمجھ — اِن عوام کی صحبت کو طوفان سمجھ

کم [3] گریز از شیر و اژدرہائے نَر — ز آشنایان و ز خویشاں کُن حَذَر

شیر اور نر اژدہے سے نہ ڈر — دوستوں اور اپنوں سے بچ

در تلاقی روزگارت می بَرند — یادہاشاں غائبی اَت می چَرند

ملاقات میں تیرا وقت ضائع کرتے ہیں — اُن کی یادیں تیری غیبت کو چرتی ہیں

چوں خرِ تشنہ خیالِ ہر یکے — از قِفِ تَن فکر را شربت مکے

ہر شخص کا خیال پیاسے گدھے کی طرح — جسم کے قیف سے فکر کا شربت چوستا ہے

---

[1] ترس۔ یہ خوف اور لرزہ خود بخود نہیں پیدا ہوتا ہے کسی سبب سے پیدا ہوتا ہے۔ آں حکیمک۔ وہ فلسفی وہم کو خلاق قرار دیکر اُس کو خوف کا خالق قرار دیتا ہے یہ اُس کی کج فہمی ہے۔ ہیچ وہمے۔ وہم کسی چیز سے جب ہی پیدا ہوتا ہے جبکہ اُس چیز سے کبھی وہ چیز پیدا بھی ہوئی ہو مثلاً زید کو یہ وہم کہ مجھے کوئی مار نہ ڈالے جب ہی ہوا جبکہ ایسے واقعات حقیقتاً ہوتے بھی ہیں یہ تو جب وہم کسی حقیقت پر مبنی ہوتا ہے تو لامحالہ اِس حقیقت کا کوئی پیدا کرنے والا ہے جس کی وجہ سے یہ وہم پیدا ہوا ہے اِس کو اِس طرح سمجھو کہ وہم بمنزلہ کھوٹے سکے کے ہے اور کھرا سکہ حقیقت ہے تو کھوٹا جب ہی چلتا ہے جبکہ کھرا چلتا ہے۔

[2] کے دروغ۔ جھوٹ کا رواج اِسی لئے ہوا کہ لوگوں نے سچ کا رواج دیکھا ہے۔ اے دروغ۔ سچ کا جھوٹ پر یہ احسان ہے کہ اسی کی وجہ سے اُس کا رواج ہوا ہے۔ از مُفلسِف۔ فلسفی اور خدا کی کشتیوں کا بیان ہو رہا تھا اب میں سوچتا ہوں کہ مزید گفتگو فلسفی کے بارے میں کروں یا کشتیوں کے بارے میں۔ گویم۔ کشتی کا بیان کرتا ہوں اُس کے ضمن میں فلسفی کا بھی رد ہو جائے گا۔ ہر ولی۔ اہل اللہ بمنزلہ نوح اور کشتی کے ہیں اور عوام بمنزلہ طوفان کے ہیں۔

[3] کم گریز۔ انسان کیلئے شیر اور سانپ اِس قدر مُہلک نہیں ہیں جس قدر دوست اور اپنے مُہلک ہیں۔ در تلاقی۔ اِن کی موجودگی میں ملاقات سے تضیع اوقات ہوتا ہے اور غیر موجودگی میں اُن کی یادیں تمہارا فکر برباد ہوتا ہے۔ چوں خرِ تشنہ۔ دوستوں اور اپنوں کی یاد تمہاری قوت فکریہ کو پیاسے گدھے کی طرح چوستی ہے۔ قِف قیف جس کے ذریعہ بوتل وغیرہ میں تیل بھرتے ہیں۔

نشف[1] کرد از تو خیالِ آں وشات
اُن چغلخوروں کی یاد نے تجھ سے چُوس لیا

شبنمے کہ داری از بحر الحیات
اُس تری کو جو تو آبِ حیات سے رکھتا تھا

پس نشانِ نشفِ آب اندر غصون
شاخوں میں چُوسنے کی علامت

آں بُود کہ می بجُنبد در رکون
یہ ہوتی ہے کہ وہ میلان میں جنبش کرتی ہیں

عضو چوں شاخِ تر و تازہ بُود
عضو، تر و تازہ شاخ کی طرح ہوتا ہے

می کَشی ہر سُو کشیدہ می شَوَد
جس جانب تو کھینچے، وہ کھنچ جاتا ہے

گر سبد خواہی توانی کردنش
اگر تو ٹوکری چاہے، تو اُس کو بنا سکے گا

ہم توانی کرد چنبر گردنش
اُس کی گردن کو تو حلقہ بھی بنا سکے گا

چوں شُد آں ناشف ز نشفِ بیخِ خود
جب وہ چُوسنے والی اپنی جڑ کے چُوسنے سے جُدا ہوگئی

ناید آں سُوئے کہ اَمرش می کَشد
وہ اُس جانب نہ آئے گی کہ حکم اُسکو کھینچتا ہے

پس بخواں قَامُوا کُسَالیٰ از نُبے
تو قرآن میں "قامُوا کُسالیٰ" پڑھ لے

چوں نیابد شاخ از بیخش طبے
جب شاخ اپنی جڑ سے پستان نہ پائے

آتشین[2] ست ایں نشاں کوتہ کُنم
یہ علامت آتشین ہے، مختصر کرتا ہوں

بر فقیر و گنج و اَحوالش زنم
فقیر اور خزانہ اور اُس کے احوال پر متوجہ ہوتا ہوں

آتشے دیدی کہ سوزد اُو نہال
تو نے وہ آگ دیکھی ہے جو پودے کو جلا دیتی ہے

آتشِ جاں بیں کز و سوزد خیال
جان کی آگ کو دیکھ لے، جس سے خیال جل جاتا ہے

ز آتشِ عشق ست سوزانِ جانِ و دل
جان اور دل، عشق کی آگ سے جلنے والے ہیں

لیک بے انوار زُو آں جانِ و دل
لیکن وہ جان اور دل اُس سے بے نور ہے

نے خیال[3] و نے حقیقت را اَماں
نہ خیال کو امن ہے، نہ حقیقت کو

زیں چنیں آتش کہ شُعلہ زد زجاں
ایسی آگ سے جس نے جان میں آگ لگادی

خصم بر شیر آمد و ہر روبہ اُو
وہ شیر اور ہر لومڑی پر غالب آگیا

کُلُّ شَیۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ
اُس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہوجانے والی ہے

در وجوہِ وجہِ اُو رَو خرج شو
اُس کی ذات کی تجلیات میں جا، خرچ ہوجا

چوں الف در بسم در رَو درج شو
الف کی طرح بسم میں چلا جا، داخل ہوجا

عدمِ صلاحیت کی بات ہے ورنہ وہ آتشِ عشق جبکہ جان کو جلاڈالتی ہے تو اُس سے جلنے سے نہ خیال بچتا ہے نہ حقیقت واقعی۔ خصم۔ عشق ایسی چیز ہے کہ شیر یعنی حقیقت اور لومڑی یعنی خیال پر غالب آجاتا ہے اور ہر ذرّہ کو فنا کر ڈالتا ہے۔ کُلُّ شَیۡءٍ۔ اِس عشق سے ماسوی اللہ سب جلکر خاک ہوجاتا ہے۔ وجوہِ وجہ۔ ذات کی تجلیات۔ خرج شو۔ اپنے آپکو

[1] نشف۔ دوستی اور عزیزوں کی یاد تعلق باللہ کو زائل کرتی ہے۔ وشات۔ چغلخور۔ پس نشان۔ شاخوں کے جڑ سے پانی چوسنے کی علامت یہ ہے کہ اُنمیں لچک ہوتی ہے۔ غصون۔ غصن کی جمع ہے، شاخ۔ رکون۔ میلان۔ عضو۔ اسی طرح جب اعضاء میں تری ہوتی ہے تو ہر طرف کو مُڑ جاتے ہیں۔ گر سبد۔ تر شاخ کی موڑ کر ٹوکری بھی بناسکتے ہیں اُسکو گول موڑ کر گلے میں بھی ڈال سکتے ہیں۔ چوں شد جب وہ اپنی جڑ سے پانی چوسنا چھوڑ دے تو اُنمیں یہ صفات نہیں رہتی ہیں۔ پس بخواں۔ اسی طرح جب قوتِ ارادیہ سے اعضاء سیراب نہیں ہوتے ہیں تو اُنمیں جنبش کی کمی ہوتی ہے، کُفار کے بارے میں قرآن پاک میں ہے وَاِذَا قَامُوۡۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوۡا كُسَالٰى اور وہ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو کسلمند ہوکر کھڑے ہوتے ہیں۔
[2] آتشین۔ یہ تعلق مع اللہ کا بیان عوام نہ سمجھ سکیں گے اور اُنکو مضر ہوگا لہٰذا اب میں فقیر اور خزانہ کی بات شروع کرتا ہوں۔ آتشے۔ تو نے یہ آگ تو دیکھی ہے عشق کی آگ کو بھی دیکھ جو جان و دل کو جلا ڈالتی ہے اور صرف جان و دل کو ہی نہیں بلکہ انانیت کے خیال کو بھی جلا ڈالتی ہے لیکن جس جان و دل میں قبولیت کی صلاحیت نہیں ہے اُنمیں سوزندگی تو ہوتی ہے لیکن اُس آگ کی روشنی بھی اُسکو نہیں ہوتی ہے۔
[3] نے خیال۔ یہ

فنا کردے۔ چوں الف در بسم۔ بسم دراصل باسم تھا ب اور س کے درمیان کا الف یعنی ہمزہ فنا ہوگیا ہے تو بھی اسی طرح ذات احدیت میں اپنے آپ کو فنا کردے۔

آں[۱] اَلِف دَر بِسْم پنہاں کردہ ایست　　ہَست اُو در بِسْم وہم در بِسْم نیست

اُس "اَلِف" نے "بِسْم" میں خفیہ قیام کیا ہے　　وہ "بِسْم" میں ہے بھی اور نہیں بھی

ہمچنیں جُملہ حروف گشتہ مات　　وقتِ حذفِ حَرف از بہرِ صِلات

اسی طرح وہ تمام حروف جو فنا ہوجاتے ہیں　　اِتصال کے لیے حرف کے حذف کے وقت ہیں

اُو صلہ ست و بے و سیں زو وصل یافت　　وصل بے و سین اَلِف را بر نتافت

وہ صلہ ہے اور "با" اور "سین" اُس کی وجہ سے جڑے　　"با" اور "سین" کے وصل کو "اَلِف" برداشت نہ کر سکا

چونکہ حَرفے بر نتابد ایں وصال　　واجب آمد کہ کُنم کوتہ مَقال

جب یہ وصال ایک حرف کی گنجائش نہیں رکھتا　　تو ضروری ہوگیا کہ گفتگو کو مختصر کردوں

چوں یکے حَرفے فراقِ سین و بے ست　　خامشی اینجا مُہم تر واجب ست

جبکہ ایک حرف "با" اور "سین" کی جدائی ہے　　تو اِس جگہ چپ رہنا بہت زیادہ ضروری ہے

چوں[۲] اَلِف از خود فنا شد مُکتنِف　　بے و سیں بے اُو ہمی گویند اَلِف

جب پہلو میں آیا ہوا الف اپنا پَن سے فنا ہوگیا　　تو "با" اور "سین" اُس کے بغیر "اَلِف" کہہ رہے ہیں

مَا رَمَیتَ اِذْ رَمَیتَ بے وَیست　　ہمچنیں قَال اللہ از صُنعش بجست

"تونے نہیں پھینکا جبکہ تونے پھینکا" اُس کے بغیر ہے　　اِسی طرح "اللہ نے کہا" اُنکے ضمن میں مستفاد ہوا

تا بُوَد دارو ندارد اُو عَمَل　　چونکہ شُد فانی کند دفعِ عِلَل

جب تک دوا موجود ہے وہ عمل نہیں کرتی　　جب فانی ہوگئی بیماریوں کا دفعیہ کرتی ہے

گر[۳] شود بیشہ قلم دَریا مدید　　مثنوی را نیست پایانی اُمید

اگر جنگل قلم اور سمندر روشنائی بجائے　　مثنوی کے ختم کی توقع نہیں ہے

چار چوبِ خشت زن تا خاک ہَست　　مید ہد تقطیع شعرش نیز دست

بھٹے کا سانچہ جب مٹی تک ہے　　اُس کے شعروں کی تقطیع بھی میسر رہے گی

چوں نماند خاک و بادش حَف کُند　　خاک سازد بحرِ اُو چوں کَف کُند

جب مٹی نہ رہے گی اور اس کو ہوا صاف کردیگی　　جب اُس کا سمندر جوش مارے گا مٹی بنائے گا

---

[۱] آں اَلِف۔ وہ ہمزہ جو بسم میں پوشیدہ ہوگیا معنی کے اعتبار سے موجود ہے اور لفظوں کے اعتبار سے معدوم ہے تو بھی اِسی طرح اُس ذات میں فنا ہوجا یعنی حِسّی اعتبار سے تو تیرا وجود رہے اور ذہنی اعتبار سے نہ رہے۔ آگے وہ ہمزہ وصل تھا جب ب اور س کا وصل ہوا وہ وصل اِس ہمزہ کو برداشت نہ کرسکا۔ چونکہ حرفے۔ جب وصل ایک حرف کو بھی برداشت نہیں کرتا تو میرا وصل باللہ میری تقریر کو کیسے برداشت کریگا تو یہ میری تقریر اور بیان فنا کے خلاف ہے لہٰذا مجھے خاموشی اختیار کرلی چاہئے۔ چوں یکے حرفے۔ جب ہمزہ کا وجود ب اور س کے وصل سے مانع ہو تو مقامِ فنا میں پہنچکر خاموشی ضروری ہے بولنا وجود کے آثار میں سے ہے جو فنا کے منافی ہے۔

[۲] چوں اَلِف۔ جب ہمزہ نے خود کو فنا کردیا تو اب ب اور س اُسکو بتاتے ہیں اِسی طرح جب بندہ فانی فی ذات اللہ ہوجائیگا تو اُسکو بقا بذاتِ اللہ حاصل ہو جائے گا۔ مَا رَمَیتَ آنحضورؐ نے جنگِ بدر میں ایک مٹھی خاک دشمنوں کیطرف پھینکی تو وہ اندھے ہوگئے۔ چونکہ آنحضورؐ کو مقامِ فنا حاصل تھا اسلئے آنحضورؐ کے اِس فعل کو آنحضورؐ کی بجائے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا اور فرمایا کہ تم نے نہیں پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا تو جب فانی کا فعل فانی کیطرف منسوب نہیں ہوسکتا ہے تو اُسکا قول بھی اُسکی طرف منسوب نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالےٰ کیطرف منسوب ہوگا تو لیکن اللہ رمیٰ سے یہی مستفاد ہوا کہ آنحضورؐ نے نہیں کہا بلکہ اللہ نے کہا۔ گفتۂ او گفتۂ اللہ بُود ٭ گرچہ از حلقومِ عبداللہ بُود۔

[۳] گر شود چونکہ مولانا نے گزشتہ اشعار میں بہت بلند مضامین ذکر فرمائے اُنکے پیشِ نظر مثنوی کی تعریف شروع کردی۔ بیشہ جنگل یعنی اُسکے درخت۔ مدید۔ مادہ کا امالہ ہے، روشنائی۔ مثنوی اِسکے مضامین کلمات اللہ ہیں اور اُنکے بارے میں قرآن پاک میں یہی کہا گیا ہے۔ چار چوب جب تک زمین ہے یعنی دنیا قائم ہے زمین سے اینٹیں بنتی رہینگی اور اُس وقت تک اِس مثنوی کے اشعار بھی دستیاب رہینگے۔ چوں نماند جب یہ رُوئے زمین ختم ہوجائیگی اور قیامت کے دن کی ہوائیں اُسکو تہ و بالا کردیگی تو بس مثنوی یعنی کلمات کا سمندر جوش ماریگا اور عالمِ آخرت میں ایک زمین بنائے گا۔

چون[۵۱] نماند بیشہ و سر در کشند　　بیشہا از عینِ دریا سر کشند

جب جنگل نہ رہیں گے اور سر چھپالیں گے　　بہت دریا سے جنگل سر اُبھاریں گے

بہرِ ایں گفت آں خداوندِ فرج　　حَدِّثُوا عَنْ بَحْرِنَا اِذْ لَاحَرَج

اسی لیے کشادگی کے خدا نے فرمایا　　ہمارے سمندر سے بیان کرو کیونکہ تنگی نہیں ہے

باز گرد از بحر، رُو در خشک نہ　　ہم ز لعبت گو کہ کودک راست بہ

سمندر سے واپس ہوجا، خشکی کی جانب رُخ کر　　کھیل کی بات کر کیونکہ بچے کیلئے وہ بہتر ہے

تا ز لعبت اندک اندک در صبا　　جانش گردد با یمِ عقل آشنا

تاکہ بچپن میں کھیل سے تھوڑا تھوڑا　　اس کی جان عقل کے سمندر سے آشنا ہوجائے

عقل زاں بازی ہمی گیرد صبی　　گرچہ با عقل ست در ظاہر اَبی

بچہ کھیل سے عقل حاصل کرتا ہے　　اگرچہ وہ بظاہر عقل کے منافی ہے

کودکِ دیوانہ بازی کے کُند　　جزو باید تا کہ کُل را پے کُند

دیوانہ بچہ کب کھیلتا ہے؟　　جز چاہیے تاکہ کل کا پتہ لگائے

رجوع کردن بقصۂ قبہ و گنج

قبہ اور خزانہ کے قصے کی جانب رجوع

نک[۵۲] خیالِ آں فقیرِ بے ریا　　عاجز آورد از بیا و از بیا

اس مخلص فقیر کے خیال نے　　آجا، آجا کے ذریعہ عاجز کردیا

بانگِ اُو تو نشنوی من بشنوم　　زانکہ در اسرار ہمرازِ وَیَم

تو اس کی آواز نہیں سنتا میں سُن رہا ہوں　　کیونکہ میں رازوں میں اُس کا ہمراز ہوں

طالبِ گنجش مبیں خود گنج اُوست　　دوست کے باشد بمعنیٰ غیرِ دوست

اس کو خزانہ کا طالب نہ سمجھ وہ خود خزانہ ہے　　باطن میں دوست، دوست کا غیر کب ہوتا ہے؟

سجدہ خود را می کُند ہر لحظہ اُو　　سجدہ پیشِ آئینہ ست از بہرِ رُو

وہ ہر لحظہ اپنا سجدہ کرتا ہے　　آئینہ کے سامنے سجدہ کرنا چہرے کے لئے ہے

گر بدیدے[۵۳] ز آئینہ اُو یک پشیز　　بے خیالِ اُو نماندے ہیچ چیز

اگر وہ آئینہ سے ایک دمڑی دیکھ لیتا　　اُس کے خیال کے سوا کچھ نہ رہتا

---

۵۱ چون نماند بیشہ۔ جب یہ عالم دنیا کے جنگل ناپید ہوجائیں گے تو مثنوی یعنی کلمات اللہ اور عالم آخرت کے جنگل پیدا ہوجائیں گے۔ بہرِ ایں۔ چونکہ کلمات اللہ غیر محدود ہیں لہذا اُن کی بات بھی لامحدود ہیں اُنکو بیان کرنے میں کوئی تنگی نہ آئے گی۔ باز گرد۔ اب کلمات اللہ اور اسرار کے سمندر کی باتوں سے خشکی کیطرف یعنی ظاہری باتوں کیطرف رجوع اور کچھ کھیل کود کی بات کر وہ بچے کیلئے مفید ہے جب وہ لکڑی کی تلوار سے کھیل سیکھ لیتا ہے تو اصلی تلوار خوب چلاتا ہے۔ تا ز لعبت۔ کھیل کود سے عقل آشنا ہوجاتی ہے۔ بازی۔ کھیل کود سے بچہ ہنر سیکھ لیتا ہے اگرچہ بظاہر عقل اور کھیل میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ کودک۔ کھیل سے عقل آتی ہے اور عقل ہی سے کھیل آتا ہے پاگل بچہ کبھی کھیل میں نہیں لگتا ہے۔

۵۲ نک۔ اُس مخلص فقیر کا خیال مجھے مجبور کر رہا ہے کہ میں اس کے قصہ کو پورا کروں۔ بانگِ او۔ چونکہ میں اُس فقیر کا ہمراز ہوں اُس کی آواز ملانے کی مجھے آرہی ہے۔ طالبِ گنجش۔ اُس فقیر کو خزانہ کا طالب نہ سمجھ بلکہ وہ خود خزانہ ہے کیونکہ دوست باطن کے اعتبار سے دوست کا غیر نہیں ہوتا ہے بلکہ مطلوب، طالب کا آئینہ ہوتا ہے اور آئینہ کیجانب سجدہ کرنا اپنے لئے ہی سجدہ کرنا ہے، انسان کسی چیز کا طالب اپنی غرض کیلئے ہوتا ہے تو گویا وہ مطلوب خود طالب ہے۔

۵۳ گر بدیدے۔ طالب نے مطلوب کے آئینہ میں خود ہی کو دیکھا تو طلب میں اس قدر منہمک ہوگیا لیکن اگر وہ مطلوب میں اُس حقیقت کو دیکھ لیتا جس حقیقت کیلئے ہر مخلوق اور مطلوب آئینہ ہے تو وہ اُس حقیقت کے درپے ہوجاتا اور اُس کے ذہن سے ہر مطلوب خیال زائل ہوجاتا اور اس حقیقت کے آئینہ بنانے سے جب اُسمیں اپنا چہرہ نظر آتا تو منصور کیطرح اِنّی اَنَا اللہ کا نعرہ لگانے لگتا۔

Presented by www.ziaraat.com

ہم خیالاتش ہم اُو فانی شُدے | دانشِ اُو محوِ نادانی شُدے
اُس کے خیالات اور خود وہ بھی فانی ہوجاتے | اُس کا علم بے علمی میں فنا ہوجاتا

15 دانشِ دیگر زِ نادانیِّ ما | سَر بَرآورد ے عیاں کانّی اَنا
ہماری بے علمی سے دوسرا علم | کُھلم کُھلا سَر اُبھارتا کہ "اِنّی اَنَا"

اُسْجُدُوْا لِآدَمؑ ندا آمد ہمے[1] | کادمید و خویش بینید ش دمے
آدمؑ کو سجدہ کرو آواز آرہی تھی | کہ تم آدم ہو اور تھوڑی دیر کیلئے اپنے آپ کو آدم سمجھو

اَحولی از چشمِ ایشاں دُور کرد | تا زمیں شد عینِ چرخِ لاجورد
اُن کی آنکھ سے بھینگا پن دُور کردیا | یہانتک کہ زمین بعینہ نیلا آسمان ہوگئی

لَا اِلٰہ گفت و اِلَّا اللہ گُفت | گشت لَا اِلَّا اللہ و وحدت شگُفت
اُس نے "لَا اِلٰہ" کہا اور "اِلَّا اللہ" کہا | "لا" "اِلَّا اللہ" بن گیا اور وحدت ظاہر ہوگئی

آں حبیب[2] و آں خلیلِ بارَشد | وقت آں آمد کہ گوشِ ما کَشد
وہ حبیب اور ہادی دوست | اس کا وقت آگیا کہ ہمارے کان کھینچے

سُوئے چشمہ کہ دہاں زینہا بشو | آنچہ پوشیدیم از خلقاں مگو
چشمہ کی جانب، کہ ان سے منہ دھوئے | جو ہم نے مخفی کیا ہے، لوگوں سے نہ کہہ

وَر بگوئی خود نہ گردد آشکار | تو بقصدِ کشف گردی جُرم دار
اگر تو کہے گا واضح نہ ہوگا | تو اظہار کے ارادے میں مجرم ہوگا

لیک[3] من اینک پریشاں می تنم | قائلِ ایں سامعِ ایں ہم منم
لیکن میں اب پراگندہ بات کر رہا ہوں | اس کا کہنے والا بھی اور سُننے والا بھی میں ہی ہوں

صورتِ درویش و نقشِ گنج گو | رنج کیشند ایں گروہ از رنج گو
درویش کی (ظاہری) صورت (اور) خزانہ کا نشان بیان کر | یہ لوگ زحمت پسند ہیں زحمت کی بات کر

چشمۂ رحمت بر ایشاں شُد حرام | می خورند از زہرِ قاتل جام جام
رحمت کا چشمہ ان پر حرام ہوگیا ہے | زہرِ قاتل کے جام پر جام پیتے ہیں

جائے گا اور شریعت کے احکام کے اعتبار سے سُولی کا مستحق ہوگا ـــــ [3] لیک۔ میں جو کچھ بیان کر رہا ہوں وہ بھی پراگندہ باتیں ہیں جن سے اَسرار کی حقیقت واضح نہیں ہوتی نیز اُن کا کہنے والا بھی میں ہی ہوں اور سننے والا بھی میں ہی ہوں چونکہ اور کوئی سمجھنے والا نہیں ہے لہذا میں عوام سے راز ظاہر کرنے کا مجرم بھی نہیں ہوں۔ صورتِ درویش۔ اَسرار کا بیان تو اب ختم ہوا اب تو باتیں اور کسی ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے ایک درویش کا قصہ دوسرا چشمۂ رحمت یعنی شریعت کا ذکر۔ رنج کیشند عوام کو وہی باتیں پسند ہیں جن کا ذکر غیر خدا کا ذکر ہے اور وہ باعث تکلیف وہ ہیں لیکن عوام کا چونکہ یہ مزاج بنگیا ہے لہذا مجبوراً ہمیں اس طرح کے قصے بیان کرنے پڑ رہے ہیں۔ چشمۂ رحمت ۔

[1] اُسْجُدُوْا۔ آدمؑ فرشتوں کے مسجود اس لئے تھے کہ وہ مظہرِ حقیقت تھے تو بنی آدمؑ کے لئے یہ اشارہ ہے کہ وہ بھی آدمؑ کی طرح مظہرِ حقیقت ہیں اور اُن کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو اس حقیقت کا مظہر سمجھیں۔ احولی۔ اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کی آنکھ سے بھینگا پن دُور کردیا اور انھوں نے آدمؑ کی مٹی کو اسی طرح مہبطِ انوار دیکھا جس طرح فلک مہبطِ انوار ہے۔ لَا اِلٰہ۔ اُس کا اِنّی اَنَا اللہ کہنا لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ ہی کہنا تھا جبکہ لَا اِلٰہ یعنی غیر اللہ مظہرِ اِلَّا اللہ بن گیا تو لَا یعنی غیر اِلَّا اللہ عینِ حقیقت بنگیا۔ تو گویا اِنّی اَنَا اللہ کہنا بعینہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ کہنا تھا یعنی یہ محض دو عنوان ہیں مضمون ایک ہی ہے۔
[2] آں حبیب۔ اب ان اَسرار کا بیان اس درجہ پر آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا کان کھینچ کر شرعی احکام کی طرف لے جائے اور حکم دے کہ شریعت کے چشمہ سے منھ دھولے۔ تاکہ ان اسرار کے بیان کا منھ میں جو اثر ہے وہ زائل ہوجائے اس لئے کہ شریعت اس طرح کے کلمات کی اجازت مغلوب الحال کے سوا کسی کو نہیں دیتی ہے اور یہ وہ اَسرار ہیں جو شریعت نے عوام سے پوشیدہ رکھے ہیں۔ ور۔ اگر ان اَسرار کو بیان بھی کیا جائے گا تو اَسرار واضح نہ ہوں گے اور اس طرح کے کلمات کہنے والا مجرم قرار پا

خاکہا[1] پُر کردہ دامن می کشند — تا کُنند ایں چشمہا را خشک بند
دامن کو مٹی سے بھر کر لا رہے ہیں — تاکہ ان چشموں کو خشک اور بند کر دیں

کے شَوَد ایں چشمہ دریا مَدد — مُکتبس زیں مُشتِ خاکِ نیک و بد
یہ دریا کا امداد کی چشمہ کب ہو سکتا — پٹا ہوا؟ اس اچھی بُری مٹی کی کنجی سے

لیک گوید با شما من بستہ اَم — بے شما من با اَبَد پیوستہ اَم
لیکن وہ کہتا ہے تمہارے اعتبار سے میں بند ہوں — تمہارے علاوہ میں ابد سے وابستہ ہوں

قومِ معکوس اند اندر مُشتَہا — خاک خوار و آب را کردہ رہا
مطلوب کے بارے میں وہ اُلٹی قوم ہے — مٹی بیتی ہے، پانی کو چھوڑ رکھا ہے

ضدِّ[2] طبعِ انبیار دارند خلق — اژدہا را مُتّکا دارند خلق
(یہ) لوگ انبیار کی طبیعت کی ضد ہیں — (یہ) لوگ اژدہے کو تکیہ گاہ بنائے ہوئے ہیں

چشم بندِ خلق چوں دانستۂ — ہیچ دانی از چہ دیدہ بستۂ
جبکہ تو نے لوگوں کی آنکھ کے پردے کو سمجھ لیا — تو جانتا ہے کہ تو نے کس چیز سے آنکھ بند کی ہے؟

بر چہ بکشادی بدل ایں دیدہا — یک بیک بَس البدل داں آں ترا
تو نے آنکھوں کو بدلہ میں کس چیز پر کھولا ہے؟ — اپنے لئے اُس کو سراسر بُرا بدلہ سمجھ

لیک خورشیدِ عنایت تافتہ است — آئیسان را از کرم دریافتہ است
لیکن مہربانی کا سورج چمکا ہے — اُس نے کرم سے مایوسوں کو پا لیا ہے

نَردِ[3] بس نادر ز رحمت باختہ — عینِ کُفراں را انابت ساختہ
اُس نے رحمت سے عجیب نرد کھیلی ہے — بعینہٖ کفر کو رجوع (الی اللہ) بنا دیا ہے

ہم ازیں بدبختیِ خلق آں جَواد — مُنفجِر کردہ دو صد چشمہ وِداد
اُس سخی نے مخلوق کی اِسی بدبختی سے — محبت کے دو سو چشمے جاری کر دیئے

غنچہ را از خار سرمایہ دہد — مُہرہ را از مار پیرایہ دہد
وہ غنچہ کو کانٹے سے سرمایہ عطا کرتا ہے — وہ مہرہ کو سانپ سے لباس عطا کر دیتا ہے

از سوادِ شب بروں آرد نہار — وز کفِ مُعسِر بروَیاند یسار
وہ رات کی سیاہی سے دن ظاہر کرتا ہے — وہ تنگدست کے ہاتھ سے مالداری پیدا کر دیتا ہے

بھی اپنی محبت کے چشمے جاری کر دیئے ہیں۔ غنچہ۔ اللہ تعالیٰ ایک ضد سے دوسری ضد پیدا فرما دیتا ہے خار سے غنچہ اور سانپ میں مہرہ پیدا کر دیتا ہے جو اس کے زہر کا تریاق ہے، رات سے دن پیدا کر دیتا ہے مفلس کے ہاتھ سے مالداری پیدا کر دیتا ہے حضرت ابراہیمؑ نے ریت سے گیہوں کا آٹا پیدا فرما دیا۔ پہاڑ کو حضرت داؤدؑ کا ہم زبان بنا دیا۔

[1] خاکہا۔ یہ لوگ شریعت کے مسائل کو اپنی خرافات سے دبانا چاہتے ہیں لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ مُقتبس۔ اگر نون سے ہے تو پوشیدہ کے معنیٰ ہیں اور اگر با سے ہے تو چھپا ہوا کے معنیٰ ہیں۔ لیک۔ مخالفوں کی مخالفت سے شریعت تو نہ مٹے گی ہاں وہ محروم رہیں گے۔ قومِ معکوس۔ یہ دین میں تاویلات کرنے والے اُلٹی طبیعت کے ہیں کہ اُن کو شریعت کا صاف چشمہ پسند نہیں آتا اور تاویلات کی خاک چاٹتے ہیں۔

[2] ضدِّ طبع۔ انبیاء تو حق کہتے تھے خواہ عوام کو پسند نہ آئے یہ عوام پر تکیہ کرتے ہیں اور اُن کو خوش کرنے کے لئے تاویلات کرتے ہیں۔ چشم بند۔ یہی فلسفیانہ توجیہات اُن کی آنکھوں کا پردہ ہیں انھوں نے حقائق سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ بر چہ۔ شریعت کے اسرار کی بجائے فلسفیانہ تاویلات اُن کے پیشِ نظر ہیں جو حقائقِ شرعیہ کا بدترین بدل ہیں۔ لیک۔ ان عقلی موشگافیاں کرنے والوں میں بہت کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اصل شریعت کا تو انکار نہیں کرتے ہیں لیکن بعض جگہ سلف کے خلاف تاویلات کرتے ہیں اُن کو قدرتِ خدا کے کرم نے سنبھال لیا ہے۔

[3] نَرد بس نادر۔ اللہ نے اُن پر کرم کیا اور اُنکے بعض عقائد سلف کے خلاف ہوتے ہوئے بھی اُنکو معذور قرار دیدیا ہے۔ ہم ازیں۔ اُنکے بعض عقائدِ فاسدہ سے

Presented by www.ziaraat.com

آرد سازد ریگ را بہرِ خلیلؑ　　کوہ با داوٗدؑ گردد ہم رسیل
وہ خلیل (ابراہیمؑ) کے لئے ریت کو آٹا بنا دیتا ہے　　پہاڑ (حضرت) داوٗدؑ کا ہم آواز بن جاتا ہے

کوہِ[1] با دحشت دراں ابرِ ظلم　　بر کشاید بانگِ چنگ و زیر و بم
وحشت ناک پہاڑ، تاریک ابر میں　　چنگ کی آواز اور زیر و بم کو ظاہر کرتا ہے

خیز لے داوٗدؑ از خلقاں نفیر　　ترک آں کردی عوض از ما بگیر
اے لوگوں سے متنفر داوٗدؑ! اُٹھ　　تو نے اُس کو چھوڑا ہم سے اس کا بدلہ لے لے

انابتِ آں طالبِ گنج بحق تعالیٰ بعد از طلبِ بسیار و عجز

بہت سے عجز اور مجبوری کے بعد اُس خزانہ کے طلبگار کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا

واضطرار کہ لے ولیّ الاظہار توکُن آں پنہاں را آشکار

کہ اے ظاہر کرلے کے والی تو اُس پوشیدہ کو ظاہر کردے

گفت آں درویش لے دانایِ راز　　از پئے ایں گنج کردم یاوہ تاز
اُس فقیر نے کہا، اے راز داں　　میں نے اِس خزانہ کیلئے، بیہودہ بھاگ دوڑ کی

دیوِ حرص و آز مستعجل تگی　　نے تأنّی جُست و نے آہستگی
دوڑ میں عجلت کرنیوالے لالچ اور حرص کے دیو نے　　نہ آہستہ روی کو طلب کیا اور نہ آہستگی کو

من[2] ز دیگے لقمۂ نندوختم　　کف سیہ کردم دہاں را سوختم
میں نے دیگ میں سے ایک لقمہ نہ حاصل کیا　　ہاتھ کالا کرلیا، مُنہ جلا لیا

خود نگفتم چوں دریں نا موقنم　　زاں گرہ زن ایں گرہ را حل کنم
میں نے نہ کہا، جبکہ میں اِس میں یقین کرنیوالا نہیں ہوں　　اُس گرہ لگانے والے سے، اِس گرہ کو کھلواؤں

قولِ حق را ہم ز حق تفسیر جو　　ہیں مخاز ازگماں لے یاوہ گو
اللہ کے قول کی، اللہ سے تفسیر چاہ　　اے بیہودہ گو! گمان سے بکواس نہ کر

آں گرہ کو زد ہمو بکشایدش　　مہرہ[3] کو انداخت اُو بر بایدش
جو گرہ اُس نے لگائی ہے وہی اُس کو کھولتا ہے　　جو مُہرہ اُس نے بٹھایا ہے وہی اُسکو اٹھاتا ہے

گرچہ آسانت نمود ایں ساں سخن　　کے بُود آساں رموزِ مِن لّدُن
اگرچہ تجھے اِس قسم کا کلام آساں معلوم ہوتا ہے　　لدنیہ رموز آسان کب ہوتے ہیں؟

گفت یارب توبہ کردم زیں شتاب　　چوں تو در بستی تو کُن ہم فتحِ باب
اُس نے کہا اے خدا! میں نے اِس جلد بازی سے توبہ کی　　جب آپنے دروازہ بند کیا تو آپ ہی دروازہ کھولیئے

---

[1] کُوہ۔ حضرت داوٗدؑ کے ساتھ پہاڑ زبور اور تسبیح پڑھنے میں ہم آواز رہتا تھا۔ خیز۔ حضرت داوٗدؑ عوام سے گھبرا کر گوشۂ تنہائی میں گئے تو پہاڑ اُن کا ہم آواز بنا۔ انابت۔ جب لالچ خزانہ کی جستجو میں تھک گیا تو اُس نے خدا کی طرف رجوع کیا۔ آں پنہاں۔ یعنی خزانہ۔ یاوہ تاز۔ بیکار بھاگ دوڑ۔ مستعجل تگی۔ جلد بازی۔

[2] مَن ز دیگے۔ یعنی خزانہ کی تلاش میں سوائے تکلیف کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ خود نگفتم۔ میری یہ غلطی تھی کہ تیر پھینکنے کی تعبیر پر یقین نہ ہوتے ہوئے بھی تیری طرف رجوع نہ کیا۔ قولِ حق۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی تفسیر خود کر سکتا ہے چنانچہ قرآن، قرآن کی تفسیر ہے۔

[3] مُہرہ۔ جو نرد اُس نے جس جگہ بٹھائی ہے وہی اُسکو اٹھا کر بازی جیت سکتا ہے دوسرے کی مجال نہیں ہے۔ گرچہ۔ قرآن پاک کو آسان بھی کہا ہے لیکن اُس کے رموز خدا ہی حل کرتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

بر سرِ حرفہ شُدم بارِ دِگر ۱ | در دُعا کردن بُدم من بے ہُنر
میں دوبارہ ہُنر کے سر ہو گیا | میں دُعا کرنے میں بے ہُنر تھا

کو ہُنر، کو مَن، کُجا دلِ مُستوی | ایں ہمہ عکسِ تُو است و خود تُوئی
کہاں ہُنر، کہاں میں، کہاں پُر قرار دل | یہ سب آپ کا عکس ہے اور خود آپ ہی ہو

ہر شبے تدبیر و فرہنگم بخواب | ہمچو کشتی غرقہ می گردد در آب
ہر رات کو سونے میں میری تدبیر اور عقل | کشتی کی طرح پانی میں ڈوب جاتی ہے

خود نہ مَن می مانم و نے آں ہُنر | تَن چو مُردارے فتادہ بے خبر
نہ خود میں رہتا ہوں اور نہ وہ ہُنر | جسم مُردے کی طرح بے خبر پڑا ہوتا ہے

تا سحر ۲ جملہ شب آں شاہِ عُلا | خود ہمی گوید اَلَسْتُ و ہم بَلیٰ
تمام رات صبح تک وہ بلندی کا شاہ | خود ہی اَلَسْتُ کہتا ہے اور خود ہی بَلیٰ

کو بَلیٰ گو، جملہ را سیلاب بُرد | یا نہنگے کرد کُل را خُرد مُرد
بلیٰ کہنے والے کہاں ہیں سب کو بہا لے گیا | یا ناکے نے سب کو ریزہ ریزہ کر دیا

صبحدم چوں تیغِ گوہر دار خُود | از نیامِ ظُلمتِ شب بر کَشَد
صبح کا وقت جب اپنی جڑاؤ تلوار | رات کی تاریکی سے سونتتا ہے

آفتابِ شرق شب را طے کُند | ایں نہنگ آں خوردہا را قے کُند
مشرق کا سورج رات کو طے کرتا ہے | یہ ناکہ کھائی ہوئی چیزوں کو اُگل دیتا ہے

رستہ چوں یونس زمعدۂ آں نہنگ | منتشر گردیم اندر بُو و رنگ
اُس ناکے کے معدہ سے (حضرت) یونس کی طرح نکل کر | بو اور رنگ میں ہم پھیل جاتے ہیں

خلق ۳ چوں یونسِ مُسبّح آمدند | کاندراں ظلمات پُر راحت شُدند
مخلوق (حضرت) یونسؑ کی طرح تسبیح پڑھنے والی بنگئی | کیونکہ اُن تاریکیوں میں آرام سے ہو گئی

ہر یکے گوید بہنگامِ سحر | چوں زبطنِ حُوتِ شب آید بدر
ہر شخص صبح کے وقت کہتا ہے | جب رات کی مچھلی کے پیٹ سے باہر آتا ہے

کاے کریمے کاندراں لیلِ وحش | گنجِ رحمت بنہی و چندیں چشش
کہ اے کریم! اُس وحشت ناک رات میں | تو رحمت کا خزانہ اور اِس قدر لذّت رکھتا ہے

چشم تیز و گوش تازہ تَن سُبک | از شبِ ہمچوں نہنگِ ذوالجنک
آنکھ تیز، کان تازہ اور جسم ہلکا (ہو گیا) | رات کی وجہ سے جو ناکے کی طرح کالی زلفوں والی ہے

۱ برسرِ حرفہ۔ یعنی میں نے دعا اس طرح نہ کی کہ خزانہ کا ملنا بھی بلاکسب ہوجاتا اور اُس کے تلاش کرنے میں بے محنت اور تدبیر کرنی پڑ گئی یہ میری دعا کا قصور تھا۔ تو۔ انسان ہیچ در ہیچ ہے جو کچھ ہے خدا کا عکس ہے بلکہ عین خدا ہے۔ ہر شبے۔ انسان کے ہُنر اور تدبیر کا حال تو یہ ہے کہ وہ ہر رات کو غائب ہوجاتا ہے۔ خود نہ۔ نیند کی حالت میں انسان کے تمام ہُنر ختم ہوجاتے ہیں اور وہ ایک مُردے کی صورت میں ہوتا ہے۔

۲ تاسحر۔ صبح تک سب انسان مُردہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی جواب دیتا ہے اُن میں جواب دینے کی صلاحیت نہیں رہتی ہے۔ نہنگ۔ مگرمچھ۔ خُرد مُرد۔ ریزہ ریزہ۔ صبحدم۔ صبح کے وقت جب سورج نکلتا ہے انسان کے ہوش و حواس واپس آجاتے ہیں۔ تیغ۔ یعنی سورج۔ نہنگ۔ یعنی رات۔ رستہ باب صبح کو انسان بیدار ہوکر پھر دنیا کے رنگ و بُو میں منہمک ہو جاتا ہے۔

۳ خلق۔ جس طرح حضرت یونسؑ نے فرمایا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ ہر انسان کی تسبیح کرتا ہے۔ پُر راحت۔ انسان کو رات میں سونے سے بڑی راحت حاصل ہوتی ہے۔ کاے۔ سو کر جب اٹھتا ہے تو یہ تسبیح کرتا ہے۔ گنج رحمت یعنی خواب سے حواس کو یہ طاقت ملتی ہے کہ بیداری پر وہ تیز ہو جاتے ہیں اور بدن ہلکا ہو جاتا ہے۔ ذوالجنک۔ جُنک۔ بالوں کا مجموعہ۔

ازمقاماتِ وحشِ رُوزیں پس (۱) — ہیچ نگریزیم ما باچوں توکس

اِس کے بعد وحشت ناک مقامات سے — آپ جیسی ذات کے ہوتے ہوئے کبھی نہ بھاگیں گے

موسیٰؑ آں رانار دیدو نُور بُود — زنگیِ دیدیم شب راحُور بُود

موسیٰؑ نے اُس کو آگ سمجھا، وہ نُور تھا — ہم نے رات کو حبشی سمجھا، وہ حُور تھی

مانمی خواہیم غیر از دیدۂ — دیدۂ تیزے گشے بگزیدۂ

ہم آنکھ کے سوا کچھ نہیں چاہتے ہیں — منتخب ، اچھی ، تیز آنکھ

بعد ازیں ما دیدہ خواہیم از تو بس — تا نپوشد بحر را خاشاک و خس

اِس کے بعد ہم تجھ سے بس آنکھ مانگتے ہیں — تاکہ سمندر کو کوڑا کرکٹ نہ چھپائے

ساحِراں را چشم چوں رَست از عمیٰ — کف زناں بُودند بے ایں دست و پا

جادوگروں کی آنکھ جب اندھے پن سے نجات پاگئی — وہ اِس ہاتھ پاؤں کے بغیر ہتھیلیاں بجارہے تھے

چشم بندِ خلق جز اسباب نیست — ہر کہ لرزد بر سبب ز اصحاب نیست

مخلوق کی آنکھ کا پردہ سوائے اسباب کے کچھ نہیں ہے — جو سبب سے لرزے، وہ اصحاب (دید) میں سے نہیں ہے

لیکؔ حق اصحاب و نا اصحاب را — درکشاد و بُرد تا صدرِ سرا

لیکن اللہ (تعالیٰ) نے اصحاب اور غیر اصحاب کیلئے — دروازہ کھول دیا ہے اور مکان کے صدر تک لے گیا ہے

با کفش نامستحق و مستحق — مُعتقانِ رحمت اند از بندِ رِق

اُس کی ہتھیلی میں مستحق اور غیر مستحق — غلامی کی قید سے رحمت کے آزاد کردہ ہیں

دَرعدم ما مستحقاں کے بُدیم — کہ بریں جان و بریں دانش زدیم

عدم میں ہم مستحق کب تھے ؟ — کہ ہم اِس جان اور اِس عقل پر پہنچ گئے

اے بکردہ یار ہر اغیار را — وے بدادہ خلعتِ گُل خار را

اے وہ ذات جس نے غیروں کو دوست بنایا ہے — اور اے وہ کہ جس نے کانٹے کو پھول کا لباس عطا فرمایا ہے

خاکِ ما را ثانیا پالیز کُن — ہیچ نے را بارِ دیگر چیز کُن

ہماری مٹی کو دوبارہ سرسبز کردے — ناچیز کو دوبارہ چیز بنادے

ایںؔ دُعا تو امر کردی زابتدے — ورنہ خاکے را چہ زہرہ ایں بُدے

شروع سے اِس دُعا کا تونے حکم دیا ہے — ورنہ ایک مٹی کو یہ حوصلہ کہاں ہوتا ؟

چوں دُعا ماں امر کردی اے عجاب — ایں دُعائے خویش را کُن مُستجاب

جب تونے ہمیں دعا کا حکم دیا ہے اے عجیب : — اپنی اِس دعا کو مقبول بنا

---

۱ ازمقامات۔ جبکہ وحشتناک رات میں اللہ کی اِسقدر رحمتیں مُضمر ہیں تو اب خدا کی ذات کے سہارے کسی وحشتناک چیز سے گریز کرنا چاہیئے۔ موسیٰؑ۔ ہر چیز ہمارے خیال کے مطابق نہیں ہوتی حضرت موسیٰؑ نے نور کو نار خیال کیا ہم نے رات کو بُرا سمجھا جو صحیح نہ تھا۔ مانمی خواہیم۔ سب سے بڑی نعمت صحیح آنکھ ہے جو ہر چیز کو اصل حالت پر دکھا دے، ہمیں اُس کی دعا کرلینا چاہئے۔ گُش۔ خوب۔ تا نپوشد۔ تاکہ ہماری نگاہ صحیح کام کرے اور ہماری نظر کیلئے خس و خاشاک دریا کو نہ چھپائے۔ ساحراں۔ فرعون کے جادوگروں کو صحیح نظر حاصل ہوگئی تھی وہ اُن جسمانی ہاتھ پاؤں کو کچھ نہ سمجھتے تھے اُن کے کٹنے پر رقص کر رہے تھے۔ چشم بند۔ صحیح نظر وہی ہے جو اسباب کے پردے اُٹھا کر مسبب الاسباب کو دیکھ لے۔

۲ لیک۔ جو صحیح نظر نہیں رکھتے ہیں وہ بھی مایوس نہ ہوں اللہ تعالیٰ اُنکی بھی رہنمائی فرمادیتا ہے۔ باکفش۔ اُس کا دستِ کرم مستحق اور غیر مستحق سب کو عطا کرتا ہے۔ درعدم۔ جبکہ ہم معدوم تھے اُس کا ہم پر کرم ہوا اور اُس نے وجود اور حواس عنایت کردیئے حالانکہ ہم میں کوئی استحقاق نہ تھا۔ اے بکردہ۔ اللہ کی رحمت کافر دل پر بھی ہے۔ خاک ما را۔ ابتدا جسمانی وجود عطا فرمایا ایسے حیات عطا فرمادے۔ پالیز۔ کھیت چمن۔

۳ ایں دعا۔ دعا بھی تیرے

Presented by www.ziaraat.com

شب[1] شکستہ کشتیِ فہم و حواس — نے امیدے ماندہ نے خوف و نہ یاس

رات کو سمجھ اور حواس کی کشتی شکستہ ہو گئی — نہ اُمید رہی نہ ڈر اور نہ مایوسی

بُردہ در دریائے حیرت ایزدم — تا ز چہ فن پُر کند بفرستدم

اللہ (تعالیٰ) مجھے حیرت کے دریا میں لے گیا — دیکھو! مجھے کس ہنر سے پُر کر کے بھیجتا ہے؟

آں یکے را کردہ پُر نور و جلال — ویں دگر را کردہ پُر وہم و خیال

اس ایک کو نور اور جلال سے پُر کر دیا — اور اس دوسرے کو وہم اور خیال سے پُر کر دیا

گر بخویشم ہیچ رائے و فن بُدے — رائے و تدبیرم بحکمِ من بُدے

اگر میری اپنی کوئی رائے اور فن ہوتا — تو میری رائے اور تدبیر میرے قابو میں ہوتی

شب نرفتے ہوش بے فرمانِ من — زیرِ دامِ من بُدے مُرغانِ من

رات کو میرے حکم کے بغیر ہوش روانہ نہ ہوتا — میرے پرندے میرے جال میں ہوتے

بودمے[2] آگہ ز منزل ہائے جاں — وقتِ خواب و بیہشی و امتحاں

میں روح کی منزلوں سے باخبر ہوتا — خواب اور بے ہوشی اور امتحان کے وقت

چوں کفم زیں حل و عقد او تہی ست — اے عجب ایں معجبی من ز کیست

جب میرا ہاتھ اُس کے حل و عقد سے خالی ہے — تعجب ہے! میری خود بینی کس وجہ سے ہے؟

دیدہ را نا دیدہ خود انگاشتم — باز زنبیلِ دُعا بر داشتم

میں نے دیکھے ہوئے کو اَن دیکھا سمجھ لیا — میں نے دعا کی جھولی کو پھر اُٹھایا ہے

چوں الف[3] چیزے ندارم اے کریم — جُز دلے دل تنگ تر از چشمِ میم

اے کریم! میں الف کی طرح کوئی چیز نہیں رکھتا ہوں — سوائے ایک دل کے جو میم کی آنکھ سے زیادہ تنگدل ہو

ایں الف ایں میم اُمِّ بُودِ ماست — میمِ اُم تنگ ست الف زو نر گدا ست

یہ الف، یہ میم ہمارے وجود کی ماں ہے — اُم کا میم تنگ ہے، الف اُس سے بھی زیادہ گدا ہے

ایں الف چیزے ندارد غافلی ست — میمِ دلتنگ آں زمانِ عاقلی ست

یہ الف کوئی چیز نہیں رکھتا، یہ غفلت کی حالت ہے — میم دلتنگ ہے، وہ زمانہ عقلمندی کا ہے

در زمانِ بیخودی خود ہیچ من — در زمانِ ہوش اندر پیچ من

میں بیہوشی کے وقت خود ہیچ ہوتا ہوں — ہوش کے زمانہ میں پیچا پیچ میں ہوتا ہوں

ہیچ دیگر بر چنیں ہیچی منہ — نامِ دولت بر چنیں گیجی منہ

ایسے ناکارہ پر مزید ناکارہ پن نہ ڈال — ایسے بھینگے پن کا نام دولت نہ رکھ

---

[1] شب۔ رات کو حواس اور اس کے آثار یعنی خوف و بیم سب ختم ہو جاتے ہیں۔ بردہ۔ شب کو اللہ تعالیٰ حواس کو دریائے حیرت میں غرق کر دیتا ہے پھر اُنکو پُر ہنر بنا کر واپس کرتا ہے۔ آں یکے۔ عارفین کو نور سے پُر کرتا ہے۔ ویں دگر۔ دنیاداروں اور فلاسفہ کو وہم و خیال سے پُر کر دیتا ہے۔ گر بخویشم۔ اگر حواس و ہنر ہمارے ذاتی ہوتے تو پھر ہمارے حکم کے تابع ہوتے۔ شب۔ رات کو ہماری اجازت کے بغیر ہم سے جدا نہ ہوا کرتے۔

[2] بودمے۔ ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ ہماری روح کہاں کہاں کی سیر کر رہی ہے۔ امتحان۔ نیند کی حالت امتحان کی ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ہمارے حواس اور روح ہمارے قبضہ کی نہیں ہے۔ چوں کفم جب ہم اپنے حواس اور عقل سے بھی تہی دست ہیں تو غرور اور تکبر ہمارا کیا کام ہے۔ دیدہ۔ یہاں سے پھر اُس حقیر کی دعا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ اب تک جو دعا میں غلطی ہوئی اور باوجود خزانہ کا پتہ مل جانے کے خزانہ نہ ملا اس سب کو کالعدم قرار دے کر میں از سرِ نو دعا کرتا ہوں۔

[3] الف۔ نقطہ سے خالی ہے میم کا سر یعنی چشم تنگ ہوتی ہے۔ اُم۔ اصل یعنی ہمارا اصل وجود اور اس کے لوازم سب الف اور میم کے سرے کی طرح ہیں۔ ایں۔ ہماری غفلت کا وقت ہو یا ہوش کا دونوں الف اور میم کی طرح ہیں۔ در زماں۔ غفلت اور ہوش کے جملہ اوقات پریشان کن ہیں۔ بیخودی کے وقت بالکل ناچیز ہوتا ہوں اور ہوش اور عقلمندی کے وقت دنیا کے دھندوں میں ہیچ در ہیچ ہوتا ہوں۔

Presented by www.ziaraat.com

لہ خود ندارم هیچ به سازد مرا — کز توهم ست ایں کہ دارم صد عنا

میں خود کچھ نہیں رکھتا ہوں (وہ) مجھے بہتر بناتا ہے — یہ سیکڑوں رنج جو میں رکھتا ہوں وہم کی وجہ سے ہیں

ور ندارم هم تو دارائیم کن — رنج دیدم راحت افزائیم کن

اور اگر میں کچھ نہیں رکھتا ہوں تو تو میری رکھوالی کر — میں نے تکلیف دیکھی ہے تو میری راحت افزائی کر

هم در آبِ دیده عریاں بیستم — بر درِ تو چونکہ دیده نیستم

میں آنکھ کے آنسو کے معاملہ میں ننگا کھڑا ہوں — تیرے در پر، چونکہ میرے آنکھ نہیں ہے

ز آبِ دیده بندهٔ بے دیده را — سبزه بخش و نباتے زیں چرا

بے بصیرت بندے کو آنکھ کے آنسو سے اس چراگاہ سے — سبزہ اور پیداوار بخش دیجیے

ور نماند آب آبم ده ز عین — همچو عینینِ نبی هطّالتین

اگر آنسو نہ رہے تو آنکھ سے مجھے آنسو عطا کر — جیسی نبیؐ کی دو جاری رہنے والی آنکھیں

ٹلہ او چو آبِ دیده جست از جودِ حق — با چناں اجلال و اقبال و سَبَق

جبکہ انھوں نے اللہ (تعالیٰ) کی بخشش سے آنسو مانگے — ایسی بزرگی اور اقبال اور سبقت کے ہوتے ہوئے

چوں نباشم ز اشکِ خوں باریک ریس — من تهیدستِ فضول کاسہ لیس

تو میں خونی آنسو کے ساتھ باریک بیں کیوں نہ ہوں — میں خالی ہاتھ، فضول، خوشامدی

چوں چناں چشم اشک را مفتوں بود — اشکِ من باید کہ صد جیحوں بود

جبکہ ایسی آنکھ آنسو کی عاشق ہو — تو میرے لیے سیکڑوں جیحوں آنسو چاہیے

قطرهٔ زاں زیں دو صد جیحوں بہ است — کہ بداں یک قطره جن و انس رست

اُس کا ایک قطرہ ان دو سو جیحوں سے بہتر ہے — کیونکہ اُس قطرے سے جن اور انسان نجات پا گئے

ٹلہ چونکہ باراں جست آں روضهٔ بهشت — چوں نجوید آب شوره خاکِ زشت

جبکہ جنت کے اُس باغیچہ نے بارش مانگی — تو میری شوریلی زمین پانی کیوں نہ مانگے!

اے اخی دست از دعا کردن مدار — با اجابت یا ردِ اویت چہ کار

اے بھائی! دعا کرنے سے ہاتھ نہ ہٹا — اُس کے قبول کرنے یا رد کرنے سے تجھے کیا کام؟

ناں کہ سدّ و مانعِ ایں آب بود — دست زاں ناں می بباید شست زود

وہ روٹی جو اس پانی کی روک اور مانع ہو — اس روٹی سے جلد ہاتھ دھو لینا چاہیے۔

جب دعا کی تو جن وانس قیامت میں حساب کتاب کے انتظار سے نجات پا گئے اور آنحضورؐ کی اس سلسلہ میں شفاعت منظور ہو گئی (ایسی صورت میں تو ہمیں دو سو جیحوں برابر نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ آنسو درکار ہیں) ٹلہ چونکہ آنحضورؐ جو خود جنت کے باغیچوں کی طرح ہیں جب آنسوؤں کی بارش کے طالب ہیں تو ہم جو کہ بدترین شور زمین ہیں ہمیں آنسوؤں کی *

لہ خود۔ جبکہ میرے پاس کچھ نہیں ہے تو میرا کارساز بن جا کہ توہم یا انسان اپنے کچھ ہونے کے وہم سے سیکڑوں مصیبتوں میں پھنستا ہے یہی وہم دنیاوی اور دینی ترقی کو مانع بنتا ہے۔ ور۔ جبکہ یقیناً میرے پاس کچھ نہیں ہے تو تباہی بہت اور میری رکھوالی کر۔ ہم۔ میں دعا کے آداب سے بھی محروم ہوں دعا کیلئے آنسوؤں کی ضرورت ہے میں اس سے بھی محروم ہوں اسکی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس حقیقت میں نظر ہی نہیں ہے۔ ز آب۔ میری آنکھ میں آنسو پیدا فرما کر میرے اعمال کو سرسبز کر دیجیے۔ ز ایں چرا۔ یعنی دنیا جو آخرت کا کھیت اور چراگاہ ہے۔ ور نماند۔ اگر میری آنکھوں میں آنسو نہ رہیں تو آنسو بھی عنایت کر جس طرح تو نے آنحضورؐ کی آنکھوں کو آنسو عطا کر دیئے تھے۔ ہطالتین حدیث شریف ہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي عَيْنَيْنِ هَطَّالَتَيْنِ اے خدا مجھے دو جاری ہونے والی آنکھیں عنایت کر دے۔

ٹلہ او۔ آنحضورؐ باوجود تمام بزرگیوں اور فضائل کے رونے والی آنکھوں کے طالب تھے۔ چوں نباشم۔ تو ہم ہم جیسوں کے لئے تو وہ بہت ہی ضروری ہیں اور ہماری نجات کیلئے تو سیکڑوں جیحوں دریا کی بقدر آنسو درکار ہیں۔ قطرہ۔ آنحضورؐ کی آنکھ کا ایک آنسو دو سو جیحوں برابر آنسوؤں سے افضل ہے اس لئے کہ اس قطرۂ آنسو کے ساتھ

* بارش کی ضرورت کیوں نہ ہوگی۔ اے اخی۔ جب تجھے دعا کی فضیلتیں معلوم ہو گئیں تو اب دعا کر اور تجھے اس سے کوئی بحث نہ ہونی چاہیے کہ وہ مقبول ہوتی ہے یا مردود۔ ناں۔ دعا میں اگر رغبتیں ہیں تو ان کے موانع کو دور کر اور وہ دنیا کی لذتیں ہیں۔

خویش را[۵۱] موزون و چست و سخته کن | ز آب دیده نانِ خود را پخته کن
اپنے آپ کو موزوں اور چست اور سنجیدہ بنا | آنکھ کے آنسو سے اپنی روٹی کو پختہ کرے

آواز دادنِ ہاتف مر طالب گنج را و اعلام کردن از حقیقت سرّ آں

غیبی آواز کا خزانہ کے طلبگار کو آواز دینا اور اس کے راز کی حقیقت سے باخبر کرنا

اندریں بود او که الہام آمدش | کشف شد ایں مشکلات از ایزدش
وہ اِسی میں تھا، کہ اُس کو اِلہام ہوا | اُس کی یہ مشکلیں خدا کی جانب سے کھل گئیں

اندریں بود او کز الہامِ خدا | مشکلش حل گشت و حاجت شد روا
وہ اسی میں تھا، کہ خدا کے اِلہام سے | اُس کی مشکل حل ہو گئی اور ضرورت پوری ہو گئی

گفت گفتم در کماں تیرے بنہ | کے بگفتم من که اندر کش تو زہ
اُس نے کہا۔ میں نے کہا تھا کہ کمان میں تیر رکھ | میں نے کب کہا تھا کہ چلّے کو کھینچ؟

من نگفتم کایں کماں را سخت کش | در کماں نہ گفتمت نے بر کشش
میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ کمان کو خوب کھینچ | میں نے تجھ سے کہا تھا کہ کمان میں رکھ نہ کہ کھینچ کر

از فضولی تو کماں افراشتی | صنعتِ قواسی بر داشتی
تو نے بیہودگی سے کمان بلند کی | (اور) تیر اندازی کی کاریگری برداشت کی

ترک ایں سخته کمانی رو بگو | در کماں نہ تیر و پریدن مجو
جا اِس سخت کمانی کو چھوڑ | کمان میں تیر رکھ اور اُڑنے کی فکر نہ کر

چوں[۵۲] بیفتد بر کن آنجا می طلب | زور بگذار و بزاری جو ذہب
جب وہ گر پڑے، کھود اُس جگہ تلاش کر | زور چھوڑ دے زاری سے زر طلب کر

آنچه حق ست اقرب از حبل الورید | تو فگندہ تیرِ فکرت را بعید
جو حق ہے وہ شہ رگ سے بھی قریب ہے | تو نے فکر کے تیر کو دور پھینکا

اے[۵۳] کمان و تیر ہا بر ساخته | صید نزدیک و تو دور انداخته
اے وہ! جو تیر اور کمان تیار کئے ہوئے ہے | شکار نزدیک ہے اور تو نے دور چلایا

ہر که او دور ست دور از روئے او | کا زیاد قوتِ بازوئے او
جو اس سے دور ہے اُس کے چہرے سے دور ہے | کہ وہ اپنی قوتِ بازو آزما رہا ہے

ہر که دور انداز تر او دور تر | وز چنیں گنج ست او مہجور تر
جو شخص دور پھینکنے والا ہے وہ زیادہ دور ہے | اور وہ ایسے خزانہ سے زیادہ محروم ہے

۵۱ خویش۔ اپنے آپ کو دعا و گریہ سے چست کر لے اور ان آنسوؤں کے ذریعہ آخرت کا توشہ تیار کرے۔ اندریں۔ وہ فقیر اس دعا میں مصروف تھا کہ اس کو غیب سے اِلہام ہوا جس سے اس کی مشکلات حل ہو گئیں۔ گفت۔ ہاتف نے کہا کہ ہم نے تجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ تیر کمان میں رکھ کر چلّہ کھینچ کر زور سے پھینک۔ بلکہ صرف اتنا کہا تھا کہ کمان میں رکھ کر گرا دے۔ افراشتی۔ جس طرح تیر انداز کمان اونچی کر کے تیر چلاتے ہیں۔ صنعت۔ تو نے اپنی کمان بازی کی کاریگری شروع کر دی۔ سخته کمانی۔ تیر اندازی کی مہارت۔

۵۲ چوں بیفتد۔ چلّہ کھینچ تیر نہ چلا، کمان میں تیر رکھ کر گرا دے جہاں وہ گرے اُس جگہ کو کھود۔ زور۔ طاقت اور زور سے نکل اور عجز سے سونے کا طلبگار بن۔ آنچه۔ مولانا فرماتے ہیں حق اور مقصد قریب جگہ میں تھا وہ تیر دور پھینک کر اُس جگہ کو کھود کر خزانہ تلاش کرتا تھا، اللہ تعالیٰ جو حق ہے وہ انسان کی شہ رگ سے قریب ہے اُس کے بارے میں فکر کو دور نہ دوڑانا چاہیے۔

۵۳ اے۔ انسان کا مقصودِ حقیقی اس کے قریب ہے وہ اس کو اِدھر اُدھر تلاش کرتا پھرتا ہے ہر کہ۔ جو مقصود کو دور سمجھ رہا ہے وہ مقصود سے بہت دور ہے وہ اپنی قوتِ بازو آزما رہا ہے جس سے مقصود حاصل نہ ہوگا۔ ہر کہ۔ جو شخص تیر چلاتا ہے وہ مقصود سے زیادہ دور ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

فلسفی خود را ز اندیشہ بکُشت [1] | گو بدو کو را سُوی گنجست پُشت
فلسفی نے خود کو غور (فکر) سے مار ڈالا | اُس سے کہدے کہ اُس کی خزانہ کی جانب پُشت ہے

گو بدو چندانکہ افزوں میدود | از مرادِ دل جدا تر می شود
اُس سے کہدے کہ وہ جتنا دوڑتا ہے | دل کی مُراد سے زیادہ جُدا ہو رہا ہے

جَاھِدُوْا فِیْنَا بگفت آں شہریار | جَاھِدُوْا عَنَّا نگفت اے بیقرار
اُس شاہ نے "جَاھِدُوْا فِیْنَا" کہا ہے | اے بیقرار! اُس نے "جَاھِدُوْا عَنَّا" نہیں کہا ہے

ہمچو کنعاں کو زننگِ نوحؑ رفت [2] | بر فرازِ قُلّہ آں کوہِ زفت
کنعان کی طرح جو حضرت نوحؑ کی ذلت سے بھاگا | بڑے پہاڑ کی چوٹی کی بلندی پر

ہر چہ افزوں تر ہمی جست او خلاص | سُوی کُہ می شُد جُدا تر از مناص
اُس نے جس قدر خلاصی کی زیادہ جستجو کی | وہ بچاؤ کی جگہ سے پہاڑ کی جانب زیادہ جُدا ہو گیا

ہمچو ایں درویش بہرِ گنج و کاں | ہر صباحی سخت تر جُستے کماں
جیسا کہ یہ فقیر، خزانہ اور کان کی خاطر | ہر صبح کو زیادہ سخت کمان تلاش کرتا

ہر کمانے کو گرفتے سخت تر | بُودے از گنج و نشاں بدبخت تر
ہر وہ کمان جس کو وہ زیادہ سخت پکڑتا | خزانے اور پتہ سے زیادہ بدبخت تھا

ایں مثل [3] اندر زمانہ جانی ست | جانِ ناداناں برنج ارزانی ست
زمانہ میں یہ مثال جان کے قابل ہے | نادان کی جان، تکلیف کے لائق ہے

زانکہ جاہل داشت ننگ از اُوستاد | لاجرم رفت و دُکانِ نو گشاد
کیونکہ جاہل نے اُستاد سے ذلت محسوس کی | لامحالہ وہ گیا اور اُس نے نئی دُکان کھول لی

آں دُکاں بالائے اُستادانِ کار | گندہ و پُر کژدم ست و پُر ز مار
وہ دُکان جو فن کے اُستادوں سے اونچی ہے | وہ گندی بچھوؤں اور سانپ بھری ہے

زود ویراں کن دُکان و باز گرد | سُوی سبزہ و گلستان و آبخورد
تو دُکان کو جلد ویران کر دے اور پلٹ | سبزہ اور چمن اور نہر کی جانب

نے چو کنعاں کو ز کبر و ناشناخت | از کُہِ عاصم سفینہ فوز ساخت
نہ کہ کنعان کی طرح جس نے تکبر اور جہالت سے | بچانے والے پہاڑ کو کامیابی کی کشتی بنایا

---

[1] فلسفی۔ اللہ تعالٰے کی تلاش میں فلسفی کا بھی یہی حال ہے اُس سے کہہ دو کہ مقصود کی طرف اُس کی پُشت ہے۔ گو۔ اُس سے کہہ دو کہ وہ جس قدر دوڑے گا مقصد سے دُور ہوتا جائے گا کیونکہ مقصودؔ کی طرف اُس کی پُشت ہے۔ جَاھِدُوْا۔ قرآن پاک نے اللہ تعالٰی کے صحیح طور پر طلب کرنے والوں کے لئے اللہ کا فرمان نقل کیا ہے۔ جَاھِدُوْا فِیْنَا۔ یعنی ہماری طرف آنے میں جو کوشش کرتے ہیں۔ جَاھِدُوْا عَنَّا۔ اللہ تعالٰے نے یہ نہیں فرمایا کہ ہماری جانب سے جانے میں کوشش کرتے ہیں۔

[2] ہمچو کنعاں۔ ایسی ہی بُری کوشش کی مثال حضرت نوحؑ کا لڑکا کنعان ہے جس نے حضرت نوحؑ کی کشتی میں بیٹھنے سے ذلت محسوس کی اور طوفان سے بچاؤ کے لئے پہاڑ کی چوٹی کی طرف بھاگا ہر چہ۔ وہ جس قدر کوشش کر رہا تھا بچاؤ کی جگہ سے دور ہو رہا تھا جو حضرت نوحؑ کی کشتی تھی۔ ہمچو۔ کنعان اسی فقیر کی طرح تھا جو ہر روز ایک سخت کمان تلاش کرتا اور اُس سے تیر پھینکتا اور خزانہ سے زیادہ دُور ہو جاتا۔

[3] ایں مثل۔ مقصد سے دور ہونے کی وجہ اس مثال سے سمجھ میں آجائے گی جو جان میں رکھنے کے قابل ہے کہ کوئی شاگرد اُستاد سے ذلت محسوس کرنے لگے اور اپنی دکان خود کھول بیٹھے ظاہر ہے ایسا شاگرد مقصد سے دُور ہو جائے گا۔ آں دکان۔ ایسے شاگرد کی دکان ہنر سے خالی ہوگی اور نقصان رساں ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ مقصد تک پہنچنے کا راستہ اہل حق کا اتباع ہے۔ زود۔ ایسے شاگرد کو چاہئے کہ فوراً اپنی دکان کو ویران کر دے اور اُستاد کی شاگردی اختیار کر کے چلے پھرے۔ نے۔ کنعان کی طرح نہ بنے کہ اس نے سیدھا راستہ چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کیا۔

علمِ تیر اندازیش آمد حجیب ¹ | واں مراد اُو را بُدے حاضر بجیب
اُس کا تیر اندازی کا فن، پردہ بنا | اور وہ مقصد اس کی جیب میں موجود تھا

اے بسا ² علم و ذکاوات و فطن | گشتہ رہرو را چو غول و راہزن
اے (طالب)! بہت سے علم اور ذہانتیں اور سمجھ | سالک کے لئے بھلاوا اور راہزن بنی ہیں

بیشتر ³ اصحابِ جنت ابلہ اند | تا ز شرِ فیلسوفی می رہند
اہلِ جنت زیادہ تر بھولے ہیں | جب ہی تو فلسفی کے شر سے محفوظ رہتے ہیں

خویش را عُریاں کُن از فضل و فضول | تا کُند رحمت تُرا ہر دم نزول
اپنے آپ کو فضول اور فضیلت سے عاری کر لے | تاکہ ہر وقت تجھ پر رحمت نازل ہو

زیرکی ⁴ ضدِ شکست ست و نیاز | زیرکی بگذار و با گولی بساز
ذہانت، تواضع اور عاجزی کی ضد ہے | ذہانت چھوڑ اور بھولاپن اختیار کر

زیرکی داں دامِ بُرد و طمع گاز | تا چہ خواہد زیرکی را پاکباز
ذہانت کو سوہان سائی کا جال اور حرص کو گاتی سمجھ | پھر ذہانت کو پاکباز کیا چاہے گا؟

زیرکاں با صنعتے قانع شدہ | ابلہاں از صنع در صانع شدہ
ذہین، کاریگری پر بس کرنے والے ہوگئے | بھولے، کاریگری سے کاریگر میں پہنچ گئے

زانکہ طفلِ خُرد را مادر نہار | دست و پا باشد نہادہ برکنار
کیونکہ چھوٹے بچے کے لئے ماں، دن میں | بغل میں لئے ہوئے، ہاتھ اور پاؤں کی طرح ہوتی ہے

داستانِ ⁵ آں سہ مسافر مسلمان و ترسا و جہود و آنکہ بمنزلے قوتے

تین مسافروں مسلمان اور نصرانی اور یہودی کا قصہ، اُن کو راستہ

یافتند ترسا و جہود سیر بُودند گفتند آں قوت را فردا خوریم

میں کھانے کو ملا، نصرانی اور یہودی پیٹ بھرے تھے انہوں نے کہا

مسلمان صائم بُود و گرسنہ ماند ازاں کہ مغلوب بُود

کھانا کل کھائیں گے، مسلمان روزہ دار اور بھوکا رہا کیونکہ وہ عاجز تھا

یک حکایت بشنو اینجا اے پسر | تا نگر دی ممتحن اندر ہنر
اے بیٹا! یہاں ایک حکایت سن لے | تاکہ تو ہنر کی آزمائش میں نہ پڑے

آں جہود و مومن و ترسا مگر | ہمرہی کردند با ہم در سفر
اُس یہودی اور مومن اور عیسائی نے | سفر میں ہمراہی اختیار کی

---

¹ علم تیر۔ اس فقیر کو اس کے تیر اندازی کے علم نے ہی خزانہ سے دور رکھا ورنہ خزانہ بالکل اُس سے قریب تھا۔

² اے بسا۔ مذموم ذہانت تباہ کن ہے اور مطلوب سے دور کرتی ہے۔

³ بیشتر۔ حدیث شریف ہے اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ مومن بھولا بھالا شریف ہوتا ہے نیز مشہور قول ہے اَهْلُ الْجَنَّةِ بُلْهٌ جنتی بھولے ہوتے ہیں۔ خویش۔ ایسی مذموم ذہانت سے اپنے آپ کو بچالے پھر تجھ پر رحمت نازل ہوگی۔

⁴ زیرکی۔ انسان کو ایسی غلط ذہانت اور چالاکی کو چھوڑ کر بھولاپن اختیار کرنا چاہیے۔ دام برد۔ یہ ذہانت سوہان کی طرح ہے۔ زیرکاں۔ مذموم ذہین دنیا میں اُلجھ کر رہ جاتے ہیں اور بھولے آدمی صانع یعنی خدا تک پہنچ جاتے ہیں۔ زانکہ جس طرح نادان بچے کے لئے ماں ہاتھ پاؤں کا کام کرتی ہے اسی طرح بھولے مومن کی خدا دستگیری فرماتا ہے۔

⁵ داستان۔ اس قصہ میں مذکور ہے کہ ایک سفر میں یہودی اور نصرانی اور مسلمان ہمسفر ہے راستہ میں حلوا ملا تو دونوں نے چالاکی سے مسلمان کو حلوے سے محروم کرنا چاہا لیکن قدرت نے ایسا بندوبست کر دیا کہ حلوہ مسلمان ہی کو ملا۔ قدرت نے اُس کی دستگیری فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ چالاکی اللہ کو پسند نہ آئی اور بھولے مسلمان پر رحمت نازل ہوئی۔ تانگر دی۔ تو اس قصہ کو سن کر چالاکی سے بچے گا اور اپنی ہنرمندی دکھا کر آزمائش میں گرفتار نہ ہوگا۔ آں جہود۔ ان تینوں کا قصہ اس طرح ہوگیا اتفاقاً۔

بادو گمرہ ہمرہ آمد مؤمنے — چوں[1] خرد بانفس و با آہرمنے
ایک مومن دو گمراہوں کے ہمراہ ہوگیا — جس طرح عقل نفس اور شیطان کے ساتھ

مرغزی ورازی افتند در سفر — ہمرہ و ہم سفرہ پیش ہمدگر
مرغز کا رہنے والا اور رے کا رہنے والا سفر میں — ہمراہ اور شریک دسترخوان ایک دوسرے کے سامنے ہوگئے

در قفس افتند زاغ و چغد و باز — جفت شد در حبس پاک و بے نماز
پنجرے میں کوا اور چغد اور باز واقع ہو جاتے ہیں — قید خانہ میں پاک اور بے نماز جمع ہوگئے

کردہ منزل شب بیک موضع بہم — مشرقی و مغربی قانع بہم
رات میں ایک جگہ مل کر پڑاؤ کیا — مشرقی اور مغربی نے آپس میں صابر بن کر

روزہا باہم ز سرما و ز برف — ماندہ[2] در منزل ز رہ خرد و شگرف
ایک دوسرے کیساتھ بہت دن تک سردی اور برف کی وجہ سے — چھوٹے اور بڑے راستہ سے منزل میں رہ گئے

چوں گشاید راہ و بردارند بند — بگسلند و ہر یکے جائے روند
جب راستہ کھل جائیگا اور وہ روک کو اٹھا دینگے — ایک دوسرے سے جدا ہو جائینگے اور ہر شخص ایک جگہ چلا جائیگا

چوں قفص را بشکند شاہ خرد — جمع مرغاں ہر یکے سوئے پرد
جب عقل کا شاہ پنجرے کو توڑ دے گا — پرندوں کا مجمع ہر ایک ایک جانب کو اڑ جائے گا

پر گشادہ پیش ازیں پر شوق و یاد — در ہوائے جنس خود سوئے معاد
اس سے پہلے شوق اور یاد سے بھرے ہوئے پر کھولے — لوٹنے کی جگہ کی جانب اپنے (ہم) جنس کی محبت میں

پر[3] گشادہ ہر دمے با اشک و آہ — لیک پریدن ندارد روئے و راہ
ہر وقت آنسو اور آہ کے ساتھ پر کھولے ہوئے تھے — لیکن اڑنے کی صورت اور راستہ نہ تھا

چونکہ رہ یابد پرد ہر یک چو باد — سوئے آں کز یادِ آں پر می گشاد
جب راستہ پا لیتا ہے ہر ایک ہوا کی طرح اڑ جاتا ہے — اس کی جانب جس کی یاد میں پر کھولتا تھا

آں طرف کش بود اشک و سوز و آہ — چونکہ فرصت یافت آں سو کوفت راہ
جس جانب اس کا آنسو اور سوزش اور آہ تھی — جب موقع ملا اس جانب چلنا شروع کردیا

در تنِ خود بنگر ایں اجزائے تن — از کجا جمع آمدند اندر بدن
اپنے جسم میں جسم کے ان اجزاء کو دیکھ — کہ جسم میں کہاں سے جمع ہوگئے ہیں؟

آبی و خاکی و بادی و آتشی — عرشی و فرشی و رومی و کشی
آبی اور خاکی اور بادی اور آتشی — عرشی اور فرشی اور رومی اور کشی

[1] چوں۔ یہ دونوں نفس اور شیطان جیسے تھے اور مومن بمنزلہ عقل کے تھا۔ مرغزی۔ مرغز کا رہنے والا۔ رازی۔ رے کا رہنے والا۔ سفرہ۔ دسترخوان۔ دو نقص۔ یہ جوڑا ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک پنجرے میں بے جوڑ پرند جمع ہو جاتے ہیں یا قید خانہ میں مختلف قسم کے آدمی یکجا ہو جاتے ہیں۔ کردہ منزل۔ ایسا بھی اتفاقاً ہو جاتا ہے۔

[2] ماندہ یہی مثال اس عالمِ دنیا میں انسانوں کی ہے۔ چوں گشاید۔ راستہ کھلنے پر تمام قسم کے مسافر اپنی اپنی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ چوں قفص۔ پنجرا کھلنے پر پرند اپنے ہم جنس کی طرف اڑ جاتا ہے۔ پر گشادہ۔ پنجرے میں اصلی کی جگہ کے شوق میں پرندے پر پھڑپھڑاتے ہیں۔

[3] پر گشادہ۔ یہ پرندے وطن کے شوق میں پر پھیلائے ہوئے ہیں لیکن اڑنے کا راستہ نہیں ہے۔ چونکہ۔ راستہ ملنے پر تمنا پوری ہوتی ہے۔ در تنِ خود۔ انسان کے بدن کے اجزاء کا یہی حال ہے۔ آبی۔ انسان عناصرِ اربعہ سے بنا ہے۔ کشی۔ کش شہر کا رہنے والا۔

Presented by www.ziaraat.com

از[۱] امیدِ عود ہر یک بستہ طرف — اندریں منزل ہمہ از بیمِ برف
ہر ایک واپسی کی اُمید پر نظر جمائے ہوئے ہے — برف کے ڈر سے اِس پڑاؤ میں جمع ہیں

برف گوناگوں جمودِ ہر جماد — در شتای بُعدِ آں خورشیدِ داد
قسما قسم برف ہر جماد کا سکون ہے — انصاف کے اِس سورج کی دوری کے جاڑے میں

چوں بتابد تفِ آں خورشیدِ خشم — کوہ گردد کاہ، ریگ و کاہ پشم
جب قہر کے اُس سورج کی گرمی چمکے گی — پہاڑ تنکا، ریت اور گھاس اُون بن جائیگا

در گداز آید جماداتِ گراں — چوں گدازِ تن بوقتِ نقلِ جاں
بھاری جمادات پگھل جائیں گے — جس طرح جسم، روح کے منتقل ہونے کے وقت

چوں رسیدند ایں سہ ہمرہ منزلے — ہدیہ شاں آورد حلوا مقبلے[۲]
جب یہ تینوں ہمراہی ایک پڑاؤ پر پہنچے — ایک نصیبہ ور اُن کے لئے حلوا لایا

بُرد حلوا پیشِ آں ہر سہ غریب — محسنے از مطبخِ اِنّی قَرِیْبٌ
اِن تینوں مسافروں کے سامنے حلوا لایا — ایک محسن "اِنّی قَرِیْبٌ" کے مطبخ سے

نانِ گرم و صحنِ حلوائے عسل — بُرد کاں اندر ثوابش بُد اَمل
گرم روٹی اور شہد کے حلوے کا طباق — وہ شخص لایا کہ اُس کو ثواب کی اُمید تھی

اَلْکِیَاسَۃُ وَالْاَدَبُ لِاَھْلِ الْمَدَرْ — اَلضِّیَافَۃُ وَالْقِرٰی لِاَھْلِ الْوَبَرْ
ذہانت اور ادب شہریوں میں ہے — مہمان نوازی اور کھانا دیہاتیوں میں ہے

اَلضِّیَافَۃُ لِلْغَرِیْبِ[۳] وَالْقِرٰی — اَوْدَعَ الرَّحْمٰنُ فِیْ اَھْلِ الْقُرٰی
مہمان نوازی اور کھانا مسافر کے لئے — اللہ (تعالیٰ) نے گاؤں والوں میں رکھی ہے

کُلَّ یَوْمٍ فِی الْقُرٰی ضَیْفٌ حَدِیْثٌ — مَالَہٗ غَیْرُ الْاِلٰہِ مِنْ مُّغِیْثٌ
دیہات میں ہر روز ایک نیا مہمان ہے — جس کا خدا کے سوا کوئی فریادرس نہیں

کُلَّ لَیْلٍ فِی الْقُرٰی وَفْدٌ جَدِیْدٌ — مَالَھُمْ ثَمَّ سِوَی اللّٰہِ الْمَجِیْدُ
دیہات میں ہر رات کو نیا قافلہ ہے — جن کیلئے وہاں سوائے اللہ بزرگ کے کوئی نہیں ہے

تخمہ بودند آں دو بیگانہ ز خور — بود صائم روز آں مومن نگر
اُن دو بیگانوں کو کھانے سے تخمہ لگ گیا تھا — وہ مومن دن بھر کا روزہ دار تھا

چوں نمازِ شام آں حلوا رسید — بود مومن ماندہ در جوعِ شدید
جب مغرب کی نماز کے وقت وہ حلوا آیا — مومن سخت بھوک کی حالت میں تھا

سلہ از امید۔ انسان کے اجزاء اپنے مراکز کی طرف منتقل ہونے کے منتظر ہیں۔ برف۔ یہ ٹھہراؤ اُس وقت تک ہے جب تک حضرتِ حق کے سامنے پیشی نہیں ہوئی ہے۔ چوں بتابد جب جلالِ خداوندی کی گرمی پہنچے گی قیامت کا منظر سامنے آجائیگا۔ جماداتِ گراں پہاڑ۔ چوں۔ پھر تینوں مسافروں کا قصہ شروع کیا ہے۔

۲ مقبلے۔ گاؤں کا کوئی مہمان نواز ہوگا۔ اِنّی قریب قرآنِ پاک میں ہے۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں پس میں نزدیک ہوں۔ ثوابش۔ وہ میزبان مسلمان تھا اُس کو مہمان نوازی میں ثواب کی اُمید تھی۔ الکیاسۃ۔ ذہانت۔ اَھْلِ الْمَدَر شہری۔ اَلْقِرٰی۔ مہمانداری۔ اہلِ وبر۔ خیمہ بدوش دیہاتی۔

۳ الغریب۔ مسافر۔ اَھْلِ الْقُرٰی۔ دیہاتی۔ مغیث۔ مددگار۔ تخمہ بودند۔ یہودی اور عیسائی نے کھانا زیادہ کھایا تھا جس سے اُنکو دست آرہے تھے۔ مومن روزے سے تھا اسلئے اُسکو خوب بھوک لگی ہوئی تھی۔ چوں۔ مغرب کی نماز کے وقت وہ حلوا آیا۔

Presented by www.ziaraat.com

آں دوکس گفتند ما[1] از خور پُریم — امشبش بنہیم و فرداش خوریم
اُن دو شخصوں نے کہا، ہم کھانے سے پُر ہیں — آج کی رات اِس کو رکھ دیں اور کل کو کھائیں گے

صبر گیریم از خور امشب تن زنیم — بہرِ فردا لوت را پنہاں کنیم
ہم کھانے سے صبر کر لیں، آج کی رات چُپ رہیں — کل کے لئے عمدہ کھانا چھُپا کر رکھ دیں

گفت مومن امشب ایں خوردہ شود — صبر را بنہیم تا فردا بود
مومن نے کہا یہ آج کی رات کھا لیا جائے — کل ہونے تک صبر کو اُٹھا رکھیں

پس بدو گفتند زیں حکمت گری — قصدِ تو آنست تا تنہا خوری
تو اُنھوں نے اُس سے کہا کہ تیرا اِس چالاکی سے — یہ ارادہ ہے، کہ تو تنہا کھالے

گفت[2] اے یاراں نہ کہ ما سہ تنیم — چوں خلاف افتاد ما قسمت کنیم
اُس نے کہا اے دوستو! کیا ہم تین شخص نہیں ہیں؟ — جب اختلاف ہوگیا، ہم بانٹ لیں

ہر کہ خواہد قسمِ خود بر جاں زند — وانکہ خواہد قسمِ خود پنہاں کند
جو چاہے اپنا حصّہ جان کو لگالے — اور جو چاہتا ہے کہ اپنا حصّہ چھپا رے

آں دو گفتندش ز قسمت در گذر — گوش کن قسّام فی النّار از خبر
اُن دونوں نے اس سے کہا کہ بانٹنے سے درگذر کر — قسّام جہنمی ہے، حدیث سے سُن لے

گفت قسّام آں بود کو خویش را — کرد قسمت بر ہوا نے بر خدا
اُس نے کہا قسّام وہ ہوتا ہے جس نے اپنے آپکو — خواہشِ نفسانی پر تقسیم کر دیا، نہ کہ خدا پر

ملکِ[3] حق و جملہ قسمِ اوستی — قسمِ دیگر را دہی دُو گوستی
تو خدا کی ملکیت اور سب اُسی کا حصّہ ہے — تو دوسرے کو حصّہ دیتا ہے تو دُو کہنے والا ہے

ایں اسد غالب شُدے ہم بر سگاں — گر نبودے نوبتِ آں بد رگاں
یہ شیر کتّوں پر بھی غالب ہو جاتا — اگر اُن بدطینتوں کا دَور دَورہ نہ ہوتا

ایں اسد کہ نیست غالب بر بقور — نوبتِ گاواں بُد و آں گاوِ زور
یہ شیر جو گایوں پر غالب نہیں ہے — گایوں اور اِس مکار گائے کا دَور دَورہ ہے

قصدِ شاں آں کاں مسلماں غم خورد — شب برو در بینوائی بگذرد
اُن کا یہ ارادہ تھا کہ وہ مسلمان غم کھائے — اُس پر بے سر و سامانی میں رات بسر ہو

بُد مغلوب او تسلیم و رضا — گفت سمعاً طاعۃً اصحابنا
وہ مغلوب تھا اُس نے تسلیم کرنے اور رضامندی سے — کہا اے ہمارے ساتھیو! سُن لیا اور مان لیا

[1] از خور۔ کھانا پیٹ میں زیادہ بھرا ہوا تھا۔ لوت۔ لذیذ کھانا۔ گفت۔ مومن نے کہا۔ حلوا آج کھا لیا جائے صبر کل کے لئے رکھ دیا جائے۔ پس۔ اُن دونوں نے کہا کہ تیرا مقصد تنہا خوری ہے کیونکہ ہم تو اِس وقت نہیں کھا سکتے۔

[2] گفت۔ مومن نے کہا میں تنہا اب نہیں کھانا چاہتا بلکہ چاہتا ہوں کہ تقسیم کر لیا جائے۔ قسم۔ حصّہ۔ خبر۔ اَلقَسَّامُ فِی النَّارِ بانٹنے والا جہنمی ہے۔ اگر یہ حدیث ہے تو اُس کا مطلب وہ نہیں ہے جو اِن دونوں نے مُراد لیا بلکہ صحیح مطلب وہ ہے جو مومن نے بیان کیا۔ جبر ہوا یعنی تقسیم میں نفسانی غرض ہو۔

[3] ملک۔ انسان اللہ کی مِلک ہے اب اگر وہ اپنے آپ کو اور اپنے افعال کو تقسیم کرے کچھ خدا کے لئے اور کچھ کسی دوسرے کے لئے تو گویا وہ مشرک ہے۔ ایں اسد۔ مومن کی یہ رائے نہ مانی گئی اور وہ غالب نہ آیا۔ بقور۔ بقرۃ کی جمع ہے۔ زور۔ مکار۔ قصدشاں۔ اُن دونوں کا مقصد یہ تھا کہ مومن رات کو بھی بھوکا رہے۔ بُد۔ مومن ایک تھا اور وہ دو تھے مجبوراً اُس نے اُن کا کہنا مان لیا۔

پس بخفتند آں شب و برخاستند | بامداداں خویش را آراستند

پھر وہ اُس رات سوگئے اور بیدار ہوئے | صبح کو اپنے آپ کو آراستہ کیا

رُوی [1] شستند و دہان و ہر یکے | داشت اندر وِرد راہ و مسلکے

اُنھوں نے چہرہ اور منہ دھویا اور ہر ایک | وظیفہ میں ایک راہ اور مسلک رکھتا تھا

یک زمانے ہر یکے آورد رُوی | سُوی وِردِ خویش از حق فضل جُوی

تھوڑی دیر ہر ایک متوجہ ہوا | اپنے وظیفہ کی طرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا طالب

مُومن و ترسا جہود و گبر و مُغ | جُملہ را رُو سُوی آں سُلطان الغ

مومن اور عیسائی اور یہودی اور گبر اور آتش پرست | سب کا رُخ سلطان معظم کی طرف ہے

مُومن و ترسا جہود و نیک و بد | جملگاں را ہست رُو سُوی اَحد

مومن اور عیسائی اور یہودی اور نیک اور بد | سب کا رُخ خدا کی جانب ہے

بلکہ سنگ و خاک و کوہ و آب را | ہست واگشتِ نہانی با خدا

بلکہ پتھر اور مٹی اور پہاڑ اور پانی کا | پوشیدہ طور پر خدا کی طرف رجوع ہے

ایں سخن پایاں ندارد ہر سہ یار | رُو بہم کردند آں دم یار وار

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، تینوں دوستوں نے | دوستانہ ایک دوسرے کی طرف رُخ کیا

آں [2] یکے گفتا کہ ہر یک خوابِ خویش | آنچہ دید اُو دوش گو آرد بہ پیش

ایک شخص نے کہا کہ ہر ایک اپنا خواب | جو اُس نے گذشتہ شب دیکھا پھر کر پیش کرے

ہر کہ خوابش بہتر ایں را اُو خورد | قسمِ ہر مفضول را فاضل برد

جس کا خواب اچھا ہو اُس کو وہ کھالے | گھٹیا کا حصہ بڑھیا لے جائے

آنکہ اندر عقل بالا تر رود | خوردنِ اُو خوردنِ جُملہ بُود

جو عقل میں برتر ہو | اُس کا کھا لینا، سب کا کھا لینا ہوگا

فائق [3] آید جانِ پُر انوارِ اُو | باقیاں را بس بُود تیمارِ اُو

اُس کی انوار سے بھری ہوئی جان فائق ہوگی | بقیہ کے لئے اُس کی خدمت کافی ہوگی

عاقلاں را چوں بقا آمد ابد | پس بمعنیٰ ایں جہاں باقی بُود

عقلمندوں کے لئے چونکہ ہمیشہ کی بقا ہے | تو معنیٰ یہ عالم باقی ہوگا

پس جہود آورد آنچہ دیدہ بُود | تا کجا شب رُوحِ اُو گردیدہ بُود

پھر یہودی لایا جو اُس نے دیکھا تھا | کہ کہاں اُس کی روح رات میں گھومی تھی

---

[1] رُوی۔ چہرہ اور منہ دھویا۔ وِرد۔ عبادت کا معمول۔ از حق۔ مقصد سب کا اللہ کا فضل طلب کرنا تھا۔ مومن ہر شخص خدا کا طالب ہے خواہ اُس نے طلب کا غلط راستہ اختیار کر رکھا ہو۔ آن سلطان الغ۔ سلطان معظم بلکہ کائنات کی ہر چیز خدا کی عبادت اور تسبیح اپنے حال کے مطابق کرتی ہے۔ ایں سخن۔ سب کا مقصود خدا کا ہونا۔

[2] آں یکے۔ ایک بولا ہر شخص رات کا خواب بیان کرے جس کا خواب بڑھیا ہوگا وہ حلوے میں سے سب کے حصے حاصل کرے گا۔ مفضول۔ جس کا خواب گھٹیا ہوگا۔ فاضل۔ جس کا خواب بڑھیا ہوگا۔ آنکہ۔ جس کا خواب بہتر ہوگا یقیناً اُس کی عقل بھی بہتر ہوگی۔ خوردن۔ ایسے عقلمند کا کھانا سب کا کھانا ہوگا۔

[3] فائق آید۔ جس کی عقل بالاتر ہوگی یقیناً اُس کی روح پُرانوار ہوگی اور ایسے بزرگ کی خدمت اور اپنے حصے کا حلوا اُس کو کھلا دینا برکت کا سبب ہوگا۔ عاقلاں۔ مومنین جن کی عقل کامل ہے اُن کو حیاتِ ابدی حاصل ہے۔ پس جہود۔ سب سے پہلے یہودی نے اپنا خواب بیان کیا۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت ۵۱ در رہِ موسیٰؑ آمد بہ پیش — گربہ بیند دُنبہ اندر خوابِ خویش
اُس نے کہا راستہ میں حضرت موسیٰؑ میرے سامنے آئے — بلی اپنے خواب میں دُنبہ دیکھتی ہے

در پئے موسیٰؑ شُدم تا کوہِ طور — ہر سہ ماں گشتیم ناپیدا ز نور
میں حضرت موسیٰؑ کے پیچھے کوہ طور تک گیا — ہم تینوں نور سے ڈھپ گئے

ہر سہ سایہ محو شُد زاں آفتاب — بعد ازاں زاں نور شُد یک فتحِ باب
اُس سورج سے تینوں سائے مٹ گئے — اُس کے بعد اُس نور سے فتح باب ہوا

نورِ دیگر از دلِ آں نور رُست — پس ترقی جُست آں تا نیش چُست
اُس نور کے بیچ سے ایک اور نور پیدا ہوا — پھر اُس کے دوسرے نے بہت جلد ترقی کی

ہم ۵۲ من و ہم موسیٰؑ و ہم کوہِ طور — ہر سہ گم گشتیم زاں اشراقِ نور
میں بھی اور حضرت موسیٰؑ بھی اور کوہ طور بھی — اُس نور کی چمک سے ہم تینوں گم ہو گئے

بعد ازاں دیدم کہ کُہ سہ شاخ شُد — چونکہ نورِ حق درو نفّاخ شُد
اُس کے بعد میں نے دیکھا کہ پہاڑ تین ٹکڑے ہوگیا — چونکہ اللہ (تعالیٰ) کا نور اُس میں پھونک دینے والا تھا

وصفِ ہیبت چوں تجلی زد بَرُو — می شکست از ہم ہمی شُد سو بسو
ہیبت کی صفت نے جب اُس پر تجلی کی — ایک دوسرے سے جدا ہوگیا (اور) الگ الگ ہوگیا

زاں یکے شاخے کہ آمد سوئے یَم — گشت شیریں آبِ تلخ ہمچو سَم
اُس ایک ٹکڑے سے جو سمندر کی طرف آیا — زہر جیسا کھاری پانی میٹھا ہوگیا

آں ۵۳ یکے شاخش فرو شُد در زمیں — چشمہ زاد و بروں آمد معیں
اُس ٹکڑے کی وجہ سے جو زمین میں دھنسا — چشمہ پیدا ہوگیا اور جاری ہوکر باہر آگیا

کہ شفای جملہ رنجوراں شُد آب — از ہمایونیِ وحیِ مستطاب
وہ پانی سب بیماروں کے لئے شفا ہوگیا — پاکیزہ وحی کی برکت سے

واں یکے شاخے دگر پرید زود — تا جوارِ کعبہ کہ عرفات بُود
اور ایک دوسرا ٹکڑا جلدی سے اُڑا — کعبہ کے قریب تک، جو عرفات (پہاڑ) ہوگیا

باز زاں صعقہ چو با خود آمدم — طور برجا بُود نے افزوں نہ کم
میں جب اُس بے ہوشی سے ہوش میں آیا — (کوہ) طور اپنی جگہ پر تھا نہ زیادہ نہ کم

لیک زیرِ پای موسیٰؑ ہمچو یخ — می گدازید و نماندش شاخ و شخ
لیکن حضرت موسیٰؑ کے پاؤں کے نیچے یخ کی طرح — پگھل رہا تھا اور اُس میں شکستگی اور کرختگی نہ رہی

۵۱ گفت۔ اُس نے کہا میں چلا جا رہا تھا۔ راستہ میں حضرت موسیٰؑ مل گئے۔ گربہ۔ مولانا کا مقولہ ہے یعنی بلی کو خواب میں چھیچھڑے نظر آتے ہیں۔ در پئے۔ میں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کوہِ طور پر پہنچا تو اس قدر نور دیکھا کہ میں اور حضرت موسیٰؑ اور کوہِ طور اس میں چھپ گئے۔ فتح باب۔ یعنی فیض کا ایک دوسرا دروازہ کہ اُس نور سے ایک نور پیدا ہوا۔

۵۲ ہم۔ یہ دوسرا نور اس قدر (تیز) تھا کہ ہم تینوں اُس میں بالکل گم ہوگئے۔ بعد ازاں۔ اُس نور کی تجلی سے کوہِ طور کے تین ٹکڑے ہوگئے۔ اُس تجلی میں اس قدر ہیبت تھی۔ زاں یکے۔ کوہِ طور کا ایک ٹکڑا سمندر میں گیا تو اُس کا زہر جیسا پانی شیریں ہوگیا۔

۵۳ آں یکے۔ دوسرا ٹکڑا زمین میں دھنس گیا تو اُس سے ایک چشمہ پیدا ہوگیا جو بیماروں کے لئے صحت کا باعث تھا۔ وحی۔ کوہِ طور پر حضرت موسیٰؑ کو وحی آئی تھی۔ عرفات۔ تیسرا ٹکڑا اُڑ کر خانہ کعبہ کے پاس پہنچ کر عرفات پہاڑ بن گیا۔ صعقہ۔ بے ہوش ہونا۔ لیک۔ اب کوہِ طور میں دوسرا تغیر شروع ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کے قدموں میں آسمان سے گرنے والی یخ کی طرح نرم ہوگیا۔ شاخ یعنی پہاڑ کی چوٹی، شخ کرختگی۔

Presented by www.ziaraat.com

بازمیں ہموار شُد گُر از نہیب پہاڑ۔ ہیبت سے زمین سے ہموار ہو گیا	گشت بالائیش ازاں ہیبت نشیب اُس ہیبت سے اُس کی بلندی پستی بن گئی
بازباخود[۱] آمدم زاں انتشار میں پھر اُس انتشار سے ہوش میں آیا	باز دیدم طور و موسیٰؑ برقرار میں نے پھر طور اور حضرت موسیٰؑ کو برقرار دیکھا
واں بیاباں سربسر در ذیلِ کوہ اور وہ میدان پہاڑ کے دامن میں پورا	پُر خلائق شکلِ موسیٰ باشکوہ حضرت موسیٰؑ کی شکل کی پر رُعب مخلوق سے بھرا ہوا
چوں عصا و خرقۂ اُو خرقہ شاں اُن کی لاٹھی اور اُن کی کفنی اُن کی کفنی کی طرح	جُملہ سوئے طور خوش دامن کشاں سب خوشی خوشی طور کی جانب روانہ ہیں
جُملہ کفہا در دُعا افراختہ سب دُعا میں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں	نغمۂ اَرِنی بہم در ساختہ مل کر "اَرِنی" کا ترانہ بنائے ہوئے ہیں
باز آں غشیاں چو از من رفت زُود پھر وہ بیہوشی جب جلد مجھ سے چلی گئی	صورتِ ہر یک دگر گونم نمُود مجھے ہر ایک کی صورت دوسری طرح کی دکھائی دی
اَنبیا[۲] بُودند ایشاں اہلِ وُد وہ دوستی والے نبی تھے	اِتحادِ اَنبیا اَم فہم شُد نبیوں کا اتحاد میری سمجھ میں آگیا
باز اَملاکے ہمی دیدم شگرف پھر میں نے عجیب فرشتے دیکھے	صُورتِ ایشاں بُداز اجرامِ برف اُن کی صورتیں برف کے جسموں کی تھیں
حلقۂ دیگر ملائک مُستعیں مدد مانگنے والے فرشتوں کی ایک دوسری جماعت تھی	صورتِ ایشاں ہمہ بُد آتشیں اُن سب کی صورت آتشی تھی
زیں نسق می گفت آں شخصِ جہُود وہ یہودی شخص اس طرح سے کہہ رہا تھا	بس جہودے کاخرش محمُود بُود بہت سے یہودی ہیں جن کا انجام اچھا ہوا ہے
ہیچ[۳] کافر را بخواری منگرید کسی کافر کو ذلت سے نہ دیکھو	کہ مسلماں مُردنش باشد اُمید کیونکہ اُس کے مسلمان ہو کر مرنے کی اُمید ہے
چہ خبر داری زختمِ عُمرِ اُو اُس کی عمر کے خاتمہ کا تجھے کیا پتہ؟	تا بگردانی ازو یکبارہ رُو کہ تو اُس سے فوراً منہ پھیرتا ہے
بعد ازاں ترسا درآمد در کلام اُس کے بعد عیسائی نے بات شروع کی	کہ مسیحم رُو نمود اندر منام کہ مجھے خواب میں (حضرت) مسیحؑ نظر آئے

۱ بازباخود۔ اِس کے بعد پھر میرے حواس دُرست ہوئے تو حضرت موسیٰؑ اور کوہِ طور کو اصل حالت پر دیکھا۔ واں بیاباں۔ لیکن اب یہ عجیب بات دیکھی کہ اُس کوہ کا دامن عجیب مخلوق سے پُر ہے۔ چوں عصا۔ ہر شخص کے ہاتھ میں حضرت موسیٰؑ کا سا عصا اور اُس کے بدن پر حضرت موسیٰؑ جیسا خرقہ ہے اور وہ سب خراماں خراماں کوہِ طور کی طرف جا رہے ہیں۔ اَرِنی۔ حضرت موسیٰؑ نے کوہِ طور پر دعا کی تھی اَرِنِی کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی اے خدا مجھے دکھا دے تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔

۲ انبیاء۔ اب میں یہ سمجھا کہ یہ انبیاء کا مجمع تھا اور اُس سے میں سمجھ گیا کہ انبیاء سب اپنی دعوت میں متحد ہیں۔ باز۔ پھر مجھے فرشتوں کی ایک ایسی جماعت نظر آئی جیسے وہ برف کے بنے ہوئے ہوں۔ حلقۂ فرشتوں کی ایک دوسری جماعت بھی تھی جو آتشیں معلوم ہوتی تھی۔ زیں نسق۔ اس خواب پر تعجب نہ کرو ہو سکتا ہے کہ اُس یہودی کا انجام اور خاتمہ بہتر حالت میں ہوا ہو اور اُس نے مرتے وقت شرک وغیرہ سے توبہ کر لی ہو۔

۳ ہیچ۔ کسی کافر کے بارے میں بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا ہو سکتا ہے کہ اُسکو آخر وقت میں توبہ میسر آگئی ہو۔ بعد ازاں۔ اُس یہودی کے بعد عیسائی نے اپنا خواب بیان کیا کہ مجھے حضرت مسیحؑ خواب میں نظر آئے۔

من شُدم با اُو بچارمؔ آسماں — مرکز و مثوائے خورشیدِ جہاں
میں اُن کے ساتھ چوتھے آسمان پر پہنچا — جو دنیا کے سورج کا مرکز اور ٹھکانا ہے

خود عجب ہائے قِلاعِ آسماں — نسبتش نبُوَد با یاتِ جہاں ۱۶
آسمان کے قلعوں کے عجائب کو خود — کوئی نسبت نہیں ہے، دنیا کے عجائب کے ساتھ

ہر کسے داند اے فخر البنیں — کہ فزون باشد فنِ چرخ از زمیں
اے فخرِ فرزنداں! ہر شخص جانتا ہے — کہ آسمان کا حال زمین سے بڑھا ہوا ہوتا ہے

حکایتِ ۲ شتر و گاؤ و قچ کہ در راہ بندِ گیاہ یافتند ہر یکے

اونٹ اور بیل اور دُنبہ کا قصہ جنھوں نے راستے میں گھاس کا مُٹھا پایا (اور) ہر ایک

می گفت کہ مَن می خورم گفتند ہر کہ از ما پیر تر اُو بہ بَرد
کہتا تھا کہ میں کھاؤں گا اُنھوں نے کہا جو ہم میں زیادہ بوڑھا ہے وہ لے جائے گا

اُشتر و گاؤ و قچے در پیشِ راہ — یافتند اندر روِش بندِ گیاہ
راستہ کے سامنے اونٹ اور بیل اور دُنبہ نے — چلنے میں گھاس کا ایک مُٹھا پایا

گفت قچ بخش ار کنیم ایں رایقیں — ہیچ کس از ما نگردد سیر ازیں
دُنبہ نے کہا اگر ہم اِس کو بانٹیں، یقیناً — اِس سے ہم میں سے کسی کا پیٹ نہ بھرے گا

لیک عمرِ ہر کہ باشد بیشتر — ایں عَلَف اُو راست اولیٰ گو بخور
لیکن جس کی عمر سب سے زیادہ ہو — یہ چارہ اُس کے مناسب ہے کہدے کہ کھالے

کہ ۳ اکابر را مُقدّم داشتن — آمدست از مُصطفٰے اندر سُنن
کیونکہ بڑوں کو مُقدّم رکھنا — حدیثوں میں (حضرت) مُصطفٰیؐ سے آیا ہے

گرچہ پیراں را دریں دورِ لِئام — در دو موضع پیش میدارند عام
اگرچہ بڑوں کو کمینوں کے اِس دور میں — عوام دو موقعوں پر آگے رکھتے ہیں

یا دراں لوُتے کہ اُو سوزاں بُود — یا براں پُل کز خَلَل ویراں بُود
یا تو اُس کھانے میں جو جلتا ہوا ہو — یا اُس پُل پر جو خلل سے ویران ہو

خدمتِ شیخے بزرگے قائدے — عام نارد بے قرینہ فاسدے
کسی راہنما، بزرگ، شیخ کی خدمت — عوام کسی فاسد غرض کے بغیر نہیں کرتے ہیں

خیرِ شاں اینست چہ بُوَد شرِ شاں — قبحِ شاں را بازداں ز فرِ شاں
اُن کی بھلائی یہ ہے تو اُن کی برائی کیسی ہوگی؟ — اُن کی برائی کو اُن کی بھلائی سے پہچان لے

---

۱ چارم۔ حضرت مسیحؑ کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام کا خیال ہے حدیث سے اُن کا دوسرے آسمان پر ہونا ثابت ہے سورج کا چوتھے آسمان میں ہونا بھی محض ایک تخمینہ ہے۔ خود۔ بظاہر آسمانی چیزیں زمین کی چیزوں سے بڑھیا ہیں۔ فن۔ حال۔

۲ حکایت۔ عیسائی نے یہ کہکر کہ سب جانتے ہیں کہ آسمان کی چیزیں زمین کی چیزوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں اپنی خواب کو اعلیٰ اور اپنے آپ کو حلوے کا مستحق قرار دیا اِس حکایت میں اونٹ کی بھی اِسی قسم کی تقریر ہے۔ قچ۔ دُنبہ۔ بندِ گیاہ۔ گھاس کا مُٹھا۔ روِش۔ رفتار۔ بخش کردن۔ تقسیم کرنا۔ لیک۔ دُنبہ نے کہا کہ جسکی عمر زیادہ ہو وہ یہ گھاس کھالے۔

۳ کہ اکابر۔ حدیث شریف ہے کبّر الکبّر "بڑے کو بڑھا" گرچہ۔ لیکن اِس زمانہ میں صرف دو جگہوں پر بڑوں کو آگے بڑھاتے ہیں ایک جبکہ کھانا بہت گرم ہو اور اُس کے کھانے سے مُنہ جل جائے دوسرے ٹوٹے ہوئے پُل پر جس سے گذرنا خطرناک ہو۔ خدمتے۔ اگر کوئی کسی بڑے کی خدمت کرتا ہے تو اُسکی تہ میں اُسکی کوئی فاسد غرض ہوتی ہے۔ خیرِ شاں۔ اِن کمینوں کی بزرگوں کیساتھ بھلائی کا تو یہ حال ہے اب بُرائی کا اندازہ خود کرلو۔

Presented by www.ziaraat.com

حکایت در بیانِ حالِ خود پرستاں و شرِ ایشاں در لباسِ خیرات

خود پرستوں کی، اور بھلائی کے پردے میں اُن کی برائی کی حالت کے بیان میں حکایت

سُوئے جامع می شد آں یک شہریار ۔۔۔ خَلق رامی زد نقیب و چوبدار

ایک بادشاہ جامع مسجد کو جا رہا تھا ۔۔۔ لوگوں کو نقیب اور چوبدار مار رہا تھا

آں یکے را سَر شکستے چوب زن ۔۔۔ واں دگر را بر دریدے پیرہن

لاٹھی مارنے والا ایک کا سَر توڑتا تھا ۔۔۔ اور دوسرے کے کپڑے پھاڑتا تھا

درمیانہ بیدلے دہ چوب خورد ۔۔۔ بے گناہے کہ بَرو از راہ گَرد

درمیان میں ایک آزاد شخص نے دس بید کھائیں ۔۔۔ بغیر کسی خطا کے کہ جا راستہ سے ہٹ جا

خوں چکاں رُو کرد با شاہ و بگفت ۔۔۔ ظلمِ ظاہر بیں چہ پُرسی از نہفت

خون ٹپکتے ہوئے نے بادشاہ کا رُخ کیا اور بولا ۔۔۔ کھلا ہوا ظلم دیکھ لے، چھپا ہوا کیا پوچھتا ہے؟

خیر تو اینست جامع میروی[1] ۔۔۔ تا چہ باشد شر و ضرت اے غوی

تیری نیکی تو یہ ہے کہ تو جامع مسجد جا رہا ہے ۔۔۔ اے گمراہ! تیری بدی اور مضرت کیا ہوگی؟

یَک سَلامے[2] نشنوَد پیر از خسے ۔۔۔ تا نہ پیچد عاقبت از وَے بسے

شیخ کسی کمینہ سے ایک سلام (بھی) نہیں سنتا ہے ۔۔۔ تاکہ نتیجہ میں وہ اس سے زیادہ نہ لپٹے

گرگ دَریابد وَلی را بہ بُوَد ۔۔۔ زانکہ دریابد وَلی را نفسِ بَد

ولی کو بھیڑیا پکڑے (یہ) بہتر ہے ۔۔۔ اس سے کہ ولی کو کوئی بد نفس لے

زانکہ[3] گرگ ارچہ کہ بس ستم گریست ۔۔۔ لیکش آں فرہنگ و کید و مکر نیست

اس لئے کہ بھیڑیا اگرچہ بہت ستمگر ہے ۔۔۔ لیکن اُسمیں وہ تدبیر اور مکر اور چالاکی نہیں ہے

ورنہ کے اندر فتادے اُو بدام ۔۔۔ مکر اندر آدمی باشد تمام

ورنہ وہ جال میں کب پھنستا؟ ۔۔۔ پورا مکر، آدمی میں ہوتا ہے

مکر زانِ اُوست کُو دارد درم ۔۔۔ بشنوَد آواز و گوید نِنگرم

مکر اُس کا ہے جو پیسے رکھتا ہے ۔۔۔ وہ آواز سنتا ہے اور کہتا ہے میں نہیں دیکھتا ہوں

بازگشتن بحکایتِ شتر و گاؤ و قچ و ہر یکے از تاریخِ عمرِ خود ظاہر کردن

اونٹ اور بیل اور دُنبہ کی حکایت کی جانب واپسی اور ہر ایک کا اپنی عمر کی تاریخ ظاہر کرنا

گفت قچ با گاؤ و اشتر کاے رِفاق ۔۔۔ چوں چنیں اُفتاد مارا اتفاق

دُنبہ نے بیل اور اونٹ سے کہا اے ساتھیو! ۔۔۔ جبکہ ہمیں ایسا اتفاق ہوا ہے

---

[1] حکایت۔ اس سے یہ بتانا ہے کہ اس بادشاہ کے نماز پڑھنے جانے میں تو یہ شر تھا تب شر کا اندازہ اِس سے کر لیا جائے۔ نقیب۔ بادشاہ کا پیشرو محافظ۔ از راہ گرد۔ راستے سے ہٹ جا۔ خوں چکاں۔ جس صاحبِ دل کو نقیب نے مار کر زخمی کیا تھا اُس نے بادشاہ سے کہا کہ ظاہری ظلم تو دیکھ لے کہ بدن سے خون ٹپک رہا ہے دل کو جو مخفی صدمہ پہنچا ہے اُس کا تو بیان ہی نہیں ہو سکتا۔ خیر تو۔ بادشاہ سے کہا کہ تیری خیر جب اس قدر شر ہے تو شر کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔

[2] یک سلامے۔ پیر عوام کا جو بزرگوں کے ساتھ معاملہ اسکا بیان شروع کیا ہے۔ تا نہ پیچد۔ سلام سے چونکہ فاسد غرض ہوتی ہے پھر وہ شیخ سے پوری کرتا ہے اور شیخ کو دقت میں مبتلا ہوتا ہے۔ گرگ۔ بزرگوں کو بھیڑیئے سے وہ نقصان نہیں پہنچتا ہے جو بدنفس مریدوں سے پہنچتا ہے۔

[3] زانکہ۔ بھیڑیئے میں وہ مکر اور فریب نہیں ہوتا جو بدنفس مرید میں ہوتا ہے۔ ورنہ بھیڑیئے میں اگر مکر ہوتا تو وہ جال میں نہ پھنسا کرتا۔ مکر۔ مالدار کا مکر دیکھو غریب سائل کی آواز پر مکاری سے بہرا اور اندھا بنجاتا ہے۔ گفت قچ۔ دُنبہ نے کہا کہ ہر ایک اپنی عمر بتائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ عمر میں کون بڑا ہے۔ رِفاق۔ رفیق کی جمع ہے، سفر کا ساتھی۔

Presented by www.ziaraat.com

ہر یکے تاریخِ عمر اِملا کنید پیر تر اولیٰ ست باقی تن زنید
ہر ایک عمر کی تاریخ بیان کرے زیادہ بوڑھا مستحق ہے، باقی چپ رہیں

گفت قُچ مرجِ مَن اندر آں عہود[1] با قُچِ قربانِ اسمٰعیل بود
دُنبہ نے کہا، میری چراگاہ اُن دنوں (حضرت) اسماعیلؑ کی قربانی کے دُنبہ کے ساتھ تھی

گاوْ گفتا بودہ اَم مَن سالخورد جُفتِ آں گاوے کش آدم جُفت کرد
بیل نے کہا، میں پرانا ہوں اُس بیل کی جوڑی ہوں جس کی آدمؑ نے جوڑی بنائی

جُفتِ آں گاوم کہ آدم جدِّ خَلق دَر زراعت بر زمیں میکرد فلق
میں اُس بیل کی جوڑی ہوں کہ جس سے مخلوق کے دادا کھیتی میں زمین جوتتے تھے

چوں شنید از گاو و قُچ اُشتر شگفت[2] سَر فرود آورد و آں را بَر گرفت
جب اونٹ نے بیل اور دُنبہ کی عجیب بات سُنی سَر نیچے کیا اور اُس کو اٹھا لیا

دَر ہوا بر داخت آں بندِ قصیل اُشترِ بُختی سبک بے قال و قیل
چارے کے اُس گٹھے کو ہوا میں اٹھا لیا بُختی اونٹ نے، کسی تامل کے بغیر

کہ مرا خود حاجتِ تاریخ نیست کایں چنیں جسمے و عالی گردنیست
کہ مجھے خود تاریخ (بتانے کی) ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایسا جسم اور اونچی گردن ہے

خود ہمہ کس داندلے جانِ پدر کہ نباشم از شما مَن خُرد تَر
اے جانِ پدر! ہر شخص خود جانتا ہے کہ میں تم سے چھوٹا نہ ہونگا

داند ایں را ہر کہ ز اصحابِ نُہیٰ ست[3] کہ نہادِ من فزوں تَر از شماست
اِس کو ہر وہ شخص جانتا ہے جو عقلمندوں میں سے ہے کہ میرا وجود تم سے بڑھا ہوا ہے

جُملگاں دانند کایں چرخِ بلند ہَست صد چندانکہ ایں خاکِ نژند
سب جانتے ہیں کہ یہ بلند آسمان بہ نسبت اِس پست زمین کے سیکڑوں گنا ہے

کو کُشادِ قلعہائے آسماں کو نہادِ بُقعہائے خاکداں
آسمانوں کے قلعوں کی وسعت کہاں زمین کے ٹکڑوں کا وجود کہاں؟

کو عجائبہائے بامِ آسماں کو غرائبہائے گنجِ خاکداں
آسمان کے بالاخانہ کے عجائب کہاں زمین کے خزانہ کے عجائب کہاں؟

جوابِ گفتنِ مسلمان آنچہ دید بترسا و جہود و حسرت خوردنِ ایشاں

عیسائی اور نصرانی کو مسلمان کا جواب دینا جو اُس نے دیکھا اور اُن کا حسرت کرنا

[1] مرج۔ میں اُس دُنبہ کے ساتھ چرا ہوں جو حضرت اسماعیلؑ کی بجائے قربان ہوا تھا یعنی میں حضرت ابراہیمؑ کے زمانے کا ہوں گاؤ۔ بیل نے کہا میں اُس جوڑی کا بیل ہوں جس سے حضرت آدمؑ نے کھیتی کی تھی لہٰذا میری عمر سب سے زیادہ ہے۔

[2] چوں شنید۔ اونٹ نے جب دُنبہ اور بیل کی یہ عجب باتیں سُنیں تو نیچے کو شد کرکے وہ گھاس مُٹھ میں لیکر سر بلند کر دیا۔ کہ مرا۔ اونٹ نے کہا مجھے اپنی تاریخ پیدائش بتانے کی ضرورت نہیں ہے میرا جسم اور میری گردن خود بتا رہی ہے۔ خود ہمہ کس۔ میرے جسم اور گردن سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میں تم دونوں سے کم عمر نہیں ہوں۔

[3] داند۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ میرا وجود تم سے بڑھا ہوا ہے۔ جُملگاں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ آسمان بلندی کی وجہ سے پست زمین سے بڑھا ہوا ہے اور آسمان میں زمین سے زیادہ عجائب ہیں لہٰذا میرا خواب یقیناً یہودی کے خواب سے بڑھا ہوا ہے۔

پس مسلماں گفت کاے یارانِ من
پیشم آمد مصطفےٰ سلطانِ من

پھر مسلمان نے کہا کہ اے میرے دوستو! میرے شاہ مصطفےٰؐ میرے سامنے آئے

سیدِ سادات و سلطانِ رُسُل
مفخرِ کونین و ہادیِ سُبُل

جو سرداروں کے سردار اور رسولوں کے شاہ ہیں دونوں جہان کیلئے باعث فخر اور راستوں کیلئے ہدایت کرنیوالے

پس مرا گفت آں یکے بر طور تاخت
با کلیمُ اللہ نردِ عشق باخت

پس مجھ سے فرمایا، وہ ایک تو طور پر جا پہنچا (اور) اُس نے (حضرت) کلیمُ اللہ کیساتھ عشق کی بازی کھیلی

واں دگر را عیسیٰؑ صاحبقراں
بُرد بر اوجِ چہارم آسماں

اور اُس دوسرے کو صاحبقراں عیسیٰؑ چوتھے آسمان کی بلندی پر لے گئے

خیز[۱] اے پس ماندہ دیدہ ضرر
بے توقف زود حلوا را بخور

اے پچھڑے ہوئے، نقصان اٹھائے ہوئے، اٹھ بے تأمل جلد حلوا کھالے

آں ہنرمندانِ پُرفن راندند
نامۂ اقبال و منصب خواندند

وہ ہنرمند صاحب تدبیر روانہ ہوگئے انھوں نے اقبال اور منصب کا نامہ پڑھ لیا

آں دو فاضل فضلِ خود دریافتند
با ملائک[۲] از ہنر در بافتند

اُن دو فضیلت والوں نے اپنی فضیلت حاصل کرلی ہُنر کی وجہ سے فرشتوں سے منسلک ہوگئے

اے سلیمِ گول واپس ماندہ ہیں
برجہ و بر کاسۂ حلوا نشیں

اے بھولے، کم فہم، پچھڑے ہوئے، ہاں اُٹھ اور حلوے کے پیالہ پر بیٹھ جا

مَن بفرمانِ چناں شاہِ جہاں
خوردم آں دم کاسۂ حلوا و ناں

میں نے ایسے شاہجہاں کے حکم پر فوراً حلوے کا پیالہ اور روٹی کھالی

پس بگفتندش کہ آنگہ تو حریص
اے عجب خوردی ز حلوائے خبیص

تو انھوں نے اُس سے کہا کہ اُسوقت اے ولی! تعجب ہے تو نے چھوہارے کا حلوا کھالیا

گفت چوں فرمود آں شاہِ مُطاع[۳]
مَن کہ باشم تا کنم زاں اِمتناع

اُس نے کہا کہ اُس واجب الاطاعت شاہ نے فرمایا میں کون ہوتا ہوں کہ اُس سے رکوں؟

تو جہود از امرِ موسیٰؑ سرکشی
گر بخواند در خوشی یا ناخوشی

تو یہودی (حضرت) موسیٰؑ کے حکم سے سرکشی کرسکتا ہے؟ خواہ خوشی یا رنج میں بلائیں

تو مسیحی ہیچ از امرِ مسیحؑ
سر توانی تافت از خیر و قبیح

تو عیسائی ہے (حضرت) مسیحؑ کے حکم سے کبھی بھلائی اور برائی میں سرتابی کرسکتا ہے؟

[۱] خیز: آنحضورؐ نے جواب میں کہا کہ تیرے ساتھیوں کو بہت عروج حاصل ہوا تو تو نیچے میں رہا اس لئے تو حلوا کھاکر پورا کرلے۔ ماندہ یعنی طور اور آسمان پر پہنچے۔ دو فاضل یعنی یہودی اور عیسائی۔

[۲] باملائک۔ انھوں نے خواب میں فرشتوں سے ملاقات کا ذکر کیا تھا۔ سلیم بھولا۔ گول بیوقوف۔ من بفرماں۔ مومن نے کہا میں نے آنحضورؐ کے حکم سے حلوا اور روٹی کھالی۔ خبیص۔ چھواروں کا حلوا۔

[۳] مُطاع جس کی تابعداری کی جائے۔ اِمتناع۔ رکنا۔ تو جہود تو یہودی ہے تو خود بتا کہ اگر حضرت موسیٰؑ تجھے کوئی حکم دیں خواہ وہ تجھے گوارا ہو یا ناگوار تو سرکشی کرسکتا ہے؟ تو مسیحی۔ عیسائی کو بھی یہی کہا۔

Presented by www.ziaraat.com

مَن [۵۱] ز فخرِ انبیا ر چوں سَر کَشم ۔۔۔ خوردہ اَم حلوا و ایں دم سَر خوشم

میں انبیاء کے فخر سے کیسے سرکشی کروں؟ ۔۔۔ میں نے حلوا کھا لیا، اور میں اِس وقت خوش ہوں

پس بگفتندش کہ واللہ خوابِ آں است ۔۔۔ تو بدیدی ویں بہ از صد خوابِ ماست

تو انھوں نے اُس سے کہا کہ واللہ سچا خواب ۔۔۔ تونے دیکھا اور وہ ہمارے سیکڑوں خوابوں سے بہتر ہے

خوابِ تو بیداری ست اے بو نظر ۔۔۔ کہ بہ بیداری عیانستش اثر

اے صاحبِ نظر! تیرا خواب بیداری ہے ۔۔۔ کیونکہ بیداری میں اُس کا اثر نمایاں ہے

خوابِ تو بیداریست اے خوش نہاد ۔۔۔ کہ تو در خوابت رسیدی با مُراد

اے خوش سرشت! تیرا خواب، بیداری ہے ۔۔۔ کیونکہ تو اپنے خواب میں مراد کو پہنچ گیا

خوابِ تو بیداریست اے نیک خُو ۔۔۔ کاز آں خوابت رسد امرِ کُلُوا

اے نیک خصلت! تیرا خواب بیداری ہے ۔۔۔ کیونکہ اُس خواب میں تجھے "تم کھالو" کا حکم آیا

خوابِ تو بیداریست اے نیک مرد ۔۔۔ کاز آں خوابِ تو روئے ماست زرد

اے نیک مرد! تیرا خواب بیداری ہے ۔۔۔ کیونکہ تیرے اُس خواب کی وجہ سے ہم شرمندہ ہیں

خوابِ [۵۲] تو بیداریست اے سیرِ جاں ۔۔۔ کہ ہماں را ظاہر آ دیدی عیاں

اے پیٹ بھری روح! تیرا خواب بیداری ہے ۔۔۔ کہ اُس کو تونے ظاہر میں عیاں دیکھ لیا

خوابِ تو مانند خوابِ انبیاست ۔۔۔ کہ شد ایں خوابِ تو بے تعبیر راست

تیرا خواب انبیاء کے خواب کی طرح ہے ۔۔۔ کہ یہ تیرا خواب بغیر تعبیر کے سچا ہوگیا

درگذر از فضل واز جلدی و فن ۔۔۔ کار خدمت دارد و خُلقِ حَسن

بڑائی اور بہادری اور ہنر سے باز آ ۔۔۔ خدمت اور اچھا اخلاق، کام آتا ہے

بہرِ ایں آورد ما یزداں برون ۔۔۔ مَا خَلَقْتُ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن

اسی کے لئے خدا ہمیں باہر لایا ہے ۔۔۔ میں نے انسان کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ عبادت کریں

سامری [۵۳] را آں ہنر چہ سود کرد ۔۔۔ کاں فن از بابُ اللّٰہش مردود کرد

سامری کو اُس ہنر نے کیا فائدہ دیا؟ ۔۔۔ کہ اس ہنر نے اسکو خدا کے در سے مردود بنادیا

چہ کشید از کیمیا قاروں بہ بیں ۔۔۔ کہ فرو بُردش بقعرِ خود زمیں

قاروں نے کیمیا سے کیا حاصل کیا؟ ۔۔۔ کہ زمین اُس کو اپنے گڑھے میں لے گئی

بُوالحکم آخر چہ بربست از ہنر ۔۔۔ سرنگوں رفت او ز کفراں در سقر

ابوجہل نے ہنر سے کیا جمع کیا؟ ۔۔۔ وہ کفر کی وجہ سے جہنم میں اوندھا گیا

---

۵۱ من۔ تو پھر میں مسلمان ہوکر آنحضورؐ کے حکم کو کیسے نہ مانتا؟ پس۔ تب دونوں نے کہا کہ تیرا ہی خواب سچا ہے اور ہمارے سیکڑوں خوابوں سے بہتر ہے۔ بو نظر صاحبِ نظر۔ اثر۔ یعنی تونے حلوا کھالیا یا ثمرہ یعنی تجھے حلوا مل گیا۔ کلوا۔ تجھے آنحضورؐ نے حکم دیا کہ کھالو۔ رویِ ماست زرد ہم شرمندہ ہیں۔ سیرِ جاں۔ تیری روح پیٹ بھرو ہے۔ کہ ہماں۔ اس خواب کو ظاہر میں دیکھ لیا یعنی حلوا کھالیا۔

۵۲ خوابِ تو۔ انبیاء ہساؑ جو خواب میں دیکھتے ہیں وہ بعینہٖ سامنے آجاتا ہے۔ درگذر۔ اب مولانا پھر نصیحت فرماتے ہیں کہ انسان کو بڑائی اور بہادری اور ہنر کا مدعی نہ ہونا چاہیے انسان کے کام آنے والی چیز خدمت یعنی عبادت اور طاعت اور اچھے اخلاق ہیں۔ بہرِ ایں۔ خدا نے ہمیں اسی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اس آیت میں بھی فرمایا گیا ہے۔ مَا خَلَقْتُ۔ پوری آیت یہ ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔

۵۳ سامری۔ سامری نے ہنرمندی دکھائی اور گوسالہ بنایا اُس سے وہ مردود بنا۔ قارون نے کیمیاگری اور خدا نے قارون کو زمین میں دھنسایا۔ بوالحکم۔ یہ ابوجہل کی پہلی کنیت ہے۔ سقر۔ جہنم۔

Presented by www.ziaraat.com

خود ہنر[1] آں داں کہ دید آتش عیاں ۔ نے گپِ دلَّ علی النّارِ الدُّخان

خود ہنر اُس کو سمجھ کہ آگ کو عیاں دیکھا ۔ نہ یہ دعویٰ کہ آگ نے دھوئیں پر دلالت کی

اے دلیلت گندہ تر پیشِ لبیب ۔ در حقیقت از دلیلِ آں طبیب

اے شخص! تیری دلیل عقلمند کے سامنے بہت گندی ہے ۔ حقیقت میں اُس طبیب کی دلیل سے

چوں دلیلت نیست جز ایں اے پسر ۔ گوہ می خور در گمیزے می نگر

اے بیٹا! جب تیرے پاس اِسکے سوا دلیل نہیں ہے ۔ گوہ کھاتا رہ، پیشاب کو دیکھتا رہ

اے[2] دلیلِ تو مثالِ آں عصا ۔ در کفت دلَّ علٰے عیبِ العمیٰ

اے شخص! تیری دلیل اُس لاٹھی کی طرح ہے ۔ جو تیرے ہاتھ میں ہے جو اندھے پن کے عیب پر دلالت کی

اے دلیلِ ما چو فکرِ ما ذلیل ۔ پیشیِ ما پیشِ دانایاں قلیل

اے شخص! ہماری دلیل ہمارے فکر کی طرح ذلیل ہے ۔ عقلمند کے سامنے ہماری حاضری بہت تھوڑی ہے

غلغل و طاق و طرم و گیر و دار ۔ کہ نمی بینم مرا معذور دار

غلغلہ اور دھوم دھام اور پکڑ دھکڑ ۔ کہ میں نہیں دیکھتا ہوں مجھے معذور رکھ

مُنادی کردنِ سیّدِ مَلکِ ترمذ کہ کسے باشد بسمرقند رَوَد بسہ روز

ترمذ کے بادشاہ سردار کا منادی کرانا کہ کون ہوگا جو تین دن میں فلاں ضروری کام کے لئے

بفلاں مہم خلعت و مال بدہم و شنیدنِ دلقک دِہ و آمدن

سمرقند جائے، ہم خلعت اور مال دیں اور مسخرے کا گاؤں میں سننا اور قاصد

بالاغ نزدِ آں سیّدِ مَلک کہ مَن بارے نتوانم

بن کر سید بادشاہ کے پاس آنا کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا

سیّد[3] ترمذ کہ آنجا شاہ بود ۔ مسخرہ اُو دلقکِ دلخواہ بود

ترمذ کا سردار، جو وہاں بادشاہ تھا ۔ اُس کا مسخرہ ایک دلچسپ دلقک تھا

داشت کارے در سمرقند اُو مہم ۔ جُست الاغے تا شود اُو مستتم

وہ (بادشاہ) ایک ضروری کام سمرقند میں رکھتا تھا ۔ اُس نے ایک قاصد تلاش کیا جو تکمیل کرنے والا ہو

زد منادی کانکہ اُو در پنج روز ۔ آردم زانجا خبر بدہم کنوز

اُس نے اعلان کرایا کہ جو پانچ دن میں ۔ وہاں سے خبر لے آئے میں اُسکو خزانے دونگا

بخشم اُورا زر و گنجِ بے شمار ۔ تا شود میر و عزیز اندر دیار

میں اُسکو سونا اور بے شمار خزانہ دونگا ۔ یہانتک کہ وہ ملک میں سردار اور عزت والا ہو جائے

سلہ خود - یعنی بجز معارف یقینیہ اور علومِ دینیہ ہیں نہ کہ علومِ عقلیہ ہیں۔ لبیب - یعنی عقلمند۔ در حقیقت۔ عارف عقلی دلائل کو اس دلیل سے بھی گندہ سمجھتا ہے جو طبیب کی ہوتی ہے یعنی قارورہ جسکو دیکھکر طبیب مرض پر استدلال کرتا ہے۔ چوں دلیلت۔ اگر تیرے پاس عقلی علوم کے سوا کچھ نہیں ہے تو گوہ کھاتا پھر اور پیشاب کو دیکھتا رہ۔ گمیز۔ یعنی گمیز، جانوروں کا پیشاب۔

سلہ اے - عقلی دلائل اندھے کی لاٹھی ہے جو اسکے اندھے پن کی دلیل ہے۔ ذلیل - عقلی دلائل اور اسکے حامی دونوں عارفوں کے نزدیک ذلیل اور حقیر ہیں۔ غلغل۔ دلائل عقلیہ کی شان و شوکت تو بہت ہے لیکن حقیقی بالکل حقیر ہے اور اُس کی مثال یہ ہے کوئی اندھا اپنے اندھے پن کے ثبوت کیلئے عمل غپاڑہ مچائے۔ مُنادی کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ مسخرے نے معمولی سی بات کے لئے بڑا اہتمام کیا۔ دلقک ایک مسخرہ کا نام ہے، معنی مسخرہ۔

سلہ سید ترمذ۔ ترمذ کے بادشاہ کو یہ ضرورت تھی کہ کوئی سمرقند جا کر وہاں کے احوال معلوم کر کے آئے اس مقصد کیلئے اس نے منادی کرائی تو مسخرہ ایک گاؤں سے بے حال ہو کر بھاگا آیا اور صرف یہ کہنے آیا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ اس مہم کو سر کر سکوں۔

Presented by www.ziaraat.com

دلقک اندر دہ بُد و آں را شنید — بر[1] نشست و تا بہ ترمذ می دوید
مسخرہ گاؤں میں تھا اور اُس نے وہ سُنا — سوار ہوا اور ترمذ تک دوڑنے لگا

مَرکب دو اندراں رہ شد سَقط — از دوانیدن فرس را زاں نمط
اُس راستہ میں دُو گھوڑے ہلاک ہوگئے — اُس طور پر گھوڑا دوڑانے سے

پس بدیواں دَر دوید از گردِ راہ — وقت ناہنگام رہ جست او بشاہ
پھر وہ راستہ کے گرد (وغبار) سے کچہری میں دوڑا گیا — اُس نے نامناسب وقت بادشاہ کی جانب راستہ ڈھونڈا

غلغلے در جملۂ دیواں فتاد — شورشے در وہمِ آں سُلطاں فتاد
کچہری میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں — بادشاہ کے خیال میں پریشانی واقع ہوئی

خاص و عامِ شہر را دل شد زدست — تا چہ تشویش و بلا حادث شدست
شہر کے عوام اور خواص کا دل بے قابو ہوگیا — کہ کیا پریشانی اور مصیبت پیدا ہوئی ہے؟

یا عدوّے قاہرے در قصدِ ماست — یا بلائے مُہلکے از غیب خاست
یا کوئی سخت دشمن ہمارے قصد میں ہے — یا کوئی مہلک مصیبت غیب سے اٹھی ہے

کز دہ دلقک بسیرانِ دُرشت — چند اسپ قیمتی در راہ کُشت
کہ مسخرہ نے سخت رفتار میں — چند قیمتی گھوڑے مار ڈالے

جمع[2] گشتہ بر سرائے شاہ خَلق — تا چرا آمد چنیں اِشتاب دلق
لوگ بادشاہ کے محل پر جمع ہوگئے — کہ مسخرہ اس قدر تیزی سے کیوں آیا ہے؟

از شتابِ او و جِدّ و اجتہاد — غلغل و تشویش در ترمذ فتاد
اس کی جلدی اور کوشش اور محنت سے — ترمذ میں شور اور پریشانی واقع ہوگئی

آں یکے دو دست بر زانو زناں — واں دگر از وہم واویلے کُناں
کوئی دونوں ہاتھ ران پر مار رہا تھا — اور دوسرا وہم سے واویلا کر رہا تھا

از نفیر و فتنہ و خوف و نکال — ہر دلے رفتہ بصد گونہ خیال
فریاد اور فتنہ اور خوف اور عذاب سے — ہر دل سو خیالوں کی طرف جا رہا تھا

ہر[3] کسے فالے ہمی زد از قیاس — تا چہ آتش او فتاد اندر پلاس
ہر شخص قیاس سے ایک فال نکال رہا تھا — کہ ٹاٹ میں کونسی آگ لگی ہے

راہ جُست و راہ دادش شاہ زُود — چوں زمیں بوسید گفتش ہے چہ بُود
اُس نے راستہ چاہا اور بادشاہ نے اُسکو فوراً راستہ دیدیا — جب مسخرہ نے زمین بوسی کی بادشاہ نے اس سے کہا بتا کیا ہوا؟

[1] بر نشست۔ یعنی سواری پر۔ مرکب دو۔ اس بھاگ دوڑ میں اُس نے دو گھوڑے ہلاک کردیئے۔ پس۔ راستہ کی گرد بھی صاف نہ کی اور سیدھا بادشاہ کی کچہری میں پہنچ گیا۔ غلغلے۔ کانا پھوسی یعنی دلقک کے گھبرائے ہوئے آنے سے اور اس طریقہ پر بادشاہ کے پاس پہنچنے سے کچہری کے لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں اور بادشاہ بھی کچھ گھبرایا۔ خاص و عام۔ ہر شخص کو یہ خیال ہوا کہ دلقک کوئی خوفناک خبر لایا ہے کہ نہ۔ کوئی خوفناک بات ہے تب ہی دلقک نے اس قدر تیزی سے سفر کیا کہ دُو گھوڑے راستہ میں مرگئے۔

[2] جمع گشت۔ ان افواہوں سے کچہری پر مجمع ہوگیا۔ دلق۔ دلقک کا مخفف ہے۔ از شتاب۔ دلقک کی عجلت اور کوشش سے پورا شہر تشویش میں مبتلا ہوگیا سب نے یہ سمجھا کہ کسی بڑی مصیبت کی خبر لایا ہے۔ آں یکے تمام لوگوں کی پریشانی کا یہ حال تھا کہ کوئی رانیں پیٹتا کوئی واویلا کرتا۔ از نفیر ہر شخص فتنہ و فساد کے خیال سے طرح طرح کے خیال میں مبتلا تھا۔

[3] ہر کسے۔ ہر شخص اٹکل لگا رہا تھا کہ معلوم کونسی آگ ٹاٹ میں لگی ہوگی یعنی کونسا عظیم حادثہ پیش آیا ہوگا۔ راہ جست۔ دلقک نے پہنچتے حال دربار میں حاضری چاہی اور بادشاہ نے فوراً اس کو باریابی کی اجازت دی دلقک دربار میں زمیں بوس ہوا تو بادشاہ نے دریافت کیا کیا حال ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

[۱] ہر کہ می پُرسید حالے زاں ترش — دست بر لب می نہاد اُو کہ خمش
اُس بدحال سے جو کوئی حالت دریافت کرتا — وہ ہونٹ پر ہاتھ رکھتا تھا کہ چپ

وہم می افزود زیں فرہنگِ اُو — جملہ در تشویش گشتہ دنگ اُو
اُس کی اِس عقلمندی سے اور وہم بڑھتا تھا — سب اُس کے سبب پریشانی میں دنگ ہو رہے تھے

کرد اِشارت دلق کلے شاہِ کرم — یک دمے بگذار تا مَن دَم زنم
مسخرے نے اشارہ کیا کہ اے شاہِ کرم! — تھوڑی دیر ٹھہرئے تاکہ میں سانس لے لوں

تا کہ باز آید بمن عقلم دمے — کز فتادم در عجائب عالمے
تاکہ میری عقل ذرا ٹھکانے آجائے — کیونکہ میں عجیب عالم میں گرفتار ہوں

[۲] بعد یک ساعت کہ شاہ از وہم و ظن — تلخ گشتش ہم گلو و ہم دہن
تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ، وہم اور گمان سے — اُس کا گلا بھی اور منہ بھی کڑوا ہوگیا

کو ندیدہ بود دلقک را چنیں — کز او خوشتر نبودش ہمنشیں
کیونکہ اُس نے مسخرہ کو اِس حالت میں نہ دیکھا تھا — کیونکہ اُس سے زیادہ خوش مزاج اُسکا کوئی ہمنشیں نہ تھا

دائماً دستان و لاغ افراشتے — شاہ را اُو شاد و خنداں داشتے
وہ ہمیشہ داستان اور مذاق ابھارتا تھا — وہ بادشاہ کو خوش اور ہنستا رکھتا تھا

آنچناں خنداندش کردے درشت — کہ گرفتے شہ شکم را با دو دست
وہ اُس کو مجلس میں اِس قدر ہنساتا تھا — کہ بادشاہ دونوں ہاتھوں سے پیٹ تھام لیتا تھا

کہ ز زورِ خندہ خوی کردے تنش — رُو در افتادی ز خندہ کردنش
ہنسی کی زیادتی سے اُسکے جسم کو پسینہ آجاتا تھا — اپنے ہنسنے سے اوندھا گرجاتا تھا

[۳] باز امروز ایں چنیں زرد و تُرش — دست بر لب میزند کاے شہ خمش
پھر آج اِس طرح سے زرد اور تُرش — ہونٹ پر ہاتھ رکھتا ہے کہ اے بادشاہ چپ

وہم در وہم و خیال اندر خیال — شاہ را تا خود چہ آید از نکال
وہم در وہم اور خیال در خیال — بادشاہ کو کر دیکھئے کیا وبال آتا ہے؟

کہ دلے شہ باغم و پرہیز بود — زانکہ خرم شاہ بس خونریز بود
کیونکہ بادشاہ کا دل ارنجیدہ اور پرحذر تھا — کیونکہ خرم شاہ بہت خونریز تھا

---

[۱] ہر کہ۔ بادشاہ یا کوئی وزیر جب بھی دلقک سے حالت پوچھتا تو وہ اپنے ہونٹ پر ہاتھ رکھکر چپ رہنے کا اشارہ کرتا۔ وہم۔ اُس کی اِس حرکت سے اور زیادہ پریشانی بڑھ گئی۔ کرد۔ دلقک نے بادشاہ سے اشارے سے کہا کہ مجھے سانس لے لینے دیجئے۔ تاکہ۔ میں ذرا اپنے حواس دُرست کرلوں اِس وقت میری عجیب حالت ہے پھر کچھ بتاؤں گا۔

[۲] بعد یک ساعت۔ بادشاہ نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور انتظار میں اُسکو سخت ناگواری ہوئی۔ کو ندیدہ۔ دلقک بہترین خوش طبع ہم نشیں تھا اُس کی کبھی پریشان کن حالت نہ ہوئی تھی۔ دائما۔ دلقک ہمیشہ داستان گوئی اور مذاق سے بادشاہ کو خوش رکھتا تھا۔ آنچناں۔ وہ بادشاہ کو اِس قدر ہنساتا تھا کہ بادشاہ ہنسی کی زیادتی کیوجہ سے پیٹ پکڑ لیتا۔ کہ ز۔ وہ بادشاہ کو اِس قدر ہنسا دیتا تھا کہ بادشاہ کو پسینے چھوٹ جاتے تھے اور اوندھا گر جایا کرتا تھا۔

[۳] باز۔ پھر آج اُس کی یہ حالت کہ بدحال ہے اور بادشاہ کو بھی چُپ رہنے کے اشارے کررہا ہے۔ وہم۔ اِس سے بادشاہ کو طرح طرح کے خیال آرہے تھے اور بادشاہ سوچنے لگا کہ نہ معلوم کیا مصیبت ٹوٹنے والی ہے۔ کہ دلے۔ بادشاہ کو خوارزم شاہ، شاہِ سمرقند سے بہت ڈر لگ رہا تھا اِس لئے وہ دلقک کی حالت سے یہ سمجھا کہ دلقک کے علم میں اُس کے حملہ کی خبر آئی ہوگی۔ خرم شاہ۔ خوارزم شاہ کا مخفف ہے۔

جائے تختِ اُو سمرقندِ گزیں — بُد وزیرِ دلے اورا ہمنشیں
اُس کا پایۂ تخت منتخب سمرقند تھا — ایک چالاک وزیر اُسکا ہم نشیں تھا

بس شہانِ آں طرف را کشتہ بُود — یا بحیلت یا بسطوت آں عنود
اُس جانب کے سب بادشاہوں کو قتل کرچکا تھا — وہ سرکش، یا حیلہ سے یا حملہ سے

ایں شہِ ترمذ ازو در وہم بُود — وز فنِ دلقک خود آں وہمش فزُود
یہ شاہِ ترمذ اُس سے وہم میں تھا — اور مسخرے کی چال سے اُسکا وہم بڑھ رہا تھا

گفت زُو تر باز گو تا حال چیست — ایں چنیں آشوب و شورِ تو زکیست
اُس نے کہا جلد بتا کیا حال ہے؟ — تیری اِس قدر پریشانی اور شور کس کیوجہ سے ہے؟

گفت من در دِہ شنیدم آنکہ شاہ — زد منادی بر سرِ ہر شاہ راہ
اُس نے کہا میں نے گاؤں میں یہ سُناکہ بادشاہ نے — ہر بڑی سڑک کے سرے پر منادی کرائی ہے

کہ[۲] کسے خواہم کہ تازد در سہ روز — تا سمرقند و دہم اورا کنوز
کہ میں ایسا آدمی چاہتا ہوں جو تین دن میں دوڑ کر جائے — سمرقند تک اور میں اُس کو خزانے بخشوں گا

گنجہا بدہم مر اُو را اندر عوض — چوں شود حاصل زپیغامش غرض
اُس کو بدلے میں خزانے دونگا — جب کہ اُس کے پیغام سے مقصد حاصل ہوجائیگا

من شتابیدم بر تو بہرِ آں — تا بگویم کہ ندارم آں تواں
میں اِس لئے آپ کے پاس دوڑ کر آیا ہوں — تاکہ میں کہہ دوں کہ میں وہ قوت نہیں رکھتا ہوں

ایں چنیں چستی نیاید از چو من — تارِ ایں امید را بر من متن
مجھ جیسے سے ایسی چستی نہیں ہوسکتی ہے — امید کا تار مجھ پر نہ تنیئے

گفت[۳] شہ لعنت بریں زودیت باد — کہ دو صد تشویش در شہر اوفتاد
بادشاہ نے کہا تیری اِس جلدی پر لعنت ہو — کہ شہر میں دو سو تشویشیں پیدا ہوگئیں

از برائے ایں قدر اے خام ریش — آتش افگندی دریں مرج و حشیش
محض اتنی سی بات کے لئے اے احمق! — تونے اِس چراگاہ اور گھاس میں آگ لگادی

ہمچو ایں خامانِ با طبل و علم — کہ اماما نیم در فقر و عدم
اِن خام کار جھنڈے اور ڈھول والوں کیطرح — کہ ہم فقر و فنا میں امام ہیں

معمولی بات کے لئے اس قدر طمطراق دکھاتے ہیں۔ ایں خاماں۔ یہ ناقص شیوخ بھی ڈھول پیٹتے ہیں کہ ہم فقر و فنا کے امام ہیں اور شیخی بگھار کر اپنے آپ کو بایزیدؒ ثابت کرتے ہیں۔

---

[۱] جائے۔ خوارزم شاہ کا پائے تخت سمرقند تھا اور اُس کا وزیر بڑا چالاک اور ذہین تھا۔ بس شہاں۔ وہ بہت سے بادشاہوں کو تدبیر یا حملہ سے قتل کرچکا تھا۔ ایں شہ۔ ترمذ کے بادشاہ کو بھی اس کا ڈر لگا ہوا تھا اور دلقک کی اِس حالت سے اُس کا ڈر اور خوف اور بڑھ گیا تھا۔ گفت۔ بادشاہ نے دلقک سے کہا جلد بات بتا۔ گفت من۔ اس پر دلقک نے کہا کہ میں نے گاؤں میں آپ کی منادی سنی تھی۔

[۲] کہ کسے۔ میں نے منادی میں سنا تھا کہ آپ کسی شخص کو سمرقند بھیجکر احوال معلوم کرانا چاہتے ہیں۔ گنجہا۔ اور آپ نے یہ اعلان کرایا ہے کہ خبر لانیوالے کو آپ بہت انعام دیں گے۔ من شتابیدم۔ میں دوڑ کر اِس لئے آیا ہوں کہ آپ کو بتادوں کہ میں یہ مہم سر نہیں کرسکتا۔ ایں چنیں۔ ایسی پھرتی اور چالاکی کہ فوراً سمرقند جاکر میں احوال معلوم کرسکوں مجھ سے ممکن نہیں ہے آپ مجھ سے یہ امید وابستہ نہ کریں۔

[۳] گفت۔ جب پہاڑ کھودنے پر چوہا برآمد ہوا تو بادشاہ نے کہا تیری اِس جلدبازی پر لعنت ہو تونے تمام شہر کو پریشان کرڈالا۔ از برائے۔ اِس معمولی پیغام کیلئے تونے تمام انسانوں میں آگ لگادی۔ ہمچو۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ اِن جھوٹے شیوخ کی بھی حالت ہے جو دلقک کی تھی کہ ایک

لافِ شیخی در جہاں انداختہ — خویشتن را بایزیدؒ ے ساختہ
دنیا میں شیخت کی ڈینگیں مارتے ہیں — اپنے آپ کو بایزیدؒ بنا رکھا ہے

ہم[1] زخود سالک شدہ واصل شدہ — محفلے وا کردہ در دعویٰ کدہ
خود ہی سالک اور واصل بن بیٹھا ہے — دعوے خانہ میں ایک محفل کھول رکھی ہے

خانۂ داماد پُر آشوب و شر — قومِ دختر را نبُودہ زیں خبر
داماد کا گھر شورش سے پُر ہے — سسرال والوں کو اس کی خبر نہیں

ولولہ کہ کار نیمے راست شد — شرطہائے کاں ز سوئے ماست شد
جوش ہے کہ آدھا کام بن گیا ہے — جو شرطیں ہماری طرف سے ہیں وہ ہو گئی ہیں

خانہا را رُفتیم آراستیم — زیں ہوس سرمست و خوش برخاستیم
ہم نے گھروں میں جھاڑو دے لی، آراستہ کر لیا ہے — ہم اس ہوس سے مست اور خوش اُٹھے ہیں

زاں طرف آمد یکے پیغام نے — آمد ایں سو مُرغکے زاں بام نے
اس جانب سے ایک پیغام بھی نہیں آیا — اُس جانب سے اِس جانب ایک چھوٹا سا پرندہ نہیں آیا

زیں[2] رسالاتِ مزید اندر مزید — یک جوابے از حوالے شاں رسید
ان مزید در مزید پیغاموں میں سے — ایک جواب ان کی جانب سے پہنچا؟

نے، ولیکن یارِ ما زیں آگہ است — زانکہ از دل سوئے دل لابُد رہ است
نہیں، لیکن ہمارا دوست اس سے باخبر ہے — کیونکہ لامحالہ دل سے دل کی جانب راہ ہے

پس ازاں یارے کہ اُمیدِ شماست — از جوابِ نامہ رہ خالی چراست
پھر اُس دوست کی جانب سے جو تمہاری امید گاہ ہے — نامہ کے جواب سے راستہ کیوں خالی ہے؟

صد[3] نشانست از سرار و از جہار — لیک بس کن پردہ زیں در بر مدار
باطن اور ظاہر سے سَو علامتیں ہیں — لیکن بس کر، اِس در سے پردہ نہ ہٹا

باز رو تا قصۂ آں دلقِ گول — کہ بلا بر خویش آورد از فضول
اس احمق مسخرہ کے قصے کی جانب پھر چل — کہ خواہ مخواہ، اپنے اوپر بلا لایا

پس وزیرش گفت اے حق را ستُن — بشنو از بندہ کمینہ یک سخن
پھر وزیر نے اُس سے کہا اے حق کے ستون! — کمینہ خادم سے ایک بات سن لیجئے

[3] صدنشانست. خدا سے تعلق کے بہت سے باطنی آثار ہیں جکو بیان کرنا مناسب نہیں ہے. باز رو. اس مسخرے کے قصے کی تکمیل کرو اس بیہودے نے خواہ مخواہ اپنے اوپر بلا نازل کی بادشاہ نے اسکو جیل بھیجنے کا حکم دیدیا. پس. وزیر نے کہا کہ اس مسخرے کو یہاں کوئی کام تھا جس کی وجہ سے یہ بھاگا آیا ہے اب اس کی کلا

[1] ہم زخود. یہ شیوخ بالکل ایسے ہیں خود بخود سالک بنے اور پھر خود بخود واصل بن گئے ہیں اور دعوے شروع کر دیئے ہیں. خانۂ داماد. ان کی مثال بالکل ویسی ہی ہے جیسے کوئی اپنے گھر شادی کی گرد فرد کھا رہا ہو اور لڑکی والوں کو اس کی کوئی خبر تک نہ ہو. ولولہ. اس شوہر کے گھر میں دھما دھڑ کا بر پا ہے اور شادی کی تمام ضروریات مہیا کی جارہی ہیں. خانہا. اور کہہ رہا ہے کہ ہم نے شادی کی پوری تیاری کر لی ہے مکان پر چونہ قلعی بھی کرالیا ہے اور اس ہوس میں مست ہو رہا ہو. زاں طرف. حالانکہ لڑکی والوں کیجانب سے نہ کوئی پیغام ہے نہ سلام. مرغکے. کبوتر کو پیغامبر مانا جاتا ہے.

[2] زیں رسالات. یہاں سے پیغاموں کے ڈھیر ہیں وہاں سے ایک بھی جواب نہیں. نے. اگر کوئی اس سے پوچھتا ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے بھی کوئی پیغام آیا تو کہتا ہے کہ نہیں وہاں سے کوئی جواب تو نہیں آیا لیکن انھیں سب کچھ معلوم ہے کیونکہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے. یہی حال مکار شیوخ کا ہے کہ ان کیجانب سے مقبول بارگاہ ہونیکے دعوے ہیں اور حضرت حق کیجانب سے مقبولیت کے کچھ بھی آثار نہیں ہیں. پس. مولانا فرماتے ہیں کہ اگر تعلق مع اللہ کے دعوے میں کچھ بھی صداقت ہے تو پھر ادھر سے جواب سے کیوں محروم ہو

Presented by www.ziaraat.com

دلقک از دِہ بہرِ کارے آمدست — رائے او گشت و پشیمانش شدست
مسخرہ گاؤں سے کسی کام کے لئے آیا ہے — اُسکی رائے بدل گئی ہے اور وہ اُس سے پشیمان ہوا ہے

زاب[۱] و روغن کہنہ را نومی کند — او بمسخرگی بروں شومی کند
پانی اور تیل سے پرانے کو نیا کرتا ہے — وہ مسخرے پن کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کرتا ہے

غمد را بنمود و پنہاں کرد تیغ — باید افشردن مر او را بے دریغ
اُس نے نیام دکھائی اور تلوار چھپائی ہے — اُس کو بے دریغ بھینچنا چاہیئے

او میاں بنمود و پنہاں کرد کارد — بیگماں او را ہمی باید فشارد
اُس نے غلاف دکھایا اور چھری چھپائی ہے — بلاشبہ اُس کو کسنا چاہیئے

پستہ را یا جوز را تا نشکنی — نے نماید دل نہ بدہد روغنی
تو پستہ یا اخروٹ کو جب تک نہ توڑے — وہ نہ مغز ظاہر کرتا ہے نہ چکنائی دیتا ہے

مشنو ایں دفعِ وے و فرہنگِ او — در نگر در ارتعاش و رنگِ او
اُس کے ٹالنے اور تدبیر کو نہ سنیئے — اُس کے کانپنے اور رنگ کو دیکھیے

گفت[۲] حق سِیمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ — زانکہ غمازست سیما و منم
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے اُنکی نشانی اُنکے چہرے میں ہے — کیونکہ نشانی غماز اور چغلخور ہے

ایں معاین ہست ضدِ آں خبر — کہ بشر بسرشتہ آمد ایں بشر
یہ مشاہدہ اُس خبر کے خلاف ہے — کہ یہ بشر شر سے گوندھا ہوا ہے

گفت دلقک با فغان و با خروش — صاحبا در خونِ ایں مسکیں مکوش
مسخرے نے فریاد اور خروش سے کہا — اے صاحب! اِس مسکین کے خون کی کوشش نہ کیجئے

بس[۳] گمان و وہم آید در ضمیر — کاں نباشد حق و صادق اے امیر
دل میں بہت سے وہم اور گمان آتے ہیں — اے امیر! جو کہ صحیح اور سچے نہیں ہوتے ہیں

إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ست اے وزیر — نیست استم راست خاصہ بر فقیر
اے وزیر! بعض گمان گناہ ہے — ستم کرنا خصوصاً فقیر پر درست نہیں ہے

شہ نگیرد آنکہ می رنجاندش — از چہ گیرد آنکہ می خنداندش
شاہ اُنکی (بھی) گرفت نہیں کرتا ہے جو اُسکو ستائے — جو اُسکو ہنسائے اُنکی کس وجہ سے گرفت کریگا؟

گفتِ صاحب پیشِ شہ جاگیر شد — کاشفِ ایں مکر و ایں تزویر شد
وزیر کی بات بادشاہ کے سامنے جم گئی — اِس مکر اور جھوٹ کو کھولنے والی ہوگئی

سلہ[۱] زاب و روغن۔ یہ چالاکی کر رہا ہے اور اصل مقصد کو چھپا رہا ہے۔ غمد۔ تلوار کی نیام۔ افشردن یعنی شکنجہ میں دبانا۔ آز یہ غلاف دکھا رہا ہے اور چھری چھپا رہا ہے یعنی آنے کا اصل مقصد ظاہر نہیں کر رہا ہے۔ پستہ۔ پستہ اور اخروٹ میں سے اصل حقیقت تب ظاہر ہوتی ہے جب اُس کو دبایا جائے اسکو جب شکنجہ میں دبایا جائے گا اصل حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ مشنو۔ اِس کی بات پر نہ جایئے اُس کی ظاہری علامتوں پر نظر رکھیے۔

سلہ[۲] گفت۔ اللہ تعالیٰ بھی نیکی اور بدی کے ظاہری نشان کی جانب اشارہ فرماتا ہے۔ ایں معاین۔ ظاہری علامتیں اُسکے قول کے برخلاف ہیں اور یہ بشر شر سے بنا ہوا ہے۔ گفت۔ دلقک نے جب وزیر کی گفتگو اپنے خلاف سنی تو وزیر سے بولا اے وزیر میرے خون کے درپے نہ ہو۔

سلہ[۳] بس۔ میرے اوپر تیری یہ بدگمانی ہے جو گناہ ہے۔ نیست۔ ظلم خود بُرا ہے اور فقیر پر ظلم کرنا تو بہت ہی بُرا ہے۔ شہ نگیرد۔ شاہ مخالفوں پر بھی ظلم نہیں کرتا ہے تو دوستوں پر کیسے کریگا۔ صاحب وزیر۔ کاشف۔ بادشاہ وزیر کی گفتگو سے مسخرے کے مکر کو سمجھ گیا۔

گفت دلقک را سوئے زنداں برید[1] — چاپلوس و زرق اُو را کم خرید
اُس نے کہا مسخرے کو جیل خانہ کی جانب لے جاؤ — اُس کی چاپلوسی اور جھوٹ کو قبول نہ کرو

میزنیدش چوں دہل اِشکم تہی — تا دہل وار اُو دہد ماں آگہی
خالی پیٹ ڈھول کی طرح اُسکو پیٹتے رہو — تاکہ ڈھول کی طرح وہ ہمیں بات بتادے

زانکہ ہم پُر ہم تہی باشد دہل — بانگِ اُو آگہ کند ما را زکل
کیونکہ ڈھول بھرا ہوا بھی ہوتا ہے اور خالی بھی — اُس کی آواز ہمیں سب بات سے باخبر کردیتی ہے

تا نگوید سِرِّ خود را زاضطرار — آنچنانکہ گیرد ایں دلہا قرار
تاکہ وہ مجبور ہوکر اپنا راز ظاہر کردے — اِس طور پر کہ دل مطمئن ہوجائیں

چوں طمانین ست صدق با فروغ[2] — دل نیارامد بگفتار دروغ
چونکہ روشن سچائی باعثِ اطمینان ہے — جھوٹی بات سے دل مطمئن نہیں ہوتا ہے

کذب چوں خس باشد و دل چوں دہاں — خس نگردد در دہاں ہرگز نہاں
جھوٹ تنکے کی طرح ہے اور دل مُنہ کی طرح — تنکا مُنہ میں کبھی نہیں چھپتا ہے

تا در و باشد زبانے میزند — تا بدانش از دہاں بیروں کند
جب تک وہ اُسمیں ہوتا ہے زبان ہلاتا ہے — حتیٰ کہ عقلمندی سے مُنہ سے باہر نکال دیتا ہے

خاصہ کاندر چشم اُفتد خس زباد — چشم اُفتد در نم و بند و گشاد
خصوصاً وہ تنکا جو ہوا سے آنکھ میں گر جائے — آنکھ آنسو اور بند ہونے اور کھلنے میں پڑجاتی ہے

ما پس ایں خس را زنیم اکنوں لگد — تا دہان و چشم زیں خس وارہد
تو ہم بھی اب اِس تنکے کے لاتیں ماریں گے — تاکہ مُنہ اور آنکھ اِس تنکے سے نجات پاجائے

گفت دلقک[3] کاے ملک آہستہ باش — رُوی حلم و مغفرت را کم خراش
دلقک نے کہا اے بادشاہ! توقف کر — بردباری اور معاف کرنے کے چہرے کو زخمی نہ کر

تا بدیں حد چیست تعجیلِ نقم — مَن نمی پرّم بدستِ تو درم
سزاؤں میں اتنی جلدی کیوں ہے؟ — میں اُڑ نہیں رہا ہوں تیرے ہاتھ میں ہوں

آں ادب کہ باشد از بہرِ خدا — اندراں مستعجلی نبود روا!
جو سزا خدا کے لئے ہوتی ہے — اُس میں جلد بازی مناسب نہیں ہوتی

وانچہ باشد طبع و خشمِ عارضی — می شتابد تا نگردد مُرتضی
اور جو مزاج اور عارضی غصہ کی وجہ سے ہو — اُسمیں جلدی کرتا ہے، تاکہ رضامندی نہ آجائے

[1] سوئے زنداں۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ مسخرے کو جیل خانہ بھیجدیا جائے۔ میزنیدش۔ ڈھول جب پٹتا ہے تو دوسروں کو خبر پہنچاتا ہے۔ زانکہ ڈھول میں دونوں باتیں ہیں ایک تو یہ کہ اُسمیں ہوا بھری ہوئی ہے دوسرے یہ کہ اُس میں اور کوئی دوسرا جسم نہیں ہے لہٰذا وہ بھرا ہوا بھی ہے اور خالی بھی ہے۔ تا نگوید جب یہ دلقک پٹے گا تو وہ سچی بات کہدیگا جس سے دل مطمئن ہو جائے گا۔ سچائی کی باعث سے دل مطمئن ہوجاتا ہے۔

[2] فروغ۔ سچائی۔ دروغ۔ جھوٹی بات دل کو مطمئن نہیں کرتی ہے۔ کذب۔ جھوٹ دل میں اس طرح کھٹکتا ہے جس طرح تنکا مُنہ میں۔ تا در و۔ تنکا جب تک مُنہ میں رہے گا، مُنہ نیچے اِدھر اُدھر گھماتا رہے گا۔ خاصہ۔ اگر تنکا آنکھ میں گر جاتا ہے تو آنکھ میں پانی بھر جاتا ہے اور کھلتی اور بند ہوتی رہتی ہے۔ ما پس۔ ہم بھی اِس دلقک تنکے کو لاتے ماریں گے تاکہ مُنہ اور آنکھ سے وہ دور ہوجائے۔

[3] گفت۔ دلقک نے کہا اے شاہ سزا کے حکم میں جلدی نہ کیجئے آپ کے حلم اور مغفرت کے منافی ہے۔ تا بدیں۔ آپ کی جلدی کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے میں آپ کے قبضہ میں ہوں۔ آں ادب۔ جو شخص خدا کیلئے سزا دیتا ہے اُسمیں جلد بازی مناسب نہیں ہوتی۔ وانچہ۔ جو سزا خدا کیلئے نہیں بلکہ اپنے ذات کی وجہ سے دیتا ہے اُسمیں جلد بازی کرتا ہے تاکہ رضامندی نہ آجائے

Presented by www.ziaraat.com

ترسد[1] ار آید رضا خشمش رَوَد — اِنتقام و ذوقِ آں فائت شود

ڈرتا ہے اگر رضا آگئی غصہ جاتا رہے گا — بدلہ لینا اور اس کا مزا فوت ہو جائے گا

شہوتِ کاذب شتابد در طعام — خوفِ فوتِ ذوق ہست آں خود سِقام

جھوٹی بھوک کھانے میں جلدی کرتی ہے — مزے کے جانے کا ڈر، وہ خود بیماری ہے

اِشتہا صادق بُوَد تاخیر بہ — تا گوارندہ شود آں بے گرہ

سچی بھوک ہو تو تاخیر بہتر ہے — تاکہ بغیر کراہت کے خوب ہضم ہوجائے

تو پئے دفعِ بلایم می زَنی — تا ببینی رخنہ را بندش کُنی

آپ مجھے مصیبت ٹالنے کے لئے مارتے ہیں — تاکہ آپ شگاف دیکھ لیں، اُسکو بند کر دیں

تا ازاں رخنہ بروں ناید بلا — غیرِ آں رخنہ بسے دارد قضا

تاکہ اُس شگاف سے مصیبت باہر نہ آئے — قضا (خداوندی) اُسکے علاوہ بہت سے شگاف رکھتی ہے

چارۂ[2] دفعِ بلا نبوَد ستم — چارہ احسان باشد و عفو و کرم

مصیبت کے ٹالنے کی تدبیر ظلم نہیں ہے — احسان اور معاف کرنا اور بخشنا، تدبیر ہے

گفت الصَّدَقَةُ تَرُدُّ لِلْبَلَا — دَاوِ مَرْضَاكَ بِصَدَقَةٍ یا فتیٰ

فرمایا ہے صدقہ مصیبت کو لوٹا دیتا ہے — اے نوجوان! صدقہ سے اپنے مریضوں کا علاج کر

صدقہ نبوَد سوختن درویش را — کور کردن چشمِ حلم اندیش را

درویش کو جلانا، صدقہ نہیں ہے — اور بُردباری سوچنے والی آنکھ کو اندھا کرنا

گفت شہ نیکوست خیر و موقعش — لیک چوں خیرے کُنی در موضعش

بادشاہ نے کہا بھلائی اور اُس کا موقع بہتر چیز ہے — لیکن جبکہ تو بھلائی اُس کے موقع پر کرے

موضعِ[3] رُخ شہ نہی ویرانی ست — موضعِ شہ پیل ہم نادانی ست

تو رُخ کی جگہ، شاہ کو بٹھادے تو تباہی ہے — شاہ کی جگہ، پیل بھی بے وقوفی ہے

در شریعت ہم عطا ہم زجر ہست — شاہ را صدر و فرس را درگہ ست

شریعت میں جزا بھی ہے اور سزا بھی — شاہ کی جگہ صدر اور گھوڑے کی جگہ دروازہ ہے

عدل چہ بوَد وضع اندر موضعش — ظلم چہ بوَد وضع در ناموقعش

عدل کیا ہوتا ہے؟ اُسکا جگہ پر رکھنا — ظلم کیا ہے؟ اُس کا بے جگہ رکھنا

---

[1] ترسد۔ اُس شخص کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ اگر رضامندی آجائیگی سزا اور اُس کا مزا جاتا رہے گا۔ شہوتِ کاذب۔ جس کی جھوٹی بھوک ہوتی ہے وہ جلد کھانے کی کوشش کرتا ہے کہ کہیں بھوک نہ جاتی رہے حالانکہ یہ جھوٹی بھوک خود ایک بیماری ہے۔ اشتہا۔ اگر سچی بھوک ہے تو کھانے میں تاخیر بہتر ہوتی ہے تاکہ بھوک میں اور اضافہ ہو اور کھانا بغیر کسی ناگواری کے خوب ہضم ہوجائے۔ تو پئے۔ آپ مجھے اسلئے مار رہے ہیں کہ آپ کے ذہن میں یہ ہے کہ مجھ کو کوئی خوفناک بات معلوم ہوئی ہے اور وہ میں نہیں بتا رہا ہوں۔ اگر بتا دونگا تو آپ تدبیر کرینگے اور مصیبت آنے کے راستے کو بند کر دینگے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ مصیبت کے آنے کا کوئی ایک راستہ نہیں ہوتا ہے اگر آپ ایک راستہ بند کرینگے اور وہ مصیبت مقدر ہے تو دوسرے راستے آجائیگی

[2] چارۂ۔ مصیبت ٹالنے کی یہ ترکیب نہیں ہے کہ مجھے مار کر اُسکے ٹالنے کی تدبیر کیجائے بلکہ اصل ترکیب یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور عفو اور کرم کا معاملہ کیا جائے۔ گفت۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے صدقہ مصیبت کو دفع کرتا ہے تو اصل مرض کا علاج صدقہ ہے۔ صدقہ۔ صدقہ کی یہ کوئی صورت نہیں کہ آپ مجھ درویش کو ستائیں اور اپنی بُردباری کی آنکھ کو بند کرلیں۔ گفت شہ۔ بادشاہ نے کہا کہ

[3] بھلائی اچھی چیز ہے لیکن جبکہ باموقع ہو، بے موقع بھلائی تباہی ہے۔ موضعِ رُخ۔ شطرنج کے مُہروں میں اگر رُخ کی بجائے شاہ کو بٹھا دیا جائے تو بازی ویران ہوجائے گی۔ در شریعت۔ شرع نے جزا اور سزا کا حکم دیا ہے اور دونوں چیزیں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں شاہ کے لئے صدرِ مجلس اور گھوڑے کیلئے دروازہ بہتر جگہ ہے۔ عدل۔ کسی

عدل چہ بُوَد آب[1] دِہ اشجار را — ظلم چہ بُوَد آب دادن خار را

عدل کیا ہے؟ درختوں کو پانی دے — ظلم کیا ہے؟ کانٹے کو پانی دینا

نیست باطل ہر چہ یزداں آفرید — از غضب وز حلم وز نصح و مکید

جو کچھ اللہ (تعالیٰ) نے پیدا فرمایا بے کار نہیں ہے — غصہ اور بردباری اور خلوص اور مکر

خیرِ مُطلق نیست زینہا ہیچ چیز — شرِ مُطلق نیست زینہا ہیچ نیز

ان میں سے کوئی چیز، مطلقاً خیر نہیں ہے — نیز ان میں کوئی چیز مطلقاً شر نہیں ہے

نفع و ضرِ ہر یکے از موضع ست — علم زیں رُو واجب ست و نافع ست

ہر ایک کا نفع اور نقصان ایک مقام سے ہے — اس اعتبار سے علم ضروری اور مفید ہے

اے بسا زجرے کہ بر مسکیں رَوَد — در ثواب از نان و حلوا بہ بُوَد

اے شخص! بسا اوقات وہ جھڑکی جو مسکین پر ہو — ثواب میں روٹی اور حلوے سے بہتر ہے

زانکہ حلوا گرمی و صفرا کُند — سیلیش از خُبث مُستنقا کُند

کیونکہ حلوا گرمی اور صفرا پیدا کرتا ہے — طمانچہ اس کو خباثت سے صاف کر دیتا ہے

سیلئے[2] دَر وقت بر مسکیں بزن — کہ رہاند آنش از گردن زدن

مسکین کے بر وقت طمانچہ مار — تاکہ وہ اس کو قتل ہو جانے سے بچا لے

زخم در معنیٰ فتد بر خوئے بد — چوب بر گرد اُفتد نے بر نمد

چوٹ، حقیقتاً بری عادت پر پڑتی ہے — لکڑی، گرد پر پڑتی ہے، نہ کہ نمدے پر

بزم[3] و زنداں ہست ہر بہرامرا — بزم مخلص را و زنداں خام را

ہر بادشاہ کی مجلس اور قید خانہ ہوتا ہے — مجلس مخلص کے لئے اور قید خانہ ناقص کیلئے

شق باید ریش را مرہم کُنی — چرک را در ریش مستحکم کُنی

زخم کو شگاف چاہیے، تو مرہم لگائے — میل کو زخم میں جما دے گا

تا خورد مر گوشت را در زیرِ آں — نیم سُودے باشد و پنجہ زیاں

یہاں تک کہ وہ اس کے نیچے گوشت کو کھا جائے گا — آدھا فائدہ ہوگا اور پچاس گنا نقصان

از تفِ آں اندروں ویراں شود — مرگِ ناگہ در میاں پنہاں شود

اس کی گرمی سے اندر کا حصہ خراب ہو جائے گا — اچانک موت درمیان میں چھپ جائے گی

---

[1] آب۔ پانی درختوں کو دینا عدل ہے کانٹے کو پانی دینا ظلم ہے۔ نیست باطل۔ مگر ہر جگہ جزا ضروری اور مناسب ہو تو پھر سزا کا پیدا کرنا عبث ہو جائے گا۔ خیرِ مطلق کوئی چیز نہ مطلقاً خیر ہے نہ مطلقاً شر، خیر کو اگر بے موقع استعمال کیا جائے تو شر ہے شر کو با موقع استعمال کیا جائے تو خیر ہے۔ نفع۔ نفع اور ضرر کا مقام جداگانہ ہے علم کی ضرورت اور نفع یہی ہے کہ انسان کو اس سے صحیح جگہ معلوم ہو جاتی ہے۔ مسکیں۔ کسی فقیر کے طمانچہ لگانے میں بسا اوقات وہ ثواب حاصل ہوتا ہے جو اسکو روٹی اور حلوہ کھلانے سے نہیں ملتا ہے۔ زانکہ حلوا تو اس میں گرمی اور صفرے کا اضافہ کر دے گا اور طمانچہ اس کی باطنی خباثت کو صاف کر دے گا۔

[2] سیلئے۔ اگر مسکین کوئی ایسی حرکت کر رہا ہے جس سے اس کی گردن ماری جانے کا خیال ہے تو اس کے طمانچہ مار کر روک دے۔ زخم۔ تو کسی مسکین کی بد عادت پر جب اس کے طمانچہ مارتا ہے تو مسکین کو نہیں مارتا ہے بلکہ اس کی بد عادت کو مارتا ہے، کمبل پر اگر گرد جمی ہوئی ہے تو لکڑی سے تو گرد کو مارتا ہے کمبل کو نہیں مارتا ہے۔

[3] بزم۔ بادشاہوں کے یہاں محفلِ نشاط بھی ہوتی ہے اور جیل خانہ بھی محفل مخلص دوستوں کیلئے ہے اور جیل خانہ ناقصوں کیلئے ہے۔ شق باید۔ پھوڑا نشتر کو چاہتا ہے اگر تو اس پر مرہم رکھے گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو پھوڑے میں پیپ اور میل کو جما رہا ہے۔ تا خورد۔ وہ پیپ اُسکے گوشت کو اور گلا دیگی تو مرہم سے آدھا فائدہ اور پچاس گنا نقصان ہوگا۔ از تف۔ پھوڑے میں سوزش ہوگی اور اُسکا اندرونی حصہ اور تباہ ہو جائیگا

Presented by www.ziaraat.com

گفت[51] دلقک من نمی گویم گذار — لیک می گویم تحرّی پیش آر
دلقک نے کہا میں یہ نہیں کہتا کہ چھوڑ دیجئے — لیکن میں کہتا ہوں تحقیق کو پیشِ نظر رکھئے

ہیں رہِ صبر و تأنّی در مبند — صبر کُن اندیشہ می کُن روز چند
ہاں صبر اور بُردباری کا راستہ بند نہ کیجئے — صبر کیجئے، چند دن غور کریجئے

در تأنّی بر یقینے بر زنی — گوشمالِ من بایقانے کُنی
تأمّل کرنے پر آپ یقینی بات پر پہنچ جائیں گے — مجھے یقین کے ساتھ سزا دیں گے

در روش یَمْشِیْ مُکِبًّا خود چرا — چوں ہمی شاید شُدن در استوا
رفتار میں یَمْشِیْ مُکِبًّا، خود کیوں ہو؟ — جبکہ سیدھی حالت میں وہ ممکن ہو سکے

مشورت کُن با گروہِ صالحاں — بر پیمبر اَمرِ شَاوِرْهُمْ بداں
نیکوں کی جماعت سے مشورہ کریجئے — پیغمبرؐ کے لئے "شَاوِرْهُمْ" کا حکم سمجھیئے

اَمْرُهُمْ[52] شُوْرٰی برائے ایں بُوَد — کز تشاور سہو و کژ کمتر شود
اَمْرُهُمْ شُوْرٰی اسی کے لئے ہے — کہ باہمی مشورے کرنے سے بھول اور کجی نہیں ہوتی ہے

ایں خردہا چوں مصابیحِ انور ست — بیست مصباح از یکے روشن ترست
یہ عقلیں چراغوں کی طرح روشن ہیں — بیس چراغ، ایک چراغ سے زیادہ روشن ہیں

بُوَد کہ مصباحے فتد اندر میاں — مشتعل گشتہ ز نورِ آسماں
ہوسکتا ہے کہ درمیان میں کوئی چراغ ایسا ہو — جو آسمان کے نور سے روشن ہوا ہو

غیرتِ حق پردہ انگیختہ ست — سِفلی و عُلوی بہم آمیختہ ست
اللہ تعالیٰ کی غیرت نے پردہ ڈال دیا ہے — سفلی اور علوی کو باہم ملا دیا ہے

گفت[53] سِیْرُوْا می طلب اندر جہاں — بخت و روزی را ہمی کُن امتحاں
سِیْرُوْا فرمایا ہے دنیا میں طلب کر — نصیبہ اور رزق کو، آزماتا رہ

در مجالس می طلب اندر عقول — آنچناں عقلے کہ بُوَد اندر رسولؐ
مجلسوں میں ڈھونڈتا رہ، عقلوں میں سے — ایسی عقل جو رسولؐ کے اندر تھی

زانکہ میراث از رسول آنست و بس — کو ببیند غیبہا از پیش و پس
کیونکہ رسولؐ کی میراث فقط وہی ہے — جو کہ آگے اور پیچھے سے چھپی باتوں کو دیکھ لے

حکم ہے کہ چلو پھرو کو جسطرح چلنے پھرنے سے انسان کو وہ نصیبہ اور روزی حاصل ہو جاتی ہے جو وہاں اُس کیلئے مقدّر تھی اسی طرح چلنے پھرنے سے کوئی صاحب باطن اور صاحب عقلِ نورانی بھی ملجاتا ہے جس سے مقدّر جاگ جاتا ہے۔ در مجالس۔ چل پھر کر مختلف مجلسوں میں اُس صاحبِ عقل کی تلاش کر جسکو آنحضورؐ کی میراث پہنچی ہو زانکہ حدیث ہے

[51] گفت دلقک۔ دلقک نے کہا کہ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ مجھے چھوڑ دیجئے بلکہ مقصد یہ ہے کہ پوری تحقیق کر کے عمل کیجئے۔ ہیں۔ صبر اور بُردباری کا دروازہ بند نہ کیجئے چند دن اس معاملہ پر غور کر کے کسی نتیجہ پر پہنچئے۔ در تأنّی۔ تحمّل کے نتیجہ میں معاملہ کا یقین حاصل ہو جاتا ہے پھر اگر سزا بھی دینا ہے تو جرم کے یقین پر دی جائے گی۔ در روش۔ جب سیدھا کھڑے ہو کر چلنا ممکن ہو تو اوندھے مُنہ لیٹ کر نہ چلنا چاہیے۔ سزا میں بھی صحیح طریقہ یہی ہے کہ جُرم کا یقین حاصل کر لیا جائے۔ مشورت کن۔ پھر کسی رائے پر پہنچنے کیلئے نیکوں سے مشورہ بھی کر لینا چاہیے آنحضورؐ کو حکم تھا کہ وہ مشورہ کر لیا کریں

[52] امرہم شوریٰ۔ صحابہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ اُن کا معاملہ مشورہ سے طے ہوتا ہے وہ اس لئے کہ مشورے کی صورت میں سہو اور غلطی واقع نہیں ہوتی۔ ایں خرد۔ ایک عقل اور چند عقلوں کی مثال ایک چراغ اور چند چراغوں کی سی ہے۔ بود کہ۔ ہوسکتا ہے کہ مشیروں میں کوئی ایسا بھی ہو جسکو آسمان سے فیض حاصل ہوتا ہو۔ غیرتِ حق۔ چونکہ بسا اوقات اللہ کی غیرت کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب بندے کو دوسروں کی نظروں سے مخفی رکھے تو ہم نہیں سمجھتے کہ اُن لوگوں میں وہ ہے یا نہیں۔

[53] گفت سیروا۔ اللہ کا

درتبصرها[1] می طلب هم آں بصر | که نتابد شرح آں ایں مختصر
بینائیوں میں اس بینائی کو طلب کر | جس کی تفصیل کو یہ مختصر تحمل نہیں کرسکتا

بهرِ ایں کردست منع آں باشکوه | از ترهب وزشدن خلوت بکوه
اسی لئے اُس عظیم الشان نے منع فرمایا ہے | رہبانیت سے اور پہاڑ کی خلوت سے

تانگردد فوت ایں نوعِ التقا | کاں نظر بخت ست و اِکسیرِ بقا
تاکہ اس طرح کی ملاقات فوت نہ ہوجائے | کیونکہ وہ نظر نصیبہ اور بقاء کی کیمیا ہے

درمیانِ صالحاں یک اصلحے ست | بر سرِ توقیعش از سلطاں صحے
نیکوں میں ایک زیادہ نیک ہے | جس کے فرمان پر شاہ کی جانب سے صح بنا ہوا ہے

کاں دعا شد با اجابت مقترن | کفوِ او نبود کبارِ انس و جن
کہ وہ دعا قبولیت سے وابستہ ہوگئی | اُس کی برابر انس وجن کے بڑے بھی نہیں ہیں

درمِرے[2] اُش آنکه حلو و حامض ست | حجتِ ایشاں برِ حق داحض ست
اُس سے جھگڑے میں جو شخص میٹھا اور کھٹا ہے | اللہ (تعالیٰ) کے نزدیک اُن کی دلیل لچر ہے

که چو ما اُو را بخود افراشتیم | عذر و حجت از میاں برداشتیم
کیونکہ جب ہم نے خود اُس کو بلند کردیا ہے | تو عذر اور جھگڑے کو درمیان سے اٹھادیا ہے

قبله را چوں کرد دستِ حق عیاں | پس تحری بعد ازاں مردود داں
جب اللہ تعالیٰ کے دستِ (قدرت) نے قبلہ ظاہر کردیا | اُس کے بعد اٹکل کو مردود سمجھ

هیں بگرداں از تحری رو و سر | که پدید آمد معاد و مستقر[3]
خبردار! اٹکل سے منہ اور سر پھیرلے | کیونکہ لوٹنے کی جگہ اور ٹھہرنے کی جگہ ظاہر ہوگئی

یک زماں زیں قبله گر ذاهل شوی | سخرهٔ هر قبلهٔ باطل شوی
تھوڑی دیر کیلئے بھی اگر تو اِس قبلہ سے غافل ہوگا | تو ہر باطل قبلہ کا بیگاری بن جائے گا

چوں شوی تمیز ده را ناسپاس | بجهد از تو خطرهٔ قبله شناس
جب تو تمیز عطا کرنے والے کا ناشکر گزار رہے گا | تو وہ خیال جو قبلہ کو پہچاننے والا ہے تجھ سے نکل بھاگے گا

گر ازیں انبار خواهی بِر و بُر | نیم ساعت روز همدرداں مبر
اگر تو اِس کھلیان سے نیکی اور گیہوں چاہتا ہے | تو تھوڑی دیر کیلئے بھی ہمدردوں سے منہ نہ پھیر

---

[3] معاد و مستقر یعنی قبلہ۔ یک زماں۔ اِس صاحبِ عقل کو اپنا قبلہ بنالے اور سمجھ لے کہ اگر تو نے اُس سے غفلت کی تو باطل قبلہ کا غلام بن جائیگا۔ چوں شوی۔ جب تو اُس قبلہ کی قدر نہ کریگا تو تیری ناسپاسی کی وجہ سے وہ نظر بھی تجھ سے چھن جائے گی جس سے تو قبلہ کو پہچانتا۔ گر ازیں انبار۔ اگر تو نیکی اور اُن کے رزق کا طالب ہے تو ایسے ہمدردوں سے تھوڑی دیر کے لئے بھی قطع نظر نہ کر۔

[1] درتبصرہا۔ بینائیوں میں سے اس بینائی کی تلاش کر جس کی تفصیل اس مختصر مجموعہ میں نہیں کی جاسکتی۔ بہرایں۔ رہبانیت اور خلوت کی اسی لئے مخالفت ہے کہ انسان ہمیشہ کیلئے ایسے صاحبِ علم ونظر سے محروم ہوجاتا ہے۔ درمیان۔ نیک لوگوں میں کوئی ایسا مقبولِ بارگاہ بھی ہوتا ہے جس کی سند پر شاہ کی جانب سے لفظ "صح" لکھا ہوا ہے یہ علامت اِس بات کا اشارہ ہوتی ہے کہ اِس فرمان میں جو حکم ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ کاں دعا۔ اور اُس علامت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی دعا کو قبول فرمایا ہے اور عنداللہ بہت مقبول اور بخشا بخشایا ہے۔

[2] درمرے۔ یہ بزرگ اس قدر اللہ کا مقبول ہوتا ہے کہ اُس سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی اور اُس کے مخالف کی ہر دلیل اللہ کے نزدیک لچر اور کمزور ہوتی ہے۔ کہ چو۔ اللہ فرمادیتا ہے کہ جب ہم نے اُسکو مقبول بنالیا تو اُس سے کسی کو اختلاف کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ قبلہ۔ اُس شخص کی بات کو نہ ماننا اور دوسری بات کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ قبلہ آنکھوں کے سامنے ہو اور پھر انسان اٹکل سے قبلہ متعین کرے۔ ہیں۔ جب قبلہ سامنے آگیا تو اب اٹکل سے روگردانی ضروری ہے۔

کاندراں[^١] دم کز بری زاں مُعین — مُبتلا گردی تو بائیسَ القرین
اسی وقت جبکہ تو اُس مددگار سے جُدا ہوگا — بُرے ساتھی کے ساتھ مبتلا ہو جائے گا

١٧

حکایتِ تعلقِ مُوش با چغز و بستن پائے ہر دو بر رشتۂ دراز و برکشیدنِ زاغ مُوش را و مُعلّق شُدنِ چغز و نالیدن و پشیماں شُدنِ اُو از تعلق با غیرِ جنسِ و با جنسِ خود ناساختن

حکایت - چوہے اور مینڈک کا تعلق اور دراز دھاگے میں دونوں کے پاؤں باندھنا اور کوّے کا چوہے کو کھینچنا اور مینڈک کا لٹک جانا اور رونا اور اُس کا اپنی جنس سے ہٹ کر دوسری جنس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے پر پشیمان ہونا

از قضا مُوشے و چغزے باوفا — بر لبِ جُو گشتہ بُودند آشنا
مقدر سے ایک چوہا اور ایک وفادار مینڈک — نہر کے کنارے پر دوست ہو گئے تھے

ہر دو تن مربُوطِ میقاتے شُدند — ہر صباحے گوشۂ می آمدند
دونوں ایک وقت کے پابند ہو گئے تھے — ہر صبح کو ایک جگہ آجایا کرتے تھے

نَرد[^٢] دل باہم گرمی باختند — از وساوس سینہ می پرداختند
دل کی نرد ایک دوسرے سے کھیلتے تھے — اور وسوسوں سے سینہ کو خالی کرتے تھے

ہر دو را دل از تلاقی مُنتسِع — ہمدگر را قصّہ خوان و مُستمِع
ملاقات سے دونوں کا دل کُھلتا تھا — ایک دوسرے سے قصّہ کہتے اور سنتے تھے

راز گویاں با زبان و بے زباں — اَلْجَمَاعَۃُ رَحْمَۃٌ را تاویل داں
زبان اور بغیر زبان کے راز کہتے تھے — "جماعت رحمت ہے" کے معنی جاننے والے تھے

آں اَشِر چوں جُفتِ ایں شاد آمدے — پنجسالہ قصّہ اش یاد آمدے
وہ خود پسند، جب اس مسرور کے ساتھ ہوتا — اُس کو پانچ سال کا قصّہ یاد آجاتا

جوشِ[^٣] نُطق از دل نشانِ دوستی ست — بستگی نُطق از بے اُلفتی ست
دل سے گفتگو کا جوش دوستی کی علامت ہے — گویائی کا بند ہونا، بے اُلفتی کی وجہ سے ہے

دل کہ دلبر دید کے ماند تُرش — بُلبلے گُل دید کے ماند خمُش
جس دل نے معشوق کو دیکھ لیا وہ منقبض کب رہتا ہے؟ — جس بُلبل نے گُل کو دیکھا وہ کب چُپ رہتی ہے؟

ماہیِ بریاں زآسیبِ خضرؑ — زندہ شُد در بحر گشت اُو مُستقر
بھُنی ہوئی مچھلی (حضرت) خضرؑ کے اثر سے — زندہ ہو گئی، (اور) سمندر میں روانہ ہو گئی

[^١]: کاندراں - اسلئے کہ اچھے ساتھی کو چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بُرا ساتھی ملتا ہے۔ حکایت - اس حکایت سے بُرے ساتھی کے بُرے نتائج کو سمجھایا ہے۔ مینڈک نے مینڈکوں کا ساتھ چھوڑ کر چوہے کا ساتھ اختیار کیا اور مارا گیا۔ چغز - مینڈک۔ ہر دو تن - چوہا اور مینڈک ایک مقررہ وقت کے پابند ہو گئے اور دونوں ایک جگہ جمع ہو جاتے۔

[^٢]: نردِ دل - ایک دوسرے سے دل کی بازی لگانا اور باتیں کر کے دل کی بھڑاس نکالنا۔ منتسِع - دونوں کے دل میں کشادگی پیدا ہوتی ایک دوسرے کو قصّہ سناتا اور اُس کا قصّہ سنتا۔ بے زبان یعنی اپنی حالت سے۔ تاویل داں۔ اسی لئے اُس پر عمل کر رہے تھے۔ اَشِر - خود پسند، متکبر۔ ایں شاد یعنی مسرور مینڈک۔

[^٣]: جوش - مولانا فرماتے ہیں دل سے گفتگو کا جوش اُٹھنا دوستی کی علامت ہے، اور بے اُلفتی میں زبان بات کرنے سے رُکتی ہے۔ دل - جب عاشق محبوب کو دل کی نگاہ سے دیکھ لیتا ہے تو اُس کا انقباض ختم ہو جاتا ہے اور دل بھر کر باتیں کرتا ہے۔ چنانچہ بلبل گُل کو دیکھ کر خوب چہکتی ہے۔ ماہیِ بریاں - عاشق، بریاں مچھلی ہے اور معشوق کی دید آبِ حیات ہے۔ خضر جہاں حضرت موسیٰؑ کی خضرؑ سے ملاقات ہوئی وہاں آبِ حیات کا چشمہ تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے ناشتہ کی بھنی ہوئی مچھلی کو وہ پانی لگا تو زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی تھی۔

یارؔ[1] چوں بایارِ خود بنشستہ شُد — صد ہزاراں لوحِ دل دانستہ شُد

یار جب اپنے یار کے پاس بیٹھا — دل کی لاکھوں تختیاں معلوم ہو جاتی ہیں

لوحِ محفوظ ست پیشانیِ یار — رازِ کونینش نماید آشکار

یار کی پیشانی لوح محفوظ ہے — اُس کے دونوں جہان کے راز آشکارا کر دیتی ہے

ہادیِ راہ است یار اندر قدوم — مُصطفٰے زیں گفت اصحابی نجوم

یار، سلوک میں طریقت کا راہنما ہے — اسی لئے حضرت مصطفٰےؐ نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں

نجم اندر ریگ و دریا رہنماست — چشم اندر نجم نہ کو مقتداست

ستارہ، ریگستان اور دریا میں راہنما ہے — ستارے پر آنکھ جمائے رکھ کیونکہ وہ مقتدا ہے

چشمؔ[2] را با رُویِ او می دار جُفت — گرد منگیزاں ز راہِ بحث و گفت

آنکھ اُس کے چہرے سے جوڑے رکھ — بحث اور گفتگو کے طریقہ سے گرد نہ اُڑا

زانکہ گردد نجم پنہاں زاں غبار — چشم بہتر از زبانِ باعثار

کیونکہ اُس گرد سے ستارہ چھپ جائے گا — پُر لغزش زبان سے آنکھ بہتر ہے

تا بگوید آنکہ وحیستش شعار — کاں نشاند گرد و ننگیزد غبار

تاکہ وہ کہے جس کا شعار وحی ہے — کیونکہ وہ گرد کو بٹھا دے گا، غبار نہ اُڑائے گا

چوں شُد آدمؑ مظہرِ وحی و وداد — ناطقہ اُو علّمَ الاسماء کُشاد

جب آدمؑ وحی اور محبت کے مظہر ہوئے — اُن کی قوت ناطقہ نے عَلَّمَ الْاَسْمَاءَ کو کھول دیا

نامؔ[3] ہر چیزے چنانکہ ہست آں — از صحیفہ دل رَوی گشتش زباں

ہر چیز کا نام جس طرح ہے — اُن کی زبان دل کے صحیفہ سے سیراب ہو گئی

فاش می گفتے زباں از رُویتش — جملہ را خاصیت و ماہیتش

اُس کے دیکھنے سے، زبان صاف کہہ رہی تھی — سب کی خاصیت اور ماہیت

آنچناں نامے کہ اشیا را سزد — نے چنانکہ حیز را خوانند اسد

ایسے نام جو چیزوں کے مناسب تھے — نہ ایسے کہ بزدل کو شیر کہہ دیتے ہیں

نوحؑ نہ صد سال در راہِ سَوی — بود ہر روزیش تذکیرِ نوی

نوحؑ کا نو سو سال تک سیدھے راستہ میں — ہر روز اُن کا نیا وعظ ہوتا

[1] یار۔ مرید جب شیخ کے سامنے بیٹھتا ہے تو شیخ کے قلب کے اسرار اُس پر منعکس ہوتے ہیں۔ لوحِ محفوظ۔ شیخ کی پیشانی لوح محفوظ ہے، جس میں دونوں جہان کے اسرار محفوظ ہیں۔ ہادی۔ شیخ راہ سلوک کا ہادی ہے جس کو دیکھ کر مقصد تک پہنچ سکتے ہو۔ اسی لئے آنحضورؐ نے صحابہؓ کو ستارے قرار دیا جن کے ذریعہ ریگستان اور سمندر میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ چشم۔ لہٰذا مُرید کا فرض ہے کہ وہ اپنی نظر شیخ پر جمائے رکھے۔

[2] چشم۔ شیخ کے دیدار سے رہنمائی حاصل کر بحث و گفتگو کی گرد اُڑا کر اُس ستارے کو پوشیدہ نہ کر۔ شیخ کی زیارت زیادہ نافع ہے بحث و مباحثہ میں زبان لغزش کرتی ہے۔ تا بگوید۔ تاکہ وہ ذات جس کا براہِ راست وحی شعار ہے جیسے انبیاء یا وہ ذات جس کا وحی سے بالواسطہ تعلق ہے جیسے اولیاء خود بات کرے اُس سے شکوک و شبہات کی گرد بیٹھ جاتی ہے اور غبار اُس ستارے کو نہیں چھپاتا ہے۔ چوں شد آدمؑ۔ حضرت آدمؑ وحی کے مظہر بنے تو اُن کو خود بخود تمام چیزوں کے نام یاد ہو گئے۔

[3] نام ہر چیزے۔ جس قدر چیزیں ہیں اُن کی زبان دل کے صحیفہ سے سیراب ہو کر سنا دیتی تھی۔ فاش۔ وہ لوح دل سے پڑھ کر ہر چیز کا نام اُس کی خاصیت اور ماہیت بتا دیتے تھے۔ آنچناں۔ ہر چیز کا وہ نام بتا دیتے تھے جو اُس چیز کے مناسب تھا یہ نہ ہوتا تھا کہ بزدل کو شیر کہہ دیں۔ نوح۔ حضرت نوحؑ ساڑھے نو سو[950] سال تک ہر روز نیا وعظ فرماتے رہے مولانا نے سیکڑے کے جز کو چھوڑ کر نو سو سال فرمایا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

لعلِ[1] اُو تازہ زیاقوتُ القلوب ۔۔۔ نے رسالہ خواندہ نے قوتُ القلوب
اُن کا لعل دلوں کے یاقوت سے تازہ ہوتا ۔۔۔ نہ اُنھوں نے رسالہ پڑھا نہ قوت القلوب پڑھی

وعظ را ناموختہ ہیچ از شروح ۔۔۔ بلکہ ینبوعِ کشوف و شرحِ رُوح
اُنھوں نے شرحوں سے کچھ وعظ نہ سیکھا تھا ۔۔۔ بلکہ مکاشفوں کے چشمہ اور روح کے انشراح سے

زاں مے کاں مے چو نوشیدہ شود ۔۔۔ آبِ نطق از گنگ جوشیدہ شود
اُس شراب سے کہ جب وہ شراب پی لی جائے ۔۔۔ گویائی کا پانی گونگے میں سے جوش مارنے لگے

طفلِ[2] نوزادہ شود حبر و فصیح ۔۔۔ حکمتِ بالغ بخواند چوں مسیحؑ
نیا پیدا شدہ بچہ عالم اور فصیح بن جائے ۔۔۔ حضرت مسیحؑ کی طرح اونچی حکمت پڑھنے لگے

از گہے کہ یافت زاں مے خوش لبی ۔۔۔ صد غزل آموخت داؤدِ نبی
اُس وقت سے کہ اس شراب سے خوش گفتاری حاصل کی ۔۔۔ حضرت داؤد نبی نے سیکڑوں غزلیں سیکھیں

جملہ مُرغاں ترک کردہ چیک چیک ۔۔۔ ہمزبان و یارِ داؤدِ مَلیک
سب پرندے چیں چیں چھوڑ کر ۔۔۔ شاہ داؤدؑ کے ہمزبان اور یار ہو گئے

چہ عجب گر مرغ گردد مستِ اُو ۔۔۔ چوں شنید آہن ندائے دستِ اُو
اگر پرندے اُن سے مست ہو گئے تو کیا تعجب ہے ۔۔۔ جبکہ اُن کے ہاتھ کی آواز لوہے نے سُن لی

صرصرے بر عاد قتالے شدہ ۔۔۔ مر سلیمانؑ را چو حمالے شدہ
تیز ہوا جو (قوم) عاد کے لئے قتال بنی ۔۔۔ سلیمانؑ کے لئے باربردار کی طرح ہو گئی

صرصرے می بُرد بر سر تختِ[3] شاہ ۔۔۔ ہر صباح و ہر مسا یک ماہہ راہ
وہ تیز ہوا سر پر شاہ کے تخت کو لیکر چلتی تھی ۔۔۔ ایک مہینہ کا راستہ ہر صبح اور ہر شام کو

ہم شدہ حمال و ہم جاسوسِ اُو ۔۔۔ گفتِ غائب را کناں محسوسِ اُو
وہ باربردار بھی بنی اور جاسوس بھی ۔۔۔ غائب کی گفتگو کو محسوس کرانے والی

باد چوں گفتارِ غائب یافتے ۔۔۔ سُوئے گوشِ آں مَلِک بشتافتے
ہوا جب غائب کی گفتگو کو پالیتی ۔۔۔ اُن شاہ کے کان کی جانب دوڑتی

کاں فلانے ایں چنیں گفت ایں زماں ۔۔۔ اے سلیمانؑ شہ صاحبقراں
کہ اِس فلاں نے اس وقت ایسا کہا ۔۔۔ اے شاہ صاحبقران سلیمانؑ!

تدبیر کردنِ مُوش بچغز کہ من نمی توانم آمدن بر تو بوقت

چوہے کی مینڈک سے تدبیر کرنا، کہ میں ضرورت کے وقت تیرے پاس پانی میں نہیں آسکتا ہوں

[1] لعل۔ یعنی ہونٹ۔ قوت القلوب۔ حضرت نبیؐ کا دل جو دوسرے دلوں کے مقابلے میں بمنزلہ یاقوت کے تھا۔ رسالہ۔ یعنی امام قشیریؒ کا رسالہ کیے قوت القلوب۔ یعنی ابو طالب مکی کی کتاب۔ شروح یعنی تفاسیر اور وعظوں کی بڑی بڑی کتابیں۔ ینبوع چشمہ۔ کشوف۔ مکاشفات شرحِ روح۔ یعنی رُوح کا انبساط۔ زاں۔ وہ وعظ اس خدائی شراب سے حاصل ہوا تھا جس کو پینے سے گونگا بھی فصیح و بلیغ بن جاتا ہے۔

[2] طفلِ نوزادہ۔ حضرت مسیحؑ نے بچپن میں فرمایا تھا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ آتَانِیَ الْکِتَابَ۔ "میں خدا کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب عطا کی ہے۔" از گہے۔ حضرت داؤدؑ نے جب وہ شراب پی تو لطیف اور شیریں کلام فرمانے لگے۔ جملہ مرغاں۔ پرندے بھی اُس سے مست ہو کر حضرت داؤدؑ کے نغمہ میں شریک ہو جاتے تھے۔ چہ عجب۔ پرندے تو جاندار ہیں، لوہا تک اُن کو متاثر تھا، موم ہو جاتا تھا۔ صرصرے۔ جب حضرت سلیمانؑ نے وہ شراب پی تو وہی ہوا جس کے اثر سے قومِ عاد تباہ ہوئی اُنکی خدمتگار بنگئی۔

[3] تختِ شاہ۔ وہی ہوا اُن کا تخت سر پر لادکر ہر صبح اور ہر شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کرلیتی تھی۔ باد۔ وہی ہوا حضرت سلیمانؑ کو دنیا کی خبریں لاکر دیتی تھی۔ تدبیر۔ چوہے اور مینڈک نے ایک میں تجویز کی کہ

حاجتے در آب درمیانِ ما وسیلتے باید کہ چوں مَن بر لب

ہمارے درمیان کوئی وسیلہ چاہئے کہ میں جب پانی کے کنارے آؤں

آب آیم تُرا توانم خبر کردن و چوں تو بر درِ سوراخِ آں موش

تجھے خبر کرسکوں اور جب تو چوہے کے گھر کے سوراخ کے دروازے

خانہ آئی مرا توانی خبر کردن

پر آئے مجھے خبر کرسکے

ملہ ایں سخن پایاں ندارد گفت موش — چغزرا روزے کہ اے مصباحِ ہوش

اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، چوہے نے کہا — ایک روز مینڈک سے کہا اے ہوش کے چراغ!

وقتہا خواہم کہ گویم با تو راز — تو درونِ آب داری ترکتاز

بسا اوقات میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے راز کہوں — تو پانی میں دوڑ لگاتا پھرتا ہے

بر لبِ جُو مَن تُرا نعرہ زناں — نشنوی در آب بانگِ عاشقاں

میں نہر کے کنارے تجھے آواز دیتا ہوں — تو عاشقوں کی آواز پانی میں نہیں سُنتا ہے

مَن دریں وقتِ مُعیّن اے دلیر — مَن نگردم از محاکات تو سیر

اے بہادر! میں اِس مقرر وقت میں — تیرے ساتھ بات چیت کرنے سے سیر نہیں ہوتا ہوں

ملہ پنج وقت آمد نماز اے رہنموں — عاشقاں را فِی صَلوٰۃٍ دائمُوْن

اے رہنما! نماز پانچ وقت ہے — لیکن، عاشقوں کیلئے ہے کہ "وہ ہمیشہ نماز میں ہیں"

نے بہ پنج آرام گیرد آں خمار — کاندراں سرہاست نے پانصد ہزار

وہ خمار پانچ سے آرام نہیں حاصل کرتا ہے — جو اُن سروں میں ہے، نہ پانچ لاکھ ہے

نیست زُرْ غِبّاً نشانِ عاشقاں — سخت مُستسقی ست جانِ صادقاں

عاشقوں کی علامت "کبھی کبھی زیارت کر" نہیں ہے — صادقوں کی جان سخت پیاسی ہے

ملہ نیست زُرْ غِبّاً وظیفہ ماہیاں — زانکہ بے دریا ندارند اُنسِ جاں

مچھلیوں کا معمول "کبھی کبھی زیارت کر" نہیں ہے — کیونکہ دریا کے بغیر وہ رُوح کا اُنس نہیں رکھتی ہیں

آبِ ایں دریا کہ ہائل بُقعہ ایست — با خمارِ ماہیاں خود جُرعہ ایست

اِس دریا کا پانی جو خوفناک جگہ ہے — مچھلیوں کے خمار کے سامنے خود ایک گھونٹ ہے

یک دمِ ہجراں برِ عاشق چو سال — وصلِ سالِ متّصل پیشش خیال

عاشق کے نزدیک ہجر کا ایک لمحہ سال جیسا ہے — سال بھر کا مسلسل وصل اُس کیلئے ایک خیال ہے

ملہ ایں سخن - اللہ کی شرابِ محبت پینے کے آثار کا بیان۔ مصباحِ ہوش۔ چوہے نے مینڈک کے ہوش وحواس کو چراغ کہا۔ وقتہا مقررہ وقت کے علاوہ بسا اوقات جی چاہتا ہے کہ تجھ سے کوئی راز کی بات کہوں لیکن تو دریا میں دوڑتا پھرتا ہے بر لب۔ میں دریا کے کنارے پر تجھے آوازیں دیتا ہوں تو مجھ جیسے عاشقوں کی آواز نہیں سُن پاتا ہے۔ من دریں وقت۔ مقررہ وقت میں باتوں سے دل نہیں بھرتا ہے تو دوسرے وقت بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ ملہ پنج وقت۔ نمازیں اُسے وقت باتیں ہوتی ہیں تو یہ مقررہ اوقات تو عوام کے لئے ہیں، لیکن عاشقانِ خدا تو ہر وقت نماز یعنی خدا سے گفتگو میں لگے رہتے ہیں۔ نے بہ پنج۔ صرف پانچ وقت میں بات کرنے سے اُن کا دل مطمئن نہیں ہوتا اس لئے کہ اُن دلوں میں تو لاکھوں راز ہیں جو وہ اللہ سے کہنا چاہتے ہیں۔ زُرْ غِبّاً۔ ایک دن چھوڑ کر ملاقات کر۔ یہ حکم عاشقوں کیلئے نہیں ہے، عاشقوں کی جان بہت پیاسی ہے اُس کی سیری کیلئے تو ہر وقت ملاقات درکار ہے۔ ملہ نیست۔ مچھلیوں کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تو دریا سے ایک روز چھوڑ کر ملاقات کیا کر کیونکہ مچھلی بغیر دریا کے تھوڑی دیر میں ہی روح سے بیزار ہو جاتی ہے۔ آب۔ مچھلی تو دریا کے سمندر کو بھی ایک گھونٹ پانی سمجھتی ہے۔

یکدم۔ عاشق کیلئے ہجر کا ایک لمحہ سال کی برابر ہے اور مسلسل ایک سال کا وصال بھی محض ناپائیدار خیال کی طرح ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

عشق[1] مستسقی ست مستسقی طلب ــــ درپےِ ہم این وآں چوں روز وشب
عشق پیاسا ہے، پیاسے کا طلبگار ہے ــــ یہ اور وہ دن اور رات کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں

روز بر شب عاشق ست و مضطرست ــــ چوں بہ بینی شب برو عاشق ترست
دن رات پر عاشق ہے اور بے چین ہے ــــ جب تو غور کرے رات اس پر زیادہ عاشق ہے

نیست شاں از جستجو یک لحظہ ایست ــــ از پےِ ہم شاں یکے دم ایست نیست
ان کو جستجو سے ایک لحظہ بھی رکاؤ نہیں ہے ــــ ایک دوسرے کے پیچھے سے انھیں ایک لمحہ بھی توقف نہیں

ایں گرفتہ پائے آں آں گوشِ ایں ــــ ایں براں مدہوش و آن بیہوشِ ایں
اِس نے اُس کا پاؤں پکڑا ہے اُس نے اِس کا کان ــــ یہ اُس پر مدہوش ہے اور وہ اِس پر بیہوش ہے

در[2] دلِ معشوق جملہ عاشق ست ــــ در دلِ عذرا ہمیشہ وامق ست
معشوق کے دل میں جو کچھ ہے وہ عاشق (ہی) ہے ــــ عذرا کے دل میں ہمیشہ وامق ہے

در دلِ عاشق بجز معشوق نیست ــــ درمیاں شاں فارق و مفروق نیست
عاشق کے دل میں معشوق کے سوا کچھ نہیں ہے ــــ ان کے درمیان کوئی جدا کرنے والا اور جدائی کا سبب نہیں ہے

بر یکے اشتر بود ایں دو درا ــــ پس چہ زَرّ غِبًّا بگنجد ایں دو را
یہ دونوں گھنٹے ایک اونٹ پر ہیں ــــ تو ان دونوں میں ایک دن چھوڑ کر ملاقات کرنے کی گنجائش کہاں ہے

ہیچکس با خویش زُرْ غِبًّا نمود ــــ ہیچ کس باخود بنوبت یار بود
کسی شخص نے اپنے ساتھ ایک دن چھوڑ کر زیارت کرنے کو ظاہر (کیا) ــــ کوئی شخص باری سے اپنا یار بنا ہے

آں[3] یکیی نے کہ عقلش فہم کرد ــــ فہمِ ایں موقوف شُد بر مرگِ مرد
وہ یگانگت ایسی نہیں ہے کہ عقل اس کو سمجھے ــــ اِس کا سمجھنا انسان کے مرنے پر موقوف ہے

جز مگر مردے کہ پیش از مرگ مُرد ــــ رختِ ہستی رابسوئ یار برد
سوائے اُس شخص کے جو مرنے سے پہلے مرگیا ــــ ہستی کا سامان، یار کی جانب لے گیا

ور بعقل ادراک ایں ممکن بُدے ــــ قہرِ نفس از بہرِ چہ واجب شُدے
اور اگر عقل سے اِس کا علم ممکن ہوتا ــــ تو نفس کا مجاہدہ کیوں ضروری ہوتا!

باچناں رحمت کہ دارد شاہِ ہُش ــــ بے ضرورت چوں بگوید نفس کُش
اُس رحمت کے ہوتے ہوئے جو شاہِ عقل رکھتا ہے ــــ بغیر ضرورت کیوں کہتا کہ نفس کشی کر؟

بھی وہ شخص اس کو سمجھ سکتا ہے جس نے مقامِ فنا حاصل کر لیا ہو۔ ور بعقل۔ اگر نظری عقل سے یہ اتحاد سمجھ میں آسکتا تو اللہ تعالے انسان کو مجاہدہ کا حکم نہ دیتا۔ باچناں۔ اللہ تعالیٰ رؤف و رحیم ہے وہ بلا وجہ مشقت میں مبتلا نہیں کرتا ہے، مجاہدوں کے بعد یہ ذوق پیدا ہوتا ہے کہ اِس اتحاد کو سمجھا جاسکے۔

[1] عشق یعنی معشوق بھی عاشق کا پیاسا ہے اور اس کا طلبگار ہے۔ روز۔ عاشق اور معشوق کا حال ایسا ہی ہے جیسے دن اور رات کا کہ ایک دوسرے پر عاشق ہے۔ نیست۔ نہ دن کو رات کی طلب میں قرار ہے نہ رات کو دن کی طلب میں، ہر وقت ایک دوسرے کے درپے ہے۔ ایں گرفتہ۔ دن اور رات نے ایک دوسرے کا کان اور پاؤں پکڑ رکھا ہے اور ایک دوسرے پر مدہوش ہے۔

[2] در دل۔ معشوق کے دل میں عاشق کے تصور کا غلبہ ہے۔ عذرا۔ عرب کی مشہور معشوقہ ہے۔ وامق۔ عرب کا مشہور عاشق ہے۔ درا۔ دال کا زبر اور زیر دونوں جائز ہے، جرس، گھنٹہ یعنی عاشق اور معشوق دونوں اس طرح جڑے ہوئے ہیں جیسے اونٹ کے گلے میں دو گھنٹیاں پڑی ہوتی ہیں تو انکے لئے کبھی کبھی ملاقات کرنے کا حکم نہیں ہوسکتا، ہیچکس۔ معشوق اور عاشق میں اتحاد ہے اب اگر عاشق سے یہ کہا جائے کہ تو معشوق کی کبھی کبھی زیارت کیا کر تو گویا یہ صورت ہے کہ اس سے کہا جارہا ہے کہ تو اپنی گاہے گاہے زیارت کیا کر۔

[3] آں یکیی۔ محبوب حقیقی اور محب کا اتحاد عقلی نہیں ہے یہ مرنے کے بعد سمجھ میں آتا ہے۔ جز۔ اس دنیا میں

مبالغہ[1] کردنِ موش در لابہ و زاری کردن و وصلت جُستن از چغزِ آبی

خوشامد میں چوہے کا مبالغہ کرنا اور عاجزی کرنا اور پانی کے مینڈک سے جوڑ چاہنا

گفت اے یارِ عزیزِ مہر کار ۔۔۔ من ندارم بے رُخت یکدم قرار
اس نے کہا اے مہربان پیارے دوست! ۔۔۔ میں تیرے رُخ کے بغیر ایک لمحہ قرار نہیں رکھتا ہوں

روز نور و مکسب و تابم توئی ۔۔۔ شب قرار و سلوت و خوابم توئی
دن میں میرا نور اور کمائی اور روشنی تو ہے ۔۔۔ رات میں میرا قرار اور بے غمی اور نیند تو ہے

از مروت باشد ار شادم کُنی ۔۔۔ وقت و بے وقت از کرم یادم کُنی
مروت ہوگی، اگر تو مجھے خوش کر دے ۔۔۔ وقت اور بے وقت کرم کر کے تو مجھے یاد کر لے

در شبا روزے وظیفہ چاشتگہ ۔۔۔ راتبہ کردی وصال اے نیک خواہ
دن رات میں، چاشت کے ورد کے وقت ۔۔۔ اے خیر خواہ! تو نے وصال مقرر کر دیا ہے

من بدیں یکبار قانع نیستم ۔۔۔ در ہوایت طرفہ انسانیستم
میں اس ایک بار پر صابر نہیں رہوں ۔۔۔ تیری محبت میں میں عجیب انسان ہوں

پانصد[2] استسقاستم اندر جگر ۔۔۔ باہر استسقا قرین جوع البقر
میرے جگر میں پانچسو استسقاء ہیں ۔۔۔ (اور) ہر استسقاء کے ساتھ جوع البقر ہے

بے نیازی از غمِ من اے امیر ۔۔۔ دہ زکاتِ جاہ و بنگر در فقیر
اے حاکم! تو میرے غم سے لا پروا ہے ۔۔۔ مرتبہ کی زکات دے اور فقیر کی طرف دیکھ

ایں[3] فقیرِ بے ادب نادرخورست ۔۔۔ لیک لطفِ عامِ تو زاں برترست
یہ بے ادب فقیر، نالائق ہے ۔۔۔ لیکن تیری عام مہربانی! اس سے بالا ہے

می نجوید لطفِ عامِ تو سند ۔۔۔ آفتابے بر حدثہا می زند
تیری عام مہربانی سند نہیں ڈھونڈتی ۔۔۔ سورج، ناپاکیوں پر اثر کرتا ہے

نورِ اُو را زاں زیانے نابُدہ ۔۔۔ واں حدث از خشکی ہیزم شُدہ
اس کے نور کو اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے ۔۔۔ اور وہ ناپاکی خشکی کی وجہ سے ایندھن بن گئی

تا حدث در گلخنی شُد نور یافت ۔۔۔ بر در و دیوارِ حمامے بتافت
یہانتک کہ ناپاکی بھٹی میں گئی، روشنی ہو گئی ۔۔۔ حمام کے در و دیوار پر چمکی

[1] مبالغہ۔ چوہے نے مینڈک کی خوشامدیں شروع کر دیں تاکہ آپس میں وصل رہے۔ مہر کار۔ مہربان۔ روز۔ دن اور رات کے جو مقاصد ہوتے ہیں وہ صرف تیری ذات ہے۔ از مروت۔ تیری مروت کا تقاضہ ہے کہ مجھے وقتِ معین اور اس کے علاوہ بھی بلا لیا کرے۔ در شبا روزے۔ اب تو دن اور رات میں صرف ایک ملاقات مقرر ہے لیکن مجھے اس پر قناعت نہیں ہو سکتی۔ میں تو محبت میں عجیب چیز بن گیا ہوں۔

[2] پانصد۔ تیری محبت میں میرے دل میں پانچسو استسقاء ہیں جس میں پیاس نہیں بجھتی اور ہر استسقاء کو جوع البقر ہے جس میں بھوک نہیں جاتی۔ بے نیازی۔ تو میرے عشق سے بے نیاز ہے ورنہ تو بھی خود بکثرت ملاقات کی کوئی تدبیر سوچتا تو عشق کے معاملہ میں امیر ہے اور حسن سے مالا مال ہے اپنے رتبہ کی کچھ زکات مجھے دے اور مجھ پر محبت کی نظر کر۔

[3] ایں فقیر۔ مولانا نے مجازی معشوق سے حقیقی معشوق کی طرف انتقال کیا ہے یعنی میں نالائق اور بے ادب ہوں لیکن تیری مہربانیاں صرف لائقوں کے لئے نہیں۔ سند یعنی قابلیت کی سند۔ آفتاب۔ سورج کا فیض عام ہے۔ نورِ او۔ سورج کی دھوپ اگر نجاست پر پڑتی ہے تو سورج میں کوئی نقصان نہیں آتا وہ نجاست کارآمد ہو جاتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

بود[1] الائش شد آرائش کنوں — چوں بر و بر خواند خورشید آں فسوں

وہ آلودگی تھی اب زینت بن گئی — جب سورج نے اُس پر وہ منتر پڑھ دیا

شمس ہم معدہ زمیں را گرم کرد — تا زمیں باقی حدثہا را بخورد

سورج نے زمین کے معدے کو بھی گرم کر دیا — یہاں تک کہ باقی ناپاکی کو زمین نگل گئی

جزو خاکی گشت و رست از وے نبات — هٰکَذَا یَمْحُو الْاِلٰهُ السَّیِّاٰت

وہ مٹی کا جز بنی اور اُس سے نباتات اُگیں — اسی طرح اللہ (تعالیٰ) گناہوں کو مٹا دیتا ہے

جزو خاکی گشت از وے پُر ز نور — هٰکَذَا یَغْفِرُ لِمَنْ یُّعْطِی الْغَفُوْر

اُس سے خاکی جز پُرنور ہو گیا — اس طرح غفور مغفرت کرتا ہے جسکو عطا کرتا ہو

جزو خاکی گشت از وے بارِشاد — هٰکَذَا یَرْحَمُ الْاِلٰهُ لِلْعِبَاد

اُس سے خاکی جز با صلاحیت بن گیا — اس طرح اللہ (تعالیٰ) بندوں پر رحم کرتا ہے

با حدث[2] کاں بدترین ست ایں کُند — کِش نبات و نرگس و نسریں کُند

ناپاکی کے ساتھ جو بدتر ہے، یہ کرتا ہے — کہ اُس کو نباتات اور نرگس اور نسرین کر دیتا ہے

تا بہ نسرینِ مناسک در وفا — حق چہ بخشد در جزا و در عطا

تو وفا میں عبادتوں کی نسرین کے ساتھ — اللہ (تعالیٰ) جزا اور عطا میں کیا کچھ بخشے گا؟

چوں خبیثاں را چنیں خلعت دہد — طیبیں را تا چہ بخشد در رسد

جب خبیثوں کو ایسی خلعت عطا کرتا ہے — تو حصہ میں پاکوں کو کیا کچھ بخشے گا!

آں دہد حق شاں کہ لَا عَیْنٌ رَأَت — کہ نگنجد در زبان و در لُغت

اللہ (تعالیٰ) اُن کو وہ دیتا جو نہ آنکھ نے دیکھا — جو زبان اور لُغت میں نہیں سما سکتا

ما کئیم[3] ایں را بیاں کُن یارِ مَن — روزِ من روشن کُن از خُلقِ حَسَن

اے میرے دوست! تو بتا ہم کون ہیں! — بہترا خلاق سے میرے دن کو روشن کر دے

منگر اندر زشتی و مکروہیم — کہ ز پُر زہرے چو مارِ کوہیم

میرے بھدے پن اور مکروہ ہونے کو نہ دیکھ — کیونکہ میں پہاڑی سانپ کی طرح زہر سے پُر ہوں

ایکہ من زشت و خصالم جملہ زشت — چوں شوم گُل چوں مرا اُو خار کشت

اے محبوب! میں بُرا اور میری سب عادتیں بُری ہیں — میں پھول کیسے بن جاؤں جبکہ اُس نے مجھے خار بنایا ہے

نوبہارا حُسنِ گُل دہ خار را — زینتِ طاؤس دہ ایں مار را

اے نوبہار! تو کانٹے کو پھول کا حسن دیدے — تو اِس سانپ کو مور کی زینت عطا کر دے

[1] بُود۔ وہ پہلے آلائش تھا اب آرائش بنگیا۔ شمس۔ یہ تو اُس نجاست کا ذکر تھا جو خشک ہونے کے بعد حمام میں پہنچی اگر حمام میں نہ جلائے تو زمین اُس کو نگل جائیگی۔ جزو۔ اور اب وہ مٹی میں مل کر کھاد بنکر نباتات کی پیداوار کا سبب بنے گی۔ ہٰکذا۔ جس طرح سورج نے نجاست کو دُور کر دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ بُرائیوں کو مٹا دیتا ہے۔ جزو۔ ایک مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بُرائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ یہ حکم قرآن پاک میں ہے۔ فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰت۔ پس یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کریگا۔

[2] باحدث۔ جب سورج (اللہ تعالیٰ) کا نجاستوں (گنہگاروں) کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ اُس نجاست (گناہ) سے پھول بوٹے (نیکیاں) اُگ پڑی ہیں تو پھولوں (نیکیوں) پر جو اثرات مرتب ہونگے تو انکو تو وہی جانتا ہے۔ خبیثاں۔ خبیثیں گنہگار۔ طیبین پھول بوٹے، نیکیاں۔ آں۔ جنت کی وہ نعمتیں ملینگی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ اُن کا تصور کیا جا سکتا ہے اور وہ زبان و بیان میں نہیں سما سکتی ہیں۔

[3] ما کئیم۔ ہم ان نعمتوں کا بیان نہیں کر سکتے آپ خود بیان کر دیجئے اور اپنے خُلقِ حسن سے انہیں سے ہمیں کچھ عطا کر کے ہمارے دل کو روشن کر دیجئے۔ منگر۔ میری نااہلی پر نظر نہ کیجئے میرے اندر تو زہر ہی زہر ہے۔ چوں۔ جبکہ میں خار ہوں خود پھول بن جانے سے عاجز ہوں۔ نوبہارا۔ آپ میں یہ قدرت ہے کہ مجھ خار کو پھول بنا دیں اور مجھ سانپ کو مور بنا دیں۔

Presented by www.ziaraat.com

[1] درکمالِ زشتیم من منتہی — لطفِ تو در فضل و در فن منتہی

میں برائی کے کمال میں انتہا پر پہنچنے والا ہوں — تیری مہربانی فضل اور ہنر میں انتہا پر پہنچنے والی ہے

حاجتِ ایں منتہی زاں منتہی — تو برآرائے غیرتِ سروِ سہی

اس انتہا پر پہنچنے والے کی حاجت اس انتہا پر پہنچنے والے سے — پوری کردے، اے سروِ سہی کے رشک!

چوں بمیرم فضلِ تو خواہد گریست — از کرم، گرچہ زحاجت اُو بریست

جب میں مرجاؤں گا، تیرا کرم رو دے گا — مہربانی سے، اگرچہ وہ حاجت سے پاک ہے

[2] بر سرِ گورم بسے خواہد نشست — خواہد از چشمِ لطیفش اشک جست

میری قبر کے سرہانے بہت دنوں بیٹھا رہیگا — اُس کی مہربان آنکھ سے آنسو بہیں گے

نوحہ خواہد کرد بر محرومیم — چشم خواہد بست از مظلومیم

وہ میری محرومی پر نوحہ کرے گا — میرے مظلوم ہونے سے آنکھ بند کرلے گا

اندکے زاں لطفہا اکنوں بکن — حلقہ ور گوشِ من کن بے سخن

اُن مہربانیوں میں سے تھوڑی سی اب کردے — بغیر بات کے میرے کان میں حلقہ ڈالدے

[3] آنکہ خواہی گفت تو با خاکِ من — برفشاں بر مدرکِ غمناکِ من

جو تو میری خاک سے کہے گا — میرے غمگین احساس پر چھڑک دے

دست گیرم در چنیں بیچارگی — شاد گردانم دریں غمخوارگی

ایسی بیچارگی میں میری دستگیری کر — اس غمخوارگی میں مجھے خوش کردے

لابہ کردن موش مرچغز را کہ بہانہ میندیش و در نسیہ میانداز

چوہے کا مینڈک کی خوشامد کرنا، کہ بہانہ نہ سوچ اور میری ضرورت کے پورا

انجاح آں حاجتِ مرا، کہ فی التاخیر آفات والصوفی

کرنے کو اُدھار میں نہ ڈال، کیونکہ تاخیر میں مصیبتیں ہیں اور صوفی ابن الوقت

ابن الوقت و ابن دست از دامنِ پدر باز ندارد وَ اَبِ

ہے اور بیٹا باپ کے دامن سے ہاتھ نہیں ہٹاتا ہے اور صوفی کا مہربان

مشفقِ صوفی کہ وقت ست اُو را بنگرش فردا محتاج

باپ جو کہ وقت ہے اُس کی نگہداشت کرتا ہے آئندہ کیلئے اسکو محتاج

نگرداند چندانش مستغرق دارد در گلزار مرتع الحسنات خویش

نہیں بناتا ہے اور اُس کو اپنے حسنات کی چراگاہ کے چمن میں اسقدر مصروف رکھتا ہے

---

[1] درکمال۔ میں برائی کی انتہا پر ہوں اور تیری مہربانی کرم کی انتہا پر ہے۔ حاجت۔ مجھ جیسے انتہا درجہ کے گنہگار کو تیرا انتہائی فضل درکار ہے۔ چوں بمیرم۔ اب پھر حقیقی محبوب سے مجازی محبوب کی جانب انتقال کیا ہے یعنی چوہے نے مینڈک سے کہا کہ میری زندگی میں تو بے نیازی برت رہا ہے لیکن میرے مرنے کے بعد تو روئے گا اور یہ رونا ازراہِ کرم ہوگا ورنہ تجھ کو میری کوئی ضرورت نہیں ہے۔

[2] بر سر گورم۔ قبر پر آکر روئیگا اور اشک بہائیگا۔ نوحہ۔ میری وصل سے محرومی پر نوحہ کریگا اور میری مظلومیت کی وجہ سے نظریں نیچی ہوں گی۔ اندکے۔ اے محبوب میرے مرنے کے بعد جو تیری مہربانیاں ہونگی اُن میں سے تھوڑی سی ابھی کردے اور جو باتیں قبر پر آکر کرے گا اُن کا مجھے اسی وقت حلقہ بگوش کردے۔

[3] آنکہ۔ جو محبت آمیز باتیں قبر پر آکر کرے گا اسی وقت غمگین احساس پر چھڑک کردے۔ دست گیرم۔ اسی بیچارگی میں میری دستگیری کردے اور غم میں مجھے خوش کردے، اُدھار سے نقد بہتر ہوتا ہے جو کچھ کرنا ہے اب کردے۔ لابہ۔ اس قصہ سے یہی بات بتائی ہے کہ اُدھار سے نقد بہتر ہے۔

کہ چوں عوام منتظرِ مستقبل نباشد نہ دہری باشد و نہ قدری نہ

کہ وہ عوام کی طرح، آنے والے زمانہ کا منتظر نہیں ہوتا ہے، وہ نہ دہری ہوتا ہے، نہ قدری، نہ منع کرنے

نہری باشد و نہ دہری کہ لَیْسَ عِنْدَ اللّٰہِ صَبَاحٌ وَلَا مَسَاءٌ ماضی

والا ہوتا ہے اور نہ زمانہ سے ساز باز کرنیوالا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں نہ صبح ہے نہ شام گذرا ہوا زمانہ

و مستقبل و ازل و ابد آنجا نباشد آدمؑ سابق و دجال مسبوق

اور آنیوالا زمانہ اور ازل اور ابد وہاں نہیں ہے، آدمؑ پہلے اور دجال بعد میں

نباشد کہ ایں رسوم در خطۂ عقلِ جزوی ست و روحِ حیوانی

نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ باتیں جزوی عقل کے دائرہ میں ہیں اور عالمِ لامکان و

را در عالمِ لامکان و لازمان ایں رسوم نباشد پس اَو ابنِ

لازمان میں حیوانی روح کے لئے یہ رسمیں نہیں ہیں، تو وہ

وقت ست کہ لَا یُفْهَمُ مِنْهُ اِلَّا تَفَرُّقُ الْاَزْمِنَةِ چنانکہ اِنَّ

ابن الوقت ہے کہ اس سے زمانوں کے تفرقہ کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا جس طرح اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ وَاحِدٌ فہم شود و نفیِ دوئی نہ حقیقتِ واحدی

ایک ہے سمجھ میں آتا ہے اور دوئی کی نفی نہ کہ واحدی حقیقت

صوفیٔ را گفت خواجہ سیم پاش | اے قدمہائے ترا جانم فراش

چاندی بخشنے والے ایک صاحب نے ایک صوفی سے کہا | اے دھاکہ میری جان تیرے قدموں کا فرش ہو

یک درم خواہی تو امروز اے شہم | یا کہ فردا چاشتگاہے سہ درم

اے میرے شاہ! تو آج ایک درہم لینا چاہتا ہے | یا کل کو چاشت کے وقت تین درہم

گفت[1] امروز ایں درم راضی ترم | زانکہ امروز ایں و فردا صد درم

اس نے کہا میں آج ایک درہم پر زیادہ راضی ہوں | اس سے بھی کہ آج ایک ہو اور کل کو سو درہم ہوں

سیلیٔ نقد از عطائے نسیہ[2] بہ | نک قفا پیشت کشیدم نقد دہ

نقد طمانچہ، ادھار بخشش سے بہتر ہے | اب میں نے تیرے سامنے گدّی کر دی نقد دیدے

خاصہ آں سیلی کہ از دستِ تو است | کہ قفا و سیلیش مستِ تو است

خصوصاً وہ طمانچہ جو تیرے ہاتھ سے ہو | کیونکہ گدّی اور اُسکا طمانچہ تجھ پر عاشق ہے

ہیں بیا اے شادیِ جان و جہاں | خوش غنیمت دار نقدِ ایں زماں

خبردار! اے جان اور جہان کی خوشی! آجا | اِس کے وقت نقد کو بہت غنیمت سمجھ

[1] گفت۔ صوفی نے کہا آج کے ایک درہم کی بجائے کل کو تین درہم کیا سو درہم بھی مجھے پسند نہیں ہیں۔ سیلیٔ۔ نقد تو ایسی چیز ہے کہ اس کا چپت بھی ادھار کی عطا سے اچھا ہے۔

[2] نسیہ۔ اُدھار۔ خاصہ۔ خصوصاً تیرا چپت تو بہت ہی بہتر ہے کیونکہ میری گُدّی اور اُس پر چپت لگنا تیرے عاشق ہیں۔ ہیں جب نقد بہرحال بہتر ہے تو تُو ابھی آجا۔

Presented by www.ziaraat.com

درمدزد آں رُوی ماہ از شب رواں — سَرمکش زیں جوئے اے آب رواں
چاندکا چہرہ رات کے چلنے والوں سے نہ چھپا — اے جاری پانی! اِس نہر سے رُوگردانی نہ کر

تالبِ جُو خندد از ماءِ معیں — وزلبِ جُو سَر برآرد یاسمیں
تاکہ جاری پانی سے نہر کا کنارہ مُسکرا پڑے — اور چنبیلی، نہر کے کنارے سے سَر اُبھارے

چوں بہ بینی برلبِ جُو سبزہ مست — پس بداں از دور کانجا آب ہست
تو جب نہر کے کنارے پر جھومتا سبزہ دیکھے — دور سے سمجھ جاکہ وہاں پانی ہے

گفت سِیماھُم وُجُوھُم کردگار — کہ بُوَد غمّازِ باراں سبزہ زار
اللہ تعالٰی نے "اُنکے چہروں پر علامتیں ہیں" فرمایا ہے — کیونکہ سبزہ زار، بارش کا مخبر ہے

گر ببارد شب نہ بیند ہیچ کس — کہ بُوَد در خواب ہر نفس و نفس
اگر رات میں برسے کوئی شخص نہ دیکھے — کیونکہ ہر انسان اور سانس نیند میں ہوتا ہے

تازگیِ ہر گلستانِ جمیل — ہست بر بارانِ پنہانی دلیل
ہر خوبصورت چمن کی تازگی — مخفی بارش کی دلیل ہے

رجوع بحکایت موش وچغز آبی

چوہے اور پانی کے مینڈک کی حکایت کی جانب رجوع

اے اخی من خاکیم تو آبیی — لیک شاہِ رحمت و وہابیی
اے میرے بھیا! میں خاکی ہوں تو آبی ہے — لیکن تو رحمت کا شاہ اور عطا کرنے والا ہے

آنچناں کُن از عطا و از قسم — کہ گہ و بیگہ بخدمت میرسم
تو حصّہ اور عطا میں ایسا کر — کہ وقت اور بے وقت خدمت میں پہنچتا رہوں

برلبِ جُو مَن بجاں میخوانمت — می نہ بینم از اجابت مرحمت
نہر کے کنارے میں تجھے دل سے پکارتا ہوں — میں منظوری کی عنایت نہیں دیکھتا ہوں

آمدن درآب بر من بستہ شُد — زانکہ ترکیبم زخاکے رُستہ شُد
پانی میں آنا، مجھ پر بند ہے — کیونکہ میری ساخت مٹی سے ہوئی ہے

یا رسولے یا نشانے کُن مدد — تا تُرا از بانگِ من آگہ کُند
یا کوئی قاصد یا کوئی علامت مددگار بنا — تاکہ میرے پکارنے سے تجھے باخبر کرد

بحث کردند اندریں کار آں دو یار — آخرِ آں بحث ایں آمد قرار
اِس معاملہ میں اُن دونوں دوستوں نے بحث کی — اِس بحث کے آخر میں یہ طے ہوا

سلہ ١ درمدزد۔ میں رات کا مسافر ہوں تیرا چہرہ چاند ہے۔ چاند کو رات کے مسافر سے چھپانا مناسب نہیں۔ میں نہر ہوں تو آبِ رواں ہے پانی کو نہر میں آنا چاہیئے۔ تا لب۔ پانی پہنچنے سے نہر کے کنارے مسکرا پڑتے ہیں اور ان پر پھول بوٹے نمودار ہوجاتے ہیں۔ چون بہ بینی اے مخاطب جب تو نہر کے کنارے سبزہ دیکھے تو دور سے سمجھ لے کہ نہر میں پانی ہے یعنی کسی شخص کے انوار و برکات سے اُسکے صاحبِ نسبت ہونے کو سمجھ لے۔

سلہ ٢ گفت۔ نیکی کے آثار پیشانی پر ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سبزہ زار اشارہ کرتا ہے کہ وہاں پانی ہے۔ گر ببارد۔ اگر رات میں بارش ہوتی ہے بارش کو کوئی نہیں دیکھتا ہے۔ لیکن صبح کو سبزے پر تازگی دیکھتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ رات بارش ہوئی ہے۔ اے اخی پھر چوہے کی گفتگو شروع کی ہے چوہے نے مینڈک سے کہا کہ اگرچہ میں خاکی ہوں اور تو آبی اسلئے میں تیرا ہم جنس نہیں ہوں لیکن تو شاہِ رحمت اور عطا کی طرف منسوب ہے اور عطا کیلئے ہم جنس ہونا ضروری نہیں ہے۔

سلہ ٣ آنچناں۔ مجھے ایسا موقع دیجئے کہ وقت بے وقت تجھ سے مل لیا کروں۔ برلب جو۔ چوہے نے مینڈک سے کہا کہ میں نہر کے کنارے پر آکر آپ کو پکارتا ہوں لیکن آپ جواب عنایت نہیں کرتے۔ مدن چونکہ میں خشکی کا جانور ہوں اسلئے پانی میں نہیں جاسکتا۔ یا رسولے۔ یا تو کوئی پیغامبر یا اور کوئی ایسی علامت مقرر کر دیجئے کہ میری آواز آپ کو پہنچ جایا کرے۔ دو یار چوہا اور مینڈک۔

Presented by www.ziaraat.com

کہ بدست آرند یک رشتہ دراز — تا ز جذبِ رشتہ گردد کشفِ راز
کہ ایک لمبا ڈورا حاصل کرلیں — تاکہ ڈورے کے کھینچنے سے راز کھلجائے

یکسرے بر پائے ایں بندہ دوتو — بستہ باید دیگرش بر پائے تو
ایک سرا اس خمیدہ بندہ کے پاؤں پر — بندھا ہوا ہونا چاہیے اور اُسکا دوسرا سرا تیرے پاؤں پر

تا بہم آئیم زیں فن ما دو تن — اندر آمیزیم چوں جاں با بدن
تاکہ اس ترکیب سے ہم دونوں جمع ہوجائیں — مل جُل جائیں، جس طرح جان بدن سے

ہست تن چوں ریسماں بر پائے جاں — می کشاندش بر زمیں ز آسماں
جسم، جان کے پاؤں پر ڈورے کی طرح ہے — اُس کو آسمان سے زمین پر کھینچ لاتا ہے

چغزِ جاں در آبِ خوابِ بیہشی — رستہ از موشِ تن آید در خوشی
جان کا مینڈک بے ہوشی کی نیند کے پانی میں — جسم کے چوہے سے چھوٹ کر خوشی میں ہے

موشِ تن زاں ریسماں باز ش کشد — چند تلخی زیں کشش جاں می چشد
جسم کا چوہا اُس ڈورے کے ذریعہ اُسکو پھر کھینچ لیتا ہے — اِس کھچاؤ سے جان بہت سی کڑواہٹیں محسوس کرتی ہے

گر نبودے جذبِ موشِ گندہ مغز — عیشہا کردے درونِ آب چغز
اگر گندہ دماغ چوہے کی کشش نہ ہوتی — تو مینڈک، پانی میں مزے اُڑاتا

باقیش چوں روز برخیزی ز خواب — بشنوی از نور بخشِ آفتاب
اُسکا باقی، جس روز تو نیند سے بیدار ہوگا — تو سورج کو نور عطا کرنیوالے سے سُن لے گا

یک سرِ رشتہ گرہ بر پائے من — زاں سرِ دیگر تو بر پا عقد زن
ڈورے کے سرے کی ایک گرہ میرے پاؤں پر — دوسرے سرے کی گرہ تو اپنے پاؤں پر لگالے

تا توانم من دریں خشکی کشید — مر ترا اکنوں سرِ رشتہ پدید
تاکہ میں اِس خشکی میں کھینچ سکوں — تجھے اب ڈورے کا سرا ظاہر ہوگیا

تلخ آمد بر دلِ چغز ایں حدیث — کہ مرا در عقد آرد ایں خبیث
یہ بات مینڈک کے دل کو کڑوی لگی — کہ یہ خبیث مجھے گرہ میں پھانستا ہے

ہر کراہت در دلِ مرد بہی — چوں در آید ز آفتے نبود تہی
بہتر انسان کے دل میں جو کراہت — آتی ہے، وہ مصیبت سے خالی نہیں ہوتی

وصفِ حق داں آں فراست را نہ وہم — نورِ دل از لوحِ کُل کردست فہم
اُس فراست کو اللہ (تعالیٰ) کی صفت سمجھ نہ کہ وہم — دل کے نور نے، لوحِ محفوظ سے سمجھا ہے

ل کہ بدست آرند چوہے اور مینڈک میں یہ طے ہوگیا کہ ایک بڑا ڈورا ہو جسکا ایک سرا چوہے کے پاؤں میں اور ایک سرا مینڈک کے پاؤں میں بندھا ہوا ہو۔ تا بہم جب ضرورت ہو تو دونوں میں سے ہر ایک اُس ڈورے کو کھینچ لیا کرے دوسرے کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ بُلا رہا ہے۔ ہست۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جسم کا تعلق روح کے پاؤں کا ڈورا ہے جو اُس روح کو آسمان سے کھینچ لاتا ہے۔ چغز۔ روح کا مینڈک نیند کی حالت میں جسم کے چوہے سے رہائی پاکر خوشی محسوس کرتا ہے۔

ل موشِ جسم کا چوہا پھر اُسکو کھینچ لاتا ہے۔ گر نبودے۔ اگر جسم کا چوہا روح کے مینڈک سے وابستہ نہ ہوتا تو روح کا مینڈک پانی میں عیش کرتا۔ باقیش جسم اور روح کا یہ تو دنیاوی زندگی میں حال ہے، قیامت میں پھر جب روح جسم سے وابستہ ہوگی تو اُسکے احوال اللہ تعالیٰ سے سُن لینا۔ یک سرِ رشتہ۔ یہ چوہے کا مقولہ ہے۔ تا توانم چوہے نے کہا جب تیرے پاؤں میں ڈورا بندھا ہوا ہوگا میں تجھے خشکی میں کھینچ کر لاسکونگا۔

ل بک خلاصہ معاملہ طے ہوگیا۔ تلخ۔ مینڈک کو یہ بات ناگوار گذری کہ یہ چوہا مجھے پھانسنا چاہتا ہے۔ ہر کراہت روشن ضمیر انسان کو جو بات ناگوار ہوتی ہے وہ یقیناً کسی مصیبت کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ وصفِ حق۔ مومن میں کی یہ فراست اللہ کی صفت ہے جو مومن کے دل کے نور نے اللہ تعالیٰ کے علم سے حاصل کی ہے۔ لوحِ کل۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا علم، لوحِ محفوظ۔

اِمتناعِ پیل از سیراں بہ بیت — باجدِ آں پیلبان و بانگِ ہیت

بیت اللہ کی طرف جانے سے ہاتھی کا رُکنا — فیلبان کی کوشش اور ہا ہا کی آواز سے

جانبِ کعبہ نرفتے پائے پیل — با ہمہ لت نے کثیر و نے قلیل
ہاتھی کا پاؤں کعبہ کی جانب نہ چلتا تھا — باوجود پوری لاتیں مارنے کے نہ بہت اور نہ تھوڑا

گفتیی خود خشک شد پاہای او — یا بمُرد آں جانِ ہول فزائے او
تو کہتا، خود اُس کے پاؤں سوکھ گئے ہیں — یا اُس کی خوفناک جان مُردہ ہوگئی ہے

چونکہ گردندے سرش سوی یمن — پیل نر دو اسپہ گشتے گام زن
جب اُس کا سر یمن کی جانب کرتے — نر ہاتھی دوڑ کر قدم اٹھانے لگتا

حسِ پیل از زخمِ غیب آگاہ بود — چوں بود حسِ ولی باورود
ہاتھی کی حس غیب کی مصیبت سے واقف تھی — جیسی کہ واردات والے ولی کی حس ہوتی ہے

نے کہ یعقوبؑ نبی گفت آں نماں — کہ از و جُستند یوسفؑ اکہاں
کیا یہ نہیں ہوا کہ یعقوبؑ نبیؑ نے جسوقت — اُن سے یوسفؑ کو بڑوں نے مانگا؟

نے کہ یعقوبؑ نبی آں پاک خو — بہرِ یوسفؑ با ہمہ اخوانِ او
کیا یہ نہیں ہوا کہ یعقوب نبی پاک خصلت نے — یوسفؑ کے لئے اُن کے سب بھائیوں سے

از پدر چوں خواستند آں داوراں — تا برندش سوی صحرا یک زماں
جب اُن بھائیوں نے باپ سے مانگا — تاکہ تھوڑی دیر کیلئے جنگل کیجانب لے جائیں

جملہ گفتندش میندیش از ضرر — یک دو روزش مہلتے دہ اے پدر
سب نے اُن سے کہا کہ آپ نقصان کا خیال نہ کریں — اے ابا! ایک دو روز اُن کو موقع دیدیجئے

تو چرا مارا نہ پنداری امین — یوسفؑ خود نسپری با حافظین
آپ ہمیں محافظ کیوں نہیں سمجھتے؟ — اپنے یوسفؑ کو محافظوں کے سپرد نہیں کرتے

تا بہم در مرجہا بازی کنیم — ما دریں دعوت امین و محسنیم
تاکہ ہم مل کر سبزہ زاروں میں کھیلیں — ہم اس درخواست میں امین اور نکوکار ہیں

گفت ایں دانم کہ نقلش از برم — می فروزد در دلم رنج و سقم
اُنھوں نے فرمایا کہ یہ میں جانتا ہوں کہ اُنکو میرے پاس سے لیجانا — میرے دل میں رنج اور بیماری کو مشتعل کریگا

ایں دلم ہرگز نمی گوید دروغ — کہ ز نورِ عرش دارد دل فروغ
میرا یہ دل کبھی جھوٹ نہیں بولتا ہے — کیونکہ عرش کے نور سے دل روشنی رکھتا ہے

۱؎ اِمتناع۔ یہ بات کہ آنے والی مصیبت کو مومن کا دل تاڑ لیتا ہے۔ اللہ تعالٰے بسا اوقات یہ بات جانور کے دل میں بھی پیدا فرما دیتا ہے جانبِ کعبہ۔ ابرھہ جب اپنا ہاتھی لیکر خانہ کعبہ کو ڈھانے کیلئے چلا تو وہ ہاتھی آنے والی مصیبت کو تاڑ گیا تھا اور اُس کا قدم خانہ کعبہ کی طرف نہ اٹھتا تھا۔ چونکہ۔ جب اُس ہاتھی کا رُخ یمن کی طرف موڑتے تھے تو دوڑنے لگتا تھا۔

۲؎ دو اسپہ۔ تیز رفتار چوں بود۔ جب ہاتھی کا یہ حال تھا تو سمجھ لو کہ جس ولی پر قلبی واردات ہوں اُس کا کیا حال ہوگا نے کہ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کی خفیہ بات کو تاڑ گئے تھے۔ کہاں۔ یعنی بڑے بھائی۔ داوراں۔ برادراں۔ جملہ گفتند۔ سب بھائیوں نے کہا کہ نہ ڈریئے اور یوسفؑ کو اجازت دے دیجئے۔

۳؎ تو چرا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ہمیں امین کیوں نہیں سمجھتے ہیں ہم تو اُس کی حفاظت کریں گے۔ مرجہا۔ چراگاہیں۔ گفت۔ حضرت یعقوبؑ نے فرمایا یوسفؑ کو جدا کرنے سے مجھے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ ایں دلم۔ یہ میرا دل کبھی صحیح بات سے تکلیف محسوس نہیں کرتا اس کو خدا تعالٰے کے نور سے روشنی حاصل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

آں [51] دلیلِ قاطعی بُد بر فساد — وز قضا آں را نکرد اُو اعتداد
وہ فساد پر پکی دلیل تھی — قضاء (خداوندی) سے وہ اسکو گنتی میں نہ لائے

درگذشت از وے نشانے آنچناں — کز قضا در فلسفہ بُود آں زماں
ایسی علامت اُن سے چھوٹ گئی — کیونکہ قضاء (خداوندی) اُسوقت حکمت میں تھی

ایں عجب نبُود کہ کور افتد بچاہ — بوالعجب افتادنِ بینائے راہ
یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ اندھا کنویں میں گرجائے — بڑا تعجب، راستہ دیکھنے والے کا گرنا ہے

ایں قضا را گونہ گوں تصریفہا ست — چشم بندش یفعل اللہ ما یشاست
اس قضاء (خداوندی) کے طرح طرح تصرف ہیں — "اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے" اُسکی چشم بندی ہے

ہم [52] بداند ہم نداند دل فنش — موم گردد بہرِ آں مُہر آہنش
دل اُس کے ہنر کو جانتا بھی ہے اور نہیں بھی جانتا ہے — اسکا لوہا اُس کی مہر کے لئے موم بن جاتا ہے

گوئیا دل گویدا کہ میلِ اُو — چوں دریں شُد ہر چہ اُفتد باش گو
گویا دل کہدیتا ہے کہ اے شخص اُس (قضا) کا جھکاؤ — جب اُس میں ہے جو بھی ہو، ہونے دے

خویش را ہم زیں مُغفّل می کُند — در عقالش جاں مُعقّل می کُند
وہ اپنے آپ کو اِس غفلت میں کردیتا ہے — اُس کی رسّی میں جاں کو باندھ دیتا ہے

گر شود مات اندریں آں بُو العلا — آں نباشد مات، باشد ابتلا
اگر وہ بلند مرتبہ اِس معاملہ میں مات کھا جاتا ہے — وہ مات نہیں ہوتی، آزمائش ہوتی ہے

یک [53] بلا از صد بلا اَش وا خرد — یک ہبوطش بر معارجہا برد
اُسکو ایک مصیبت سو مصیبتوں سے نجات دیدیتی ہے — ایک بار نیچے اُترنا اُسکو بہت سی بلندیوں پرلے جاتا ہے

خام شوخے کہ رہانیدش مُدام — از خمارِ صد ہزاراں زشتِ خام
وہ ناقص شوخ کہ اُسکو شراب نے رہائی دیدی — لاکھوں بھدّے خاموں کے خمار سے

عاقبت اُو پختہ و اُستاد شُد — جَست از رقِّ جہاں آزاد شُد
انجام کار وہ پختہ اور اُستاد ہوگیا — اُسنے دنیا کی غلامی سے چھلانگ لگائی، آزاد ہوگیا

از شرابِ لایزالی گشت مست — شُد ممیّز از خلائق باز رَست
وہ نہ ختم ہونے والی شراب سے مست ہوگیا — وہ لوگوں سے ممتاز ہوگیا، چھوٹ گیا

[53] یک بلا۔ قضاء کیوجہ سے جب وہ بلا میں پھنستا ہے اور اِس پر رضا کا اظہار کرتا ہے تو سیکڑوں مصیبتوں سے نجات پا جاتا ہے اور اُسکا یہ گرنا اُسکو بلندیوں پر لیجاتا ہے۔ خام شوخے۔ یہ دلیری میں ناقص تھا اب جبکہ اِس آزمائش میں کامیاب ہوگیا تو سیکڑوں فاسد خیالات سے نجات پا جاتا ہے۔ عاقبت۔ اُس کامیابی کے نتیجہ میں وہ پختہ اور اُستاد بنجاتا ہے اور دنیا کے وسوسوں سے آزاد ہوجاتا ہے اب غیر اللہ سے نجات پاکر وہ توحید کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ شد ممیز۔ اب اسکو ایک خاص امتیاز حاصل ہوجاتا ہے۔

[51] آں دلیل۔ حضرت یعقوبؑ کو قلبی احساس سے پورا یقین ہوگیا تھا کہ بھائیوں کی بات میں فساد مخفی ہے لیکن اِسکے باوجود قضاء خداوندی میں چونکہ ایسا ہونا تھا لہذا وہ پھر بھی راضی ہوگئے۔ درگذشت اُنھوں نے دل کی بات سے درگذر کی چونکہ اِس معاملہ میں اللہ کی جانب سے ایک حکمت پوشیدہ تھی۔ ایں عجب حضرت یعقوبؑ کو نورِ دل حاصل تھا پھر بھی وہ فریب میں آگئے یہ بڑی عجیب بات ہے اگر کوئی دل کا اندھا فریب کھاجاتا تو تعجب نہ ہوتا۔ ایں قضاء قضاء خداوندی کے بھی عجیب تصرفات ہیں وہ بینا کو بھی نابینا بنادیتی ہے اور خدا کی مشیت اُس کی آنکھ کا پردہ بنجاتی ہے۔

[52] ہم بداند جب تقدیر خداوندی کسی معاملہ میں آڑے آتی ہے تو انسان یقینی بات میں بھی تذبذب میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ موم یعنی دل کا پختہ ارادہ نرم پڑجاتا ہے۔ گوئیا۔ گویا دل اپنے ارادہ کے خلاف اِس قضاء کے فیصلہ پر راضی ہوجاتا ہے۔ خویش۔ وہ دل اپنے ارادہ سے اپنے آپ کو غافل بنالیتا اور باگ قضاء کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ گر شود۔ اگر کوئی باطنی نور والا اپنے احساس کے لحاظ سے مغلوب ہوجاتا ہے تو وہ دراصل مغلوبیت نہیں ہے بلکہ قدرت کیجانب سے آزمائش ہے کہ اپنے ارادہ کے خلاف پر قضا سے وہ راضی ہے یا نہیں؟

زاعتقادِ سست پُر تقلیدِ شاں [۱]	وز خیالِ دیدۂ بے دیدِ شاں
انکے تقلید سے پُر کمزور اعتقاد سے	اُن کی بے بصیرت آنکھ کے خیال سے
اے عجب چہ فن زند ادراکِ شاں	پیشِ جزر و مدِ بحرِ بے نشاں
تعجب ہے، اُن کا علم کیا تدبیر کرے گا؟	بے نشان دریا کے اُتار اور چڑھاؤ کے سامنے
زاں بیاباں ایں عمارتہا رسید	مُلک و شاہی و وزارتہا رسید
اُس بیابان سے یہ عمارتیں آئی ہیں	مُلک اور بادشاہی اور وزارتیں آئی ہیں
زاں بیابانِ عدم مشتانِ شوق	می رسند اندر شہادت جوق جوق
اُس بیابانِ عدم سے، شوق کے مست	جماعت در جماعت (عالمِ) شہادت میں آ رہے ہیں
کارواں بر کارواں زیں بادیہ	می رسد در ہر مسا و غادیہ
اُس صحرا سے قافلہ در قافلہ	ہر شام و صبح کو پہنچ رہے ہیں
آید و گیرد [۲] وثاقِ ما گرو	کہ رسیدم نوبتِ ما شد تو رَو
آتا ہے اور ہمارا گھر گروی کر لیتا ہے	کہ میں آگیا، ہماری باری آگئی، تو چلا جا
چوں پسر چشمِ خرد را واگشاد	زود بابا رخت بر گردوں نہاد
جب بیٹے نے عقل کی آنکھ کھولی	باوانے سامان جلدی سے آسمان پر جا رکھا
جادۂ شاہ ست آں زیں سو رواں	واں از آں سو صادران و واردان
وہ شاہراہ ہے، اس جانب سے رواں ہے	وہ اُس جانب سے صادر اور وارد ہیں
نیک بنگر ما نشستہ میرویم	می نہ بینی قاصدِ جائے نویم
خوب غور کرو کہ ہم بیٹھے بیٹھے چل رہے ہیں	تو نہیں دیکھتا ہے کہ ہم نئی جگہ کا ارادہ کرنیوالے ہیں
بہرِ حالے [۳] می نگیری راس مال	بلکہ از بہرِ غرضہا در مآل
تو موجودہ وقت کے لئے اصل دولت نہیں لیتا ہے	بلکہ مستقبل کی غرضوں کے لئے
پس مسافر آں بود اے رہ پرست	کہ مسیر و روشش در مستقبل ست
پس اے چلنے والے! مسافر وہ ہے	کہ اُس کا چلنا اور رُخ مستقبل کی طرف ہے
ہمچناں کز پردۂ دل بے کلال	دمبدم در میرسد خیلِ خیال
جس طرح، بغیر تھکن کے دل کے پردے سے	خیال کا لشکر پے در پے پہنچتا ہے

مسافر وہی ہے جس کی نظر منزل پر ہو۔ ہمچناں۔ جس طرح خارجی موجودات کا سلسلہ ہے یہی صورت ذہنی موجودات کی ہے، مضامین اور خیالات عالمِ غیب سے دل میں آتے ہیں۔

۱ زاعتقاد۔ عام لوگ غیر حق کے وجود کا معتقد ہو کر سمجھتے ہیں یہ اُس سے نجات پا جاتا ہے۔ اے عجب۔ تقدیر الٰہی کے لامحدود سمندر کے مقابلہ میں انسان کا علم و احساس کیا جوہر دکھا سکتا ہے۔ زاں۔ عالمِ شہود میں جو کچھ ہے وہ اسی عالمِ غیب سے آیا ہے۔ بیابانِ عدم۔ یعنی عالمِ غیب۔ مشتانِ شوق۔ یعنی کائنات جو خدائی حکم بجالانے کی مشتاق ہے۔ شہادت۔ عالمِ شہادت۔ بادیہ۔ یعنی بیابانِ عدم۔ غادیہ صبح کا وقت۔

۲ آید و گیرد۔ عالمِ شہادت میں ایک نئی چیز آ کر پرانی چیز کی جگہ لے لیتی ہے۔ چوں پسر بیٹا، باپ کی جگہ سنبھال لیتا ہے باوا عالمِ آخرت کو سدھار جاتا ہے۔ جادۂ شاہ۔ یہ سمجھ کہ عالمِ شہادت اور عالمِ غیب کے درمیان ایک بڑی کھلی سڑک ہے جس پر ہر وقت آمد و رفت ہے لیکن ہمیں محسوس نہیں ہوتا ورنہ عمر کا جو دن گذر رہا ہے، ہم اُسمیں عالمِ آخرت کی طرف چل رہے ہیں۔

۳ بہرِ حال۔ انسان جو کاروبار کرتا ہے اور نفع کمانے کی کوشش کرتا ہے وہ کسی وقتی ضرورت کے پیش نظر نہیں کرتا ہے بلکہ آئندہ کی بنا پر کاروبار کرتا ہے تو بھی اپنی عمر کے مال کی تجارت آخرت کے پیش نظر صرف کر موجودہ زندگی میں عمر صرف نہ کر۔ پس مسافر صحیح

Presented by www.ziaraat.com

گر[1] نہ تصویرات از یک مغرسند — در پے ہم سوی دل چوں میرسند

اگر یہ تصورات ایک کھیت کے نہیں ہیں — تو آگے پیچھے دل کی جانب کیوں آرہے ہیں؟

جوق جوق اسپاہِ تصویراتِ ما — سوے چشمہ دل شتاباں از ظما

ہمارے تصورات لشکر در لشکر — پیاس سے دل کے چشمہ کی طرف دوڑتے ہیں

جرّہا پُر می کُنند و میروند — دائما پیدا و پنہاں می شوند

وہ گھڑے بھرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں — ہمیشہ ظاہر اور غائب ہوتے رہتے ہیں

فکرہا را اختراں چرخِ دل — دائر اندر چرخِ دیگر آسماں

افکار کو آسمان کے ستارے سمجھ — دوسرے آسمان کے دائرہ میں گھوم رہے ہیں

سعد[2] دیدی شکر کُن ایثار کُن — نحس دیدی صدقہ و استغفار کُن

تونے سعد دیکھا شکر ادا کر اور ایثار کر — تونے نحس دیکھا خیرات اور توبہ کر

ما کییم ایں را بیا اے شاہِ من — طالعم مقبل کُن و چرخے بزن

ہم اسکے لئے کیا ہیں؟ اے میرے شاہ! آجایئے — میرے طالع کو بااقبال کر دیجئے اور گھما دیجئے

رُوح را تاباں کُن از انوارِ ماہ — زاں کہ ز آسیبِ ذنب شد جاں سیاہ

چاند کے انوار سے روح کو روشن کر دیجئے — کیونکہ روح ذنب کے اثر سے کالی ہوگئی ہے

رُوح را زاں نورِ مہ کُن ملتہب — کہ سیہ شد جانِ من ز آسیب تب

روح کو اس چاند کے نور سے روشن کر دیجئے — کیونکہ بخار کے اثر سے میری جان کالی ہوگئی ہے

از[3] خیال و وہم و ظن بازش رہاں — از چہ و جورِ رسن بازش رہاں

اسکو خیال اور وہم اور گمان سے چھڑا دیجئے — کنویں اور رسّی کے ظلم سے اسکو چھڑا دیجئے

تا ز دلداریِ خوبِ تو دلے — پر برآرد برپرد ز آب و گلے

تاکہ ایک دل تیری اچھی دلداری سے — پر نکال لے اور پانی اور مٹی سے اڑ جائے

اے عزیزِ مصرِ جانم دستگیر — عذرِ ایں زندانیِ خود در پذیر

اے میری جان کے مصر کے شاہ! دستگیری کیجئے — اپنے اس قیدی کا عذر قبول کیجئے

اے عزیزِ مصر در پیماں درست — یوسفِ مظلوم در زندانِ تست

اے مصر کے شاہ! عہد و پیمان میں درست — مظلوم یوسفؑ تیرے قیدخانہ میں ہے

اعمال۔ تا ز دلداری۔ آپ کی عنایت اور مہربانی سے میرے دل میں پر پرواز پیدا ہوجائے اور وہ دنیا کی دھندوں سے نجات پاجائے۔ عزیز۔ مصر کے بادشاہ اور وزیر کو کہاجاتا تھا یہاں حضرت حق تعالیٰ مراد ہے اور رُوح کو حضرت یوسفؑ سے تشبیہ دی ہے۔ اے عزیز۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ

---

[1] گر نہ۔ کھیت سے آنا۔ یہ بتاتا ہے کہ وہ سب ایک جگہ سے آرہے ہیں اور اُن کا مخزن ایک ہے۔ جوق در جوق۔ جس طرح پیاسے پانی کیطرف دوڑا کرتے ہیں اسی طرح خیالات دل میں آتے ہیں اور اپنی پیاس بجھا کر واپس ہوتے ہیں کچھ نمایاں رہتے ہیں کچھ بالکل پوشیدہ ہوجاتے ہیں۔ فکرہا۔ اختراں جس طرح ستارے آسمان میں گردش کرتے ہیں خیالات دل کے آسمان میں گردش کرتے ہیں۔

[2] سعد۔ جس طرح نجومی ستاروں کو سعد اور نحس سمجھتے ہیں تو بھی ان خیالات کو ایسا ہی سمجھ اچھا خیال ہو تو اُس سے دوسرے کو بھی نفع پہنچا۔ بُرا خیال آئے تو صدقہ کر اور توبہ کر۔ ما کییم۔ فاسد خیالات کی نحوست سے بچنے کا علاج ہم نے صدقہ و استغفار بتایا لیکن دراصل اُن سے محفوظ رکھنا فضلِ خداوندی کا کام ہے۔ طالعم۔ یعنی میرے منحوس حالات کو تبدیل کر دیجئے اور اس نحس کو گھما دیجئے تاکہ سعد طلوع کر آئے۔ ماہ حقیقی کے نور سے روح کو روشن کر دیجئے وہ گناہ کے اثر سے کالی پڑگئی ہے۔ ذنب۔ وہ نقطہ جس پر آکر چاند کو گرہن لگ جاتا ہے۔ تب۔ یعنی گناہ کی تپش۔

[3] از خیال۔ یعنی روح کو معاصی کے خیالات سے نجات دیدیجئے۔ از چہ یعنی مر

Presented by www.ziaraat.com

درخلاصِ او یکے خوابے ببیں[1] — زود، کاللہ یُحِبُّ المُحسِنین
اس کی نجات کے لئے ایک خواب دیکھ لیجئے — جلدی سے کیونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

ہفت گاوِ لاغرے وپُر گزند — ہفت گاوِ فربہش رامیخورند
نقصان رسیدہ اور سات کمزور بیل — اُس کے سات موٹے بیلوں کو کھا رہے ہیں

ہفت خوشۂ خشک وزشتِ ناپسند — سُنبلاتِ تازہ اش رامی چرند
سات خشک اور بُرے اور ناپسند خوشے — اُس کی تازہ بالوں کو چر رہے ہیں

قحط از مصرش برآمد اے عزیز — ہیں مباش اے شاہ ایں مستجیز
اے شاہ! اُس کے مصر سے قحط برآمد ہوگیا ہے — اے شاہ! ہاں اُس کو روا نہ رکھیئے

یوسفم در حبسِ تو اے شہ نشاں — ہیں ز دستانِ زنانم وارہاں
اے شاہ! میں تیری قید میں یوسف ہوں، (نشانی اعلاک) — ہاں مجھے عورتوں کے مکر سے نجات دیدے

از سوئ عرشے کہ بُودم مربط او — شہوتِ مادر فگندم کاھبطوا
اُس عرش کی جانب سے جو میرا مسکن تھا — ماں کی شہوت نے مجھے گرایا کہ اُترو

پس فتادم زاں کمالِ[2] مستتم — از فنِ زالے بزندانے رحم
تو میں اُس مکمل کمال سے گرا — ایک بوڑھی کے مکر سے رحم کے زنداں میں

رُوح را از عرش آرد در حطیم — لاجرم کیدِ زناں باشد عظیم
رُوح کو عرش سے ٹوٹے ہوئے گھر میں لے آتی ہے — بے شک عورتوں کا مکر عظیم ہوتا ہے

اوّل و آخر ھبوطِ من ز زن — چونکہ بُودم رُوح وچوں مستتم بدن
میرا پہلا اور آخری نزول عورت سے ہوا — جبکہ میں رُوح تھا اور جبکہ میں جسم ہوں

بشنو[3] ایں زاریِ یوسف در عثار — یا براں یعقوبِ بیدل رحم آر
لغزش کے بارے میں یوسفؑ کی یہ زاری سن لیجئے — یا اُس بیدل یعقوبؑ کے اوپر رحم کیجئے

نالہ از اخواں کنم یا از زناں — کہ فگندندم چو آدمؑ از جناں
شکوہ بھائیوں کا کروں، یا عورتوں کا — کہ جنھوں نے مجھے آدمؑ کیطرح جنتوں سے گرادیا

زاں مثالِ برگِ دے پژمردہ ام — کز بہشتِ وصل گندم خوردہ ام
میں اسی وجہ سے خزاں کے پتے کیطرح مرجھایا ہوا ہوں — کہ میں نے وصل کی بہشت سے گیہوں کھالیا

انسان کی قوتِ غضبیہ اور قوتِ شہوانی ہے جو گناہوں کا سبب ہیں۔ زاں۔ میرے معاصی مجھے قرب سے دور کئے ہوئے ہیں اس لئے میں خزاں کے پتے کی طرح مُرجھایا ہوا ہوں۔

لہ درخلاص۔ عزیزِ مصر کے خواب میں یوسفؑ کی رہائی کی بشارت تھی۔ زود۔ اللہ جبکہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے تو خود کیوں احسان نہ کریگا۔ ہفت گاؤ۔ میرے گناہ میری بھلائیوں کو نگل رہے ہیں۔ قحط۔ مجھ میں نیکیوں کا قحط ہے اس کو جائز نہ رکھ۔ یوسفؑ۔ حضرت یوسفؑ زنانِ مصری کی سازش سے جیل خانہ میں گئے تھے۔ نشاں۔ یعنی رہائی کا حکم۔ از سوی۔ انسان کی شہوتِ نفس اُسکے عالمِ بالا سے گرنے کا سبب بنی۔

سلہ کمالِ مستتم۔ یعنی عالمِ عُلوی کی سکونت۔ از فنِ زالے۔ ماں کی شہوت اس کا سبب بنی کہ میں رحمِ مادر میں قیدی بنا۔ در حطیم۔ یعنی دنیا۔ اوّل و آخر۔ پہلی بار نیچے اترنا روح کا تھا جو حضرت آدمؑ کے ضمن میں ہوا وہ حضرت حوّا کی شہوتِ بطن کی وجہ سے وقوع میں آیا دوسرا نیچے اترنا جسم کا تھا جو ماں کی شہوت کی وجہ سے ہوا اور جسم کی پیدائش ہوئی۔

سلہ بشنو۔ یا تو میری زاری سُنکر مجھ پر رحم کر دیجئے۔ یا براں یعقوبؑ۔ یا میرا شیخ جو میرے لئے دعا کرتا ہے اُس کی دعاؤں کی وجہ سے مجھ پر رحم کر دیجئے۔ نالہ از اخواں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی اُن کے مصر پہنچنے کا سبب بنے جہاں وہ قید ہوئے اور عورتوں کی سازش نے انکو قید میں پھنسایا مراد اس سے

Presented by www.ziaraat.com

چوں بدیدم لطف و اکرامِ ترا ۱ — واں سلامِ سلم و پیغامِ ترا

جب میں نے تیرا لطف اور اکرام دیکھا — اور تیرے صلح کے سلام اور پیغام کو

من سپند از چشمِ بد کردم پدید — در سپندم نیز چشمِ بد رسید

میں نے نظرِ بد کی وجہ سے کالا دانہ نکالا — میرے کالے دانہ کو بھی نظرِ بد لگ گئی

دافعِ ہر چشمِ بد از پیش و پس — چشمہائے پُر خمارِ تست و بس

آگے اور پیچھے سے ہر نظرِ بد کے دفعیہ کے لئے — صرف تیری نشیلی آنکھیں ہیں

چشمِ بد را چشمِ نیکویت شہا — مات و مستاصل کند نعم الدّوا

اے شاہ! تیری حسین آنکھ نظرِ بد کو — مغلوب اور ملیامیٹ کر دیتی ہے وہ بہتر دوا ہے

بل ز چشمت کیمیا ہا می رسد — چشمِ بد را چشمِ نیکو می کند

بلکہ تیری آنکھ سے کیمیا پہنچتی ہے — نظرِ بد کو، نیک نظر بنا دیتی ہے

چشمِ شہ ۲ بر چشمِ بازِ دل زدست — چشمِ بازش سخت با ہمت شدست

شاہ کی آنکھ نے دل کے باز کی آنکھ پر اثر کیا ہے — اُس کے باز کی آنکھ بہت باہمت ہو گئی ہے

تا ز بس ہمت کہ یابید از نظر — می نگیرد بازِ شہ جز شیرِ نر

یہاں تک کہ پوری ہمت کی وجہ سے جو اُس نے آنکھ سے حاصل کی ہے — شاہ کا باز، نر شیر کے علاوہ نہیں پکڑتا ہے

شیر چہ، کاں شاہبازِ معنوی — ہم شکارِ تست و ہم صیدش توئی

شیر کیا ہوتا ہے! بلکہ وہ معنوی شاہ باز — تیرا شکار بھی ہے اور تو اُسکا شکار بھی ہے

شد صفیرِ بازِ جاں در مرج دیں — نعرہائے لا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن

دین کی چراگاہ میں جان کے باز کی آواز — میں غروب کرجانیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں کے نعرے ہیں

بازِ دل ۳ را کز پئے تو می پرید — از عطائے بیحدت چشمے رسید

دل کا باز جو تیرے لئے اُڑ رہا تھا — تیری بیحد عطا سے اُسکو آنکھ حاصل ہو گئی

یافت بینی بوئی و گوش از تو سماع — ہر حسے را قسمتے آمد مشاع

ناک نے بُو اور کان نے سنا تجھ سے حاصل کیا — ہر حس کا حصہ مشترک ہے

ہر حسے را چوں دہی رہ سوئے غیب — نبود آں حس را فتورِ مرگ و شیب

جس حس کو تو غیب کی جانب راستہ عطا کر دے — اُس حس میں موت اور بڑھاپے کی کمزوری نہیں ہوتی

مالک الملکی بحس چیزے دہی — تا کہ بر حسہا کند آں حس شہی

تو مالکُ الملک ہے تو جس کو کوئی چیز دیدیتا ہے — تاکہ وہ حس حواس پر بادشاہی کرے

---

۱ چوں بدیدم۔ جب میں نے تیرے لطف اور کرم پر نظر کی اور یہ پیغام سُنا کہ تو توبہ کو قبول کرتا ہے تو شیطان کی نظرِ بد کو دفع کرنے کیلئے ہرمل نکالا کہ اُسکی دھونی دوں یعنی توبہ کی تو اُس توبہ کو نظرِ بد لگ گئی۔ دافع۔ معلوم ہوا کہ توبہ کرنا کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا بلکہ اصل اُس کی قبولیت ہے جو تیری پُر لطف نظرِ کرم ہے۔ چشمِ بد۔ شیطان سے بچاؤ کا مضبوط ذریعہ تیری نظرِ کرم ہے۔ بل ز چشمت۔ تیری نظرِ کرم کی تاثیر تو یہ ہے کہ وہ نظرِ بد کو نیک نظر بنا دیتی ہے۔

۲ چشمِ شہ۔ اللہ تعالےٰ کی نظرِ کرم جن پر ہو جاتی ہے اُنکے باز یعنی دل کی ہمت بلند ہو جاتی ہے۔ می نگیرد۔ اب وہ دل صرف شیرِ نر یعنی امورِ آخرت کا شکار کھیلتا ہے۔ شیر چہ۔ ان اولیاء کا مقصد امورِ آخرت کیا معنی وہ ذاتِ خداوندی ہوتی ہے جس کے وہ طالب بنجاتے ہیں۔ شد صفیر۔ اور ان اولیاء کا نعرہ یہ ہوتا ہے کہ ہم دنیا کی فانی چیزوں سے کوئی محبت نہیں رکھتے ہیں۔

۳ بازِ دل۔ اولیاء اللہ کا دل جو تیری طلب میں پرواز کرتا ہے اُنکو تیری عطا سے خاص حواس حاصل ہو جاتے ہیں۔ یافت۔ اُنکے حواس خدائی صفات سے متصف ہو جاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ ہر حسے۔ اب اُنکے حواس کا تعلق عالمِ حقائق سے ہو جاتا ہے اور اُن حواس میں موت یا بڑھاپے سے کوئی کمزوری نہیں آتی۔ مالک الملک۔ جب اُنہیں خدائی صفات پیدا ہو جاتی ہیں تو جسطرح خدا مالک الملک ہے اُنکے حواس کو بھی عوام کے حواس پر شاہی حاصل ہو جاتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

جهد کن[1] تا حسِ تو بالا رَوَد   تا کہ کارے حس ازاں بالا شود
تو کوشش کر تاکہ تیرا حس اوپر جائے   تاکہ حس کا کام اس سے بلند ہو جائے

حکایتِ شب و دزداں کہ شاہ محمود میانِ ایشاں افتاد کہ مَن نیز یکے از شما اَم و بر حالِ ایشاں مُطّلع شُد الخ

رات اور چوروں کا قصہ کہ سلطان محمود اُن میں پہنچ گیا کہ میں بھی تم میں کا ایک ہوں اور اُن کی حالت سے باخبر ہو گیا

شب چو شہ محمود برمی گشت فرد   با گروہِ قومِ دُزداں باز خورد
رات کو جب سلطان محمود اکیلا گشت کر رہا تھا   چوروں کی قوم کے گروہ سے جا بھڑا

پس بگفتندش کہ اے بُوالوفا   گفت شہ مَن ہم یکے اَم از شما
انھوں نے اُس سے کہا اے وفادار تو کون ہے؟   سلطان نے کہا میں بھی تم میں سے ایک ہوں

آں یکے گفت اے گروہِ مکر کیش   تا بگوید ہر یکے فرہنگِ خویش
ایک نے کہا اے مکّار گروہ!   ہر ایک اپنا ہنر بیان کرے

تا بگوید با حریفاں در سَمَر[2]   کو چہ دارد در جبلّت از ہُنر
تاکہ دوستوں سے قصہ گوئی میں کہے   کہ وہ فطرت میں کیا ہنر رکھتا ہے؟

آں یکے گفت اے گروہِ فن فروش   ہست خاصیت مرا اندر دو گوش
ایک نے کہا اے ہنر کے دعویدار گروہ   میرے دونوں کانوں میں (یہ) خاصیت ہے

کہ بدانم سگ چہ می گوید بہ بانگ   قوم گفتندش ز دیناری دو دانگ
کہ میں جان لیتا ہوں کہ کتا آواز میں کیا کہتا ہے   قوم نے اُس سے کہا تو دینار میں سے دو دانگ ہے

آں دگر گفت اے گروہِ زر پرست   جملہ خاصیت مرا چشم اندر است
دوسرے نے کہا اے زر کے پجاری گروہ!   کُل خاصیت میری آنکھ میں ہے

ہر کہ[3] را شب بینم اندر قیرواں   روز بشناسم من اُو را بے گماں
جس کو میں رات کے اندھیرے میں دیکھ لوں   میں اُس کو بے شبہ دن میں پہچان لوں

گفت یک خاصیتم در بازو ست   کہ زنم من نقبہا با زورِ دست
ایک نے کہا میری خصوصیت بازو میں ہے   میں ہاتھ کی طاقت سے نقب لگا دیتا ہوں

گفت یک خاصیتم در بینی ست   کارِ مَن در خاکہا بُو بینی ست
ایک نے کہا میری خصوصیت ناک میں ہے   میرا کام مٹیوں میں سے بُو سونگھ لینا ہے

---

[1] جہد کن۔ خطاب ہے کہ انسان کو ایسے ہی بالائی حواس حاصل کرنے چاہییں۔ حکایت۔ اِس حکایت سے حس کے بالا ہونے کے نفع کو واضح کیا ہے۔ برمی گشت فرد۔ اکیلا گھوم رہا تھا۔ پس۔ چوروں نے سلطان سے دریافت کیا تو کون ہے تو اُس نے کہہ دیا کہ میں تم میں سے ہی ہوں۔ آں یکے۔ ایک چور نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہر ایک اپنا ہنر ظاہر کرے۔ حریفاں۔ ساتھی۔

[2] سمر۔ قصہ کہانی جبلّت۔ فطرت۔ فن فروش۔ ہنر کا مدّعی۔ کہ بدانم۔ ایک نے کہا کہ میں کتے کی بولی سمجھ لیتا ہوں۔ دانگ۔ درہم کا چھٹا حصّہ اور درہم دینار کا دسواں حصّہ ہے۔ دانگ دینار کا ساٹھواں حصّہ ہوا، یعنی یہ کوئی قابلِ وقعت ہنر نہیں ہے۔

[3] ہر کہ۔ ایک نے کہا کہ میری آنکھ میں یہ تاثیر ہے کہ جس شخص کو اندھیرے میں بھی دیکھ لیتا ہوں دن کو اُس کو فوراً پہچان لیتا ہوں۔ بازو۔ ایک نے کہا میرے بازو میں اِس قدر طاقت ہے کہ پنجے کے زور سے بغیر کسی اوزار کے دیوار میں نقب لگا دیتا ہوں۔ گفت یک۔ ایک نے کہا کہ میری ناک کی یہ خصوصیت ہے کہ زمین کی مٹی سونگھ کر بتا دیتا ہوں کہ یہاں خزانہ ہے یا نہیں؟

Presented by www.ziaraat.com

لـ مِتِّ اَلنَّاسُ مَعَادِن دار دست — کہ رسولؐ آں راپئے چہ گفتہ است

"لوگ کانیں ہیں" کا راز حاصل ہو گیا ہے — کہ رسولؐ نے وہ کس وجہ سے فرمایا ہے؟

مَن زخاکِ تَن بدانم کاندراں — چند نقد ست و چہ دارد بیگماں

میں جسم کی مٹی سے جان لیتا ہوں، کہ اُس میں — کتنا نقد ہے اور وہ بلاشبہ کیا رکھتا ہے

در یکے کاں زرِ بے اندازہ درج — واں دگر دخلش بُوَد کمتر زخرج

ایک کان میں بے اندازہ سونا داخل ہے — دوسری میں آمدنی خرچ سے کم ہوتی ہے

ہمچوں مجنوں بُو کُنم من خاک را — خاکِ لیلیٰ را بیابم بے خطا

میں مجنوں کی طرح مٹی کو سونگھ لیتا ہوں — بغیر غلطی کے لیلیٰ کی خاک کو پالیتا ہوں

بُو کُنم دانم زہر پیراہنے — گر بُوَد یوسفؑ و گر آہرمنے

میں ہر لباس میں سے ہمیشہ سونگھ لیتا ہوں — خواہ یوسفؑ ہو اور خواہ شیطان ہو

ہمچو احمدؐ کہ بَرَد بُو از یمن — زاں نصیبے یافت ایں بینیِ مَن

احمدؐ کی طرح کہ یمن کی جانب سے بو پالیتے ہیں — اُس سے میری ناک نے ایک حصہ پالیا

کہ کدامیں خاکِ ہمسایہ زر ست — یا کدامیں خاک صِفر و اَبتر ست

کہ کونسی مٹی سونے کی پڑوسی ہے — یا کونسی مٹی، خالی اور ابتر ہے

گفت یک ایں خاصیت در پنجہ اَم — کہ کمندے افگنم طولِ عَلَم

ایک نے کہا میرے پنجہ میں یہ خاصیت ہے — کہ پہاڑ کی اونچائی پر کمند پھینک دیتا ہوں

قصر اگرچہ چند باشد بس بُلند — کنگرہ اَش در سخت گردانم کمند

قلعہ خواہ کتنا ہی اونچا ہو — اُس کے کنگرے میں مضبوط کمند ڈال دیتا ہوں

ہمچو احمدؐ کہ کمند افگند جانش — تا کمندش بُرد سُوئے آسمانش

احمدؐ کی طرح کہ اُن کی رُوح نے کمند ڈالی — یہاں تک کہ وہ کمند اُن کو آسمان کی جانب لے گئی

ہمچو احمدؐ کہ کمند انداخت سخت — کہ کمندش بُرد سوئے بخت و تخت [سے]

احمدؐ کی طرح کہ انھوں نے سخت کمند ڈالی — وہ کمند اُن کو نصیبے اور تخت کی جانب لے گئی

گفت حقّش اے کمند اندازِ بیت [سے] — آں زِمَن داں مَا رَمَیتَ اِذْ رَمَیتَ

اُنسے اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا اے بیت دشمنوں پر کمند پھینکنے والے! — میری جانب سے سمجھ "تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا"

پس بپرسیدند زاں شہ کلے سَنَد — مر تُرا خاصیت اندر چہ بُوَد

پھر سب نے اُس سلطان سے پوچھا کہ اے معتمد! — تیری خصوصیت کس چیز میں ہے؟

لـ مِتِّ: حدیث شریف ہے۔ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ انسان سونے چاندی کی کانوں کی طرح کانیں ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں اس حدیث کے معنی اس قصّے سے سمجھ میں آگئے مطلب یہ ہے کہ جس طرح اُن لوگوں کے اوصاف مختلف تھے اسیطرح دین سے متعلق خواص انسانوں میں مختلف ہیں۔ مَن زخاک۔ اُس چور نے کہا کہ میں زمین کی مٹی سونگھ کر بتا دیتا ہوں کہ یہاں کسقدر مال دفن ہے۔ در یکے کسی کان میں بے اندازہ سونا ہوتا ہے کسی میں اتنا بھی نہیں ہوتا کہ کُھدائی کا خرچ بھی نکل سکے۔ ہمچو مجنوں۔ مجنوں کو لیلیٰ کی قبر کسی نے نہ بتائی تھی اُنے مٹی سونگھ کر اسکی قبر پہچان لی تھی۔ لـ ہمچو احمدؐ آنحضورؐ نے فرمایا کہ میں خدائی سانس یمن سے محسوس کر رہا ہوں اور یمن کی طرف اشارہ فرمایا۔ زاں۔ اسیطرح کے سونگھنے کا مجھے بھی حصہ ملگیا ہے۔ گفت یک۔ ایک چور نے کہا کہ میرے پنجہ میں یہ خصوصیت ہے کہ میں پہاڑ جیسے بلند قلعہ کی دیوار پر بھی کمند پھینک دیتا ہوں۔ عَلَم پہاڑ۔ کنگرہ۔ بلند قلعے کے کنگرے میں مضبوط کمند ڈالدیتا ہوں۔ ہمچو احمدؐ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ آنحضورؐ نے بھی عشقِ الٰہی کی کمند پھینکی جسکے ذریعہ وہ معراج میں آسمان تک پہنچے۔ سے شوئے بخت۔ آنحضورؐ نے ایسی کمند پھینکی جو آپکو تخت الٰہی عرش اور بخت یعنی قربِ الٰہی تک لیگئی۔ بیت یعنی بیت المعمور آنحضورؐ نے معراج میں اسکی بھی سیر کی۔ آں زمن۔ اس کمند اندازی کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ یہ فعل بھی آپ کا نہیں ہو بلکہ ہمارا ہے جیسا کہ غزوہ بدر میں کنکریوں کا پھینکنا آپ کا فعل نہ تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت[1] در ریشم بود خاصیتم	کہ رہانم مجرماں را از نقم
اُس نے کہا میری خاصیت میری داڑھی میں ہے	کہ میں مجرموں کو سزاؤں سے چھڑا دیتا ہوں
مجرماں را چوں بجلاداں دہند	چوں بجنبد ریشِ من ایشاں رہند
جب مجرموں کو جلادوں کے سپرد کرتے ہیں	جب میری داڑھی ہل جاتی ہے وہ چھوٹ جاتے ہیں
چوں بجنبانم برحمت ریش را	طے کنند آں قتل وآں تشویش را
جب میں رحم سے داڑھی ہلا دیتا ہوں	وہ اُس قتل اور پریشانی کو لپیٹ دیتے ہیں
قوم گفتندش کہ قطبِ ما توئی	کہ خلاصِ روزِ محنتہا شوی
قوم نے اُس سے کہا کہ تو ہی ہمارا قطب ہے	کہ مشقتوں کے دن خلاصی کا باعث تو ہوگا
بعد[2] ازاں جملہ بہم بیروں شدند	سُوئے قصرِ آں شہِ میموں شدند
اُس کے بعد سب مل کر باہر نکلے	اُس مبارک سلطان کے قلعہ کی طرف چلے
چوں سگے بانگے بزد از سُوئے راست	گفت می گوید کہ سلطاں با شماست
جب کتے نے داہنی جانب سے آواز کی	اُس نے کہا، کہتا ہے کہ سلطان تمہارے ساتھ ہے
خاک بُو کرد آں دگر از ربوہ	گفت ایں ہست از وثاقِ بیوہ
دوسرے نے ٹیلے کی مٹی سونگھی	بولا، یہ ایک بیوہ کے گھر کی ہے
پس کمند انداخت اُستادِ کمند	تا شُدند آں سُوئے دیوارِ بلند
پھر کمند کے استاد نے کمند پھینکی	یہاں تک کہ وہ بلند دیوار کے اُسطرف پہنچ گئے
جائے دیگر خاک را چوں بُو کرد	گفت خاکِ مخزنِ شاہیست فرد
جب اُس نے دوسری جگہ مٹی سونگھی	بولا بادشاہ کا بے مثال خزانہ ہے
نقب[3] زن زد نقب در مخزن رسید	ہر یکے از مخزن اسبابے کشید
نقب لگانیوالے نے نقب لگایا خزانہ میں پہنچ گیا	ہر ایک نے مخزن سے سامان نکالا
بس زر و زربفت و گوہرہائے زفت	قوم بُردند و نہاں کردند تفت
بہت سونا اور زربفت اور بھاری جواہر	قوم لے گئی اور جلد چھپا دیا
شہ معین دید منزل گاہِ شاں	حلیہ و نام و پناہ و راہِ شاں
سلطان نے متعین طور پر اُنکی قیامگاہ دیکھ لی	اُن کا حلیہ اور نام اور پناہ (گاہ) اور راستہ
خویش را دُزدید زیشاں باز گشت	روز در دیواں بگفت آں سرگذشت
اپنے آپ کو اُن سے چھپ کر واپس ہوگیا	دن میں کچہری میں وہ سرگذشت سُنائی

[1] گفت۔ سلطان نے چوروں کے سوال پر فرمایا کہ میری داڑھی میں یہ خاصیت ہے کہ میں جب داڑھی ہلا دوں تو مجرم سزا سے بچ جاتے ہیں۔ مجرماں۔ جب مجرموں کو جلاد کے سپرد کردیں اور میں اُنکی رہائی کیلئے سر سے اشارہ کردوں جس سے داڑھی ہل جائیگی تو وہ مجرم فوراً چھوڑ دیے جائینگے۔ قوم گفتند۔ چوروں نے کہا تو ہمارا قطب اور پیشرو ہے کیونکہ مصیبت اور گرفتاری کے وقت تو ہی کام آئیگا۔

[2] بعد ازاں۔ اس گفتگو کے بعد سب چور چوری کرنے چل دیئے۔ چوں سگے۔ ایک کتا بھونکا تو جس چور نے اپنی صفت یہی بتائی تھی اُس نے کہہ دیا کہ کتا کہہ رہا ہے کہ سلطان تمہارے ساتھ ہے۔ ربوہ۔ ٹیلہ۔ وثاق۔ مکان۔ پس کمند۔ شاہی قلعہ کی بلند دیوار پر کمند ڈال دی۔ جائے دیگر۔ قلعہ کی فصیل کے اندر پہنچکر ایک نے مٹی سونگھ کر بتا دیا کہ یہاں بادشاہ کا بیمثال خزانہ ہے۔

[3] نقب زن۔ نقب لگانے والے نے صرف ہاتھ کے ذریعہ نقب لگا دیا اور چوروں نے خزانہ کا سامان نکالنا شروع کردیا۔ نہاں۔ سونا اور زربفت کپڑا اور جواہر زمین میں دفن کردیئے۔ مگر سلطان ان سب کو پہچان چکا تھا اور اُس نے سب کچھ دیکھا تھا خویش۔ سلطان چپکے سے اُن سے جدا ہوکر واپس ہوگیا اور دن میں کچہری میں پہنچ کر رات

پس[1] سواں گشتند سرہنگانِ مست — تا کہ دُزداں را گرفتند و بہ بست

بعد ازیں مست سپاہی روانہ ہو گئے — حتیٰ کہ انھوں نے چوروں کو پکڑ لیا اور باندھ لیا

دست بستہ سوئے دیواں آمدند — وز نہیبِ جانِ خود لرزاں شدند

وہ دست بستہ کچہری میں آئے — اور اپنی جان کے ڈر سے لرزنے لگے

چونکہ استادند پیشِ تختِ شاہ — یارِ شب شاں بُود آں شاہِ چو ماہ

جب سلطان کے تخت کے سامنے کھڑے ہوئے — وہ چاند جیسا سلطان، اُن کا رات کا یار تھا

آنکہ شب بر ہر کہ چشم انداختے — روز دیدے بے شکش بشناختے

وہ شخص کہ جو جس پر رات کو نظر ڈال دیتا — دن میں دیکھتا تو بلا شبہ پہچان لیتا

شاہ را بر تخت دید و گفت ایں — بُود مارا دوش شب گرد و قریں

اُس نے سلطان کو تخت پر دیکھا اور کہا یہ — گذشتہ رات، ہمارا ساتھی اور رات کو چکر لگانے والا تھا

آنکہ[2] چندیں خاصیت در ریشِ اوست — ایں گرفتِ ما ہم از تفتیشِ اوست

وہ کہ جس کی داڑھی میں اِس قدر خاصیتیں ہیں — ہماری یہ گرفتاری بھی اُس کی جستجو کی وجہ سے ہے

عارفِ شہ بُود چشمش لاجرم — بر گشاد از معرفت لب با حشم

اُس کی آنکھ لامحالہ سلطان کو جاننے والی تھی — پہچان لینے کے بارے میں، مجمع سے ہونٹ کھولا

وَھُوَ مَعَکُم گفت اُو ایں شاہ بُود — فعلِ ما می دید و سرِّ ما شنُود

اُس نے کہا "اور وہ تمہارے ساتھ ہے" یہ سلطان تھا — وہ ہمارا کام دیکھ رہا تھا اور ہمارا راز سُن رہا تھا

چشمِ من رہ بُرد شب شہ را شناخت — جملہ شب با روئے ماہش عشق باخت

میری آنکھ نے راستہ پا لیا رات، سلطان کو پہچان لیا — تمام رات اُس کے چاند جیسے چہرے سے عشق بازی کی

اُمّتِ[3] خود را بخواہم من ازو — کو نگرداند ز عارف ہیچ رُو

میں اُس سے اپنی قوم کو مانگ لوں گا — کیونکہ وہ جاننے والے سے کبھی مُنہ نہ موڑے گا

چشمِ عارف داں امانِ ہر دو کون — کہ بدو یابید ہر بہرام عون

عارف کی آنکھ کو دو جہان کی امن سمجھ — کیونکہ ہر شاہ نے اُس سے مدد پائی ہے

زاں محمدؐ شافعِ ہر داغ بُود — کہ ز جُز حق چشمِ اُو مازاغ بُود

اِسی لئے محمدؐ ہر زخم کے سفارشی ہوئے ہیں — کیونکہ حق کے سوا سے اُن کی آنکھ "مازاغ" تھی

در شبِ دُنیا کہ محجوب ست شید — ناظرِ حق بُود و زو بودش اُمید

دنیا کی رات میں جبکہ سورج پوشیدہ ہے — وہ اللہ کو دیکھنے والے تھے اور اُسی سے اُنکی اُمید تھی

---

[1] پس. بادشاہ کے کہدینے پر چوروں کی گرفتاری کیلئے سپاہی روانہ ہو گئے اور اُنھوں نے چوروں کو گرفتار کرکے اُنکی مُشکیں کس دیں۔ نہیب۔ خوف۔ یارِ شب۔ اُنھوں نے پہچان لیا کہ سلطان تو رات اُن کا ساتھی تھا۔ آنکہ۔ جس چور کی آنکھ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ رات کے اندھیرے میں دیکھے ہوئے انسان کو دن میں پہچان لیتا تھا اُس نے کہا سلطان تو رات ہمارے ساتھ تھا۔

[2] آنکہ. یعنی سلطان کی داڑھی میں بہت خصوصیتیں ہیں اُسکی جستجو سے ہی ہماری گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ عارف۔ چونکہ بادشاہ کو وہ چور پہچانتا تھا اسلئے اُسنے کہا۔ وَھُوَ مَعَکُم "اور وہ تمہارے ساتھ ہے" کا مصداق یہی سلطان ہے اُسنے ہمارے سارے کارنامے اور راز دیکھے ہیں۔ چشمِ من۔ میں رات میں ہی سلطان کو پہچان گیا تھا اور اُسکے چہرے سے لُطف اندوز ہو رہا تھا۔

[3] اُمّت خود. مجھے سلطان سے بادشاہ جان پہچان والوں سے مروّت برتتا ہے اُنکی بات نہیں ٹالتا میں تم لوگوں کی سفارش کرکے چھڑا لونگا۔ چشمِ عارف۔ چور کے عارف ہونے سے مولانا نے عارف باللہ کا ذکر شروع فرما دیا کہ اُنکی آنکھ دونوں جہان کیلئے باعثِ امن ہے اور ہر بادشاہ اُنسے مدد حاصل کرتا ہے وہ بقاءِ عالم کا سبب ہوتا ہے۔ زاں۔ چونکہ آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ کی مکمل معرفت حاصل تھی اور آنحضورؐ کی نظر کے بارے میں قرآن نے مَازَاغ

ازالمْ نشرح دوچشمش سرمہ یافت ... دید آنچہ جبرئیلؑ آں برنتافت
الم نشرح سے اُنکی دونوں آنکھوں نے سُرمہ پایا ... وہ دیکھ لیا جس کو جبرئیلؑ نے برداشت نہ کیا

ہر یتیمے راکہ سُرمہ حق کشد ... گرددا اُو دُرِّ یتیم با رشد
جس یتیم کے اللہ (تعالیٰ) سُرمہ لگادے ... وہ یکتا موتی ہدایت یافتہ بن جاتا ہے

نورِ اُو بر ذرّہا غالب شود ... آنچناں مطلوب را طالب شود
اُس کا نور ذرّوں پر غالب ہوجائے ... وہ ایسے مطلوب کا طالب بن جائے

در نظر بودش مقاماتُ العباد ... لاجرم نامش خدا شاہد نہاد
اُس کی نظر میں بندوں کے مقامات تھے ... لامحالہ اللہ (تعالیٰ) نے اُس کا نام شاہد رکھدیا

آلتِ[۲] شاہد زبان و چشمِ تیز ... کہ زشب خیزش ندارد سر گریز
گواہ کا آلہ، زبان اور تیز نگاہ ہے ... کیونکہ آپکے رات کو بیدار رہنے والے قلب سے کوئی راز گریز نہیں کرسکتا

گر ہزاراں مُدّعی سر بر زند ... گوش قاضی جانبِ شاہد کند
مُدّعی خواہ ہزار سر پٹخے ... قاضی، کان گواہ کی طرف کرتا ہے

قاضیاں را در حکومت ایں فن است ... شاہد ایشاں را دو چشم روشن ست
قاضیوں کا فیصلہ کرنے میں یہی فن ہے ... اُن کی گواہ دو روشن آنکھیں ہیں

گفتِ[۳] شاہد زاں بجای دیدہ است ... کہ بدیدہ بیغرض سر دیدہ است
گواہ کی بات اسی وجہ سے آنکھ کے قائم مقام ہے ... کیونکہ اُس نے بے غرض آنکھ سے حقیقت کو دیکھا ہے

مُدّعی دیدہ است امّا با غرض ... پردہ باشد دیدۂ دل را غرض
مُدّعی نے دیکھا ہے لیکن غرض کے ساتھ ... غرض دل کی آنکھ کے لئے پردہ ہوجاتی ہے

حق ہمی خواہد کہ تو زاہد شوی ... تا غرض بگذاری و شاہد شوی
اللہ (تعالیٰ) چاہتا ہے کہ تو زاہد بن جائے ... تاکہ غرض کو چھوڑدے اور گواہ بن جائے

حق ہمی گوید غرض را ترک کُن ... تا قبول اُفتد تُرا با ما سخن
اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے غرض کو چھوڑدے ... تاکہ تیری بات ہمارے نزدیک مقبول ہوجائے

---

[۱] ازالم نشرح قرآن میں مذکور ہے کہ ہم نے آپکے سینہ کو کشادہ کردیا ہے اور اس شرح صدر کا سُرمہ آپ کی آنکھوں میں تھا اسی لئے آنحضورؐ نے اُن تجلیات کو بھی دیکھ لیا جن کو جبرئیلؑ نہ دیکھ سکے اور سدرۃ المنتہےٰ سے آگے نہ بڑھے۔ ہر یتیمے ایسا سُرمہ کسی یتیم کے لگ جائے تو وہ دُر یکتا اور ہادی بنجاتا ہے جیسے کہ آنحضورؐ بنے۔ نورِ اُو۔ اُس کی روشنی کے مقابلہ میں دوسرں کی بصیرت سورج کے بالمقابل ذرّوں کی چمک ہے پھر وہ اس بصیرت کے ذریعہ ایسے ہی مطلوب (ذاتِ حق) کا طالب بن جاتا ہے۔ در نظر۔ پھر اُس کی نظر کے سامنے لوگوں کے احوال واضح ہوجاتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کو شاہد، دیکھنے والا۔ گواہ کا لقب عنایت فرمایا۔

[۲] آلت۔ آنحضورؐ کو قرآن میں شاہد اور گواہ قرار دیا گیا ہے گواہی کا مدار دو چیزوں پر ہے ایک تو یہ کہ گواہ کے زبان ہو تاکہ عدالت میں گواہی دے سکے دوسرے یہ کہ آنکھ تیز ہو جس سے وہ واقعہ کو دیکھ سکے لہٰذا آپ میں یہ دونوں چیزیں مکمل تھیں۔ کز شب خیزش۔ چونکہ آپ کا قلب نیند کی حالت میں بھی بیدار رہتا تھا اس لئے آپ کے ایسے بیدار قلب سے کوئی راز چھپا نہ رہتا تھا بلکہ آپ کو اُس راز پر ایسا ہی یقین ہوتا تھا جیسے کہ آپ نے اسکو دیکھا ہو۔ گر ہزاراں۔ صرف مُدّعی کے کہنے پر قاضی اُس کے قول کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا ہے بلکہ گواہی کو سنتا ہے۔ قاضیان۔ قاضیوں کا یہی طریقہ ہے اور اُن کو گواہ کے ذریعہ علم مشاہدہ حاصل ہوتا ہے تو گویا گواہ قاضی کی آنکھ ہے۔

[۳] گفت شاہد۔ گواہ کی گواہی قاضی کے لئے مشاہدہ اس لئے ہے کہ اس گواہ نے بے غرضی کے ساتھ اُس واقعہ کو دیکھا ہے۔ مُدّعی۔ مُدّعی نے بھی اس بات کو دیکھا ہے لیکن اُسکی غرض نے اس واقعہ کے بعض پہلوؤں کو مخفی کردیا ہے لہٰذا اُس کی بات کا اعتبار نہیں ہے۔ حق۔ اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ انسان بے غرض بن جائے تاکہ اسکو گواہ کا مرتبہ حاصل ہوجائے۔

Presented by www.ziaraat.com

کاش غرضہا پردۂ دیدہ بود — بر نظر چوں پردہ پیچیدہ بود
کیونکہ یہ غرضیں آنکھ کا پردہ ہیں — وہ نظر پر پردے کی طرح لپٹی ہوئی ہوتی ہیں

پس نہ بیند جملہ را با طم و رم — حُبُّكَ الْاَشْيَاءَ يُعْمِي وَيُصِمّ
تو وہ کل کو اچھے برے کیساتھ نہیں دیکھتا — چیزوں سے تیرا محبت کرنا اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے

در دلش خورشید چوں نورے فشاند — پیشش اختر را مقادیرے نماند
اُن کے دل میں جب سورج نے نور افشانی کی — اُن کے سامنے ستاروں کی قدریں نہ رہیں

پس بدید اُو بے حجاب اسرار را — سیرِ روحِ مومن و کفار را
تو اُنھوں نے اسرار کو بغیر پردے کے دیکھ لیا — مومن اور کفار کی روح کی رفتار کو

درزمیں[2] حق را و در چرخِ سمی — نیست پنہاں تر ز روحِ آدمی
اللہ (تعالیٰ) کی کوئی چیز زمین اور بلند آسمان میں — آدمی کی روح سے زیادہ مخفی نہیں ہے

باز کرد از حق دو چشمِ خویشتن — آنکہ صاحب رفعت آمد در سُنن
اللہ (تعالیٰ) کی مدد سے ایسے شخص نے اپنی دونوں آنکھیں کھول لیں — جو احادیث میں بلندی والا بن گیا ہے

باز کرد از رطب و یابس حق نورد — روح را مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ مُہر کرد
اللہ (تعالیٰ) نے رطب و یابس سے پیٹ کھول دیا — روح پر مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ سے مُہر لگا دی

پس چو دید آں روح را چشمِ عزیز — پس بر او پنہاں نماند ہیچ چیز
پھر جب اُس معزز آنکھ نے روح کو دیکھ لیا — تو اُس پر کوئی چیز مخفی نہ رہے گی

شاہدِ[3] مطلق بود در ہر نزاع — بشکند گفتش خمارِ ہر صُداع
وہ ہر جھگڑے میں کامل گواہ ہوگا — آپ کی بات ہر دردِ سر کے خمار کو توڑ دیگی

نامِ حق عدل است شاہد آنِ اوست — شاہدِ عدل است زیں رو چشمِ دوست
اللہ (تعالیٰ) کا نام عدل ہے گواہ اُس کا مقرب ہوتا ہے — اِس اعتبار سے دوست کی آنکھ عادل گواہ ہے

منظرِ حق دل بود در دو سرا — کہ نظر در شاہد آید شاہ را
دل دونوں جہان میں اللہ (تعالیٰ) کا منظورِ نظر ہے — کیونکہ بادشاہ کی نظر گواہ پر ہوتی ہے

عشقِ حق و سرِّ شاہد بازیش — بود مایہ جملہ پردہ سازیش
اللہ (تعالیٰ) کی محبت اور اُس کی محبت کا راز — اُس کی تمام تر پردہ سازی کا سرمایہ ہوتا ہے

نامِ حق: آنحضورؐ کو محبوبیت کا درجہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے اور جس گواہ میں عدالت ہوتی ہو وہ عادل کا محبوب ہوتا ہے تو آپؐ عادل گواہ ہونگے۔ اعتبار سے دوست یعنی حق تعالیٰ کی قوت باصرہ ہیں۔ منظرِ حق: چونکہ عادل گواہ حاکم کا محبوب ہوتا ہے اسلئے قلب اللہ کا منظورِ نظر اور محبوب ہے چونکہ وہ بھی عادل گواہ ہے۔ عشقِ حق۔ اللہ کو جو آنحضورؐ سے محبت ہے وہی

[1] کاش غرضہا۔ انسان کی غرضیں اُس کو گواہی کے لئے نااہل بناتی ہیں۔ طم و رم۔ طم دریا کا پانی، رم نمناک مٹی اِس سے مراد رطب و یابس ہوتا ہے۔ حُبُّكَ۔ انسان کو محبوب کی بُرائی نظر نہیں آتی نہ وہ اُسکی بُری بات کو سنتا ہے۔ در دلش۔ نورِ خداوندی کی وجہ سے آپؐ کا علم و معرفت اِس قدر کمل تھا کہ دوسروں کا علم اُسکے مقابلہ میں ہیچ تھا۔ پس بدید۔ آپ سے اسرار مخفی نہ تھے اور آپ جان گئے تھے کہ مومن کی روح کی رفتار کس طرف ہے اور کافر کی روح کی رفتار کدھر ہے۔

[2] درزمیں۔ دونوں جہان میں رُوح سے زیادہ پوشیدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ باز کرد۔ جن لوگوں نے قرآن و حدیث کا علم حاصل کر لیا ہے اُنھوں نے اپنی دونوں آنکھوں کو کھول لیا۔ باز رطب۔ اُن کو تمام معلومات حاصل ہوگئیں لیکن روح کی حقیقت اُن کے لئے بھی واضح نہ ہوئی کیونکہ اُس کے بارے میں قرآن نے صرف مجملاً اِس قدر فرمایا کہ وہ خدائی امر سے ہے۔ چو دید۔ لیکن آنحضورؐ نے اُس روح کو دیکھ لیا تو پھر آپ کی نگاہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہی۔

[3] شاہدِ مطلق۔ جبکہ آنحضورؐ کو اسرار کا بھی مشاہدہ ہے تو قیامت میں آپ گواہ بنیں گے اور آپ کی گواہی اختلاف کے دردِ سر کو رفع کرے گی۔

پس¹ ازاں لولاک گفت اندر لقا — در شبِ معراج شاہد بازِ ما
تو اسی لئے لولاک فرمایا ملاقات میں — معراج کی رات میں، ہمارے عاشق نے

ایں قضا بر نیک و بد حاکم بود — بر قضا شاہد نہ حاکم می شود
یہ قضاء (خداوندی) بھلے اور بُرے پر حاکم ہوتی ہے — کیا قضاءِ خداوندی پر گواہ حاکم نہ ہوگا؟

شد اسیرِ آں قضا میرِ قضا — شاد باش اے چشمِ تیزِ مرتضیٰ
وہ (ذات) جو قضاء (خداوندی) کی قیدی تھی قضاء (خداوندی) کی حاکم بن گئی — اے مرتضیٰ کی تیز آنکھ! شاباش ہے

عارف² از معروف بس درخواست کرد — کاے رقیبِ ما تو اندر گرم و سرد
جاننے والے نے پہچانے ہوئے سے درخواست کی — کہ اے اچھے بُرے میں ہمارے نگران!

اے مشیرِ ما تو اندر خیر و شر — از اشارتہای دل ما بیخبر
اے کہ تو بھلائی اور بُرائی میں ہمارا مشیر ہے — ہم دل کے اشاروں سے بے خبر ہیں

اے یَرَانَا لَا نَرَاہُ روز و شب — چشم بندِ ما شدہ دیدِ سبب
اے کہ دن اور رات وہ ہمیں دیکھتا ہے ہم اسکو نہیں دیکھتے — سبب کو دیکھنا، ہماری آنکھ کا پردہ بنا ہے

چشمِ من از چشمہا بگزیدہ شد — تا کہ در شب آفتابم دیدہ شد
میری آنکھ (دوسری) آنکھوں سے ممتاز ہو گئی — یہاں تک کہ مجھے رات میں سورج نظر آگیا

لطفِ³ معروفِ تو بود اے منتہی — پس کمالُ البرِّ فی اتمامہٖ
اے کامل! تیری مشہور مہربانی ہو چکی ہے — احسان کا کمال اُس کے مکمل کر دینے میں ہے

رَبِّ اَتْمِمْ نُوْرَنَا فِی السَّاھِرَہْ — وَانْجِنَا مِنْ مُفْضِحَاتِ الْقَاھِرَہْ
اے رب! ہمارے نور کو محشر میں مکمل کردے — اور ہمیں رسوا کرنے والے قہروں سے نجات دے

یارِ شب را روزِ مہجوری مدہ — جانِ قربت دیدہ را دوری مدہ
رات کے دوست کو فراق کا دن نہ دے — قربت دیکھی ہوئی جان کو دوری نہ دے

بُعدِ تو مرگیست با درد و نکال — خاصہ بُعدے کاں بود بعد الوصال
تیری دوری درد اور عذاب سے بھری ہوئی موت ہے — خصوصاً وہ دُوری جو وصال کے بعد ہو

آنکہ دیدستت مکن نادیدہ اش — آب زن بر سبزہ بالیدہ اش
جس نے تجھے دیکھا ہے اسکو اَن دیکھا نہ بنا — اُس کے اُگے ہوئے سبزے پر پانی چھڑک دے

---

¹ پس۔ چونکہ ایسی عالم کو حضورؐ سے محبت کی وجہ سے فرمائی گئی اسی لئے شبِ معراج میں آنحضورؐ سے یہ فرمایا لولاک لما خلقت الافلاک۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ ایں قضا۔ حاکم یعنی سب انسانوں پر حاکم ہے۔ بر قضا۔ لیکن حاکم کا حکم شاہد کے تابع ہوتا ہے۔ شد۔ آنحضورؐ عام بشریت کے اعتبار سے قضا کے محکوم تھے لیکن چشمِ بصیرت کی وجہ سے شاہد اور گواہ بنے تو آپ کو اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیار سے اپنے فیصلہ کا حکم بنا دیا ہے۔

² عارف پہلے فرمایا تھا کہ عارف محکوق کی امان کا سبب ہوتا ہے اب اسی مناسبت سے فرماتے ہیں عارف یعنی انبیاء اور اولیاء اللہ نے معروف یعنی حضرت حق سے بہت سی درخواستیں کی ہیں جن کا مولانا ذکر فرماتے ہیں۔ از اشارتہای۔ ہمارا دل ہمیں بھلائی کے اشارے کرتا ہے لیکن ہم اُن کو نہیں سمجھ پاتے ہیں یعنی بسا اوقات اُن پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ اے۔ خدا ہمیں ہر وقت دیکھتا ہے ہم اسکو نہیں دیکھ پاتے کیونکہ سبب یعنی عالمِ اسباب کی مشغولیت ہمارے لئے پردہ بن گئی ہے۔ چشمِ من۔ مشاہدہ کے بھی مراتب ہیں عارف باوجود مشاہدہ کے اور اعلیٰ مرتبہ کیلئے دعا کرتا ہے۔

³ لطفِ تو۔ تو انعام میں منتہی ہے اور تیرا یہ لطف ایک درجہ کا مشاہدہ ہو گیا ہے جو مجھے حاصل ہے لیکن تیری عطا کا کمال یہ ہے کہ مجھے مزید مراتب عطا کردے۔ ساھرہ۔ یعنی محشر کی زمین۔ یار شب۔ تو نے جب دنیا میں کرم فرمایا تو آخرت میں بھی کرم فرمادے۔ یار شب اُس عارف کے سلوک کی طرف تلمیح ہو۔ بُعد۔ وصال کے بعد فراق بڑی مصیبت ہے۔ آنکہ جسکو ایکبار دیدار حاصل ہو چکا ہو اسکو اب دیدار سے محروم نہ کر بلکہ اُسکے سبزۂ دید میں بالیدگی فرمادے۔

Presented by www.ziaraat.com

مَن نکردم لاابالی در روِشں | تو مکن ہم لاابالی در خلش

میں نے روش میں لاپروائی نہیں کی | تو بھی عذاب میں لاپروائی نہ برت

ہیں مراں از روی خود او را بعید | آنکہ او یک بار آں روی تو دید

خبردار! اپنے چہرے سے اُس کو دُور نہ کر | جس نے ایک بار تیرا چہرہ دیکھ لیا ہے

دید روی جز تو شد غل گلو | کل شیءٍ ماسوی اللہ باطلُ

تیرے غیر کے چہرے کا دیدار گلے کا طوق ہے | اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے

باطلند و می نمایندم رشد | زانکہ باطل باطلاں را می کشد

وہ باطل ہیں اور مجھے خوبی دکھاتی ہیں | کیونکہ باطل باطلوں کو کھینچتا ہے

ذرہ ذرہ کاندریں ارض و سمات | جنس خود را ہر یکے چوں کہربات

ایک ایک ذرہ جو اس زمین اور آسمان میں ہے | اپنی جنس کے لئے کہربا جیسا ہے

معدہ ناں را می کشد تا مستقر | می کشد مر آب را تفّ جگر

معدہ، روٹی کو ٹھہراؤ کی جگہ تک کھینچتا ہے | جگر کی حرارت پانی کو کھینچتی ہے

چشم جذاب بتاں زیں کوہہا | مغز جویاں از گلستاں بوہہا

آنکھ اُن کوچوں سے معشوقوں کو کھینچنے والی ہے | دماغ، چمنوں سے خوشبوؤں کا جویاں ہے

زانکہ حس چشم آمد رنگ کش | مغز و بینی می کشد بوہای خوش

کیونکہ آنکھ کی حس رنگ کو کھینچنے والی ہے | دماغ اور ناک عمدہ خوشبوؤں کو کھینچتے ہیں

زیں کششہا اے خدای رازداں | تو بجذب لطف خودماں دہ اماں

اے رازوں کو جاننے والے خدا! ان کششوں سے | تو اپنی مہربانی کی کشش کے ذریعہ ہمیں امن دیدے

غالبی بر جاذباں اے مشتری | شاید ار درماندگاں را واخری

اے خریدار! تو کششوں پر غالب ہے | مناسب ہوگا اگر تو بچھڑے ہوؤں کو خرید لے

رو بشہ آورد چوں تشنہ باَبر | آنکہ بود اندر شب قدر آں چو بدر

اُس نے سلطان کی جانب منہ کیا جس طرح پیاسا ابر کی جانب | جو کہ شب قدر میں بدر کی طرح تھا

چوں لسان و جان او بود آن او | آن او با او بود گستاخ گو

کیونکہ اُس کی زبان اور جان اُس سے وابستہ تھی | اُس سے متعلق، اُس سے جرأت سے بات کرنیوالا ہوگا

گفت ما گشتیم چوں جان بند طیں | آفتاب جاں توئی در یوم دیں

اُس نے کہا ہم ایسے ہوگئے ہیں جیسے کہ جان مٹی کی قید | بدلہ کے دن تو جان کا سورج ہے

سلہ من نکردم - میں نے تجھ سے کسی وقت استغنا نہیں برتا تو بھی مجھ سے استغنا نہ برت یعنی جسکو دیدار کا قرب بس ہو چکا ہے اب اُسکو محروم نہ کر۔ دید - تیرے سوا کو دیکھنا وبال جان ہے کیونکہ تیرے سوا ہر چیز لغو اور فانی ہے - باطلند - چونکہ میں خود باطل ہوں اسلئے یہ باطل چیزیں مجھے اچھی نظر آتی ہیں اور اپنی طرف کھینچتی ہیں۔

سلہ ذرہ ذرہ - اس عالم کی ہر چیز اپنی ہم جنس کیلئے باعث کشش ہے۔ معدہ - معدہ روٹی کو، جگر کی گرمی پانی کو کھینچتی ہے۔ چشم - معشوق جن سے نکلتے ہیں آنکھ اُنکو کوئی دیکھے تو کھانکر کھینچتی ہے دماغ خوشبو کی کوشش کرتا ہے۔ زانکہ - آنکھ میں اور رنگ و روپ میں مناسبت ہے۔ ناک اور دماغ اور خوشبوؤں میں مناسبت ہے۔ زیں کششہای - ان باطلوں میں جو ہمارے لئے کشش ہے تو اپنی مہربانی کی کشش کے ذریعہ ان کششوں سے ہمیں بچا دے۔ غالبی - ان سب کششوں پر تو غالب ہے اگر ہم درماندوں کو تو کھینچے تو تیری کشش کے شایان شان ہوگا۔

سلہ رو بشہ - خاص شاس ذریعے یعنی شاہ کے عارف نے بادشاہ کی طرف اس طرح رخ کیا جیسا کہ پیاسا ابر کی طرف کرتا ہے۔ آنکہ - اس شاہ کی طرف جو شب قدر کا چودھویں کا چاند تھا۔ چونکہ اسکی اور شاہ کی جان یکجان تھی اسلئے درخواست پیش کرنے کی جرأت سے کام لیا۔ گفت - یعنی شاہ شناس نے عرض کیا ہم صورت مقید

Presented by www.ziaraat.com

وقت[1] آں شُد اے شہِ مکتوم سِیَر — کز کرم ریشے بجُنبانی بخیر
اے مخفی رفتار کے سلطان! اس کا وقت آگیا — کہ تو کرم کر کے بھلائی کے لئے داڑھی ہلادے

ہر یکے خاصیتِ خود وانمود — آں ہُنر ہا جُملہ بدبختی فزُود
ہر ایک نے اپنی خاصیت دکھائی — اُن سب ہُنروں نے بدبختی بڑھائی

آں ہُنر ہا گردنِ ما را بہ بست — زاں مَناصب سرنگوں ساریم و پست
اُن ہُنروں نے ہماری گردن باندھ دی — ان منصبوں سے ہم اوندھے اور پست ہیں

آں ہُنر فِی جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَد — روزِ مُردن نیست زاں فنہا مدد
وہ ہُنر اُس کی گردن میں مونج کی رسّی ہے — مرنے کے دن اُن فنوں سے مدد نہیں ہے

جُز ہَماں خاصیتِ آں خوش حواس — کہ بشب بد چشمِ اُو سُلطاں شناس
اس بہترین حواس والے کی اُس خصوصیت کے علاوہ — کہ اس کی آنکھ رات میں سلطان کو پہچاننے والی تھی

آں ہُنر ہا جملہ غولِ راہ بُود — غیر چشمے[2] کو ز شاہ آگاہ بُود
وہ سب ہُنر راستہ کے چھلاوہ تھے — بجز اُس آنکھ کے جو سلطان سے آگاہ تھی

شاہ را شرم آمد از وَے روزِ بار — کہ بشب بر رُوئے شہ بُودش نظار
باریابی کے دن سلطان کو اس سے شرم آگئی — اس لئے کہ رات میں سُلطان کے چہرہ پر اُسکی نظر تھی

واں سگِ آگاہ از شاہِ وَداد — خود سگِ کہفش لقب باید نہاد
وہ کُتا جو محبوبِ سلطان سے واقف تھا — اُس کا لقب خود سگِ کہف رکھنا چاہیئے

خاصیت در گوش ہم نیکو بُود — کو بہ بانگِ سگ ز شیر آگہ شود
کان کی خاصیت بھی بھلی تھی — کیونکہ وہ کُتے کی آواز سے شیر سے آگاہ تھا

سگ چو بیدارِ شب است چوں پاسباں — بیخبر نبود ز شب خیزِ شہاں
کُتا جب رات کو محافظ کی طرح بیدار ہے — وہ شاہوں کی شب خیزی سے بے خبر نہیں ہے

ہیں[3] ز بدناماں نباید ننگ داشت — ہوش بر اسرارِ شاں باید گماشت
خبردار! بدناموں سے ذلت محسوس نہ کرنی چاہیئے — اُن کے رازوں پر ہوش مسلط رکھنا چاہیئے

ہر کہ اُو یک بار خود بدنام شُد — خود نباید نام جُست و خام شُد
جو خود ایک بار بدنام ہوگیا ہو — خود نام ڈھونڈنا اور خام نہ ہونا چاہیئے

اے بسا زر کہ سیہ تابش کنند — تا شود ایمن ز تاراج و گزند
اے (مخاطب) بہت سا سونا ہو کہ اُسکو سیاہ رنگ کرتے ہیں — تاکہ وہ لوٹ اور نقصان سے محفوظ ہوجائے

---

[1] وقت۔ اب اس کا وقت آگیا ہے کہ آپ اپنی داڑھی کی حرکت ...... دکھاکر ہمیں قید سے رہائی دلادیں۔ آں ہُنر ہا۔ ہمارے ساتھیوں کے ہُنر تو ہماری قید کا باعث بنگئے۔ مناسب ہے فی جیدھا۔ یہ آیت ہے فِیۡ جِیۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ اُس کی گردن میں مونج کی رسّی ہے۔ ابولہب کی بیوی کے بارے میں ہے۔ جز ہماں۔ اور چوروں کی جو خصوصیات تھیں وہ سب تباہی اور قید کا سبب بنیں صرف اُس چور کی خصوصیت کام آئی جو رات کے دیکھے ہوئے کو دن میں پہچان لیتا ہے۔

[2] غیر چشمے۔ وہ آنکھ کام آئی جس نے بادشاہ کو پہچان لیا تھا۔ شاہ۔ بدلے کے دن بادشاہ کو اسکو سزا دیتے ہوئے شرم آگئی۔ بار۔ بارگاہ۔ واں سگ جس کُتے نے بادشاہ کو پہچان لیا تھا وہ کُتا بھی اس قابل ہے کہ اسکو اصحاب کہف کا کُتا کہا جائے۔ خاصیت جو چور کُتے کی آواز کو سنکر سمجھ لیتا تھا اُسکی خاصیت بھی اچھی تھی اسلئے کہ اُس سے اسکو شیر یعنی شاہ سے آگاہی حاصل ہوئی۔ سگ۔ اب مولانا ایک مستقل مضمون بیان فرماتے ہیں کہ کتا جو شب بیداری کرتا ہے وہ شب خیزوں سے واقف ہوجاتا ہے اور یہ کُتے میں ایک خوبی ہوئی۔

[3] ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ کُتے جیسے بدنام جانور سے بھی بالکل نفرت کرنا مناسب نہیں۔ اُسکے پوشیدہ اچھے اوصاف پر نظر رکھنی چاہیئے۔ ہر کہ اُو۔ اگر کوئی ایک بار بدنام ہوگیا ہے تو کسی کو بھی اُسکا

Presented by www.ziaraat.com

۵۱ ہر کسے کے پَے بَرَد در سِرِّ ما — بازکُن دو چشم سُوئے ما بیا
ہر شخص ہمارے راز کا کب پتہ لگا سکتا ہے — دونوں آنکھیں کھول ہماری جانب آجا

قصۂ آں گاوِ بحری کہ گوہرِ کاویانی از قعرِ دریا بر آوردہ
اس سمندری بیل کا قصہ جو ایک قیمتی گوہر دریا کی گہرائی سے نکال کر

شب بر ساحلِ دریا نہد و در دُرَخش و تابِ آں می چَرَد
رات کو دریا کے کنارے پر رکھتا ہے اور اس کی روشنی اور چمک میں چرتا ہے

و بازرگان از کمین بیروں آید چوں گاو از گوہر دور تَر
اور تاجر گھات سے باہر آتا ہے جب بیل گوہر سے زیادہ دور چلا

رفتہ باشد بازرگاں بلجم و باگِلِ تیرہ گوہر را بپوشاند و
جاتا ہے تاجر تلچھٹ اور کالی مٹی سے چھپا دیتا ہے اور درخت

بَر درخت گریزد
پر بھاگ جاتا ہے

۵۲ گاوِ آبی گوہر از بحر آوَرَد — بنہد اندر مَرج و گِردش می چَرَد
دریائی بیل سمندر سے گوہر لاتا ہے — چراگاہ میں رکھتا ہے اور اس کے گرد چرتا ہے

در شعاعِ نورِ گوہر گاوِ آب — می چَرَد از سُنبل و سوسن شتاب
دریائی بیل، گوہر کے نور کی شعاع میں — جلد سنبل اور سوسن چرتا ہے

زاں فگندہ گاوِ آبی عنبر است — کہ غذایش نرگس و نیلوفر است
اسی لئے دریائی بیل کا فضلہ عنبر ہے — کہ اس کی غذا نرگس اور نیلوفر ہے

۵۳ ہر کہ باشد قوتِ اُو نورِ جلال — چوں نزاید از لبش سحرِ حلال
جس کی روزی اللہ تعالیٰ کا نور ہے — اس کے ہونٹ سے حلال جادو کیوں نہ پیدا ہوگا؟

ہر کہ چوں زنبور وحیستش نقل — چوں نباشد خانۂ اُو پُر عسل
شہد کی مکھی کی طرح جس کی غذا وحی ہو — اس کا گھر شہد سے پُر کیوں نہ ہوگا؟

می چَرَد در نورِ گوہر آں بقر — ناگہاں گردد ز گوہر دُور تر
وہ بیل گوہر کے نور میں چرتا ہے — اچانک گوہر سے بہت دُور ہو جاتا ہے

تاجرے بر دُر نہد گِلِ سیاہ — تا شود تاریک مَرج و سبزہ گاہ
ایک تاجر موتی پر کالی کیچڑ رکھ دیتا ہے — تاکہ چراگاہ اور سبزہ زار تاریک ہو جائے

۵۱ ہر کسے۔ وہ یا مومن ہمارا حال سے کہتا ہے کہ ہر شخص تیرے راز کو نہیں سمجھتا ہے تو میرے پاس آکر دیکھ تب راز سمجھے گا۔ قصہ۔ اس قصہ سے یہی بتایا ہے کہ اس سمندری موتی کو دریائی بیل نہ پہچان سکا اسے کہ اس کی نظر تو ہر پہر رہی تاجر اس کے باطن سے واقف تھا لہٰذا وہ اس کو لے گیا۔ کاویانی۔ کاوہ لوہار کی پیٹے کی کھال کو فریدوں نے اپنا جھنڈا بنایا اور ضحاک کے مقابلہ میں کامیاب ہوا تو اس کو زر و جواہر سے مرصع کر کے اپنا جھنڈا بنا لیا جس کو درفشِ کاویانی کہا جاتا تھا پھر کاویانی قیمتی چیز کو کہا جانے لگا۔

۵۲ گاو آبی۔ سمندری بیل۔ مَرج۔ چراگاہ۔ زاں۔ مولانا نے عنبر کو دریائی بیل کا گوبر قرار دیا ہے کچھ لوگوں نے اسے عنبر مچھلی کا فضلہ قرار دیا ہے کچھ سمندر کے چشمے کی پیداوار مانتے ہیں اور بعض لوگ دریائی گھاس سمجھتے ہیں۔

۵۳ ہر کہ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جس طرح دریائی بیل کا خوشبودار چیزوں کے کھانے کا نتیجہ خوشبو دار ہے اسی طرح اگر کوئی ذکر اللہ کے نور کی روحانی غذا حاصل کرے گا تو اس کی زبان سے سحرِ حلال یعنی موثر کلام صادر ہوگا۔ ہر کہ۔ جو شخص وحیِ الٰہی سے خوراک حاصل کرے گا اس کا گھر یعنی منہ شہد سے کیوں نہ پُر ہوگا۔ گِل۔ کیچڑ۔

Presented by www.ziaraat.com

پس[1] گریزد مردِ تاجر بر درخت	گاوجویاں مرد را با شاخ سخت
پھر تاجر شخص، درخت پر بھاگ جاتا ہے	بیل اُس کو سخت سینگ سے ڈھونڈتا ہے
بیست بار آں گاو تازد گردِ مرج	تا کُند آں خصم را در شاخ دَرج
وہ بیل بیس مرتبہ چراگاہ کے گرد دوڑتا ہے	تاکہ اُس مخالف کو سینگ میں بیندھ لے
چوں ازو نومید گردد گاوِ نر	آید آنجا کہ نہادہ بُد گہر
جب بیل اُس سے نا اُمید ہو جاتا ہے	اس جگہ آتا ہے جہاں گوہر رکھا تھا
وَحَل بیند فوقِ دُرِّ شاہوار	پس زطیں بگریزد او ابلیس وار
دُرِ شہوار پر کیچڑ دیکھتا ہے	وہ شیطان کی طرح مٹی سے بھاگ جاتا ہے
کاں بلیس از متنِ طیں کور و کر ست	گاو کے داند کہ در گِل گوہر ست
کیونکہ شیطان مٹی کے درمیان سے اندھا اور بہرا ہے	بیل کیا جانے کہ مٹی میں گوہر ہے؟
اِهْبِطُوا افگند جاں را در حضیض	از نمازش کرد محروم آں محیض
نیچے اُترو، نے جان کو پستی میں ڈال دیا	حیض نے، اُس کو نماز سے محروم کردیا
اے رفیقاں زیں مقیل و زاں مقال	اِتَّقُوا اِنَّ الْهَوٰی حَیْضُ الرِّجَالْ
اے ساتھیو! اِس نیند اور اُس قول سے	بچو، نفسانی خواہش مردوں کا حیض ہے
اِهْبِطُوا[2] افگند جاں را در بدن	تا بگِل پنہاں بود دُرِّ عدن
"تم نیچے اُترو" نے جان کو جسم میں ڈال دیا	تاکہ عدن کا موتی مٹی میں چھپ جائے
تاجرش داند و لیکن گاو نے	اہلِ دل دانند ہر گِل کاونے
اس کو تاجر جانتا ہے، نہ کہ بیل	اہلِ دل جانتے ہیں، نہ کہ ہر مٹی کھودنے والا
ہر گِلے[3] کاندر دلِ او گوہریست	گوہرش غمازِ طینِ دیگریست
جس مٹی کے دل کے اندر گوہر ہے	اُس کا گوہر دوسری مٹی کا مخبر ہے
واں گلے کز رشِ حق نورے نیافت	صحبتِ گلہائے پُر دُر بر نتافت
وہ مٹی جس نے اللہ (تعالٰی) کے نور سے چھڑکاؤ حاصل نہ کیا	وہ موتیوں سے پُر مٹی کی صحبت برداشت نہ کرسکی
ایں سخن پایاں ندارد موشِ ما	ہست بر لبہائے جُو بر گوشِ ما
یہ بات آخیر نہیں رکھتی، ہمارا چوہا	نہر کے کنارے پر ہمارے کان میں ہے

رجوع کردن بقصۂ طلب کردن آں موش آں چغز را از لبِ جُو

اُس چوہے کے اُس مینڈک کو نہر کے کنارے سے طلب کرنے کے قصّہ کی طرف واپسی

[1] پس گریزد۔ وہ جوہری تاجر اُس گوہر کو کیچڑ میں دبا کر درخت پر چڑھ گیا۔ شاخ سخت مضبوط سینگ۔ پس زطیں۔ جس طرح شیطان نے حضرت آدمؑ کے صرف ظاہر کو دیکھا اور اُن سے گریز کیا اِسی طرح یہ دریائی بیل اُس گوہر کے اوپر کی مٹی کو دیکھ کر گریز کرتا ہے۔ کاں بلیس۔ شیطان حضرت آدمؑ کے باطنی اوصاف سے اندھا بہرا تھا اِسی طرح بیل یہ نہ سمجھا کہ اِس مٹی کے اندر گوہر ہے۔ متن۔ تیر کے پر اور پیکان کا درمیانی حصّہ۔

[2] اِهْبِطُوا۔ عوام کی روح کو تکوینی اعتبار سے نیچے اُترو کے حکم نے پستی میں ڈال دیا یا پھر گناہوں کے ارتکاب نے اُس کو اور بد تر کر دیا۔ زیں مقیل۔ یعنی خوابِ خور۔ مقال۔ یعنی موجبِ گناہ۔ حیض الرجال۔ نفسانی خواہش انسان کو نماز یعنی قربِ الٰہی سے محروم کردیتی ہے۔ اِهْبِطُوا۔ عالم بالا سے روح کا جسم میں آنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عدن کا موتی کا مٹی میں چھپ جانا۔ تاجرش۔ جب روح جسم میں آگئی تو اب اُسکو جوہری پہچان سکتا ہے عام انسان دنیا دار نہیں سمجھ سکتا۔

[3] ہر گلے۔ جس مٹی میں گوہر ہوتا ہے وہ گوہر والی دوسری مٹی کو بھی پہچان لیتا ہے مشہور ہے ولی را ولی می شناسد۔ واں گلے۔ جس جسم پر اللہ کے نور کا چھڑکاؤ نہیں ہے وہ اولیاء کے جسم کی صحبت کو برداشت نہیں کرتا۔ اُلٹے نفرت کرتا ہے۔ گوشِ ما۔ ہم چوہے کی بات بھولے نہیں ہیں اُسکی آواز ہمارے کان میں آرہی ہے۔ رجوع چوہے

[4] مینڈک کو دریا میں سے بلانے کیلئے وہ ڈورا کھینچا جو مینڈک کے پاؤں میں بندھا ہوا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

کشیدن او سرِ رشتہ تا چغز در آب خبردار شود از طلبِ او

اور اُس کا ڈورے کے سرے کو کھینچنا تاکہ مینڈک پانی میں اسکے بلانے سے خبردار ہو جائے

آں سرِ رشتہ عشق[1] رشتہ می کشد ۔۔۔ بر اُمیدِ وصلِ چغزِ با رَشد
وہ محبت میں گندھا ہوا، ڈورا کھینچتا ہے ۔۔۔ ہدایت یافتہ مینڈک کے وصل کی امید پر

می تند بر رشتۂ دل دمبدم ۔۔۔ کہ سرِ رشتہ بدست آوردہ ام
وہ ہر دم دل کے ڈورے پر تن رہا ہے ۔۔۔ کہ میں نے ڈورے کا سرا ہاتھ میں لے لیا ہے

ہمچو تارے شُد دل و جاں در شہود ۔۔۔ تا سرِ رشتہ بمن رُوئے نمُود
مشاہدہ میں دل اور جان تار کی طرح ہوگئے ۔۔۔ تب ڈورے کا سرا مجھے نظر آیا

چوں غرابُ البین آمد ناگہاں ۔۔۔ در شکارِ مُوش و بُردش زاں مکاں
اچانک جب فراق کا کوا آیا ۔۔۔ چوہے کو شکار کرنے کیلئے اور اسکو اُس جگہ سے لے گیا

چوں برآمد بر ہوا مُوش از غراب ۔۔۔ مُنسحب شد چغز نیز از قعرِ آب
کوّے کی وجہ سے جب چوہا فضا میں پہنچا ۔۔۔ مینڈک بھی پانی کی گہرائی سے کھنچ گیا

مُوش در منقارِ زاغ و چغز ہم ۔۔۔ در ہوا آویختہ پا در رَتم
چوہا کوّے کی چونچ میں اور مینڈک بھی ۔۔۔ پاؤں ڈورے میں بندھا فضا میں معلق

خلق[2] می گفتند زاغ از مکر و کید ۔۔۔ چغزِ آبی را چگونہ کرد صید
لوگ کہہ رہے تھے کوّے نے مکر اور چالاکی سے ۔۔۔ پانی کے مینڈک کو کس طرح شکار کر لیا؟

چوں شُد اندر آب و چونش در ربُود ۔۔۔ چغزِ آبی کے شکارِ زاغ بُود
وہ پانی میں کیسے گیا اور اُسکو کیسے اچک لیا؟ ۔۔۔ پانی کا مینڈک کوّے کا شکار کب تھا؟

چغز گفتا ایں سزائے آں کسے ۔۔۔ کو چو بے آباں شود جُفتِ خسے
مینڈک نے کہا یہ اُس کی سزا ہے ۔۔۔ جو بے آبروؤں کی طرح کمینہ کا ساتھی ہے

اے فغاں از یارِ ناجنس اے فغاں ۔۔۔ ہمنشینِ نیک جوئید اے مہاں
فریاد ہے ناجنس دوست سے، فریاد ہے ۔۔۔ اے بزرگو! نیک ساتھی تلاش کرو

عقل[3] را افغاں زِ نفسِ پُر عیُوب ۔۔۔ ہمچو بینیِ بدے بر رُوئے خوب
جیسے عیب والے نفس سے عقل کی فریاد ہے ۔۔۔ جیسے حسین چہرے پر بھدّی ناک

عقل می گفتش کہ جنسیت یقیں ۔۔۔ از رہِ معنیٰ ست نے از آب و طیں
عقل اُس سے کہتی تھی کہ یقیناً ہم جنس ہونا ۔۔۔ اوصاف کے لحاظ سے ہے نہ پانی اور مٹی سے

[1] سرِ رشتہ عشق۔ محبت میں جو مینڈک چوہا۔ می تند۔ وہ اِس پر غرور اور ناز کر رہا تھا۔ سرِ رشتہ۔ یعنی محبت کا ایک ذریعہ۔ ہمچو۔ دیدار کے معاملہ میں میرا دل اور جان تار کی طرح ہو گئے تھے اب ایک ذریعہ ہاتھ آیا ہے۔ چوں۔ اب اِس ڈورے کا انجام ذکر کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ فراق کا کوا آیا اور چوہے کو اِس جگہ سے اڑا لے گیا۔ غرابُ البین۔ جدائی کا کوا، کوّے کے بولنے کو دوستوں کی جدائی کی علامت مانا جاتا ہے۔ چوں۔ جب کوا چوہے کو لیکر اڑا تو مینڈک بھی پانی کی گہرائی سے کھنچ آیا۔ رتم۔ وہ ڈورا جو ہاتھ کی انگلی میں بطور یادگار کے باندھا جاتا ہے۔

[2] خلق۔ لوگ اِس واقعہ کو دیکھ کر کہہ رہے تھے کہ کوّے نے پانی کے مینڈک کو کس طرح شکار کر لیا۔ چوں۔ کوا پانی میں کیسے گھسا، پانی کا مینڈک تو کوّے کا شکار نہیں بنتا ہے۔ چغز۔ مینڈک نے کہا جو بے آبروؤں کی طرح کسی کمینہ کا ساتھی بنے اُسکی یہی سزا ہے۔ اے فغاں۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ ناجنس کی صحبت سے بچو اور ہم جنس یعنی نیک کی صحبت تلاش کرو۔

[3] عقل۔ ہم جنس سے مراد یہ ہے کہ اوصاف میں باہمی شرکت ہو عقل اور نفس تقریباً ہم جنس ہیں لیکن اوصاف دونوں کے جدا ہیں لہٰذا عقل، بُرے نفس سے فریاد کرتی ہے جس طرح حسین چہرہ بھدّی ناک سے فریاد کرتا ہے۔ عقل۔ عقل نفس سے کہتی ہے کہ ہم جنس ہونا باطنی اوصاف کی یکسانیت سے ہوتا ہے نہ جسمانی مشابہت سے۔

Presented by www.ziaraat.com

ہیں مشو صورت پرست و ایں[۵۱] مگو ۔۔۔ سرِّ جنسیت بصورت در مجو
خبردار! تو صورت پرست نہ بن اور یہ نہ کہہ ۔۔۔ ہم جنس ہونے کی حقیقت صورت میں تلاش نہ کر

صورت آمد چوں جماد و چوں حجر ۔۔۔ نیست جامد را ز جنسیت خبر
صورت جماد اور پتھر کی طرح ہے ۔۔۔ جامد کو ہم جنس ہونے کا پتہ نہیں ہے

جاں چو مورو تن چو دانہ گندمے ۔۔۔ می کشاند سو بسویش ہر دمے
جان چیونٹی کی طرح اور جسم گیہوں کے دانہ کی طرح ہے ۔۔۔ وہ اُس کو ہر وقت اِدھر اُدھر کھینچتی ہے

مور داند کاں حبوب مرتہن ۔۔۔ مستحیل و جنسِ من خواہند شدن
چیونٹی سمجھتی ہے کہ قبضہ کے دانے ۔۔۔ تبدیل اور میری جنس ہوجائیں گے

آں یکے مورے گرفت از راہ جو ۔۔۔ مورِ دیگر گندمے بگرفت و دو
ایک چیونٹی نے راستہ میں سے جَو لے لیا ۔۔۔ دوسری نے گیہوں اور بھاگتا لے لیا

جو سوئے گندم نمی تازد و لے ۔۔۔ مور سوئے مور می آید بلے
جو گیہوں کی طرف نہیں دوڑتا لیکن ۔۔۔ ہاں چیونٹی چیونٹی کی جانب آرہی ہے

رفتنِ[۵۲] جو سوئے گندم تابع ست ۔۔۔ مور را بیں کو بجنسش راجع ست
جَو کا گیہوں کی جانب جانا تابع ہے ۔۔۔ چیونٹی کو دیکھ کہ وہ اپنی جنس کی طرف پلٹ رہی ہے

تو مگو گندم چرا شد سوئے جو ۔۔۔ چشم را بر خصم نِہ نے بر گرو
تو یہ نہ کہہ کہ گیہوں جَو کی جانب کیوں گیا؟ ۔۔۔ نظر مقابل پر رکھ، نہ کہ گِروی پر

مورِ اسود بر سرِ لبدِ سیاہ ۔۔۔ مور پنہاں دانہ پیدا پیشِ راہ
کالی چیونٹی سیاہ نمدے پر ۔۔۔ چیونٹی مخفی ہوگی، دانہ راستے کے سامنے ظاہر ہوگا

عقل گوید چشم را نیکو نگر ۔۔۔ دانہ ہرگز کے رود بے دانہ بر
عقل آنکھ سے کہتی ہے، غور کرلے ۔۔۔ دانہ بغیر دانہ لیجانیوالے کے کبھی نہیں چلتا

زیں[۵۳] سبب آمد سوئے اصحاب کلب ۔۔۔ ہست صورتہا حبوب و مور قلب
اسی سبب سے کتا اصحاب کی جانب آیا ۔۔۔ صورتیں دانہ ہیں اور دل چیونٹی ہے

زاں شود عیسیٰ سوئے پاکانِ چرخ ۔۔۔ بُد قفصہا مختلف یک جنس فرخ
اسی لئے عیسیٰؑ آسمان کے قدسیوں کی جانب جاتے ہیں ۔۔۔ پنجرے مختلف تھے، چوزے ایک جنس کے تھے

اصل ہم جنسیت اوصاف کے اعتبار سے ہے نہ کہ صورت کیوجہ سے اسی لئے اصحاب کہف کے کتے کی کشش اصحاب کہف کی طرف تھی صورتوں کو دانہ سمجھ اور دل اور اوصافِ باطنی کو چیونٹی سمجھ۔ زاں شود۔ حضرت عیسیٰؑ اور ملائکہ میں اوصاف کے اعتبار سے ہم جنسیت تھی۔ قفصہا۔ یعنی اجسام۔ فرخ۔ یعنی روح۔

۵۱ ایں مگو۔ صورت کی مشابہت سے ہم جنس ہونے کا قائل نہ بن۔ صورت۔ صورت ایک بے جان چیز ہے اُسمیں جنسیت کا احساس نہیں ہے جان۔ جسم میں احساس اور حرکت جان کیوجہ سے ہے جیسا کہ گیہوں کے دانے میں حرکت چیونٹی کیوجہ سے ہوئی ہے جو اُس کو لیجارہی ہے۔ مور داند۔ چیونٹی کی دانہ کیطرف کشش بھی جنسیت کیوجہ سے ہے کیونکہ وہ ہضم ہوکر اُس کا ہم جنس بنجاتا ہے۔ آں یکے۔ ایک چیونٹی نے راستہ میں جَو کا دانہ لے لیا دوسری نے گیہوں کا دانہ لے لیا اب وہ ایک دوسری کی طرف چلی تو گیہوں کا دانہ جَو کے دانہ کی جانب نہیں دوڑ رہا ہے بلکہ چیونٹی چیونٹی کی جانب دوڑ رہی ہے۔

۵۲ رفتنِ جو۔ جَو کا گیہوں کے دانہ کیطرف چلنا تبعاً ہے، چیونٹی کو دیکھے تو سمجھ میں آجائیگا۔ تو مگو۔ جَو اور گیہوں کے دانے کی حرکت کیوجہ سے یہ نہ سمجھ کہ وہ چل رہے ہیں اُن کے بالمقابل جو چیز ہے یعنی چیونٹی اُسکو دیکھ یہ تو اُنکے قبضہ میں ہیں۔ مورِ اسود۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیونٹی تو نظر نہیں آتی وہ کالے نمدے پر چل رہی ہے اور دانہ چلتا ہوا نظر آتا ہے عقل۔ تو عقل سے سمجھ لے کہ دانہ کو لیجانے والی چیونٹی ہے جو چل رہی ہے۔

۵۳ زیں سبب۔ چونکہ

Presented by www.ziaraat.com

این[1] قفس پیدا و آں فرخش نہاں — بے قفس کش کے قفس گردد رواں

یہ پنجرا ظاہر اور اُس کا چوزہ پوشیدہ ہے — پنجرا بغیر پنجرا کھینچنے والے کے کہاں چلتا ہے!

اے خنک چشمے کہ عقلستش امیر — عاقبت بیں باشد و حبر و قریر

اے (مخاطب!) وہ آنکھ ٹھنڈی ہے عقل جس کی حاکم ہو — انجام کو دیکھنے والی اور عالم اور ٹھنڈی ہو

فرقِ زشت و نغز از عقل آورید — نے ز چشمے کز سیہ گفت و سپید

بُرے اور بھلے کا عقل سے فرق کرو — نہ کہ آنکھ سے، جو سیاہ اور سفید بتاتی ہے

چشم غرّہ شد بخضرایِ دِمَن — عقل گوید بر محکّ ماش زن

آنکھ کوڑی کے سبزہ پر فریفتہ ہوئی — عقل کہتی ہے، اُسکو ہماری کسوٹی پر رگڑ

آفتِ[2] مرغست چشمِ کام بیں — مَخلصِ مرغست عقلِ دام بیں

خود غرض آنکھ، پرند کی تباہی ہے — جال کو دیکھنے والی آنکھ پرند کو نجات دینے والی ہے

دامِ دیگر بُد کہ عقلش در نیافت — وحیِ غائب بیں بداں سو زاں شتافت

ایک دوسرا جال تھا جس کو عقل نہ محسوس کر سکی — غیب کو دیکھنے والی وحی اِسوجہ سے اُس جانب دوڑی

جنس و ناجنس از خرد تانی شناخت — سُوئے صورتہا نشاید زود تاخت

تو جنس اور ناجنس کو عقل سے پہچان سکتا ہے — جلدی سے صورت کی طرف نہ دوڑنا چاہیے

نیست جنسیت بصورت لی و لک — عیسیٰؑ آمد در بشر جنسِ مَلَک

میرے اور تیرے لئے جنسیت صورت سے نہیں ہے — عیسیٰؑ انسانوں میں فرشتے کی جنس تھے

برکشیدش فوقِ ایں نیلی حصار — مُرغِ گردونی چو چغزش زاغ وار

اُن کو اِس نیلے قلعہ پر کھینچ لیا — آسمانی پرندنے اُس چوہے کو کوّے کی طرح

قصۂ[3] عبد الغوث و ربودنِ پریاں اُو را و سالہا درمیانِ پریاں

عبدالغوث کا قصہ اور اُس کو پریوں کا لے جانا اور سالوں پریوں

ساکن شدن و بعد ازاں بشہر خود باز آمدن و فرزنداں را دیدن

میں رہنا اور اُس کے بعد اپنے شہر میں آجانا اور اولاد کو دیکھنا

و از پریاں نا شکیفتن بحکم جنسیت و ہمدلی با ایشاں

اور پریوں سے صبر نہ کرنا اُن کے ساتھ ہم جنس اور ہمدل ہونے کی وجہ سے

بُود عبدالغوث ہم جنسِ پری — چوں پری نہ سال[4] پنہاں پری

عبدالغوث پری کا ہم جنس تھا — پری کی طرح نو سال تک مخفی پرواز میں تھا

---

[1] این قفس۔ جسم کو تو ہے رُوح مخفی ہے لیکن سمجھ لے کہ جسم رُوح کیوجہ سے حرکت میں ہے۔ اے خنک۔ آرام سے وہی ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ حبر۔ عالم۔ قریر۔ ٹھنڈا۔ فرق۔ بھلے بُرے میں عقل ہی تمیز کر سکتی ہے آنکھ تو صرف ایک روپ کو دیکھتی ہے۔ چشم۔ آنکھ کوڑی کے سبزے پر مائل ہو جاتی ہے عقل جان لیتی ہے کہ اسکی تہ میں کیا ہے۔

[2] آفت۔ جو پرند عقل سے کام نہ لے صرف آنکھ سے دیکھے وہ جال میں پھنس جاتا ہے۔ دام دیگر۔ کچھ باتیں ایسی ہیں کہ وہاں یہ عقلِ جُزوی کام نہیں دیتی ہے صرف وحیِ الٰہی رہبری کرتی ہے۔ جنس۔ جنسیت کا مدار چونکہ باطنی اوصاف پر ہے تو اُسکو عقل پہچان سکتی ہے نہ کہ آنکھ۔ نیست۔ محض صورت کے اعتبار سے جنسیت نہیں ہے ورنہ حضرت عیسیٰؑ جنسِ بشر ہوتے فرشتہ کی جنس نہ ہوتے۔ برکشیدش۔ اللہ تعالیٰ نے انکو اسی لئے فرشتوں سے ملا دیا۔

[3] قصہ۔ عبدالغوث کوئی شخص ہے جو اوصاف کے اعتبار سے جن اور صورت کے اعتبار سے انسان تھا وہ انسانوں سے مانوس نہ تھا جنوں میں رہنا پسند کرتا تھا اُسکے بال بچے بھی ہوتے لیکن پھر بھی اُسکا دل پریوں اور جنوں میں لگتا تھا۔ پری۔ جن۔ در پنہاں پری۔ یعنی جنوں کیطرح چھپی

شد زنش را نسل از شوی دگر — واں یتیمانش زمرگش در سمر[1]

اُسکی بیوی کے دوسرے شوہر سے اولاد ہوگئی — اور اس کے یتیم اُس کی موت کی کہانیوں میں تھے

کہ مر اُو را گرگ زد یا رہزنے — یافتاد اندر چہے یا مکمنے

کہ اُسکو بھیڑیئے نے یا ڈاکو نے مار دیا — یا کسی کنویں میں گر گیا، یا کسی پوشیدہ جگہ میں

جملہ فرزندانش در اشغال مست — خود نگفتندے کہ بابائے بُدست

اُس کے تمام لڑکے کاموں میں مست تھے — وہ یہ بھی نہ کہتے کہ (اُن کا) کوئی باوا تھا

بعد نُہ سال آمد آں ہم عاریہ — گشت پیدا باز شُد متواریہ

وہ نو سال کے بعد بھی عارضی طور پر آیا — ظاہر ہوا، پھر چھپ گیا

یک بیک فرزند و زن را دید باز — گشت پنہاں کس ندیدش باز راز

اُس نے اچانک اولاد اور بیوی کو دیکھا — پوشیدہ ہوگیا اور پھر کسی نے اسکا راز نہ دیکھا

یک مہے مہمان فرزندانِ خویش — بُود و زاں پس کس ندیدش رنگ بیش

ایک مہینہ اپنی اولاد کا مہمان — رہا اور اُسکے بعد اُس کا رنگ سامنے کسی نے نہ دیکھا

بُرد ہمجنسیِ پریانش چُناں — کہ رُباید رُوح را زخمِ سِناں

اُس کو پریوں کی ہم جنسی اِس طرح لے گئی — جس طرح بھالے کا زخم روح کو اڑا لیجاتا ہے

چوں بہشتی جنسِ جنت آمدست — ہم ز جنسیت شود یزداں پرست

چونکہ جنتی جنت کی جنس ہے — جنسیت کی وجہ سے وہ خدا پرست ہوتا ہے

نے نبیؐ[2] فرمود جود و محمدہ — شاخِ جنت داں بدنیا آمدہ

کیا نبیؐ نے نہیں فرمایا کہ سخاوت اور اچھائی کو — جنت کی شاخ سمجھ جو دنیا میں آگئی ہے

مہرہا را جملہ جنسِ مہر خواں — قہرہا را جملہ جنسِ قہر داں

محبتوں کو تمام تر محبت کی جنس سمجھ — ظلموں کو ظلم کی جنس سمجھ

لا اُبالی لا اُبالی آورد — زانکہ جنسِ ہم بُوند اندر خرد

لاپروا، لاپروا کو لاتا ہے — کیونکہ وہ عقل میں ہم جنس ہوتے ہیں

بُود[3] جنسیت در ادریسؑ از نجوم — ہشت سال اُو با زحل بُد در قدوم

حضرت ادریسؑ میں ستاروں کی جنسیت تھی — وہ آٹھ سال تک زحل سے ہم رفتار رہے

در مشارق در مغارب یارِ اُو — ہم حدیث و محرمِ اسرارِ اُو

مشرقوں اور مغربوں میں اُس کے یار رہے — اُس کے ہم سخن اور اُس کے راز داں رہے

---

[1] در سمر۔ اُس کے بال بچے اُس کے مرجانے کے قصے بیان کرتے تھے۔ مکمن۔ چھپنے کی جگہ۔ عاریہ۔ عارضی۔ متواریہ چھپنے والی۔ یک بیک۔ اچانک۔ بچوں کو دیکھنے آیا اور پھر ایسا غائب ہوا کہ اُس کا راز کسی کے سامنے نہ کھلا۔ سِناں۔ بھالا۔ چوں بہشتی۔ جنتی، جنت کا ہم جنس ہوتا ہے اِسی لئے وہ خدا کی عبادت کرکے جنت میں جاتا ہے۔

[2] نے نبیؐ۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے سخاوت جنت کا درخت ہے اُس کی ایک شاخ دنیا میں ہے جو اُسکو پکڑ لیتا ہے وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ مہرہا۔ محبتیں، محبتوں کی ہم جنس اور قہر، قہر کا ہم جنس ہے۔ لا ابالی۔ لاپروا، لاپروا کی ہم جنس ہے۔

[3] بود جنسیت۔ حضرت ادریسؑ کو ستاروں سے ہم جنسیت تھی اِسی لئے وہ ساتویں آسمان پر زحل ستارے کے ساتھ آٹھ سال تک رہے، یہ سارا قصہ محض شہرت پر مبنی ہے، قرآن و حدیث میں اُسکا بیان نہیں ہے۔ در مشارق۔ زحل ستارہ مشرق و مغرب میں پہنچتا تھا تو یہ بھی ساتھ ہوتے تھے اور اُس سے باتیں کرتے رہتے اور ہمراز ہوتے تھے۔

بعدِ غیبت چونکہ آورد اُو قُدوم — دَر زمیں می گفت اُو درسِ نجوم

غائب رہنے کے بعد جب اُنکی تشریف آوری ہوئی — وہ زمین پر ستاروں کا درس دیتے تھے

پیشِ اُو اِستارگاں خوش صف زدہ — اَختراں دَر درسِ اُو حاضر شدہ (۹)

اُنکے سامنے ستارے عمدہ صف باندھے ہوئے تھے — اُن کے درس میں ستارے حاضر ہوتے

آنچناں کہ خلق آوازِ نجوم — می شنیدند از خصوص و از عُموم

اِس طرح کہ ستاروں کی آواز — خواص اور عوام سنتے تھے

جذبِ جِنسیت کشیدہ تا زمیں — اختراں را پیشِ اُو کردہ مُبیں

جنسیت نے زمین تک کھینچ لیا — ستاروں کو اُنکے سامنے بیان کرنے والا بنا دیا

ہر یکے نامِ خود و اَحوالِ خود — باز گفتہ پیشِ اُو شرحِ رَصد

ہر ایک اپنا نام اور اَحوال — اُنکے سامنے (آلاتِ) رصد کی طرح کہدیتا

چیست جِنسیت یکے نوعِ نظر — کہ بداں یابند رہ در ہمدگر

جنسیت کیا ہے؟ ایک قسم کی نظر — جس کی وجہ سے ایک دوسرے میں راہ پالیں

آں نظر کہ کرد حق در وے نہاں — چوں نہد در تُو تُو گردی جنسِ آں

اللہ تعالٰی نے جو نظر اُسمیں پوشیدہ کردی ہے — جب وہ تیرے اندر رکھدے تو اُسکی جنس بنجائے

ہر طرف چہ می کشد تن را نظر — بے خبر را کہ کشاند باخبر

جسم کو ہر طرف کیا چیز کھینچ رہی ہے؟ نظر — بے خبر کو کون کھینچ رہا ہے؟ باخبر

چونکہ اندر مرد خوئے زن نہد — اُو مخنث گردد گاں می دہد

جب مرد میں عورت کی عادت رکھدے — وہ ہیجڑا بن جائیگا اور مفعول بنے گا

چوں نہد در زن خدا خوئے نر — طالبِ زن گردد آں زن سَعتری

جب اللہ تعالٰی عورت میں مرد کی خاصیت رکھدے — وہ سعتری عورت، عورت کی طلبگار بنجاتی ہے

چوں نہد در تو صفاتِ جبرئیلؑ — ہمچو فرخے بر ہوا جوئی سبیل

جب تجھ میں جبرئیلؑ کی صفات رکھدے — تو چوزے کی طرح ہوا میں راستہ ڈھونڈے

منتظر بنہادہ دیدہ در ہوا — از زمیں بیگانہ عاشق بر سما

ہوا میں آنکھ جمائے، منتظر — زمین سے اجنبی، آسمان پر عاشق

---

۱ بعدِ غیبت نوساں کے بعد جب وہ زمین پر آئے تو ستاروں کے احوال کو درس دیا کرتے تھے۔ پیش اُو۔ ستارے بھی اُن کے درس میں موجود رہتے تھے آپ کے درس میں شریک سب آدمی اُن ستاروں کی آوازیں سنتے تھے۔ جذب۔ ستاروں کو زمین پر حضرت ادریسؑ کی جنسیت کھینچکر لے آئی تھی تب ہر ستارہ اپنا نام اور حالت بتاتا تھا اور ایسی تشریح کرتا جس طرح رصد سے اُنکے حالات معلوم کیے جاتے ہیں۔ نوعِ نظر جنسیت نظر اور فکر کے اتحاد کا نام ہے۔

۲ آں نظر۔ جب حق تعالٰی دو روحوں میں ایک جیسے خیالات پیدا فرما دیتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کی ہم جنس ہو جاتی ہیں۔ ہر طرف۔ جسم کی کشش نظر و فکر کی وجہ سے ہے بے خبر جسم جو ہے خبر ہے اُسکو باخبر روح کھینچتی ہے۔ چونکہ۔ جب مرد میں عورت کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ ہیجڑا بنجاتا ہے اور عورتوں کی طرح اپنے ساتھ جماع کراتا ہے۔

۳ چوں نہد۔ جب کسی عورت میں مردانہ صفات پیدا ہو جاتے ہیں وہ عورتوں کیساتھ جماع کرتی ہے۔ سحتی وہ عورت جو عورتوں سے جماع کرے۔ صفاتِ جبرئیلؑ۔ جب کسی بشر میں ملکوتیت کا غلبہ ہوتا ہے تو پرندے کے بچے کیطرح ملاءِ اعلیٰ کیطرف پرواز کے راستے تلاش کرتا ہے۔ منتظر۔ اُسکا دھیان ملاءِ اعلیٰ کی طرف رہتا ہے اور زمین سے بیزار رہتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

چوں نہد در تو صفتہای خری [۵۱] — صد پرت گر ہست بر آخر پری

جب تیرے اندر گدھے کی صفات رکھ دے — اگر تیرے ستو پَر ہیں طویلہ پر اُڑے گا

از پئے صورت نیامد موش خوار — از خبیثی شد زبون موش خوار

چوہا صورت کی وجہ سے ذلیل نہ بنا — خباثت کی وجہ سے چوہے کھانیوالے کا مغلوب بنا

طعمہ جوی و خائن و ظلمت پرست — از پنیر و فستق و دوشاب مست

لقمہ کی جستجو کرنیوالا خائن اور اندھیرے کا پجاری ہے — پنیر اور پستہ اور انگور کے شیرے سے مست ہے

باز اشہب را چو باشد خوئے موش — ننگ موشاں باشد و عار وحوش

سفید باز میں جب چوہے کی خصلت ہو — تو وہ چوہوں کیلئے باعث ذلت اور وحشی جانوروں کیلئے عار ہے

خوی آں ہاروت و ماروت اے پسر — چوں بگشت و داد شاں خوئے بشر

اے بیٹا! ہاروت و ماروت کی خصلت — جب بدل گئی اور اُن کو انسان کی خصلت دیدی گئی

درفتادند [۵۲] از لنحن الصافون — در چہ بابل بہ بستہ سرنگون

وہ "بیشک ہم صف بنانیوالے ہیں" سے گرگئے — بابل کے کنوئیں میں بندھے ہوئے، اوندھے

لوح محفوظ از نظرشاں دور شد — لوح ایشاں ساحر و مسحور شد

لوحِ محفوظ اُن کی نظر سے دُور ہوگئی — اُن کی لوح ساحر اور مسحور بن گئی

پر ہماں و سر ہماں ہیکل ہماں — موسیٔ بر عرش و فرعونے مہاں

پر وہی اور سر وہی، وہی صورت — (حضرت) موسیٰؑ عرش پر اور فرعون ذلیل

در پئے خوباش و با خوش خو نشیں — خو پذیری روغن و گل را ببیں

خصلت کے درپے ہو اور خوش خصلت کے ساتھ بیٹھ — تیل اور پھول کی عادت قبول کرنے کو دیکھ لے

خاک [۵۳] گور از مرد حق یابد شرف — تا نہد بر گورِ او دل روی کف

مردِ خدا سے قبر کی مٹی شرافت پاجاتی ہے — یہاں تک کہ اُس کی قبر پر دل ہتھیلی پر رکھ دیتا ہے

خاک از ہمسائگی جسم پاک — چوں مشرف آمد و اقبالناک

پاک جسم کی پڑوسی ہونے سے، مٹی — جبکہ شریف اور اقبال والی ہوگئی

پس تو ہم الجار ثم الدار گو — گر دلے داری برو دلدار جو

پس تو بھی "پڑوسی پھر گھر" کہہ — اگر تو دل رکھتا ہے، جا دلدار کی جستجو کر

۵۱ صفات خری۔ اگر انسان میں بہیمیت کا غلبہ ہوتا ہے تو اُس کو ہر وقت کھانے کی فکر رہتی ہے۔ از پئے چوہا صورت کی وجہ سے ذلیل نہیں ہے بلکہ باطنی خباثت کی وجہ سے ذلیل ہے۔ طعمہ جو۔ یہ اُس کی باطنی خباثتیں ہیں۔ فستق۔ پستہ۔ دوشاب۔ انگور کا شیرہ۔ باز اشہب۔ اشہب باز جو نہایت قیمتی ہے اگر اُس میں خباثت پیدا ہو جائے تو وہ چوہوں اور بقیہ وحشی جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ خوی۔ ہاروت و ماروت فرشتے تھے لیکن انہیں بشری اوصاف دیے اس لئے فرشتوں کی صف سے خارج ہوگئے۔

۵۲ درفتادند۔ فرشتوں کی صفوں سے نکل کر بابل کے کنوئیں میں سزا میں سرنگوں ہوگئے۔ لنحن الصافون۔ بیشک ہم صف باندھنے والے ہیں یہ فرشتوں کی خصوصیت ہے۔ لوح محفوظ۔ پہلے اُن کی نظر لوح محفوظ پر رہتی تھی پھر جادو کی لوحوں پر رہنے لگی۔ پر ہماں۔ یعنی دست و بازو۔ موسیٰ اور فرعون میں جسمانی جنسیت تھی لیکن اوصاف جداگانہ تھے۔ در پئے۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ جنسیت اوصاف کے اعتبار سے ہے تو تجھے نیکوں کی صحبت حاصل کرنی چاہیئے اور صحبت کی تاثیر دیکھنی ہو تو تیل کو دیکھ لے کہ پھولوں کی صحبت سے اُس میں کیسی خوشبو پیدا ہوجاتی ہے۔

۵۳ خاک گور۔ انسان تو درکنار اگر مٹی بھی بزرگوں کی ہم صحبت ہوجاتی ہے تو اُس میں بزرگی آجاتی ہے، چنانچہ اولیاء کی قبر کی مٹی پر دل قربان ہوتا ہے۔ خاک۔ قبر کی مٹی کو یہ شرافت اُس بزرگ کے جسم کی صحبت سے حاصل ہوگئی۔ الجار۔ مشہور مقولہ ہے کہ گھر لینے سے پہلے پڑوسی کا انتخاب کرو۔ دلدار۔ یعنی ولی کامل۔

خاکِ اُو ہم سیرتِ جاں میشود — سُرمۂ[۱] چشمِ عزیزاں میشود
اُس کی خاک جان کی ہم سیرت ہو جاتی ہے — معزز لوگوں کی آنکھ کا سُرمہ بن جاتی ہے

اے بسا در گور خفتہ خاک وار — بہ ز صد احیا بنفع و انتشار
اے (مخاطب) بہت سے مٹی کی طرح قبر میں سوئے ہوئے — نفع اور بشارت حاصل کرنے میں سینکڑوں زندوں سے بہتر ہیں

سایۂ بُود اُو و خاکش سایہ مند — صد ہزاراں زندہ در سایہ ویند
وہ سایہ تھا اور اُس کی مٹی سایہ دار ہو گئی — لاکھوں زندے اُس کے سایہ میں ہیں

داستانِ آں مرد کہ وظیفہ داشت در تبریز از محتسب و وامہا

اُس شخص کی داستان جس کا محتسب کی جانب سے تبریز میں وظیفہ مقرر تھا اور اُس

کردہ بُود بر امیدِ آں وعدہ و وظیفہ اُو را خبر نبُود از وفاتِ

کے وظیفہ اور وعدے کی اُمید پر اُس نے قرض کر رکھے تھے اور اُس کو محتسب کے مرجانے

محتسب حاصل از ہیچ زندہ وامِ اُو گزاردہ نشد اِلّا از

کی خبر نہ تھی، نتیجہ یہ ہے کہ کسی زندہ سے اُس کا قرض ادا نہ ہوا مگر وفات

محتسبِ متوفّی گزاردہ شد چنانکہ گفتہ اند — بیت

پائے ہوئے محتسب کی جانب سے ادا ہوا چنانچہ کہا ہے

لَیْسَ مَنْ مَّاتَ فَاسْتَرَاحَ بِمَیْتٍ — اِنَّمَا الْمَیْتُ مَیِّتُ الْاَحْیَآءِ[۲]
جو مر گیا اور اُس نے راحت پالی وہ مُردہ نہیں ہے — مُردہ، زندوں میں کا مُردہ ہے

آں یکے درویش ز اطرافِ دیار — جانبِ تبریز آمد وام دار
مُلک کے اطراف سے، ایک فقیر — قرضدار ہو کر تبریز کی جانب آیا

نُہ ہزارش وام بُود از زرِ مگر — بُود در تبریز بدرالدیں عُمر
شاید نو ہزار اشرفیاں اُس پر قرض تھیں — تبریز میں، بدرالدین عُمر تھے

محتسب بُود و بدل بحر آمدہ — ہر سرِ مویش یکے حاتم کدہ
وہ کوتوال تھے اور دل کے دریا تھے — اُن کا ہر بال ایک حاتم خانہ تھا

حاتم[۳] ار بُودے گدائے اُو شدے — سر نہادے خاکپائے اُو شدے
اگر حاتم ہوتا تو اُن کا بھکاری ہوتا — سر رکھ دیتا اور خاکِ پا بن جاتا

گر بدادے تشنہ را بحرِ زلال — در کرم شرمندہ بُودے زاں نوال
اگر وہ پیاسے کو صاف پانی کا سمندر دیدیتے — شرافت کی وجہ سے اُس عطا سے شرمندہ ہوتا

ل۵ سُرمہ۔ صاحبِ نسبت کی نسبت صاحبِ قبر کے فیض سے بڑھ جاتی ہے کہ جبکہ بزرگوں کی قبر سے یہ فیض ہوتا ہے تو زندگی میں اُن کی صحبت کس قدر مفید ہوگی۔ سایہ بود۔ وہ بزرگ انسانوں کے سر کا سایہ تھا اور اب اُس کی قبر سایہ دار ہے جس سے لاکھوں انسان مستفید ہوتے ہیں۔ داستان۔ اس قصہ میں یہ بتایا ہے کہ اُس سخی سے مرنے کے بعد بھی فیض حاصل ہوا۔ وظیفہ محتسب کے در سے اُس کا وظیفہ مقرر تھا۔ گزاردہ شد۔ وہ قرض وفات یافتہ محتسب سے ہی ادا ہوا۔

ل۶ لیس۔ جو شخص قبر میں بھی دوسروں کو فیض پہنچا رہا ہے وہ مُردہ نہیں ہے مُردہ تو وہ زندہ ہے جو بالکل بے فیض ہے۔ دیار۔ ملک۔ وام۔ قرض۔ نُہ۔ اُس پر نو ہزار دینار قرض ہو گئے۔ محتسب۔ اُن کا نام بدرالدین عُمر اور عہدہ کوتوال تھا۔ بدل۔ اُن کا دل جود و سخا میں سمندر تھا۔ ہر سرِ مویش۔ اُن کا ہر ہر رونگٹا حاتم طائی کا گھر معلوم ہوتا تھا۔

ل۷ حاتم۔ اگر اُس زمانہ میں حاتم طائی زندہ ہوتا تو وہ اُن کا غلام ہوتا۔ گر بدادے۔ اگر وہ پیاسے کو میٹھے پانی کا سمندر بھی دیتے تو اپنی سخاوت کی وجہ سے شرمندہ ہوتے اور اپنی عطا کو حقیر سمجھتے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

[1] دَر بکردے ذرّہ را مشرقے — بُود آں ذرہ ہمّتش نالائقے

اگر وہ ذرّے کو مشرق بنا دیتے — تو وہ بھی اُس کی ہمت کے لائق نہ تھا

بر اُمیدِ اُو بیامد آں غریب — کو غریباں را بُدے خویش و نسیب

وہ پردیسی اُن کی اُمید پر آیا — کیونکہ وہ پردیسیوں کیلئے اپنے اور رشتہ دار تھے

بادرش بُود آں غریب آموختہ — وامِ بیحد از عطایش توختہ

وہ پردیسی اُن کے دروازے کا ہلا ہوا تھا — اُن کی عطا سے بیحد قرض اُتار چکا تھا

[2] ہم بہ پشتی آں کریم اُو وام کرد — کہ بہ بخششہاش واثق بُود مرد

اُس سخی کے بھروسے پر اُس نے قرض لیا — کیونکہ وہ اُن کی بخششوں پر بھروسہ رکھتا تھا

لاابالی گشتہ اُو و وام جُو — بر اُمیدِ قُلزمِ اکرام خُو

وہ لاپروا اور قرض لینے والا بن گیا تھا — اکرام خصلت، دریا کی اُمید پر

وام داراں رُو ترش اُو شادکام — ہمچو گُل خنداں ازاں روض الکرام

مقروض رنجیدہ تھے، وہ خوش تھا — پھول کی طرح خنداں تھا اُس شہسوار کے چمنوں کی وجہ

گرم شد پُشتش ز خورشیدِ عرب — چہ غمستش از سبالِ بُولہب

عرب کے سورج سے اُس کی کمر گرم ہو گئی — ابولہب کی مونچھوں سے اُسے کیا غم ہے؟

[3] چونکہ دارد عہد و پیوندِ سحاب — کے دریغ آید ز سقّایانش آب

جب کوئی شخص اَبر سے ملاقات اور تعلق رکھتا ہو — اُسکو سقّوں کو پانی دینے سے بخل کب ہوگا؟

ساحرانِ واقف از دستِ خدا — کے نہند ایں دست و پا را دست و پا

خدا کے ہاتھ سے باخبر، جادوگر — ان ہاتھ پاؤں کو ہاتھ پاؤں (کے مرتبہ میں) کب رکھتے ہیں!

روبہے کہ ہست زاں شیرانش پُشت — بشکند کلّہ پلنگاں را بمُشت

جس لومڑی کی اُن شیروں سے پُشت (پناہی) ہو — وہ گھونسے سے چیتوں کا جبڑا توڑ دے گی

آمدنِ جعفرِ طیّار رضی اللہ عنہ بگرفتنِ قلعہ تنہا و مشورت کردنِ ملکِ آں قلعہ با وزیر و دفع کردنِ وزیر ملک را کہ

(حضرت) جعفر طیّار رضی اللہ عنہ کا قلعہ پر قبضہ کرنے کے لئے تنہا آنا اور اُس قلعہ کے بادشاہ کا وزیر سے مشورہ کرنا اور وزیر کا بادشاہ کو روکنا کہ بردار شیر ہے

گھونسے سے چیتوں کا جبڑا توڑ دے جعفرؓ طیار۔ اب اسی مناسبت سے حضرت جعفرؓ طیار کی بہادری کا ذکر کرتے ہیں کہ اُن کو اللہ تعالیٰ کی پُشت پناہی حاصل تھی تو وہ بڑے بڑے لشکروں سے نہ ڈرتے تھے۔

---

[1] دَر بکردے۔ اگر وہ ذرّے کو مشرق بنا دیتے جس سے خود سورج طلوع ہوا کرتا تو بھی اپنی ہمت کے اعتبار سے اُس کو حقیر ہی سمجھتے۔ بر اُمیدِ اُو۔ اُن کی عطا کی اُمید پر وہ پردیسی تیرے پاس آیا۔ بادرش۔ چونکہ وہ پردیسی اُنکے دروازے سے عطا حاصل کر چکا تھا اور اُس سے بہت سے قرضے ادا کر چکا تھا۔

[2] ہم بہ پشتی۔ اُس مسافر نے اُن کے سہارے ہی قرض کر لیا تھا کیونکہ اُس کو یقین تھا کہ جب جا کر مانگوں گا وہ دیدیں گے۔ لاابالی۔ چونکہ اُسکو اُن کی عطا پر اعتماد تھا لہٰذا قرض لینے میں بھی جری ہو گیا تھا۔ وام داران۔ دوسرے قرضخواہوں کا محتسب سے تعلق نہ تھا وہ متفکر رہتے تھے لیکن یہ شخص اُس سخی کی وجہ سے قرض سے بے فکر رہتا تھا اور مسکراتا رہتا تھا۔ گرم شد۔ جس شخص کو آنحضورؐ کی مدد حاصل ہو وہ ابولہب سے کیا ڈرے گا۔

[3] چونکہ دارد۔ اگر کسی شخص کا اَبر سے جوڑ لگ گیا ہو تو وہ پانی پلانے والوں کو پانی دینے میں کب بخل کر سکتا ہے۔ ساحراں فرعون کے دربار کے جادوگروں کو جب خدائی ہاتھ سے واقفیت ہو گئی وہ اپنے ہاتھ پاؤں سے بے نیاز ہو گئے۔ روبہے۔ اگر لومڑی کو بھی شیر کی پُشت پناہی حاصل ہو جائے تو وہ

Presented by www.ziaraat.com

زنہار تسلیم کن واز جہل تہوّر مکن کہ ایں مرد مؤیّد است از

کردے اور نادانی سے جسارت نہ دکھا کیونکہ اس شخص کو خدا کی تائید

حق و جمعیتِ عظیم دارد در جانِ خویش

حاصل ہے اور اپنی جان میں بڑا مجمع رکھتا ہے

۱ چونکہ جعفرؓ رفت سوئے قلعۂ ‌ قلعہ پیشِ کامِ خشکش جرعۂ

جب جعفرؓ قلعہ کی جانب گئے ‌ قلعہ اُن کے خشک گلے کیلئے ایک گھونٹ تھا

یک سوارہ تاخت تا قلعہ بکرّ ‌ تا درِ قلعہ بہ بستند از حذر

حملہ کر کے تنہا قلعہ کی طرف دوڑے ‌ یہاں تک کہ انھوں نے ڈر سے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا

زہرہ نے کس را کہ پیش آید بجنگ ‌ اہلِ کشتی را چہ زہرہ با نہنگ

کسی کا پتہ نہ تھا کہ جنگ کرنے سامنے آئے ‌ ناکے کے سامنے کشتی والوں کا کیا پِتّہ!

رُومی آورد آں ملک سوئے وزیر ‌ کہ چہ چارہ است اندریں وقت اے مُشیر

اُس بادشاہ نے وزیر کی طرف رُخ کیا ‌ کہ اے مشیر! اس وقت کیا تدبیر ہے؟

گفت آنکہ ترک گوئی کبر و فن ‌ ۲ پیشِ او آئی بشمشیر و کفن

اُس نے کہا یہ ہے کہ تو تکبّر اور تدبیر کو چھوڑ ‌ تلوار اور کفن لے کر اُن کے سامنے چلا جا

گفت آخر نے یکے مردیست فرد ‌ گفت منگر خوار در فردیِ مرد

اُس نے کہا آخر کیا وہ ایک تنہا انسان نہیں ہے؟ ‌ اُس نے کہا مَرد کے اکیلے پن کو حقارت سے نہ دیکھ

۳ چشم بکشا قلعہ را بنگر نکو ‌ ہمچو سیماب است لرزاں پیشِ او

آنکھ کھول قلعہ کو غور سے دیکھ ‌ اُن کے سامنے پارے کی طرح تھرا رہا ہے

شستہ در زیں آنچناں محکم پَیے ‌ گوئیا شرقی و غربی با ویست

وہ زین پر اس قدر ثابت قدم بیٹھا ہوا ہے ‌ گویا شرقی اور غربی اُس کے ساتھ ہیں

چند کس ہمچوں فدائی تاختند ‌ خویشتن را پیشِ او انداختند

چند شخص قربانی کی طرح دوڑ پڑے ‌ اُنھوں نے اپنے آپ کو اُن کے سامنے پھینکا تھا

ہر یکے را او بگرزے می فگند ‌ سرنگونسار اندر اقدامِ سمند

اُنھوں نے ہر ایک کو گُرز سے پھینک دیا ‌ گھوڑے کے قدموں میں اوندھا

دادہ بودش صُنعِ حق جمعیتے ‌ کہ ہمی زد یک تنہ بر اُمّتے

اللہ تعالیٰ کی کاریگری نے اُن کو جمعیتِ قلبی عطا فرما دی تھی ‌ کہ تنہا ایک قوم پر حملہ کر دیتے تھے

۱ چونکہ جعفرؓ۔ جب وہ قلعہ پر حملہ آور ہوئے تو قلعہ اُن کی ہمت کے سامنے حقیر تھا۔ یک سوارہ۔ وہ تنہا قلعہ پر حملہ آور ہوگئے اور دشمن نے ڈر سے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ زہرہ نے کسی کی یہ ہمت نہ تھی کہ اُن کے مقابلہ پر آتا۔ اہلِ کشتی۔ جو تیرنا ہی نہ جانتا ہو اور کشتی کی پناہ میں دریا کا سفر کرے وہ ناکے کے مقابلہ میں کیسے آسکتا ہے۔ رُومی۔ بادشاہ نے اس معاملہ میں وزیر سے مشورہ کیا۔

۲ پیشِ او یعنی اُن کے مقابلہ میں تکبّر اور جنگ نہ کریں بلکہ عاجزانہ تلوار اور کفن لے کر سامنے چلے جائیں جس میں اشارہ ہوتا تھا کہ ہم اپنی تلوار لائے ہیں کہ اس سے ہمیں قتل کر دو اور کفن بھی ساتھ لائے ہیں کہ دفن کر دو۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا کہ آخر وہ تنہا ہی تو ہیں اس قدر خوف زدہ کیوں ہوں وزیر نے کہا اُنکے اکیلے پن کو حقارت سے نہ دیکھو۔

۳ چشم بکشا۔ آنکھیں کھول کر دیکھ کہ قلعہ یا اُس کے باشندے سیماب کی طرح لرز رہے ہیں۔ گوئیا۔ گویا مشرق اور مغرب کے لوگ اُس کے ساتھ ہیں۔ چند کس۔ ابتدا میں چند لوگ قربانی کے بکروں کی طرح اُن کی طرف دوڑے۔ ہر یکے۔ اُنھوں نے ہر ایک کو سرنگوں کر کے گھوڑے کے قدموں میں گرا دیا۔ جمعیتے۔ یعنی اطمینانِ قلبی۔

چشمِ[1] من چون دید روی آن قباد — کثرتِ اعداد از چشمم فتاد
جب میری آنکھ نے اُس شاہِ معظم کا چہرہ دیکھا — دشمنوں کی کثرت کی میری نظر میں وقعت نہ رہی

اختراں بسیار خورشید ار یکیست — پیشِ او بنیادِ ایشاں مُندکیست
اگر ستارے بہت اور سورج ایک ہے — اُس کے سامنے اُن کی بنیاد ریزہ ریزہ ہے

گر ہزاراں مُوش پیش آرند سر — گربہ را نے ترس باشد نے حذر
اگر ہزاروں چوہے سر اُبھاریں — بلّی کو نہ ڈر ہے نہ خوف

کے بہ پیش آیند مُوشاں اے فلاں — نیست جمعیت درونِ جانِ شاں
اے فلاں! چوہے کب سامنے آتے ہیں؟ — اُن کی جان میں جماؤ نہیں ہے

ہست[2] جمعیت بصورتہا فشار — جمعِ معنیٰ خواہ ہیں از کردگار
صورتوں کے اعتبار سے کثرت لغو ہے — ہاں، خدا سے باطن کی جمعیت مانگ

نیست جمعیت ز بسیاریِ جسم — جسم را بر باد قائم داں چو اسم
جسموں کی کثرت سے جمعیت نہیں ہے — جسم کو نام کی طرح ہوا پر قائم سمجھ

در دلِ مُوش ار بُدے جمعیتے — جمع گشتے چند مُوش از حمیتے
چوہے کے دل میں اگر جمعیت ہوتی — اپنایت سے چند چوہے جمع ہو جاتے

بر زدندے چوں فدائی حملۂ — خویش را بر گربہ بے مہلۂ
ایک حملہ میں فدائی کی طرح مارتے — بلّی پر اپنے آپ کو، بلا مُہلت

آں[3] یکے چشمش بکندے از ضراب — واں دگر گوشش دریدے ہم بناب
ایک، ضرب سے اُس کی آنکھ نکال لیتا — دوسرا کچلی سے اُس کا کان پھاڑ دیتا

واں دگر سُوراخ کردے پہلوئش — از جماعت گم شدے بیرون شوش
دوسرا اُس کے پہلو میں سُوراخ کر دیتا — مجمع کی وجہ سے، اُس کا بھاگنا ممکن نہ ہوتا

لیک جمعیت ندارد جانِ مُوش — بجہد از جانش ببانگِ گربہ ہُوش
لیکن چوہے کی جان جمعیت نہیں رکھتی ہے — بلّی کی آواز سے اُسکی جان کا ہوش بھاگ جاتا ہے

خشک گردد مُوش ازاں گربۂ عیار — گر بُود اعدادِ مُوشاں صد ہزار
اُس مکار بلّی سے چوہا خشک ہو جاتا ہے — خواہ چوہوں کا شمار لاکھوں ہو

از رمہ انبہ چہ غم قصاب را — انبہیِ ہُش چہ بند خواب را
گلّے کے مجمع سے قصائی کو کیا فکر؟ — ہوش کی کثرت نیند کو کیا روکے؟

---

[1] چشمِ من۔ وزیر نے کہا میری نظر جب اس بڑے بادشاہ پر پڑی تو مجھے یقین ہو گیا کہ ایسے بہادر کے سامنے دشمنوں کی تعداد کی کثرت کوئی چیز نہیں ہے۔ اختراں۔ اب مولانا ایسی مثالیں ذکر کرتے ہیں جن میں ایک کے مقابلہ میں کثرت کوئی چیز نہیں ہے سورج کے مقابلہ میں ستاروں کی کثرت بے معنی ہے۔ گر ہزاراں۔ ایک بلّی کے مقابلہ میں سیکڑوں چوہے بے وقعت ہیں نیست۔ چوہوں کی جمعیت قلبی نہیں ہے۔

[2] ہست جمعیت جسموں اور صورتوں کی کثرت اور جمعیت بیکار ہے۔ جسم جسم اور نام کی کوئی حقیقتِ واقعیہ نہیں ہے جمعیت۔ اپنے کی طرفداری، حفاظت۔ بر زدندے۔ فدائیوں کی طرح بلّی پر حملہ آور ہو جاتے۔

[3] آن یکے۔ کوئی اس کی آنکھ پھوڑتا کوئی اس کے کان کاٹتا۔ واں دگر کوئی اس کے پہلو میں سوراخ کر دیتا۔ بیرون شو۔ مخلص۔ لیک۔ چوہوں میں جمعیت قلبی نہیں ہے بلّی کی آواز سے ان کے ہوش اڑ جاتے ہیں۔ از رمہ۔ ایک قصاب کے مقابلہ میں بکریوں کا گلّہ بے معنی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

مالکُ[1] المُلک ست جمعیت دہد — شیر را تا بر گلہ گوراں جہد

وہ مالکُ المُلک جمعیت دیتا ہے — شیر کو یہاں تک کہ وہ گورخروں کے گلے پر کود پڑتا ہے

در زمانے شاں بسازد تُرت و مُرت — کس نیارد گفتنش از راہ بُرت

تھوڑی دیر میں اُن کو زیر و زبر کر دیتا ہے — کوئی اُس سے نہیں کہہ سکتا کہ راستے سے ہٹ

صد ہزاراں گور دہ شاخِ دلیر — چوں عدم باشند پیشِ ہولِ شیر

لاکھوں گورخر، دس سینگوں والے، بہادر — شیر کے خوف کے آگے کالعدم ہو جاتے ہیں

مالکُ المُلک ست بدہد مُلکِ حُسن — یوسفے را تا بُود چوں ماءِ مُزن

مالکُ المُلک ہے جو حُسن کی سلطنت عطا کر دیتا ہے — ایک یوسف کو یہاں تک کہ وہ ابر کے پانی کی طرح ہو جاتا ہے

در رُخے[2] بنہد شعاعِ اخترے — کہ شود شاہے غلامِ دُخترے

کسی رُخسار میں ستارے کی چمک رکھ دیتا ہے — حتیٰ کہ بادشاہ، ایک لونڈی کا غلام بن جاتا ہے

بنہد اندر رُوئے دیگر نورِ خود — کہ بہ بیند نیم شب ہر نیک و بد

دوسرے چہرے میں اپنا نور رکھ دیتا ہے — حتیٰ کہ وہ آدمی رات میں اچھے اور بُرے کو پہچان لیتا ہے

یوسفؑ و موسیٰؑ ز حق بُردند نور — در رُخ و رُخسار و در ذاتُ الصُّدور

یوسفؑ اور موسیٰؑ نے اللہ (تعالیٰ) سے نور حاصل کیا تھا — رُخ اور رُخسار میں اور سینوں والے (دل) میں

رُوئے موسیٰ بارقے انگیختہ — پیشِ رُو اُو توبرہ آویختہ

(حضرت) موسیٰؑ کے چہرے سے ایک برق پیدا کرتا تھا — اُن کے چہرے کے سامنے نقاب لٹکا ہوا تھا

نورِ رُویش[3] آنچناں بُردے بصر — کہ زمرد از دو دیدہ مارِ کر

اُن کے چہرے کا نور اس طرح بینائی کو اُچک لیتا — جیسا کہ زمرد بہرے سانپ کی دونوں آنکھوں سے

اُو ز حق درخواستہ تا توبرہ — گردد آں نورِ قوی را ساترہ

اُنھوں نے اللہ (تعالیٰ) سے درخواست کی تاکہ — اُس قوی نور کو چھپانے والا بن جائے

توبرہ گفت از گلیمت ساز ہیں — کاں لباسِ عارفے آمد امیں

فرمایا، نقاب اپنی کملی کا بنا لو، ہاں — کیونکہ وہ عارف کا لباس ہے

کاں کسا از نورِ صبرے یافتہ است — نورِ جاں در تار و پودش تافتہ است

کیونکہ اُس کملی نے نور سے صبر حاصل کر لیا ہے — جان کا نور اُس کے تانے اور بانے میں روشن رہا ہے

تو وہ اندھا ہو جاتا ہے یہ ایک مشہور بات ہے۔ مارِ کر۔ سانپ کی ایک قسم بہری ہوتی جس کا زہر قاتل ہے۔ ساترہ۔ چھپانے والی۔ توبرہ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کے جواب میں فرمایا کہ اپنی کملی کا نقاب بنا لیا کرو ... تقاضا ہے کہ وہ اُس نور کو تحمل کر لیگی کوئی کپڑا اُس نور کے چھپنے کو نہ روک سکے گا۔ عارفے۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کی ... چادر، کملی۔ نورِ جعفر ... کی کملی اُن کے نور کو برداشت کر لیتی اور اُس کا تانا بانا نور سے روشن تھا۔

---

[1] مالکُ المُلک۔ جب خدا جمعیتِ قلبی عنایت کر دیتا ہے تو شیر گورخروں کے گلے پر حملہ کر دیتا ہے۔ تُرت و مُرت۔ ت اور میم کے فتح کے ساتھ زیر و زبر۔ بُرت۔ ب کے ضمہ کے ساتھ، جا، راستہ سے ہٹ۔ گور۔ گورخر۔ مالکُ المُلک۔ اللہ کی عطا صرف جمعیتِ قلبی نہیں ہے بلکہ اُس کی اور بھی عطایا ہیں۔ یوسفے۔ کوئی حسین۔ ماءِ مُزن۔ ابر کا پانی شفاف ہوتا ہے۔

[2] در رُخے۔ کسی حسین کے رُخ میں ستارے کی چمک پیدا فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے ایک شاہ لونڈی کا غلام بن جاتا ہے۔ بنہد حُسن ظاہر کے علاوہ حُسنِ باطن عنایت کر دیتا ہے تو وہ بزرگ آدمی رات میں بھی نیک و بد کو پہچان جاتا ہے۔ یوسفؑ و موسیٰؑ۔ حضرت یوسفؑ کے رُخ کا نور مشہور ہے۔ تجلی طور کے بعد حضرت موسیٰؑ کے چہرے میں بھی ایسا نور پیدا ہو گیا تھا جس کو دیکھنے کی ہر شخص تاب نہ لاتا تھا۔ ذاتُ الصُّدور۔ قلب۔ قدمی۔ حضرت موسیٰؑ کے مُنہ پر ایسی چمک تھی کہ کوئی اُسکو دیکھ نہ سکتا تھا اس لئے اُنھوں نے مُنہ پر نقاب ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ بارق۔ برق، چمک۔ توبرہ۔ یعنی نقاب۔

[3] نورِ رُویش۔ حضرت موسیٰؑ کے چہرے کا نور دیکھنے سے آنکھیں اندھی ہو جاتی تھیں۔ زمرد۔ زمرد پتھر پر اگر سانپ کی نظر پڑ جائے

Presented by www.ziaraat.com

جز چنیں خرقہ نخواہد شد صواں [1] — نورِ ما را بر نتابد غیرِ آں
اس کمل کے سوا کوئی محافظ نہیں ہو سکتا — اس کے سوا ہمارے نور کو برداشت نہیں کر سکتا

کوہِ قاف ار پیش آید بہرِ سد — ہمچو کوہِ طور نورش بر درد
اگر روک کے لئے کوہِ قاف سامنے آجائے — نور اس کو کوہِ طور کی طرح پھاڑ دے

از کمالِ قدرت ابدانِ رجال — یافت اندر نورِ بیچوں احتمال
قدرت کے کمال کی وجہ سے مردانِ (خدا) کے جسموں نے — بے کیف نور میں تحمل پایا ہے

آنچہ طورش بر نتابد ذرۂ — قدرتش جا سازد از قارورۂ
جس کے ذرے کو طور نہ برداشت کرے — قدرت ایک شیشہ میں اس کی جگہ بنا دیتی ہے

آنچہ طورش بر نتابد اے کیا — قدرتش اندر زجاجے ساخت جا
اے پاکیزہ! جس کو طور نہ برداشت کر سکا — قدرت نے ایک شیشہ میں اس کی جگہ بنا دی

گشت [2] مشکوٰۃ زجاجی جائے نور — کہ ہمی درد ز نورِ آں قاف و طور
شیشے والا طاقچہ، نور کی جگہ بن گیا — کہ جس کے نور سے کوہِ قاف اور طور ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے

جسمِ شاں مشکوٰۃ داں دلشاں زجاج — تافتہ بر عرش و افلاک ایں سراج
ان کے جسم کو طاقچہ اور ان کے دل کو شیشہ سمجھ — یہ چراغ عرش اور آسمان پر روشن ہوا

نورِ شاں حیرانِ ایں نور آمدہ — چوں ستارہ زیں ضحیٰ فانی شدہ
ان کا نور اس نور سے حیران ہو گیا — ستارے کی طرح اس چاشت کے وقت سے غائب ہو گیا

زیں حکایت کرد آں ختمِ رسل — از ملیکِ لایزال لم یزل
[3] رسولوں کے خاتم نے اسی سے یہ حکایت کی ہے — شہنشاہ ابدی اور ازلی سے

کہ نگنجیدم در افلاک و خلا — در عقول و در نفوسِ باعُلا
کہ میں آسمانوں اور فضا میں نہیں سماتا ہوں — علوی عقلوں میں اور نفوس میں

در دلِ مومن بگنجیدم چو ضیف — بے ز چون و بے چگونہ بے ز کیف
مومن کے دل میں مہمان کی طرح سما گیا ہوں — بغیر چون اور بغیر چگون اور بغیر کیف کے

تا بدلالیِ آں دل فوق و تحت — یابد از من پادشاہیہائے بخت
تاکہ اس دل کے واسطے سے اوپر اور نیچے — مجھ سے نصیب کی بادشاہیاں حاصل کریں

---

[1] صواں۔ جامہ دان۔ کوہِ قاف۔ کوہِ قاف جو کوہِ طور سے بڑا مانا جاتا ہے وہ رکاوٹ بنے گا تو کوہِ طور کی طرح پارہ پارہ ہو جائے گا۔ از کمال۔ اللہ تعالیٰ کا کمالِ قدرت ہے کہ اس نے قلبِ مومن میں اس نور کے تحمل کی طاقت پیدا کر دی ہے۔ قارورہ۔ شیشہ یعنی قلب۔ کیا۔ پاکیزہ۔ زجاج۔ شیشہ یعنی قلب۔

[2] گشت۔ قرآن پاک میں ہے مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ہے کہ ایک طاقچہ ہو جس میں چراغ ہے وہ چراغ شیشہ میں ہے مولانا نے طاقچہ سے مومن کا جسم مصباح سے نورِ حق اور زجاجہ سے قلبِ مومن مراد لیا ہے۔ تافتہ۔ مردِ کامل جبکہ تخلیقِ عالم کا سبب ہے تو گویا وہ عرش و افلاک کے نور کا واسطہ ہے۔ نورِ شاں۔ زمین آسمان کا نور قلبِ مومن کے نور سے حیران ہے اور اس کے مقابلہ میں مضمحل ہے۔ زیں چونکہ عرش و افلاک پر نورِ قلبِ مومن کے واسطہ سے ہے اسی لئے اس حدیثِ قدسی میں یہ مضمون آیا ہے جو آئندہ اشعار میں ذکر ہے۔

[3] کہ نگنجیدم۔ یہ اس حدیثِ قدسی کا مفہوم ہے جو صوفیوں میں مشہور ہے۔ خلا۔ یعنی آسمانوں کے اوپر۔ باعُلا۔ علوی۔ ضیف۔ مہمان محترم ہوتا ہے۔ بے ز چون۔ اس نورِ حق کا قلب سے تعلق بے کیف ہے ایسا نہیں ہے جیسا کہ مظروف کا ظرف سے ہوتا ہے۔ تا بدلالی۔ اس قلب کے واسطے اور دلالی سے علوی اور سفلی مجھ سے فیض حاصل کریں۔

Presented by www.ziaraat.com

بے چنیں آئینہ ایں خوبیِ مَن — بر نتابد نے زمین و نے زمن
ایسے آئینہ کے بغیر میرے اس حسن کو — کوئی برداشت نہ کر سکتا تھا نہ زمین اور نہ زمانہ

بر دو کون اسپِ ترحّم تاختیم — پس عریض آئینہ بر ساختیم
ہم نے دونوں جہان پر رحم کا گھوڑا دوڑا دیا — پھر ہم نے بہت وسیع آئینہ بنا یا

ہر دمے زیں آئینہ پنجاہ عُرس — بنگر آئینہ و لے شرحش مپُرس
ہر وقت اس پچاس شادیوں والے آئینہ سے — آئینہ کو دیکھ لیکن اس کی شرح نہ پوچھ

حاصل آں کز لُبسِ خویشش پردہ ساخت — کز نفوذِ آں قمر را می شناخت
خلاصہ یہ ہے کہ اُن (موسیٰؑ) نے اپنے لباس سے پردہ بنایا — کیونکہ وہ اُس چاند کے نفوذ کو پہچانتے تھے

گر بُدے پردہ زغیرِ لُبسِ اُو — پارہ گشتے گر بُدے کوہِ دو تُو
اگر اُن کے لباس کے سوا کا نقاب ہوتا — ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اگر دُگنے پہاڑ کا ہوتا

زاہنیں دیوارہا نافذ شُدے — تو برہ با نورِ حق چہ فن زدے
لوہے کی دیواروں سے پار ہو جاتا — نقاب اللہ تعالیٰ کے نور کے سامنے کیا ہنر دکھا تا

گشتہ بُود آں توبرہ صاحب تفے — بُود وقتِ شور خرقہ عارفے
وہ نقاب شورش (عشق) کا ساتھی رہا تھا — وہ شورش کے وقت ایک عارف کا خرقہ تھا

گشتہ بُود آں توبرہ ستّارِ نُور — زانکہ بُود از خرقۂ یک با حضور
وہ نقاب نور کا پردہ پوش رہا تھا — کیونکہ وہ ایک حاضر باش کی کفنی (کا جزو) تھا

زاں شود آتش رہینِ سوختہ — کوست با آتش زپیش آموختہ
آگ اسی لئے سوختہ کی مرہون ہوتی — کیونکہ وہ پہلے سے آگ سے سدھا ہوا ہے

وز ہوائی عشقِ آں نورِ رشاد — خود صفورا ہر دو دیدہ باد داد
اُس ہدایت کے نور کے عشق و محبت سے — خود (حضرت) صفورا نے دونوں آنکھیں برباد کر دیں

اوّلاً بربست یک چشم و بدید — نورِ رُوی اُو واں چشمش پرید
پہلے ایک آنکھ بند کی اور دیکھا — اُن کے چہرے کا نور اور اُن کی وہ آنکھ غائب ہو گئی

بعد ازاں صبرش نماند آں دگر — برکشاد و کرد خرجِ آں قمر
اُس کے بعد اُن کو صبر نہ رہا اور دوسری — کھول دی اور اُس چاند پر خرچ کر دی

ہمچناں مردِ مجاہد ناں دہد — چوں بروزد نورِ طاعت جاں دہد
اسی طرح مجاہد آدمی روٹی دیتا ہے — جب اُس پر اطاعت کا نور حملہ کرتا ہے جان دیتا ہے

لہ بے چنیں۔ تب موسیٰ کے واسطے کے بغیر میری اور صفورا میری تجلی کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ بر دو کون تب موسیٰ کو آئینہ تجلیات بنایا جو اللہ کا بڑا کرم ہے یعنی آئینہ۔ یہ قلبِ مومن کی وسعت کی طرف اشارہ ہے۔ مصرع سینے تو دل مجھ جیسے تو را ہے ہر دمے۔ اس آئینہ کے حوال کا اجمالی ذکر شرح نے تشریح میں نہ چاہا تفصیل۔ بات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے زمانے کے بعد جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی کملی کو نقاب بنا لیا چونکہ اُن کو معلوم تھا کہ اور کوئی چیز اس نور کے نفوذ کو نہ روک سکے گی۔ گر بُدے۔ پہاڑ کا دُگنا جُز بھی ہو تو وہ اس نور کی تجلی سے پارہ پارہ ہو جائے۔

لہ زاہنیں۔ وہ نورِ حق لوہے کی دیواروں کو بھی پار کر جاتا ہے گشتہ۔ حضرت موسیٰؑ کی کملی نے عشق کی حرارت اور شورش کو برداشت کیا تھا۔ عارف۔ حضرت موسیٰؑ۔ با حضور یعنی قربِ الٰہی سوختہ وہ کپڑا جس کے ذریعہ آگ سلگائی جائے۔ صفورا حضرت موسیٰؑ کی زوجہ مطہرہ۔

لہ اوّلاً۔ حضرت صفورا نے پہلے ایک آنکھ [illegible] بند کر کے ایک آنکھ سے اس نور کو دیکھا تو وہ آنکھ جاتی رہی۔ بعد ازاں پھر دوسری آنکھ سے دیکھا وہ بھی جاتی رہی ہمچناں۔ مجاہدہ کرنے کا پہلا درجہ لذتوں کو ترک کرنا [illegible]

پس زنے گفتش ز چشمِ عبہری[۵۱] — کز دستت رفت حسرت میخوری

اُن سے ایک عورت نے کہا، نرگسی آنکھوں سے — جو تمہارے ہاتھ سے چلی گئیں تم حسرت کرتی ہو؟

گفت حسرت میخورم کہ صد ہزار — دیدہ بودے تا ہمی کردم نثار

اُنھوں نے کہا، مجھے حسرت ہے کہ ایک لاکھ — آنکھیں ہوتیں تاکہ میں نثار کردیتی

روزنِ چشمم زمہ ویراں شدُست — لیک مہ چوں گنج در ویراں نشست

میری آنکھ کا دریچہ، چاند سے ویران ہوا ہے — لیکن چاند خزانہ کی طرح ویرانہ میں آگیا ہے

کے گذارد[۵۲] گنج کایں ویرانہ اَم — یاد آرد از رواق و خانہ اَم

خزانہ کب موقع دے گا کہ یہ میرا ویرانہ — میرے محل اور گھر کو یاد کرے؟

حق شنید ایں زود چشمم باز داد — دیدِ موسیٰؑ را ز نورش ساز داد

اللہ (تعالیٰ) نے یہ سُنا فوراً میری آنکھیں لوٹا دیں — (حضرت) موسیٰؑ کے دیدار کیلئے اُنکے نور سے سامان دیا

از نظر آں نور زو پنہاں نشد — از خزینہ خاص بُد ویراں نشد

وہ نور، اُن کی نظر سے غائب نہ ہوا — خاص خزانہ کا تھا، ویران نہ ہوا

نورِ روئے یوسفیؑ وقتِ عبور — می فتادے در شُباک و در قصور

(حضرت) یوسفؑ کے چہرے کا نور گذرتے وقت — جالیوں اور محلات پر پڑتا تھا

پس بگفتندے درونِ خانہ در — یوسفؑ ایں سو بسیراں رہگذر

لوگ گھر میں کہا کرتے تھے — یوسفؑ اِس طرف چلتے ہوئے گذر رہے ہیں

زانکہ بر دیوار دیدندے شُعاع — فہم کردندش اصحابِ بقاع

کیونکہ وہ دیوار پر شعاع دیکھتے تھے — اُس کو گھر والے سمجھ جاتے تھے

خانہ[۵۳] راکش دریچہ ست آں طرف — دارد از سیرانِ آں یوسفؑ شرف

جس گھر کی کھڑکی اُس طرف ہے — اُس یوسفؑ کے چلنے سے شرف رکھتا ہے

ہیں دریچہ سوئے یوسفؑ باز کن — وز شگافش فرجہ آغاز کن

خبردار! یوسفؑ کی جانب کھڑکی کھول لے — اُس کے شگاف سے تفریح شروع

عشق ورزی آں دریچہ کردن است — کز جمالِ دوست سینہ روشن است

عشق کرنا، وہ کھڑکی بنانا ہے — کیونکہ دوست کے حُسن سے سینہ روشن ہے

---

۵۱ عبہر۔ نرگس کی وہ قسم جس کا پھول درمیان میں سے زرد ہوتا ہے اگر درمیانی حصہ کالا ہو تو وہ شہلا کہلاتی ہے گفت۔ حضرت صفورا نے فرمایا حسرت تو اِس کی ہے کہ لاکھوں آنکھیں کیوں نہ ہوئیں کہ اُن سب کو قربان کردیتی۔ روزن۔ اگرچہ میری آنکھ کا دریچہ ویران ہو گیا اور اُس میں بصارت نہ رہی لیکن اب اِس ویرانہ میں اُس حق کا دفینہ ہے

۵۲ کے گذارد۔ اب میں اُس خزانہ کی وجہ سے پورے جسم سے بے نیاز ہوں۔ حق حضرت صفورا کی یہ گفتگو حضرت حق کو پسند آئی اور اُس نے اُن کی آنکھیں فوراً لوٹا دیں، اپنا نور عنایت کردیا جس سے وہ حضرت موسیٰؑ کا دیدار کرسکیں۔ از نظر۔ اب وہ نور چونکہ نورِ خداوندی تھا اِس لئے اُس نے اُس جمالِ موسوی کو برداشت کرلیا۔ نورِ روئے یوسفیؑ حضرت موسیٰؑ کے جمال کے بیان سے فارغ ہوکر حضرت یوسفؑ کے جمال کا ذکر شروع کیا ہے۔ شُباک۔ جالی۔ پس جب نور جالیوں سے جھلکتا تھا تو گھر والے سمجھ جاتے تھے کہ حضرت یوسفؑ ادھر سے گذر رہے ہیں۔ بقاع۔ بُقعہ کی جمع کہ سرزمین۔

۵۳ خانہ۔ اب یہاں سے محبوبِ حقیقی کی تجلی کا ذکر شروع کیا ہے یعنی جس دل کا دریچہ محبوبِ حقیقی کی جانب کھلا ہوتا ہے وہ اُس محبوبِ حقیقی کی تجلیات سے فیض یاب ہوتا ہے۔ انسان کو دل کی کھڑکی حضرت حق تعالیٰ کی جانب کھولنی چاہیئے اور پھر عالمِ ملکوت کی سیر اور تفریح کرنی چاہیئے عشق۔ کھڑکی کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ اُس سے عشق کر۔

پسؔ ہمارہ رُوئ معشوق نگر — ایں بدستِ تُست بِشنو اے پسر
ہمیشہ معشوق کا رُخ دیکھتا رہ — اے بیٹا! سُن لے یہ تیرے قبضہ میں ہے

راہ کُن در اندرونہا خویش را — دور کُن ادراکِ غیراندیش را
اپنے باطنوں میں راستہ بنا — دوسرے کو سوچنے والے احساس کو دور کردے

کیمیا داری دَوائے پوست کُن — دشمناں ازیں صناعت دُوست کُن
تو کیمیا رکھتا ہے، کھال کا علاج کرلے — اس ہنر سے، دشمنوں کو دوست بنالے

چوں شُدی زیبا بداں زیبا رسی — کہ رہاند رُوح را از بیکسی
جب تو حسین ہوجائیگا اُس حسین تک پہنچ جائیگا — جو روح کو بیکسی سے چھڑا دیتا ہے

پرورشؔ مر باغِ جانہا را امش — زندہ کردہ مُردۂ غم را دَمش
جانوں کے باغ کی اُس کی نمی سے پرورش ہے — غم کے مارے ہوئے کو اُسکے دَم نے زندہ کردیا ہے

نے ہمہؔ مُلکِ جہانِ دُوں دہد — صد ہزاراں مُلکِ گوناگوں دہد
صرف یہ نہیں ہے کہ وہ کمتر جہان کا مُلک عطا کرتا ہے — (بلکہ) لاکھوں قِسما قسم مُلک عطا کرتا ہے

بر سرِ مُلکِ جمالش داد حق — مُلکتِ تعبیر بے درس و سَبق
اُن کے حُسن کے علاوہ اللہ (تعالیٰ) نے عطا فرمائی — تعبیر کی مملکت، بغیر درس اور سبق کے

مُلکتِ حُسنش سُوئے زنداں کشید — مُلکتِ علمش سُوئے کیواں کشید
حُسن کی مملکت نے اُن کو قید خانہ کی جانب کھینچا — علم کی مملکت اُن کو زحل کی جانب لے گئی

شہؔ غلامِ اُو شُد از علم و ہُنر — مُلکِ علم از مُلکِ حُسن آسُودہ تر
علم اور ہنر کی وجہ سے بادشاہ اُن کا غلام بنا — علم کی مملکت حُسن کی مملکت سے زیادہ پھلتی ہے

رجوع بحکایتِ آں شخصِ وام کردہ و آمدنِ اُو بامیدِ عنایتِ آں مُحتسب بسُوئے تبریز

قرض لئے ہوئے شخص کی حکایت کی طرف رجوع اور اُس کا مُحتسب کی مہربانی کی اُمید پر تبریز کی جانب آنا

آں غریبِ مُمتحن از بیمِ وام — در رہ آمد سُوئے آں دار السلام
وہ مصیبت کا مارا پردیسی قرض کے ڈر سے — اُس دار السلام کی جانب، راستہ میں آیا

شُد سُوئے تبریز و کوئے گلستاں — خفتہ اُمیدش فراز گُلستاں
تبریز اور گلستان کے کوچہ کی طرف چلا — اُس کی اُمید پھولوں کی سیج پر چت لیٹی تھی

لہ پسؔ ہمارہ۔ ہمیشہ طور پر تو معشوقِ حقیقی کو مت دیکھ کرسکے گا، یہ تیری اختیاری بات ہے۔ راہ کُن۔ اَنفس میں جو آیاتِ الٰہیہ ہیں اُن پر غور کر اور غیر اللہ کے خیال کو دور کردے۔ کیمیا۔ معشوقِ حقیقی کی طرف دریچہ کھولنا ایسی کیمیا ہے کہ تو اُس سے نفس کی ذِلت کو دور کرسکتا ہے اور دشمنوں یعنی شیطان وغیرہ کو رام کرسکتا ہے۔ چوں شُدی۔ جب تو کھال کا علاج کرکے حسین بن جائیگا اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچ جائے گا کیونکہ وہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور پھر وہ تیری روح کو بیکسی سے نجات دیدیگا۔

لہ پرورش۔ اُس کی رحمت کی ادنیٰ بارش تیری روح کے باغ کو شاداب کردے گی اور تیری مُردنی دور کردیگی۔ نے ہمہ۔ اُس کی معرفت دنیا کی دولتیں نہیں ہیں، وہ اِس طرح کی صد ہا سلطنتیں عطا کردیتا ہے۔ بر سر۔ حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ نے صرف حُسن کی سلطنت ہی نہیں خواب کی تعبیر کی مملکت بھی عطا کی تھی۔ مملکت۔ ان کا حُسن قید خانہ کا سبب بنا اور خواب کی تعبیر کا علم بلندی اور عروج پر لے گیا، شاہِ مصر نے اُن کو وزیر بنایا۔

لہ شہ غلام۔ شاہ مصر اُن کا فرمانبردار بن گیا، معلوم ہوا کہ علم کی سلطنت زیادہ آسودہ ہے

Presented by www.ziaraat.com

زد ز دار الملک تبریزِ سنی[1] ‌ ‌ بر امیدش روشنی بر روشنی
چمکدار پائے تخت تبریز سے پڑی ‌ ‌ اُس کی اُمید پر روشنی بر روشنی

جانش خنداں شد ازاں روضہ رجال ‌ ‌ از نسیم یوسف و مصرِ وصال
اُس باغ مرداں سے اُس کی رُوح خوش ہوگئی ‌ ‌ یوسف کی نسیم اور وصال کے مصر سے

گفت یا حادی انخ لی ناقتی ‌ ‌ جاء اِسعادی وطارت فاقتی
بولا، اے حُدی خواں میری اونٹنی بٹھا دے ‌ ‌ میری کامیابی آگئی اور میرا فاقہ اڑ گیا

اُبرکی یا ناقتی طاب الامور ‌ ‌ اِنَّ تبریزاً مناجات الصدور
اے میری اونٹنی بیٹھ جا، کام خوب ہوگئے ‌ ‌ بیشک تبریز سینوں کی گفتگو کی جگہ ہے

اِسرحی یا ناقتی حول الریاض ‌ ‌ اِنَّ تبریزاً لنا نعم المفاض
اے میری اونٹنی باغوں کے گرد چرتی رہ ‌ ‌ بیشک تبریز ہمارے لئے بہترین فیض کی جگہ ہے

ساربانا[2] بار بکشا ز اشتراں ‌ ‌ شہر تبریز است و کوی دلستاں
اے ساربان! اونٹوں سے سامان کھول دے ‌ ‌ شہر تبریز ہے اور محبوب کا کوچہ ہے

فرِ فردوسی ست ایں فالیز را ‌ ‌ شعشعۂ عرشی ست ایں تبریز را
اس چمن کے لئے جنت کی سی شان ہے ‌ ‌ اس تبریز کے لئے عرشی نور ہے

ہر زمانے موجِ رُوح انگیز جاں ‌ ‌ از فرازِ عرش بر تبریزیاں
ہر وقت جان کی روح انگیز موج ہے ‌ ‌ تبریز والوں پر عرش کے اوپر سے

چوں وثاقِ محتسب جست آں غریب ‌ ‌ خلق گفتندش کہ بگذشت آں حبیب
جب اُس پردیسی نے محتسب کا مکان ڈھونڈا ‌ ‌ لوگوں نے کہا کہ وہ محبوب گذر گیا

او پریر از دارِ دنیا نقل کرد ‌ ‌ مرد و زن از واقعۂ او رُوی زرد
وہ پرسوں دارِ دنیا سے انتقال کر گیا ‌ ‌ مرد و زن اس کے حادثے سے زرد رُو ہیں

رفت آں طاؤسِ عرشی سُوی عرش ‌ ‌ چوں رسید از ہاتفانش بُوی عرش
وہ عرشی مور عرش کی جانب چلا گیا ‌ ‌ جبکہ اُس کے پاس ہاتفوں سے عرش کی خوشبو پہنچی

سایہ اش[3] گرچہ پناہِ خلق بُود ‌ ‌ در نوردید آفتابش زود زود
اُس کا سایہ اگرچہ لوگوں کی پناہ تھا ‌ ‌ اُس کو سورج نے جلد جلد لپیٹ دیا

راند او کشتی ازیں ساحل پریر ‌ ‌ گشتہ بود آں خواجہ زیں غمخانہ سیر
اُس نے پرسوں اِس ساحل سے کشتی روانہ کر دی ‌ ‌ وہ خواجہ اِس غمکدے سے سیر ہو گیا تھا

---

[1] زد۔ تبریز سے اُس کی بہت سی اُمیدیں وابستہ تھیں سَنی۔ روشنی۔ روضۂ۔ یعنی تبریز۔ رجال یعنی عطا کے طلبگار۔ یوسف یعنی مُحتسِب۔ مصر۔ مصرِ وصال، مصر میں حضرت یعقوبؑ کا حضرت یوسفؑ سے وصل ہوا تھا یہاں تبریز مراد ہے۔ حَادی۔ اونٹ کو تیز چلانے کے لئے حُدی کے اشعار پڑھنے والا۔ مُناجَاتُ الصُّدُوْر یہی وہ جگہ ہے جس کے بارے میں میں دل دل میں باتیں کیا کرتا تھا۔

[2] ساربان۔ اونٹ والا۔ فالیز کھیت۔ شعشعہ۔ چمک۔ وُثاق۔ گھر۔ بگذشت یعنی دنیا سے گذر گیا آں حبیب۔ مُحتسِب۔ پریر۔ پرسوں۔ طاؤس عرشی یعنی مُحتسِب۔

[3] سایہ اش۔ مُحتسِب کی ذات سے مخلوق کو راحت تھی۔ آفتاب۔ یعنی موت۔ سیر۔ اب مُحتسِب دنیا کی زندگی سے اُکتا گیا تھا۔

نعره زد مرد و بیهُش اُوفتاد[1] | گوئیا اُو نیز در پے جاں بداد
اُس شخص نے نعرہ مارا اور بیہوش ہوکر گر پڑا | گویا اُس نے بھی (اُس کے) پیچھے جان دیدی

پس گلاب و آب بر رُویش زدند | همرہاں بر حالتش گریاں شدند
لوگوں نے اُسکے منہ پر گلاب اور پانی چھڑکا | ساتھی اُس کی حالت پر رونے لگے

تا بشب بیخویش بُود و بعد ازاں | نیم مُرده بازگشت از غیب جاں
وہ رات تک بے ہوش تھا اور اُسکے بعد | جان، غیب سے نیم مردہ واپس ہوئی

باخبر شُدنِ آں غریب از وفاتِ آں مُحتسِب و استغفارِ
اُس پردیسی کا مُحتسب کی وفات سے باخبر ہونا اور اس کا مخلوق پر

اُو از اعتماد بر مخلوق و تعویل بر عطائے مخلوق و یادِ
بھروسہ کرنے اور مخلوق کی عطا پر اعتماد کرنے سے استغفار پڑھنا اور

نعمت ہائی حق سبحانہ و تعالیٰ کردن و انابت بحق از
اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور اپنے قصور سے اللہ تعالےٰ

جُرم خود ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ
کی طرف رجوع کرنا، پھر وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اپنے رب کا مثل قرار دیتے ہیں

هُوَالَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا
وہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مدت مقرر کی

چوں بہوش آمد بگفت اے کردگار[2] | مُجرمم بُودم بخلق اُمیدوار
جب وہ ہوش میں آیا بولا، اے خدا! | میں قصوروار تھا از مخلوق سے امیدوار ہوں

گرچہ خواجہ بس سخاوت کرد و جُود | ہیچ آں کُفوِ عطائے تو نبُود
اگرچہ خواجہ نے بہت جود و سخا کی | کچھ بھی وہ تیری عطا کا ہمسر نہ تھا

اُو کُلہ بخشید و تو سر پُر خرد | اُو قبا بخشید و تو بالا و قد
اُس نے ٹوپی دی اور تو نے عقل بھرا سر | اُس نے قبا بخشی اور تو نے قد و قامت

اُو زرم داد و تو دستِ زر شمار[3] | اُو ستورم داد و تو عقلِ سوار
اُس نے مجھے سونا دیا تو نے سونا گننے والا ہاتھ | اُس نے مجھے سواری دی تو نے سوار ہونیوالی عقل

خواجہ شمعم داد و تو چشمِ قریر | خواجہ نُقلم داد و تو طعمہ پذیر
خواجہ نے مجھے شمع دی اور تو نے ٹھنڈی آنکھ | خواجہ نے مجھے چبینا دیا اور تو نے کھانے کو قبول کرنے والا

---

[1] نعرہ۔ محتسب کی موت کی خبر سے یہ مسافر نعرہ مارکر بے ہوش ہوکر گر گیا۔ باخبر۔ جب اُس مسافر کو ہوش آیا تو یہ بھی ہوش آیا کہ غیر اللہ پر بھروسہ کرنا غلطی تھی اور وہ اپنی غلطی پر نادم ہوکر اللہ کی طرف راجع ہوا۔

[2] چوں بہوش۔ جب اُس کو ہوش آیا تو اُس نے اللہ تعالےٰ کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ گرچہ۔ اُس نے خدا سے عرض کیا کہ بیشک محتسب بہت سخی تھا لیکن تیری سخاوت کا ہمسر نہ تھا۔ اُو۔ محتسب نے ٹوپی دی تو نے سر عنایت کیا اُس نے قبا دی تو نے وہ قد و قامت عطا کیا جس سے میں اُس قبا سے فائدہ اُٹھا سکا۔

[3] او۔ محتسب نے سونا عطا کیا تو نے وہ ہاتھ عطا فرمایا جس سے میں نے اُس کو شمار کیا اُس نے سواری دی تو نے عقل دی جس کی وجہ سے میں اُس پر سوار ہوسکا۔ خواجہ۔ محتسب نے مجھے شمع دی تو نے وہ آنکھ دی جس کے ذریعہ شمع میرے لئے کارآمد ہوئی۔ قریر۔ ٹھنڈی۔ نُقل کھانے کی چیز۔ طعمہ پذیر۔ یعنی معدہ۔

او وظیفہ داد تو عمر و حیات [1] — وعدہ اش زر وعدۂ تو طیبات
اُس نے تنخواہ دی، تو نے عمر اور زندگی — اُس کا وعدہ سونا تھا تیرا وعدہ پاک چیزیں

او دُنا قم داد و تو چرخ و زمیں — در دُنا قت او و صد چوں او کمیں
اُس نے مجھے گھر دیا اور تو نے آسمان و زمین — تیرے گھر میں وہ اور اُس جیسے سینکڑوں فقیر ہیں

آنچہ او وا داد اے مَلِک ہم از تو داد — کہ دل و دستِ ورا کردی تو راد
اے شاہ! جو اُس نے دیا وہ بھی تیری طرف سے دیا — کیونکہ اُس کے ہاتھ اور دل کو تو نے سخی بنایا

زر از آنِ تست او زر نا فرید — نان از آنِ تست نان از تُش رسید
سونا تیری ملکیت ہے اُسے سونا پیدا نہیں کیا — روٹی تیری ملکیت ہے روٹی تجھ سے اُسے پہنچی

آں سخا و رحم ہم تو دادیش — کز سخاوت می فزودے شادیش
وہ سخاوت اور رحم بھی تو نے ہی اُسکو دیا — کیونکہ سخاوت سے اُس کی خوشی میں اضافہ ہوتا تھا

من مر او را قبلۂ خود ساختم — قبلہ سازِ اصل را انداختم
میں نے اُسی کو اپنا قبلہ بنایا — اصل قبلہ ساز کو نظر انداز کیا

ما کجا بودیم کاں دیّانِ دیں [2] — عقل می کارید اندر ماء و طیں
ہم کہاں تھے کہ وہ حکم کا حاکم — عقل کو پانی اور مٹی میں بو رہا تھا

چوں ہمی کرد از عدم گردوں پدید — ویں بساطِ خاک را می گسترید
جبکہ وہ آسمان کو عدم سے پیدا کر رہا تھا — اس خاک کے بستر کو بچھا رہا تھا

ز اختراں می ساخت او مصباحہا — وز طبائع قفل با مفتاحہا
وہ ستاروں سے چراغ بنا رہا تھا — اور طبیعتوں سے قفل، مع کنجیوں کے

اے بسا بنیادہا پنہاں و فاش — مضمر ایں سقف کرد و ایں فراش
اے (مخاطب)! بہت سی چھپی اور کھلی بنیادیں — اس چھت اور اس بستر میں رکھ دی ہیں

آدم اصطرلابِ اوصافِ علوست — وصفِ آدم مظہرِ آیاتِ اوست
آدمؑ بالائی اوصاف کا اُصطرلاب ہیں — آدمؑ کا وصف اُس کی آیات کا مظہر ہے

ہر چہ در وے می نماید عکسِ اوست [3] — ہمچو عکسِ ماہ کاندر آبِ جوست
جو اُس میں نظر آتا ہے، اُس کا عکس ہے — جس طرح نہر کے پانی میں چاند کا عکس ہے

بر صُطرلابش نقوشِ عنکبوت — بہرِ اوصافِ ازل دارد ثبوت
اُس کے اُصطرلاب پر مکڑی کے نقوش ہیں — جو ازلی اوصاف کا ثبوت رکھتے ہیں

[1] او وظیفہ۔ اُس نے تنخواہ دی تو نے زندگی دی جس کے بغیر تنخواہ بیکار ہوتی ہے یعنی فربہ، توانا، پکّا آدمی۔ پھر جو اُس نے دیا اُس میں بھی تیرا کرم شامل ہے کیونکہ تو نے ہی اُس کو سخی بنایا ہے۔ زر۔ وہ جو کچھ دیتا تھا اُس کا نہ تھا تیرا تھا۔ آن سخا۔ اس میں سخاوت کا مادہ تو نے پیدا کیا تھا اُس کو سخاوت کر کے خوشی محسوس ہوتی تھی۔ من مرا او را۔ یہ میری خطا تھی کہ میں نے منتخب کر قبلۂ اُمید بنایا اور جو اُس قبلہ کو بنانے والا ہے اُسکو بھلایا۔

[2] ما کجا بودیم۔ اب اللہ تعالیٰ کی اُن نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو اُس کے ساتھ مخصوص ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کو آدم ہے کہ اُس نے بیچ عقل عنایت کی۔ بساط خاک۔ زمین۔ مصباح۔ چراغ۔ قُفل یعنی مقفّل۔ مفتاحہا یعنی اسباب۔ بنیادہا۔ مضمرات۔ آدم۔ اب اُن نعمتوں کا ذکر ہے جو خود انسان کے اندر مُضمر ہیں۔ اُصطرلاب وہ آلہ ہے جس کے ذریعہ سورج کے فاصلوں وغیرہ کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ پہلے مصرع میں انسان کو اسماءِ الٰہی کا مظہر قرار دیا ہے دوسرے مصرع میں اُس کو حقائقِ کونیہ کا جامع قرار دیا۔

[3] ہر چہ۔ چونکہ انسان مظاہرِ الٰہی اور حقائق کا مظہر ہے تو اس میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ خدا کا عکس ہے جس طرح چاند کا عکس دریا کے پانی میں نظر آتا ہے۔

عنکبوت۔ مکڑی۔ اُصطرلاب کا پہلا پرت مکڑی کے جالے کی طرح سوراخ دار ہوتا ہے یعنی صفاتِ انسانی اللہ کے صفات کا ثبوت ہیں۔

تا ز چرخِ غیب وز خورشیدِ روح ۱ه — عنکبوتش درس گوید از شروح
تا غیب کے آسمان اور روح کے سورج کا — اُس کی مکڑی مع شرحوں کے سبق پڑھائے

عنکبوت و ایں صطرلابِ رشاد — بے منجم در کفِ عام اوفتاد
مکڑی اور یہ رہنمائی کا اصطرلاب — نجومی کے بغیر عوام کے ہاتھ آ گیا

انبیا را داد حق تنجیم ایں — غیب را چشمے بباید غیب بیں
اللہ (تعالیٰ) نے اسکی نجومی کا حق انبیاء کو دیا ہے — غیب کے لئے غیب کو دیکھنے والی آنکھ چاہیے

در چہِ دنیا فتادند ایں قروں ۲ه — عکسِ خود را دید ہر یک چہ دروں
یہ اہلِ زمانہ دنیا کے کنویں میں گر پڑے ہیں — ہر ایک نے کنویں میں اپنا عکس دیکھ لیا ہے

عکس در چہ دید و از بیروں ندید — ہمچو شیرِ گول کاندر چہ دوید
عکس کو کنویں میں دیکھا اور باہر سے نہ دیکھا — اُس احمق شیر کی طرح جو کنویں میں دوڑ گیا

از بروں داں ہر چہ در چاہت نمود — ورنہ آں شیری کہ در چہ شد فرود
جو کچھ تجھے کنویں میں نظر آیا اُس کو باہر سے سمجھ — ورنہ تو وہی شیر ہے جو کنویں میں اُترا

برد خرگوشیش از رہ کالے فلاں — در تگِ چاہست آں شیرِ ژیاں
اُس کو خرگوش نے راستہ سے ہٹایا کہ اے فلاں! — وہ غضبناک شیر کنویں کی تہہ میں ہے

در رو اندر چاہ و کیں از وے بکش — چوں از و غالب تری سر بر کنش
کنویں میں جا اور اُس سے کینہ نکال — جبکہ تو اُس سے زیادہ غالب ہے اُسکا سر اُکھاڑ دے

آں مقلد سخرۂ خرگوش شد — از خیالِ خویشتن پر جوش شد
وہ مقلد، خرگوش کا تابع بن گیا — اپنے خیال سے جوش میں آ گیا

او نگفت ایں نقشِ او در آب نیست ۳ه — ایں بجز تقلیبِ آں قلاب نیست
اُس نے یہ نہ کہا کہ عکس ہے اور وہ پانی میں نہیں ہے — یہ اُس پلٹ دینے والے کی پلٹی کے سوا کچھ نہیں ہے

تو ہم از دشمن چو کینے می کشی — اے زبونِ شش غلط در ہر ششی
تو بھی جب دشمن سے کینہ نکال رہا ہے — اے چھ (جہات) کے تابع تو چھ (جہات) میں غلط ہے

آں عداوت اندرو عکسِ حق ست — کز صفاتِ قہر آنجا مشتق ست
اُس میں وہ عداوت اللہ (تعالیٰ) کا عکس ہے — کیونکہ وہاں کے قہر کی صفات سے بنی ہے

حقیقت کو نہ سمجھ سکا۔ تو ہم۔ تو بھی دشمن سے دشمنی کرنے میں حقیقت تک نہیں پہنچتا ہے۔ اے زبونِ شش۔ تو شش جہات کا تابع ہے۔ غلط در ہر ششی۔ اور ہر جہت میں غلطی پر ہے۔ آں عداوت۔ دشمن میں جو جذبۂ عداوت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ قہر کا عکس ہے کیونکہ وہ اسی صفتِ قہر سے پیدا ہوئی ہے۔

۱ه تا ز چرخ۔ جس طرح اُصطرلاب کے عنکبوت سے آسمانوں اور سورج کے احوال معلوم کئے جاتے ہیں اسی طرح انسانی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات کی تشریح کرتی ہیں۔ رشاد۔ نجومیوں کے اُصطرلاب سے تو نجومی ہی احوال معلوم کر سکتے ہیں لیکن انسان کے صفات کے ذریعہ عوام بھی صفاتِ خداوندی کا علم حاصل کر سکتے ہیں انبیاء۔ عوام انبیاء کی تعلیم کے واسطہ سے خود یہ علوم حاصل کر سکتے ہیں۔

۲ه در چہ۔ اب انسان دوسرے انسان میں جو کچھ سمجھتا ہے اُس کو اصل سمجھتا ہے حالانکہ وہ عکس ہے تو انسان کی مثال اُس شیر کی سی ہے جو کنویں میں عکس پر حملہ آور ہوا تھا از بیروں۔ اگر تو انسان کے فعل کو اصل سمجھے گا تو وہی احمق شیر بنے گا جو عکس پر حملہ آور ہوا تھا۔ برد۔ اُس احمق شیر کو خرگوش لے گیا اور کہہ دیا تھا کہ کنویں میں غضبناک شیر ہے۔ در رو۔ کنویں کے اندر جا کر اُس سے بدلہ لے اور اُس کا سر اکھاڑ دے۔ آں مقلد۔ وہ بیوقوف شیر اُس کے بہکاوے میں آ گیا۔

۳ه او نگفت۔ اس نے یہ نہ کہا کہ یہ تو صرف نقش ہے اور وہ شیر جو خرگوش بتا رہا ہے پانی میں نہیں ہے۔ ایں۔ یہ تصرف بھی خدائی ہے کہ وہ

واں[1] گنہ در وے ز عکسِ جرمِ تست ... باید آں خُو را ز طبعِ خویش شُست
اور اُس میں وہ گناہ تیرے جُرم کا عکس ہے ... اُس عادت کو اپنے مزاج میں سے دھونا چاہیئے

خُلقِ زشتت اندر و رُویت نمود ... کہ ترا اُو صفحۂ آئینہ بود
تیرا بُرا اخلاق تجھے اُس میں نظر آیا ... کیونکہ وہ تیرے لئے آئینہ کی سطح ہوگیا

چونکہ قبحِ خویش دیدی اے حسن ... اندر آئینہ بر آئینہ مزن
اے بھلے! جبکہ تونے اپنی برائی دیکھی ہے ... آئینہ میں آئینہ کو نہ مار

می زند[2] بر آب استارہ سَنی ... خاک تو بر عکسِ اختر می زنی
روشن ستارہ پانی پر پڑ رہا ہے ... تو ستارے کے عکس پر ڈلا مار رہا ہے

کایں ستارہ نحس در آب آمدست ... تا کُند اُو سعدِ ما را زیر دست
کہ یہ نحس ستارہ، پانی میں آگیا ہے ... تاکہ وہ ہمارے سعد (ستارے) کو مغلوب کرلے

خاکِ استیلا بریزی بر سرش ... چونکہ پنداری ز شبہ اخترش
غلبہ کی خاک تو اُس کے سر پر ڈال رہا ہے ... چونکہ تو اُس کو شبہ میں ستارہ سمجھتا ہے

عکس پنہاں گشت و اندر غیب راند ... تو گماں بُردی کہ آں اختر نماند
عکس چھپ گیا اور غائب ہوگیا ... تونے یہ خیال کیا کہ وہ ستارہ نہ رہا

آں[3] ستارہ نحس ہست اندر سما ... ہم بداں سُو بایدش کردن دوا
وہ نحس ستارہ آسمان میں ہے ... اُسی طرف اُس کی تدبیر کرنی چاہیئے

بلکہ باید دل سُوی بیسُوے بست ... نحسِ ایں سُو عکسِ نحسِ بیسُوست
بلکہ دل کو بے جہت کی جانب لگانا چاہیئے ... اس طرف کی نحوست، بے جہت کے سوء القضاء کا عکس ہے

داد دادِ حق شناس و بخشش ... عکسِ آں داد است اندر پنج و شش
بخشش کو اللہ (تعالے) کی بخشش اور عطا سمجھ ... اُسی عطا کا عکس پانچ (حواس) اور چھ (جہات) میں ہے

گر بُوَد دادِ خساں افزوں ز ریگ ... تو بمیری واں بماند مُردہ ریگ
اگر کمینوں کی عطا ریت سے بھی زیادہ ہو ... تو مر جائے گا اور وہ میراث میں رہ جائیگی

عکس آخر چند پاید در نظر ... اصل بینی پیشہ کن اے کژ نگر
آخر عکس کب تک نظر میں ٹھہرے گا ... اے کج نظر! اصل کو دیکھنے کا پیشہ بنا

حق چو بخشش کرد بر اہلِ نیاز ... با عطا بخشید شاں عمرِ دراز
اللہ (تعالے) نے جب نیازمندوں پر بخشش کی ... عطا کے ساتھ اُن کو دراز عمر بخش دی

[1] واں گنہ۔ دشمن جو گناہ کر رہا ہے وہ تیرے کسی جُرم کا عکس ہے تو اپنی اس جُرم والی عادت کو اپنے اندر سے دھو دے۔ خُلقِ زشتت تیری بُری عادت کا دشمن میں عکس ہے۔ چونکہ۔ جب تو نے اس کو اپنی بُرائی کا عکس سمجھ لیا تو اب دشمن کو جو بمنزلہ آئینہ کے ہے نہ مار۔

[2] می زند۔ تیری مثال یہ ہے کہ کوئی پانی میں ستارے کا عکس دیکھے اور اس پر خاک ڈالے۔ کایں۔ اور یہ کہے کہ یہ ستارہ منحوس ہے اور میرے سعد ستارے کو دبانے آیا ہے۔ خاک۔ تو اس عکس کو منحوس ستارہ خیال کر کے اُس پر مٹی ڈال رہا ہے۔ عکس۔ تھوڑی دیر میں عکس غائب ہوگیا تو تو سمجھا کہ ستارہ غائب ہوگیا۔

[3] آں ستارہ جس کو تو اپنے خیال سے منحوس سمجھ رہا ہے وہ ستارہ تو آسمان پر ہے اگر کوئی تدبیر بھی کرنی تھی تو آسمان کی طرف کرنی تھی بلکہ اگر ستارہ کی نحوست سے بچنا تھا تو خدا سے التجا کرنی چاہیے تھی۔ داد۔ جس طرح اشیاء کی نحوست من جانب اللہ ہے اسی طرح عطا بھی دراصل من جانب اللہ ہے۔ پنج۔ یعنی وہ عطائیں اور نعمتیں جو پانچ حواس اور چھ جہت میں ہیں۔ گر بُود۔ انسانوں کی عطا خیمہ ہے۔ ہے عارضی ہے عکس۔ عکسوں کو دیکھنا چھوڑ دے اصل پر نظر رکھ۔ حق۔ اللہ تعالے جسکو اعمالِ صالحہ کی نعمت بخشتا ہے اُسکو جنت کی عمر دراز دیتا ہے تاکہ وہ اُس سے پورے طور پر نفع اُٹھا سکے۔

خالدین شد نعمت و منعم علیہ — محیی الموتیٰ ست فاجتازوا الیہ

نعمت اور جس پر نعمت ہوئی ہمیشہ رہنے والے بنگئے — وہ مردے کو زندہ کرنے والا ہے اُس سے التجا کرو

دادِ حق با تو درآمیزد چو جاں — آنچنانکہ آں تو باشی و تو آں ۳۰

اللہ (تعالیٰ) کی عطا تجھ سے جان کی طرح گھل مل جاتی ہے — اس طرح کہ وہ تو اور تو وہ ہو جاتا ہے

گر نماند اشتہائے نان و آب — بدہدت بے ایں دو قوتِ مستطاب

اگر پانی اور روٹی کی خواہش نہ رہے — وہ تجھے اِن دونوں کے بغیر پاکیزہ غذا دیتا ہے

فربہی گر رفت حق در لاغری — فربہی پنہانت بخشد آں سری

اگر فربہی جاتی رہی اللہ (تعالیٰ) لاغری میں — اُس جانب کی باطنی فربہی عطا کر دیتا ہے

چوں پری را قوت از بو می دہد — ہر ملک را قوتِ جاں او می دہد

جس طرح جن کو بو سے روزی دے دیتا ہے — ہر فرشتہ کو جان کی غذا وہ دیتا ہے

جاں چہ باشد کہ تو سازی زو سند — حق بعشقِ خویش زندت می کند

جان کیا ہوتی ہے کہ اُس کا سہارا ڈھونڈتا ہے؟ — اللہ (تعالیٰ) اپنے عشق سے تجھے زندہ کر دیتا ہے

زو حیاتِ عشق خواہ و جاں مخواہ — تو ازو آں رزق خواہ و ناں مخواہ

اُس سے عشق کی زندگی چاہ اور جان نہ چاہ — تو اُس سے وہ رزق چاہ اور روٹی نہ چاہ

خلق را چوں آب داں صاف و زلال — اندراں تاباں صفاتِ ذوالجلال

مخلوق کو پانی کی طرح صاف اور نیر سمجھ — اُسکے اندر (اللہ) ذوالجلال کی صفتیں روشن ہیں

علمِ شان و عدلِ شان و لطفِ شاں — چوں ستارہ چرخ در آب رواں

اُن کا علم اور اُن کا عدل اور اُنکی محبت — رواں پانی میں آسمان کے ستارے کی طرح ہیں

پادشاہی زیبد آں خلاق را — پادشاہاں جملگی عاجز ورا

بادشاہی اُسی خلاق کو زیب دیتی ہے — سب بادشاہ اُس کے سامنے عاجز ہیں

پادشاہاں مظہرِ شاہیِ حق — فاضلاں مرآتِ آگاہیِ حق

بادشاہ، اللہ کی شاہی کے مظہر ہیں — (وعالم) فاضل لوگ اللہ کے علم کا آئینہ ہیں

قرنہا بگذشت و ایں قرنِ نو یست — ماہ آں ماہ است آب آں آب نیست

زمانے گذر گئے اور یہ نیا زمانہ ہے — چاند وہی چاند ہے، پانی وہ پانی نہیں ہے

عدل آں عدل ست فضل آں فضل ہم — لیک مستبدل شد آں قرن و امم

عدل وہی عدل ہے، فضل وہی فضل ہے — لیکن وہ زمانہ اور لوگ بدل گئے

ے محیی۔ اللہ کی شان مُردوں کو زندہ کرنا ہے تو وہ زندگی بخشتا بھی ہے اُسی کی طرف پناہ پکڑنی چاہیے۔ دادِ حق۔ خدا جب عطا کرتا ہے تو وہ عطا جان کا جزو بن جاتی ہے۔ گر نماند۔ اُس کی عطا کا یہ حال ہے کہ اگر کثرت ذکر و شغل سے روٹی پانی کی طرف رغبت نہ رہے تو وہ روحانی غذا عطا فرما دیتا ہے۔

ے فربہی۔ اگر جسمانی فربہی نہیں رہتی تو وہ روحانی فربہی عطا فرما دیتا ہے چوں پری۔ روحانی روزی پر تعجب نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ جنوں کا پیٹ خوشبو سے بھر دیتا ہے ہر ملک۔ فرشتوں کو عبادت سے غذا حاصل ہو جاتی ہے۔ جاں۔ حیات کا مدار صرف جان پر نہیں ہے اللہ تعالیٰ عشق کو درجۂ حیات عطا فرما دیتا ہے۔ زِ تو۔ اللہ تعالیٰ سے اُس زندگی کی درخواست کر جس کا مدار عشق پر ہے۔

ے خلق۔ اب ہر مخلوق کے مظہر ہونے کا بیان ہے۔ علم۔ انسانوں کی جملہ صفات اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہیں۔ پادشاہی۔ اصل بادشاہی بھی اللہ تعالیٰ کی ہے یہ بادشاہ اُس کا مظہر ہیں۔ فاضلاں جو علم و فضل والے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کا آئینہ ہیں۔ قرنہا۔ یہ مظاہر بدلتے رہتے ہیں اور ظاہر رو ہی ہے۔ عدل۔ عدل صفتِ خداوندی ہے ہر زمانہ

Presented by www.ziaraat.com

قرنہا بر قرنہا رفت اے ہمام[1] — ایں معانی برقرار و بر دوام

اے سردار! قرنوں پر قرن گذر گئے — یہ معانی برقرار اور دوام پر ہیں

آب مبدل شد دریں جو چند بار — عکس ماہ و عکس اختر برقرار

اس نہر میں پانی چند بار تبدیل ہوا — چاند کا عکس اور ستارے کا عکس برقرار ہے

پس بنااش نیست بر آب رواں — بلکہ بر اقطار عرض آسماں

کیونکہ اس کی بنیاد رواں پانی پر نہیں ہے — بلکہ آسمان کے عرض کے اطراف پر ہے

ایں صفتہا چوں نجوم معنویت — دانکہ بر چرخ معانی مستویت

یہ صفتیں معنوی ستاروں کی طرح ہیں — جان لے معانی کے آسمان پر قائم ہیں

خوبرویاں[2] آئینہ خوبی او — عشق ایشاں عکس مطلوبی او

حسین اس کے حسن کو آئینہ ہیں — ان کا عشق اس کی معشوقیت کا عکس ہے

ہم باصل خود رود ایں خد و خال — دائما در آب کے ماند خیال

یہ خد و خال اپنی اصل کی طرف چلے جاتے ہیں — عکس پانی میں ہمیشہ کب رہتا ہے؟

جملہ تصویرات عکس آب جوست — چوں بمالی چشم خود خود جملہ اوست

سب صورتیں نہر کے پانی کا عکس ہیں — جب تو اپنی آنکھ مل لے گا تو سب خود وہی ہے

باز عقلش گفت بگذار ایں حول — خل دوشاب است و دوشاب است خل

پھر اس کی عقل نے کہا اس بھینگے پن کو چھوڑ — سرکہ شیرہ ہے اور شیرہ سرکہ ہے

خواجہ[3] را چوں غیر گفتی از قصور — شرم دار اے احول از شاہ غیور

اگر کوتاہی سے تو نے خواجہ کو غیر کہا ہے — اے بھینگے! غیرت مند شاہ سے شرم کر

خواجہ را کو در گذشت ست از اثیر — جنس ایں موشان تاریکی مگیر

خواجہ کو جو کرۂ ناری سے گذر گیا — اندھیری کے ان چوہوں کی جنس نہ سمجھ

خواجہ را جاں بیں مبیں جسم گراں — مغز بیں او را مبینش استخواں

خواجہ کو جان سمجھ، بھاری جسم نہ سمجھ — گودا سمجھ، اس کو ہڈی نہ سمجھ

خواجہ را از چشم ابلیس لعیں — منگر و نسبت مکن او را بطیں

خواجہ کو ملعون شیطان کی نظر سے — نہ دیکھ، اور اس کی نسبت مٹی کی جانب نہ کر

ہمرہ خورشید را شپر مخواں — آنکہ او مسجود شد ساجد مداں

سورج کے ساتھی کو چمگادڑ نہ کہہ — جو مسجود ہو گیا اس کو سجدہ کرنے والا نہ جان

[1] قرنہا۔ صفات قدیم اپنی جگہ پر ہیں اور زمانہ بدل رہا ہے۔ آب۔ مظاہر بدل رہے ہیں اور ظاہر قائم ہے۔ پس۔ اس ستارے کی بنیاد پانی پر نہیں ہے آسمان پر ہے۔ ایں صفتہا۔ صفات کا تعلق بھی ذات باری سے ہے۔ چرخ معانی۔ ذات باری تعالیٰ۔

[2] خوبرویاں حسین اس کے حسن کا آئینہ ہیں اور انسانوں میں عشق اس کے عشق کا عکس ہے۔ ہم۔ حسینوں کا حسن ڈھل جاتا ہے اور اصل کی طرف حسن واپس ہو جاتا ہے۔ چوں بمال۔ جب صحیح نظر پیدا کرو گے تو معلوم ہوگا کہ "ہمہ اوست"۔ باز عقلش۔ پہلے اس غریب الوطن نے خواجہ مرحوم اور حضرت حق کو ستارہ سمجھا تھا پھر اس کی عقل نے اس کو کہا یہ بھینگا پن چھوڑ اور خواجہ اور حق تعالیٰ کی مثال شیرہ اور سرکہ کی سمجھ دونوں میں اتحاد ہے۔

[3] خواجہ۔ خواجہ کو غیر کہنا بھینگا پن ہے جس سے ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ خواجہ۔ خواجہ اب ملاءِ اعلیٰ میں پہنچ گیا وہ دنیا کا چوہا نہ تھا جسم گراں۔ خواجہ کا جسم نہ تھا بلکہ پاک روح تھی۔ منگر۔ شیطان نے صرف حضرت آدمؑ کی مٹی کو دیکھا تو ایسا نہ کر خواجہ کے اوصاف پر نظر رکھ۔ ہمرہ خورشید۔ خواجہ کو ذات الٰہی سے قربت حاصل تھی مسجود جس حیثیت سے

عکسہا[1] را ماند و ایں عکس نیست — در مثالِ عکس حق بنمود نیست
عکسوں کے مشابہ ہے اور یہ عکس نہیں ہے — عکس جیسے میں اللہ (تعالیٰ) تجلی میں ہے

آفتابے دید و اُو جامد نماند — روغنِ گُل روغنِ کُنجد نماند
اُس نے سورج دیکھا اور جامد نہ رہا — پھول والا تیل، تِل کا تیل نہ رہا

چوں مُبَدَّل گشتہ اند ابدالِ حق — نیستند از خلق برگرداں وَرَق
اللہ کے ابدال جبکہ تبدیل ہو گئے ہیں — وہ مخلوق میں سے نہیں ہیں ورق پلٹ دے

قبلہ[2] وحدانیت دو چوں بُوَد — خاک مسجودِ ملائک چوں شود
توحید کے قبلے دو کیسے ہو سکتے ہیں؟ — مٹی ملائک کی مسجود کیسے ہو سکتی ہے؟

چوں دریں جُو دید عکسِ سیب مَرد — دامنش را دیدِ آں پُر سیب کرد
جب کسی شخص نے ایک نہر میں سیب کا عکس دیکھا — اُسکے دیکھنے نے اُس کے دامن کو سیب سے بھر دیا

آنچہ در جُو دید کے باشد خیال — چونکہ شد از دیدنش پُر صد جوال
جو کچھ اُس نے نہر میں دیکھا خیال کب ہو سکتا ہے؟ — جبکہ اُس کے دیکھنے سے سیکڑوں بورے بھر گئے

تن مبین و جاں مکن کاں بُکْمٌ وَّصُمٌّ — كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ
جسم نہ دیکھ اور جان کو تباہ نہ کر کیونکہ ان گونگوں اور بہروں نے — حق کو جھٹلایا جب وہ اُن کے پاس آیا

مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ احمدؐ بُدست — دیدنِ اُو دیدنِ خالق شُدست
تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا۔ احمدؐ ہوئے — اُن کا دیکھنا خدا کا دیکھنا بنا ہے

حق مر اُو را برگزید از انس و جاں — رحمۃٌ للعالمینش خواند ازاں
اللہ (تعالیٰ) نے اُنکو انسانوں اور جنوں میں سے چُن لیا — اسی لئے ان کو سب جہانوں کی رحمت فرمایا ہے

خدمتِ اُو خدمتِ حق کردن است — روز[3] دیدن دیدنِ آں روزن است
اُن کی خدمت کرنا اللہ (تعالیٰ) کی خدمت کرنا ہے — دن کا دیکھنا اس دریچہ کا دیکھنا ہے

خاصہ ایں روزن دُرخشاں از خود است — بے وَدیعت آفتاب و فرقد است
خصوصاً یہ دریچہ جو خود روشن ہے — سورج اور فرقد کے ذریعہ کے بغیر

ہم ازاں خورشید زد بر روزنے — لیک از راہ و سُوئے معہودِ نے
اسی سورج سے دریچہ پر روشنی پڑی ہے — لیکن متعارف راستہ اور جہت سے نہیں

۱ـہ عکسہا۔ وہ خواجہ بظاہر بشر تھا لیکن اُس میں تجلی حق نمایاں تھی۔ آفتابے۔ بمشاہدہ حق کی وجہ سے اُس کی جمادیت اور جسمیت ختم ہو گئی تھی۔ روغن۔ تِل کا تیل جب پھولوں میں بسا دیا جاتا ہے تو پھر اُس کو تِل کا تیل نہیں کہا جاتا ہے۔ اَبدال۔ اہل اللہ کی ایک جماعت ہے جب اُن کے اوصاف بشری اوصاف خداوندی سے بدل گئے تو اب اُن کو عام مخلوق میں شمار نہیں کیا جاتا ہے۔ برگرداں۔ یعنی اس موضوع کو ختم کر دے۔

۲ـہ قبلہ۔ توحید کی نظر والے کے دو قبلے نہیں ہو سکتے ملک کی مسجود آدمؑ کی مٹی نہیں ہو سکتی۔ چون۔ بعض عکس محض عکسوں کے مشابہ ہیں درحقیقت میں عکس نہیں ہیں بلکہ اصل ہیں۔ اس کو اس طرح سمجھو کہ نہر میں سیب کے درخت کا عکس پڑا ہو اور اُس کے سیبوں سے دامن بھرا ہو تو وہ بظاہر عکس ہے لیکن حقیقتاً وہ درخت ہے تو آدمؑ میں بھی دراصل صفاتِ حق تھیں اگرچہ بظاہر وہ عکس تھے۔ جوال۔ سامان لادنے کا بورا۔ تن مبیں۔ آدمؑ کو محض جسم سمجھ کر جان کو ہلاک نہ کر کیا لئے کہ یہ کام تو اندھوں بہروں کا تھا کہ انھوں نے بعض انبیاء کے جسم دیکھ کر آپ کی تکذیب کر دی تھی۔ مارمیت۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آنحضورؐ کو حق تعالیٰ کی معیت حاصل تھی اور آپ کا دیدار خدا کا دیدار تھا اور حق۔

آنحضورؐ کو رحمۃ للعالمین اسی وجہ سے کہا گیا کہ آپ جن و انس کے سردار تھے ــــ ۳ـہ روز۔ جس دریچہ پر دھوپ پڑ رہی ہے تو وہ سورج اور دن کو دیکھتا ہے۔ از خود۔ آنحضورؐ کسی سے فیض یافتہ نہ تھے بلکہ دیگر انبیاء اور اولیاء نے آپ سے فیض اور نور حاصل کیا۔ آفتاب یعنی انبیاء۔ فرقد۔ فرقدین دو ستارے ہیں قطب شمالی کے قریب طلوع کرتے ہیں اور شام سے صبح تک نظر آتے رہتے ہیں ہم ازاں۔ آنحضورؐ پر اللہ کا نور ایک بے کیف خاص راستہ سے پڑتا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

درمیانِ شمس و ایں روزن رہے | ہست و زنہان شد زاں آگہے
سورج اور اس دریچہ کے درمیان راستہ | ہے، دریچے اس سے واقف نہیں ہیں

تا اگر ابرے برآید چرخ پوش | اندریں روزن بود نورش بجوش
تاکہ اگر کوئی ابر آسمان کو چھپانے والا آجائے | اس دریچہ میں اس کا نور جوش میں رہے

غیرِ راہِ ایں ہوا و شش جہت | درمیانِ روزن و خور مالفت
اس ہوا اور چھ جہتوں کے راستہ کے سوا | دریچہ اور سورج کے درمیان الفت ہے

مدحت و تسبیحِ او تسبیحِ حق | میوہ می روید زعینِ ایں طبق
اُن کی تعریف اور تنزیہ اللہ (تعالیٰ) کی تسبیح ہے | اسی طبق سے میوہ پیدا ہوتا ہے

سیب روید زیں طبق خوش لخت لخت | عیب نبود گر نہی نامش درخت
اس طباق سے بار بار عمدہ سیب پیدا ہوتا ہو | اگر تو اس کا نام درخت رکھدے تو برائی نہ ہوگی

ایں سبد را تو درختِ سیب خواں | کہ میانِ ہر دو راہ آمد نہاں
تو اس ٹوکرے کو سیب کا درخت کہہ دے | کیونکہ دونوں کے درمیان چھپا ہوا راستہ ہے

آنچہ روید از درختِ باروَر | زیں سبد روید ہماں نوع از ثمر
جو کچھ پھل دار درخت سے پیدا ہوتا ہے | اسی قسم کا پھل اس ٹوکرے سے پیدا ہوتا ہے

پس سبد را تو درختِ بخت بیں | زیرِ سایہ ایں سبد خوش می نشیں
پس تو ٹوکرے کو نصیبہ ور درخت سمجھ | اس ٹوکرے کے سایہ میں آرام سے بیٹھ

ناں چو اطلاق آورد اے مہرباں | ناں چرا می خوانیش محمودہ خواں
اے مہربان! روٹی جب دست لگا دے | تو اس کو روٹی کیوں کہتا ہے؟ سقمونیا کہہ

خاکِ رہ چوں چشم روشن کرد و جاں | خاکِ او را سرمہ بین و سرمہ داں
راستہ کی گرد نے جب آنکھ اور جان روشن کر دی | اس کی گرد کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان

چوں زروئے ایں زمیں تابد شروق | من چرا بالا کنم رو در عیوق
جب اس روئے زمین سے روشنی چمکے | میں عیوق میں سر اونچا کیوں کروں؟

شد فنا ہستش مخواں اے چشمِ شوخ | در چنیں جو خشک کے ماند کلوخ
اے شوخ چشم! وہ فنا ہو گئے انکو ہست نہ سمجھ | ایسی نہر میں ڈھیلا سوکھا کب رہ سکتا ہے؟

سلے درمیان۔ اللہ تعالیٰ کا فیض ایسے راستہ سے آنحضورؐ کو پہنچا جس سے دوسرے انبیاء واقف نہیں ہیں۔ تا اگر۔ آنحضورؐ کی خصوصیت اس بنا پر تھی کہ اگر نور کیلئے کوئی مانع بھی آئے تو آنحضورؐ میں جو نور ہے وہ خود بخود جوش مارتا رہے اوروں کے لئے حجاباتِ بشریہ استفادۂ نور سے مانع بن جاتے ہیں۔ غیر ایں راہ۔ عام دریچوں میں سورج کی روشنی ہوا کے متکیف ہونے اور شش جہات سے پہنچتی ہے لیکن آنحضورؐ وہ دریچہ ہیں کہ سورج کو اس سے الفت خاص ہے۔ مدحت۔ اب اس اتحاد کی وجہ سے آپ کی تنزیہ اور تعریف خدا کی تنزیہ اور تعریف ہے۔ میوہ۔ اگر کسی طباق سے خود میوہ اُگ پڑے تو اگر اس کو درخت کہیں تو کوئی عیب نہ ہوگا۔

سلے ایں سبد۔ جب طباق اور ٹوکرے میں یہ خصوصیت پیدا کر دی جائے کہ انمیں خود بخود پھل اُگ پڑیں تو اسکو پھلدار درخت سمجھ کیونکہ درخت اور اس ٹوکرے میں خاص نسبت ہوئی۔ پس سبد۔ تجھے اس ٹوکرے کو درخت سمجھ کر ٹوکرے کے سایہ میں بیٹھنا چاہیئے۔ ناں۔ صورت کا اعتبار نہیں سیرت معتبر ہے جس روٹی کے کھانے سے دست آنے لگیں اسکو سقمونیا کہنا چاہیے جسکی خاصیت دست آنا ہے۔ محمودہ سقمونیا جسکے کھانے سے دست آجاتے ہیں ——— سلے خاک یعنی میں اگر سرمہ کی خاصیت ہو تو اسکو سرمہ کہا جاسکتا ہے۔ چوں زروی۔ جب سفلی اجسام میں علوی اجرام کا خاصہ پیدا ہو جائے تو انکے ساتھ علوی اجرام کا سا معاملہ کیا جائے۔ عیوق نامیں یا مشدد ہے شعری ضرورت سے مخفف پڑھی جائیگی ایک سرخ ستارہ ہے جو کہکشاں کی داہنی جانب ہوتا ہے۔ شد۔ آنحضورؐ کے اوصافِ بشریہ فنا ہو چکے تھے جو توحید میں غوطہ کھانے سے بشری صفت کہاں رہ سکتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

پیش[1] ایں خورشید کے تابد ہلال | باچناں رستم چہ باشد زورِ زال
اِس سورج کے سامنے چاند کب چمکتا ہے؟ | ایسے رستم کے سامنے بڑھیا کا زور کیا ہوگا؟

طالب ست وغالب ست آں کردگار | تاز ہستیہا برآرد اُو دمار
وہ خدا طالب اور غالب ہے | حتیٰ کہ ہستیوں کو ہلاک کر ڈالتا ہے

دو مگوے و دو مخوان و دو مداں | بندہ را در خواجۂ خود محو داں
دوئی کا قائل نہ ہو دوئی نہ پڑھ دوئی نہ سمجھ | غلام کو اپنے آقا میں مٹا ہوا سمجھ

خواجہ ہم در نورِ خواجہ آفریں | فانی ست و مُردہ و ماتُ دفیں
خواجہ بھی خواجہ کو پیدا کرنے والے نور میں ہے | فانی ہے اور مُردہ ہے اور میت کی اور مدفون ہے

چوں[2] جُدا بینی زحق ایں خواجہ را | گم کُنی ہم متن و ہم دیباجہ را
اگر تو اس خواجہ کو خدا سے جدا سمجھے گا | تو کو اصل اور دیباچہ کو گم کردے گا

چشمِ دل را ہیں گذارہ کُن ز طیں | ایں یکے قبلہ است دو قبلہ مبیں
خبردار! دل کی آنکھ کو مٹی سے آگے بڑھا | یہ ایک قبلہ ہے، دو قبلے نہ دیکھ

چوں دو دیدی ماندی از ہر دو طرف | آتشے در خف[3] فتاد و رفت خف
جب تونے دو دیکھے تو دونوں طرف سے گیا | سوختہ میں آگ لگی اور سوختہ جل گیا

مثلِ دو بیں ہمچو آں غریبِ شہرِ کاشِ عُمر نام کہ از یک دکانش
دو دیکھنے والے کی مثال اُس کاش شہر کے پردیسی کی ہے جس کا عمر نام تھا کہ

بسببِ آں نام نانبا بدکانِ دیگر حوالہ می کرد و اُو فہم نہ
اُس نام کی وجہ سے نانبائی ایک دکان سے دوسری دوکان کا حوالہ دیدیتا تھا اور وہ نہ سمجھا

کرد کہ ہمہ دکانہا یکے ست دریں معنیٰ کہ بعمرؔ نام، نان
کہ تمام دکانیں یکساں ہیں اس سلسلہ میں کہ عمر نامی کے ہاتھ روٹی نہیں بیچتے

نفروشند ہم ایں جا تدارک کنم کہ مَن غلط کردم نامم عمرؔ
ہیں، اسی جگہ تدبیر کرلوں کہ میں نے غلطی کی ہے میرا نام عمر نہیں

نیست چوں بدیں دکان تدارک و توبہ کنم نان یابم از
ہے جب اسی دکان پر تدارک اور توبہ کرلوں گا شہر کی تمام

شہر کا نام ہے سوا تا کبھی کاشش کہتے ہیں کبھی کاشان شاید دونوں نام ایک ہی شہر کے ہیں اس کے تمام باشندے رافضی تھے عمر نام سے چڑھتے تھے اور جس شخص کا نام عمر ہوتا اس سے کوئی لین دین گوارا نہ کرتے تھے۔

[1] پیش ایں خورشید۔ آنحضرت پر وہ تجلی خاص تھی کہ آپ کی ذات اس میں ساگئی تھی۔ رستم۔ تجلی حق۔ زال یعنی آنحضرت کی بشریت۔ طالب۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے فنا کا طالب ہوتا ہے تو اس کی ہستی کو فنا کر دیتا ہے۔ دو مگو۔ اب فنا کے بعد اس اعتبار سے اتحاد اور وحدت ہو جاتی ہے کہ بندہ آقا میں محو ہو جاتا ہے اور یہ مرتبہ فنافی الشیخ کا ہے۔ خواجہ۔ پھر چونکہ شیخ بھی فانی فی اللہ ہے تو اب مرید مزید ترقی کرکے فنافی اللہ کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

[2] چوں جدا۔ اور اگر تو شیخ کو فانی فی اللہ نہ سمجھے گا اور اُن میں دوئی کا قائل رہیگا تو مقصود اور راہ دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ چشم دل۔ تو اس شیخ کی صورت سے گذر اور ایک قبلہ سمجھ ورنہ سمجھ آتشے۔ محرومی اس طرح کی ہوگی جیسے چقماق کی سے سوختہ میں آگ لگے اور کوئی سوختہ سے قطع نظر کرکے چقماق کی طرف متوجہ ہو جائے اور سوختہ جل کر ختم ہو جائے اب وہ آگ سے بالکل محروم ہو جائیگا۔ کیونکہ اب سوختہ ہی نہیں جس کے ذریعہ چقماق سے فائدہ اٹھاسکے۔

[3] خف۔ سوختہ یشل۔ دو بیں کے شعر اثبات پر قیمتہ نقل کیا ہے۔ کاش۔ ایک

Presented by www.ziaraat.com

همه دکانهائے شهر، واگر بے تدارک همچنیں عمر نام باشم
دکانوں سے روٹی حاصل کروں گا اور اگر بغیر تدارک کے اسی عمر نام کے ساتھ رہونگا

ازیں دکان درگذرم محروم مانم واحوالِ ایں دکانها
تو اس دکان سے چلا جاؤں گا محروم رہوں گا اور اس دکان کے احوال بھی

از هم جدا دانسته باشم
میں جدا گانہ سمجھتا رہوں گا

گر عمر نامی تو اندر شهر کاش [1] — کس نیفروشد بصد دانگت لواش
اگر تو عمر نام کا ہے، کاشش شہر میں — تجھے سو دانگ میں بھی کوئی روٹی نہ بیچے گا

چوں بیک دکاں بگفتی عمرم — ایں عمر را ناں فروشید از کرم
جب تو نے ایک دکان پر کہا کہ میں عمر ہوں — مہربانی سے اس عمر کے ہاتھ روٹی فروخت کرو

او بگوید رو بداں دیگر دکاں — زاں یکے ناں بہ کزیں پنجاه ناں
وہ کہے گا جا، اُس دوسری دکان پر — کیونکہ وہاں کی روٹی یہاں کی پچاس روٹیوں سے بہتر ہے

گر نبودے احول او اندر نظر — او بگفتے نیست دکانِ دگر
اگر وہ نظر میں بھینگا نہ ہوتا — وہ کہہ دیتا دوسری دکان ہی نہیں ہے

پس زدے [2] اشراق آں ناں احولی — بر دل کاشی شدے عمر علی
اُس بھینگا نہ ہونے کی چمک پڑتی — کاشی کے دل پر، عمر علی بن جاتا

ایں ازیں جا گوید آں خباز را — ایں عمر را ناں فروش اے نانبا
یہ یہیں سے اُس نانبائی سے کہتا ہے — اے نانبائی! اس عمر کو روٹی بیچ دے

چوں شنید [3] او هم عمر از احولی — در کشید آں ناں کہ هست آں علی
جب اُس نے عمر (نام) سنا اُس نے بھی بھینگے پن سے — وہ روٹی ہٹالی کہ یہ علی کی ہے

پس فرستادش بدکان بعید — ناں زپیش روی او اندر کشید
پھر اُس کو دور دکان پر بھیج دیا — اُس نے روٹی اُس کے سامنے سے ہٹالی

کیں عمر را ناں دہ اے انباز من — راز یعنی فهم کن ز آواز من
اے میرے شریک! اس عمر کو روٹی دیدے — یعنی میری آواز سے راز سمجھ جا

او ہمت زاں سو حوالہ می کند — ہیں عمر آمد کہ تا بر ناں زند
وہ بھی تجھے اُس جانب حوالہ کردے گا — خبردار! عمر آیا ہے تاکہ روٹی حاصل کرے

[1] گر عمر۔ اگر تیرا نام عمر ہے تو کاش والے بہت قیمت ادا کرنے پر روٹی نہ دینگے۔ لواش۔ ایک خاص قسم کی روٹی ہے۔ چوں۔ اگر تو ایک دکان پر جاکر اپنا نام عمر بتادے گا تو وہ تجھے ٹال دے گا اور کہے گا کہ دوسری دکان سے خرید لے وہاں کی روٹی بہت اچھی ہے۔ گر نبود۔ یہ شخص اپنے بھینگے پن سے دکانوں کو علیحدہ علیحدہ سمجھ رہا ہے حالانکہ عمر نام کے ہاتھ روٹی نہ فروخت کرنے میں وہ ایک ہیں۔

[2] پس زدے۔ اگر وہ مسافر بھینگا پن چھوڑ کر یہ سمجھ لیتا کہ سب دکانیں ایک ہیں اور اپنا نام بجائے عمر کے علی بتا دیتا تو یہ تدبیر چل جاتی اور وہ کاشی دکان دار اُس عمر کو علی سمجھ کر روٹی دیدیتا۔ ایں۔ یہ پہلا نانبائی دوسرے نانبائی کو آواز دے کر کہتا ہے کہ عمر آرہا ہے اس کو روٹی دیدے اور مقصد اُس نانبائی کا اُس کے نام کا اظہار ہوتا تاکہ وہ بھی روٹی دینے سے انکار کردے۔

[3] چوں شنید۔ دوسرے نانبائی کا یہ بھینگا پن ہے کہ وہ روٹی کو علی کی سمجھ کر عمر کو روٹی دینے سے انکار کر رہا ہے حالانکہ عمر اور علی رضہ دو نہیں ہیں بلکہ دونوں حقیقتاً ایک ہیں۔ فرستادش۔ اُس دوسرے نانبائی نے نانبائی کو آواز دے کر کہہ دیا کہ عمر آرہا ہے اُسکو روٹی نہ دیدے اور میری آواز سے راز سمجھ جا کہ مقصد اُس کا عمر نام بتانا ہے۔ اُو ہمت۔ اُدہم ترا یعنی وہ تیسرا نانبائی دوسرے کا حوالہ کر کے زور سے کہہ دیتا ہے کہ عمر آرہا ہے اُسکو روٹی دیدے۔

Presented by www.ziaraat.com

چوں[۱] بیک دکاں عمر بودی برد — در ہمہ کاشاں زناں محروم شو

جب تو ایک دکان پر عمر ہو گیا، چلا جا — پورے کاشان میں روٹی سے محروم رہ

ور بیک دکاں علی گفتی بگیر — ناں ازینجا بے حوالہ بے زحیر

اور اگر ایک دکان پر تو نے علی کہہ دیا لے لے — روٹی یہیں جگہ سے بغیر حوالہ، بغیر کلفت کے

احول دو بیں چوبے بر فشد ز نوش — احول صد بینی اے مادر فروش

جب دو دیکھنے والا بھینگا شہد سے محروم ہو گیا — اے مادر بخطا! تو سو دیکھنے والا بھینگا ہے

اندریں کاشانِ دنیا ز احولی — چوں عمر میگرد چوں نبوی علی

دنیا کے اس کاشان میں بھینگے پن سے — عمر کی طرح چکر لگا جبکہ تو علی نہیں ہے

ہست احول را دریں ویرانہ دیر — گوشہ گوشہ نقلِ نو کم خیر

بھینگے کے لئے اس ویران بت کدے میں — گوشہ گوشہ میں از سر نو پھرتا ہے کہ وہاں بھلائی کم

ور[۲] دو چشمِ حق شناس آمد ترا — دوست پُر بیں عرصۂ ہر دو سرا

اور اگر تجھے حق شناس دو آنکھیں حاصل ہو جائیں — دونوں جہان کے میدان کو دوست سے پُر دیکھ

وارہیدے از حوالہ جابجا — اندریں کاشانِ پُر خوف و رجا

تو جگہ جگہ کے حوالے سے نجات پا جاتا — اس امید و خوف سے بھرے ہوئے کاشان میں

اندریں جو غنچہ دیدی با شجر — ہمچو ہر جُو تو خیالش ظن مبر

تو نے اس نہر میں غنچہ مع درخت کے دیکھ لیا — اُنکے بارے میں ہر نہر کی طرح گمان نہ کر

کہ ترا از عینِ ایں عکسِ نقوش — حق حقیقت گردد و میوہ فروش

کہ تیرے لئے عین ان نقشوں کے عکس سے — حق، حقیقت اور میوہ فروش بن جائے

چشم ازیں آب از حَوَل حُر می شود — عکس می بیند سبد پُر می شود

اس پانی سے، آنکھ بھینگے پن سے آزاد ہو جاتی ہے — عکس دیکھتا ہے، ٹوکرا بھر جاتا ہے

پس[۳] بمعنیٰ باغ باشد ایں نہ آب — پس مشو عریاں چو بلقیس از حباب

حقیقت میں یہ باغ ہوتا ہے، نہ کہ پانی — تو بلقیس کی طرح بلبلے سے ننگا نہ بن

بارِ گونا گونست بر پشتِ خراں — ہیں بیک چوب ایں خراں را تو مراں

گدھوں کی کمر پر قسما قسم کے بوجھ ہیں — خبردار! ان گدھوں کو ایک لکڑی سے نہ ہانک

---

۱ چوں بیک دکاں۔ جب تو ایک دکان پر عمر بن گیا تو اب سارے کاشان میں گھومتا پھر تجھے روٹی نہ ملیگی۔ ور بیک۔ اگر وہ اِن دکانوں کو چند دکانیں نہ سمجھتا اور شروع میں ہی اپنا نام علی بتاتا تو فوراً روٹی مل جاتی۔ احول دو بیں۔ اُس مسافر کا بھینگا پن جو معمولی تھا وہ عاقل کی محرومی کا سبب بنا تو وہ بھینگا جو جملہ کائنات کو مستقل موجود سمجھ کر بھینگا بن رہا ہے اُس کی محرومی کو اس پر قیاس کرے کہ کس قدر ہوگی۔ مادر فروش۔ ماں سے زنا کرا کر کمائی کھانے والا۔ دنیا۔ یہ دنیا بھی کاشان ہے جب تو بھینگا پن نہ چھوڑیگا مارا مارا پھرے گا۔ گوشہ گوشہ۔ جو کائنات کو حقیقی موجود سمجھے گا وہ کبھی کسی طرف متوجہ ہوگا کبھی کسی کی طرف بھلائی سمجھ کر متوجہ ہوگا۔

۲ ور دو چشم۔ اگر صحیح نظر حاصل ہو گئی تو سب موجودات کو ایک موجودِ حقیقی کا سایہ سمجھیگا اور صرف اُسی کی طرف توجہ کریگا۔ وارہیدی۔ جابجا مارے مارے پھرنے سے نجات پا جائیگا۔ اندریں۔ اب اُن اولیاء کا جو عمدہ اخلاق سے آراستہ ہو گئے ہیں اللہ کا مظہر ہونا ثابت کرتے ہیں کہ جب تو کوئی ایسا عکس دیکھے جو پھل اور پھول والا درخت ہے اسکو اور عکسوں کیطرح نہ سمجھ۔ کہ یہی عین حقیقت حق بنجائے اور وہ حقیقت تجھے میوے عطا کرنے لگے جشم۔ ہلٰہ

کی صحبت سے صحیح نظر حاصل ہو جاتی ہے کہ عکس ہیں لیکن اُنہی سے اصل کا فائدہ ہو جاتا ہے اور مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

۳ پس۔ یہ اہل اللہ صرف پانی نہیں ہیں کہ اُسمیں خیالی عکس نظر آئے بلکہ عین حقیقت اور باغ ہیں۔ پس۔ تو اسطرح دھوکا نہ کھا جس طرح بلقیس نے غیر آب کو آب سمجھ لیا یعنی تو ان بزرگوں کو باغ کی بجائے م

[۵۱] بر یکے خر بارِ لعل و گوہر ست
ایک گدھے پر لعل و گوہر کا بوجھا ہے
بر یکے خر بارِ سنگ و مرمرست
دوسرے گدھے پر پتھر اور مرمر کا بوجھا ہے

بر ہمہ جُوہا تو ایں حکمت مراں
تو سب نہروں پر اپنا یہ حکم نہ چلا
واندریں جُو ماہ بیں عکسش مخواں
اُس نہر میں چاند کو دیکھ، اسکو اسکا عکس نہ کہہ

آبِ خضرست ایں نہ آبِ دام و دد
یہ خضرؑ کا پانی ہے نہ کہ چرندہ اور درندہ کا پانی
ہر چہ اندر وَے نماید حق بُوَد
اسمیں جو کچھ نظر آئے وہ واقعی ہے

[۵۲] زیں تگِ جُو ماہ گوید مَن مَہم
اس نہر کی گہرائی سے چاند کہتا ہے، میں چاند ہوں
مَن نہ عکسم ہمحدیث و ہم رہم
میں عکس نہیں ہوں، میں ہم کلام اور ہمراہی ہوں

اندریں جُو آنچہ بر بالاست ہست
اس نہر میں، جو اوپر ہے وہی ہے
خواہ بالا خواہ در وَے دار دست
خواہ اوپر، خواہ اندر، ہاتھ بڑھا

از دگر جُوہا مگیر ایں جُوئے را
دوسری نہر پر اس نہر کو قیاس نہ کر
ماہ داں ایں پرتوِ مہر وَے را
اس ماہ رو عکس کو تو چاند سمجھ

[۵۳] اندریں جُو ہر چہ داری تو مُراد
تو جو مراد رکھتا ہے، اس نہر میں تلاش کرلے
باز بیں و شکر گو بہرِ زیاد
پھر دیکھ لے اور زیادتی کے لیے شکر ادا کر

اندریں جُو ہر چہ می خواہی بہ بیں
تو جو چاہتا ہے، اس نہر میں دیکھ لے
از نعیم و ناز و تاج و مُلک و دیں
ناز و نعم اور تاج اور سلطنت اور دین

جُملہ مطلوباتِ خلقِ ہر دو کون
دونوں جہاں کی مخلوق کے تمام مقاصد
گشت موجود اندر وَے بے بُعد و بَون
اُسکے اندر بغیر بُعد اور دوری کے موجود ہیں

ایں سخن پایاں ندارد آں غریب
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، وہ پردیسی
بس گریست از دردِ خواجہ شد کئیب
بہت رویا، خواجہ کے درد سے غمگین ہوگیا

توزیع کردن پائمرد در جملہ شہر تبریز و جمع شدن اندک
مددگار کا تمام شہر تبریز میں چندہ جمع کرنا اور بہت تھوڑا جمع

چیز و رفتن آں غریب بتربت محتسب بزیارت و ایں قصہ
ہونا اور اس پردیسی کا محتسب کی تربت کی زیارت کو جانا اور توحہ

را بر سرِ گورِ اُو گفتن بطریق نوحہ
کے طریقے پر اس قصہ کو اسکی قبر پر کہنا

---

[۵۱] بر یکے - مختلف انسان اس طرح ہیں کہ کسی پر لعل و جواہر لدے ہوئے ہیں کسی پر پتھروں کا بوجھا ہے۔ بر ہمہ - سب نہروں کو یکساں نہ سمجھ ایک نہر میں بعینہ چاند موجود ہے اُس کو عکس نہ سمجھ۔ آب - اس نہر کا پانی آبِ حیوٰۃ ہے وہ محض جانوروں کے پینے کا پانی نہیں ہے، اسمیں جو نظر آئے گا، وہ محض عکس نہ ہوگا بلکہ عین حقیقت ہوگی۔
[۵۲] زیں تگ - اس نہر کی تہ میں چاند خود بولتا ہے کہ میں ہم سخن اور ہم راہ ہوں جو عکس نہیں ہو سکتا۔ اندریں - اس نہر میں جو اوپر ہے وہی اندر ہے تو جہاں سے فیض حاصل کرے گا وہی ایک فیض ہوگا۔ از دگر - دوسری نہروں میں تو چاند کا عکس ہے اس نہر کو ایسا نہ سمجھ اِس عکس کو تو بعینہ چاند سمجھ۔
[۵۳] اندریں - اس نہر سے تیرے اُخروی اور دنیاوی سب مقاصد پورے ہو جائیں گے۔ تجھ میں اور مقاصد میں کوئی دوری اور جدائی نہ رہے گی۔ توزیع کردن چندہ جمع کرنا۔ پائمرد - مددگار۔

واقعہ[۵۱] آں وامِ اُو مشہور شُد
اُس کے قرض کا قصہ مشہور ہوگیا
پائمرد از دردِ اُو رنجور شُد
مددگار اُس کے رنج سے متاثر ہوا

از پَۓ توزیع گردِ شہر گشت
چندہ جمع کرنے کے لئے شہر کے چاروں طرف گھوما
از طمع می گفت ہر جا سر گذشت
لالچ سے، ہر جگہ ماجرا بیان کرتا تھا

ہیچ ناورد از رہِ کدیہ بدست
بھیک کے ذریعہ ہاتھ میں کچھ نہ آیا
غیرِ صد دینار آں کدیہ پرست
اُس بھکاری کے، سوائے سَو دینار کے

پائمرد آمد بدو دستش گرفت
مددگار آیا اور اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑا
شُد بگورِ آں کریمِ بس شگفت
اُس عجیب سخی کی قبر پر گیا

گفت[۵۲] چوں توفیق یابد بندۂ
بولا، جب کسی بندے کو توفیق حاصل ہو
کو کُند مہمانیٔ فرخندۂ
کہ وہ کسی بابرکت کی مہمانداری کرے

مالِ خود ایثارِ راہِ اُو کُند
اُس کے راستہ میں اپنا مال صرف کرے
جانِ خود ایثارِ جاہِ اُو کُند
اُس کی عزت میں اپنی جان خرچ کرے

شکرِ اُو شکرِ خدا باشد یقیں
اُسکا شکریہ ادا کرنا یقیناً خدا کا شکریہ ہے
چوں باحساں کرد توفیقش قریں
کیونکہ اُسی نے اُس کی توفیق کو احسان کا ساتھی بنایا

ترکِ شکرش ترکِ شکرِ حق بُود
اُس کا شکر نہ کرنا، اللہ کا شکر نہ کرنا ہے
حقِ اُو لاشک بحق ملحق شود
اُس کا حق اللہ (تعالیٰ) کے حق سے وابستہ ہوگیا

شکر می کُن مر خدا را در نِعَم
نعمتوں کے بارے میں خدا کا شکر ادا کرتا رہ
نیز می کُن شکر و ذکرِ خواجہ ہم
نیز خواجہ کا ذکر اور شکر بھی کر

رحمتِ[۵۳] مادر اگرچہ از خدا ست
ماں کی محبت اگرچہ خدا کیجانب سے ہے
خدمتِ اُو ہم فریضہ ست و سزا
اُس کی خدمت بھی فرض اور مناسب ہے

زیں سبب فرمود حق صلّوا علیہ
اسی لئے اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا، اُن پر درود بھیجو
کہ محمدؐ بُود محتاجٌ الیہ
کیونکہ محمدؐ کی جانب احتیاج ہے

در قیامت بندہ را گوید خدا
قیامت میں خدا بندہ کو کہے گا
ہیں چہ کردی آنچہ دادم مر ترا
ہاں تونے کیا کیا جو میں نے تجھے دیا تھا

گوید اے رب شکرِ تو کردم بجاں
وہ کہے گا اے خدا! میں نے (دل و) جان سے تیرا شکر کیا
چونکہ تو بُود اصلِ آں روزی و ناں
کیونکہ اُس روزی اور روٹی کی اصل تیری جانب سے تھی

---

[۵۱] واقعہ۔ اُس پردیسی کے قرض کا قصہ تبریز میں مشہور ہوا تو ایک شخص اسکا ہمدرد بن گیا۔ توزیع تقسیم یعنی اُس نے اُس کا قرض لوگوں پر بانٹ کر جمع کرنے کیلئے شہر کا گشت شروع کردیا اور اِس لالچ سے کہ لوگ رحم کھاکر اُسکو چندہ دیدیں اُس کا سارا قصہ بیان کرنا شروع کردیا۔ آخر پاس ہمدرد کو سارے شہر سے صرف سَو دینار چندے میں ملے۔ کدیہ پرست بھکاری یعنی مددگار پائمرد۔ اُس قلیل مقدار سے مددگار کو مایوسی ہوئی تو وہ اُس پردیسی کا ہاتھ پکڑ کر محتسب کی قبر کے پاس لے گیا۔

[۵۲] گفت۔ راستہ میں مددگار نے اُس سے کہا کہ اگر کسی کو کسی بابرکت مہمان کی مہمانداری کی توفیق میسر ہو۔ اور وہ اُس مہمان کا پورا اعزاز کرے تو ایسے میزبان کا شکریہ ادا کرنا خدا کا شکریہ ادا کرنا ہے چونکہ اللہ ہی نے اُس میزبان کو توفیق عطا فرمائی ہے۔ ترک ایسے میزبان کی ناشکری اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہوگی۔ شکر کرتی کن چونکہ محتسب نے تجھ پر احسان کئے ہیں تو خدا کا شکر ادا کر اور محتسب کا بھی شکر گزار بن۔

[۵۳] رحمت۔ مادر ماں میں رحم کا مادہ اگرچہ خدا نے پیدا کیا ہے لیکن پھر بھی ماں کی خدمت فرض اور مناسب ہے۔ زیں سبب۔ چونکہ ہم آنحضورؐ کے محتاج ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ہمارے لئے واسطہ

گویدش حق نے نکردی شکرِ من ۔۔۔ چون نکردی شکرِ آں اکرام و فن
اللہ (تعالیٰ) اُس سے فرمائیگا تونے میرا شکریہ ادا نہیں کیا ۔۔۔ جبکہ تونے اُس اکرام اور ہُنر کا شکریہ نہ ادا کیا

بر کریمے کردہ ظلم و ستم ۔۔۔ نے ز دستِ اُو رسیدت نعمتم
تونے سخی پر ظلم اور ستم کیا ۔۔۔ کیا میری نعمتیں اُسکے ہاتھ سے تیرے پاس نہیں پہنچیں؟

چون بگورِ آں ولی نعمت رسید ۔۔۔ گشت گریاں زار و آمد در نشید
جب وہ اُس انعام دینے والے کی قبر پر پہنچا ۔۔۔ (زار، زار) رونے لگا اور پڑھنے لگا

گفت اے پشت و پناہِ ہر نبیل ۔۔۔ مُرتجا و غوثِ ابناء السّبیل
بولا اے ہر شریف کی پشت و پناہ ۔۔۔ مسافروں کی امیدگاہ اور مدد!

اے غمِ ارزاقِ ما بر خاطرت ۔۔۔ اے چو رزقِ عام احسان و بِرت
اے وہ کہ ہماری روزیوں کا تیری طبیعت پر بار تھا ۔۔۔ اے وہ کہ تیرا احسان اور بھلائی عام رزق کی طرح تھا

اے فقیراں را عشیر و والدین ۔۔۔ در خراج و خرج و در ایفائے دین
اے وہ کہ فقیروں کا خاندان اور ماں باپ تھا ۔۔۔ آمدنی اور خرچ میں اور قرض ادا کر دینے میں

اے چو بحر از بہرِ نزدیکاں گہر ۔۔۔ دادہ تحفہ سُوئے دُوراں از مطر
اے سمندر جیسے! نزدیکوں کے لئے موتی ۔۔۔ دیئے، دُور والوں کو بارش کا تحفہ

پشتِ ما گرم از تو بود اے آفتاب ۔۔۔ رونقِ ہر قصر و گنجِ ہر خراب
اے سورج! ہماری کمر تجھ سے گرم تھی ۔۔۔ تو ہر قصر کی رونق اور ہر ویرانہ کا خزانہ تھا

اے در ابرویت ندیدہ کس گرہ ۔۔۔ اے چو میکائیلؑ راد و رزق دہ
اے وہ کہ تیری ابرو پر کسی نے شکن نہیں دیکھی ۔۔۔ اے وہ کہ میکائیلؑ کی طرح سخی اور رزق دینے والا تھا

اے دلت پیوستہ با دریائے غیب ۔۔۔ اے بقافِ مکرمت عنقائے غیب
اے وہ کہ تیرا دل ہمیشہ غیب کے دریا سے وابستہ تھا ۔۔۔ اے وہ کہ شرافت کے (کوہ) قاف میں غائب عنقا ہے

یاد ناوردہ کہ از مالم چہ رفت ۔۔۔ سقفِ قصرِ ہمتت ہرگز نکفت
تونے نہ سوچا کہ میرے مال میں سے کیا گیا ۔۔۔ تیری ہمت کے قلعے کی چھت میں کبھی شگاف نہ ہوا

اے من و صد ہمچو من در ماہ و سال ۔۔۔ مر ترا چوں نسل تو گشتہ عیال
اے وہ کہ میں اور مجھ جیسے سیکڑوں (دہر)، ماہ اور سال میں ۔۔۔ تیرے لئے تیری نسل کی طرح اولاد بنگئے تھے

نقدِ ما و جنسِ ما و رختِ ما ۔۔۔ نامِ ما و فخرِ ما و بختِ ما
ہماری نقدی اور ہماری جنس اور ہمارا سامان ۔۔۔ ہمارا نام اور ہمارا فخر اور ہمارا نصیب

لہ گویدش۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا جبکہ تونے محسن کا شکریہ ادا نہیں کیا تو گویا میرا بھی شکریہ ادا نہیں کیا۔ بر کریمے۔ جس سخی کے ہاتھ سے میں نے تجھے روزی دلائی تھی تونے اُسکا شکریہ ادا نہ کرکے اُس پر ظلم و ستم کیا ہے' یہ سب باتیں مددگار نے اُس پردیسی سے کہیں تاکہ وہ اپنے محسن محتسب کا شکریہ دعائے مغفرت کی صورت میں ادا کرے۔ ولیِ نعمت۔ محسن یعنی محتسب۔ نشید۔ اشعار نبیل۔ شریف۔ ابناء السبیل مسافر۔

لہ آے۔ قبر کے پاس پہنچکر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ہمیں رزق پہنچانے کا تجھے فکر لگا رہتا تھا اور تیرا احسان اور نیکی اِسی طرح عام تھا جس طرح تیرا دسترخوان عوام کیلئے کھلا ہوا تھا۔ عشیر۔ خاندان۔ خراج۔ آمدنی۔ آے۔ سمندر ساحل پر موتی پھینکتا ہے اور دُور والوں کو بارش سے فیض پہنچاتا ہے۔ پشت۔ تو ہمارا پشت پناہ تھا۔ خراب۔ ویرانہ۔ اے در ابرویت۔ کبھی کسی کو دیکھکر تیری پیشانی پر گرہ نہ پڑتی تھی سب کو خوش آمدید کہتا تھا۔

لہ میکائیلؑ۔ حضرت میکائیلؑ مخلوق کو رزق پہنچانے پر مقرر ہیں۔ دریائے غیب۔ دریائے غیب کبھی منقطع نہیں ہوسکتا۔ عنقا۔ معزز پرندہ ہے۔ نکفت۔ از کفتن بمعنی شکافتن۔ من۔ میرا اور مجھ جیسے ہزاروں کا تو

.ایں ہمہ از حق بُد و تو واسطہ	درمیانِ ما و حق تو رابطہ
یہ سب اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے تھا اور تو واسطہ تھا	ہمارے اور اللہ (تعالیٰ) کے درمیان تو رابطہ تھا
تو نمُردی ناز و بختِ ما بمُرد [۵۱]	عیشِ ما و رزقِ مستوفا بمُرد
تو نہیں مرا، ہمارا ناز اور نصیبہ مرگیا	ہمارا عیش اور ہمارا پورا رزق مرگیا
واحد کالف در رزم و کرم	صد چو حاتم گاہِ ایثارِ نعم
(تو) ایک ہزار کیطرح تھا شجاعت اور سخاوت میں	نعمتیں صرف کرنے کے وقت سَو حاتم کیطرح تھا
حاتم ار مُردہ بمُردہ میدہد	گردگانہای شمردہ میدہد
حاتم اگر بے جان (چیز) بے جان کو دیتا تھا	گنتی کے اخروٹ دیتا تھا
تو حیاتے میدہی در ہر نفس	کز نفیسی می نگنجد در نفس
تو ہر سانس میں ایسی زندگی دیتا تھا	کہ جو خوبی سے بیان میں نہیں سماتی ہے
تو حیاتے میدہی بس پائدار	نقد زرِ بے کساد و بے شمار
تو بہت پائدار زندگی دیتا تھا	کھرا نقد بغیر کھوٹ کے اور بے شمار
وارثے [۵۲] نا بودہ یک خوی ترا	اے فلک سجدہ کناں کوی ترا
تیری ایک عادت کا کوئی وارث نہ بنا	اے وہ کہ تیرے کوچہ کو آسمان سجدہ کرتا ہے
خلق را از گرگِ غم لطفت شبان	چوں کلیم اللہ شبانِ مہرباں
مخلوق کیلئے غم کے بھیڑیے سے تیری مہربانی نگہبان تھی	جیسے کہ کلیم اللہ مہربان محافظ

گریختن گوسفندے از موسیٰ علیہ السلام و شفقت و مہربانی موسیٰ علیہ السلام بروے

ایک بکری کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھاگنا اور اُس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مہربانی اور شفقت

گوسفندے از کلیم اللہ گریخت	پایِ موسیٰ آبلہ شد نعل ریخت [۵۳]
ایک بکری (حضرت) کلیم اللہ سے بھاگ گئی	(حضرت) موسیٰؑ کے پاؤں میں آبلہ ہوگیا اور تھک گئے
در پے اُو تا بشب در جستجو	واں رمہ غائب شدہ از چشمِ اُو
اُس کے پیچھے رات تک تلاش میں رہے	وہ گلّہ اُن کی نگاہ سے غائب ہوگیا
گوسپند از ماندگی شد سست و ماند	پس کلیم اللہ گرد از وے فشاند
بکری تکان سے سُست ہوگئی اور رہ گئی	تو کلیم اللہ نے اُس کی گرد جھاڑی

۵۱ تو نمُردی۔ آج صرف تو نہیں مرا بلکہ ہمارے سارے منافع مُردہ ہوگئے۔ واحد۔ تو ایک نہ تھا بلکہ رزم و بزم میں ہزار کے قائم مقام تھا اور انعام دیتے وقت سیکڑوں حاتموں کیطرح تھا حاتم۔ حاتم صرف دنیاوی حقیر نعمتیں عطا کرتا تھا جو فانی تھیں۔ تو حیاتے۔ تیری عطا زندگی ہے اور پائیدار ہے یعنی روحانی عطیات اور ظاہری عطیات بھی کھرے اور بے شمار ہیں۔

۵۲ وارثے۔ تیری ان فضیلتوں میں تیرا کوئی قائم مقام نہیں ہے۔ خلق۔ مخلوق کو رنج و غم سے تو ایسا ہی محفوظ رکھتا تھا جس طرح حضرت موسیٰؑ اپنی بکریوں کے محافظ اور مہربان تھے۔ گریختن۔ اب حضرت موسیٰؑ کے اِس قصہ سے اُنکی بکریوں کی حفاظت اور اُنپر شفقت کا بیان مقصود ہے۔

۵۳ نعل ریخت۔ نعل ریختن۔ گھوڑے کا دوڑنے سے عاجز آجانا۔ واں رمہ۔ جس گلّہ کی وہ بکری تھی اُس گلّہ سے حضرت موسیٰؑ بہت دور ہوگئے۔ گوسپندے۔ بکری بھاگتے بھاگتے تھک کر گر گئی حضرت موسیٰؑ نے اُس کے پاس پہنچکر اُس کی گرد جھاڑی اور ماں کی طرح اُس پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگے۔

Presented by www.ziaraat.com

مرد خفتہ[۵۱] روحِ اُو چوں آفتاب — در فلک تابان و تن در جامہ خواب

انسان سویا ہوا ہے اُسکی رُوح سورج کی طرح ہے — آسمان میں چمکتی ہوئی اور جسم بستر میں ہے

جاں نہاں اندر خلا ہمچوں سجاف — تن تقلّب می کند زیرِ لحاف

رُوح، خلا میں گوٹ کی طرح مخفی ہے — جسم، لحاف کے نیچے کروٹیں بدل رہا ہے

رُوح چوں مِن اَمرِ ربّی مختفی ست — ہر مثالے کہ بگویم منتفی ست

رُوح چونکہ میرے ربّ کے امر میں سے ہے پوشیدہ ہے — میں جو مثال بھی کہوں وہ جداگانہ ہے

اے عجب کو لعلِ شکّر بارِ تو — واں جواباتِ خوش و اسرارِ تو

ہائے تعجب، وہ تیرا شکر برسانیوالا لعل کہاں ہے؟ — وہ تیرے بھلے جواب اور اسرار کہاں ہیں؟

اے عجب کو آں عقیقِ قندخا — آں کلیدِ قفلِ مشکلہائے ما

ہائے تعجب وہ شکر چبانیوالا عقیق کہاں ہے؟ — وہ ہماری مشکلوں کی کنجی (کہاں ہے)؟

اے عجب کو آں دمِ چوں ذوالفقار — آنکہ کردے عقلہا را بیقرار

ہائے تعجب کہ وہ ذوالفقار جیسا کلام کہاں ہے؟ — وہ جو عقلوں کو بے قرار کردیتا تھا

چند ہمچو فاختہ کاشانہ جو — کو و کو و کو و کو و کو و کو

گھونسلہ ڈھونڈنے والی فاختہ کی طرح کب تک — کوکو اور کوکو اور کوکو

[۵۲]کو ہمانجا کہ صفاتِ رحمت ست — قدرت ست و نزہت ست و فطنت ست

کہاں ہے؟ وہاں جہاں رحمت کی صفات ہیں — قدرت ہے اور پاکیزگی ہے اور سمجھ ہے

کو ہمانجا کہ دل و اندیشہ اش — دائم آنجا بُد چو شیر و بیشہ اش

کہاں ہے؟ اس جگہ ہے کہ دل اور اُسکا خیال — ہمیشہ وہاں تھا شیر اور اُسکی کچھار کی طرح

کو ہمانجا کہ اُمیدِ مرد و زن — میرود در وقتِ اندوہ و حزن

کہاں ہے؟ وہاں ہے کہ جہاں مرد و زن کی امید — رنج اور غم کے وقت جاتی ہے

کو ہمانجا کہ بوقتِ علّتے — چشم برّد بر اُمید[۵۳] صحّتے

کہاں ہے؟ وہاں ہے کہ بیماری کے وقت — صحت کی امید پر آنکھ اٹھتی ہے

آں طرف کہ بہرِ دفعِ زشتیے — باد جُوئی بہرِ کشت و کشتیے

اُس طرف کہ برائی کے دفعیہ کے لئے — کھیتی اور کشتی کیلئے تو ہوا کو تلاش کرتا ہے

آں طرف کہ دل اِشارت میکند — چوں زباں یاہُو عبارت میکند

اُس جانب کہ دل اشارہ کیا کرتا ہے — جب زبان "یاھُو" کہتی ہے

[۵۱] مرد خفتہ: نیند کی حالت میں جسم لحاف میں سویا ہوا ہوتا ہے اور روح عالم نور میں درخشاں ہے۔ روح۔ روح کو قرآن نے امر رب کہکر مخفی رکھا ہے تو وہ کسی مثال کے ذریعہ بھی نہیں سمجھائی جاسکتی۔ اے عجب۔ اب پھر محتسب کے فضائل کا ذکر ہے۔ عقیق قندخا یعنی شیریں کلام ہونٹ۔ کلید یعنی زبان۔ دم یعنی کلام۔ آنکہ۔ اس قدر فصیح کلام تھا کہ عقلاء اس کی فصاحت و بلاغت سے حیران ہوجاتے تھے۔ چند۔ فاختہ کی کوکو یعنی کہا کہاں ہے یعنی فاختہ اپنے گھونسلے کی تلاش میں کہتی ہے کہ وہ کہاں ہے۔

[۵۲] کو۔ تو کہتا ہے کہ محتسب کہاں ہے تو سن لے کہ وہ اسی جگہ ہے جہاں حق تعالیٰ کی صفات ہیں یعنی اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہے۔ کہ دل۔ یعنی محتسب اس جگہ ہے جہاں اسکا خیال اسی طرح لگا رہتا تھا جیسا کہ شیر کا خیال اپنی کچھار پر یعنی دربار خداوندی پر

[۵۳] امید۔ یعنی دربار خداوندی۔ آں طرف جب وقت ہوا کے رک جانے سے کھیتی اور کشتی کو نقصان پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ دل اشارہ جب ذکر کرنیوالا یاہُو کا ذکر کرتا ہے تو قلب اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

آن ولے مع اللہ ہست بے کو کو ہمے
وہ بغیر کو کو کے اللہ (تعالے) کے ساتھ ہے

کاش جولاہانہ ما کو گفتمے
کاش ہم جولاہوں کی طرح "ماکو" کہتے

عقلِ ما کو تا ببیند غرب و شرق
ہماری عقل کہاں ہے تاکہ غرب اور شرق کو دیکھے

روحہا را می زند صد گونہ برق
سیکڑوں قسم کی روشنیاں روحوں پر پڑ رہی ہیں

جزر و مدش بُد بہ بحرے در زبد
جھاگ میں رہتے ہوئے اسکے لئے گھٹاؤ بڑھاؤ تھا

منتہی شد جزر و باقی ماند مد
گھٹاؤ ختم ہوگیا، بڑھاؤ باقی رہ گیا

نہ ہزارم وام و من بیدسترس
میرے اوپر نو ہزار قرض اور میں بے دسترس ہوں

ہست صد دینار ازیں توزیع و بس
اس چندے سے سو دینار ہیں اور بس

حق کشیدت ماندہ ام در کشمکش
اللہ (تعالے) نے تجھے کھینچ لیا میں کشمکش میں رہ گیا

میروم نومید اے خاکِ تو خوش
اے پاک تربت (اے تیرے مزار سے) میں مایوس جاتا ہوں

ہمتے میدار در پر حسرتت
کچھ توجہ ڈال، اپنے حسرت بھرے پر

اے ہمایوں روی و دست و ہمت
اے کہ تیرا چہرہ اور ہاتھ اور توجہ مبارک ہے

آمدم بر چشمۂ اصلِ عیون
میں چشموں کی جڑ، چشمہ پر آیا

یافتم در وے بجای آب خوں
میں نے اس میں، پانی کی جگہ خون پایا

چرخ آں چرخ ست و تاب آں تا نیست
آسمان وہی آسمان ہے اور روشنی وہ روشنی نہیں ہے

جوی آں جو یست آب آں آب نیست
نہر وہی نہر ہے، پانی وہ پانی نہیں ہے

محسناں ہستند کو آں مستطاب
احسان کرنے والے ہیں، وہ پاکیزہ کہاں ہے؟

اختراں ہستند کو آں آفتاب
ستارے ہیں وہ سورج کہاں ہے؟

تو شدی سوئے خدا اے محترم
اے محترم! تو خدا کے پاس چلا گیا

پس بسوئے حق روم من نیز ہم
تو میں بھی خدا کے پاس جاتا ہوں

مجمع و پایۂ علم ماوی القرون
جمع ہونے کی جگہ اور جھنڈے کا سایہ اور زمانوں کا ملجا

ہست حق کُلٌّ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْن
اللہ (تعالے) ہے، ہر چیز ہمارے پاس حاضر ہے

نقشہا گر بے خبر گر با خبر
نقش خواہ بے خبر ہوں یا باخبر

در کفِ نقاش باشد محتضر
نقاش کے ہاتھ میں حاضر ہوتے ہیں

نہیں ہے۔ ۵۳ محسناں۔ دنیا میں احسان کرنیوالے ہیں لیکن تجھ سا کہاں ہے تو سورج تھا دوسرے ستارے ہیں۔ تو شدی۔ تو خدا کے پاس پہنچ گیا اب میں بھی پہنچتا ہوں۔ مجمع۔ کُلٌّ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْن سب ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہیں یعنی سب کو خدا کی طرف لوٹنا ہے۔ پاے علم لشکر کے لوگ جھنڈے کے پاس م

۵۱ آن ولے اسکو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہے اور بغیر کو کے ہے یعنی اُسکے متعلق کچا نہیں کہا جاسکتا کیونکہ وہ مقام لامکانی ہے۔ کاش۔ ہمیں آن کو کو کے بجائے ماکو۔ کہنا چاہئے کیونکہ ہم مکانی ہیں۔ ماکو۔ اسکے دو معنی ہیں ایک یہ "ہم کہاں ہیں" دوسرے جولاہوں کی نالی جس میں وہ لپٹا ہوا دھاگا رکھکر تانے میں بانا بُنتے ہیں۔ عقل۔ مگر ہمیں عقل ہو تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ مشرق و مغرب میں اہل اللہ کی روحوں میں سیکڑوں قسم کی تجلیاں وارد ہورہی ہیں۔ جزر۔ اہل اللہ کی روح کو وفات کے بعد تو معیت حق حاصل ہوجاتی ہے زندگی میں چونکہ روح جسم کے جھاگ میں تھی اسمیں قرب الٰہی کے اعتبار سے گھٹاؤ بڑھاؤ تھا جب وفات ہوجاتی ہے تو گھٹاؤ ختم ہوجاتا ہے اور بڑھاؤ ہی رہتا ہے۔

۵۲ نہ ہزارم۔ اس مقروض نے کہ مجھ پر نو ہزار قرضہ ہے جو میری دسترس سے باہر ہے اسلئے کہ اس چندہ میں بھی سو دینار ملے ہیں۔ حق کشیدت۔ اللہ نے تجھے عالم بالا کی جانب کھینچ لیا میں اب کشمکش میں ہوں اور واپس جارہا ہوں ہمتے۔ اب کچھ روحانی توجہ ڈالدے۔ بجائے آب۔ اشرفیاں تو ملیں لیکن رنج و غم حاصل ہوا۔ چرخ۔ آسمان اور زمین وہی ہے لیکن تیرے مرنے سے اب اسمیں رونق اور نکھار

دمبدم[1] در صفحۂ اندیشہ شاں — ثبت و محوے میکند آں بے نشاں
ہر وقت اُن کے فکر کے صفحہ پر — وہ بے نشان قایم اور محو کرتا ہے

خشم می آرد رضا را می برد — بُخل می آرد سخا را می برد
غصہ کو لاتا ہے، رضامندی کو لیجاتا ہے — بُخل لاتا ہے، سخاوت کو لے جاتا ہے

گہہ برد حقد و صفا آرد ہمی — بدرود عجز و عطا کارد ہمی
کبھی کینہ کو لیجاتا ہے اور خلوص کو لاتا ہے — عجز کو کاٹتا ہے بخشش کو بوتا ہے

نیم لحظہ مُدرکاتم شام و غدو — ہیچ خالی نیست زیں اثبات و محو
میری احساس کی نیوالی قوتیں شام اور صبح آدھے لمحہ کیلئے — کبھی اِس اثبات اور محو سے خالی نہیں ہیں

کوزہ گر با کوزہ باشد کارساز — کوزہ از خود کے شود پہن و دراز
کمہار، کوزہ بناتا ہے — کوزہ از خود کب چوڑا اور لمبا ہوتا ہے؟

چوب در دستِ درودگر مستکف — ورنہ چوں گردد بُریدہ موتلف
لکڑی بڑھئی کے ہاتھ میں قایم ہوتی ہے — ورنہ منقطع (اور) مرکب کب بنے؟

جامہ[2] اندر دستِ خیاطے بُوَد — ورنہ از خود چوں بدوزد یا درد
کپڑا درزی کے ہاتھ میں ہوتا ہے — ورنہ از خود کب سِلتا یا پھٹتا ہے؟

مشک با سقا بُوَد اے منتہی — ورنہ از خود چوں شود پُر یا تہی
اے منتہی! مشک سقے کے ساتھ ہوتی ہے — ورنہ از خود کب پُر یا خالی ہوتی ہے؟

ہر دمے پُر می شوی تی می شوی — پس بداں کہ در کفِ صُنعِ وی ئی
تو ہر وقت پُر ہوتا ہے، خالی ہوتا ہے — تو جان لے کہ تو اُسکی کاریگری کے ہاتھ میں ہے

چشم بند از چشم دوزے کے رَوَد — صنع از صانع چساں شیدا شوَد
بند آنکھ، آنکھ پیدا کرنے والے سے کہاں جا سکتی ہے — مصنوع، صانع سے کب آوارہ ہو سکتا ہے؟

چشم[3] داری تو بچشمِ خود نگر — منگر از چشمِ سفیہِ بے خبر
تو آنکھ رکھتا ہے اپنی آنکھ سے دیکھ لے — بیوقوف، بے خبر کی آنکھ سے نہ دیکھ

گوش داری تو بگوشِ خود شنو — گوش گولاں را چرا باشی گرو
تو کان رکھتا ہے اپنے کان سے سُن — تو احمقوں کے کان کا کیوں پابند ہوتا ہے؟

بے ز تقلیدے نظر را پیشہ کُن — ہم برائے عقلِ خود اندیشہ کُن
بغیر تقلید کے نظر کرنے کا پیشہ بنالے — اپنی عقل کی رائے سے بھی سوچ

[1] دمبدم۔ اُسکا تصرف ہے کہ انسان کے دل میں ہر وقت خیالات آتے جاتے ہیں۔ خشم کسی وقت وہ انسان میں غصہ پیدا فرماتا ہے کبھی خوشی کبھی بُخل پیدا کرتا ہے کبھی سخاوت، یہ سب اُسکا تصرف ہے۔ گہہ۔ کینہ اور خلوص کم ہمتی اور عطا کی ہمت سب اُس کے تصرفات ہیں۔ نیم لحظہ کسی وقت بھی انسان اُسکے تصرف سے باہر نہیں ہے۔ کوزہ۔ مصنوع، صانع کے تصرف میں ہے۔ چوب۔ لکڑی بڑھئی کے تصرف میں ہے۔

[2] جامہ۔ کپڑا درزی کے تصرف میں ہے وہ خود سلتا ہے نہ پھٹتا ہے۔ مشک۔ مشک پر سقے کا تصرف ہے ہر دمے۔ انسان کبھی کبھی خیالات سے پُر اور کبھی خالی ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ صانع کے تصرف میں ہے۔ تی مخفف تہی یعنی خالی۔

[3] چشم داری۔ صانع کی صنعت کو تو خود اپنی چشمِ بصیرت سے دیکھ اُس آنکھ سے نہ دیکھ جس کے پاس نہ دلائلِ عقلیہ ہوں نہ دلائلِ نقلیہ۔ گوش داری تجھے خدا نے کان دیئے ہیں تو اُن سے سُن دوسروں کی سُنی سنائی بات پر بھروسہ نہ کر۔ بے ز تقلید اور تحقیقی نظر ڈال تقلیدی نظر کافی نہیں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

بشنو از من یک حکایت بے نظیر	تا شوی از سرِّ گفت من خبیر
سن لو مجھ سے ایک قصہ بے نظیر	تاکہ تو میری بات کے راز سے واقف ہو جائے

(۲۱) دیدنِ خوارزم شاہ رحمۃ اللہ علیہ در سیران در موکب خود اسپے
خوارزم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سفر میں اپنے جلوس میں ایک نادر گھوڑے

بس نادر و تعلقِ دلِ شاہ بخوبی و حسن و چستی آں اسپ و
کو دیکھنا اور شاہ کے دل کا اُس گھوڑے کی چستی اور حسن اور خوبی سے تعلق اور

سرد کردنِ عماد الملک آں اسپ را در دلِ شاہ گزیدن
عماد الملک کا شاہ کے دل میں اُس گھوڑے کو بے وقعت کر دینا اور

شاہ گفتِ اُو را بر دیدۂ خویش چنانکہ حکیم سنائی
شاہ کا اُس کی بات کو اپنے مشاہدہ پر اختیار کر لینا، جیسا کہ حکیم سنائی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در الٰہی نامہ[۲] می فرماید
رحمۃ اللہ علیہ الٰہی نامہ میں فرماتے ہیں

چوں زبانِ حسد شود نخاس	یوسفے یابی از گزِ کرباس
جب حسد کی زبان بردہ فروش ہو	ایک گز کپڑے کے عوض تو یوسف کو حاصل کر لیگا

از دلالی برادران[۳] یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام حسودانہ
یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کی حاسدانہ دلالی کی وجہ سے

در دلِ مشتریاں آں چنداں حسن پوشیدہ شدہ زشت
خریداروں کے دل میں اس قدر زیادہ حسن چھپ کر بُرا

نمودن گرفت وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ
نظر آنے لگا اور وہ ان میں بے رغبت تھے

بود امیرے را یکے اسپ گزیں	در گلہ سلطاں نبودش یک قریں
ایک سردار کا ایک منتخب گھوڑا تھا	بادشاہ کے گلّہ میں اُسکے جوڑ کا کوئی نہ تھا
اُو سوارہ گشت در موکب پگاہ	ناگہاں دید اسپ را خوارزم شاہ
وہ صبح کو جلوس میں سوار ہوا	خوارزم شاہ نے اچانک گھوڑا دیکھ لیا
چشمِ شہ را فر و رنگ اُو ربود	تا برجعت چشمِ شہ بر اسپ بود
شاہ کی نظر کو اُسکی شان اور رنگت نے اچک لیا	شاہ کی نظر واپسی تک گھوڑے پر تھی

[۱] بشنو۔ تو ایک قصہ سُن لے تاکہ تحقیق اور تقلید کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لے۔ دیدن خوارزم شاہ نے گھوڑے کو تقلیدی نظر سے دیکھا فوراً عماد الملک کے کہنے سے اُس کا خیال بدل گیا اگر تحقیق کی نظر سے کام لیتا تو گھوڑے سے محروم نہ رہتا حکیم سنائی مشہور صوفی شاعر ہیں۔

[۲] الٰہی نامہ۔ حکیم سنائی کی مشہور کتاب ہے۔ چوں۔ یہ شعر الٰہی نامہ کا ہے اگر بردہ فروش دلالوں کی زبان حاسد ہو تو غلام بے وقعت ہو جاتا ہے اور معمولی قیمت میں فروخت ہو جاتا ہے حضرت یوسف جیسے غلام کی قیمت بھی ایک گز کپڑا ہو جاتی ہے۔

[۳] برادراں۔ حضرت یوسف کے بھائی چونکہ حاسد تھے لہٰذا خریدار اُن کے خریدنے کے زیادہ شائق نہ تھے۔ بود۔ ایک سردار کا اس قدر منتخب گھوڑا تھا کہ اُس جیسا گھوڑا بادشاہ کے پاس بھی نہ تھا۔ موکب۔ شاہی جلوس۔ چشم۔ بادشاہ اُس کو واپسی تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا۔

Presented by www.ziaraat.com

بر ہر آں عضوے کہ افگندے نظر — ہر یکش خوشتر نمودے زاں دگر

وہ اُس کے جس عضو پر نظر ڈالتا — ہر ایک دوسرے سے زیادہ اچھا نظر آتا

٥١ غیرِ چُستی و گشی و روحنت — حق بر و افگندہ بُد نادر صفت

چستی اور خوبی اور سبکروی کے علاوہ — اللہ تعالیٰ نے اُس میں نادر صفتیں رکھی تھیں

پس تجسس کرد عقلِ بادشاہ — کایں چہ باشد کو زند بر عقل راہ

پھر بادشاہ کی عقل نے ٹٹول کی — کہ یہ کیا چیز ہے؟ جو عقل کا راستہ روکتی ہے

چشمِ من پُر ست و سیر ست و غنی — از دو صد خورشید دارد روشنی

میری آنکھ پُر اور سیر اور بے نیاز ہے — دو سو سورجوں کی روشنی رکھتی ہے

اے رُخِ شاہاں بَرِ من بیذقے — نیم اسپم در رُباید بے حقے

اے (مخاطب)! شاہوں کا رُخ میرے لئے پیادہ ہے — مجھے آدھا معمولی گھوڑا خواہ مخواہ فریفتہ کرتا ہے

٥٢ جادوئی کردست جادو آفریں — جذبہ باشد آں نہ خاصیاتِ ایں

جادو پیدا کرنے والے نے، جادو کیا ہے — وہ کشش اُس کی ہے، نہ اِس کی خصوصیتیں

فاتحہ خواند و بسے لاحول کرد — فاتحہ اش در سینہ می افزود درد

اُس نے فاتحہ اور بہت لاحول پڑھی — فاتحہ اُس کے سینے میں درد بڑھاتی تھی

زانکہ اُو را فاتحہ خود می کشید — فاتحہ در جرّ و دفع آمد وحید

کیونکہ اُس کو فاتحہ خود کھینچ رہی تھی — فاتحہ کشش اور دفعیہ میں یکتا ہے

گر نماید غیر ہم تمویہِ اوست — ور رود غیر از نظر تنبیہِ اوست

اگر وہ غیر کو دکھاتا ہے تو وہ اُس کا ملمع کرنا ہے — اور اگر غیر نظر سے گرے تو اُس کی تنبیہ ہے

٥٣ پس یقیں گشتش کہ جذبہ آں سَرِیست — کارِ حق ہر لحظہ نادر آوریست

تو اسکو یقین ہوگیا کہ اُس جانب کی کشش ہے — اللہ تعالیٰ کا کام ہر وقت نادر کو پیدا کرنا ہے

اسپِ سنگیں، گاوِ سنگیں ز ابتلا — می شود مسجود از مکرِ خدا

پتھر کا گھوڑا، پتھر کا بیل، ابتلاء کی وجہ سے — خدا کی تدبیر سے مسجود بنجاتا ہے

پیشِ کافر نیست بُت را ثانیے — نیست بُت را فرّ و نے رُوحانیے

کافر کے سامنے بُت کا کوئی ثانی نہیں ہے — نہ بُت میں شان ہے اور نہ روحانیت ہے

---

٥١ غیر۔ گھوڑے میں چستی اور خوبی اور سُبکروی کے علاوہ اور بھی صفات تھیں۔ روحنت۔ اِس لفت کا سُبکروی ترجمہ ہمنے دوسروں کی پیروی میں کیاہے، اصل لغت سے اسکے کوئی معنی واضح نہیں ہوئے۔ پس۔ شاہ کو حیرانی ہوئی کہ یہ گھوڑا کیا ہے کہ اُس نے دیوانہ بنادیاہے۔ چشمِ من۔ میں سیر چشم ہوں اور بے نیاز ہوں میری آنکھ میں دو سو سورجوں کی روشنی ہے۔ رُخ شطرنج کا معزز مہرہ ہے۔ بیذق۔ پیادہ شطرنج کا معمولی مہرہ۔ نیم اسپم۔ لیکن اِن باتوں کے باوجود ایک گھوڑے نے میری عقل کو حیران کردیا ہے۔

٥٢ جادو۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی سحرکاری ہے اور اُس کی یہ کشش ہے، گھوڑے کی عمدگی کی یہ کشش نہیں ہے۔ فاتحہ۔ گھوڑے کے خیال کو دور کرنے کے لئے اُس نے سورۂ فاتحہ اور لاحول پڑھنی شروع کی لیکن فاتحہ نے بھی اُس کے درد میں اور اضافہ کردیا۔ زانکہ اُس کے درد میں اسلئے اضافہ ہوا کہ یہ کشش فاتحہ والے کی تھی اور وہ کشش میں یکتا ہے۔ فاتحہ۔ یعنی فاتحہ کا رب اللہ تعالیٰ۔ گر نماید۔ اگر اللہ تعالیٰ غیر کو حسین کرکے دکھادیتا ہے تو یہ اُسکا ملمع کرنا ہے اور اگر غیر کو وہ بُرا کرکے دکھادیتا ہے تو یہ اُس کی طرف سے تنبیہ ہوتی ہے۔

٥٣ پس۔ تو اب شاہ کو یقین ہوگیا کہ گھوڑے کی جانب یہ کشش منجانب اللہ ہے۔ اسپِ سنگیں۔ اللہ تعالیٰ جب کسی اپنے غیر کو حسین بناتا ہے تو اُسکی یہ صورت ہوتی ہے کہ انسان گھوڑے اور بیل کے بُت کو پوجنے لگتا ہے۔ ثانیے۔ وہ کافر اُس بُت کو عدیم المثال سمجھنے لگتا ہے حالانکہ نہ وہ جاندار ہے نہ اُسمیں کوئی شان و شوکت ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

چیست آں جاذب نہاں اندر نہاں ۔ در جہاں تابندہ از دیگر جہاں

مخفی در مخفی وہ کھینچنے والا کیا ہے؟ ۔ دنیا میں دوسرے جہان سے چمکنے والا

عقل محجوب ست و جاں ہم زیں کمیں ۔ من نمی بینم تو می تانی ببیں

اس مخفی سے عقل بھی پردے میں ہے اور جان بھی ۔ میں نہیں دیکھتا ہوں، اگر تو دیکھ سکے تو دیکھ لے

چونکہ خوارزم شہ ز سیراں بازگشت ۔ با خواصِ مُلکِ خود ہمراز گشت

جب خوارزم شاہ سیر سے لوٹا ۔ اپنے ملک کے خواص سے ہمراز ہوا

پس بسرہنگاں بفرمود آں زماں ۔ تا بیارند اسپ را زاں خانداں

پھر اسی وقت سپاہیوں کو حکم دیا ۔ کہ اس خاندان سے گھوڑا لے آئیں

ہمچو آتش دررسیدند آں گروہ ۔ ہمچو پشمے گشت آں میرِ ہمچو کوہ

وہ لوگ آگ کی طرح پہنچ گئے ۔ پہاڑ جیسا سردار، اون جیسا ہو گیا

جانش از درد و غبیں تا لب رسید ۔ جز عمادُ الملک زنہارے ندید

اُسکی جان درد اور ٹوٹے سے ہونٹ تک آ گئی ۔ اُس نے عمادُ الملک کے سوا پناہ نہ دیکھی

کہ عمادُ الملک بُد پایۂ علم ۔ بہرِ ہر مظلوم و ہر مغبونِ غم

کیونکہ عمادُ الملک جھنڈے کا پایہ تھا ۔ ہر مظلوم اور ہر غم کے مارے کا

محترم تر خود نہ بُد زو سرورے ۔ پیشِ سُلطاں بُود چوں پیغمبرے

کوئی سردار اُس سے زیادہ محترم نہ تھا ۔ وہ سلطان کے نزدیک پیغمبر جیسا تھا

بے طمع بُود و اصیل و پارسا ۔ رائض و شب خیز و حاتم در سخا

بے طمع اور اصیل اور نیک تھا ۔ ریاضت کرنے والا اور شب بیدار اور سخاوت میں حاتم

بس ہمایوں رائے و با تدبیر و داد ۔ آزمودہ رائے اُو در ہر مراد

بہت مبارک رائے اور مدبر اور منصف ۔ وہ ہر مقصد میں آزمودہ رائے تھا

ہم ببذلِ جاں سخی و ہم بمال ۔ طالبِ خورشیدِ غیب اُو چوں ہلال

جان کے خرچ میں بھی سخی اور مال میں بھی ۔ وہ ابتدائی راتوں کے چاند کی طرح غیب کے سورج کا طالب تھا

در امیری اُو غریب و محتبس ۔ در صفاتِ فقر و خُلّت ملتبس

وہ امارت میں غریب اور پابند تھا ۔ فقر اور خُلّت کے صفات سے وابستہ تھا

بُود ہر محتاج را ہمچوں پدر ۔ پیشِ سُلطاں شافع و دفعِ ضرر

وہ ہر محتاج کے لئے باپ جیسا تھا ۔ وہ بادشاہ کے سامنے سفارشی اور ضرر کو دفع کرنے والا تھا

---

۵۱ چیست۔ جذب سے ۔۔۔ ہے کشش والی یہ چیز جو مخفی در مخفی ہے ۔۔۔ عالم غیب ہے اس عالم میں ذکر انسان کو متاثر کرتی ہے مگر اسکو عقل سمجھ سکتی ہے۔ مدح وہ قدر کہ ۔۔۔ جس بحث کرنا بھی کوشش ہے جو ۔۔۔ اب پھر اصل قصہ شروع ہے کہ جب خوارزم شاہ واپس آیا تو اُس نے اپنے خواص سے مشورہ کیا۔ پس۔ پھر سپاہیوں کو روانہ کر دیا کہ وہ اُس سردار کا گھوڑا چرا لائیں۔

۵۲ ہمچو۔ وہ سردار بھی بڑا تھا لیکن سپاہیوں کے مقابلے اُسکی کچھ نہ چلی۔ جانش۔ وہ سردار اُس گھوڑے کے صدمہ سے جان بلب ہو گیا اور سمجھا کہ اس مصیبت کو صرف عماد الملک ٹال سکتا ہے۔ پایۂ علم۔ جھنڈے کا پایہ یعنی ہر ایک کا مرجع۔ مغبون۔ ٹوٹے میں پڑا ہوا۔ محترم۔ خوارزم شاہ عماد الملک کی بہت عزت کرتا تھا اور اُنکے کہنے کو ۔۔۔ فرمان جیسا سمجھتا تھا۔

۵۳ اصیل۔ شریف۔ رائض۔ ریاضت کرنے والا۔ آزمودہ۔ یعنی تجربہ کار تھا۔ ہم جان و مال خرچ کرنے میں سخی تھا۔ طالب۔ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح کسب فیض کرتا تھا جسطرح ہلال سورج سے کرتا ہے۔ در امیری۔ امیر تھا لیکن اپنے آپ کو غریبوں میں شمار کرتا تھا اور اُنکا پابند تھا۔ خُلّت۔ یعنی خدا کیساتھ دوستی۔

مرتدان را ستر چوں حلم خدا | خلق اُو بر عکس خلقان و جدا
اللہ تعالیٰ کی بُردباری کی طرح بُروں کیلئے پردہ تھا | اُس کے اخلاق لوگوں کے برعکس اور جُدا تھے

بارہا می شد بسوئے کوہ فرد | شاہ با صد لابہ اُو را منع کرد
بارہا، پہاڑ کی جانب اکیلا چلا جاتا تھا | بادشاہ نے سَو خوشامدوں سے اُسے منع کیا تھا

ہر دم ار صد جرم را شافع شُدے | چشمِ سُلطاں را ازُو شرم آمدے
ہر وقت اگر سَو جرموں کا سفارشی بنتا | بادشاہ کی آنکھ کو اُس سے شرم آتی

رَفت اُو پیشِ عمادُالملک راد | سر برہنہ کرد و بر خاک اُوفتاد
وہ جوانمرد عمادُالملک کے سامنے گیا | سر ننگا کیا اور خاک پر گر گیا

کہ حرم با ہر چہ دارم گو بگیر | تا بگیرد حاصلم را ہر مُغیر
کہدے کہ لونڈی مع ہر چیز کے جو میرے پاس ہے لے لے | حتیٰ کہ ہر لوٹنے والا میرے ماحصل کو لے لے

آں یکے اسپ جانم زین اُوست | گر بَرَد مُردم یقیں اے خیر دوست
وہ ایک گھوڑا ہے میری جان اُسمیں گروی ہے | اے بھلے دوست اگر وہ لے لیگا میں یقیناً مرجاؤنگا

گر بَرَد ایں اسپ را از دستِ من | من یقیں دانم نخواہم زیستن
اگر وہ میرے ہاتھ سے اِس گھوڑے کو لیجائیگا | میں یقین سے جانتا ہوں کہ میں نہ جی سکونگا

چوں خدا پیوستگی ام دادہ ست | بر سرم مال اے مسیحا زود دست
چونکہ خدا نے اُس سے، مجھے دلچسپی دی ہے | اے مسیحا! جلد میرے سَر پر ہاتھ پھیر دے

از زن و زر و عقارم صبر ہست | ایں تکلف نیست بے تزویر ہست
زن اور زر اور جائداد سے مجھے صبر حاصل ہے | یہ بناوٹ نہیں ہے سچائی ہے

اندریں گر می نداری باورم | اِمتحاں کُن امتحاں گفت و فرم
اگر اِس بارے میں تجھے میرا یقین نہیں ہے | میرے قول اور دعوے کا امتحان لے امتحان

آں عمادُالملک گریاں چشم مال | پیشِ سُلطاں در دوید آشفتہ حال
عمادُالملک روتا ہوا، آنکھیں ملتا ہوا | پریشان حال، بادشاہ کے پاس دوڑ گیا

لب ببست و پیشِ سُلطاں ایستاد | راز گویاں با خدا ربُّ العباد
ہونٹ بند کرلئے اور بادشاہ کے پاس کھڑا ہوگیا | ربُّ العباد، خدا سے راز کہتا ہوا

ایستادہ راز سُلطاں می شُنید | و اندراں اندیشہ اَش ایں می تنید
وہ کھڑا ہوا بادشاہ کا راز سُن رہا تھا | اُس دوران میں اُسکا خیال یہ بن رہا تھا

سے: [illegible] ... بُردباری
[illegible] اللہ تعالیٰ کی بُردباری
[illegible] چھپتے تھے [illegible]
[illegible] پہاڑ ... اکیلا پہاڑوں
کی طرف چلا جاتا تھا جہاں
تارک دنیا اور درندے بکثرت
ہوتے ہیں۔ ہر دم۔ اگر وہ
ایک وقت میں سَو سفارشیں
بھی کرتا تو شاہ اُسکی بات
ماننے میں شرم محسوس کرتا تھا
رَفت۔ وہ سردار جس کا گھوڑا
چھنا تھا عمادُالملک کے
دربار میں ننگے سر زمین پر جاگرا
ٹ کہ عمادُالملک سے عرض
کیا کہ بادشاہ سے کہدیجئے کہ
میری محبوب لونڈی اور سارا
مال وزر لے لے اور لوٹنے
والوں کو لوٹ کا حکم دیدے۔
آں یکے۔ بس یہ گھوڑا چھوڑ
دے کیونکہ میری جان اُسمیں
اٹکی ہے اُس کے بغیر میں زندہ
نہ رہ سکونگا۔ چوں خدا۔ اللہ
تعالیٰ نے میرے دل میں اُس
کی محبت پیدا کردی ہے اگر
وہ میرے پاس سے چلا گیا تو
مر جاؤنگا لہٰذا آپ
مسیحائی کیجئے۔
ٹ از زن۔ اگر بادشاہ گھربار
نقد و جائداد لے لیگا تو میں
صبر کرلونگا۔ بے تزویر۔ یعنی
سچائی۔ گریاں و شوریدہ
یہاں دھوکہ مراد ہے۔ چشم مال
آنکھیں ملتے ہوئے۔ راز گویاں۔
عمادُالملک بادشاہ کے دربار
میں کھڑا ہوا خدا سے راز
کی باتیں کر رہا تھا جنکا ذکر
آئندہ اشعار میں ہے۔ راز
سلطان۔ بادشاہ کی باتوں کو

اُس کے دل و خیال کو معلوم کر رہا تھا

Presented by www.ziaraat.com

کائے خدا گر آں جواں کژ رفت راہ — کز نشاید ساختن جز تو پناہ

کہ اے خدا! اگر وہ جوان ٹیڑھا راستہ چلا ہے — کیونکہ تیرے سوا کسی کو پناہ نہ بنانا چاہیے

تو ازاں خود بکن برو ئے مگیر — گرچہ او خواہد خلاص از ہر اسیر

تو اپنے شایانِ شان کر، اُس کی گرفت نہ کر — اگرچہ وہ ہر قیدی سے اپنی خلاصی چاہے

زانکہ محتاج اند ایں خلقاں ہمہ — از گدائے گیر تا سلطاں ہمہ

کیونکہ سب مخلوق محتاج ہے — سب، فقیر سے لے کر بادشاہ تک

با حضورِ آفتابِ باکمال — رہنمائی جُستن از شمع و ذُبال

مکمل سورج کے ہوتے ہوئے — بتی اور شمع سے رہنمائی حاصل کرنا

با حضورِ آفتابِ خوش مساغ — رہنمائی جُستن از شمع و چراغ

خوش رفتار سورج کے ہوتے ہوئے — شمع اور چراغ سے رہنمائی ڈھونڈنا

بیگماں ترکِ ادب باشد زما — کفرِ نعمت باشد و فعلِ ہوا

بیشک ہمارا ترکِ ادب ہے — نعمت کا کفر اور خواہشِ نفس کا کام ہے

لیک اغلب ہوشہا در افتکار — ہمچو خفاش اند ظلمت دوستدار

لیکن سوچنے میں اکثر عقلیں — چمگادڑ کی طرح اندھیرے کو پسند کرنیوالی ہیں

در شب ار خفاش کرمے می خورد — کرم را خورشیدِ جاں می پرورد

چمگادڑ رات میں اگر کوئی کیڑا کھاتی ہے — کیڑے کی جان کو سورج پالتا ہے

در شب ار خفاش از کرمے ست مست — کرم از خورشید جنبیدہ شدہ است

اگر چمگادڑ رات میں کیڑے سے مست ہے — کیڑا سورج کی وجہ سے حرکت کرنیوالا بنا ہے

آفتابے کز ضیاء زو می زہد — دشمنِ خود را نوالہ می دہد

سورج جس سے روشنی اُبلتی ہے — اپنے دشمن کو خوراک دیتا ہے

لیک خفاشے کہ او رہ گم کند — آخر از خورشید ہم یابد سناد

لیکن چمگادڑ جو کہ راستہ گم کرتی ہے — آخر وہ بھی سورج سے سہارا پاتی ہے

لیک شہبازے کہ او خفاش نیست — چشم بازش راست بین و روشنیست

لیکن وہ شہباز جو چمگادڑ نہیں ہے — اسکی کھلی ہوئی آنکھ صحیح دیکھنے والی اور روشن ہے

گر بشب جوید چو خفاش او نمو — در ادب خورشید مالد گوشِ او

اگر وہ چمگادڑ کی طرح رات کو خروج کرے — سورج سزا میں اُس کا کان اینٹھ دے

۱ ۔ کہ اے خدا ...
... اے خدا اگرچہ ... غلطی ہے کہ اُس نے مجھے چھوڑ کر میری ... تو اُس ... اے خدا تو اُس کی خطا پر گرفت نہ فرما اور اپنے شایانِ شان اُس سے معاملہ کر۔ اگرچہ کسی قیدی کے ذریعہ قید سے نجات چاہنا بیوقوفی ہے۔ زانکہ مخلوق مخلوق سے کچھ چاہے تو ایسا ہے کہ ایک بھکاری دوسرے بھکاری سے بھیک مانگے۔

۲ ۔ حضورِ خدا کے ہوتے ہوئے بندے سے مدد چاہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی سورج کے ہوتے ہوئے شمع اور چراغ کی بتی سے روشنی حاصل کرے۔ بیگماں یقیناً انساں کا فعل خدا کی شان میں گستاخی ہے۔ فعلِ ہوا۔ یہ شیطانی نفس کی خواہش ہے۔ لیک لیکن اکثر انسان چمگادڑ صفت ہیں مسبب الاسباب سے قطع نظر کرکے اسباب سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ در شب۔ حالانکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ اسباب سے جو حاصل ہوتا ہے وہ بھی اُسی کی دین ہے۔ کرمے۔ چمگادڑ جو کیڑا کھاتی ہے اُس کو سورج کی روشنی نے پالا ہے۔

۳ ۔ آفتابے۔ سورج اپنے دشمن چمگادڑ کو غذا دیتا ہے خدا کافروں کو بھی رزق پہنچاتا ہے۔ لیک۔ اسباب پر اعتماد کرنیوالے بھی مسبب الاسباب کے سہارے مقصد حاصل کرتے ہیں۔ لیک۔ عوام اسباب پر

گویدش گیرم کہ آں خفاشِ لُد | علّتے دارد تُرا بارے چہ شُد

سو قبس سے کہیگا میں نے مانا کہ سرکش چمگادڑ | عیب رکھتا ہے لیکن تجھے کیا ہوا ہے؟

مالِشت بدہم بزجر و اکتیاب | تا نتابی سر دگر از آفتاب

میں تجھے جھڑکی اور غم کی سزا دوں گا | تاکہ تو پھر سورج سے سرتابی نہ کرے

مُواخذہ یوسفِ صدیق علیٰ نبیّنا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

(حضرت) یوسف صدیق کو (ہمارے نبی اور اُن پر درود اور سلام ہو) قیدخانہ

بحبسِ بضعِ سنین بسببِ یاری خواستن از غیرِ حق

کے ذریعہ کچھ سال مؤاخذہ) اُن کے خدا کے غیر سے مدد چاہنے اور کہنے کے

وگفتن وَاذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ الیٰ اٰخر الاٰیۃ

سبب کہ "اور میرا ذکر کردے اپنے آقا کے سامنے"

آنچنانکہ یوسفؑ از زندانیے | با نیازے خاضعے سعدانیے[۵۲]

جیساکہ (حضرت) یوسفؑ نے ایک قیدی سے | جو عاجز، پست، گرہ گیر تھا

خواست یاری گفت چوں بیروں روی | پیشِ شہ گردد اموّرت مستوی

مدد چاہی، کہا جب تو باہر جائے | بادشاہ کے سامنے تیرے معاملے ٹھیک ہوجائیں

یادِ مَن کُن پیشِ تختِ آں عزیز | تا مرا ہم واخرد زیں حبس نیز

اس عزیز کے تخت کے سامنے مجھے یاد رکھنا | تاکہ مجھے بھی وہ اس قید سے چھڑا دے

کے دہد زندانیے در اقتناص | مردِ زندانیِ دیگر را خلاص

قیدی پھنساؤ کی حالت میں کب دے سکتا ہے | نجات، دوسرے قیدی شخص کو؟

اہلِ[۵۳] دنیا جملگاں زندانی اند | انتظارِ مرگِ دارِ فانی اند

دنیا دار سب قیدی ہیں | دارِ فانی کی موت کے منتظر ہیں"

جز مگر نادر یکے فردانیے | تن بزنداں جانِ اُو کیوانیے

بجز کسی نادر یکتا کے | جس کا جسم قیدخانہ میں اور روح زحل پر ہو

پس جزائے آنکہ دید اُو را معیں | ماند یوسفؑ حبس در بضعِ سنیں

تو اس کی سزا کہ انھوں نے اسکو مددگار سمجھا | (حضرت) یوسفؑ چند سال قید میں رہے

ے مدد چاہنا قیدی سے رہائی میں مدد چاہتا ہے مرگ۔ انسان کو مرنے پر دنیا کے قیدخانہ سے نجات ملتی ہے۔ فرد۔ ہاں کسی باخدا انسان سے مدد مانگی جاسکتی ہے۔ کیوان۔ زحل ستارہ جو ساتویں آسمان پہ مانا جاتا ہے پس۔ چونکہ حضرت یوسفؑ سے یہ لغزش ہوئی اس لئے انکو مزید قید بھگتنی پڑی۔

۵۱ گویدش۔ سورج باز کو کہیگا چمگادڑ میں تو بیماری تھی جس کی وجہ سے اُس کی روش غلط ہوئی تو نے کیوں غلطی کی۔ مالشت۔ لہٰذا باز سزا کا مستحق ہے تاکہ دوبارہ ایسی غلطی نہ کرے۔ مؤاخذہ مخواص اگر اسباب پر بھروسہ کریں تو مجرم ہیں اس کو حضرت یوسفؑ کے واقعہ سے ثابت فرمایا ہے حضرت یوسفؑ نے رہائی کی امید دوسرے قیدی سے وابستہ کی تو سزا ملی اور اُن کو مزید جیل خانہ میں رکھا گیا۔ با نیازے۔ وہ قیدی خود عاجز اور ذلیل تھا حضرت یوسفؑ نے اُس کا سہارا ڈھونڈا۔

۵۲ سعدانیے۔ سعدانُ الٔ سعدان ایک خاردار گھاس ہے اور ترازو کی گرہ کو بھی کہتے ہیں ہم نے اسی مناسبت سے گرہ گیر ترجمہ کیا ہے یعنی اُنکے دل میں غم کی گرہیں تھیں۔ گفت۔ قرآن نے حضرت یوسفؑ کا مقولہ نقل کیا ہے وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ "اور کہا (یوسفؑ نے) اس آدمی سے جسکے بارے میں گمان کیا کہ وہ دونوں میں سے نجات پانیوالا ہو کہ اپنے آقا کے پاس میرا ذکر کردینا" یادکن۔ اس شخص سے کہا کہ عزیزِ مصر کے یہاں میرا ذکر کردینا۔ عزیزِ مصر کے گورنر کو کہا جاتا تھا۔ اقتناص شکار کا جال میں پھنسنا۔

۵۳ اہلِ دنیا۔ دنیا کے لوگوں

یادِ یوسفؑ دیو از عقلش سترُد — وز دلش دیو آں سخن از یاد بُرد
شیطان نے حضرت یوسفؑ کی یاد اُسکے ذہن سے مٹادی — اور شیطان نے وہ بات اُس کے دل سے بھلادی

زیں گنہ کامد از آں نیکو خصال — ماند در زنداں ز داور ہفت سال
اس گناہ کی وجہ سے جو اُن نیک خصلت سے سرزد ہوا — وہ خدا (تعالیٰ) کی جانب سے سات سال قید میں رہے

کہ چہ تقصیر آمد از خورشیدِ داد — تا تو چوں خفاش اُفتی در سواد
کہ عطا کے سورج سے کیا کمی ہوئی تھی؟ — جس سے تو چمگادڑ کی طرح تاریکی میں گر گیا

ہیں چہ تقصیر آمد از بحر و سحاب — تا تو یاری خواہی از ریگ و سراب
ہاں سمندر اور ابر کی جانب سے کونسی کوتاہی ہوئی؟ — جس سے تو ریت اور سراب سے مدد چاہنے لگا

عامؔ اگر خفاش طبع اند و مجاز — یوسفا داری تو آخر چشم باز
عوام اگرچہ چمگادڑ کی طبیعت والے اور مجاز ہیں — اے یوسفؑ! آخر تو تو کھلی ہوئی آنکھ رکھتا ہے

گر خفاشے رفت در کور و کبود — بازِ سلطاں دیدہ را بارے چہ بود
اگر کوئی چمگادڑ اندھے پن اور تاریکی میں چلی گئی — آخر شاہ کو دیکھے ہوئے باز کو کیا ہوا؟

پس ادب کردش بدیں جرم اوستاد — کہ مساز از چوبِ پوسیدہ عماد
تو اس خطا پر اُستاد نے اُن کو سزا دی — کہ پرانی لکڑی کا ستون نہ بنا

لیک یوسفؑ را بخود مشغول کرد — تا نیاید در دلش زاں حبس درد
لیکن (حضرت) یوسفؑ کو اپنے میں مشغول کرلیا — تاکہ اُس قید سے اُن کے دل میں درد نہ آئے

آنچناںؔ شُد اُنس و مستی داد حق — کہ نہ زنداں ماند پیشش نے غسق
اللہ (تعالیٰ) نے اُنکو ایسی اُنسیت اور مستی عطا کی — کہ نہ اُن کے سامنے قید خانہ رہا نہ تاریکی

نیست زندانے وحش تر از رحم — ناخوش و تاریک و پُر خون و وخم
کوئی قید خانہ رحم (مادر) سے زیادہ وحشتناک نہیں ہے — ناخوش اور تاریک اور خون بھرا اور ناموافق

چوں کشادت حق دریچہ سوئے خویش — در رحم ہر دم فزاید تنت بیش
جبکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے کھڑکی اپنی جانب کھولدی — ہر وقت رحم میں تیرا جسم بڑھتا ہے

۵۳ آنچناں شُد۔ اس قید کی حالت میں اُن پر وہ تجلیات تھیں جن سے وہ اُس قید خانہ کو قید خانہ سمجھتے تھے نہ وہاں کی تاریکی کو تاریکی۔ نیست۔ اما برتعجب نہ کرو ماں کے رحم سے زیادہ تاریک کونسا قید خانہ ہوگا لیکن خدا اُس رحم کا دریچہ اپنی طرف کھول دیتا ہے اور بچہ کس قدر خوش و خرم رہ کر بڑھتا ہے۔ سزا میں بھی اُن کو راحت عطا کر دی گئی

۵۱ یادِ یوسفؑ۔ قرآن پاک میں ہے فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ۔ اُس قید خانہ سے چھوٹنے والے کو شیطان نے آقا کے پاس ذکر کرنا بھلوادیا۔ زیں گنہ۔ یہ معصیت نہ تھی زلت تھی۔ ہفت سال۔ قرآن میں بضع کا لفظ فرمایا ہے جو تین سال سے نو سال تک کی مدت کے لئے بولا جاتا ہے۔ مولانا نے سات سال متعین کئے ہیں۔ کہ چہ۔ حضرت یوسفؑ پر ناراضی کا اظہار اس طریقہ پر کیا کہ ہماری جانب سے تمہاری مدد میں کیا کمی تھی کہ تم نے دوسروں کی مدد چاہی۔ بحر و سحاب۔ یعنی ذات خداوندی۔ ریگ و سراب۔ یعنی وہ قیدی جس سے مدد چاہی۔

۵۲ عام۔ عوام تو ایسے ہیں وہ دوسروں سے مدد چاہتے ہیں مورد عتاب نہیں ہیں۔ اے یوسفؑ تمہاری تو آنکھ کھلی ہوئی ہیں۔ گر خفاشے۔ اگر چمگادڑ تاریکی چاہے تو کوئی قصور وار نہیں جتنا کہ باز۔ مشہور ہے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ نیکوں کی نیکیاں مقربوں کی بُرائیاں ہیں یعنی دنیا ایک بات جس پر نیکوں کو بھلائی ملتی ہے وہی بات اگر مقرب بارگاہ کرے تو مواخذہ گرفت ہوجاتی ہے۔ جرّ تعالیٰ اللہ تعالیٰ۔ چوب پوسیدہ۔ چونکہ یوسفؑ محبوب خدا تھے اس کا

اندر[۱] آں زنداں ز ذوقِ بیقیاس
اُس قیدخانہ میں، بے اندازہ ذوق سے

خوش شگفت از غرسِ جسمِ تو حواس
تیرے جسم کے پودے سے تیرے حواس کھل گئے

زاں رحم بیروں شدن بر تو درشت
اُس رحم سے باہر آنا تیرے لئے ناگوار ہوگیا

می گریزی از زہارش سوئے پشت
تو اُس کی شرمگاہ سے کمر کی طرف بھاگنے لگا

راہِ لذت از دروں داں نز بروں
لذت کا راستہ اندر سے سمجھ، نہ کہ باہر سے

ابلہی داں جُستنِ قصر و حصوں
محل اور قلعوں کی جستجو، بے وقوفی سمجھ

آں یکے در کنجِ مسجد مست و شاد
ایک مسجد کے کونے میں مست اور شاد ہے

واں یکے در باغ تُرش و بیمراد
اور وہ دوسرا باغ میں منہ بنائے اور بے مراد ہے

قصر چیزے نیست ویراں کن بدن
محل کوئی چیز نہیں ہے، بدن کو ویران کردے

گنج در ویرانی ست اے میرِ من
اے میرے سردار! خزانہ ویرانی میں ہے

ایں نمی بینی کہ در بزمِ شراب
کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ شراب کی محفل میں

مست آنگہ خوش شود کو شد خراب
مست اُس وقت خوش ہوتا ہے جب وہ ویران ہو جائے

گرچہ[۲] پُرنقش ست خانہ بر کنش
اگرچہ گھر پُرنقش و نگار ہے اُسکو اکھاڑ دے

گنج جو و ز گنج آباداں کنش
خزانہ تلاش کر اور خزانہ سے اُس کو آباد کردے

خانۂ پُر نقش و تصویر و خیال
گھر نقش اور تصویر اور خیال سے بھرا ہوا

ویں صُوَر چوں پردہ بر گنجِ وصال
اور یہ صورتیں وصل کے خزانہ پر پردے کی طرح ہیں

پرتوِ گنج ست و تابشہائے زر
خزانے کا عکس اور سونے کی چمک ہے

کہ دریں سینہ ہمی جوشد صُوَر
کہ یہ صورتیں سینے میں جوش مارتی ہیں

ہم[۳] ز لطف و عکسِ آبِ باشرف
شریف پانی کے عکس اور لطف سے بھی

پردہ شد بر روئے آب اجزائے کف
پانی کی سطح پر جھاگ کے اجزاء پردہ ہوگئے ہیں

ہم ز لطف و جوشِ جانِ باثمن
قیمتی جان کے جوش اور لطف سے بھی

پردہ بر روئے جاں شد شخصِ تن
جسم کا وجود جان کے چہرے پر پردہ بن گیا ہے

پس مثل بشنو کہ در افواہ خاست
تو وہ مثل سُن لے جو زبانوں پر جاری ہے

کانچہ بر ما می رود آں ہم ز ماست
کہ جو کچھ ہم پر گذرتی ہے وہ ہماری طرف سے ہے

---

[۱] اندراں: اسی شکمِ مادر کے قیدخانہ میں بچے کے حواس کے پھول کھلتے ہیں۔ زاں: بچہ اس رحم سے نکلنا پسند نہیں کرتا۔ پیدائش کے وقت بچے کو بھاگتا ہے۔ زہار۔ شرمگاہ۔ راہِ لذت۔ لذت کا مدار خارجی اسباب پر نہیں ہے سکونِ قلب پر ہے، دولت اور قصروں میں لذت کی تلاش بیوقوفی ہے۔ آں یکے جس کو اللہ تعالیٰ قلبی سکون دے دیتا ہے وہ مسجد کے کونے میں مست رہتا ہے ورنہ چمن میں رنجیدہ رہتا ہے۔ قصر معلوم ہوا کہ لذت قصر اور محل میں نہیں ہے لہٰذا تو اس جسم کے قلعہ کو مجاہدے سے برباد کردے پھر دیکھ ویرانے میں تجھے کیسا خزانہ ملتا ہے۔ ایں نمی بینی۔ شرابی کو اُس وقت لذت آتی ہے جب بزمِ شراب خراب اور اُس کے حواس ویران ہوجاتے ہیں۔

[۲] گرچہ جسم کے نقش و نگار کی پسندیدگی کی وجہ سے اُس کے ویران کرنے سے نہ گھبرا اسلئے کہ اس کو ویران کرنے کے بعد اس میں سے بہت قیمتی خزانہ برآمد ہوگا۔ خانہ۔ اس گھر کی بنیاد میں خزانہ مدفون ہے اور یہ جسم ایک اُس کا پردہ ہے۔ پرتوِ گنج۔ سینہ میں جو حسین تصویر ابھرتی ہے، اُس اصل خزانہ کا عکس ہے۔

[۳] ہم ز لطف۔ جس طرح انسان جھاگ کی وجہ سے اس پانی کے نظارہ سے محروم رہتا ہے، اسیطرح اس جسم کے نقش و نگار کی وجہ سے رُوح کے خزانہ کے لطف سے محروم ہے۔ ہم ز لطف۔ انسان کا بدن روح کے خزانہ کا پردہ اور حجاب ہے پس جبکہ یہ معلوم ہوگیا کہ ہمارا جسمانی نقش و نگار ہی روح کے خزانہ کے دیدار سے محرومی کا سبب ہے تو یہ مثل ہم پر بالکل صادق آتی ہے کہ ہمارے مصائب خود ہمارے پیدا کردہ ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

زیں حجاب ایں تشنگانِ کف پرست　　زآبِ صافی اُوفتادہ دُور دست

یہ پیاسے جھاگ کے پجاری اِس پردے کی وجہ سے　　صاف پانی سے دُور جا پڑے ہیں

آفتابا باچو تو قبلہ وُ امیم　　شب پرستی و خُفّاشی می کنیم

اے آفتاب، تجھ جیسے قبلہ اور امام کے ہوتے ہُوئے　　ہم شب پرستی اور چمگادڑپن کر رہے ہیں

سُوئے خود کُن ایں خُفّاشاں را مطار　　زیں خُفّاشی شاں بخر اے مُستجار

ان چمگادڑوں کی اُڑان اپنی طرف کر دے　　اے پناہ گاہ! اِس چمگادڑپن سے نجات دیدے

ایں جوان زیں جُرم ضالّست و مُغیر　　کہ بمن آمد ولے اُورا مگیر

یہ جوان اِس جرم کی وجہ سے گمراہ اور تباہی مچانیوالا ہے　　کہ میرے پاس آیا، لیکن اُس کی گرفت نہ کر

در عمادُ المُلک ایں اندیشہا　　گشت جوشاں چوں اسد در بیشہا

عمادُ المُلک میں یہ خیالات　　جوش مار رہے تھے جیسے کہ شیر کچھاروں میں

ایستادہ پیشِ سُلطاں ظاہرش　　در ریاضِ غیب جانِ طائرش

اُس کا ظاہر بادشاہ کے سامنے کھڑا تھا　　اُس کی روح کا پرند غیب کے باغوں میں تھا

چوں ملائک اُو باقلیمِ اَلَست　　ہر دمے می شُد زشُربِ تازہ مست

وہ فرشتوں کی طرح اَلَست کے مُلک میں تھا　　وہ ہر لحظہ نئی شراب نوشی سے مست ہو رہا تھا

اندروں سُور و بروں چوں پُرغمے　　در تنِ ہمچوں لحد خوش عالمے

اندر خوشی اور باہر غمگین جیسا　　لحد جیسے جسم میں، ایک اچھا عالم تھا

اُو دریں حیرت بُد و در انتظار　　تا چہ پیدا آید از غیب و سرار

وہ اِسی حیرت اور انتظار میں تھا　　کہ غیب اور راز سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟

اَسپ را اندر کشیدند آں زماں　　پیشِ خُرّم شاہ سرہنگاں کشاں

اُسی وقت گھوڑے کو اندر کھینچ لائے　　سپاہی خرم شاہ کے سامنے، کشاں کشاں

اَلحق اندر زیرِ ایں چرخِ کبُود　　آنچناں اسپے بقد و تگ نبُود

واقعی اِس نیلے آسمان کے نیچے　　ایسا گھوڑا قد اور رفتار میں نہ تھا

می ربودے رنگِ اُو ہر دیدہ را　　مرحبا آں برق و مہ زائیدہ را

اُس کا رنگ ہر آنکھ کو اُچک لیتا تھا　　مرحبا ہے اُس برق اور چاند کے بچے پر

گھوڑا تھا۔ می ربودے۔ اِس قدر حسین رنگ تھا کہ آنکھوں کو اُچک رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گھوڑا گھوڑے اور گھوڑی سے نہیں پیدا ہوا بلکہ چاند اور برق سے پیدا ہوا ہے۔

لے زیں حجاب۔ جھاگ کے پجاری اِس جھاگ کے پردے کی وجہ سے پانی سے محروم ہیں۔ آفتابا۔ مسبّب الاسباب کے ہوتے ہوئے اسباب پر توکل ہمارا چمگادڑپن ہے۔ سُوئے خود کُن۔ ان اسباب پرستوں کو اپنی طرف متوجہ کر دے تاکہ تجھ پر بھروسہ کریں۔ ایں جواں۔ جس کا گھوڑا چھینا ہے اُس نوجوان نے میرا سہارا ڈھونڈا ہے یہ اُس کی انتہائی غلطی ہے۔ در عماد الملک۔ عماد الملک کے دل میں یہ باتیں جوش مار رہی تھیں جو اوپر کے اشعار میں مذکور ہوئیں۔

۵۲ ایستادہ۔ اُس کا جسم بادشاہ کے سامنے تھا اور روح غیب کے چمن زاروں میں اِس مناجات میں مشغول تھی۔ چوں ملائک۔ فرشتوں کی طرح اُس کی روح اِس مقام میں تھی جہاں خدا سے مکالمہ ہو رہا تھا۔ اندروں۔ اِس ہمکلامی کی مستی سے اُس کے باطن میں سرور تھا اور جسم اُس مظلوم کی وجہ سے غمگیں تھا۔ لحد۔ اِس تنگ، لحد جیسے جسم میں ایک عالم مست تھا۔

۵۳ تا چہ۔ اُس گھوڑے کے بارے میں عالمِ غیب کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ خُرّم شاہ۔ خوارزم شاہ ہی کو کہا جاتا ہے۔ الحق۔ عماد الملک نے جب اُس گھوڑے کو دیکھا تو واقعی وہ بے نظیر

ہمچو مہ ہمچوں عطارد تیز رو — گو نیا صرصر علف بودش نہ جو

چاند جیسا عطارد کی طرح تیز رفتار — گویا تیز ہوا اُس کا چارہ تھی نہ کہ جو

ماہ عرصہ آسماں را در شبے — می بُرد اندر مسیر و مذہبے

چاند ایک رات میں آسمان کے میدان کو — چلنے اور رفتار میں قطع کرتا ہے

چوں بیک شب مہ بُرید ابراج را — از چہ منکر می شوی معراج را

جب چاند نے ایک رات میں برجوں کو قطع کر لیا — تو تو معراج کا کیوں منکر بنتا ہے؟

صد چو ماہ است آں عجب دُرِّ یتیم — کہ بیک ایمائے او شد مہ دو نیم

وہ عجیب دُرِ یکتا تو سو چاند جیسا ہے — کہ اُن کے ایک اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا

آں عجب کو در شگافِ مہ نمود — ہم بقدرِ ضعفِ حسِ خلق بود

وہ عجیب بات جو چاند کے ٹکڑے ہونے میں کی — وہ مخلوق کے ادراک کی کمزوری کے بقدر تھی

کار و بارِ انبیا و مرسلوں — ہست از افلاک و اختر ہا بروں

انبیاء اور رسولوں کے کاروبار — آسمانوں اور ستاروں سے باہر ہیں

تو بروں رو ہم ز افلاک و دوار — وانگہاں نظارہ کن آں کاروبار

تو بھی آسمانوں اور گھومنے والے سے باہر نکل — تب اُس کاروبار کا نظارہ کر

درمیانِ بیضہ چوں فرخہا — نشنوی تسبیحِ مرغانِ ہوا

تو چوزوں کی طرح انڈے میں ہے — تو ہوا کے پرندوں کی تسبیح نہیں سنتا ہے

معجزات اینجا نخواہد شرح گشت — ز اسپ و خرم شاہ گوی و سرگذشت

معجزوں کی اس جگہ تشریح نہ ہو سکے گی — گھوڑے اور خرم شاہ اور سرگزشت کی بات کر

آفتابِ لطفِ حق بر ہر چہ تافت — از سگ و از اسپ فرِّ کہف یافت

اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا سورج جس پر بھی چمک گیا — کُتے اور گھوڑے پر اُس نے کہف کی شان و شوکت حاصل کر لی

تابِ لطفش را تو یکساں ہم مداں — سنگ را و لعل را داد او نشاں

تو اُس کی مہربانی کی چمک کو یکساں بھی نہ سمجھ — پتھر اور لعل کو اُس نے نشانی دی ہے

لعل را زاں ہست گنجِ مقتبس — سنگ را گرمی و تابانی و بس

لعل کے پاس اُس سے حاصل شدہ خزانہ ہے — پتھر کے لئے گرمی اور تابش ہے اور بس

گھوڑا اُس میں اصحابِ کہف کے کہف کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ تاب لیکن اس چمک کو یکساں نہ کہہ پتھر اور لعل کی صلاحیتوں کے فرق سے اس میں فرق ہے۔ لعل۔ لعل اسی چمک سے خزانہ حاصل کر لیتا ہے پتھر میں صرف گرمی اور تابش پیدا ہوتی ہے۔

۱؎ ہمچو۔ چاند عطارد کی طرح تیز رو تھا معلوم یہ ہوتا تھا کہ وہ جو اور دانے کی بجائے تیز ہوا سے پلا ہو۔ ماہ چاند کی تیز روی کا بیان ہے۔ از چہ جب آنحضورؐ سے کم درجہ چاند کی یہ رفتار آنکھوں نے دیکھی ہے تو آنحضورؐ کی سیر معراج پر کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ صد چو۔ آنحضورؐ کا درجہ تو یہ ہے کہ چاند اُن کی انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے ہو گیا۔ آں عجب یہ عجب چیز معجزہ جو نظر میں اس لیے دکھایا گیا کہ ہمارا ضعیف احساس اسی کا ادراک کر سکتا تھا آپ کے وہ کمالات ہیں جو ہمارے احساس اور ادراک میں نہیں سما سکتے۔

۲؎ کاروبار۔ انبیاء کے معجزے اِن مادیات سے ورا ہیں۔ تو بروں رو۔ تو اس مادی دنیا سے نکل پھر انبیاء کے عجائب کا نظارہ کر۔ درمیاں۔ اِن مادیات میں پھنسے ہوئے تیری مثال انڈے کے اندر کے چوزے کی سی ہے جو فضا کے پرندوں کی تسبیح نہیں سن سکتا۔ معجزات۔ معجزوں کی بحث کی یہاں گنجائش نہیں ہے گھوڑے اور خرم شاہ اور اُس واقعہ کی بات کرنی چاہیے۔

۳؎ آفتاب۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا سورج جس پر چمک جاتا ہے وہ کتا ہو یا

Presented by www.ziaraat.com

آنکہ بر دیوار افتد آفتاب ¹ — آنچناں نبود کز آب و اضطراب
جو دھوپ دیوار پر پڑتی ہے — ایسی نہ ہوگی جیسی کہ پانی اور حرکت سے

رجوع بحکایتِ سلطان و اسپ و عماد الملک و پشیمان کردن شاہ را
سلطان اور گھوڑے اور عماد الملک کے قصہ کی جانب رجوع اور شاہ کو شرمندہ کرنا

چوں دمے حیراں شد از وے شاہ فرد — روئے خود سوئے عماد الملک کرد
جب تھوڑی دیر یکتا شاہ اُس سے حیران ہوا — اُس نے اپنا رُخ عماد الملک کی جانب کیا

کاے اخی بس خوب اسپے نیست ایں — از بہشت ست ایں مگر نے از زمیں
کہ اے بھائی! کیا یہ بہترین گھوڑا نہیں ہے؟ — شاید یہ بہشت کا ہے، نہ کہ زمین کا

پس عماد الملک گفتش اے خدیو ² — چوں فرشتہ گردد از میلِ تو دیو
تو عماد الملک نے اُس سے کہا اے شاہ! — آپ کے میلان سے شیطان فرشتہ جیسا بنجاتا ہے

در نظر آنچہ آوری گردید نیک — پس گش و رعناست ایں مرکب ولیک
جو چیز آپ پسند کریں وہ اچھی ہی ہو گئی — یہ سواری بہت عمدہ اور زیبا ہے، لیکن

ہست ناقص آں سر اندر پیکرش — چوں سرِ گاوست گوئی ایں سرش
اُس کے جسم میں سر ناقص ہے — گویا اُس کا یہ سر بیل کے سر کی طرح ہے

در دلِ خُرّم شہ ایں دم کار کرد — اسپ را در منظرِ شہ خوار کرد
خُرّم شاہ کے دل میں یہ بات کارگر ہو گئی — شاہ کی نظر میں گھوڑے کو ذلیل کر دیا

چوں غرض دلّالہ گشت و واصفے — از سہ گز کرباس یابی یوسفے
جب غرض دلّال اور بیان کرنے والی ہو جائے — تو تین گز سوتی کپڑے سے یوسفؑ کو حاصل کریگا

چوں کہ ہنگامِ فراقِ جاں شود ³ — دیو دلّالِ دُرِ ایماں شود
جب رُوح کی جُدائی کا وقت ہوتا ہے — شیطان، ایمان کے موتی کا دلّال بن جاتا ہے

پس فروشد ابلہ ایماں را شتاب — اندراں تنگی بیک ابریق آب
تو بیوقوف ایمان کو فوراً فروخت کر دیتا ہے — اُس تنگی میں ایک لوٹے پانی کے بدلے

واں خیالے باشد و ابریق نے — قصدِ آں دلّالہ جز تخریق نے
وہ ایک خیال ہوتا ہے اور لوٹا نہیں ہے — اُس دلّال کا ارادہ ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے

ایں زماں کہ تو صحیح و فربہی — صدق را بہر خیالے میدہی
اِس وقت کہ تو تندرست اور فربہ ہے — تو ایک خیال میں سچائی کو دے ڈالتا ہے

---

¹ آنکہ۔ سورج کی روشنی قبول کرنے میں دیوار اور پانی کی سطح خصوصاً جبکہ وہ متحرک ہو برابر نہیں ہے۔ چوں۔ ایک گھوڑے کے حُسن پر تھوڑی دیر شاہ حیران رہا پھر عماد الملک کی جانب رُخ کر کے بولا۔ از بہشت۔ یہ گھوڑا زمین کی پیداوار نہیں ہے شاید بہشت سے آیا ہے۔

² پس۔ عماد الملک نے شاہ سے کہا کہ آپ کی پسندیدگی سے شیطان بھی فرشتہ بن جاتا ہے۔ ولیک۔ اس کا تعلق آئندہ شعر سے ہے یعنی گھوڑے میں اور تو خوبیاں ہیں لیکن اُس کا سر ناقص ہے بیل کا سا معلوم ہوتا ہے۔ چوں۔ چونکہ عماد الملک کی غرض اس گھوڑے کو بُرا کہنے سے وابستہ تھی لہٰذا اُس نے اُس کو بُرا کہا اور گھوڑے کی وقعت گر گئی۔ از سہ گز۔ مشہور ہے کہ حضرت یوسفؑ کو خریداروں نے معمولی قیمت پر خرید لیا تھا۔

³ چونکہ۔ موت کے وقت کی پریشانی میں شیطان ایمان کو اِس قدر حقیر کر کے دکھاتا ہے کہ بیوقوف آدمی اُس کو ایک لوٹے پانی کے بدلے میں فروخت کر دیتا ہے۔ قصد۔ شیطان کا مقصد تو ایمان کو برباد کرنا ہوتا ہے۔ ایں زماں۔ ایمان کے بیچنے کے تذکرے میں تعجب کی کیا بات ہے انسان زندگی میں بھی معمولی نفع کے خیال پر جھوٹ بول دیتا ہے۔

[1] می فروشی ہر زماں دُرّے زکاں — می ستانی ہمچو طفلے گِردگاں

تو ہر وقت کان میں سے ایک موتی فروخت کر دیتا ہے — بچہ کی طرح اخروٹ لے لیتا ہے

پس دراں رنجوری و روزِ اجل — نیست نادر گر بُود اینت عمل

اُس تکلیف اور موت کے دن — تعجب نہیں ہے، اگر تیرا یہ عمل ہو

در خیالت صورتے جوشیدہٗ — ہمچو جوزے وقتِ دق بوسیدہٗ

تیرے خیال میں ایک صورت جوش مارتی ہے — توڑنے کے وقت سڑے ہوئے اخروٹ کی طرح ہے

ہست از آغاز چوں بدر آں خیال — لیک آخر می شود ہمچوں ہلال

شروع میں وہ خیال چودھویں کے چاند کی طرح ہو — لیکن آخر میں ہلال کی طرح ہو جاتا ہے

گر تو اوّل بنگری در آخرش — فارغ آئی از فریبِ فاترش

اگر تو شروع میں اُس کے آخر کو دیکھ لے — اُس کے سُست فریب سے خالی ہو جائے

[2] جوزِ بوسیدست دنیا اے امیں — امتحانش کم کُن از دورش ببیں

اے امانتدار! دنیا گلا ہوا اخروٹ ہے — اُس کو نہ آزما اُس کو دُور سے دیکھ لے

شاہ دید آں اسپ را باچشمِ حال — واں عمادُ الملک باچشمِ مآل

شاہ نے اُس گھوڑے کو حال کی نگاہ سے دیکھا — اور اُس عمادُ الملک نے انجام کی نگاہ سے

چشمِ شہ دو گز ہمی دید از لغز — چشمِ آں پایاں نگر پنجاہ گز

شاہ کی آنکھ پیچیدہ سوراخ سے دو گز دیکھتی تھی — اُس انجام بین کی نگاہ نے پچاس گز

تا چہ سُرمہ ست آنکہ یزداں میکشد — کز پسِ صد پردہ بیند جاں رشد

کیسا سُرمہ ہے جو خدا لگا دیتا ہے؟ — کہ سو پردوں کے پیچھے سے رُوح راہ راست کو دیکھ لیتی ہے

[3] چشمِ مہتر چوں بآخر بُود جفت — پس بداں دیدہ جہاں را جیفہ گفت

سردار کی آنکھ چونکہ انجام سے وابستہ تھی — تو اُس آنکھ سے دنیا کو مُردار فرمایا ہے

زیں یکے ذمّش کہ بشنود حسب — بس فسُرد اندر دلِ شہ مہرِ اسپ

اُس کی ایک بُرائی سے جو بادشاہ نے سنی اور بس — شاہ کے دل میں گھوڑے کی محبت بہت افسردہ ہوگئی

چشمِ خود بگذاشت چشمِ اُو گزید — ہوشِ خود بگذاشت قولِ اُو شنید

اُس نے اپنی آنکھ چھوڑ دی اُس کی آنکھ اختیار کر لی — اپنا ہوش چھوڑا، اُس کی بات سُن لی

کو جو مُردار فرمایا ہے وہ انجام کے اعتبار سے کہا ہے۔ زیں یکے۔ عمادُ الملک کے صرف یہ کہنے سے کہ اس گھوڑے کا سر ناقص ہے، وہ گھوڑا شاہ کے دل سے اُتر گیا۔ چشم۔ بادشاہ نے اپنی آنکھ اور بات پر عمادُ الملک کی آنکھ اور بات کو ترجیح دی۔

ف1 می فروشی۔ معمولی نفع کے عوض سچائی کو فروخت کرنا ایسا ہے جیسے بے عقل بچہ موتی کے عوض چند اخروٹ خرید لیتا ہے۔ پس دراں۔ اُس وقت انسان مجبور بھی نہیں ہے موت کے وقت تو اُس کو یاس لگی ہوگی۔ در خیال۔ یہ خیال جس کی وجہ سے انسان سچائی کو فروخت کر دیتا ہے ایک سڑا ہوا اخروٹ ہے ہست۔ شروع میں وہ خیال بڑا بھلا معلوم ہوتا لیکن انجام کار وہ حقیر بن جاتا ہے گر تو۔ اگر انسان ابتدا ہی انجام پر نظر کر لے تو فریب سے بچ جائے۔

ف2 جوز۔ یہ دنیا کا نفع ایک بوسیدہ اخروٹ ہے اور یہ اس قدر واضح بات ہے کہ اس کو آزمانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ شاہ۔ بادشاہ نے اُس گھوڑے کے موجودہ حسن و جمال پر نظر کی اور عمادُ الملک نے اُسکے انجام پر کہ اس گھوڑے کے اس طرح چھینے سے کتنا بڑا ظلم ہوگا اور انجام کیا ہوگا۔ چشم۔ بادشاہ کی نظر دو گز تک دیکھ رہی تھی اور وہ بھی ٹیڑھے سوراخ میں سے عمادُ الملک کی نظر پچاس گز تک دیکھ رہی تھی۔ لغز۔ چوہے کا سوراخ جو عموماً آڑا ترچھا ہوتا ہے۔ تا چہ۔ اللہ تعالیٰ جس کو بصیرت عطا فرماتا ہے تو وہ ایسا سُرمہ ہے کہ سو پردوں کے پیچھے بھی چیز کو دکھا دیتا ہے۔

ف3 چشم۔ مہتر آنحضورؐ نے دنیا [illegible]

این بہانہ بُود آں دیانِ فَرد — از نیاز[1] آں دَر دلِ شہ سَرد کرد
یہ ایک بہانہ تھا اس یکتا بدلہ دینے والے نے — نیاز کی وجہ سے اُس کو شاہ کے دل میں سَرد کر دیا

در ببست از حُسنِ اُو پیشِ بَصر — آں سخن بُد درمیاں چوں بانگِ دَر
نظر کے سامنے اُس کے حُسن کا دروازہ بند کر دیا — وہ بات درمیان میں دروازہ کی آواز کی طرح تھی

پَردہ کرد آں نُکتہ را بر چشمِ شَہ — کہ ازاں پَردہ نماید مَہ سیَہ
اُس نکتہ کو شاہ کی آنکھ کا پردہ بنا دیا — کہ اُس پردے سے چاند کالا نظر آتا ہے

پاک[2] بَنائے کہ بر سازد حُصُون — دَر جہانِ غیب از گفت و فسوں
اُس پاک بنانے والے نے جو قلعے بنا دیتا ہے — گفتگو اور سحر کے، عالمِ غیب میں

بانگِ دَرداں گفت را از قصرِ راز — تا کہ بانگِ وا شُد ست ایں یا فراز
گفتگو کو راز کے قلعہ کے دروازہ کی آواز سمجھ — کہ یہ کُھلنے کی آواز ہوئی یا بند ہونے کی

بانگِ دَر محسوس و دَر از حِس بُروں — تُبْصِرُوْنَ ایں بانگ و دَر لَا تُبْصِرُوْن
دروازہ کی آواز محسوس ہو اور دروازہ حِس سے خارج ہو — تم اس آواز کو دیکھتے ہو اور در کو نہیں دیکھتے

چنگِ حکمت چونکہ خوش آواز شُد — تا چہ دَر از روضِ جنّت باز شُد
دانائی کی سارنگی جب کہ خوش آواز بنی — دیکھ، جنّت کا کون دروازہ کُھلا؟

بانگِ گفتِ بَد چو دَر وا می شَوَد — از سقر تا خود چہ دَر وا می شَوَد
بُری بات کی آواز جب مُتعلّق ہوتی ہے — تو دیکھ جہنّم کا کون دروازہ کُھلتا ہے؟

بانگِ دَر بِشنو چو دُوری از دَرش — اے خُنک آں را کہ وا شُد منظرش
جبکہ تو اُس کے دَر سے دُور ہو دروازہ کی آواز سُن لے — وہ چین سے ہے جس کا منظر کشادہ ہو گیا

چوں[3] تو می بینی کہ نیکی می کُنی — بَر حیات و راحتے بَر می تنی
جب تو دیکھے کہ نیکی کر رہا ہے — تو زندگی اور راحت کی تیاری کر رہا ہے

چونکہ تقصیر و فسادے می رَوَد — آں حیات و ذوق پنہاں می شَوَد
جب قصور اور فساد ہو رہا ہے — وہ زندگی اور ذوق چُھپ رہا ہے

دیدِ خود مگذار از دیدِ خَساں — کہ بمُردارت کَشند ایں کرگساں
کمینوں کی دید کی وجہ سے تو اپنی دید کو نہ چھوڑ — کیونکہ یہ گِدھ تجھے مُردار کی جانب کھینچتے ہیں

[3] چون تو۔ جب انسان نیکی کرتا ہے تو اُس کا محل جنّت میں تیار ہوتا ہے حیات یعنی جنّت کی ابدی زندگی۔ راحتے یعنی جنّت کی راحت۔ چونکہ۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو جنّت کی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ دیدِ خود۔ دنیا کی فانی نعمتوں کو اپنی چشمِ بصیرت سے دیکھ دنیاداروں کی بات کا اعتبار نہ کر یہ گِدھ ہیں جو تجھے مُردار کی طرف لے جاتے ہیں

[1] نیاز۔ چونکہ عماد المُلک نے نیاز مندی سے دُعا کی تھی کہ شاہ سے یہ جُرم سرزد نہ ہو۔ لہٰذا حق نے اُس بات کو اُس دعا کی منظوری کا ایک سبب اور بہانہ بنا دیا۔ در بہ بست۔ شاہ کے گھوڑے کو ناپسند کرنے کا اصل سبب اللہ تعالیٰ ہے اسلئے کہ اُسنے اُس دروازہ جو اُسکے حُسن کو دیکھنے کا تھا بند کر دیا اور عماد المُلک اُس کی ایک ظاہری علامت تھا مکان کی چیزیں دروازہ بند کرنے سے چُھپ جاتی ہیں اور جس شخص نے دروازہ بند دیکھا ہو وہ دروازہ بند ہونے کی آواز کو چیزوں کے مستور ہونے کا سبب سمجھتا ہے۔ پردہ۔ عماد المُلک کی بات کو اللہ تعالیٰ نے نظر کا پردہ بنا دیا اور شاہ کی نظر سے گھوڑے کا حُسن پوشیدہ ہو گیا۔ [2] پاک۔ انسان کی بات کے نتائج عالمِ آخرت میں نمودار ہوتے ہیں۔ گفت۔ تو اپنی آواز کو دروازہ کی آواز سمجھ اور یہ جان کہ اس آواز سے دروازہ بند ہوا ہے یا کُھلا ہے۔ بانگِ در۔ انسانوں کو در کی آواز جو خود ان کی گفتگو ہے محسوس ہوتی ہے وہ جس دروازہ کے کُھلنے اور بند ہونے کی آواز ہے وہ دروازہ نظر نہیں آتا وہ عالمِ غیب میں ہے۔ چنگ۔ انسان کوئی دانائی کی بات کرتا ہے تو جنّت کا دروازہ کُھلتا ہے۔ بانگِ گفت۔ بُرے کلمے کی آواز دوزخ کا دروازہ کھولتی ہے۔ دَر وا مُتعلّق سے نکلیں۔ بانگِ دَر۔ جبکہ تجھے دروازہ نظر نہیں آتا تو اُس کی آواز سُن لے اور اُسکے ذریعہ اُس

چشم[1] چوں نرگس فروبندی کہ چی — ہیں عصاام کش کہ کورم اے اخی

تونے نرگس کی طرح آنکھ بند کرلی، کہ کیا ہے؟ — ہاں اے بھائی! میری لاٹھی (پکڑ کر) کھینچ لیجائیے

ویں عصاکش کہ گزیدی در سفر — چوں بہ بینی باشد از تو کور تر

اور یہ لاٹھی کھینچنے والا جو تونے سفر میں منتخب کیا — جب تو غور کرے گا وہ تجھ سے زیادہ اندھا ہوگا

دست کورانہ بحبل اللہ زن — جز بر امر و نہیِ یزدانی متن

اندھا دُھند اللہ کی رسّی پر ہاتھ ڈال — خدائی امر و نہی کے سوا ارادہ نہ کر

چیست حبل اللہ رہا کردن ہوا — کیں ہوا شد صرصرے مر عاد را

اللہ کی رسّی کیا ہے خواہشِ (نفسانی) کو چھوڑنا — کیونکہ یہ خواہش (نفسانی) عاد کے لئے آندھی تھی

خلق در زنداں نشستہ از ہواست — مرغ را پرہا بہ بستہ از ہواست

مخلوق خواہش (نفسانی) کی وجہ سے قید خانہ میں بیٹھی ہے — پرندکے پَر خواہش نفسانی کی وجہ سے بندھے ہیں

ماہی[2] اندر تابہ گرم از ہواست — رفتہ از مستوریاں شرم از ہواست

مچھلی گرم توے میں خواہش (نفسانی) کی وجہ سے ہے — مستورات سے خواہش (نفسانی) کی وجہ سے شرم روانہ ہوگئی ہے

خشمِ شحنہ شعلۂ نار از ہواست — چار میخ و ہیبت دار از ہواست

کوتوال کا غصہ آگ کی چنگاری خواہش (نفسانی) کی وجہ سے ہے — سزا اور سولی کا خوف خواہش (نفسانی) کی وجہ سے ہے

شحنۂ اجسام دیدی بر زمیں — شحنۂ احکامِ جاں را ہم بہ بیں

تونے زمین پر جسموں کا کوتوال دیکھا ہے — روح کے احکام کے کوتوال کو بھی دیکھ لے

روح را در غیب خود اشکنجہاست — لیک تا نجہی شکنجہ در خفاست

خود روح کے لئے غیب میں شکنجے ہیں — لیکن جب تک تو نہیں نکلتا شکنجہ پوشیدگی میں ہے

چوں[3] رہیدی بینی اشکنجہ دمار — زانکہ ضد از ضد گردد آشکار

جب تو چھوٹے گا ہلاکت کا شکنجہ دیکھ لے گا — کیونکہ ایک ضد دوسری ضد سے واضح ہوتی ہے

آنکہ در چہ زاد و در آبِ سیاہ — اُو چہ داند لطفِ دشت و رنجِ چاہ

جو شخص کنویں اور کالے پانی میں پیدا ہوا — وہ جنگل کے لطف اور کنویں کی تکلیف کو کیا جانے؟

چوں رہا کردی ہوا از بیمِ حق — در رسد سُغراق از تسنیمِ حق

جب تونے اللہ (تعالیٰ) کے ڈر سے خواہشِ (نفسانی) چھوڑ دی — اللہ (تعالیٰ) کی تسنیم سے پیالہ پہنچے گا

کو ضد کو دیکھ کر اس کی ضد بخوبی طرح سمجھ میں آتی ہے۔ آنکہ کنویں کا مینڈک جب تک چمن کی سیر نہیں کرتا نہ اُس کو کنویں کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے نہ چمن کے لُطف کا۔ چوں۔ جب تو نفسانی خواہش کو ترک کر دے گا تو آخرت کی نعمتوں کا لطف محسوس کرنے لگے گا۔ سُغراق۔ پیالہ۔ تسنیم۔ جنت کی نہر ہے۔

[1] چشم۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی چشم بصیرت عطا کی ہے تو بتکلف اندھا نہ بن جیسی کہ یعنی اندھوں کی طرح زندگی نہ کر۔ وایں عصاکش۔ جس کو تو اپنا رہبر بنا رہا ہے وہ دنیا دار تجھ سے زیادہ اندھا ہے۔ دست کورانہ۔ اگر تو مجتہد نہیں ہے تو اللہ کی رسّی پکڑ لے اور اس کے کھلے ہوئے احکام کی پابندی کرلے۔ چیست۔ اللہ کی رسّی خواہش نفس کو ترک کرنا ہے قوم عاد اسی نفسانی خواہش کی وجہ سے تباہ ہوئی اور اُن پر آندھی کا عذاب آیا۔ خلق۔ ہر جاندار نفسانی خواہش کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔

[2] ماہی۔ مچھلی اگر چارے کا لالچ نہ کرے تو کبھی کانٹے میں پھنس کر توے پر نہ بھنے۔ عورتیں اسی لالچ سے خواہش میں مبتلا ہوتی ہیں۔ شحنہ۔ کوتوال کا غصہ وغضب انسان پر اسی خواہش نفسانی کی وجہ سے نازل ہوتا ہے اور اُسکو چار میخ اور سولی کی سزا اسی وجہ سے ملتی ہے۔ شحنہ۔ تو دنیاوی کوتوال کو دیکھتا ہے آخرت کے کوتوال کو بھی تو نظر رکھ۔ روح۔ روح کے لئے عذاب کے آلات ہیں جو مرنے کے بعد نظر آئیں گے نجہی یعنی جب تک تو دنیا سے نہ جائیگا۔

[3] چوں رہیدی۔ جب تو عالمِ آخرت کی وسعتوں میں پہنچیگا تو اس دنیا کا شکنجہ ہونا سمجھ میں آئیگا

Presented by www.ziaraat.com

لَا تُطَرِّقْ فِیْ هَوَاکَ سَلْسَبِیْل ۔۔۔ مِنْ جَنَابِ اللّٰهِ نَحْوَ السَّلْسَبِیْل
اپنی خواہش (نفسانی) پر نہ چل راستہ کی درخواست کر ۔۔۔ خدا کے دربار سے سلسبیل کی جانب

لَا تَکُنْ طَوْعَ الْهَوٰی مِثْلَ الْحَشِیْش ۔۔۔ اِنَّ ظِلَّ الْعَرْشِ اَوْلٰی مِنْ عَرِیْش
گھاس کی طرح خواہش نفسانی کا تابعدار نہ بن ۔۔۔ بیشک عرش کا سایہ جھونپڑی سے بہتر ہے

گفت سلطاں اسپ را واپس برید ۔۔۔ زود تر زیں مظلمہ بازم خرید
بادشاہ نے کہا، گھوڑا واپس لے جاؤ ۔۔۔ بہت جلد مجھے اس ظلم سے نجات دو

بادلِ خود شہ بفرمود ایں قدر ۔۔۔ شیر را مفریب زیں راس البقر
شاہ نے اپنے دل سے اتنا فرمایا ۔۔۔ بیل کے اس سر سے شیر کو فریب نہ دے

پای گاو اندر میاں آری زداو ۔۔۔ رو نہ دوزد حق بر اسپے شاخ گاو
تو حیلہ سے بیل کا پاؤں درمیان میں لے آتا ہے ۔۔۔ جا اللہ (تعالیٰ) گھوڑے پر بیل کے سینگ نہیں جوڑتا ہے

بس مناسب صنعت ست ایں شہر او ۔۔۔ کے نہد بر جسمِ اسپ او عضو گاو
اس شہر کا بنانے والا بہت موزوں کاریگری والا ہے ۔۔۔ وہ گھوڑے کے جسم پر کب بیل کا عضو لگاتا ہے؟

زاد ابداں را مناسب ساختہ ۔۔۔ قصر ہائے منتقل پرداختہ
بنانے والے نے جسموں کو مناسب بنایا ہے ۔۔۔ منتقل ہونے والے قلعے بنائے ہیں

در میانِ قصر ہا تخریجہا ۔۔۔ از سوی ایں سوی آں صہریجہا
قلعوں کے اندر نالیاں ہیں ۔۔۔ اس کی جانب سے اُس کی جانب وہ نہریں ہیں

وز درونِ شاں عالمے بے منتہا ۔۔۔ در میانِ خرگہے چندیں فضا
اور اُن کے اندر ایک لا انتہا جہان ہے ۔۔۔ ایک خیمہ کے اندر بہت میدان ہیں

گہ چو کابوسے نماید ماہ را ۔۔۔ گہ نماید روضہ قعرِ چاہ را
وہ کبھی چاند کو کابوس کی طرح دکھاتا ہے ۔۔۔ اور کبھی کنوئیں کی تہ کو چمن دکھاتا ہے

قبض و بسطِ چشم و دل از ذوالجلال ۔۔۔ دمبدم چوں می کند سحرِ حلال
آنکھ اور دل کا کشادہ اور سمیٹنا ذوالجلال کی جانب سے ہے ۔۔۔ ہر وقت کس طرح سے حلال جادو کرتا ہے

زیں سبب درخواست از حق مصطفےٰ ۔۔۔ زشت را ہم زشت و حق را حق نما
اسی لیے مصطفےٰ نے اللہ (تعالیٰ) سے درخواست کی ۔۔۔ بُرے کو بُرا اور حق کو حق دکھا

---

۵۱ سلسبیل ۔ جنت کی ایک نہر ہے ۔ گرسنسبیل جنت کا ایک چشمہ ہے ۔ لاتکن کی شان ہے کہ ہر چیز سے خوب ہوتی ہے ۔ فقہ نعرش ۔ خواہش نفس کو ترک کر دو وہ عرش کے سایہ میں ہوگا تا کہ جھونپڑی ۔ گفت ۔ بادشاہ کو اب احساس ہوا کہ اس سردار سے گھوڑا چھینا ظلم ہے ۔ بادل خود ۔ بادشاہ نے عماد الملک کو مخاطب بنانے کے بجائے اپنے دل کو مخاطب بنا کر کہا مجھ جیسے شیر کو دھوکے کے سر کو بیل کا سر کہہ کر فریب نہ دے ۔ پای گاو درمیان آوردن ایک موقع بات کہنا ۔ داو ۔ مکر حیلہ ۔ ندوزد ۔ اللہ تعالیٰ گھوڑے پر بیل کے سینگ نہیں لگاتا ہے ۔ شہرزاد ۔ معمار شہر ۔ شہر کو بنانے والا ۔
۵۲ زاو ۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کو قلعہ کی طرح تعمیر فرمایا ہے اور یہ انسانی جسم چلتے پھرتے قلعے ہیں ۔ تخریج ۔ نالی موری ۔ صہریج ۔ پانی کی نالی ۔ وز درون انسانی جسم میں ایک عالم ہے صوفیا انسان کو عالم اکبر کہتے ہیں کیونکہ جس طرح ساری کائنات صفات الٰہی کا مظہر ہے تنہا انسان اُن سب کا مظہر ہے ۔ خرگہ ۔ خیمہ یعنی انسانی جسم ۔
۵۳ گہ ۔ حضرت حق تعالیٰ کے تصرفات انسانی جسم پر بصورت قبض و بسط طاری ہوتے ہیں اور اس قبض سے کبھی وہ اچھے کو بُرا دکھا دیتا ہے اور بسط کے ذریعہ بُرے کو اچھا دکھا دیتا ہے ۔ کابوس ایک مرض ہے جب وہ لاحق ہو جاتا ہے تو انسان کا گلا گھٹتا ہے اور بولنے پر قادر نہیں رہتا ۔ زیں سبب ۔ چونکہ حضرت حق کی تجلی قبض و بسط میں مختلف صورتیں دکھاتی ہے اسی لیے حضور نے دعا کی ہے کہ اچھے کو اچھا دکھا اور بُرے کو بُرا دکھا ۔

Presented by www.ziaraat.com

تا[1] بآخر چوں بگردانی ورق — از پشیمانی نیفتم در قلق

تاکہ آخر میں جب تو ورق پلٹے — میں شرمندگی سے پریشانی میں نہ پڑوں

مکر کرد آں عمادالملک فرد — مالکُ الملکش بداں ارشاد کرد

جو تدبیر یکتا عمادالملک نے کی — مالک الملک نے اس کی اس طرف رہنمائی کی

حیلۂ محمود ایں باشد ولیک — تو ممیز باش مر بد را ز نیک

پسندیدہ تدبیر ہوتی ہے، لیکن — تو بُری کو بھلی سے ممتاز کرنے والا بن

مکر[2] حق سرچشمۂ ایں مکرہاست — قلب بین الاصبعین کبریاست

اللہ تعالیٰ کی تدبیر ان تدبیروں کا سرچشمہ ہے — قلب اللہ (تعالیٰ) کی دو انگلیوں کے درمیان ہے

آنکہ سازد در دلت مکر و قیاس — آتشے داند زدن اندر پلاس

جو تیرے دل میں سوچ اور قیاس پیدا کرتا ہے — وہ ٹاٹ میں آگ لگانا بھی جانتا ہے

رجوع کردن بقصۂ آں پائمرد و آں غریب وامدار و بازگشتن ایشاں از سرِ گورِ خواجہ و خواب دیدنِ پائمرد خواجۂ محتسب را

مددگار اور اس قرضدار پردیسی کے قصہ کی طرف رجوع اور ان کا خواجہ کی قبر کے سرہانے سے واپس آنا اور مددگار کا خواجہ محتسب کو خواب میں دیکھنا

بے نہایت آمد ایں خوش سرگذشت — چوں غریب از گورِ خواجہ بازگشت

یہ عمدہ قصہ بغیر انجام کے رہ گیا — وہ پردیسی جب خواجہ کی قبر سے لوٹا

پائمردش[3] سوی خانۂ خویش برد — مُہرِ صد دینار را با او سپرد

مددگار اس کو اپنے گھر کی جانب لے گیا — سو دینار کی تھیلی اس کو دے دی

لوتش آورد و حکایتہاش گفت — کز امید اندر دلش صد گل شگفت

اس کے لیے کھانا لایا اور اس سے اپنے قصے کہے — کہ اس کے دل میں امید سے سو پھول کھل گئے

آنچہ بعد العسر یسرا او دیدہ بود — با غریب از قصۂ آں لب کشود

اس نے تنگی کے بعد جو آسانی دیکھی تھی — اس نے اس کا قصہ پردیسی کو سنایا

نیم شب بگذشت افسانہ کناں — خواب تشاں انداخت تا مرعای جاں

باتیں کرتے ہوئے آدھی رات گزر گئی — نیند نے ان کو روح کی چراگاہ میں لے جا ڈالا

ف ١ تا آخر۔ یہ دعا اس لئے ہے تاکہ زندگی کا ورق پلٹنے کے بعد شرمندگی نہ ہو۔ مرشاہ کے دل سے گھوڑے کی محبت دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر سکھائی تھی۔ حیلہ۔ بھلائی کے لئے حیلہ کرنا بھلا ہے برائی کے لئے حیلہ کرنا برا ہے۔

ف ٢ مکر حق۔ انسان کو کبھی کسی تدبیر پر مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ ان تدبیروں کا چشمہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہے اور انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جس طرف چاہتا ہے اس کو پھیر دیتا ہے۔ آنکہ جو ذات تجھے یہ حیلے سکھا رہی ہے وہ تیرے علم کو ضائع بھی کر سکتی ہے۔ پلاس۔ ٹاٹ۔ وامدار۔ قرضدار۔ بے نہایت۔ یعنی یہ قصہ ادھورا رہ گیا۔

ف ٣ پائمردش۔ وہ مددگار اس پردیسی کو گھر لے گیا۔ مہر۔ یعنی سو دینار کی تھیلی جو مہر زدہ تھی اس پردیسی کو دے دی۔ لوتش۔ اس پردیسی کو کھانا کھلایا اور اپنے قصے سنائے جس سے اس کا غم ہلکا ہو گیا۔ [illegible] اپنے ایسے قصے سنائے جن میں پریشانیوں کے بعد راحت میسر آئی تھی تاکہ پردیسی کی تسلی ہو جائے۔ نیم شب۔ وہ اس پردیسی کو آدھی رات تک قصے سناتا رہا بعد ازاں نیند آ گئی۔ خواب۔ نیند میں [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

دیدِ۱ پا مرد آں ہمایوں خواجہ را | اندراں شب خواب در صدرِ سرا
اُس مددگار نے مبارک خواجہ کو دیکھا | اُس رات خواب میں مکان کے صدر نشین میں

خواجہ گفت اے پا مردِ با نمک | آنچہ گفتی من شُنیدم یک بیک ۲۲
خواجہ نے کہا اے ملیح مددگار! | وہ جو کچھ کہہ رہا تھا میں نے ایک ایک سُنا

لیک پاسخ دادنم فرماں نبُود | بے اشارت لب نیارستم کشُود
لیکن مجھے جواب دینے کا حکم نہ تھا | بغیر اشارے کے میں لب کشائی نہیں کر سکتا

ما چو واقف گشتہ ایم از چون و چند | مُہر بر لبہای ما بنہادہ اند
ہم چونکہ کیفیت اور کمیت سے واقف ہو گئے | انھوں نے ہمارے ہونٹوں پر مُہر لگا دی ہے

تا۲ نگردد رازہائے غیب فاش | تا نگردد مُنہدم عیش و معاش
تاکہ غیب کے راز نہ پھیلیں | تاکہ زندگی اور ذریعۂ زندگی نہ ڈھے جائے

تا ندرد پردۂ غفلت تمام | تا نماند دیگِ محنت نیم خام
تاکہ غفلت کا پردہ پورا نہ پھٹ جائے | تاکہ محنت کی دیگ ادھ کچری نہ رہ جائے

تا نگردد ہیچکس واقف بداں | تا نسوزد پردۂ دعوئ وراں
تاکہ اس سے کوئی واقف نہ ہو | تاکہ اس میں دعوے کرنیوالوں کا پردہ نہ جل جائے

تا نیُفتد از طبق سرپوشِ غیب | می نبیند دیدنی را عینِ ریب
تاکہ طباق سے غیب کا ڈھکن نہ ہٹ جائے | دیکھنے کی چیز کو شک کی نگاہ نہیں دیکھتی ہے

ما۳ ہمہ گوشیم گر شُد نقشِ گوش | ما ہمہ نُطقیم لیکن لب خموش
ہم مجسّم کان ہیں اگرچہ کان کا نقش جاتا رہا | ہم مجسّم گویائی ہیں لیکن خاموش لب ہیں

ما ہمہ عینیم گر شُد نقشِ عین | بل ہمہ عینیم مالے میغ و غین
ہم مجسّم آنکھ ہیں اگرچہ آنکھ کا نقش جاتا رہا | بلکہ ہم مجسّم سورج ہیں بغیر ابر و غبار کے

غرقِ دریائیم گرچہ قطرہ ایم | جُملگی شمسیم گرچہ ذرہ ایم
ہم دریا میں غرق ہیں، اگرچہ قطرہ ہیں | ہم مجسّم سورج ہیں، اگرچہ ذرہ ہیں

بے حجاب دُردِ گِل آبیم صاف | در جہانِ جاوداں گشتہ مُعاف
ہم بغیر غبار کے پردے کے صاف پانی میں | ہمیشگی کے جہان میں معاف ہو گئے ہیں

ادراک بہت قوی ہے۔ غرق۔ باوجودیکہ ہم ہیچ ہیں لیکن قرب کے اعتبار سے ہیں ذات حق سے اتحاد ہے۔ بے حجاب۔ اب ہماری ذات گناہوں کی کدورت سے صاف ہو چکی ہے اور ہمیں معافی کی حالت میں دوامی زندگی حاصل ہو گئی ہے

۱ دید سرنے کی رات میں مددگار نے محتسب کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک مکان کے صدر جگہ میں بیٹھا ہے۔ با نمک۔ ملیح، حسین۔ آنچہ۔ محتسب نے خواب میں اُس مددگار سے کہا کہ اُس پردیسی نے میری قبر پر جو باتیں کہیں وہ میں نے سب سُنی ہیں۔ لیک۔ مُردہ سب باتیں سنتا ہے جواب نہیں دے سکتا ہے۔ ما چو۔ مُردوں کو بولنے کی اجازت اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ رازوں سے واقف ہو چکے ہیں اگر بولیں گے تو غیب کے اسرار کھل جائیں گے۔

۲ تا نگردد۔ اگر کونیات کے تمام راز کھل جائیں گے تو نظامِ عالم درہم ہو جائے گا۔ پردہ۔ نظامِ عالم انسان کی غفلت کے پردوں سے چل رہا ہے۔ تا نماند۔ راز کھلنے سے ترکِ عمل ہو جائیگا۔ تا نسوزد۔ حقیقت کھل جانے پر غلط دعوی نہیں ہو سکتا۔ می نہ بیند۔ دیدنی چیز جو نہ دیکھی جاتی ہے وہ اُسی غفلت کے پردے کی وجہ سے ہے۔

۳ ما ہمہ۔ محتسب نے خواب میں کہا کہ اگرچہ ہمارے کان ختم ہو گئے ہیں لیکن اب ہم ہمہ تن کان ہیں۔ ہم بغیر زبان کے مجسّم گویائی ہیں لیکن بولنے کی اجازت نہیں ہے۔ عینیم۔ ہم مجسّم آنکھ ہیں بغیر آنکھ کے جس طرح مُردے سنتے ہیں، دیکھتے بھی ہیں۔ بل ہمہ۔ ہم بغیر ابر و غبار کا سورج ہیں جس کا

هرچہ[1] ما دادیم دیدیم ایں زماں — اینجہاں پردست و عین ست آنجہاں
ہم نے جو کچھ دیا، اب دیکھ لیا — یہ جہان پردہ ہے۔ وہ جہان ظاہر ہے

روزِ کشتن روزِ پنہاں کردن ست — تخم در خاکے پریشاں کردن ست
بونے کا دن، پوشیدہ کرنے کا دن ہے — بیج کو مٹی میں بکھیر دینا ہے

وقتِ بدرودن گہہ منجل زدن — روزِ پاداش آمد و پیدا شدن
کاٹنے کا وقت، درانتی چلانے کا وقت — بدلے اور ظاہر ہونے کا دن ہے

گفتنِ خواجہ در خواب باں پایمرد وجوہِ وام آں دوست

خواجہ کا خواب میں اُس مددگار سے اُس دوست کے قرض کی ادائیگی کے طریقے

راکہ آمدہ بود و نشان دادنِ جای دفنِ آں سیم راو

بتا دینا جو آیا تھا اور چاندی کے مدفون ہونے کی جگہ کا پتہ بتانا اور

پیغام کردن بوارثاں کہ البتہ آں را بسیار نہ بینند و

وارثوں کو پیغام دینا کہ کبھی اس کو بہت نہ سمجھیں اور اس میں

ہیچ باز نگیرند اگرچہ قبول نہ کند یا بعضے ہمانجا بگذارد

سے کچھ نہ لیں اگرچہ وہ قبول نہ کرے یا کچھ وہاں چھوڑ دے

یا بہر کہ خواہد بدہد کہ من با خدا نذر کردہ ام کہ ازاں سیم

یا جس کو چاہے دے کیونکہ میں نے خدا سے منت مانی ہے کہ اس چاندی میں سے

بمن و متعلقانِ من حبہ باز نگردد

میں اور میرے متعلقین ایک حبہ واپس نہ لینگے

بشنو[2] اکنوں دادِ مہمانِ جدید — مَن ہمی دیدم کہ اُو خواہد رسید
اب نئے مہمان کی بخشش (کا حال) سُن — میں سمجھتا تھا، کہ وہ آئے گا

مَن شنیدہ بودم از وامش خبر — بستہ بہرِ اُو دو سہ پارہ گہر
میں نے اُس کے قرض کی خبر سن لی تھی — میں نے جواہر کے دو تین ٹکڑے اُس کیلئے باندھ دیئے تھے

کز[3] وفای وامِ اُو ہست آں بیش — تا کہ ضیفم را نگردد سینہ ریش
جو اُس کے قرض کے لئے کافی اور زیادہ ہیں — تاکہ میرے مہمان کا سینہ زخمی نہ ہو

وام دارد از ذہب اُو نہ ہزار — وام را از بعضِ ایں گو وا گذار
وہ سونے کے نو ہزار قرض رکھتا ہے — کہہ دے کہ اس میں سے قرض ادا کرے

[1] ہرچہ۔ ہم نے جو عمل دنیا میں کیا اب اُس کے نتائج دیکھ لئے ہیں۔ ایں جہاں۔ دنیا۔ آں جہاں۔ آخرت۔ روزِ کشتن۔ جس دن کاشتکار بوتا ہے تو وہ بیج کو زمین میں چھپاتا اور بکھیرتا ہے دنیا بھی کاشت کا وقت ہے۔ وقتِ بدرودن۔ جب کاشتکار کھیتی کاٹتا ہے تو اُس کے چھپائے ہوئے بیج کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے آخرت اِس کی مثال ہے۔ گفتن۔ خواجہ محتسب نے مددگار کو خواب میں بتایا کہ میں نے اُس پردیسی کے قرض ادا کرنے کے لئے بہت سامان فلاں جگہ رکھ دیا ہے میرے وارثوں سے کہو کہ وہ اُس کو دیدیں اور اُس میں سے خود کچھ نہ لیں۔

[2] بشنو۔ اب یہ قصہ سنو کہ محتسب نے اُس پردیسی کا قرض ادا کرنے کیلئے کس طرح عفو کی۔ من ہمی دیدم۔ محتسب نے کہا کہ میں سمجھ گیا تھا کہ یہ پردیسی مقروض ہو کر میرے پاس ضرور آئیگا۔ من شنیدہ۔ میں سُن چکا تھا کہ وہ مقروض ہو گیا ہے میں نے اُسکے لیے دو تین جواہر باندھ کر رکھ دیئے تھے۔

[3] کز وفای۔ وہ گوہر اسقدر قیمتی ہیں کہ اُنسے اُس کا قرض ادا ہو جائے گا اور بچ بھی رہیگا۔ وام۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ اُس پر نو ہزار دینار قرض ہے اُن جواہر میں سے کچھ فروخت کرکے اداکرد

فضلہ[1] ماند زیں بسے گو خرچ کن — دَر دُعا گوئی مرا ہم درج کُن

اُس میں سے بہت بچے گا کہہ دے خرچ کرے — دعا میں مجھے بھی شامل کرے

خواستم تا آں بدستِ خود دہم — دَر فلاں دفتر نوشتست ایں رَقم

میں نے چاہا تھا کہ اُس کو خود اپنے ہاتھ سے دوں — فلاں رجسٹر میں یہ رقم لکھی ہوئی ہے

خود اَجل مُہلت نداد م تا کہ مَن — خفیہ بسپارم بدُو دُرِّ عَدن

مجھے موت نے فرصت نہ دی، کہ میں — عدن کے موتی چپکے سے اُسے دے دوں

لَعل و یاقوت ست بہرِ وامِ اُو — در خنورے و نوشتہ نامِ اُو

اُس کے قرضہ کے لئے لعل اور یاقوت ہے — ایک پیالے میں اور اُس کا نام لکھا ہوا ہے

دَر فلاں طاقیش مدفوں کردہ اَم — مَن غمِ آں یار پیشیں خوردہ اَم

میں نے اُس کو فلاں طاق میں دفن کر دیا ہے — میں نے اُس دوست کی پہلے ہی فکر کر لی ہے

قیمتِ آں را نداند جُز ملوک — فَاجْتَهِدْ بِالْبَيْعِ اَنْ لَّا يَخْدَعُوْكَ

شاہوں کے سوا کوئی اُن کی قیمت نہیں جانتا — بیچنے میں محنت کر تاکہ وہ تجھے دھوکا نہ دیدیں

دَر بیوع[2] آں کُن تو از خوفِ غرار — کہ رسولؐ آموخت سہ روز اختیار

معاملوں میں دھوکے کے ڈر سے وہ کر — جو تین روز کا اختیار رسولؐ نے سکھایا ہے

از کسادِ آں مترس و در مُیفت — کہ رواجِ آں نخواہد ہیچ خفت

اُن کے نرخ گرنے سے نہ ڈر اور نہ گر — کیونکہ اُن کا رواج سُست نہ ہوگا

وارثانم را سلامِ مَن بگو — ویں وصیت را بگو ہم مُو بمُو

میرے وارثوں سے میرا سلام کہہ دے — اور اِس وصیت کو بھی پورا کہہ دے

تا ز بسیاریِ آں زر نشکہند — بے گرانی پیشِ آں مہماں نہند

تاکہ اُس زر کی کثرت سے نہ ڈریں — بغیر کسی گرانی کے اُس مہمان کے سامنے رکھدیں

وَر بگوید اُو نخواہم ایں فرہ[3] — گو بگیر و ہر کرا خواہی بدہ

اور اگر وہ کہے میں یہ بہت نہیں چاہتا — کہہ دے، لے لے اور جس کو تو چاہے دیدے

زانچہ دادم باز نستانم نقیر — شوی پستاں باز ناید ہیچ شیر

جو میں نے دیدیا ہے اُس میں سے ایک ذرہ واپس نہ لونگا — دودھ، پستان میں ہرگز نہیں لوٹتا

گشتہ باشد ہمچو سگ قے را اکول — مُستردِ نحلہ بر قولِ رسولؐ

کتے کی طرح قے کو چاٹنے والا ہو جاتا ہے — عطیہ کو واپس لینے والا، رسولؐ کے قول کے مطابق

---

[1] فضلہ۔ خرچ۔ اس کو بھی خرچ کرے۔ نہ مجھے دعائے خیر میں یاد رکھے خود رقم۔ تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے اور وہ شرمندہ نہ ہو لیکن مجھے موت نے یہ موقع نہ دیا۔ لعل و یاقوت۔ وہ جواہر لعل اور یاقوت ہیں ایک پیالہ میں رکھے ہیں اور اُس پیالہ پہ میں نے اُس کا نام لکھ دیا ہے۔ خنور۔ پیالہ۔ پانی کا مٹکا۔ در فلاں۔ اُس پیالہ کو فلاں طاق میں دفن کر دیا ہے۔ قیمت۔ وہ بہت قیمتی ہیں کوئی دھوکا دے کر سستا نہ خرید لے۔

[2] در بیوع۔ فروخت کرنے میں اپنے لئے تین روز کا اختیار رکھ لینا، اگر قیمت کم ملی ہو تو بیع کو فسخ کر دینا۔ غرار۔ دھوکا۔ از کساد۔ واپس لینے میں اِس سے نہ ڈر تاکہ اُن کی قیمت گھٹے گی۔ وارثانم۔ مکتب نے اُس مددگار سے یہ بھی کہا کہ میرے وارثوں سے میرا سلام کہہ دے اور یہ میری وصیت اُن کو پہنچا دے۔ تا ز بسیاری۔ وارثوں سے اپنے مدد دینا کہ ہر قدر زیادہ مال، بے پہلیں کو دینے سے گھبرا نہ جائیں۔ نشکہند۔ شکوہیدن۔ ڈرنا۔

[3] فرہ۔ بہت، سرو زیادتی، یعنی اگر پردیسی یہ کہے کہ اس قدر مال کی مجھے ضرورت نہیں تو کہہ دینا وہ لیکر کسی اور کو دیکر ثواب حاصل کرے۔ نحلہ۔ عطیت کرنا گویا دیدینا ہے۔ نقیر۔ وہ گڑھا جو کھجور کی گٹھلی کے سرے پر ہوتا ہے حقیر چیز مراد ہوتی ہے شوی پستاں میں سے دودھ

Presented by www.ziaraat.com

ور[1] ببندد در نباید آں زرش — تا بریزند آں عطا را بر درش
اگر وہ دروازہ بند کرے کو وہ زر اس کو نہ چاہیئے — اس عطا کو اُس کے دروازے پر بکھیر دیں

ہر کہ آنجا بگذرد زر می برد — نیست ہدیہ مخلصاں را مُسترد
جو وہاں سے گذرے سونا لے جائے — مخلصوں کے ہدیہ کی واپسی نہیں ہے

بہرِ اُو بنہادہ ام آں از دو سال — کردہ اُم من نذرہا با ذُوالجلال
میں نے وہ دو سال سے اس کے لئے رکھا ہے — میں نے اللہ (تعالیٰ) سے منتیں مانی ہیں

ور روا دارند چیزے زاں ستد — بیست چنداں خود زیانِ شاں اُفتد
اگر وہ اُس میں سے کچھ لینا جائز سمجھیں گے — اُن کو خود بیس گُنا نقصان ہوگا

گر[2] روانم را پژولانند زُود — صد درِ محنت بر ایشاں بر کشود
اگر وہ میری رُوح کو پریشان کرینگے تو جلدی — پریشانی کے سینکڑوں دروازے اُن پر کھلیں گے

از خدا امید دارم من لبق — کہ رساند حق را با مستحق
میں زبان آور اللہ (تعالےٰ) سے امید کرتا ہوں — کہ وہ، حق مستحق کو پہنچا دے گا

دو قضیہ دیگر اُو را شرح داد — لب بذکرِ آں نخواہم بر کشاد
اُس نے دو دوسرے معاملے اُس پر ظاہر کئے — میں اُن کے ذکر میں ہونٹ نہ کھولوں گا

تا بماند دو قضیہ سِرّ و راز — ہم نگردد مثنوی چندیں دراز
تاکہ دونوں قصے سِر اور راز رہیں — نیز مثنوی بہت لمبی نہ ہو جائے

بر[3] جہید از خواب اُنگشتک زناں — گہ غزل گویان وگہ نوحہ کناں
وہ چٹکیاں بجاتا ہوا نیند سے بیدار ہوا — کبھی غزل گاتا ہوا اور کبھی نوحہ کرتا ہوا

گفت مہماں در چہ سوداہاستی — پایمرد امستی و خوش برخاستی
مہماں نے کہا، تو کن خیالات میں ہے — اے مددگار! تو مست اور خوش اُٹھا ہے

تا چہ دیدی خواب دوشینے اَبُوالعلا — کہ نمی گنجی تو در شہر و فلا
اے بلند مرتبہ والے! گذشتہ رات تونے خواب میں کیا دیکھ لیا؟ — کہ تو شہر اور جنگل میں نہیں سما رہا ہے

خواب دیدہ پیلِ تو ہندوستاں — کہ رمیدستی ز حلقہ دوستاں
تیرے ہاتھی نے ہندوستان خواب میں دیکھ لیا ہے — کہ تو دوستوں کے حلقے سے بھاگ رہا ہے

گفت سوداناک خوابے دیدہ اُم — در دلِ خود آفتابے دیدہ اُم
اُس نے کہا کہ میں نے ایک غضبناک خواب میں دیکھا ہے — میں نے اپنے دل میں سورج کو دیکھا ہے

[1] ور ببندد۔ اگر وہ عطیہ قبول نہ کرے اور دروازہ بند کرلے تو اُس کے دروازہ پر ڈالدینا۔ می برد۔ تاکہ گذرنیوالا اُس کو اُٹھا کر لے جائے۔ نیست۔ اُس کو یہ چاہیئے کہ وہ یہ عطیہ لینے سے انکار نہ کرے اس لئے کہ مخلص کا ہدیہ واپس کرنا بُرا ہے۔ بہرِ اُو۔ میں نے دو سال سے یہ مال اُس کے لئے رکھ چھوڑا ہے اور خدا سے اُس کو دینے کی منت مانی ہے۔ ور روا۔ میرے وارثوں کو سمجھا دینا کہ اگر انھوں نے اُس رقم میں سے کچھ لیا تو جتنا لیں گے اُس کا بیس گُنا اُن کو نقصان پہنچ جائیگا۔

[2] گر روانم۔ وارثوں سے کہہ دینا کہ اگر میری وصیت کے خلاف کرکے میری روح کو ستائیںگے تو اُن پر سیکڑوں مصائب آجائیں گے۔ لبق۔ چرب زبان۔ دو قضیہ۔ مولانا فرماتے ہیں محتسب نے اُس مددگار سے دو باتیں اور کہیں تھیں وہ راز ہیں اُن کو میں بیان نہ کروں گا۔ تم مایک تو راز ہونے کی وجہ سے میں بیان نہ کروں گا پھر یہ بھی خیال ہے کہ بیان کروں تو مثنوی بہت طویل ہو جائیگی۔

[3] بر جہید۔ وہ مددگار نیند سے خوش ہوتا ہوا اُٹھا تو چٹکیاں بجا رہا تھا اور بشارت کی خوشی میں غزل پڑھ رہا تھا اور کبھی محتسب کی وفات کی وجہ سے رونے لگتا تھا۔ دوش۔ رات کا اکثر حصہ گذر چکا تھا۔ فلا۔ فلات، جنگل۔ خواب دیدہ۔ ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے دوسرے ملک میں خواب میں ہندوستان کو دیکھ لیتا ہے تو وطن کی یاد میں زنجیریں توڑنے لگتا ہے۔ سوداناک۔ غضبناک۔ آفتاب یعنی محتسب۔

Presented by www.ziaraat.com

خواجہ را دیدم بخواب اے بوالعلا ۔ آں سپردہ[1] جاں برائے کبریا

اے بلند رتبہ والے! میں نے خواب میں خواجہ کو دیکھا ہے ۔ اُس خدا پر جان باختہ کو دیکھا ہے

خواب دیدم خواجۂ بیدار را ۔ آں سپردہ جاں پئے دیدار را

میں نے خواب میں بیدار خواجہ کو دیکھا ہے ۔ اُس دیدار پر جان باختہ کو دیکھا ہے

خواب دیدم خواجۂ معطی المُنٰی ۔ واحدٌ کالالف از امر خدا

میں نے خواب میں تمنائیں پوری کرنے والے خواجہ کو دیکھا ہے ۔ جو خدا کے حکم سے اکیلا ہزار کی طرح کا ہے

مست و بیخود ایں چنیں می شمرد ۔ تا کہ مستی عقل و ہوشش را ببرد

مست اور بیخود اسی طرح شمار کر رہا تھا ۔ حتیٰ کہ مستی نے اُس کی عقل اور ہوش کو ختم کر دیا

درمیانِ خانہ افتاد او دراز ۔ خلق انبہ گرد او آمد فراز

وہ گھر کے درمیان، لمبا گر گیا ۔ مخلوق کا مجمع اس کے گرد فراہم ہو گیا

با خود آمد گفت اے بحر خوشی ۔ اے نہادہ ہوشہا در بیہوشی

ہوش میں آیا بولا اے خوشی کے سمندر! ۔ اے وہ کہ جس نے بیہوشی میں بہت سے ہوش رکھے ہیں

خواب[2] در بنہادۂ بیداریے ۔ بستۂ در بیدلی دلداریے

تو نے خواب میں، بیداری رکھی ہے ۔ تو نے بے دلی سے دلداری وابستہ کر دی

خواجگی پنہاں کنی در ذلِّ فقر ۔ طوقِ دولت بستہ اندر غُلِّ فقر

تو ذلت اور فقر میں آقائی کو پوشیدہ کر دیتا ہے ۔ دولت کے طوق کو فقر کے طوق سے وابستہ کر دیا ہے

ضد اندر ضد پنہاں مندرج ۔ آتش اندر آبِ سوزاں مندمج

ضد، ضد میں مخفی طور پر داخل ہے ۔ گرم پانی کے اندر آگ پوشیدہ ہے

روضہ[3] اندر آتش نمرود درج ۔ دخلہا رویاں شدہ از بذل و خرج

نمرود کی آگ میں چمن درج ہے ۔ صرف اور خرچ سے آمدنیاں اُگی ہیں

تا بگفتہ مصطفےٰ شاہِ نجاح ۔ السماح یا اولی النعما رباح

حتیٰ کہ کامیابی کے شاہ، مصطفےٰؐ نے فرمایا ۔ اے اہل نعمت! سخاوت کرنا نفع کمانا ہے

ما نقص مالٌ من الصدقاتِ قط ۔ انما الخیراتُ نعم المرتبط

صدقوں سے مال کبھی نہیں گھٹتا ۔ خیرات کرنا بہت اچھا رابطہ ہے

جوشش و افزونیِ زر در زکوٰۃ ۔ عصمت از فحشا و منکر در صلوٰۃ

زکوٰۃ میں مال کا جوش اور بڑھاؤ ہے ۔ نماز میں فحش اور بُری باتوں سے بچاؤ ہے

---

۱ سپردہ یعنی وہ محب جس نے اللہ تعالیٰ پر جان قربان کر دی ہے۔ مست۔ وہ مرد کامل مستی اور بیخودی کی حالت میں محبوب کے اوصاف گن تا گنتا بیہوش ہو گیا۔ درمیان۔ وہ مرد کامل بیہوش ہو کر گر پڑا اور لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ بحر خوشی۔ اللہ تعالیٰ۔ ہوشہا بیہوشی یعنی نیند کی حالت میں اُس کو بہت سے عالی مضامین سکھائے گئے تھے۔

۲ خواب در۔ خواب میں وہ باتیں معلوم ہوئی ہیں جو بیداری میں بھی معلوم نہ تھیں۔ بستہ۔ جو بیدل یعنی وحشی خدا ہوتا ہے وہ محبوب اور حق کا دلدار بھی ہو جاتا ہے۔ ضد اندر ضد۔ اسے تعجب نہ کرو کائنات میں مشاہدہ کرو اللہ کی قدرت نے ایک ضد کو دوسری ضد میں مخفی کر دیا ہے گرم پانی میں آگ پوشیدہ ہے اس کے اجزا سے پانی گرم ہے۔

۳ روضہ۔ نمرود کی آگ میں خلیل اللہ کے لیے چمن پوشیدہ تھا۔ دخلہا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ السماح۔ آنحضورؐ نے سخاوت کو نفع فرمایا ہے۔ ما نقص۔ خیرات اللہ سے ربط پیدا کر دیتی ہے تو مال میں برکت ہو جاتی ہے۔ زکوٰۃ۔ زکوٰۃ دینے سے برکت ہوتی ہے۔ در صلوٰۃ۔ نماز نیکی، فحش و منکر کی بدی سے بچانے والی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

آں[1] کوٰتت کیسہ ات را پاسباں	واں صلوٰتت ہم ز گرگانت شباں
تیری وہ زکوٰۃ، تیری تھیلی کی محافظ ہے	اور وہ تیری نماز بھیڑیوں سے تیری نگہبان ہے

میوۂ شیریں نہانی شاخ و برگ | زندگیٔ جاوداں در زیرِ مرگ
شاخ اور پتّے میں میٹھا میوہ چھپا ہے | موت کے ماتحت ہمیشگی کی زندگی ہے

زِبل گشتہ قوتِ خاک از شیوہ | زاں غذا زادہ زمیں را میوہ
نجاست کی روش سے مٹی کی روزی بنی | زمین میں اُس غذا سے میوہ پیدا ہوا

در عدم پنہاں شدہ موجودیے | در سرشتِ ساجدے مسجودیے
موجود ہونا، عدم میں پوشیدہ ہوا | سجدہ کرنے والے کی طینت میں مسجود ہونا ہے

آہن و سنگ از برونش مظلمے | اندروں نورے و شمعِ عالمے
لوہا اور پتھر باہر سے تاریک ہیں | باطن میں نور اور عالَم کی شمع ہے

درج در خوفے ہزاراں ایمنی | در سوادِ چشم چنداں روشنی
خوف میں ہزاروں اطمینان درج ہیں | آنکھ کی سیاہی میں اُس قدر روشنی ہے

اندرونِ[2] گاؤ تن شہزادۂ | گنج در ویرانۂ بنہادۂ
بیل کے جسم میں، ایک شہزادہ ہے | خزانہ ویرانے میں رکھا ہوا ہے

تا خرے پیرے گریزد زاں نفیس | گاؤ بیند شاہ نے، یعنی بلیس
تاکہ اُس عمدہ چیز سے ایک بوڑھا گدھا بھاگ جائے | بیل کو دیکھے، شاہ کو نہیں، یعنی شیطان

حکایتِ[3] آں پادشاہ و وصیت کردن سہ پسرِ خویش راکہ

اُس بادشاہ کی حکایت اور اُس کا اپنے تین لڑکوں کو وصیت کرنا کہ اِس

دریں سفر در ممالکِ مَن در فلاں جا چنیں ترتیب نہید و

سفر میں میرے ملکوں میں فلاں جگہ اِس طرح سے ترتیب قائم کرو اور

فلاں جا چنیں نوّاب نصب کنید واما اللہ اللہ بفلاں

فلاں جگہ اتنے قائم مقام مقرر کرو لیکن خدا کے لئے فلاں قلعہ میں

قلعہ مروید و گرد آں مگردید

نہ جانا اور اُس کے چاروں طرف چکر نہ کاٹنا

بود شاہے شاہ را بُد سہ پسر | ہر سہ صاحب فطنت و صاحب نظر
ایک بادشاہ تھا، بادشاہ کے تین لڑکے تھے | تینوں سمجھدار اور صاحب نظر تھے

[1] آں زکوٰت۔ زکوٰۃ دینے والے کا مال ضائع نہیں ہوتا۔ صلوٰتت۔ تیری نماز شیطانی بھیڑیوں سے محافظ ہے۔ شاخ۔ درخت کی شاخوں اور پتّوں میں میوہ پوشیدہ ہے۔ مرگ۔ موت، جاوداں زندگی پر مشتمل ہے۔ زبل۔ کھاد، میووں پر مشتمل ہے۔ در عدم۔ عدم سے ہی وجود آتا ہے۔ ساجدے۔ حضرت آدمؑ ساجد ہو کر مسجودِ ملائکہ بنے۔ آہن۔ لوہے اور پتھر کی سیاہی میں نور مضمر ہے۔ درج۔ جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں وہ عذاب کی سیکڑوں مصیبتوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ سوادِ چشم۔ آنکھ کی پتلی سیاہ ہے اور اُس میں روشنی مضمر ہے۔

[2] اندروں۔ انسان کا جسم بیل کے جسم سے مشابہ ہے اور اُس میں روح جو بمنزلہ شہزادے کے ہے مضمر ہے۔ گنج۔ ویرانہ کے اندر خزانہ ہوتا ہے۔ تا خرے۔ اِن باتوں میں یہ حکمت مضمر ہے کہ خرِ پیر یعنی شیطان صفت لوگ ظاہر کو دیکھ کر بھاگ جائیں۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کے ظاہری جسم کو دیکھا اور اُن کے باطنی اوصاف پر نظر نہ کی۔

[3] حکایت۔ اِس حکایت میں یہی بتایا ہے کہ تینوں شہزادوں میں سے کوئی شاہ کی حسین لڑکی پر عاشق ہوا اور شاہ کے باطنی کمالات کی طرف متوجہ نہ ہوا کوئی اُسکے باطن کی طرف متوجہ ہو کر کامیاب بنا۔ بود شاہے۔ اِس بادشاہ کے تینوں لڑکے سخاوت اور جنگ اور کر و فر میں ایک دوسرے سے بڑھ کر تھے، اگرچہ شاہ کے باطنی اوصاف پر نظر کرنے میں یکساں نہ تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

ہر یکے از دیگرے استودہ تر — در سخا و در وغا و کر و فر
ہر ایک دوسرے سے زیادہ قابلِ تعریف تھا — سخاوت اور جنگ اور کر و فر میں

پیشِ شہ شہزادگاں استادہ جمع — قرۃ العینان[۵۱] شہ ہمچوں سہ شمع
بادشاہ کے سامنے شہزادے جمع ہو کر کھڑے ہوئے — شمع کی طرح بادشاہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے

از رہِ پنہاں ز عینینِ پسر — می کشید آبے نخیلِ آں پدر
لڑکے کی آنکھوں سے مخفی راستہ ہے — اُس باپ کا کھجور کا درخت پانی کھینچتا ہے

تا ز فرزند آب ایں چشمہ شتاب — میرود سوی ریاضِ مام و باب
یہاں تک کہ لڑکے کے اِس چشمہ کا پانی جلد — ماں اور باپ کے باغیچوں کی جانب جاتا رہتا ہے

تازہ می باشد ریاضِ والدین — گشتہ جاری عینِ شاں زیں ہر دو عین
ماں باپ کے باغ تازہ رہتے ہیں — اِن دونوں آنکھوں سے اُن کا چشمہ جاری رہتا ہے

چوں[۵۲] شود چشمہ ز بیماری علیل — خشک گردد شاخ و برگ آں نخیل
جب چشمہ مرض سے بیمار ہو جاتا ہے — اُس کھجور کے درخت کی شاخ اور پتے خشک ہو جاتے ہیں

خشکیِ نخلش ہمی گوید پدید — کز فرزنداں شجر نم می کشید
اُسکے کھجور کے درخت کی خشکی صاف کہتی ہے — کہ درخت فرزندوں سے نمی کھینچتا ہے

اے بسا کاریز پنہاں ہمچنیں — متصل با جانِ تاں یا غافلیں
اِسی طرح بہت سے پوشیدہ چشمے — اے غافلو! تمہاری جان سے متصل ہیں

اے کشیدہ ز آسمان و از زمیں — مایہا تا گشتہ جسمِ تو سمیں
اے (مخاطب)! آسمان اور زمین سے کھینچے ہیں — مادے، یہاں تک کہ تیرا جسم موٹا ہوا ہے

تن[۵۳] ز اجزائے جہاں دزدیدۂ — پارہ پارہ زین و آں ببریدۂ
تو نے جہان کے اجزا سے جسم کو چرایا ہے — تو نے اِس اور اُس سے ٹکڑا ٹکڑا کاٹا ہے

از زمین و آفتاب و آسماں — پارہا بر دوختی بر جسم و جاں
زمین اور سورج اور آسمان سے — تو نے جسم اور جان پر پیوند گانٹھے ہیں

تا تو پنداری کہ بُردی رائگاں — باز نستانند از تو ایں و آں
خبردار! تو سمجھتا ہے تو مُفت لے اُڑا — یہ اور وہ تجھ سے واپس نہ لیں گے

کالا دزدیدہ نبود پائیدار — لیک آرد دزد را تا پائے دار
چرایا ہوا سامان پائیدار نہیں ہوتا ہے — لیکن چور کو سولی تک لے آتا ہے

---

۵۱ قرۃ العینان۔ دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک۔ خوشی کے وقت میں آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے رنج میں گرم آنسو بہتے ہیں۔ از رہ۔ باپ کے جسم کی تر و تازگی اولاد سے ہے۔ تا ز فرزند۔ مخفی طور پر اولاد ماں باپ کے بدن کے چمن کو سیراب کرتی ہے۔ تازہ۔ اولاد کی آنکھوں سے مخفی چشمے جاری ہیں جو والدین کے جسم کے باغیچہ کو پانی دیتے ہیں۔

۵۲ چوں۔ اسی لئے جب اولاد بیمار ہو جاتی ہے اور چشمہ میں کمزوری آتی ہے تو ماں باپ کا جسم سوکھنے لگتا ہے۔ خشکی۔ اِس حالت میں والدین کے جسم کا سوکھنا ظاہر کرتا ہے کہ اُن کا درخت اولاد کی آنکھوں کے چشموں سے سیراب ہوتا تھا۔ اے بسا۔ جس طرح والدین اولاد کے مخفی چشموں سے سیراب ہوتے ہیں اِسی طرح انسان کی جان مخفی چشموں سے سیرابی حاصل کر رہی ہے۔ اے کشیدہ۔ انسان کا جسم عالم کی بہت سی چیزوں سے بنتا ہے۔ سمیں موٹا۔

۵۳ تن۔ انسانی جسم کی ترکیب عالم کے بہت سے مادوں سے ہوئی ہے۔ از زمیں۔ کائناتِ عالم کے اجزا جسم انسانی نے حاصل کئے ہیں۔ تا تو۔ انسان کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ اجزاء جو اُسکے جسم نے حاصل کئے ہیں اُنکو واپس لوٹانا نہیں ہے۔ کالا۔ یہ چرائے ہوئے اجزا

Presented by www.ziaraat.com

عاریہ[1] ست ایں کم ہمی باید فشارد — کانچہ بگرفتی ہمی باید گزارد
یہ مانگا ہوا ہے، پاؤں نہ جمانا چاہیئے — کیونکہ جو تو نے لیا ہے ادا کرنا چاہیئے

جز نفخت کاں زوہاب آمدست — روح را باش، آں دِگرہا بیہدست
میں نے پھونکا کے سوا کیونکہ خدا کی جانب سے آئی ہے — رُوح کا بن، دوسری چیزیں بیہودہ ہیں

بیہدہ نسبت بجاں میگویمش — نے بہ نسبت با صنیع محکمش
میں ان کو رُوح کے اعتبار سے بیہودہ کہہ رہا ہوں — نہ کہ اُس کے مضبوط مصنوع کے اعتبار سے

بیانِ[2] استمدادِ عارف از سرچشمۂ حیاتِ ابدی و مستغنی شُدنِ

عارف کا ابدی زندگی کے سرچشمہ سے مدد حاصل کرنے کا بیان اور اُس کا بے پرواہ

اُو از استمداد و انجذاب از چشمہای آبہای بیوفا کہ علامۃُ

پانیوں کے چشموں سے جذب کرنے اور مدد حاصل کرنے سے بے نیاز ہونا کہ اُس کی

ذٰلِکَ التَّجَافِی عَنْ دَارِ الغُرُورِ کہ آدمی چوں مددہای

علامت دھوکے کے گھر سے جدائی ہے کیونکہ انسان جب چشموں کی مدد پر

چشمہا اعتماد کُند در طلبِ چشمۂ باقی سُست شود چنانکہ

بھروسہ کرتا ہے، باقی رہنے والے چشمہ کی طلب سُست ہو جاتی ہے چنانچہ

حکیم الٰہی می فرماید — رُباعی

حکیم الٰہی فرماتے ہیں رُباعی

کاریز درونِ جانِ تو می باید — کز عاریہا ترا درے نکشاید
تیری جان میں چشمہ چاہیئے — کیونکہ مانگے ہوؤں سے تیرے لئے در نہیں کھلتا ہے

یک چشمۂ آب از درونِ خانہ — بہ زاں جُوی کہ از بروں می آید
گھر کے اندر پانی کا ایک چشمہ — اُس نہر سے بہتر ہے جو باہر سے آتی ہے

حَبَّذا[3] کاریز اصلِ چیزہا — فارغت آرد ازیں کاریزہا
خوب چشمہ ہے جو چیزوں کی اصل ہے — وہ تجھے اِن چشموں سے بے نیاز کر دے گا

چشمۂ آبی درونِ خانۂ — بہ ز رودے کاں نہ در کاشانۂ
گھر کے اندر پانی کا ایک چشمہ — اُس نہر سے بہتر ہے جو گھر میں نہیں ہے

تو ز صد ینبوع شربت می کشی — ہر چہ زاں صد کم شود کاہد خوشی
تو سینکڑوں چشموں سے شربت کھینچ رہا ہے — اُن سینکڑوں میں سے جو کم ہو جائے خوشی گھٹ جاتی ہے

---

[1] عاریہ۔ مانگی ہوئی چیز واپس کرنی پڑتی ہے تو بدن کے ان اجزاء کو بھی ایک دن واپس دینا ہے۔ جز نفخت۔ البتہ روح کا عطیۂ الٰہ کی جانب سے ہے جو مستقل اور باقی ہے۔ بیہدہ جسم کے اجزاء کو بیہودہ روح کے اعتبار سے کہا گیا ہے ورنہ یہ بھی اللہ کی تخلیق ہے لہٰذا اُس کی مخلوق بیہودہ نہیں ہو سکتی ہے۔

[2] بیان۔ چونکہ بدن کے اجزاء مانگے ہوئے ہیں اور روح عطیۂ خداوندی باقی رہنے والی ہے تو انسان کو جسم کے چشموں سے زیادہ رُوح کے چشمہ کو حاصل کرنا چاہیئے، چنانچہ عارف باللہ جسم کے چشموں سے فیضیاب ہونے سے زیادہ رُوح کے چشمہ سے فیض حاصل کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے اور اسی لئے وہ دار الغرور یعنی دنیا سے بچتا ہے۔ کاریز۔ بوزن فالیز وہ نہر جو کاشتکار زمین کے نیچے سے کھود کر اس طریقہ سے لاتے تھے کہ اوپر کے کھیتوں کو دو پانی دیتی تھی۔

[3] حبذا۔ جو نہر روح کو سیراب کرتی ہے وہ علوم کی اصل ہے۔ وہ حاصل کر لیگا تو پھر حواس ظاہرہ کے مرکبات سے تو بے نیاز ہو جائیگا۔ چشمہ۔ جو چشمہ گھر میں ہو وہ باہر کی نہر سے بہتر ہوتا ہے۔ ینبوع چشمہ۔ تو ہر سینکڑوں چشموں سے لطف ...

[illegible]

چوں[1] بجوشد از دروں چشمہ سنی — زاستراقِ چشمہا گردی غنی
جب اندر سے کوئی روشن چشمہ جوش مارتا ہے — چشموں کے چرانے سے تو بے نیاز ہوتا ہے

قُرَّةُ العینت چو زاب دِگِل بُوَد — راتبہ ایں قطرہ دردِ دل بُوَد
جب تیری آنکھ کی ٹھنڈک پانی اور مٹی سے ہو — تو یہی ٹھنڈک کا نتیجہ دل کا درد ہوگا

قلعہ را چوں آب آید از بروں — در زمانِ امن باشد بر فزوں
قلعہ میں جب پانی باہر سے آئے — تو امن کے زمانہ میں کثرت سے ہوگا

چونکہ دشمن گردِ آں حلقہ کند — تا کہ اندر خون شاں غرقہ کند
جب دشمن اُس قلعہ کا محاصرہ کرلے — تاکہ اُن کو خون میں ڈبوئے

آبِ بیروں را ببرند آں سپاہ — تا نباشد قلعہ را زانہا پناہ
وہ لشکر پانی کو باہر سے قطع کردے گا — تاکہ قلعہ کو اُن سے پناہ نہ حاصل ہو

آں[2] زماں یک چاہ شورے از دروں — بہ ز صد جیحونِ شیریں از بروں
اُس وقت اندر کا ایک کھارا کنواں — باہر کے سیکڑوں میٹھے جیحوں سے اچھا ہوگا

قاطعُ الاسباب لشکرہائے مرگ — ہمچو دے آید بقطعِ شاخ و برگ
موت کے لشکر اسباب کو کاٹنے والے — خزاں کی طرح شاخ اور پتے کاٹنے آتے ہیں

در جہاں نبود مدد شاں از بہار — جز مگر در جاں بہارِ روئے یار
دنیا میں تو اُن کو بہار سے مدد نہیں پہنچتی ہے — علاوہ ازیں کہ جان میں یار کے چہرے کی بہار ہو

زاں[3] لقب شد خاک را دارُ الغرور — کو کشد پا را سپس یومُ العبور
اسی لئے زمین کا لقب دھوکے کا گھر ہوا — کیونکہ وہ گذرنے کے دن پاؤں پیچھے کو کھینچ لیتی ہے

پیش ازاں بر راست و بر چپ مید وید — کہ بچینم دردِ تو چیزی بچید
اس سے پہلے دائیں اور بائیں دوڑتا پھرتا ہے — کہ میں تیرا دکھ چن لوں گا (اور) کچھ نہ چُنا

او بگفتے مر ترا وقتِ غماں — دور از تو رنج و دہ کُہ درمیاں
وہ تجھ سے غموں کے وقت کہتا تھا — رنج تجھ سے دُور ہے اور دس پہاڑ درمیان میں ہیں

چوں سپاہِ رنج آمد بست دم — خود نمی گوید ترا من دیدہ ام
جب رنج کا لشکر آیا اُس نے دم سادھا — تجھ سے نہیں کہتا ہے کہ میں نے تجھے دیکھا ہے

گھر قرار دیا گیا ہے یہ دنیا مرنے کے وقت تیرا ساتھ نہیں دیتی اپنا قدم پیچھے کو ہٹا لیتی ہے۔ پیش ازاں۔ دنیوی یار تیرے دائیں بائیں دوڑتا پھرتا تھا اور دعوے کرتا تھا کہ تیرا درد دکھ میں اٹھالوں گا لیکن اُس نے کچھ نہ اُٹھایا۔ چوں سپاہ۔ جب موت کے پیش نما محاصرہ کرتے ہیں تو وہ اس کا بھی اقرار نہیں کرتا کہ کبھی تیری اُس سے جان پہچان بھی تھی

[1] چوں بجوشد۔ جب تیرے اندر روشنی کا چشمہ ہو تو پھر بیرونی اسباب کی ضرورت نہیں رہتی۔ قرۃ۔ اگر تجھے آنکھ کی ٹھنڈک کسی آب و گل کے پُتلے سے حاصل ہے تو فراق کی صورت میں اُس کا انجام درد دل ہے۔ قلعہ۔ جس قلعہ میں باہر سے پانی آئے تو امن کی حالت میں پانی خوب آتا رہتا ہے جبکہ لیکن جب باہر سے دشمن محاصرہ کرتا ہے اور اُس نہر کو بند کردیتا ہے تو تیری حالت تباہ ہوجاتی ہے۔

[2] آں زماں۔ محاصرہ کے بعد پھر تیری حالت یہ ہوتی ہے کہ تو اندرونی کھارے پانی کے کنویں کو باہر کی میٹھی سیکڑوں نہروں سے بہتر سمجھتا ہے۔ قاطع الاسباب۔ موت جب لذت کے سارے خارجی ذرائع ختم کردے گی تو اب خارجی بہار سے تجھے کوئی نفع نہ ہوگا صرف وہ بہار باعثِ لذت ہوگی جو رُوئے یار سے تجھے حاصل ہوئی ہو۔ (شعر)

گر زندگی دنیا کسی زندہ شود
نیست است بر دیدہ ظاہر ودام

[3] زاں۔ چونکہ موت لذت کے دنیاوی ذرائع کو ختم کردیتی ہے اور یہ ذرائع تیرا ساتھ نہیں دیتے ہیں اسی لئے دنیا کو دھوکے کا

حق[۵۱] پئے شیطاں بدیںساں زد مثل — کو ترا در رزم آرد با حیل
اللہ (تعالیٰ) نے شیطان کی اسی طور پر مثل بیان کی ہے — کہ وہ تجھے حیلوں سے جنگ میں لے آتا ہے

کہ ترا گوید کہ پشتم من ترا — در بلا و در جفا و در عنا
کہ تجھ سے کہتا ہے، کہ میں تیرا مددگار ہوں — بلا اور جفا اور مشقت میں

کہ ترا یاری دہم من با تو اَم — در خطرہا پیشِ تو من می دوم
کہ میں تیری مدد کروں گا میں تیرے ساتھ ہوں — میں خطروں میں تیرے آگے دوڑوں گا

اسپرت باشم گہِ تیرِ خدنگ — مخلصِ تو باشم اندر وقتِ تنگ
خدنگ کے تیر کے وقت میں تیری ڈھال بنونگا — میں تنگ وقت میں تجھے بچانیوالا بنوں گا

جاں[۵۲] فدای تو کنم در انتعاش — رستمی شیری ہلا مردانہ باش
میں خوشی میں تیرے اوپر جان قربان کرونگا — تو رستم ہے تو شیر ہے خبردار! مرد بن

سوی کفرش آرد زیں عشوہا — آں جوالِ خدعہ و مکر و دغا
ان فریبوں سے اسکو کفر کی جانب لے آتا ہے — وہ دھوکے اور مکر اور دغا کا تھیلا

چوں قدم بنہاد در خندق فتاد — او بقاہا قاہ خندہ لب گشاد
جب قدم رکھا، خندق میں گر گیا — اس نے ہنسی کے قہقہہ کے ساتھ ہونٹ کھولا

ہیں بیا من طمعہا دارم ز تو — گویدش رو رو کہ بیزارم ز تو
ہاں، آ جا میں تجھ سے امیدیں رکھتا ہوں — وہ اس سے کہہ دیتا ہے، جا جا میں تجھ سے بیزار ہوں

تو نترسیدی ز عدلِ کردگار — من ہمی ترسم تو دست اے من بدار
تو خدا کے انصاف سے نہ ڈرا — میں ڈرتا ہوں، تو مجھ سے توقع نہ رکھ

گفت[۵۳] حق او خود جدا شد از بہی — تو بدیں تزویرہا ہم کے رہی
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا وہ خود نیکی سے جدا ہوا — تو بھی ان حیلوں سے کب نجات پائیگا؟

گفت حق او خود ز نیکی شد جدا — کے رہی ہم تو بدیں تزویرہا
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا وہ خود نیکی سے علیحدہ ہوا — تو بھی ان مکاریوں سے کب چھوٹے گا؟

فاعل و مفعول در روزِ شمار — روسیاہ اند و حریف و سنگ سار
فاعل اور مفعول، گنتی کے دن — کالا منہ ہیں اور ساتھی اور سنگسار

رہزدہ و رہزن یقیں در حکم و داد — در چہِ بعد اند و در بئس المہاد
یقیناً بھٹکا ہوا اور بھٹکانیوالا فیصلے اور انصاف میں — دوری کے کنویں میں اور برے بستر میں ہیں

---

[۵۱] حق - اللہ تعالیٰ نے شیطان کی یہ حالت بیان کی ہے کہ تجھے حیلہ اور تدبیرسے جنگ میں پھنسا دیتا ہے۔ کہ۔ یہ کہتا ہے کہ میں ہر مصیبت کے وقت تیری مدد کروں گا۔ در خطرہا - ہر خطرہ میں تجھ سے آگے رہوں گا۔ اسپرت - تیر چلے گا تو تیری ڈھال بنوں گا ہر مصیبت کے وقت تیرا مخلص رہوں گا۔

[۵۲] جان فدا - تجھ پر خوشی خوشی قربان ہو جاؤں گا دستی۔ تو خود بھی رستم اور شیر ہے، جنگ سے نہ گھبرا مشہوری۔ شیطان انسان کو اسی طرح کے دھوکے دے کر کفر پہ آمادہ کر دیتا ہے۔ چوں قدم - اب جب انسان تباہی کے گڑھے میں گر جاتا ہے تو وہ اس کی ہر حالت پر قہقہے لگاتا ہے۔ ہیں - انسان اس شیطان کو مدد کے لئے بلاتا ہے تو وہ اس انسان سے اپنی بیزاری کا اظہار کر دیتا ہے۔ تو نترسیدی - اس سے کہتا ہے کہ تو خدا سے نہ ڈرا میں تو خدا سے ڈرتا ہوں میں تیرا ساتھ نہیں دے سکتا۔

[۵۳] گفت حق - انسان اپنی معذرت میں یہ کہے گا کہ شیطان نے مجھے دھوکا دیدیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ خیر سے خود جدا تھا اور یہ سب کو بتا دیا گیا تھا۔ تو نے اس کا کہنا کیوں مانا اب اس معذرت کے حیلے سے نجات حاصل نہ کر سکے گا فاعل یعنی

غولؔ[1] را وگول را کو را فریفت — از خلاص و فوز می باید شگیفت
شیطان کو بھی اور اس احمق کو بھی جسکو اس نے فریب دیا — نجات اور کامیابی سے صبر کر لینا چاہیئے

ہم خر و خرگیر اینجا در گلند — غافل اند اینجا و آنجا آفلند
گدھا اور گدھے والا بھی دونوں اس جگہ کیچڑ میں ہیں — یہاں غافل ہیں اور وہاں غائب ہیں

جز کسانے راکہ وا گردند ازاں — در بہارِ فضل آیند از خزاں
سوائے اُن کے جو اُس سے لوٹ جائیں — خزاں سے مہربانی کی بہار میں آ جائیں

توبہ آرند و خدا توبہ پذیر — امرِ اُو گیرند و اُو نعم الامیر
توبہ کر لیں اور خدا توبہ قبول کرنیوالا ہے — اُس کا حکم جان لیں اور وہ بہترین حاکم ہے

چوں[2] بر آرند از پشیمانی حنین — عرش لرزد از انینِ المذنبین
وہ جب شرمندگی سے رونے کی آواز نکالتے ہیں — گنہگاروں کے رونے سے عرش لرزتا ہے

آنچناں لرزد کہ مادر بر ولد — دستِ شاں گیرد بہ بالا می کشد
اِس طرح لرزتا ہے جس طرح ماں بچے پر — اُن کی دستگیری کرتا ہے اوپر کھینچ لیتا ہے

کائے خدا تاں وا خرید از غرور — نک ریاضِ فضل و نک ربِّ غفور
کہ اے لوگو! تمھیں خدا نے دھوکے سے بچا لیا — اب مہربانی کا باغ ہے اور اب بخشنے والا خدا ہے

بعد ازیں تاں برگ و رزقِ جاوداں — از ہوائے حق بود نز نا وداں
اس کے بعد تمہارا سامان اور مستقل رزق — اللہ (تعالیٰ) کی ہوا سے ہوگا نہ کہ پرنالے سے

چونکہ[3] دریا بر وسائط رشک کرد — تشنہ چوں ماہی بترکِ مشک کرد
جب دریا نے واسطوں پر رشک کیا — مچھلی کی طرح پیاسے نے مشک چھوڑ دی

قصۂ شہزادگاں آور بہ پیش — کایں حدیث از حدِ امکانست بیش
شہزادوں کا قصہ پیش کر — کیونکہ یہ مضمون حدِ امکان سے باہر ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز راں — جانبِ احوالِ آں شہزادگاں
یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی پھر چل — شہزادوں کے احوال کی جانب

رواں شدنِ ہر سہ شہزادہ در ممالکِ پدر بعد از وداع کردنِ ایشاں شاہ را و اعادہ کردنِ شاہ وصیتِ وداع

تینوں شہزادوں کا باپ کے ممالک میں روانہ ہونا ان کا شاہ کو رخصت کرنے کے بعد اور شاہ کا وصیت کو دُہرانا

---

[1] غول یعنی شیطان۔ گول یعنی گمراہ۔ خلاص یعنی جہنم سے خلاصی۔ فوز یعنی جنت کی کامیابی۔ شگیفت۔ شکیفتن، صبر کرنا۔ خر یعنی گمراہ۔ خرگیر یعنی شیطان۔ غافل یعنی حق کی طرف توجہ کرنے سے۔ آفل۔ غائب یعنی جنت سے۔ جز کسانے۔ یعنی اُس شخص کے علاوہ جس کو شیطان نے گمراہ کیا لیکن اُس نے پھر توبہ کر لی۔ امر یعنی توبہ کے بعد نیک کام کرنے لگیں۔

[2] چوں۔ جب گنہگار ندامت سے روتا ہے تو عرش اس طرح سے کانپتا ہے جس طرح ماں بچہ کے رونے پر کانپتی ہے۔ حنین اور انین۔ رونے کی آواز۔ دستِ شاں۔ ماں محبت میں روتے ہوئے بچہ کو گود میں لے لیتی ہے اسی طرح عرش رونے والے گنہگا کو اوپر اٹھا لیتا ہے اور تسلی دیتا ہے۔ کائے۔ یہ کہتا ہے کہ تجھ پر ربِّ غفور نے رحم کر دیا تو اس کی مہربانی کے باغیچہ میں پہنچ گیا ہے۔ از ہوا۔ یعنی اب رزق بغیر محنت کے ملے گا۔

[3] چونکہ۔ جب حضرتِ حق اپنے محبوب کیلئے وسائط کو پسند نہیں کرتا تو بغیر اسباب کے رزق بھیجتا ہے۔ وہ محبوب بھی مشک یعنی اسباب کو ترک کر کے دریائی ماہی سے متوجہ ہو جاتا ہے۔ قصۂ شہزادوں کا قصہ بیان کرو اسلئے کہ مضمونِ توکل [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

وصیّت راکہ بقلعۂ ہوش رُبا نروید

ہوش اُڑانے والے قلعہ میں نہ جانا

عزمِ رہ کردند آں ہر سہ پسر ۔۔۔ سُوی املاکِ پدر رسمِ سفر

تینوں لڑکوں نے راستہ کا پختہ ارادہ کر لیا ۔۔۔ سفر کے طریقہ پر، باپ کے ممالک کی جانب

دَرطوافِ شہرہا و قلعہاش ۔۔۔ از پئے تدبیرِ دیوان و مَعاش

اُس کے شہروں اور قلعوں کے دورے میں ۔۔۔ دفتر اور آمدنی کی تدبیر کے لئے

خواستند از شہ اجازت گاہِ عزم ۔۔۔ داد اجازت شاں چو نیّت دید جزم

ارادہ (سفر) کے وقت اُنھوں نے بادشاہ سے اجازت چاہی ۔۔۔ چونکہ اُس نے نیت پختہ دیکھی اُنکو اجازت دیدی

دست بوسِ شاہ کردند و وداع ۔۔۔ پس بدیشاں گفت آں شاہِ مُطاع

اُنھوں نے شاہ کی دست بوسی کی اور رخصت کیا ۔۔۔ پھر حاکم شاہ نے اُن سے کہا

ہر کجا تاں دل کشد عازم شوید ۔۔۔ فی امان اللہ دست افشاں روید

جہاں تمہیں دل لے جائے ارادہ کر لو ۔۔۔ اللہ کی حفاظت میں خوش ہوتے ہوئے روانہ ہو جاؤ

۲ غیر آں یک قلعہ نامش ہشربا ۔۔۔ تنگ آرد بر کلہ داراں قبا

سوائے اُس ایک قلعہ کے جس کا نام ہوش رُبا ہے ۔۔۔ وہ تاجداروں پر قبا تنگ کر دیتا ہے

اللہ اللہ زاں دژِ ذاتُ الصُّوَر ۔۔۔ دُور باشید و بترسید از خطر

خدا کے لئے اُس تصویروں والے قلعہ سے ۔۔۔ دور رہنا اور خطرے سے ڈرنا

رُوی و پشت و بُرجہاش و سقف و پست ۔۔۔ جملہ تمثال و نگار و صورت ست

اُسکے رو اور پُشت اور بُرجیاں اور چھت اور فرش ۔۔۔ سب تصویر اور نقش اور صورت ہیں

ہمچو آں حجرہ زلیخا پُر صُوَر ۔۔۔ تا کُند یوسف بنا کامش نظر

زلیخا کے تصویروں سے بھرے حجرے کی طرح ۔۔۔ تاکہ (حضرت) یوسفؑ بغیر قصد کے اُن پر نظر کریں

۳ چونکہ یوسفؑ سُوی اُو می ننگرید ۔۔۔ خانہ را پُر نقشِ خود کرد آں مکید

چونکہ (حضرت) یوسفؑ اُسکی جانب نہ دیکھتے تھے ۔۔۔ اُس مکّار نے گھر کو اپنی تصویروں سے بھر دیا

تا بہر سُو کاں نگرد آں خوش عذار ۔۔۔ رُوی اُو را بیند او بے اختیار

تاکہ وہ خوبصورت رُخ والا جس طرف بھی دیکھے ۔۔۔ بے اختیار اُس کا چہرہ دیکھ لے

بہرِ دیدہ روشناں یزدانِ فرد ۔۔۔ شش جہت را مظہرِ آیات کرد

روشن آنکھ والوں کے لئے یکتا خدا نے ۔۔۔ چھ جہتوں کو دلائل کا مظہر بنایا ہے

---

۱ عزم۔ تینوں شہزادوں نے ملکی انتظام کے لیے سفر کا ارادہ کر لیا۔ دیوان۔ دفتر۔ معاش۔ گذارہ کا ذریعہ، آمدنی۔ جزم۔ پختہ ارادہ۔ مُطاع۔ جس کی اطاعت کی جائے یعنی سردار اور حاکم۔ دست افشاں یعنی خوشی۔

۲ غیر آں۔ بس ہوش رُبا قلعہ میں نہ جانا۔ اللہ اللہ خدا سے ڈرو۔ دژ۔ قلعہ۔ ذات الصُّوَر۔ تصویروں والا۔ تنگ بہت سے بادشاہ اُس تصویر کو دیکھ کر جس کی وہ تصویر ہے اُس پر عاشق ہو کر پریشان ہو گئے ہیں۔ آرد۔ اِس قلعہ میں ہر جگہ پر تصویریں ہیں۔ ہمچو۔ زلیخا نے حضرت یوسفؑ کو پھانسنے کے لئے اپنی تصاویر محل میں جگہ جگہ لگا دی تھیں تاکہ اُن کو دیکھ کر حضرت یوسفؑ زلیخا پر عاشق ہو جائیں وہ زلیخا کو نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھتے تھے۔

۳ چونکہ حضرت یوسفؑ عفت کی وجہ سے زلیخا پر نظر نہ ڈالتے تھے۔ عذار۔ رُخسار۔ روشناں۔ عارفین۔ شش۔

Presented by www.ziaraat.com

تا[1] بِہر حیوان و نامی کا نگرند — از ریاضِ حُسنِ رَبّانی چرند

تاکہ وہ جس حیوان اور بڑھنے والے کو دیکھیں — خدائی حُسن کے باغوں سے غذا پائیں

بہرِ ایں فرمود با آں اسپہ اُو — حَيْثُ وَلَّيْتُمْ فَثَمَّ وَجْهُهُ

اسی لئے اُس گروہ سے اُس نے فرمایا — تم جس طرف بھی رُخ کرو اُس کا چہرہ ہے

از قدح گر در عطش آبے خورند — در درونِ آب حق را ناظر اند

وہ اگر پیاس میں پیالے سے پانی پیتے ہیں — پانی کے اندر خدا کو دیکھنے والے ہیں

آنکہ عاشق نیست اُو در آب در — صورتِ خود بیند اے صاحب نظر

جو عاشق نہیں ہے، وہ پانی میں — اے صاحب نظر! اپنی صورت دیکھتا ہے

صورتِ عاشق چو فانی شُد دَرُو — پس در آب اکنوں کرا بیند بگو

عاشق کی صورت جب اُس میں فانی ہوگئی — تو بتا اب وہ پانی میں کس کو دیکھتا ہے؟

حُسنِ حق بینند اندر رُوئے[2] حُور — ہمچو مہ در آب از صُنعِ غیور

وہ حور کے چہرے میں اللہ (تعالیٰ) کا حُسن دیکھتے ہیں — غیرت کی کارسازی کی وجہ سے جس طرح چاند پانی میں

غیرتش بر عاشقے و صادقیست — غیرتش بر دیو و بر استور نیست

اُس کی غیرت، عاشق اور صادق پر ہے — اُس کی غیرت شیطان اور چوپائے پر نہیں ہے

دیو[3] اگر عاشق شود ہم گوئے بُرد — جبرئیلے گشت و آں دیوے بمُرد

شیطان اگر عاشق ہوگیا اُس نے بھی بازی جیت لی — وہ جبرئیل بن گیا اور وہ شیطان مرگیا

اَسْلَمَ الشَّیْطَان درینجا شُد پدید — کہ یزیدے شُد زِ فضلش بایزید

شیطان مسلمان ہوگیا، اس جگہ ظاہر ہوا — کہ یزید اُس کی مہربانی سے بایزیدؒ ہوگیا

ایں سخن پایاں ندارد اے گروہ — ہیں نگہدارید ازاں قلعہ وجوہ

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، اے گروہ! — خبردار! اُس قلعہ سے چہروں کو محفوظ رکھنا

ہیں مبادا کہ ہوس تاں رہ زند — کہ فتید اندر شقاوت تا ابد

خبردار! ایسا نہ ہو کہ ہوس تمہیں بھٹکا دے — کہ تم ہمیشہ کے لئے بدبختی میں جاگرو

---

[1] تا بہر حیوان۔ جب عارفین کائنات میں کمالِ قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ان کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اِسپہ۔ گروہ، یعنی عارفوں کی جماعت سے کہا ہے کہ جس طرف تم رخ کروگے تمہیں ہمارا جلوہ نظر آئیگا۔ از قدح۔ عارف پانی کے کٹورے میں حق تعالیٰ کو دیکھتا ہے (شعر)

ما در پیالہ عکسِ رخِ یار دیدہ ایم
اے بے خبر ز لذتِ شُربِ مدامِ ما

آنکہ۔ غیرِ عارف پانی کے کٹورے میں اپنی صورت دیکھتا ہے لیکن عارف جبکہ اپنی ذات کو حق تعالیٰ میں فنا کرچکا ہے تو جو کچھ کٹورے میں نظر آرہا ہے وہ اُس کے چہرے کا عکس نہیں ہے بلکہ حق تعالیٰ کا عکس ہے۔

[2] رُوئے حُور۔ حسین حور کا دیدار بھی اُن کا مقصود نہیں بلکہ اُس میں بھی حُسنِ حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہمچو مہ۔ جیسا کہ چاند کا عاشق پانی کی طرف نظر کرتا ہے تو اُس کا مقصد چاند کا عکس دیکھنا ہے جو پانی میں ہے۔ از صُنعِ غیور۔ عارف چونکہ محبوبِ حق ہے اسلئے اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضہ ہے کہ وہ غیر پر نظر نہ کرے۔ غیرتش۔ شیطان اور جانور بھی پانی میں خود اپنا چہرہ دیکھتے ہیں وہاں غیرتِ حق آڑے نہیں آتی کہ وہ اپنے چہرے کی بجائے خدا کا چہرہ دیکھیں ______

[3] دیو۔ شیطان صفت اگر توبہ کرکے عاشقِ خدا بنتا ہے تو اسکے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا ہے۔ اَسْلَمَ۔ آنحضورؐ کا شیطان کے بارے میں ارشاد ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي فَأَسْلَمَ۔ لیکن اللہ نے میری مدد کی تو وہ مسلمان ہوگیا۔ مولانا فرماتے ہیں اِس کے یہی معنی ہیں کہ اگر شیطان توبہ کرلے تو عارف بن جاتا ہے اور یزید جیسا ظالم بایزیدؒ بسطامیؒ بن جاتا ہے۔ ایں سخن یعنی عارفین کے احوال۔ ہیں۔ بادشاہ نے شہزادوں سے کہا کہ ہوس تمہیں ہوش رُبا قلعہ کی طرف کھینچ کر نہ لے جائے ورنہ ابدی بدبختی میں مبتلا ہوجاؤ گے۔

Presented by www.ziaraat.com

از خطر پرہیز آمد مفترض — بشنوید از من حدیث بےغرض [1]

خطرے سے بچنا فرض ہے — مجھ سے بےغرض بات سُن لو

در فرج جوئی خرد سرتیز بہ — از کمین گاہ بلا پرہیز بہ

کشادگی کی طلب میں سر کی عقل کا تیز ہونا بہتر ہے — مصیبت کی کمین گاہ سے پرہیز بہتر ہے

گر نمی گفت ایں سخن را آں پدر — ور نمی فرمود ازاں قلعہ حذر

اگر وہ باپ یہ بات نہ کہتا — اور اگر اُس قلعہ سے بچنے کا حکم نہ دیتا

خود بداں قلعہ نمی شد خیل شاں — خود نمی اُفتاد آں سُو میلِ شاں

اُس قلعہ کی جانب اُن کی جماعت خود نہ جاتی — خود ہی اُس طرف اُن کا میلان نہ ہوتا

کاں نبُد معروف و بس مہجور بُود — از قلاع و از مناہج دُور بُود

کیونکہ وہ مشہور نہ تھا اور بہت غیر آباد تھا — قلعوں اور راستوں سے دُور تھا

چوں بکرد آں منع دلشاں زاں مقال — در ہوس افتاد و در کُوئے خیال

چونکہ اُس نے منع کیا، اُن کا دل اُس گفتگو سے — ہوس اور خیال کے کوچہ میں پڑ گیا

رغبتے زیں منع در دلشاں برُست — کہ بباید سرِّ آں را باز جُست

اِس ممانعت سے اُن کے دل میں رغبت پیدا ہو گئی — کہ اُس کے راز کی کھوج لگانی چاہیے

کیست [2] کز ممنوع گردد ممتنع — چونکہ الاِنسان حریصٌ ما مُنِع

کون ہے؟ جو روکی ہوئی چیز سے رُک جائے — جبکہ انسان ممنوع چیز پر حریص ہے

نہی بر اہلِ تقیٰ تبغیض شد — نہی بر اہلِ ہوا تحریض شد

متقیوں پر ممانعت مبغوض بنانا ہوئی — خواہشِ نفسانی والوں پر ممانعت ترغیب بنی

پس ازیں یُغوِی بِہٖ قوماً کثیر — ہم ازیں یہدِی بِہٖ قلباً خبیر

پس اسی لئے ہے اُسکے ذریعہ بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے — نیز اسی لئے ہے باخبر دل کو اُسکے ذریعہ ہدایت دیتا ہے

کے [3] رمد از نے حمامِ آشنا — بل رمد زاں نے حماماتِ ہوا

ہلا ہوا کبوتر، بانس سے کب اُڑتا ہے — بلکہ اُس بانس سے ہوائی کبوتر بھڑکتے ہیں

پس بگفتندش کہ خدمتہا کنیم — بر سمعنا و اطعنا ہا تنیم

پھر اُنھوں نے کہا ہم خدمتیں کریں گے — ہم نے سنا اور ہم نے مانا پر عمل کریں گے

رُو نگردانیم از فرمانِ تو — کفر باشد غفلت از احسانِ تو

آپ کے حکم سے رُوگردانی نہ کریں گے — آپ کے احسان سے غفلت کفر ہے

[1] بے غرض۔ بے غرض بات مخلصانہ ہوتی ہے۔ در فرج جس طرح خوشی کی جستجو ضروری ہے مصیبت سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔ گر نمی گفت۔ اگر بادشاہ اُن کو نصیحت نہ کرتا اور قلعہ میں جانے سے نہ روکتا تو اُن کا اس قلعہ کی جانب میلان نہ ہوتا اور وہ وہاں نہ جاتے۔ کاں چونکہ وہ قلعہ کوئی مشہور قلعہ نہ تھا تو اُن کو وہاں جانے کا خیال بھی نہ آتا۔ چوں بکرد۔ چونکہ شاہ نے منع کیا اسلئے اُن کو اُس قلعہ میں جاکر راز معلوم کرنے کی خواہش پیدا ہو گئی۔

[2] کیست۔ ایسے لوگ کم ہیں جو ممنوع چیز سے رُکیں کیونکہ انسان ممنوع چیز کا اور حریص ہو جاتا ہے۔ نہی۔ جو متقی ہیں اور وہ کم ہیں اُنکے لئے ممانعت اُس چیز سے بغض کا سبب بن جاتی ہے اور جو خواہش کے بندے ہیں اور وہ بہت ہیں اُن کیلئے ممانعت اور آمادگی کا سبب بنجاتی ہے۔ پس ازیں۔ اسی لئے قرآن کی صفت یہ ہے کہ بہت سے اُس سے گمراہ ہو جاتے ہیں لیکن جن کے قلب بیدار اور باخبر ہیں وہ ہدایت حاصل کر لیتے ہیں۔

[3] کے رمد۔ بانس کی چھڑ ہلانے سے پالتو کبوتر گھر واپس آجاتے ہیں جنگلی کبوتر بھاگ جاتے ہیں، ایک ہی چیز کی دو خاصیتیں ہیں۔ رُو نگردانیم۔

[illegible] غفلت کفر ہے

لیکؔ۱ استثنا و تسبیح خدا — زاعتمادِ خود بُد از ایشاں جُدا

لیکن انشاءاللہ کہنا اور خدا کی تسبیح — اپنے اوپر بھروسہ کرنے کی وجہ سے اُن سے جدا تھی

ذکرِ استثنا و حزمِ مُلتوی — گفتہ شُد در ابتدای مثنوی

انشاءاللہ کہنے اور پیش ہونی احتیاط کا ذکر — مثنوی کے شروع میں کیا گیا ہے

صد کتاب ار ہست جُز یک باب نیست — صد جہت را قصد جُز محراب نیست

اگر سَو کتابیں بھی ہیں تو ایک باب کے سوا کچھ نہیں — سَو جانبوں کا مقصد محراب کے سوائے کچھ نہیں

ایں طُرق را مُخلصش یک خانہ است — ایں ہزاراں سُنبل از یک دانہ است

۲ ان راستوں کا مُنتہا ایک گھر ہے — یہ ہزاروں بالیں ایک دانہ کی ہیں

گونہ گونہ خوردنیہا صد ہزار — جُملہ یک چیز است اندر اعتبار

قسم قسم کی لاکھوں کھانے کی چیزیں — غور کرنے سے سب ایک چیز ہیں

از یکے چوں سیر گشتی تو تمام — سر دشُد اندر دلت پنجہ طعام

جب تو ایک سے پورا سیر ہو جائے — تو تیرے دل میں پچاس کھانے بے وقعت ہو گئے

در مجاعت بس تو احول بودۂ — کہ یکے را صد ہزاراں دیدۂ

تو بھوک میں بھینگا ہو رہا تھا — کہ تو ایک کو لاکھوں سمجھ رہا تھا

گفتہ بودیم از سقامِ آں کنیز — وز طبیبان و قصورِ فہم نیز

ہم نے اُس لونڈی کی بیماری کی بات کہی تھی — اور طبیبوں اور سمجھ کی کمی کی بھی

کاںؔ۳ طبیباں ہمچو اسپِ بے فسار — غافل و بے بہرہ بودند از سوار

کہ وہ طبیب بے رسّی کے گھوڑے کی طرح — سوار سے غافل اور بے بہرہ تھے

کامِ شاں پُر زخم از قرعِ لگام — سُمِ شاں مجروح از تحویلِ گام

اُن کا تالو لگام کے جھٹکوں سے زخمی ہے — اُن کے سُم، قدم پھیرنے سے زخمی ہیں

ناشُدہ واقف کہ نک بر پُشتِ ما — رائضِ چُست ست اُستادی نما

وہ واقف نہ ہوئے کہ اب ہماری کمر پر — اُستادی دکھانے والا چُست سدھانے والا ہے

نیست سرگردانیِ ما زیں لگام — جُز ز تصریفِ سوارِ دوستکام

اِس لگام سے ہمارے سر کا چکر اؤ نہیں ہے — سوائے کامیاب سوار کے تصرّف کی وجہ کے

غافل تھے جیسا کہ بے سوار کا گھوڑا سوار سے غافل ہوتا ہے۔ کامِ شاں۔ حالانکہ خدا کے تصرّفات اُن پر جاری تھے۔ ناشُدہ۔ یہ اِس سے غافل تھے کہ اُنہیں سدھانے والا سوار ہے۔ نیست۔ اپنے حالات سے اُن کو سمجھا چاہیے تھا کہ کوئی مُتصرّف ذات اُن پر مسلّط ہے۔

۱ لیکت۔ اُن شہزادوں نے اطاعت کا وعدہ تو کیا اور انشاءاللہ یاد کر کے انشاءاللہ دکھایا اپنے اوپر بھروسہ کیا۔ ذکر۔ انشاءاللہ اور احتیاط کی باتیں ہم پہلے دفتر میں بیان کر چکے ہیں۔ مُلتوی۔ یعنی استثناء کے ذکر کے ضمن میں۔ صد کتاب۔ پہلا دفتر اور یہ دفتر کوئی دو چیزیں نہیں ہیں وہاں کی تفصیل یہاں کافی ہے۔ صد جہت۔ دنیا کے ہر گوشہ سے رُخ ایک خانہ کعبہ کی طرف رُخ کرتے ہیں تو وہ سب مُتحد ہیں۔ ایں طُرق۔ جب سب راستے ایک مکان تک پہنچے ہوں تو باوجود تعدد کے اُن میں بھی اتحاد ہے۔ ایں ہزاراں۔ جو بالیں ایک دانہ سے پیدا ہوئی ہیں وہ بھی مُتحد ہیں۔

۲ گونہ گونہ کھانے کی لاکھوں چیزوں میں اتحاد ہے۔ از یکے۔ اسی اتحاد کا نتیجہ ہے کہ ایک چیز سے پیٹ بھر جائے تو بقیہ کھانوں سے بے نیازی ہو جاتی ہے۔ در مجاعت۔ بھوک میں انسان غلطی سے اُنکو جدا جدا سمجھتا ہے۔ گفتہ بودیم۔ جب انشاءاللہ نہ کہنے اور اسباب پر اعتماد کرنے کی بات کہی تھی تو لڑکی کا قصہ اور طبیبوں کی بیوقوفی یعنی اسباب پر بھروسہ کرنے کی بات کہی تھی۔

۳ کاں طبیباں۔ وہ طبیب مُتصرّفِ حقیقی سے ایسے ہی

ما پئے گُل سُوئے بُستانہا شُدہ — گُل نمود و آں و آں خارے بُدہ

ہم پھول کے لئے باغوں کی جانب گئے — وہ پھول نظر آیا اور وہ کانٹا تھا

ہیچ شاں ایں نے کہ گویند از خرد — بر گُلوئے ما کہ می کوبد لگد

اُن کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ عقل سے کہتے — ہمارے گلے پر کون لاتیں مار رہا ہے

آں طبیباں آنچناں بندہ سبب — گشتہ اند از مکر یزداں محتجب

وہ طبیب سبب کے غلام، اس طرح — اللہ (تعالیٰ) کی تدبیر سے پردے میں ہوگئے

گر بہ بندی در صطبلے گاؤ نر — باز یابی در مقامِ گاؤ خر

اگر تو اصطبل میں بیل باندھ دے — پھر تو بیل کی جگہ، گدھا پائے

از خری باشد تغافل خفتہ وار — کہ نجوئی تا کیست ایں خفیہ کار

سوئے ہوئے کی طرح کا تغافل گدھے پن سے ہوگا — کہ تو تلاش نہ کرے کہ یہ چھپی کاریگری کرنیوالا کون ہے؟

خود نگفتہ کایں مبدل تا کیست — نیست پیدا او مگر افلاکیست

خود نہیں کہتا کہ یہ تبدیلی کرنیوالا کون ہے؟ — وہ ظاہر نہیں ہے، شاید وہ آسمانی ہے

تیر سُوئے راست پرانیدہ — سُوئے چپ رفتہ است تیرت دیدہ

تونے داہنی جانب تیر چلایا — تونے دیکھا تیرا تیر بائیں جانب گیا

سُوئے آہوئے بصیدی تاختی — خویش را تو صیدِ خوکے ساختی

تو شکار میں، ایک ہرن کی طرف دوڑا — تونے اپنے آپ کو سؤر کا شکار بنایا

در پئے سُودے دویدہ بہرِ کبس — نارسیدہ سُود و افتادہ بحبس

کوئی لوٹنے کیلئے نفع کی طرف دوڑا — نفع نہ ہوا اور قید میں پھنس گیا

چاہہا کندہ برائے دیگراں — خویش را دیدہ فتادہ اندراں

دوسروں کے لئے کنویں کھودے تھے — اُن میں اپنے آپ کو گرا ہوا دیکھا

در سبب چوں بے مرادت کرد رب — پس چرا بد ظن نگردی در سبب

جب تجھے خدا نے سبب میں ناکام کر دیا — تو سبب سے تو بدگمان کیوں نہ ہوا؟

بس کسے از مکسبے خاقاں شدہ — دیگرے زاں مکسبہ عُریاں شدہ

بہت سے آدمی ایک کمائی سے شاہ بنے — دوسرا اس کمائی سے ننگا ہوگیا

بس کس از عقدِ زناں قارُوں شدہ — بس کس از عقدِ زناں مدیوں شدہ

بہت سے عورتوں کے نکاح سے قارون ہوگئے — بہت سے عورتوں کے نکاح سے قرضدار ہوگئے

ما پئے - یہ لوگ اسباب اختیار کرتے ہیں اور پھر مقصد حاصل نہیں ہوتا ہیچ۔ اُن کو سوچنا چاہیئے اسباب کے خلاف کونسی ذات متصرف ہے۔ **آں طبیباں** - یہ بھی خدا کا تصرف ہے کہ یہ طبیب محض اسباب کے بندے بن گئے ہیں۔ **گر بہ بندی** - واقعات کی ترتیب کے بعد جب خلاف واقعہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے تو اُن کو غور کرنا چاہیئے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ **از خری** - ان حالات میں بھی اگر کوئی نہ سوچے تو پھر وہ خود گدھا ہے۔ **خود نگفت** - ان حالات میں اسکو ایک مخفی متصرف کا قائل ہو جانا چاہیئے۔ **تیر** - انسان اپنے ارادہ سے تیر دائیں جانب چلاتا ہے اور وہ بائیں جانب جاتا ہے آخر ایسا کیوں ہوتا ہے۔ **سُوئے آہو** - ارادہ ہرن کے شکار کا کرتا ہے اور خود سؤر کا شکار بنتا ہے۔ یہ کیوں ہے؟ **در پئے** - انسان نفع کی کوشش کرتا ہے اور بجائے نفع کے نقصان حاصل ہوتا ہے یہ کیوں ہے۔ **چاہہا** - انسان دوسرے کیلئے کنویں کھودتا ہے اور خود اُس میں گر جاتا ہے۔ **در سبب** - انسان ایک مقصد کے اسباب اختیار کرتا ہے اور پھر اُسکو مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے تو اسباب سے بدظن کیوں نہیں ہوتا۔ **بس** - ایک ہی سبب ہے جو ایک کیلئے مفید اور دوسرے

لئے مضر ہوتا ہے۔ عقد زناں - [illegible]

پس سبب گرداں چو دُمِ خر بُود — تکیہ بر وے کم کُنی بہتر بُود

تو سبب گدھے کی دُم کی طرح گھومتا ہے — تو بس بر بھروسہ نہ کرے تو بہتر ہے

دَر سبب گیری نگردی ہم دلیر ۲۳ — کہ بس آفتہاست پنہانش بزیر

سبب اختیار کرنے میں بھی بہادر نہ بن — کیونکہ اس کے نیچے بہت سی آفتیں پوشیدہ ہیں

سرِ استثناست ایں حزم و حذر — زانکہ خر را بُز نماید ایں قدر

استثناء کا راز یہی احتیاط اور بچاؤ ہے — اس لئے کہ یہ تقدیر گدھے کو بکری دکھا دیتی ہے

آنکہ چشمش بست گرچہ گربزست — زاحولی اندر دو چشمش خر بزست

جس کی آنکھیں بند کردیں اگرچہ سیانا ہو — بھینگے پن سے اس کی دو آنکھوں میں گدھا بکری ہے

چوں مُقلبِ حق بُود ابصار را — اُو بگرداند دل و افکار را

جب اللہ نظروں کا پلٹنے والا ہے — وہ دل اور خیالات کو پلٹ دیتا ہے

چاہ را تو خانۂ بینی لطیف — دام را تو دانۂ بینی طریف

تو کنوئیں کو ایک عمدہ گھر دیکھتا ہے — تو جال کو تازہ دانہ دیکھتا ہے

مُشرکاں را در دو چشمِ اہلِ بدر — کم نمودہ تا ندارند ہیچ قدر

بدر والوں کی دونوں آنکھوں میں مشرکوں کو — کم دکھایا تاکہ وہ وقعت نہ کریں

ایں تسفسطِ نیست تقلیبِ خداست — می نماید کہ حقیقتہا کجاست

یہ سوفسطائیت نہیں ہے خدا کا تصرف ہے — وہ دکھاتا ہے کہ حقائق کہاں ہیں؟

آنکہ انکارِ حقائق می کُند — جُملگی اُو بر خیالے می تند

جو شخص حقیقتوں کا انکار کرتا ہے — وہ بالکل خیال کے چکر کاٹتا ہے

اُو نمی گوید کہ حُسبانِ خیال — ہم خیالے باشدت چشمے بمال

وہ یہ نہیں کہتا کہ خیال سمجھنا — بھی تیرا خیال ہوگا آنکھیں مل

رفتنِ پسرانِ سُلطان سُوی قلعہ بحکمِ آنکہ الانسانُ

بادشاہ کے لڑکوں کا قلعہ کی جانب جانا اس لئے کہ انسان جس چیز سے روکا

حَرِیصٌ علیٰ مَا مُنِعَ

جائے اُس کا لالچی ہوجاتا ہے

ہے کہ حقائق تو موجود ہیں اور وہ خدا کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ ۳ۓ آنکہ سوفسطائی حقیقت کا انکار کرتا ہے اور ہر چیز کو خیالِ محض قرار دیتا ہے گرچہ صحیح معنی میں اس کا ذہن ہے تو اس اپنے عقیدہ اور خیال کو بھی خیالِ محض اور غیر حقیقی سمجھنا چاہئے جیسے کہ یہ شکی کوئی معنی ہے وہ آنکھ ملے اور دیکھے تو حقیقت نظر آئیگی۔

ا ۓ پس۔ تو معلوم ہوا کہ یہ ہی سبب کے مختلف نتیجے اور آفتیں ہیں لہذا اسباب پر بھروسہ مناسب نہیں ہے۔ در سبب۔ سبب کو اختیار بھی کرے تو اس کو مستقل موثر نہ سمجھ اور غیر ضروری اسباب اختیار نہ کر۔ اس لئے کہ وہی سبب جس کو تو راحت کا سبب سمجھتا ہے مصیبت بھی لاسکتا ہے وہ گدھے کی دُم کی طرح گھومتا ہے۔ سرِ استثناء انشاءاللہ کہنے کا راز یہی ہے کہ ہم سبب کی تاثیر کو اللہ کے حوالہ کردیتے ہیں۔ زانکہ۔ اسلئے کہ اگر مشیت خداوندی نہ ہو تو پھر انسان گدھے کو بکری سمجھنے لگتا ہے۔ گربز۔ حیلہ گر، مکار۔

۲ۓ چوں مُقلب۔ جبکہ اللہ تعالیٰ حواسِ ظاہری کو بدل سکتا ہے تو فکر کی تبدیلی تو بہت آسان ہے اُس میں از خود بھی غلطی کا زیادہ امکان ہے۔ چاہ۔ اللہ تعالیٰ انسان کی نگاہ میں تبدیلی کرتا ہے وہ کنوئیں کو عمدہ گھر اور جال کو دانہ دیکھتا ہے مشرکاں چنانچہ صحابہ کی نگاہ میں جنگِ بدر کے اندر مخالفوں کی مقدار کم کرکے دکھا دی تاکہ وہ صحابہ کی نگاہ میں بے قدر ہوجائیں اور بہادری سے لڑیں۔ ایں تسفسط۔ سوفسطائی فرقہ تو حقیقت کا ہی انکار کرتا ہے اور ہر چیز کو محض خیالی سمجھتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی تبدیلی حقیقت کا انکار نہیں بلکہ بتاتا

مابندگیِ خویش نمودیم و لیک — خوے بدِ تو بندہ ندانست خریدن

ہم نے اپنی غلامی دکھائی لیکن — تیری بری عادت غلام کو خریدنا نہ جانتی

آں ہمہ وصیتہائے پدر زیر پا نہادند تا در چاہِ بلا افتادند

اُن سب نے باپ کی نصیحت کو پامال کر دیا یہاں تک کہ مصیبت کے گڑھے میں

گر گئے اور اُن سے لوامہ نفوس کہہ رہے تھے کیا تمہارے پاس ڈرانیوالا نہ آیا تھا اور

و می گفت ایشاں را نفوسِ لوامہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ و

ایشاں گریاں و پشیماں می گفتند لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ

وہ روتے ہوئے اور شرمندہ کہہ رہے تھے وہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو

مَا کُنَّا فِیْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ

ہم دوزخیوں میں سے نہ ہوتے

اِیں سخن پایاں ندارد آں فریق — برگرفتند از پئے آں دژ طریق

یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی ہے اُس فریق نے — اُس قلعہ کے لئے راہ اختیار کی

بر درختِ گندمِ منہی زدند — از طویلہ مخلصاں بیروں شدند

ممنوع گیہوں کے درخت کے پاس وہ پہنچے — مخلصوں کی احاطہ سے باہر نکل گئے

چوں شدند از منع و نہیش گرم تر — سوئے آں قلعہ برآوردند سر

چونکہ اُس کے منع کرنے اور ممانعت سے بہت گرم ہو گئے تھے — اُس قلعہ کی جانب سر اُبھارا

بر ستیزِ قولِ شاہِ مجتبیٰ — تا بقلعہ صبر سوز ہش ربا

برگزیدہ شاہ کے قول کے برخلاف — صبر توڑنے والے ہوش گنوا دینے والے قلعہ کی جانب

آمدند از رغمِ عقلِ پند توز — در شبِ تاریک برگشتہ ز روز[2]

ناصح عقل کے برخلاف پہنچ گئے — دن سے اندھیری رات کی جانب مڑ گئے

اندراں قلعہ خوش ذات الصور — پنج در در بحر و پنجے سوئے بر

اُس حسین تصویروں والے قلعہ میں — پانچ دروازے دریا کی جانب اور پانچ خشکی کی جانب تھے

[3]پنج ازاں چوں حسِ ظاہر رنگ بو — پنج ازاں چوں حسِ باطن راز جو

اُن میں سے پانچ رنگ بو کے ظاہر حس کی طرح تھے اور — اُن میں سے پانچ باطنی حس کی طرح راز کو تلاش کرنیوالے

زاں ہزاراں صورت و نقش و نگار — می شدند از سو بسو خوش بیقرار

اُن ہزاروں صورتوں اور نقش و نگار کی وجہ سے — وہ اِدھر اُدھر خوش خوش بیقرار آ جا رہے تھے

---

[1] تیز کن یعنی ذات کی جانب سے تجلّی اور دل کی تبدیلی کا بیان۔ بر درخت۔ جس طرح حضرت آدمؑ ممنوع گیہوں کے پودے کے پاس پہنچ گئے تھے اسی طرح یہ شہزادے ممنوع قلعہ میں جا پہنچے۔ از طویلہ۔ بادشاہ کے مخلص اور فرمانبرداروں کے مسکن سے جدا ہو گئے۔ از منع۔ مخالفت کی وجہ سے اُن کا شوق اور تیز ہو گیا تھا

[2] شب۔ یعنی رنج و غم روز۔ یعنی راحت و آرام۔ اندراں۔ اُس ہوش رُبا تصویروں والے قلعہ کے پانچ در دریا کی جانب کھلتے تھے تاکہ آنیوالا دریائی سفر سے اُس میں بسہولت داخل ہو سکے اور پانچ دروازے خشکی کی طرف کھلتے تھے تاکہ خشکی کا مسافر آرام سے داخل ہو سکے۔

[3] پنج۔ پانچ در کو انسان کے ظاہری حواس کی طرح سمجھو پانچ در کو باطنی حواس کی طرح انسان انہی حواس کے مدرکات سے بسا اوقات مسلوب العقل ہو جاتا ہے اسی طرح اُن دروازوں سے داخل ہونے والا مسلوب العقل ہو جاتا تھا۔ زاں۔ اُس قلعہ کی اُن ہزاروں تصویروں کو وہ خوشی خوشی دیکھتے پھرتے تھے اور کسی ایک کو دیکھنے کے لئے اُن میں قرار نہ تھا۔

زیںؔ قدحہای صُوَر کم باش مست — تا نگردی بُت تراش و بُت پرست

صورتوں کے ان پیالوں سے مست نہ ہو — تاکہ تو بُت تراش اور بُت پرست نہ بنے

از قدحہای صُوَر بگذر مایست — بادہ در جام ست لیک از جام نیست

صورتوں کے پیالوں سے گذر جا، نہ ٹھہر — شراب جام میں ہے لیکن جام سے نہیں ہے

سُوی بادہ بخش بکشا پہن گوش — تا ازاں سُو بشنوی بانگ و خروش

شراب بخشنے والے کی جانب چوڑے کان کھول — تاکہ اُس جانب سے آواز اور شور سُنے

گوش دار آوازت آید دمبدم — چوں رسد بادہ: نیاید جام کم

سُن، تجھے دم بدم آواز آئے گی — جب شراب آئے گی، جام کی کمی نہ ہوگی

آدماؔ معنیِ دلبندم بجُوی — ترکِ قشر و صورتِ گندم بگُوی

اے آدمؑ! میرے دل پسند معنیٰ کو تلاش کر — گیہوں کے چھلکے اور صورت کو چھوڑ

چونکہ ریگے آرد شُد بہرِ خلیل — دانکہ معزولست گندم اے نبیل

جبکہ خلیل اللہ کے لئے ریت آٹا ہوگیا — اے بزرگ! جان جا کہ گیہوں جدا کی ہوئی چیز ہے

صورت از بےصورت آمد در وجُود — ہمچناں کز آتشے زادست دُود

صورت بےصورت سے وجود میں آئی ہے — جیسے کہ دھواں آگ سے پیدا ہوا ہے

کمتریں عیبِ مُصوّر در خیال — چوں پیاپے بینیش آرد ملال

خیال میں مصوّر (چیز) کا چھوٹا سا عیب یہ ہے — جب تو اُسکو پے درپے دیکھے گا وہ ملال پیدا کردیگا

حیرتِ محض آردت بےصورتے — زادہؔ صدگوں آلت از بےآلتے

بےصورت تیرے اندر محض حیرت پیدا کرتا ہے — بےآلے سے سینکڑوں قسم کے آلے پیدا ہوتے ہیں

بےزدستے دستہا بافد ہمی — جانِ جاں سازد مُصوَّر آدمی

وہ بغیر ہاتھ کے ہاتھوں کو مرکّب کرتا ہے — رُوحِ الرُّوح، آدمی کو مصوّر بناتی ہے

آنچناں کاندر دل از ہجر و وصال — می شود بافیدہ گوناگوں خیال

جس طرح ہجر اور وصال سے دل میں — قسم قسم کے خیال مرکّب ہوتے ہیں

ذات سے صورت کی طرف توجہ کرے گا تو ملال نہیں تو طبیعت میں حیرت پیدا ہوگی جو مزید توجہ اور کھوج کا سبب بنتی ہے ——— ۵ؔ زادہ۔ اُس بےآلت ربےصورت ذات سے ہزارہا قسم کے صورت اور آلہ والے پیدا ہوتے ہیں لہٰذا وہ اصل ہے۔ بےزدستے۔ جو ذات ہاتھ سے منزّہ ہے اُس نے کروڑوں ہاتھ بنادیئے روحِ الرّوح (ذاتِ خداوندی) نے آدمی کو مصوّر پیدا فرمایا تو اصل وہ ہے۔ آنچناں۔ غیرمصوّر، مصوّر میں اس طرح موثر ہے جس طرح ہجر و وصال طرح طرح کے خیالات کا مصوّر ہے اور وہ خود غیرمصوّر ہے۔

لہؔ زیں قدحہای۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ تصویروں کے پیالوں سے پی کر مست نہ بن ورنہ تو بھی بُت تراش لو بُت پرست کی طرح ہو جائیگا جس کا تعلق محض صورت سے ہے۔ از قدحہای۔ بیشک ان صورتوں کا حُسن بھی شراب کی سی مستی پیدا کردیتا ہے لیکن وہ حُسن اُن کا ذاتی نہیں ہے بلکہ مستعار حُسن ہے تجھے اصل حُسن اور اُس حُسن عطا کرنے والے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ سُوی۔ جس ذات نے ان صورتوں کے جام میں شرابِ حُسن بھری ہے اُس کی طرف توجہ کر پھر تجھے قلبی واردات محسوس ہونگی۔ چوں رسد۔ جب وہ شرابِ عشق وصل ہوجائیگی پھر تو کسی صورت کا پابند نہ رہے گا کائنات کا ذرہ ذرہ اُس کا منظہ معدوم ہوگا۔ ۵ؔ آدما۔ حضرت آدمؑ کے واسطہ سے بنی آدم کو خطاب ہے کہ حقیقت کے طالب بنو اور صورت سے قطع نظر کرو کیونکہ صورت بےمعنی ہے۔ گیہوں کی صورت نہ تھی حضرت ابراہیمؑ کو ریت سے آٹا حاصل ہوا۔ صورت۔ صورت کی علت بےصورت ذات ہے لہٰذا توجہ کے قابل علت ہے دھویں کی علت آگ ہے لہٰذا وہ اصل ہے۔ کمتریں۔ صورت تو ایسی چیز ہے کہ اگر انسان کو مصوّر خیال بار بار آتا ہے تو وہ اُس سے مشغول ہوجاتا ہے حیرت ... تو

Presented by www.ziaraat.com

ہیچ ماند ایں مؤثّر با اثر ۱ | ہیچ ماند بانگ و نوحہ با ضرر
یہ مؤثر اثر کے ساتھ کوئی مناسبت رکھتا ہے؟ | آواز اور رونا رنج سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟

نوحہ را صورت، ضرر بیصورت ست | دست خایند از ضررکش نیست دست
رونے کی صورت ہے، رنج بے صورت ہے | لوگ اس رنج سے ہاتھ چباتے ہیں جس کے ہاتھ نہیں ہے

ایں مثل نالائق ست اے مستدل | حیلۂ تفہیم را جہد المقل
اے دلیل بیان کرنیوالے! یہ مثال مناسب نہیں ہے | سمجھانے کی تدبیر کیلئے، ایک نادار کی کوشش ہے

صنع بیصورت نگارد صورتے | تن بروید با حواس و آلتے
بے صورت کی کاریگری صورت بناتی ہے | جسم کو مع حواس اور آلہ کے پیدا کرتی ہے

۲ تا چہ صورت باشد آں بر وفق خود | اندر آرد جسم را در نیک و بد
تاکہ اپنے موافق جو بھی صورت ہو | جسم کو اچھی اور بری میں لے آئے

صورت نعمت بود شاکر شود | صورت مہلت بود صابر شود
نعمت کی صورت ہو تو شکرگذار ہو جاتا ہے | تاخیر کی صورت ہو تو صابر بن جاتا ہے

صورت رحمے بود شاداں شود | صورت زخمے بود نالاں شود
رحم کی صورت ہو تو وہ خوش ہوتا ہے | رنج کی صورت ہو تو وہ رنجیدہ ہوتا ہے

صورت شہرے بود گیرد سفر | صورت تیرے بود گیرد سپر
کسی شہر کی صورت ہو تو وہ سفر اختیار کرتا ہے | تیر کی صورت ہو تو وہ ڈھال سنبھالتا ہے

۳ صورت خوباں بود عشرت کند | صورت غیبی بود خلوت کند
حسینوں کی صورت ہو تو عیش کرتا ہے | غیبی صورت ہو تو خلوت اختیار کرتا ہے

صورت محتاجی آرد سوئے کسب | صورت بازو وری آرد بہ غصب
ضرورت کی صورت کمائی کی طرف لاتی ہے | قوت بازو کی صورت چھیننا پیدا کرتی ہے

ایں ز حد و اندازہا باشد بروں | داعی فعل از خیال گونہ گوں
یہ حد اور اندازوں سے باہر ہے | مختلف خیال سے کام کرانے والا

---

۱ ہیچ۔ مؤثر اور اثر میں مشابہت ضروری نہیں ہے ضرر اور تکلیف رونے اور چلانے کا مؤثر ہے دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ نوحہ۔ نوحہ اور رونا ایک محسوس چیز ہے اور ضرر ایک اندرونی چیز ہے جو محسوس نہیں ہے۔ دست۔ انسان رنج سے ہاتھ چباتا ہے ان دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ ایں مثل۔ حق تعالیٰ جو کہ مؤثر ہے اور کائنات جو کہ اس کا اثر ہے اس کی یہ مثالیں ناقص ہیں محض سمجھانے کیلئے ایک ایسے شخص کی کوشش ہے جو اس کی صحیح مثال دینے پر قادر نہیں ہے۔ صنع۔ ذات بے صورت یہ صورتیں مع حواس کے پیدا فرما دیتی ہے۔

۲ تاچہ۔ اللہ نے ان صورتوں کو اس لئے بنایا ہے تاکہ وہ صورت اپنے مناسب حال انسانی جسم سے نیکی اور بدی کرائے۔ صورت نعمت۔ اگر وہ نعمت کی صورت ہے تو جسم سے شکرگذاری کراتی ہے اگر وہ صورت مہلت اور دیر کی ہے تو انسانی جسم سے صبر کراتی ہے۔ صورت رحمے۔ اگر یہ صورت ہوتی ہے کہ اس پر کوئی رحم کرے گا تو وہ خوش ہوتا ہے رنج کی صورت ہو تو وہ نالاں ہوتا ہے صورت شہر۔ کسی شہر کی صورت ہو تو نتیجہ سفر ہوتا ہے اگر تیر کی صورت ہو تو ڈھال سنبھالتا ہے۔

۳ صورت خوباں۔ اگر خیال میں حسینوں کی صورت آتی ہے تو ان سے خوش وقتی کرتا ہے۔ صورت غیبی۔ اگر غیبی تجلیات کی صورت خیال میں آتی ہے تو گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے۔ صورت محتاجی۔ کسی ضرورت اور احتیاج کی صورت آ جاتی ہے تو کمائی کرتا ہے۔ صورت بازو۔ اپنی طاقت کی صورت خیال میں آتی ہے تو لوگوں کی چیزیں چھینتا ہے۔ ایں۔ یہ بات کہ کس قسم کے خیالات فعل کے داعی بنتے ہیں شمار سے باہر ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

لے بے نہایت کیشہا و پیشہا
لامحدود مذاہب اور پیشے

جملہ ظلِّ صورتِ اندیشہا
سب خیالات کی صورت کا سایہ ہیں

بر لبِ بام ایستادہ قومِ خوش
(کوئی) قوم اچھی خاصی بالاخانہ پر کھڑی ہے

ہر یکے را بر زمیں بیں سایہ اش
ہر ایک کا زمین پر سایہ دیکھ لے

صورتِ فکرست بر بامِ مشید
فکر کی صورت بلند بالاخانہ پر ہے

واں عمل چوں سایہ بر ارکاں پدید
اور وہ عمل سایہ کی طرح اعضاء پر ظاہر ہے

فعل بر ارکان و فکرت مکتتم
عمل اعضاء پر ہے اور فکر پوشیدہ ہے

لیک در تاثیر و وصلت دو بہم
لیکن تاثیر اور میل میں دونوں اکٹھے ہیں

آں صور در بزم کز جامِ خوشی ست
وہ صورتیں جو مجلس میں خوشی کے جام کی ہیں

فائدہ او بیخودی و بیہشی ست
اُن کا نتیجہ بے خودی اور بیہوشی ہے

صورتِ مرد و زن و لعب و جماع
مرد اور عورت، اور مذاق اور ہمبستری کی صورت

فائدہ اش بیہوشی وقتِ وقاع
جماع کے وقت اُس کا نتیجہ مدہوشی ہے

صورتِ نان و نمک کاں نعمت ست[2]
نان و نمک کی صورت جو نعمت ہے

فائدہ اش آں قوتِ بیصورت ست
اُس کا نتیجہ بے صورت طاقت ہے

در مصاف آں صورتِ تیغ و سپر
میدانِ جنگ میں تلوار اور ڈھال کی صورت

فائدہ اش بیصورتی یعنی ظفر
اُس کا اثر فتحمندی ہے جو بے صورت ہے

مدرسہ و تعلیق و صورتہای وے
مدرسہ اور متعلقات اور ان کی صورتیں

چوں بدانش متصل شد گشت شے
جب علم سے وابستہ ہو گئیں وہ شئی بن گئیں (موجود ہو گئیں)

ایں صور چوں بندۂ بیصورت اند
یہ صورتیں بے صورت اور غلام کی طرح ہیں

پس چرا در نفیِ صاحب نعمت اند
تو انعام دینے والے کے انکار میں کیوں ہیں؟

پس[3] صورہا بندۂ بیصورت اند
تو صورتیں بے صورت کی غلام ہیں

پیشِ او رویند و در نفیِ او فنند
اُسکے سامنے اُگیں اور اُس کے انکار میں مبتلا ہو گئیں

ایں صور دارد ز بیصورت وجود
یہ صورتیں بے صورت سے وجود رکھتی ہیں

چیست پس بر موجدِ خویشش جحود
تو اپنے وجود عطا کرنے والے سے انکا انکار کیا ہے؟

خود از و پیدا بد ظہورِ انکارِ او
اُس کا انکار خود اُسی سے موجود ہوتا ہے

نیست غیرِ عکسِ خود ایں کارِ او
اُس کا یہ کام خود اُس کے عکس کے سوا کچھ نہیں ہے

لے بے نہایت۔ دینے مرتب اور پیشے بھی خیالات کی پیداوار ہیں۔ بر لبِ بام۔ خیالات کے سبب ہونے کی اور اعمال کے مسبب ہونے کی مثال یہ سمجھو کہ کچھ لوگ بالاخانہ پر ہوں اور اُن کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہو۔ صورتِ فکر۔ خیال کی صورت دماغ کے بالاخانہ پر ہے اور عمل سایہ کی طرح اعضاء پر ہے۔ نفس عمل کا تعلق اعضاء سے ہے اور خیال دماغ میں پوشیدہ ہے لیکن دونوں باہم جڑے ہوئے ہیں عمل کے ساتھ خیال بھی موجود رہتا ہے۔ آں صور در جام خوشی سے جو صورتیں پیدا ہوتی ہیں اُن کا اثر اور نتیجہ بیہوشی اور بے خودی ہے۔ صورت۔ مرد اور عورت اور جماع کے تصور سے جماع کے وقت مدہوشی طاری ہوتی ہے۔
٢ے صورت۔ غذاؤں کی صورت کا نتیجہ بے صورت قوت ہے۔ در مصاف۔ میدانِ جنگ میں تلوار اور ڈھال کی صورت کی علت غائی بے صورت کامیابی ہے۔ مدرسہ۔ مدرسہ اور اُس سے متعلقات کی صورتیں علم و دانش سے متعلق ہو گئیں تو وہ بیصورت علم موجود ہو گیا۔ ایں صور۔ جب یہ صورتیں ایک ذات بیصورت کے تابع ہیں تو یہ صورتیں یعنی دہریئے اُس کے منکر کیوں ہیں۔
٣ے پس صورہا۔ یہ بیصورت جبکہ ان صورتوں کا سبب اور علت ہے تو اُس سے پیدا ہو کر

صورتِ[1] دیوار و سقفِ ہر مکاں — سایۂ اندیشۂ معمار داں

ہر مکان کی چھت اور دیوار کی صورت — معمار کے فکر کا سایہ سمجھ

گرچہ خود اندر محلِ افتکار — نیست سنگ و چوب و خشتے آشکار

اگرچہ سوچنے کی جگہ میں — پتھر اور لکڑی اور اینٹ ظاہر نہیں ہیں

فاعلِ مطلق یقیں بے صورت است — صورت اندر دستِ اُو چوں آلت است

فاعلِ مطلق یقیناً بے صورت ہے — صورت اُس کے ہاتھ میں آلہ کی طرح ہے

گہ گہ آں بیصورت از کتمِ عدم — مر صُوَر را رُو نماید از کرم

کبھی کبھی وہ بے صورت پردۂ غیب سے — صورتوں (والوں) کیلئے کرم سے رُونمائی کر دیتا ہے

تا مدد گیرد ازو ہر صورتے — از کمال و از جمال و قدرتے

تاکہ ہر صورت اُس سے مدد حاصل کرے — کمال و جمال اور قدرت سے

باز بیصورت چو پنہاں کرد رُو — آمدند از بہر گد در رنگ و بُو

پھر جب بے صورت نے رُخ چھپا لیا — وہ لوگ بھیک کے لئے رنگ و بو میں آگئے

صورتے[2] از صورتِ دیگر کمال — گر بجوید باشد آں عینِ ضلال

ایک صورت دوسری صورت سے کمال — اگر ڈھونڈے وہ عین گمراہی ہوگی

جز مگر آں صورتے کاں شیر زاد — یابتِ ارشاد کردش از وِداد

علاوہ اُس صورت کے جو اُس شیر نے پیدا کر دی ہے — محبت نے اُس کو رہنمائی کے قابل کر دیا

پس چہ عرضہ می کُنی اے بے ہُنر — احتیاجِ خود بمُحتاجِ دِگر

تو اے بے ہنر! تو کیا پیش کرتا ہے — اپنی ضرورت دوسرے ضرورت مند کی طرف؟

چوں صُوَر بندہ ست بر یزداں مگو — ظن مبر صورت بہ تشبیہش مجو

جبکہ صورتیں قید ہیں، خدا پر اطلاق نہ کر — صورت کا گمان نہ کر اُسکو تشبیہ کے ذریعہ تلاش کر

در[3] تضرّع جُو و در افنائے خویش — کز تفکر جز صُوَر ناید بہ پیش

زاری میں تلاش کر اور اپنے آپ کو فنا کرنے میں — کیونکہ سوچنے سے صورتوں کے علاوہ کچھ سامنے نہیں آئیگا

ور ز غیرِ صورتت نبوَد فرہ — صورتے کاں بے تو زاید در تو بہ

اگر تجھے بغیر صورت کے انبساط نہ ہو — تو جو صورت تیرے اندر بغیر تیرے پیدا ہو وہ بہتر ہے

اور تفکر سے صورتیں ہی خیال میں آتی ہیں اور وہ بے صورت ہے۔ ور۔ اگر مجاہدے سے بھی بغیر صورت کے اُس کا تصور نہیں ہوتا تو پھر تیرے تصور کے بغیر حواس کی صورت سامنے آنے اُس سے سہارا پکڑ لے۔ فرہ۔ بوزن گرہ۔ انبساط و خوشی۔

[1] صورتِ دیوار۔ مکان کی صورت یہ معمار کے خیال کا اثر ہے اگرچہ اُس معمار کے ذہن کے اندر مکان کے اجزاء موجود نہیں ہیں۔ فاعلِ مطلق۔ تمام دلائل کا نتیجہ یہ ہے کہ اُن صورتوں کو پیدا کرنے والا بے صورت ہے اور یہ صورتیں اُس کیلئے بمنزلہ آلہ کے ہیں۔ گہ گہ۔ کبھی وہ بے صورت اپنی تجلیات بھی رونما کر دیتا ہے۔ تا مدد گیرد۔ اُس تجلی سے مقصود کمال اور جمال اور قدرت کا افاضہ ہے۔ باز۔ پھر جب وہ تجلی غائب ہو جاتی ہے تو لوازمِ بشریت اُبھر آتے ہیں۔

[2] صورتے۔ کمال تو بے صورت سے حاصل کیا جاتا ہے ایک صورت دوسری صورت سے کمال کی طالب ہو تو گمراہی ہے۔ جز۔ ہاں اولیاء اللہ جن کو خدا نے رہنمائی کے لئے منتخب فرمایا ہے اُن سے کمال کی طلب کی جا سکتی ہے۔ پس۔ ورنہ صورت خود محتاج ہے اُس پر احتیاج کو پیش کرنا کونسی عقلمندی ہے۔ چوں صُوَر۔ جب صورتیں بے صورت کی غلام ہیں تو اُس بے صورت پر صورت کا گمان نہ کر اور مشبّہہ فرقہ کی طرح تشبیہوں کے ذریعہ اُس کی تلاش نہ کر۔

[3] در تضرّع۔ اُس بے صورت کو صورتوں سے تلاش نہیں کیا جا سکتا بلکہ فنا اور تضرّع و زاری کے ذریعہ تلاش کیا جا سکتا ہے اسلئے کہ سوچنے

Presented by www.ziaraat.com

صورتِ[1] شہرے کہ آنجا میروی — ذوقِ بیصورت کشیدت اے روی

جس شہر کی صورت تو جہاں جاتا ہے — اے بے ادب! تجھے بیصورت ذوق نے کھینچا ہے

پس بمعنی میروی تا لامکاں — کہ خوشی غیرِ زمانست و مکاں

تو باطن میں تو لامکان میں جا رہا ہے — کیونکہ خوشی، غیر زمانی اور غیر مکانی ہے

صورتے یارے کہ سوی او شوی — از برای مونسی اش میروی

اُس دوست کی صورت جس کی طرف تو جا رہا ہے — اُس کی محبت کی وجہ سے تو جا رہا ہے

پس بمعنی سوی بیصورت شدی — گرچہ زاں مقصود غافل آمدی

پس درحقیقت تو بیصورت کی طرف جا رہا ہے — اگرچہ تو اُس مقصد سے غافل ہے

پس حقیقت حق بود معبودِ کل — کز پئے ذوق ست سیرانِ سبل

تو درحقیقت اللہ (تعالیٰ) سب کا معبود ہے — کیونکہ راستوں کو طے کرنا ذوق کی وجہ سے ہے

لیک[2] بعضے رو بسوی دم کردہ اند — گرچہ سر اصلست سر گم کردہ اند

لیکن بعض نے دُم کی طرف رُخ کر لیا ہے — اگرچہ سر اصل ہے اُنھوں نے سر گم کر دیا ہے

لیک آں سر پیشِ ایں ضالان گم — می دہد دادِ سرے از راہِ دم

لیکن سر ان گمراہوں کے نزدیک گم ہے — وہ سر کی عطا [illegible] دُم کے راستے سے عطا کر رہا ہے

آں[3] زِ سر می یابد آں داد ایں زِ دم — قومِ دیگر پا و سر کردند گم

وہ سر سے وہ عطا پاتا ہے، یہ دُم سے — دوسرے لوگوں نے پاؤں اور سر گم کر دیا ہے

چونکہ گم شد جملہ جملہ یافتند — از گم آمد سوی کل بشتافتند

چونکہ سب گم ہو گیا، اُنھوں نے سارا پا لیا — گم ہو جانے سے وہ کُل کی جانب دوڑ پڑے

دیدنِ ایشاں در قصرِ آں قلعۂ ذات الصور نقشِ دخترِ

اُن تصویروں والے قلعہ کے قصر میں اُن کو شاہِ چین کی لڑکی کی تصویر کو دیکھنا

شاہِ چین و بیہوش شدنِ ہر سہ و در فتنہ افتادن

اور تینوں کا بے ہوش ہو جانا اور فتنہ میں پڑنا

[1] صورت۔ پہلے مصرعہ کی جانب عود کیا ہے کہ ذوق جو بیصورت ہے وہ تجھے شہر کی صورت کی طرف لے جاتا ہے۔ پس۔ اگرچہ بظاہر تو شہر کی صورت کی طرف جا رہا ہے لیکن حقیقتاً تو لامکانی اور لازمانی ذوق کی طرف جا رہا ہے۔ صورتے یارے۔ دوست کی صورت کی طرف جانے کی غایت اُنس و محبت ہے جو بیصورت ہے۔ پس بمعنی۔ دوست اور شہر کی طرف تیرا جانا ایک بیصورت کی وجہ سے اگرچہ تو اُس سے غافل ہے۔ پس حقیقت۔ چونکہ ذوق کا مقصود ہونا پہلی مثالوں سے ثابت ہو گیا ہے تو یہ ثابت ہو گیا کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سب کا معبود ہے کیونکہ سب راستوں کا چلنا ذوق کی وجہ سے ہے۔ اور ذوق بخشی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

[2] لیک۔ اب اُس معبود کے ساتھ بعض کا معاملہ تو یہ ہے کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے توابع کی طرف رُخ کر رکھا ہے یعنی افعالِ باری تعالیٰ کی جانب توجہ کر رکھی ہے حالانکہ مقصود اُس کی ذات ہے چونکہ وہ اصل ہے۔ آں سر۔ اُن کو بھی ذات سے استفادہ ہوتا ہے اور اُن کی توجہ بھی مقبول ہے عبادتگذاروں کے مختلف مرتبے ہیں ایک تو وہ ہیں جن کی توجہ اور طلب حق افعالِ حق کے ذریعہ اور واسطے سے ہے یہ درجہ عوام کا ہے جو تم ہیں اور افعالِ باری میں

[3] آں زِ سر سے مراد صفاتِ باری تعالیٰ ہیں یہ لوگ صفات کے ذریعہ فیض حاصل کرتے ہیں۔ درجہ خواص کا ہے۔ قومِ دیگر۔ اخص الخواص کا درجہ یہ ہے کہ وہ صرف ذات کی طرف توجہ رکھتے ہیں اور اُس سے بلاواسطہ استفادہ کرتے ہیں۔ چونکہ۔ اِن لوگوں نے نہ افعال کو مقصود بنایا نہ صفات کو بلکہ ذات کو مقصود بنایا لہٰذا ذاتِ باری تعالیٰ اُن کو حاصل ہو گئی۔ دیدن۔ وہ تینوں شہزادے قلعہ ہوش ربا میں پہنچ گئے اور اُنھوں نے شاہِ چین کی لڑکی کی تصویر کو دیکھا اور بیہوش ہو گئے اور فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور یہ بستو شروع کر دی کہ یہ تصویر کس کی ہے

Presented by www.ziaraat.com

و تفحّص کردن کہ ایں صورتِ کیست

اور اس کی جستجو کرنا کہ یہ تصویر کس کی ہے؟

ایں سخن پایاں ندارد آں گروہ — صورتے دیدند با حُسن و شکوہ [۱]
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، اُس گروہ نے — ایک حسین اور شاندار تصویر دیکھی

خوب تر زاں دیدہ بُودند آں فریق — لیک زیں رفتند در بحرِ عمیق
اُس فریق نے اُس سے زیادہ حسین دیکھے تھے — لیکن اِس سے وہ گہرے دریا میں اُتر گئے

زانکہ افیوں شاں ازیں کاسہ رسید — کاسہا محسوس افیوں ناپدید
کیونکہ اُنھیں افیون اِس پیالہ سے پہنچی — پیالے تو محسوس تھے اور افیون پوشیدہ تھی

کرد فعلِ خویش قلعہ ہش رُبا — ہر سہ را انداخت در چاہِ بلا
ہوش رُبا قلعہ نے اپنا کام کر دیا — تینوں کو مصیبت کے کنوئیں میں ڈال دیا

تیرِ غمزہ دوخت دل را بیگماں [۲] — اَلْاَماں یا ذَا الْاَماں زیں بے اماں
ناز و انداز کے تیر نے اچانک اُن کا دل چھید دیا — اے امن والے! اِس بے پناہ سے پناہ دیجئے

قرنہا را صورتِ سنگے بسوخت — آتشے در دین و دل شاں بر فروخت
ساتھیوں کو پتھر کی مورتی نے جلا دیا — اُن کے دین و دل میں آگ لگا دی

چونکہ رُوحانی بُود خود چوں بُود — فتنہ اش ہر لحظہ دیگر گوں بُود
اگر وہ روح والی ہوتی تو کیا ہوتا؟ — اُس کا فتنہ ہر لحظہ دوسرے قسم کا ہوتا

عشقِ صورت در دلِ شہزادگاں — چوں خلش میکرد مانندِ سناں
شہزادوں کے دل میں تصویر کا عشق — چونکہ بھالے کی طرح چبھ رہا تھا

اَشک می بارید ہر یک ہمچو میغ [۳] — دست میخائید و می گفت اے دریغ
ہر ایک ابر کی طرح آنسو بہاتا تھا — ہاتھ چباتا تھا اور کہتا تھا، ہائے افسوس

ماکنوں دیدیم شہ ز آغاز دید — چند ماں سوگند داد آں بے ندید
ہم نے اب دیکھا، شاہ نے اوّل سے دیکھ لیا — اُس بے نظیر نے، ہمیں کتنی قسمیں دی تھیں

انبیا را حقِ بسیارست ازاں — کہ خبر کردند از پایانِ ما
اِسی وجہ سے انبیاء کے بہت حقوق ہیں — کہ اُنھوں نے ہمارے انجام سے باخبر کر دیا ہے

کانچہ می کاری نرُوید جُز کہ خار — ویں طرف پرّی نیابی زُو مطار
کہ جو کچھ تو بو رہا ہے بجز کانٹے کے کچھ نہ اُگے گا — تو اِس طرف اُڑ رہا ہے اُس سے تو اُڑنے کی جگہ نہ پائے گا

---

[۱] ایں سخن۔ یعنی طالب ذات کے مرتبہ کا ذکر ختم ہو۔ اِن شہزادوں نے ایک تصویر دیکھی جو حسین تھی اگرچہ وہ اُس سے بھی زیادہ حسین تصویریں دیکھ چکے تھے لیکن وہ اِس تصویر کو دیکھ کر عشق کے گہرے سمندر میں ڈوب گئے۔ زانکہ۔ حُسن کو افیون سے تشبیہ دی ہے، پیالہ سے مراد صورت ہے۔ کاسہا۔ صورتیں تو نظر آتی ہیں لیکن اُنکی افیون غیر محسوس ہے۔ کرد فعلِ خویش۔ خوفناک قلعہ ہوش رُبا نے اپنا کام کر دیا اور تینوں کو مصیبت میں پھنسا دیا۔

[۲] تیرِ غمزہ۔ اُس حسین کے غمزے کے تیر نے اُن کے دل کو چھید دیا۔ الاماں۔ یہ تیرے امان ہے خدا اِس سے پناہ دے۔ قرنہا۔ ساتھی یعنی تینوں شہزادے۔ صورتِ سنگے یعنی شہزادی کا بُت۔ روحانی۔ جاندار۔ سناں۔ بھالا۔

[۳] اَشک۔ وہ تینوں شہزادے رو رہے تھے۔ میغ۔ ابر۔ ماکنوں۔ جو مصیبت ہم نے اب دیکھی شاہ نے پہلے سے دیکھ لی تھی۔ بے ندید۔ نظیر انبیاء ہم پر انبیاء کے اسی لئے بے پناہ حقوق ہیں کہ اُنھوں نے ہمیں انجام سے باخبر کر دیا ہے کہ جو کچھ انبیاء نے بتا دیا ہے، نفسانی خواہش سے تم جو کام کرو گے اُس سے کانٹے ہی اُگیں گے۔ ویں طرف۔ تیری بقا

تحم[1] از من بر کہ تا ریعے دہد — باپرِ من پر کہ تیر آں سو جہد

تو بیج مجھ سے لے جا تاکہ پیداوار دے — میرے پر سے پرواز کر تاکہ تیر اس جگہ جائے

تو ندانی واجبیِ آن وہست — ہم تو گوئی آخر آں واجب بُدست

تو اُس کی ضرورت کو نہ سمجھا اور وہ ہے — آخر میں تو بھی کہے گا، کہ وہ ضروری تھی

از توست اما نہ ایں تو کہ تن ست — آں توئی کہ برتر از ما و من ست

وہ "تو" ہی سے ہے لیکن نہ اس "تو" سے کہ جو جسم ہے — اُس "تو" سے جو "ما" اور "من" سے برتر ہے

ایں توئی ظاہر کہ پنداری توئی — ہست اندر سُو و تو در بیسوئی

جس ظاہری "تو" کو تو "تو" سمجھتا ہے — یہ جہت میں ہے اور (وہ) "تو" بے جہت ہے

بر صدف[2] لرزاں چرائی اے گہر — توئیِ خود را نے ندانی میداں شکر

اے موتی! تو سیپ پر کیوں لرزتا ہے؟ — اپنے "تو" کو تو نے نہ سمجھا، شکر سمجھ

توئی بیگانہ است با تو ایں توئی — توئیِ خود در یاب و بگذر از دوئی

یہ توئی ایسی ہے جو تجھ سے بیگانہ ہے — اپنے "تو" کو حاصل کرلے اور دوئی سے گزر جا

توئی آخر سُوی توئی اولت — آمد است از بہر تنبیہ و صلت

تیرا آخری "تو" تیرے ابتدائی "تو" پر — آیا ہے تنبیہ اور وصل کے لئے

توئی[3] تو در دیگرے آمد دفیں — من غلامِ مردِ خود بین چنیں

تیرا "تو" دوسرے میں مدفون ہے — میں ایسے خود بیں شخص کا غلام ہوں

آنچہ در آئینہ می بیند جواں — پیر اندر خشت بیند پیش ازاں

جوان جو کچھ آئینہ میں دیکھتا ہے — شیخ اُس سے پہلے اینٹ میں دیکھ لیتا ہے

زامرِ شاہِ خویش بیروں آمدیم — بالعنایاتِ پدر باغی شدیم

ہم اپنے بادشاہ کے حکم سے باہر ہوگئے — باپ کی مہربانیوں کے باغی ہوگئے

سہل دانستیم قولِ شاہ را — واں عنایتہائے بے اشباہ را

ہم نے بادشاہ کی بات کو معمولی جانا — اور اُن بے نظیر عنایتوں کو

نک در افتادیم در خندق ہمہ — کُشتہ و خستہ بلا بے ملحمہ

اب ہم سب خندق میں گر گئے — بغیر جنگ کے مصیبت کے مارے ہوئے اور زخمی

---

[1] تحم — انبیاء نے بتا دیا کہ ہمارے طریقہ پر عمل کرو اس سے فائدہ حاصل ہوگا ہمارے طریقہ پر چلو گے تو سعیت کا تیر اس طرف ہی گر جائے گا تم تک نہ پہنچے گا۔ تو ندانی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان انبیاء کے اتباع کو ضروری نہیں سمجھتا حالانکہ اُنکا اتباع ضروری ہے آخر میں اُس کو سمجھے گا۔ از تو۔ انبیاء کے پر سے اُڑنا خود اُسکے مخاطب کا ہی عمل ہے لیکن اے مخاطب تیرے "تو" ہونے کے دو حصے ہیں ایک "تو" تیرا جسم ہے دوسرا "تو" تیری روح ہے تو انبیاء کا اتباع جو نافع فعل ہے تیرے "تو" یعنی بدن کا فعل نہیں ہے بلکہ اُس "تو" کا فعل ہے جو تیری روح ہے وہ ما اور من یعنی جسمی قیود سے بالاتر ہے۔ ایں توئی۔ جس "تو" کو تو "تو" سمجھ رہا ہے یعنی جسم، یہ توجہات میں مقید ہے اور اصل "تو" روح ہر جو جہت سے منزہ ہے۔

[2] بر صدف۔ تو جسم کی تباہی سے لرزتا ہے حالانکہ یہ سیپ ہے اور اصل "تو" تیری روح ہے جو موتی ہے اصل "تو" کو تو نے یعنی جسم کو نہ سمجھ بلکہ جواُسمیں شکر یعنی روح ہے اُسکو سمجھ۔ ایں توئی۔ جسم کا "تو" ہونا پرائی چیز ہے تو اپنے آپ تک پہنچ جو کہ روح ہے اور اس دوئی کو یعنی جسم کو روح کے ساتھ جوڑنے کو چھوڑ دے۔ توئی آخر یعنی روح۔ توئی اول جسم جیسا کا ذکر پہلے کیا ہے —

[3] توئی۔ تیری روح تیرے جسم میں چھپ گئی ہے میں اُس کا غلام ہوں جو خود کو یعنی روح کو دیکھ لے۔ آنچہ۔ شہزادوں نے کہا ہم نے جو اَب دیکھا وہ ہمارے بوڑھے باپ نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا خشت یعنی لوہے کا ٹکڑا جس سے آئینہ بنایا جاتا ہے۔ زامر۔ ہم شاہ کے حکم کے اعدنہ رہے ملحمہ جنگ۔

۵۱ تکیه بر عقلِ خود و فرهنگِ خویش — بوده‌مان تا این بلا آمد به پیش

اپنی عقل اور اپنی دانائی پر بھروسہ — ہمیں ہوا، حتیٰ کہ یہ مصیبت سامنے آگئی

بے مرض دیدیم خویش و بے زرق — آنچناں کہ خویش را بیمار دق

بغیر مرض اور بغیر غلامی کے ہم نے اپنے آپکو سمجھا — جیسا کہ دق کا بیمار اپنے آپ کو

علتِ پنہاں کنوں شد آشکار — بعد ازاں کہ بند گشتیم و شکار

چھپی ہوئی بیماری اب کھل گئی — اس کے بعد کہ ہم قیدی اور شکار ہو گئے

سایۂ رہبر بہ است از ذکرِ حق — یک قناعت بہ کہ صد لوت و طبق

رہبر کا سایہ، ذکرِ حق سے بہتر ہے — سینکڑوں کھانوں اور طباقوں سے ایک قناعت بہتر ہے

در قناعت خواندہ باشی اے حسن — ذکرِ ذکرِ حق و ذکرِ بوالحسن ۵۲

اے حسن! تو نے قناعت کے بارے میں پڑھا ہوگا — حق کے ذکر کا تذکرہ اور ابوالحسن کا تذکرہ

چشمِ بینا بہتر از سہ صد عصا — چشم بشناسد گہر را از حصا

بینا آنکھ تین سو لاٹھیوں سے بہتر ہے — آنکھ موتی اور کنکری کو شناخت کر لیتی ہے

در تفحص آمدند از اندہاں — صورت کہ بود عجب این در جہاں

غموں کی وجہ سے جستجو میں پڑے — دنیا میں یہ عجیب تصویر کس کی ہے؟

بعد بسیارِ تفحص در مسیر — کشف کرد آں راز را شیخِ بصیر

سفر کے دوران میں بہت جستجو کے بعد — ایک صاحبِ بصیرت شیخ نے راز کو ظاہر کر دیا

۵۳ نز طریقِ گوش بل از وحیِ ہوش — رازہا بد پیشِ او بے روی پوش

کان کے راستے سے نہیں، بلکہ ہوش کی وحی کے ذریعے — اس کے لئے راز بغیر پردے کے تھے

گفت نقشِ رشکِ پروین ست این — صورتِ شہزادۂ چین ست این

اس نے کہا یہ پروین کے لئے باعثِ رشک تصویر ہے — یہ چین کی شہزادی کی تصویر ہے

دخترے دارد شہِ چیں بے‌ہمال — در بہا و در کمال و در جمال

شاہِ چین ایک بے مثال لڑکی رکھتا ہے — خوبی میں اور کمال میں اور حسن میں

ہمچو جان و چون پری پنہانست او — در مکتّم پردۂ ایوانست او

وہ پری اور جان کی طرح پوشیدہ ہے — وہ قلعہ کے چھپانے والے پردے میں ہے

یعنی کشف۔ اُن بزرگ نے بتایا، یہ تصویر چین کے شاہ کی لڑکی کی ہے جو اس قدر حسین ہے کہ اس پر پروین بھی رشک کرتی ہے، زہرہ ہے۔ شاہِ چین کی وہ لڑکی حسن و جمال میں یگانہ ہے۔ تعبیر۔ وہ پری اور روح کی طرح مخفی ہے اور قلعہ کے پردوں میں رہتی ہے۔

۵۱ نکتہ: ہم نے اپنی عقل اور سمجھ پر گھمنڈ کیا اور نصیحت نہ سنی۔ بے مرض ہم اپنے آپکو مرض اور مرض کی غلامی سے آزاد سمجھتے تھے۔ حقیقت ہر اپنی خام کاری کو خوب سمجھے جبکہ پھنس گئے۔ سایۂ رہبر یعنی شیخ کی صحبت سے خصوصی اور استعداد پیدا ہوتی ہے جو ذکریات کے نافع ہونے کی شرط ہے اور شرط پر عمل سے پہلے مشروط پر عمل اچھا نہیں ہے جس طرح کہ وضو اگر نماز بغیر وضو کے نماز سے وضو کی مشغولیت بہتر ہے۔ یک قناعت یعنی شیخ کی صحبت قناعت اور صبر پیدا کرے گی جو مبتدی کے لئے ذکر کے ہزاروں کھانوں سے زیادہ مفید ہے۔

۵۲ بوالحسن: حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کو ذکر سے اُسوقت فائدہ پہنچا جبکہ انہوں نے حضرت بایزید بسطامیؒ کی قبر کی صحبت حاصل کر لی۔ یہ قصہ پہلے گذر چکا ہے۔ چشمِ بینا: شیخ کو چشمِ بینا حاصل ہے اور تجھے صرف ذکر کی لاٹھی کا سہارا حاصل ہے۔ حصا: کنکری۔ در تفحص: شہزادے جب اس بت کے عشق میں مبتلا ہو گئے تو جستجو شروع کی کہ یہ کس حسینہ کا بت ہے۔ شیخ بصیر: کوئی ایسے بزرگ تھے جن کو قلبی بصیرت حاصل تھی۔

۵۳ [illegible] یہ باتیں انہوں نے کسی سے سنی نہ تھیں بلکہ کشف سے ان کو معلوم ہوگئی

سوئے او نے مرد رہ دارد نہ زن | شاہ پنہاں کردہ او را از فتن
اُس کی جانب نہ مرد راستہ رکھتا ہے، نہ عورت | شاہ نے اُس کو فتنوں سے چھپا رکھا ہے

غیرتے دارد ملک بر نامِ او | کہ نپرّد مرغ ہم بر بامِ او
اُس کے نام پر بھی، شاہ کو اس قدر غیرت آتی ہے | کہ اُس کے بالا خانے پر پرندہ بھی پر نہیں مارتا ہے

وائے آں دل کش چنیں سودا فتاد | ہیچکس را ایں چنیں سودا مباد
اُس دل کی شامت ہے جس کو ایسا عشق لگا | خدا کرے ایسا عشق کسی کو نہ ہو

ایں سزائے آنکہ تخمِ جہل کاشت | واں نصیحت را کساد و سہل داشت
یہ اُس کی سزا ہے جس نے نادانی کا بیج بویا | اور اُس نے نصیحت کو کھوٹا اور معمولی سمجھا

اعتمادے کرد بر تدبیرِ خویش | کہ برم من کارِ خود با عقل پیش
اُس نے اپنی تدبیر پر بھروسہ کیا | کہ میں اپنا کام عقل سے چلا لوں گا

نیم ذرّہ زاں عنایت بہ بود | کہ ز تدبیرِ خرد سہ صد رصد
اُس توجہ کا آدھا ذرّہ بہتر ہے | جس کے ذریعہ عقل کی تدبیر میں تین سو گنا حفاظت ہو

ترکِ مکرِ خویشتن گیر اے امیر | پا بکش پیشِ عنایت خوش بمیر
اے امیر! تو اپنی تدبیر کو چھوڑ | توجہ کے سامنے پاؤں بڑھا، خوشی سے جان دیدے

ایں بقدرِ حیلۂ معدود نیست | زیں حیل تا تو نمیری سود نیست
یہ گنے چُنے حیلوں کی بقدر نہیں ہے | جب تک تو فنا نہ ہوگا ان تدبیروں سے فائدہ نہیں ہے

تا نمیری سود کے خواہی ربود | رو بمیر و بہرہ بردار از وجود
جب تک تو فنا نہ ہوگا، فائدہ کہاں اٹھائیگا؟ | جا فنا ہو جا، وجود سے فائدہ اٹھالے

حکایت صدرِ جہانِ بخاری کہ ہر سائلے کہ بزبان بخواستے

صدر جہاں بخاری کی حکایت، کہ جو سائل زبان سے مانگتا اُس کے عام بخشش

از صدقۂ عامِ او محروم شدے واں دانشمند درویش بفراموشی

سے نے سے محروم ہو جاتا اور اُس عقلمند درویش نے بھول کر اور

و تعجیل بزبان خواست و صدر جہاں روی از و بگردانید

جلدی سے زبان سے مانگ لیا اور صدر جہاں نے اُس سے منہ پھیر لیا

و او ہر روز حیلۂ نو ساختے و خود را گاہ زن کردے

اور وہ ہر روز ایک نیا حیلہ کرتا اور اپنے آپ کو کبھی چادر کے اندر عورت بناتا

ف سوئے او: اُس کے پاس نہ مرد جا سکتا ہے نہ عورت، شاہ نے اُس کو فتنوں سے بچا رکھا ہے۔ غیرتے۔ اگر کوئی اُس کا نام بھی لے تو شاہ کو غیرت آتی ہے اُس کے بالا خانے پر چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔ وائے۔ مولانا فرماتے ہیں ایسی معشوق کا عشق خدا کرے کسی کو نہ ہو جس کا حصول ناممکن ہو۔ ایں۔ یہ مصیبتناک عشق اُسی کی سزا ہے جو نادانی سے کام کرے اور بزرگوں کی نصیحت کو معمولی اور کھوٹا سمجھے۔

ف اعتمادے۔ جو شخص محض اپنی تدبیر پر گھمنڈ کرے اور یہ سمجھے کہ میں خود اپنا کام چلا لوں گا اور مجھے شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ نیم ذرہ۔ شیخ کی تھوڑی سی توجہ اپنی سیکڑوں تدبیروں سے بہتر اور نافع ہے۔ ترک۔ اپنی تدبیر کو ترک کر کے شیخ کی توجہ کی طرف چل پڑ اور اُس کے سامنے اپنے آپ کو فنا کر دے۔

ف ایں۔ شیخ کی توجہ تیری گنی چُنی تدبیروں سے بہت زیادہ مفید ہے جب تک تو شیخ میں اپنے آپ کو فنا نہ کر دے گا یہ تدبیریں مفید نہ ہوں گی۔ حکایت۔ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس سائل نے صدر جہاں کے سامنے بہت سی تدبیریں کیں لیکن مقصد حاصل نہ کر سکا جب مر کر دکھایا تو عطا مل گئی۔

زیرِ چادر گاہ نابینا و گاہ رُوی خود بہ بستے اُو بفراستش بشناختے

اور کبھی اندھا اور کبھی اپنا چہرہ چھپا لیتا اور وہ اس کو ذہانت سے پہچان لیتا

درِ بخارا خُوی آں صدرِ اَجل ۔۔۔ بُود با خواہندگاں حُسنِ عمل

بخارا میں، اُس صدرِ اعظم کی عادت ۔۔۔ تھی سائلوں کے ساتھ بہتر سلوک

دادِ بسیار و عطای بے شمار ۔۔۔ تا بشب بُودے زجودش زر نثار

بہت بخشش اور بے شمار عطا ۔۔۔ رات تک اُس کی سخاوت سے سونا نثار ہوتا

زر بکاغذ پارہا پیچیدہ بُود ۔۔۔ تا وجودش بُود می افشاند جُود

سونے کو کاغذ کے پُرزوں میں لپیٹ لیتا ۔۔۔ جب تک وہ رہتے سخاوت کرتا رہتا

ہمچو خورشید و چو ماہِ پاکباز ۔۔۔ آنچہ گیرند از ضیا بدہند باز

پاکباز سورج اور چاند کی طرح ۔۔۔ کہ وہ جو کچھ روشنی حاصل کرتے ہیں دیدیتے ہیں

خاک را زر بخش کہ بُود آفتاب ۔۔۔ زر از و در کان و گنج اندر خراب

مٹی کو سونا بخشنے والا کون ہوتا ہے؟ سورج ۔۔۔ سونا کان میں اور خزانہ ویرانہ میں اُسکی وجہ سے ہے

ہر صباحے یک گرہ را راتبہ ۔۔۔ تا نماند اُمتے زو خائبہ

ہر صبح کو ایک (الگ) گروہ کا وظیفہ تھا ۔۔۔ تاکہ کوئی جماعت اُس سے محروم نہ رہے

مُبتلایاں را بُدے روزے عطا ۔۔۔ روزِ دیگر بیوگاں را آں سخا

ایک دن بیماروں کو بخشش ہوتی ۔۔۔ دوسرے دن وہ سخاوت بیواؤں کیلئے ہوتی

روزِ دیگر بر علویانِ مُقل ۔۔۔ با فقیہانِ فقیر مُشتغل

ایک دن نادار علویوں پر ۔۔۔ (دوسرے دن) فقیر طالبعلموں کیساتھ مشغول (ہوتی)

روزِ دیگر بر تہیدستانِ عام ۔۔۔ روزِ دیگر بر گرفتارانِ وام

ایک روز عام مفلسوں پر ۔۔۔ دوسرے دن قرضداروں پر

روزِ دیگر بر یتیمِ بے پدر ۔۔۔ روزِ دیگر بر اسیرِ حبس در

ایک روز بے باپ کے یتیموں پر ۔۔۔ ایک دن قیدخانہ میں قیدیوں پر

روزِ دیگر بہر اَبنار السبیل ۔۔۔ روزِ دیگر مر مُکاتب را کفیل

ایک روز مسافروں کے لئے ۔۔۔ ایک روز مُکاتب کا کفیل ہوتا

شرطِ اُو بُود آں کہ کس با زباں ۔۔۔ زر نخواہد ہیچ و نکشاید دہاں

اُس کی شرط یہ تھی کہ کوئی اُس سے زبان سے ۔۔۔ کبھی مال نہ مانگے اور لب کشائی نہ کرے

۵۱ درِ بخارا۔ بخارا میں ایک صدرِ اعظم تھا اور وہ سائلوں سے بہتر سلوک کرتا تھا۔ داد۔ بہتر سلوک یہ تھا کہ بہت عطا کرتا تھا اور رات بھر اُن پر سونا نثار کرتا رہتا تھا۔ زر۔ سونے کی پُڑیاں بنائے رکھتا اور جب تک وہ رہتیں دیتا رہتا۔

۵۲ ہمچو خورشید سورج اور چاند کو اللہ تعالے جو روشنی عطا کرتا ہے وہ دوسروں کو عطا کردیتے ہیں۔ خاک را۔ کان میں سونا اور ویرانہ میں خزانہ سورج کی عطا ہے۔ ہر صباحے۔ جو لوگ خیرات کے مستحق ہیں اُنہیں سے ہر قسم کے لوگوں کا ایک ایک دن مقرر کر رکھا تھا۔ راتبہ۔ مقرر روزینہ۔ خائبہ۔ محروم۔

۵۳ مُبتلایاں۔ مریض لوگ۔ علویاں حضرت علی رضہ کی وہ نسل جو حضرت فاطمہ رضہ کے پیٹ سے نہیں ہے مُقل۔ نادار فقیہاں۔ طلبہ تہیدستاں۔ فقراء۔ گرفتارانِ وام۔ مقروض لوگ۔ روزِ دیگر۔ ایک روز یتیموں کا تھا حبس در۔ در حبس۔ ابنار السبیل۔ مسافر مکاتب۔ وہ غلام جس کو آقا نے کہہ دیا ہو کہ تو اس قدر رقم ادا کردیگا تو آزاد ہے۔ شرط۔ لیکن اس کے دینے کی شرط یہ تھی کہ سائل زبان سے کچھ نہ مانگے۔

لیک خامش بر حوالیِ رہش — ایستادہ مفلساں دیوار وش

لیکن اُس کے راستے کے اطراف میں خاموش — مفلس دیوار کی طرح کھڑے ہوتے

ہر کرے ناگہاں بالب سؤال — زو نبردے زیں گنہ یک حبہ مال

جو شخص اتفاق سے منہ سے سوال کرتا — وہ اُس سے اِس خطا کی وجہ سے مال کا ایک حبہ نہ لے سکتا

مَن صَمَتْ مِنکُم نَجا بُد یا سَہ اَش — خامشاں را بود کیسہ و کاسہ اَش

اُس کا قانون تھا، جو تم میں سے خاموش رہا اُس نے نجات پائی — اُس کی تھیلی اور پیالہ خاموشوں کے لیے تھا

بر نکوشی داشت عشق و تاسہ اَش — بر خموشی بود عشق و یاسہ اَش

کوشش نہ کرنے پر اپنا عشق اور بے قراری رکھتا تھا — اُس کا عشق اور قانون خاموشی پر تھا

نادرا روزے یکے پیرے بگفت — دہ زکاتم کہ منم با جوع جفت

اتفاقاً ایک روز ایک بوڑھے نے کہا — مجھے زکوٰۃ دیجئے میں بھوک سے دو چار ہوں

منع کرد از پیر و پیرش جد گرفت — ماند خلق از جدِ پیر اندر شگفت

اسے لڑکے کو منع کیا اور بوڑھے نے اس سے اصرار شروع کر دیا — لوگ بوڑھے کے اصرار سے تعجب میں تھے

گفت بس بے شرم پیری اے پدر — پیر گفت از من توئی بے شرم تر

اُس نے کہا اے باوا تو بہت بے شرم بوڑھا ہے — بوڑھے نے کہا تو مجھ سے زیادہ بے شرم ہے

کایں جہاں خوردی و خواہی تو ز طمع — کاں جہاں با ایں جہاں گیری بجمع

تو اِس جہان کو کھا گیا اور لالچ سے چاہتا ہے — کہ اُس جہان کو اِس جہان کے ساتھ جمع کرے

خندہ اَش آمد مال داد آں پیر را — پیر تنہا برد آں توفیر را

اُس کو ہنسی آگئی اُس بوڑھے کو مال دے دیا — اُس تمام مال کو بوڑھا تنہا لے گیا

غیر آں پیر آنچہ خواہندہ از و — نیم حبہ زر ندید و نے تسو

بجز اُس بوڑھے کے کسی مانگنے والے نے اُس سے — نہ آدھا حبہ سونا دیکھا اور نہ کوڑی

نوبت وروزِ فقیہاں ناگہاں — یک فقیہ از حرص آمد در فغاں

اچانک فقیہوں کے دن اور باری میں — لالچ سے ایک فقیہ فریاد کرنے لگا

کرد زاریہا بسے چارہ نبود — گفت ہر نوعے نبودش ہیچ سود

اُس نے بہت زاری کی مفید نہ ہوئی — ہر قسم کی بات کہی اُس کو کوئی فائدہ نہ ہوا

روزِ دیگر بار گو پیچیدہ پا — پا کشاں اندر صفِ قومِ مبتلا

کسی دن پاؤں کو چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے — پاؤں کو گھسیٹتا ہوا مریضوں کی صف میں

لہ قیر۔ جو سائل زبان سے مانگ بیٹھتا وہ اُس بخشش سے محروم رہتا۔ من صمت وہ اس قانون ہے جو چپ رہا اُس نے نجات پائی۔ بر رکھتی سے عاشق تھا۔ تاسہ۔ قانون بیتاسہ۔ بے قراری۔ کیسہ۔ تھیلی۔

سے با جوع جفت۔ یعنی بھوکا ہوں۔ گفت۔ صدر جہاں نے کہا اے بوڑھے تو بہت لالچی ہے میرے منع کرنے سے بھی نہیں رکتا ہے۔ پیر گفت۔ بوڑھے نے صدر جہاں سے کہا تو مجھ سے بھی زیادہ لالچی ہے۔ کایں۔ تو نے دنیا کی دولتیں اور مزے حاصل کر لئے پھر بھی پیٹ نہیں بھرتا اب آخرت کی دولتیں لوٹ رہا ہے۔

سے خندہ اش۔ اِس لطیفہ پر صدر جہاں کو ہنسی آگئی اور اُس کو بہت سا مال دیدیا۔ حبہ۔ لاڑ کی۔ قیمہ۔ وزن یعنی رتی۔ تسو۔ دمڑی۔ فقیہاں۔ فقہ پڑھنے والے طالب علم۔ کرد۔ اُس طالب علم نے بہت عاجزی کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ پیچیدہ پا۔ پیر پر چیتھڑا لپیٹ کر۔ مبتلا۔ مریض۔

Presented by www.ziaraat.com

تختہا بر ساق بست از چپ و راست[1] — تا گماں آید کہ او اشکستہ پاست
دائیں اور بائیں پھٹیاں پنڈلی پر باندھیں — تاکہ خیال ہو کہ وہ لنگڑا ہے

دیدش و بشناختش چیزے نداد — روز دیگر رو بپوشید از لباد
اُس کو دیکھا اور پہچان لیا اور کچھ نہ دیا — اُس نے کسی دن نمدہ سے مُنہ چھپایا

تا گماں آید کہ نابیناست او — در میانِ اعمیاں برخاست او
تاکہ خیال ہو کہ وہ اندھا ہے — وہ اندھوں کے درمیان کھڑا ہو گیا

ہم بدانستش ندادش آں عزیز — از گناہ و جرم گفتن ہیچ چیز
اُس عزیز نے اُسکو پھر بھی پہچان لیا اور اُسکو نہ دی — کوئی چیز، کہنے کی خطا اور جرم کی وجہ سے

چونکہ عاجز شد ز صد گونہ مکید — چوں زناں او چادرے بر سر کشید
جب وہ سیکڑوں قسم کے حیلوں سے عاجز آگیا — اُس نے عورتوں کی طرح سر پر چادر اوڑھی

در میانِ بیوگاں رفت و نشست — سر فرو افگند و پنہاں کرد دست
بیوہ عورتوں کے درمیان میں چلا گیا، اور بیٹھ گیا — سر جھکا لیا اور ہاتھ چھپا لیا

ہم[2] شناسیدش ندادش صدقہ — در دلش آمد ز حرماں حرقہ
پھر بھی وہ اُسکو پہچان گیا اُسکو کوئی خیرات نہ دی — اُس کے دل میں محرومی سے جلن ہوئی

رفت او پیشِ کفن خواہے پگاہ[3] — کہ بپیچم در نمد نہ پیشِ راہ
وہ صبح کو ایک کفن کے بھکاری کے پاس گیا — کہ مجھے نمدے میں لپیٹ دے، راستہ پر رکھدے

ہیچ مکشا لب نشین و می نگر — تا کند صدرِ جہاں زیں جا گذر
ہونٹ بالکل نہ کھول، بیٹھ جا اور دیکھتا رہ — جب تک صدرِ جہاں اس جگہ سے گذرے

بو[4] کہ بیند مُردہ پندارد بظن — زر در اندازد پئے وجہِ کفن
ہو سکتا ہے کہ وہ دیکھے اور مُردہ خیال کرکے — کفن کے خرچ کے لئے سونا پھینک دے

ہر چہ بدہد نیم آں بدہم بتو — ہمچناں کرد آں فقیرِ حیلہ جو
وہ جو کچھ دے گا اُسمیں سے آدھا تجھے دیدونگا — اُس حیلہ جو فقیر نے ایسا ہی کیا

در نمد پیچید و در راہش نہاد — معبرِ صدرِ جہاں آنجا فتاد
اُسکو نمدے میں لپیٹا اور راستہ پر رکھدیا — صدرِ جہاں کا اُس جگہ سے گذر ہوا

زر در انداز ید بر رُوی نمد — دست بیروں کرد از تعجیل خود
اُس نے نمدے پر سونا ڈال دیا — اُس نے خود جلدی سے ہاتھ باہر کر دیا

[1] تختہا۔ پاؤں پر لکڑی کے ٹکڑے اس طرح باندھ آیا جیسے کہ پاؤں ٹوٹ گیا ہے۔ لبادہ۔ نمدہ۔ تا گماں۔ نمدے میں اس لئے لپیٹا کہ اُس کو اندھا سمجھا جائے۔ اعمیان۔ اندھے۔ جرم گفتن۔ اُس کا قصور یہ تھا کہ اُس نے زبان سے مانگا تھا چونکہ وہ طالب علم جب اور تدبیروں سے کامیاب نہ ہوا تو چادر اوڑھکر بیواؤں میں جا بیٹھا سر جھکا لیا اور ہاتھ چھپا لیا تاکہ پہچان میں نہ آئے۔

[2] ہم۔ اُس صدرِ جہاں نے پھر بھی اُس کو پہچان لیا، طالب علم کا محرومی سے جلنے لگا۔ رفت۔

[3] وہ طالب علم ایک شخص کے پاس گیا جو کفن کے لئے چندہ جمع کیا کرتا تھا اور کہا کہ مجھے ایک نمدے میں لپیٹ کر مردے کی طرح راستے کے کنارے پر رکھکر بیٹھ جا۔ ہیچ زبان سے کچھ نہ کہنا ورنہ صدرِ جہاں اپنی عادت کے مطابق کچھ نہ دے گا۔

[4] بو کہ۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے مُردہ سمجھکر کفن کے لئے کچھ دیدے۔ ہر چہ۔ وہ جو کچھ دیگا آدھا تیرا اور آدھا میرا ہوگا۔ در نمد۔ کفن کے بھکاری نے ایسا ہی کیا۔ معبر۔ گذرگاہ۔ جب صدرِ جہاں نے نمدے پر کچھ رکھا تو اُس طالب علم نے جلدی سے نمدے سے ہاتھ باہر نکالا۔

تانگیرد آں کفن خواہ آں صِلہ — تانہاں نکُند ازو آں دہ دِلہ

تاکہ وہ عطیہ وہ کفن مانگنے والا نہ لے لے — تاکہ وہ پریشان آدمی اُس کو اُس سے نہ چھپائے

مُردہ از زیرِ نمد بر کرد دست — سر بروں آمد پئے دستش زِپست

مُردے نے نمدے کے نیچے سے ہاتھ باہر کر دیا — ہاتھ کے بعد اُس نے پیچھے سے سر باہر نکالا

گفت با صدرِ جہاں چوں بِستدم — اے بِبستہ بر مَن ابوابِ کرم

صدرِ جہاں سے کہا میں نے کیسا وصول کیا؟ — اے وہ کہ جس نے میرے اوپر کرم کے دروازے بند کر دیئے تھے

گفت لیکن تا نمُردی اے عنُود — از جنابِ من نبُردی ہیچ سُود

اُس نے کہا اے سرکش! لیکن جبتک تو مر نہ گیا — میرے دربار سے تو نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا

سِرِّ مُوتُوْا قَبْلَ مَوتِ ایں بُود — کز پسِ مُردن غنیمتہا رَسد

کہ تم موت سے پہلے مرو، کا راز یہ ہے — کہ مرنے کے بعد غنیمتیں آتی ہیں

غیرِ مُردن ہیچ فرہنگِ دگر — در نگیرد با خدا اے حیلہ گر

مرنے کے علاوہ دوسری ہوشیاری — اے حیلہ گر! خدا کے دربار میں اثر نہیں کرتی ہے

یک عنایت بہ ز صد گوں اجتہاد — جہد را خوفست از صد گوں فساد

ایک عنایت سیکڑوں قسم کی کوششوں سے بہتر ہے — کوشش میں سو قسم کے فساد کا ڈر ہے

واں عنایت ہست موقوفِ ممات — تجربہ کردند ایں رہ را ثقات

اور وہ عنایت مرنے پر موقوف ہے — معتبر لوگوں نے اس راستہ کا تجربہ کر لیا ہے

بلکہ مرگش بے عنایت نیز نیست — بے عنایت ہاں و ہاں جائے مایست

بلکہ اُس کی موت بھی مہربانی کے بغیر نہیں ہے — خبردار! خبردار! بے عنایت کے کسی جگہ نہ ٹھہر

آں زمرد باشد ایں افعی پیر — بے زمرد کے شود افعی ضریر

وہ اِس بوڑھے سانپ کا زمرد ہے — بغیر زمرد کے سانپ کب اندھا ہوتا ہے؟

حکایتؔ آں دو برادر یکے کوسہ و یکے امرد در عزب خانہ

اُن دو بھائیوں کی حکایت جو ایک بچی داڑھی والا اور ایک بغیر داڑھی کا تھا وہ ایک رات

بخفتند شبے اتفاقاً امرد خشتے چند بر در مقعدِ خود انبار

اتفاقاً مردانہ مکان میں سو گئے بغیر داڑھی والے نے اپنی مقعد کے در پر اینٹوں کا ڈھیر

کرد و عاقبت زباب دب آورد و آں خشتہا را بحیلہ از

لگایا اور انجام کار مفعم نے اغلام کیا اور اُس نے ان اینٹوں کو تدبیر سے

لہ وہ در۔ متردد انسان۔ تو و بتیں عالم نے جیسے ہاتھ نکالا پھر اس نمدے کے نیچے سے سر بھی نکالا۔ گفت۔ یعنی صدر جہاں سے کہا دیکھو میں نے کیسا وصول کیا۔ اے عنود۔ صدر جہاں نے جواب میں کہا جب تک تو مر نہ گیا مجھ سے نہ لے سکا انکار تو تجھے دینے سے کیا تھا۔ سِرِّ مُوتُوا۔ اس مقولہ مرنے سے پہلے مر جاؤ کا راز اب تم سمجھے کہ مرنے کے بعد انعام اور عطیہ حاصل ہوتا ہے۔

۲ے غیر مُردن۔ خدا کی جناب میں بھی جب تک فنا حاصل کرو گے اور کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی۔ یک عنایت۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک جذب سیکڑوں مجاہدوں سے بہتر ہے کیونکہ مجاہدوں میں عجب و ریا پیدا ہو جانے کا خوف ہوتا ہے۔ واں عنایت۔ جذب الٰہی اُس وقت ہوتا ہے جبکہ انسان فنا حاصل کر لے بلکہ۔ اصل جذب الٰہی ہے فنا کا مقام بھی بغیر جذب الٰہی کے حاصل نہیں ہوتا۔ آں۔ جذب زمرد اور نفس کو سانپ سمجھو سانپ زمرد سے ہی اندھا ہوتا ہے۔

۳ے حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ داڑھی کے دو قسم ہیں جو عطائے خداوندی تھے وہ اُس بچی داڑھی والے کینے فساد سے بچاؤ کا سبب ہوتے ہیں جہاں نرف وہ لوگ ہوں جنکی بیویاں نہیں ہیں۔ دیکھ مُتعفر دیکھ۔ اغلام۔

بالائے مقعدِ اُو برمی داشت وآں کودک بیدار
مقعد پر سے ہٹا رہا تھا، وہ لڑکا جاگ گیا

شُد و بخشم گفت کہ خشتہا کو چرا برداشتی و
اور غصہ سے کہا، کہ بتا اینٹوں کو تو نے کیوں ہٹایا؟ اور

اُو گفت چرا بنہادی
اُس نے کہا تو نے کیوں رکھیں؟

امردے[1] و کوسہ در انجمن — آمدند و مجمعے بُد در وطن
ایک مجلس میں ایک امرد اور ایک بچگی داڑھی والا — آئے اور مجمع شہر ہی میں تھا

مشتغل ماندند قومِ منتخب — روز رفت و شُد زمانِ ثلث شب
منتخب لوگ مشغول رہے — دن چلا گیا اور ایک تہائی رات کا وقت ہوگیا

زاں عزبخانہ نرفتند آں دو کس — ہم بخفتند آں شب از بیمِ عسس
اُس مردانے گھر سے وہ دونوں شخص نہ گئے — کوتوال کے ڈر سے اُس رات وہیں سو رہے

کوسہ[2] را بُد بر زنخداں چار مو — لیک ہمچوں ماہ بدرش بُود رُو
بچگی داڑھی والے کی ٹھوڑی پر چار بال تھے — لیکن اُس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح تھا

کودکِ امرد بصورت بُود زشت — ہم نہاد اندر پسِ کون بیست خشت
نوخیز لڑکا صورت میں بُرا تھا — پھر بھی اُس نے مقعد کے پیچھے بیس اینٹیں رکھ لیں

لوطی دَب بُرد شب از گمرہی — خشتہا را نقل کرد آں مشتہی
اِغلام باز نے بدبختی سے رات میں اغلام (کا ارادہ) کیا — اُس شہوت ناک نے اینٹیں ہٹا دیں

دست بر وَے زد او از جا جَست — گفت ہے تو کیستی اے سگ پرست
اُس نے اُس پہ ہاتھ ڈالا وہ اپنی جگہ سے کُودا — بولا ہائے اے سگ پرست! تو کون ہے؟

گفت[3] ایں سی خشت چوں انباشتی — گفت تو سی خشت چوں برداشتی
اُس نے کہا تو نے یہ تیس اینٹیں کیوں جمع کیں؟ — اُس نے کہا تو نے تیس اینٹیں کیوں ہٹائیں؟

گفت اے فی النار خرسِ مُردہ ریگ — ابلہ و بے خاصیت مانندِ ریگ
اُس نے کہا اے جہنمی، ریچھ، کمینے — احمق اور بے نفع، ریت جیسے

کودکے بیمارم و از ضعفِ خود — کردم ایں جا احتیاط و مُرتقد
میں بیمار لڑکا ہوں اور اپنی کمزوری سے — اس جگہ احتیاط کی تھی اور سونے کی جگہ بنائی

[1] امرد۔ نوخیز بغیر داڑھی کا لڑکا۔ کوسہ۔ بچگی داڑھی والا۔ انجمن یعنی خانقاہ۔ مشتغل۔ منتخب لوگ قرآن وغیرہ میں مصروف ہوگئے اور ایک تہائی رات تک یہ مصروفیت رہی۔ زاں۔ وہ دونوں کوتوال کے ڈر سے خانقاہ ہی میں سو گئے کہ کہیں کوتوال آوارہ گردی میں نہ پکڑ لے۔

[2] کوسہ بچگی داڑھی والے کی ٹھوڑی پر دو چار بال تھے اور بہت حسین تھا۔ کودک۔ لڑکا بدصورت تھا پھر بھی اُس نے احتیاطاً اپنی مقعد کے پیچھے اینٹیں رکھ لیں۔ لوطی۔ وہاں کوئی شخص تھا جس کو لواطت کی عادت تھی۔ سگ۔ یعنی نفس۔

[3] گفت۔ لوطی نے کہا تو نے اینٹیں کیوں اڑائیں امرد نے کہا تو نے اینٹیں کیوں ہٹائیں۔ گفت۔ امرد نے کہا او جہنمی، دیکھ۔ مُردہ ریگ۔ حقیر کمینہ۔ آئیں جا۔ خانقاہ ہے یہاں کوئی بدمعاشی نہ ہوگی۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت اگر داری زرنجوری تفے[1] — چوں نرفتی جانبِ دار الشفّے

اُس نے کہا اگر تو بیماری کی سوزش رکھتا ہے — تو شفاخانہ کیوں نہ گیا؟

یا بخانہ یک طبیبے مُشفقے (۲۷) — کو کُشادے از سقامت مُغلقے

یا کسی مہربان طبیب کے گھر — کہ وہ تیری بیماری کے پھندے کو کھول دیتا

گفت آخر من کجا یارم شدن — کہ بہر جامے روم مَن ممتحن

اُس نے کہا آخر میں کہاں جاؤں؟ — کیونکہ میں مصیبت زدہ جہاں بھی جاتا ہوں

چوں تو زندیقے پلیدے مُلحدے — می برآرد سر بہ پیشم چوں دَدے

تجھ جیسا بددین، ناپاک، مُلحد — میرے سامنے درندہ کی طرح سر اُبھارتا ہے

خانقاہے کہ بُوَد بہتر مکاں — من ندیدم یک دمے در وَے اَماں

خانقاہ جو بہتر جگہ ہے — میں نے اس میں ایک لمحہ کے لئے امن نہ دیکھا

رُو بمن آرند مستے خمر خوار — چشمہا پُر نطفہ کف خایہ فشار

شراب نوشوں کا گروہ میری طرف رُخ کرتا ہے — آنکھیں مستی سے بھری ہوئی ہاتھ خایہ پر پھیرتے ہوئے

یارِ مرِ ناموس را غیرِ نظر[2] — نیست لیکن زاں نظر دیں پُر خطر

آبرو والے کے لئے سوائے نظر (بازی) کے — (کچھ) نہیں ہے لیکن اُس نظر سے دین خطرے میں ہے

وانکہ ناموسی ست خود از زیر زیر — غمزہ دُزدد، میدہد مالش بکیر

وہ جو آبرو والا ہے، خود نیچے نیچے — چھپے اشارے کرتا ہے، خایہ کو ملتا ہے

خانقہ چوں ایں بُوَد بازارِ عام — چوں بُوَد خر گلہ و دیوانِ خام

خانقاہ جب یہ عام بازار ہو — تو گدھوں کے گلّے اور خام (کار) شیطانوں کا کیا حال ہوگا؟

خر کجا ناموس و تقویٰ از کجا — خر چہ داند خشیت و خوف و رجا

کہاں گدھا اور کہاں ناموس اور تقویٰ — خوف و رجا اور خدا سے ڈرنے کو گدھا کیا جانے؟

عقل[3] باشد ایمنی و عدل جُو — بر زن و بر مرد اَمّا عقل کو

امن اور انصاف کی جویاں عقل ہوتی ہے — مرد کے لئے اور عورت کیلئے، لیکن عقل کہاں ہے؟

ور گریزم من رَوَم سوئے زناں — ہمچو یوسفؑ اُفتم اندر افتتاں

اور اگر میں گریز کرتا ہوں عورتوں کی جانب جاتا ہوں — (حضرت) یوسفؑ کی طرح فتنوں میں پڑ جاتا ہوں

یوسفؑ از زن یافت زندان و فشا — مَن شوم توزیع بر پنجاہ دار

(حضرت) یوسفؑ نے عورت کی وجہ سے قید خانہ اور شکنجہ دیکھا — میں پچاس سولیوں پر منقسم ہوتا ہوں

---

[1] آگر۔ کوئی نے کہا اگر بیمار تھا تو ہسپتال جاتا یا کسی طبیب کے گھر چلا جاتا؟ خانقاہ میں کیوں آیا — دار الشفیٰ۔ شفاخانہ۔ سقامت۔ بیماری۔ گفت آخر۔ زنگی نے کہا کہاں جاؤں جہاں جاتا ہوں مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہوں۔ دَد۔ درندہ۔ خانقاہ ہے۔ جب خانقاہ میں بھی امن نہ ملی تو کہاں ملے گی۔

[2] یار۔ جو لوگ بدنامی سے ڈرتے ہیں وہ چھپے چھپے اشارے اور نظر بازی کرتے ہیں جو دین کے لئے خطرناک ہے۔ خانقہ۔ جب خانقاہ میں بھی بازاری لوگ ہیں تو اوباشوں کا اس سے اندازہ لگایا جائے۔ خر۔ عوام اور اوباش جو گدھوں کی طرح ہیں اُن میں نہ ناموس ہے نہ تقویٰ نہ خدا کا خوف اور نہ اُمید و بیم جو اصل ایمان ہے۔

[3] عقل۔ نیکی تو عقل کا تقاضہ ہے لیکن ان لوگوں میں عقل کہاں ہے۔ ور گریزم۔ یہ تو مردوں کا حال تھا اب عورتوں کا یہ حال ہے کہ اُن کی وجہ سے مصیبت میں پھنستا ہوں۔ یوسفؑ۔ حضرت یوسفؑ کو تو عورتوں نے قید میں پھنسایا میرے لئے ہر طرف سولی نصب ہے، مَردوں کی طرف سے بھی اور عورتوں کے سبب سے بھی۔

Presented by www.ziaraat.com

آں[1] زناں از جاہلی بر من تنند — اولیاشاں قصدِ جانِ من کنند

وہ عورتیں نادانی سے میرے چکر کاٹتی ہیں — اُن کے سرپرست میری جان کے درپے ہوتے ہیں

نے ز مرداں چارہ دارم نز زناں — چوں کنم چوں نے ازینم نے ازاں

میرے لئے نہ مردوں سے مفر ہے نہ عورتوں سے — میں کیا کروں جبکہ میں نہ اُنہیں سے ہوں نہ اُنہیں سے

بعد ازاں کودک بکوسہ بنگریست — گفت اُو بایں دو مُو از غم بری ست

اُس کے بعد لڑکے نے ننگی داڑھی والے کو دیکھا — بولا وہ اِن دو بالوں کی وجہ سے غم سے بری ہے

فارغست از خشت و از پیکارِ خشت — وز چو تو مادر فروشِ کنگ وزشت

اینٹ اور اینٹ کی لڑائی سے بے نیاز ہے — اور تجھ جیسے مادر فروش ہیجڑے اور بدمعاش سے

برزنخ[2] سہ چار مُو بہرِ نموں — بہتر از سی خشت گرداگرد کوں

ٹھوڑی پر دکھاوے کے تین چار بال — مقعد کے چاروں طرف تیس اینٹوں سے بہتر ہیں

ذرہ سایہ عنایت بہتر است — از ہزاراں کوششِ طاعت پرست

عنایت کے سایہ کا ایک ذرہ بہتر ہے — اطاعت گذار کی ہزاروں کوششوں سے

زانکہ شیطاں خشت طاعت بر کند — گر دو صد خشت ست خود را رہ کند

کیونکہ شیطان اطاعت کی اینٹ ہٹا دیتا ہے — اگر دو سو اینٹیں ہوں اپنے لئے راستہ بنا لیتا ہے

با عنایت اُو ندارد زہرۂ — تا بسازد خویشتن را بہرۂ

عنایت کے ہوتے ہوئے اُس کا پتہ نہیں ہے — کہ اپنے لئے کوئی حصہ لگائے

خشت[3] گر پُر ست بنہادہ تو است — آں دو سہ مُو از عطای آں سو است

اینٹیں اگر بھری ہوئی ہیں تیری رکھی ہوئی ہیں — دو دو تین بال اُس جانب کی عطا ہیں

در حقیقت ہر یکے مُو را ازاں — خُرد منگر ہمچو کوہے داں کلاں

حقیقت کے اعتبار سے اُن میں سے ہر بال کو — چھوٹا نہ سمجھ، پہاڑ کی طرح بڑا سمجھ

کاں اماں نامہ و صلہ شاہنشہی ست — خلعتِ خانیِ قُطبِ آگہی ست

کیونکہ وہ شاہی امن نامہ اور عطیہ ہے — قطبِ معرفت کی سرداری کا خلعت ہے

تو اگر صد قفل بنہی بر درے — بر کند آں جملہ را خیرہ سرے

تو اگر ایک دروازے پر سو تالے لگا دے — کوئی سرپھرا اُن سب کو توڑ دے گا

خداوندی ہے۔ درحقیقت۔ داڑھی کے یک بال کو بھی حقیر نہ سمجھ وہ کوہ گراں ہے۔ کاں۔ داڑھی اللہ کی دی ہے امن نامہ ہے اور وہ خلعت ہے جو قطب معرفت کو دی جاتی ہے۔ تو اگر۔ عنایت اور مجاہدہ کے فرق کیلئے یہ مثال ہے کہ اگر انسان خود کسی جگہ سو تالے لگائے تو اُسکو توڑ دیا جاتا ہے کوتوال اگر موم کی مہر لگا دیتا ہے تو بڑے بہادر توڑنے کی ہمت نہیں کرتے۔

[1] آں زناں۔ عورتیں مجھ پر گرتی ہیں اور اُن کے سرپرست میرے خون کے درپے ہوتے ہیں۔ نے ز مرداں۔ میرے لئے مرد بھی مصیبت کا سبب ہیں اور عورتیں بھی۔ چوں کنم۔ میں نہ مردوں میں ہوں نہ عورتوں میں، مرد مجھے عورت سمجھتے ہیں عورتیں مجھے مرد سمجھتی ہیں۔ بعد ازاں۔ اِن باتوں کے بعد اُس امرد نے ننگی داڑھی والے کو دیکھا اور بولا کہ یہ اِن دو چار بالوں کی وجہ سے سب غموں سے بے نیاز ہے۔ فارغست۔ یہ اینٹوں سے بھی بے نیاز ہے اور اینٹوں کے جھگڑے سے بھی مجھے اینٹیں اڑانی پڑتی ہیں اور پھر اینٹیں ہٹانے کے بارے میں تجھ سے جھگڑا پڑا اور یہ تجھ جیسے ہیجڑے بدمعاش سے بھی بے نیاز ہے۔

[2] برزنخ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ دیکھو داڑھی کے دو چار بال تیس اینٹوں سے بہتر ثابت ہوئے۔ ذرہ۔ اِسی طرح اللہ کے جذب کا ایک ذرہ عبادت کی ہزار کوششوں سے بہتر ہے۔ زانکہ۔ شیطان عبادت کی اینٹیں اکھاڑ دیگا اور اپنا راستہ بنا لے گا۔ باعنایت۔ اگر جذب خداوندی ہے تو شیطان اُس میں اپنا حصہ نہ بنا سکے گا۔

[3] خشت۔ عبادت کی اینٹیں تیری جمع کی ہوئی ہیں اور جذب بالوں کی طرح عطیہ

شحنہ از موم اگر مُہرے نہد — پہلواناں را ازاں دل بشکہد
کوتوال اگر موم کی مُہر لگا دیتا ہے — اُس سے پہلوانوں کا دل گھبراتا ہے

شحنہ گر مُہرے نہد از موم نرم — زاں بُود کوتاہ پنجہ شیرِ گرم
کوتوال، اگر نرم موم کی مُہر لگا دے — اُس سے بپھرے غصیلے شیر عاجز ہوتے ہیں

آں[1] دو سہ تارِ عنایت ہمچو کوہ — سد شُدہ چوں فرِّ سیما در وجوہ
وہ دو تین عنایت کے تار، پہاڑ کی طرح — آڑ ہو گئے، جیسا کہ چہروں پر عظمت کا نشان

خشت را مگذار اے نیکو سرشت — لیک ہم ایمن مخسپ از دیوِ زشت
اے نیک طینت! اینٹ کو بھی نہ چھوڑ — لیکن بدشیطان سے بے خوف نہ سو

رَو دو تا مُوزاں کرم بادست آر — وانگہاں ایمن بخسپ و غم مدار
جا، اُس کرم کے دُو عدد بال حاصل کرلے — اور تب اطمینان سے سو، اور فکر نہ کر

نومِ عالِم از عبادت بہ بُوَد — آنچناں علمے کہ مُستنبہ بُوَد
عالِم کا سونا، عبادت سے بہتر ہے — ایسا علم جو آگاہی دینے والا ہو

آں[2] سکونِ سابح اندر آشنا — بہ ز جہدِ اعجمے با دست و پا
تیراکی میں تیراک کا سکون — اناڑی کی ہاتھ پاؤں کی کوشش سے بہتر ہے

دست و پا ساکن بآب اندر سباح — بہ رَوَد از اعجمے با انتطاح
ہاتھ اور پاؤں ٹھہرے ہوئے، تیرنے میں — وہ بہتر چلے گا اناڑی سے باوجود ٹکر مارنے کے

اعجمی زد دست و پا و غرق شُد — میرود سبّاح ساکن چوں عمد[3]
اناڑی نے ہاتھ پاؤں مارے اور ڈوب گیا — تیراک شہتیر کی طرح ساکن جا رہا ہے

عِلم دریا ئیست بیحد و کنار — طالبِ علم ست غوّاصِ بحار
علم ایک لامحدود بے ساحل کا دریا ہے — علم کا طالب سمندروں کا غوطہ زن ہے

گر ہزاراں سال باشد عمرِ اُو — اُو نگردد سیر خود از جستجو
اگر اُس کی عمر ہزاروں سال کی ہو — وہ جستجو سے سیر نہ ہوگا

نیند کا سکون جاہل کی عبادت کی حرکت سے بہتر ہے اُس کے سونے میں اتنا اخلاص اور صحیح نیت ہوگی کہ جاہل کی عبادت میں بھی نہ ہوگی اور افضلیت کا مدار نیت اور اخلاص پر ہے۔ علم۔ اب علم کی فضیلت بیان کرکے اُس کی طلب کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ علم ناپیدا کنار دریا ہے اور طالب علم اُس میں سے موتی نکالتا ہے۔ گر ہزاراں علم کی وہ لذت ہے کہ طالب علم کی اُس سے کبھی سیری نہیں ہوتی ہے۔

---

[1] آں دو سہ۔ وہ دو تین بال شیطان کے حملے سے بچانے کے لئے پہاڑ کی طرح تھے، اور وہ ایسی علامت تھی جیسی عبادت گذاروں کے چہروں پر سجدوں کے نشان کی علامت خشت یعنی شیطان سے بچاؤ کی تدبیر اور مجاہدہ کرتا رہ لیکن صرف اُس پر بھروسہ نہ کر۔ تو جذبِ الٰہی اور عنایت کے دو چار بال حاصل کرلے پھر تو بے خوف ہو جا۔ نومِ عالِم۔ اب اللہ تعالیٰ کی عنایت کی مجاہدے پر ترجیح کے لئے ایک حدیث کا مضمون بیان فرماتے ہیں۔ عالِم کی نیند کو عبادت قرار دیا گیا اور ظاہر ہے کہ عارف و عالِم کی عبادت جاہل کی عبادت سے افضل ہے لہٰذا عالِم کا سونا جاہل کی عبادت سے افضل ہوا۔ مستنبہ۔ وہ علم جو دنیا اور آخرت کے نقصانات سے تنبیہ کرنیوالا ہو۔

[2] آں سکون۔ وہ سونے میں ساکن پڑا ہے اور غیر عالم عبادت میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہے بایں ہمہ اُس کی یہ مثال سمجھو کہ ایک تیراک جو ماہر ہے وہ سکون سے پانی پر لیٹا ہوا تیر رہا ہے اور ایک اناڑی ہاتھ پاؤں مار کر تیر رہا ہے۔ سابح۔ تیراک۔ آشنا۔ تیراکی۔ انتطاح۔ ٹکر مارنا۔

[3] عمد۔ لکڑی کے شہتیر کی طرح پانی پر چلا جا رہا ہے جس طرح اس تیراک کا سکون دوسرے کی حرکات سے افضل ہے اسی طرح عالم کی

کاں[1] رسولِ حق بگفت اندر بیاں — ایں کہ مَنْھُوْمَانِ ھُمَا لَایَشْبَعَان
کیونکہ رسولِ حق نے بیان میں فرمایا — یہ کہ دو حریص سیر نہیں ہوتے ہیں

در تفسیر ایں خبر کہ مصطفےٰ صلی اللہ و سلم فرمود منھومان لایشبعان طالبُ الدُّنیا وطالبُ العلم کہ ایں علم غیرِ علمِ دنیا باشد تا دو قسم باشد اما علمِ دنیا ہم دنیا باشد بے آخرت واگر ہمچنیں باشد کہ طالبُ الدُّنیا و طالبُ الدُّنیا تکرار بُوَد نہ تقسیم مع تقریرہ

اس حدیث کی تفسیر جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی دو حریص ہیں جو سیر نہیں ہوتے ہیں، دنیا کا طلب گار اور علم کا طلب گار کہ یہ علم دنیا کے علم کے علاوہ ہوگا تاکہ دو قسمیں بن سکیں لیکن دنیا کا علم بھی دنیا ہے بغیر آخرت کے اور اگر ایسا ہو کہ دنیا کا طالب اور دنیا کا طالب ہے تو تکرار ہو جائے گا نہ کہ تقسیم مع اس کی پوری تقریر کے

طَالِبُ[2] الدُّنْیَا وَتَوْفِیْرَاتِھَا — طَالِبُ الْعِلْمِ وَتَدْبِیْرَاتِھَا
دنیا کا طالب اور اس کی ترقیوں کا — علم کا طالب اور اس کی تدبیروں کا

پس دریں قسمت چو بگماری نظر — غیرِ دنیا باشد ایں علم اے پدر
تو اس تقسیم میں جب نظر کر جمائے گا — اے بابا! یہ علم دنیا کا غیر ہوگا

غیرِ دنیا پس چہ باشد آخرت — کت کند زینجا و باشد رہبرت
تو دنیا کا غیر کیا ہوتا ہے؟ آخرت — جو تجھے یہاں سے اکھاڑ دے اور تیرا رہنما ہو

غیرِ دنیا آخرت باشد یقیں — کاں برد زینجات آنجا اے امیں
دنیا کا غیر یقیناً آخرت ہے — اے امین! کہ وہ تجھے اس جگہ سے اس جگہ پہنچائے

بحث کردنِ آں سہ شہزادہ در تدبیر ایں واقعہ

اُن تین شہزادوں کا اس واقعہ کی کھود کرید کرنا

رو[3] بہم کردند ہر سہ مفتتن — ہر سہ را یک درد و یک رنج و حزن
تینوں فتنہ میں مبتلا آپس میں متوجہ ہوئے — تینوں کا ایک ہی درد اور ایک ہی رنج و غم تھا

ہر سہ در یک فکر و یک سودا ندیم — ہر سہ از یک رنج و یک علت سقیم
تینوں ایک ہی فکر اور ایک ہی خیال میں ساتھی تھے — تینوں ایک رنج اور ایک بیماری کے بیمار تھے

[1] کاں۔ آنحضورؐ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ دو لالچی ایسے ہیں کہ کبھی ان کا پیٹ نہیں بھرتا ہے ایک علم کا طالب اور دوسرا دنیا کا طالب۔ در تفسیر۔ مولانا نے فرمایا کہ یہاں علم سے مراد دین اور آخرت کا علم ہے اگر دنیوی علوم مراد لئے جائیں گے تو یہ تقسیم درست نہ رہے گی اس لئے کہ طالب دنیا اور طالب علم دنیا ایک چیز ہے۔

[2] طالب الدنیا۔ ایک سیر نہ ہونے والا دنیا اور اس کی ترقیوں کا طالب ہے دوسرا سیر نہ ہونے والا علم اور اس کی تدبیروں کا طالب ہے۔ قسمت۔ یعنی ایک دوسرے کا قسیم اور بالمقابل ہے تو علم سے مراد علم آخرت ہوگا۔ کت۔ وہ علم دنیا میں معروف نہ ہونے دیگا اور آخرت کا رہبر ہوگا۔ غیر دنیا۔ دنیا سے آخرت ہی میں جانا ہے تو دنیا کے سوا وہی جگہ ہے۔

[3] رو بہم۔ تینوں شہزادے ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے۔ مفتتن۔ فتنہ میں پڑا ہوا۔ یک فکر۔ تینوں کی ایک ہی فکر تھی ایک ہی قسم کا رنج اور ایک ہی قسم کی بیماری تھی یعنی تینوں شاہ کی چین لڑکی کے فراق میں مبتلا تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

در خموشی ہر سہ را خطرت یکے | در سخن ہم ہر سہ را حجت یکے
خموشی میں تینوں کا ایک ہی خیال تھا | گفتگو میں تینوں کی ایک ہی دلیل تھی

یک زمانے اشک ریزاں ہر سہ شاں | بر سرِ خوانِ مصیبت خونفشاں
کسی وقت تینوں آنسو بہانے والے ہوتے | مصیبت کے خوان پر خون چھڑکنے والے

یک زماں ز آتشِ دل ہر سہ کس | بر زدہ با سوز چوں مجمر نفس
کسی وقت تینوں دل کی آگ کی وجہ سے | انگیٹھی کی طرح سوزش کے ساتھ سانس لیتے

مقالتِ برادرِ بزرگ ترین
سب سے بڑے بھائی کی گفتگو

آں بزرگیں گفت کاے اخوانِ خیر | ما نہ نر بودیم اندر نصحِ غیر
اُس بڑے نے کہا اے بھلے بھائیو! | کیا ہم دوسرے کو نصیحت کرنے میں مرد نہ تھے؟

از حشم ہر کہ بما کردے گلہ | از بلا و خوف و فقر و زلزلہ
متعلقین میں سے جو ہم سے شکوہ کرتا | بلا اور خوف اور فقر اور زلزلہ کا

ما ہمی گفتیم کم نال از حرج | صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
ہم کہا کرتے تھے دل تنگی سے نالاں نہ ہو | صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

ایں کلیدِ صبر ما اکنوں چہ شد | اے عجب منسوخ شد قانوں چہ شد
ہمارے صبر کی یہ کنجی اب کہاں گئی | ہائے تعجب! قانون منسوخ ہوگیا، کیا ہوگیا!

ما نمی گفتیم کاندر کشمکش | اندر آتش ہمچو زر خندید خوش
کیا ہم نہیں کہا کرتے تھے کہ کشمکش میں | آگ کے اندر سونے کی طرح خوب ہنسو؟

ہر سپہ را وقتِ تنگاتنگِ جنگ | گفتہ ما کہ ہیں مگردانید رنگ
جنگ کی تنگی ترشی میں ہر سپاہی کو | ہم نے کہا خبردار! رنگ متغیر نہ کر

آں زماں کہ بود اسپاں را وطا | جملہ سرہا بریدہ زیرِ پا
جس وقت گھوڑوں کی روند ہوتی | تمام کٹے ہوئے سر پاؤں کے نیچے ہوتے

ما سپاہِ خویش را ہے ہے کناں | کہ بہ پیش آید قاہر چوں سناں
ہم اپنے لشکر کو ہائیں ہائیں کرتے | کہ غلبہ کے ساتھ بھالے کی طرح آگے بڑھو

جملہ عالم را نشاں دادہ بصبر | زانکہ صبر آمد چراغ و نورِ صدر
ہم نے تمام دنیا کو صبر کا پتہ بتایا | کیونکہ صبر سینہ کا چراغ اور نور ہے

۵۱ در خموشی۔ جب رہتی تو سب کے ایک ہی خیال یعنی شہزادی کا تصور تھا۔ در سخن۔ بات کرتے تو ایک ہی بات یعنی شہزادی کا ذکر تھا۔ یک زماں کبھی تینوں ملکر رونے لگتے کبھی تینوں گرم آہیں بھرنے لگتے۔ مجمر انگیٹھی نفس سانس۔

۵۲ آں بزرگیں یعنی تینوں میں سے بڑا۔ اخوان۔ بھائی۔ حشم یعنی بھائی حشم جب کبھی متعلقین میں سے کوئی مصیبت کا شکوہ کرتا تو ہم اسکو صبر کی تلقین کیا کرتے تھے لہذا ہمیں بھی صبر سے کام لینا چاہیے جس سے مقصد پورا ہوگا۔

۵۳ ایں کلید۔ ہم دوسروں کو صبر دلاتے تھے۔ صبر کی وہ کنجی جس سے کشادگی آتی ہے ہمارے ہاتھ سے کہاں چلی گئی۔ ما نمی گفتیم۔ ہم دوسروں کو کہتے تھے کہ مصیبت کے وقت خندہ پیشانی سے رہنا چاہیے۔ رنگ یعنی ڈر سے زرد نہ ہوں۔ وطا۔ پائمال۔ ہاے ہاے ہم اپنے لشکر سے کہتے تھے بڑھے اور تیر کی نوک کی طرح آگے گھس جاؤ۔ جملہ عالم۔ ہم سب کو صبر کی تلقین کرتے تھے کہ صبر سے دل روشن ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

نوبتِ[1] ما شُد چہ خیرہ سَر شُدیم — چوں زنانِ زِشت دَر چادر شُدیم
جب ہماری باری آئی ہم کیسے حیران ہو گئے — بدصورت عورتوں کی طرح ہم چادر میں ہو گئے

اے دلے کہ جُملہ را کردی تو گرم — گرم کُن خود را و از خود آر شرم
اے دل! کہ تو نے سب کو مُستعد کیا — اپنے آپ کو مُستعد کر، اور اپنے سے شرم کر

اے زباں کہ جُملہ را ناصح بُدی — نوبتِ تو گشت از چہ تن زدی
اے وہ زبان! جو سب کو نصیحت کرنیوالی تھی — تیری باری آئی تو تُو خاموش کیوں ہو گئی؟

اے خِرد کُو پندِ شکّر خای تو — دورِ تست ایندم چہ شُد سِیہای تو
اے عقل! تیری میٹھی نصیحت کہاں گئی؟ — اب تیری باری ہے، تیری ہائے ہُو کہاں گئی؟

اے ز دلہا بُردہ صد تشویش را[1] — نوبتِ تو شُد بجُنباں ریش را
اے (عقل)! تو دلوں سے سیکڑوں پریشانیوں کو دور — تیری باری آگئی، داڑھی ہلا دے

از غَری رِیش ار کنوں دزدیدۂ — پیش ازیں بر ریشِ خود خندیدۂ
اگر اب بد دلی کی وجہ سے تو نے داڑھی کو چھپایا ہے — اِس سے پہلے تو اپنی داڑھی پر ہنستی تھی

وقتِ[2] پندِ دیگرانے ہائے ہائے — در غمِ خود چوں زنانے وائے وائے
دوسروں کو نصیحت کے وقت، ہائے ہائے — اپنے غم میں عورتوں کی طرح، وائے وائے

چوں بدردِ دیگراں درماں بُدی — دردِ مہمانِ تو آمد تن زدی
جب تو دوسروں کے درد میں علاج تھی — درد تیرا مہمان بن کر آیا، تو خاموش ہو گئی

بانگ بر لشکر زدن بُد سازِ تو — بانگ بر زن چہ گرفت آوازِ تو
لشکر کو للکارنا تیرا طریقہ تھا — (اب) للکار، تیری آواز کو کس نے پکڑ دیا؟

آنچہ پنجہ سال بافیدی بہوش — زاں نسیجِ خود بغلطاقے بپوش
جو تو نے پچاس سال ہوشیاری سے بُنا — اُس بُنے ہوئے سے ایک بغلطاق پہن لے

از نوایت[3] گوشِ یاراں بُود خوش — دست بیروں آر و گوشِ خود بکش
تیری آواز سے دوستوں کے کان خوش تھے — ہاتھ باہر نکال اور اپنا کان کھینچ

سَر بُدی پیوستہ خود را دُم مکُن — پا و دست و رِیش و سُبلت گم مکُن
تو ہمیشہ سَر تھی اپنے آپ کو دُم نہ بنا — پاؤں اور ہاتھ اور داڑھی اور مونچھ گم نہ کر

بازی آنِ تست بر روئے بساط — خویش را در طبع آر و در نشاط
بساط پر بازی تیری ملکیت ہے — اپنے آپ کو (خوش) طبعی اور نشاط میں لا

[1] نوبت۔ جب ہماری باری آئی تو ہم عورتوں کی طرح ٹسوے بہانے بیٹھ گئے۔ اے دل۔ پھر اپنے دل کو دلاسا دیتا۔ اے زباں۔ اُس شہزادے نے اپنی زبان کو نصیحت کی کہ تو دوسروں کو نصیحت کرتی تھی اب کیوں خاموش ہے۔ اے خِرد۔ اپنی عقل کو کہا تو بڑی نصیحتیں کرتی تھی اب کیوں چپ ہے۔ بجُنباں ریش را۔ پہلے قصّہ گذرا ہے کہ سلطان محمود نے کہا تھا میں داڑھی ہلا دیتا ہوں تو لوگوں کی مصیبت ٹل جاتی ہے۔ غَری۔ بد دلی۔ بر ریش خود۔ پہلے تو دوسروں کی داڑھی پر ہنسا کرتی تھی اب معلوم ہوا کہ وہ ہنسی تیری خود اپنی داڑھی پر تھی۔

[2] وقت۔ دوسروں کو نصیحت کرنے کے وقت تو ان کو تنبیہ کرتی تھی اب عورتوں کی طرح وائے وائے کر رہی ہے۔ درماں۔ تو دوسروں کے مرض کا علاج تھی اب اپنے مرض کے وقت کیوں چپ ہے۔ بانگ۔ لشکر پر چیختی تھی اب تیری آواز کیوں بیٹھ گئی۔ نسیج۔ بُنا ہوا کپڑا۔ بغلطاق۔ قبا، بڑی ٹوپی

[3] از نوایت۔ تیری آواز سے دوست خوش تھے اب اپنے ہاتھ سے اپنی گوشمالی کر۔ سَر بُدی۔ تو سَر تھی اب اپنے آپ کو دُم نہ بنا اور ذلیل نہ کر اور اپنی قوت و ہمت پر عمل کر

[illegible]

این[1] حکایت گوش کن اے باخرد   تا بدانی اندریں معنیٰ سند
اے عقلمند! یہ حکایت سُن لے   تاکہ اس سلسلہ میں ایک سند کو جان جائے

ذکر آنکہ پادشاہے دانشمندے را باکراہ در مجلس در آورد و بنشاند و ساقی شراب بر اں دانشمند عرضہ کرد وی از ساغر بگردانید و ترشی و تندی آغاز کرد شاہ ساقی را گفت ہیں در طبعش آر ساقی مُشت چند بر سرش کوفت و شراب بخوردش داد

اس کا ذکر کہ ایک بادشاہ ایک فقیہ کو جبراً مجلس میں پکڑ لایا اور بٹھا دیا اور ساقی نے اُس فقیہ کے سامنے شراب پیش کی اُس نے جام سے مُنہ پھیر لیا اور ناگواری اور بدمزاجی شروع کر دی بادشاہ نے ساقی سے کہا، ہاں اُس کا مزاج ٹھکانے کر دے ساقی نے چند گھونسے اُسکے سر پہ مارے اور اُسکو شراب پینے کیلئے دیدی

پادشاہے مست اندر بزمِ خوش   می گذشت آں یک فقیہے بر درش
ایک بادشاہ خوشی کی محفل میں مست تھا   اُس کے دروازے پر ایک فقیہ گذر رہا تھا

کرد اشارت کش دریں مجلس کشید   وین شرابِ لعل در خوردش دہید
اُس نے اشارہ کر دیا کہ اُسکو اس مجلس میں کھینچ لاؤ   اور یہ سُرخ شراب اُس کو پینے کے لئے دیدو

پس کشیدندش بشہ بے اختیار   شست در مجلس تُرش چوں زہر مار
وہ اُس کو جبراً بادشاہ کے پاس کھینچ لائے   وہ زہر مار کی طرح مجلس میں مُنھ بنا کر بیٹھ گیا

عرضہ[2] کردش مے نہ پذرفت او بخشم   از شہ و ساقی بگردانید چشم
اُسنے اُسکے سامنے شراب پیش کی اُسنے غصے سے قبول نہ کی   بادشاہ اور ساقی سے نگاہ پھیر لی

کہ بعمر خود نخوردستم شراب   خوشتر آید از شرابم زہر ناب
کہ میں نے زندگی بھر شراب نہیں پی ہے   مجھے خالص زہر شراب سے اچھا لگتا ہے

ہیں[3] بجایِ مے مرا زہرے دہید   تا من از خویش و شما از من رہید
ہاں! مجھے شراب کی بجائے زہر دے دو   تاکہ میں اپنے سے اور تم مجھ سے چھوٹ جاؤ

مے نخوردہ عربدہ آغاز کرد   گشتہ در مجلس گراں چوں مرگ و درد
بغیر شراب پیئے، لڑائی دنگا شروع کر دیا   وہ موت اور درد کی طرح مجلس میں گراں بن گیا

---

[1] ایں حکایت۔ اس حکایت میں بھی طبیعت کو نشاۃ میں لانے کا ذکر ہے۔ بادشاہے۔ ایک بادشاہ محفل نشاط میں شراب نوشی کر رہا تھا دروازے کے سامنے سے ایک فقیہ طالب علم گذرا۔ کرد۔ بادشاہ نے مصاحبوں کو اشارہ کیا کہ اُس کو پکڑ لائیں اور شراب پلائیں۔

[2] عرضہ کردش۔ ساقی نے اُس کو شراب دی اُس نے بادشاہ اور ساقی سے مُنہ پھیر لیا۔ کہ تمام عمر میں نے تمام عمر شراب نہیں پی مجھے زہر دیدو وہ اس شراب سے اچھا ہے۔ زہر ناب۔ خالص زہر۔

[3] ہیں۔ وہ فقیہ بولا بہتر یہ ہے کہ مجھے شراب کی بجائے زہر دیدو تاکہ میں نجات پا جاؤں۔ عربدہ۔ لڑائی جھگڑے کی وجہ سے وہ سب کیلئے مصیبت بن گیا۔

Presented by www.ziaraat.com

ہمچو[1] اہلِ نفس و اہلِ آب و گِل — در جہان بنشست با اصحابِ دل
جس طرح اہلِ نفس اور اہلِ جسم — اصحابِ دل کے ساتھ دنیا میں بیٹھے ہوئے ہیں

حق ندارد خاصگاں را درکموں — از مئے ابرار جز در بیشتر بُون
اللہ (تعالیٰ) خاص لوگوں کو پوشیدگی میں نہیں رکھتا — نیکوں کی شراب ہے، سوائے اسکے کہ وہ پینے والوں میں ہیں

عرضہ میدارند بر محجوب جام — حس نمی یابد ازاں غیرِ کلام
وہ محجوب پر جام پیش کرتے ہیں — حس اُس سے بجز کلام کے کچھ حاصل نہیں کرتا

رُو ہمی گرداند از ارشادِ شاں — کہ نمی بیند بدیدہ دادِ شاں
وہ اُن کے ارشاد سے رُوگردانی کرتا ہے — کیونکہ وہ آنکھ سے اُن کی عطا کو نہیں دیکھتا

گر ز گوشش تا بحلقش رہ بُدے — سرِ نصح اندر درونش در شُدے
اگر اُس کے کان سے اُس کے حلق تک راستہ ہوتا — تو نصیحت کا راز اُس کے اندر پہنچتا

چوں[2] ہمہ نارست جانش نیست نُور — کہ افگند در نارِ سوزاں جز قشور
کیونکہ اُس کی جان بالکل آگ ہے، نور نہیں ہے — چھلکوں کے سوا جلتی آگ میں کون ڈالتا ہے؟

مغز بیروں ماند و قشرِ گفت رَفت — کے شود از قشر معدہ گرم و زَفت
مغز باہر رہا اور گفتگو کا چھلکا (اندر) گیا — چھلکے سے معدہ گرم اور موٹا کب ہوتا ہے؟

نارِ دوزخ جز کہ قشر افشار نیست — نار را با ہیچ مغزے کار نیست
دوزخ کی آگ پوست گیر کے سوا کچھ نہیں — آگ کو کسی مغز سے سروکار نہیں ہے

ور بُود بر مغز نارے شعلہ زن — بہرِ پختن داں نہ بہرِ سوختن
اور اگر مغز پر کوئی آگ شعلہ زن ہو — پکانے کے لئے جان، نہ کہ جلانے کے لئے

تا[3] کہ باشد حق حکیم ایں قاعدہ — مستمر داں تا بری زاں فائدہ
جب تک اللہ (تعالیٰ) حکیم ہے، یہ قاعدہ — جاری سمجھ، تاکہ تو اُس سے فائدہ اٹھائے

مغز نغز و قشرہا مغفور ازو — مغز را پس چوں بسوزد دُور ازو
مغز عمدہ ہے اور اُس کی وجہ سے چھلکے بخشے ہوئے ہیں — تو وہ مغز کو کیسے جلا دے گا؟ اُس سے بعید ہے

از عنایت گر بکوبد بر سرش — اشتہا آرد شرابِ احمرش
عنایت سے اگر اللہ (تعالیٰ) اُس کا سر کوٹ دیں — وہ اُس کو سرخ شراب کی خواہش پیدا کر دیتا ہے

[1] ہمچو۔ پہلے ظاہری شراب نہ پینے والے کا شرابیوں سے اعراض اور انقباض کا ذکر تھا اب مولانا نے معنوی شراب نہ پینے والوں کا شرابِ معرفت پینے والوں سے انقباض کا ذکر کیا ہے۔ اہلِ نفس یعنی وہ لوگ جن کو شرابِ معرفت حاصل نہیں ہے۔ اصحابِ دل۔ اہلِ دل، اصحابِ معرفت۔ حق ندارد۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو بر وقت شرابِ معرفت پلاتا رہتا ہے۔ عرضہ۔ یہ لوگ دنیاداروں پر وہ شراب پیش کرتے ہیں لیکن وہ اُس کی حقیقت تک نہیں پہنچتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی نظر اُس کی حقیقت تک نہیں پہنچتی ہے۔ گر ز گوشش۔ اگر اُن کے کان سے حلق تک راہ ہوتی تو اُس کلام کی حقیقت اُن کے دل پر اثر کرتی۔

[2] چوں ہمہ۔ اُن کے دل پر شہوت کی آگ ہے اور آگ تک چھلکے ہی پہنچتے ہیں۔ مغز۔ کلام کا مغز تو باہر رہ گیا معدے میں صرف چھلکے پہنچے اُن سے کوئی قوت حاصل نہیں ہو سکتی۔ نارِ دوزخ۔ آگ میں صرف چھلکے جھونکے جلتے ہیں اسی لئے جہنم میں وہ لوگ جائیں گے جو مغزِ حقیقت سے خالی ہونگے۔ ور بود۔ اگر مومنین جہنم میں جائیں گے تو وہ پختہ کرنے کیلئے بھیجے جائیں گے اور اُس سے اُن کی معصیتوں کا ازالہ ہو جائیگا۔

[3] تاکہ۔ جبتک اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے اور وہ ہمیشہ کیلئے حکمت والا ہے یہ قاعدہ جاری سمجھ کہ وہ مغز کو جہنم میں نہ جلائیگا۔ مغز نغز۔ مغز والے تو اسقدر بہتر ہونگے اُنکی شفاعت سے چھلکوں والے بھی بخشے جائینگے۔ از عنایت۔ اگر عنایتِ خداوندی اور جذبِ الٰہی اعراض کرنیوالے کی سرکوبی کرے تو اُسکو شراب کی خواہش پیدا ہو جائیگی جس طرح اِس فقیہ میں پیدا ہو گئی تھی۔

ورنہ[۱] کو بد ماند اُو بستہ دہاں — چوں فقیہ از شربِ و بزمِ ایں شہاں
اور اگر نہ کو تو وہ بستہ دہن رہ جائے — شاہوں کی محفل اور شراب سے فقیہ کی طرح

گفت شہ با ساقیش اے نیک پے — چہ خموشی دہ بطبعش آرِ ہے
شاہ نے اپنے ساقی سے کہا اے نیک قدم! — تو کیوں چپ ہے دے، ہاں اُس کا مزاج ٹھیک کر دے

ہست پنہاں حاکمے بر ہر خرد — ہر کرا خواہد بفن از خود برد
ہر عقل پر ایک مخفی حاکم ہے — جس کو چاہے تدبیر سے خودی سے نکال دے

آفتاب[۲] و مشرق و تنویرِ اُو — چوں اسیراں بستہ در زنجیرِ اُو
سورج اور مشرق اور اُس کی روشنی — قیدیوں کی طرح اُس کی زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں

چرخ را چرخ اندر آرد در زمن — چوں بخواند در دماغش نیم فن
آسمان کو فوراً چکر میں لے آئے — جب اُس کے دماغ میں تھوڑا سا فن پڑھ دے

عقل کو عقلِ دگر را سخرہ کرد — مہرہ زو دارد و یست اُستادِ نرد
جس عقل نے دوسری عقل کو مغلوب کر دیا ہو — وہ مہرہ اُس سے رکھتی ہے، نرد کا استاد وہی ہے

چند سیلی بر سرش زد گفت گیر — در کشید از بیم سیلی آں زحیر
چند چپت اُس کے سر پر لگائے، کہا لے لے — وہ مصیبت زدہ چپت کے ڈر سے چڑھ گیا

مست گشت و شاد و خنداں شد چو باغ — در ندیمی و مضاحک رفت و لاغ
مست اور خوش ہو گیا اور باغ کی طرح کھل گیا — مصاحبت اور خوش مذاقی اور تمسخر میں لگ گیا

شیر[۳] گیر و خوش شد انگشتک بزد — سوی مبرز رفت تا میزک کند
نیم مست اور خوش ہوا، چٹکیاں بجانے لگا — بیت الخلاء کی جانب گیا، تاکہ پیشاب کرے

یک کنیزک بود در مبرز چو ماہ — سخت زیبا و ز قرناقانِ شاہ
بیت الخلاء میں چاند جیسی ایک لونڈی تھی — شاہ کے خادموں میں سے بہت خوبصورت

چوں بدید اُو را دہانش باز ماند — عقل رفت و تن ستم بردار ماند
جب اُس نے اُسے دیکھا اُس کا منہ کھلا رہ گیا — عقل چلی گئی، مظلوم جسم رہ گیا

عمرہا بودہ عزب مشتاق و مست — بر کنیزک در زماں در زد دو دست
عمر بھر کنوارا، مشتاق اور مست رہا تھا — فوراً لونڈی پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے

پس طپید آں دختر و نعرہ فراشت — بر نیامد با وے و سودے نداشت
وہ لڑکی مچلی اور شور کیا — اُس سے کچھ بن نہ پڑا اور کوئی فائدہ نہ ہوا

---

۱ ورنہ کو ہو۔ اور اگر عنایت خدا وندی سر کوبی نہ کرے تو اُس فقیہ کی طرح اُن بادشاہوں کی شراب سے محروم رہے گا جو سر کوبی سے پہلے محروم تھا۔ گفت شہ۔ شاہ نے ساقی سے کہا کہ اِس فقیہ کے مزاج ٹھکانے لگا دے دو۔ یعنی اُس کو شراب دے۔ ہست۔ جس طرح ساقی نے فقیہ کے مزاج ٹھکانے لگا دیئے اِسی طرح ہر عقل پر ایک پوشیدہ ذات حاکم ہے جو عقل کو خودی سے بے خود کر دیتی ہے۔

۲ آفتاب۔ اُس ذات کے قبضہ میں پوری کائنات ہے۔ چرخ۔ آسمان اُس کے معمولی حکم کا پابند ہے۔ عقل۔ اگر کسی کی عقل میں تابع کر لینے کی قوت ہے تو وہ اُسی کی عطا کردہ ہے۔ چند سیلی۔ ساقی نے اُس فقیہ کے چند چپت لگائے تو اُس کی عقل ٹھکانے آ گئی۔ زحیر۔ یعنی پیچ و تاب میں پڑا ہوا۔ ندیمی۔ مصاحبت۔ مضاحک۔ ہنسی کی باتیں۔ لاغ۔ مذاق۔

۳ شیر گیر۔ نشہ کا ایک درجہ ہے۔ مبرز۔ بیت الخلاء۔ میزک۔ پیشاب۔ قرناقاں۔ قرناق کی جمع ہے۔ خدمتگار کنیزک۔ باندی۔ عزب۔ غیر شادی شدہ مرد۔ کنوارا۔ دست۔ یعنی دونوں ہاتھوں سے اُس کو گرفت میں لے لیا۔ طپید۔ اُس لڑکی نے گرفت سے چھوٹنے کی بہت کوشش کی۔ بر نیامد۔ کچھ بن نہ پڑا۔

Presented by www.ziaraat.com

زنؔ[1] بدستِ مرد در وقتِ لقا — چوں خمیر آمد بدستِ نانبا

ملاقات کے وقت، عورت مرد کے ہاتھ میں — نانبائی کے ہاتھ میں خمیر کی طرح ہوتی ہے

بسرشد گاہیش نرم وگہ درشت — زو برآرد چاق چاقے زیرِ مشت

وہ اس کو کبھی نرم گوندھتا ہے اور کبھی سخت — مٹھی کے نیچے اس کی آواز کھچا کھچ نکلتی ہے

گاہ پہنش واکشد بر تختہ — درہمش آرد گہے یک لختہ

کبھی اس کو تختے پر پھیلا دیتا ہے — کبھی اس کو ایک دم سے سمیٹ لیتا ہے

گاہ در وے ریزد آب و گہ نمک — از تنور و آتشش سازد محک

کبھی اس میں پانی ڈالتا ہے اور کبھی نمک — تنور اور آگ سے اس کا امتحان کرتا ہے

اینچنیں[2] پیچند مطلوب و طلوب — اندریں لعب اند مغلوب و غلوب

اسی طرح عاشق اور معشوق لپٹ جاتے ہیں — اس کھیل میں غالب اور مغلوب ہوتے ہیں

ایں لعب تنہا نہ شو را با زن ست — ہر عشیق و عاشقے را ایں فن ست

یہ کھیل نہ صرف شوہر کا بیوی سے ہے — ہر عاشق و معشوق کا یہی طریقہ ہے

از قدیم و حادث و عین و عرض — پیچشے چوں ویس و رامیں مفترض

قدیم اور حادث اور جوہر اور عرض کا — ویس اور رامین کی طرح گتھنا ضروری ہے

لیک لعب ہر یکے رنگے دگر — پیچشِ ہر یک ز فرہنگے دگر

لیکن ہر ایک کا کھیل، دوسرے رنگ کا ہے — ہر ایک کا گتھنا دوسرے طریقہ کا ہے

شوی و زن را گفتہ شد بہرِ مثیل — کہ مکن[3] اے شوی زن را بد گسیل

شوہر اور بیوی مثال کے لئے کہہ دیئے گئے ہیں — کہ اے شوہر، بیوی کو بُری طرح رخصت نہ کر

آں شبِ گردک نہ ینگا دستِ اُو — خوش امانت داد اندر دستِ شو

کیا نہیں ہمجھ کر جھ کھٹ کی رات مشاطہ نے اُس کا ہاتھ — شوہر کے ہاتھ میں بہتر امانت کے طور پر دیا

کانچہ با اُو تو کُنی اے معتمد — از بد و نیکی، خدا با تو کند

کہ اے معتمد! جو تو اُس کے ساتھ کرے — بھلی بُری، خدا تیرے ساتھ کرے گا

ایں زنِ دنیا کہ ہست اُو مستِ تو — حق امانت دادش اندر دستِ تو

یہ دنیا عورت، جو تجھ پر فریفتہ ہے — اللہ نے تیرے ہاتھ میں اُس کو امانت دیا ہے

تو بُری طرح نہ کرے دنیا یا یہ دستِ پنجہ ٔ ناخسان "یا اُس کو خوبی کے ساتھ جدا کیا ہے۔ گردک۔ دولہن کا جھ کھٹ [illegible]۔ ینگا۔ [illegible] سے بہ بھاوج یعنی مشاطہ۔ ایں زن جس طرح مرد و عورت کے حقوق ہیں اسی طرح انسان پر زنِ دنیا کے بھی حقوق ہیں یہ بھی اللہ نے بطور امانت انسان کے ہاتھ میں دی ہے۔

---

[1] زن۔ ایسے وقت میں عورت مرد کے ہاتھ میں اس طرح ہوتی ہے جس طرح خمیر نانبائی کے ہاتھ میں۔ بسرشد۔ بار اندہ ہے سرشد ، سرشتن یعنی گوندھنا کا فعل مضارع ہے۔ گاہ۔ نانبائی خمیر کو کبھی پھیلاتا ہے کبھی سمیٹتا ہے یہی حال مرد عورت کا کرتا ہے۔ گاہ در وے۔ غرضیکہ جس طرح نانبائی خمیر میں تصرفات کرتا ہے اسی طرح مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے

[2] اینچنیں۔ طلوب اور غلوب یعنی شوہر مطلوب اور مغلوب یعنی عورت سے لپٹتا ہے۔ ہر عشیق۔ یعنی کائنات میں سے ہر عاشق کا اپنے معشوق کے ساتھ یہی طریقہ ہے عالم کی اشیا میں باہمی تجاذب ہے اور ایک دوسرے پر عاشق ہے جس کو مولانا متعدد مقامات پر بیان کرچکے ہیں۔ ویس۔ مشہور معشوقہ ہے۔ رامیں مشہور عاشق ہے۔ لیک۔ مرد اور عورت کی ملاعبت اور طرح کی ہے اور کائنات کی دوسری چیزوں کی ملاعبت اور مجذبات دوسری طرح کی ہے۔ شوئی۔ قرآن پاک میں مرد اور عورت کے حقوق کا تذکرہ بطور مثال کیا گیا ہے ورنہ یہ جوڑ صرف مرد و عورت ہی کا نہیں ہے۔

[3] کہ مکن۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ شوہر اگر عورت کو [illegible] سے اور رہا بھی کرے

حاصل اینجا آں فقیہ از بیخودی — نے عفیفی ماندش و نے زاہدی

خلاصہ یہ ہے کہ اُس جگہ بے خودی کی وجہ سے اُس فقیہ میں — نہ پاکدامنی رہی اور نہ پرہیزگاری

آں فقیہ اُفتاد بر آں حُور زاد — آتشِ اُو اندراں پنبہ فتاد

وہ فقیہ اُس حور کے بچے پر پڑ گیا — اُس کی آگ اُس روئی میں لگ گئی

جاں بجاں پیوست و قالبہا چخید — زن چو مُرغِ سَر بُریدہ می طپید

جان جان سے پیوستہ ہو گئی اور جسم سکڑ گئے — لڑکی سر کٹے مرغ کی طرح تڑپ رہی تھی

چہ سقایا، چہ مَلِک، چہ اَرسلاں — چہ حیا، چہ دین و زُہد و خوفِ جاں

کیسا جام، کیسا بادشاہ، کیسا ارسلان؟ — کیسی حیا، کیسا دین اور زہد اور جان کا ڈر؟

چشمِ شاں اُفتادہ اندر عین و غین[2] — نے حَسَن پیداست آنجا نے حسین

ان کی آنکھیں عین اور غین میں پڑ گئی تھیں — وہاں نہ حَسن ظاہر تھا، نہ حُسین

یافت ہر یک شاں از آں دیگر مُراد — طبع ہر یک خُرّم و دل گشت شاد

ہر ایک نے دوسرے سے مقصود پا لیا — ہر ایک کی طبیعت خوش اور دل شاد ہو گیا

شُد دراز و کُو طریقِ بازگشت — انتظارِ شاہ ہم از حد گذشت

دیر ہو گئی اور واپسی کا راستہ کہاں؟ — بادشاہ کا انتظار بھی حد سے گذر گیا

شاہ آمد تا بہ بیند واقعہ — دید آنجا زلزلہ وَالقارِعہ

بادشاہ آ گیا، تاکہ واقعہ دیکھے — وہاں اُس نے زلزلہ اور قارعہ دیکھی

آں فقیہ از بیم برجست و برفت — سُوئے مجلس، جام را بربود تفت

وہ فقیہ ڈر سے کھڑا ہو گیا اور چل دیا — مجلس کی جانب اور فوراً جام اُچک لیا

شہ[3] چو دوزخ پُر شرار و پُر نکال — تشنۂ خونِ دو جُفتِ بد فعال

بادشاہ دوزخ کی طرح چنگاریوں اور عذاب سے پُر — بدکار جوڑے کے خون کا پیاسا سا

چوں فقیہش دید رُخ پُر خشم و قہر — تلخ و خونیں گشتہ ہمچوں جامِ زہر

فقیہ نے جب اُس کا چہرہ غصہ اور غضب سے بھرا ہوا دیکھا — کہ زہر کے پیالہ کی طرح کڑوا اور خونی ہو گیا ہے

بانگ زد بر ساقیش کاے گرم دار — چہ نشستی خیرہ دہ در طبعش آر

اُس نے ساقی کو آواز دی کہ اے (مجلس کو) گرم رکھنے والے — شست کیوں بیٹھا ہے، دے اُسکو مزاج پر لا

خندہ آمد شاہ را گفت اے کیا — آمدم با طبع آں دُختر تُرا

بادشاہ کو ہنسی آ گئی، بولا اے پاکیزہ! — میں مزاج پر آ گیا، وہ لڑکی تیرے لئے ہے

[1] حاصل۔ مولانا نے پھر اُس فقیہ کا ذکر شروع کیا ہے کہ اُس لونڈی کے ساتھ وہ ایسا بے خود ہوا کہ اُس سے پاکدامنی اور زہد و تقویٰ رخصت ہو گیا۔ آں فقیہ۔ وہ فقیہ اُس لونڈی کو چمٹ گیا اور اُس کی آتشِ شہوت لونڈی کی روئی میں لگ گئی۔ چخید۔ چخیدن، جماع کے وقت اپنے آپ کو سمیٹنا۔ سقایہ۔ یعنی جام شراب۔ ارسلاں۔ شیر یعنی بادشاہ۔

[2] عین و غین۔ دونوں ابر کے معنی میں ہیں مراد اندھیرا ہے۔ حسن و حُسین۔ یعنی بڑا چھوٹا۔ یافت۔ دونوں نے اپنی مُراد حاصل کر لی اور ہر ایک کا دل خوش ہو گیا۔ دراز یعنی واپسی کا وقت۔ زلزلہ یعنی عورت کا کانپنا۔ القارعہ۔ یعنی مرد کا عورت کو کھٹکھٹانا۔ آں فقیہ۔ وہ فقیہ لونڈی کے پاس سے فوراً مجلس میں پہنچ گیا اور جام ہاتھ میں تھام لیا۔

[3] شہ۔ بادشاہ دوزخ کی طرح بھڑک رہا تھا اور دونوں بدکاروں کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ چوں۔ جب فقیہ نے بادشاہ کے غصہ کی یہ حالت دیکھی۔ بانگ۔ فوراً زور سے ساقی کو کہا کہ سُست کیوں بیٹھا ہے بادشاہ کو جام دے اور جھکر نشاط پر لا۔ یہ وہی جملہ ہے جو بادشاہ نے فقیہ کی ناگواری کے وقت کہا تھا۔ گرم دار۔ یعنی محفل کو گرمانے والا۔ شتی۔ نشستی۔ کیا۔ پاکیزہ، پہلوان آقا۔

پادشاہم[1] کارِ مَن عدلست و داد — زاں خورم کہ یار را جُودم بَداد
میں بادشاہ ہوں میرا کام انصاف اور عطا ہے — میں وہی کھاتا ہوں جو میرے دوست کو میری عطا نے

آنچہ آں را مَن نہ نوشم ہمچو نوش — کے دہم در خوردِ یارِ خویش و توش
میں جس چیز کو شہد کی طرح نہ پیوں — میں اپنے دوست کی خوراک اور توشہ میں کب دونگا؟

آنچہ آں را می خورم از نوش و خوش — میدہم در خوردِ یار از پنج و شش
جو میٹھی اور اچھی چیز میں کھاتا ہوں — ہر چیز میں سے دوست کے لائق دیتا ہوں

زاں خورانم مَن غلاماں را کہ مَن — می خورم بر خوانِ خاصِ خویشتن
میں غلاموں کو اُسی میں سے کھلاتا ہوں — جو میں اپنے مخصوص دسترخوان پر کھاتا ہوں

زاں خورانم بندگاں را از طعام — کہ خورم مَن خود زپختہ یا کہ خام
میں غلاموں کو وہی کھلاتا ہوں — جو میں خود پختہ یا کچا کھاتا ہوں

من چو پوشم از خز و اطلس لباس — زاں بپوشانم حشم را نے پلاس
میں جو ریشمین اور اطلس پہنتا ہوں — میں متعلقین کو وہی پہناتا ہوں، نہ کہ ٹاٹ

شرم[2] دارم از نبیؐ ذو فنوں — اَلْبِسُوْهُمْ گفت مِمَّا تَلْبِسُوْن
مجھے ہنرمند نبیؐ سے شرم آتی ہے — فرمایا ہے "ان کو وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو"

مُصطفےٰ کرد ایں وصیّت با بنوں — اَطْعِمُوا الْاَذْنَابَ مِمَّا تَاْكُلُوْن
(حضرت) مصطفےٰؐ نے فرزندوں کو یہ وصیت کی ہے — "متعلقین کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو"

شُد فقیہ و بُرد با خود جُفتِ خوب — از عطای خاصِ کشّاف الکرب
فقیہ روانہ ہوگیا اور حسین بیوی کو اپنے ساتھ لے گیا — مصائب کو رفع کرنے والے کی خاص عطا سے

دیگراں را بس بطبع آوردۂ — در صبوری چُست و راغب کردۂ
تو دوسروں کو بہت مزاج پر لایا ہے — صبر کرنے میں چُست اور رغبت کرنے والا بنایا ہے

ہم[3] بطبع آور بمردی خویش را — پیشوا کُن عقل صبر اندیش را
اپنے آپ کو بھی مردانگی سے — صابر عقل کو پیشوا بنا

چوں قلاوُزیِ صبرت پَر شوَد — جاں باوجِ عرش و کرسی بر شوُد
جب صبر کی رہنمائی تیرا پَر بن جائے — جان عرش و کرسی کی بلندی پر پہنچ جائے

مُصطفےٰ بیں چونکہ صبرش شُد بُراق — بر کشانیدش ببالائے طباق
حضرت مصطفےٰؐ کو دیکھ لے صبر جب انکا براق بن گیا — وہ اُن کو طبقوں کے اوپر لے گیا

[1] پادشاہم۔ میں بادشاہ ہوں میرا کام انصاف و عطا ہے میں بھی وہی کھاتا ہوں جو کسی دوسرے کو کھلاتا ہوں۔ آنچہ۔ جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں دوست کے لئے بھی ناپسند کرتا ہوں۔ توش۔ توشہ۔ پنج و شش یعنی ہر قسم کی چیز۔ زاں۔ جو کچا پکا میں کھاتا ہوں غلاموں کو بھی وہی کھلاتا ہوں۔ خز۔ پشمینہ۔ پلاس۔ ٹاٹ۔

[2] شرم۔ آنحضورؐ کا غلاموں کے بارے میں فرمانا ہے کہ "جس قسم کا تم پہنو اسی قسم کا ان کو پہناؤ جو تم کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ"۔ اذناب۔ یعنی متعلقین۔ شُد فقیہ۔ بادشاہ کی اجازت پر وہ فقیہ روانہ ہوگیا اور لونڈی کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ کشّاف الکرب۔ حضرت حق تعالیٰ۔ دیگراں۔ یہ پھر بڑے بھائی کا مقولہ شروع ہوا ہے اُس بڑے بھائی نے اپنے آپ کو خطاب کرکے کہا تو دوسروں کو صبر دلاتا تھا اب خود صبر کر۔

[3] ہم بطبع۔ اپنی مردانگی سے اپنا مزاج ٹھکانے کر اور عقل صبر اندیش کو رہنما بنا لے۔ چوں۔ جب قلاوزی یعنی صبر کی رہنمائی ہوگی تو عرش و کرسی کی بلندی حاصل ہوگی۔ مصطفےٰ۔ حضورؐ نے کفار کی ایذا رسانی پر صبر کیا تو براق پر بیٹھ کر آسمانوں کے طبقوں کے اوپر پہنچے۔

Presented by www.ziaraat.com

چوں صبوری پیشہ کرد ایوبؑ[۱] راد — از بلا اُو را درِ رحمت کشاد
جب بہادر ایوبؑ نے صبر کرنے کو پیشہ بنایا — تو مصیبت سے اُن کیلئے رحمت کا دروازہ کھل گیا

صبر صدر آمد بہر حالت کہ ہست — صبر را مگذار تا بتواں ز دست
جو حالت بھی ہو صبر صدر ثابت ہوا ہے — جب تک ممکن ہو صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دے

صبر مفتاحُ الفَرَج نشنیدہ — کاندریں تعجیل در پیچیدہ
تو نے نہیں سنا ہے صبر کشادگی کی کُنجی ہے — کہ تو اِس جلدبازی میں پھنسا ہے

حد ندارد ایں سخن کوتاہ کُن — وز حدیثِ عاشقاں برگو سخن
اِس بات کی حد نہیں ہے، مختصر کر دے — اور عاشقوں کی بات کر

باز[۲] گرد اے عاشق و زُود تر بیا — کانتظارِ تُست آں شہزادگاں
اے عاشق تو واپس ہو اور جلد چلا — کیونکہ وہ شہزادے تیرے انتظار میں ہیں

رواں شُدنِ شہزادگاں بعد از اتمامِ بحث و ماجرا بجانبِ ولایتِ چین سُوئے معشوق و مقصود تا بقدرِ امکان بمقصود نزدیک تر شوند اگرچہ راہِ وصل مسدود ست بقدرِ امکان نزدیک تر شدن محمود ست

بحث اور واقعے کے پورا کرنے کے بعد شہزادوں کا اپنے معشوق اور مقصود کی طرف چین کی ولایت کی جانب روانہ ہونا، تاکہ بقدرِ امکان مقصود سے زیادہ نزدیک ہو جائیں، اگرچہ وصل کا راستہ بند ہے، بقدرِ امکان نزدیک تر ہونا اچھا ہے

ہر سہ[۳] شہزادہ چو کار اُفتادشاں — عشق در خور گوشمالی دادشاں
تینوں شہزادے جب اُنھیں واسطہ پڑا — عشق نے اُن کی مناسب گوشمالی کی

ایں بگفتند و رواں گشتند زُود — ہرچہ بُود اے یارِ من آں لحظہ بُود
اُنھوں نے یہ کہا اور فوراً روانہ ہوگئے — اے میرے یار! جو کچھ ہونا تھا اُسی وقت ہوگیا

صبر بگزیدند و صدّیقیں شُدند — بعد ازاں سُوئے بلادِ چیں شُدند
اُنھوں نے صبر اختیار کیا اور صدیقین (میں سے) ہوگئے — اُس کے بعد چین کے شہروں کی جانب روانہ ہوگئے

والدین و مُلک را بگذاشتند — راہِ معشوقِ نہاں برداشتند
ماں باپ اور مُلک کو چھوڑا — چھپے ہوئے معشوق کی راہ اختیار کی

---

[۱] ایوبؑ۔ حضرت ایوبؑ کو صبر مشہور ہے۔ صدر آمد یعنی صبر بہت اعلیٰ چیز ہے۔ صبر جبکہ کشادگی کی کنجی ہے تو عجلت میں کیوں پڑا ہے۔ ایں سخن صبر کے فضائل۔

[۲] باز گرد۔ پھر شہزادوں کا قصہ شروع کیا ہے تینوں شہزادے ملکِ چین کی طرف روانہ ہوگئے تاکہ محبوبہ سے قریب ہوسکیں۔ اگر محبوبہ کا وصل حاصل نہ ہو تب بھی جتنا قرب ہوجائے بہتر ہے۔

[۳] ہر سہ۔ شہزادے دوسروں کو تو صبر کی تلقین کرتے تھے لیکن جب خود عشق میں مبتلا ہوئے تو اُس عشق نے اُن کی کانی گوشمالی کی۔ ہرچہ بود۔ یعنی جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا اور اُنھوں نے مزید انتظار نہ کیا فوراً چین کو روانہ ہوگئے یا مطلب یہ ہے کہ یہ روانگی ہی سب کچھ تھی اور آئندہ کے واقعات اسی کی فروعات ہیں۔ صدیقیں۔ یعنی اب اُنھوں نے عشق پر جہاد اختیار کیا اور اُس کی عملی تصدیق کردی۔ معشوقِ نہاں۔ چین کی شہزادی جو پردوں میں تھی۔

ہمچو ابراہیمؒ ادہم از سریر — عشق شاں بے پا و سر کرد و فقیر

ابراہیمؒ ادہم کی طرح تخت سے — عشق نے اُن کو بے سروپا اور فقیر کر دیا

یا چو ابراہیمؑ مرسل سرخوشے — خویش را افگند اندر آتشے

یا (حضرت) ابراہیمؑ نے عمدہ رسول کی طرح — اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا

یا چو اسمٰعیلؑ صبار مجید — پیش عشق و خنجرش حلقے کشید

یا بزرگ و صابر (حضرت) اسمٰعیلؑ کی طرح — عشق اور اُس کے خنجر کے سامنے گلا رکھ دیا

حکایت امرؤ القیس کہ پادشاہِ عرب بود و بصورت

امرؤالقیس کی حکایت جو عرب کا بادشاہ اور صورت میں اپنے دور کا

یوسفؑ وقت خود و زنانِ عرب زلیخا وار مُردہ اُو واو

یوسفؑ تھا اور عرب کی عورتیں زلیخا کی طرح اُس پر قربان تھیں

شاعر طبع بود و ایں شعر اُوست

اور وہ شاعر مزاج تھا اور یہ شعر اُس کا ہے

قِفَا نَبْکِ مِنْ ذِکْرٰی حَبِیْبٍ وَّمَنْزِلٖ

تم دونوں ٹھہرو ہم محبوب اور منزل کے ذکر سے روئیں

چوں ہمہ زناں اُورا بجان می جستند اے عجب غزل و

جبکہ تمام عورتیں دل و جان سے اُس کی جستجو میں تھیں تعجب ہے اُس کی غزل اور

نالۂ اُو بہر چہ بود مگر دانست کہ اینہا ہمہ تمثالِ صورتے اند

نالہ کس لیے تھا؟ شاید اُس نے جان لیا تھا کہ یہ تمام تصویریں ہیں جو

کہ بر تختہائے خاک نقش کردہ اند آخر الامر امرؤ القیس را

مٹی کے تختوں پر نقش کر دی ہیں، بالآخر امرؤالقیس کی ایسی

حالے پیدا شد کہ نیم شب از مُلک و فرزنداں گریخت و خود

حالت ہوگئی کہ آدھی رات کو ملک اور اولاد سے بھاگ نکلا اور اپنے

را بدلقے پنہاں کرد و از اقلیمے باقلیمِ دیگر برفت بطلبِ

آپ کو گدڑی میں چھپا لیا اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں اُس ذات

آنکہ از اقلیم منزہ است وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ

کی طلب میں چل پڑا جو ملک سے پاک ہے اور اللہ (تعالیٰ) اپنی رحمت سے

لہ ہمچو ابراہیمؒ۔ ابراہیمؒ ابن ادہم کی طرح سلطنت کو خیرباد کہہ دیا۔ ابراہیمؑ حضرت ابراہیمؑ نے بخوشی آگ میں جانا پسند کیا اور اپنی دعوت سے منحرف نہ ہوئے۔ اسمٰعیلؑ۔ حضرت اسمٰعیلؑ اپنی قربانی دینے پر آمادہ ہوگئے۔

لہ حکایت۔ حقیقی عشاق کے ذکر سے مجازی عاشق کی حکایت کی طرف منتقل ہوگئے ہیں۔ امرؤالقیس۔ جو آنحضورؐ کے زمانہ سے چوبیس سال پہلے گذرا ہے وہ تو ایک فاسق و فاجر شاعر تھا ہو سکتا ہے کہ مولاناؒ کی مراد کوئی اور شاعر ہو جو مجاز سے عشقِ حقیقی تک پہنچ گیا ہو اور جو شعر سرخی میں مذکور ہے وہ مولانا نے ذکر نہ کیا ہو کسی اور کا اضافہ ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

مَنْ يَّشَاۤءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

جس کو چاہتا ہے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے

امرؤالقیس[1] از ممالک خشک لب — ہم کشیدش عشق از خطۂ عرب
امرؤالقیس کو پیاسا، ملکوں سے — عشق نے اسکو بھی عرب کے خطہ سے کھینچا

بود نازک طبع و ہم صاحب جمال — شاعر و صاحب اصول اندر کمال
نازک مزاج اور حسین تھا — شاعر اور کمال میں صاحب اصول تھا

چونکہ زد عشقِ حقیقی بر دلش — سرد شد ملک و عیال و منزلش
جب عشقِ حقیقی نے اُس کے دل پر اثر کیا — تو اُس پر ملک اور بال بچے اور مکان سرد پڑ گیا

نیم شب دلقے بپوشید و برفت — از میانِ مملکت بگریخت تفت
آدھی رات کو گدڑی اوڑھی اور چلا گیا — فوراً سلطنت سے بھاگ گیا

تا بیامد خشت میزد در تبوک — با ملک[2] گفتند شاہے از ملوک
یہاں تک کہ تبوک میں آیا اینٹیں پاتھتا تھا — لوگوں نے بادشاہ سے کہا بادشاہوں میں سے ایک

امرؤالقیس آمدست اینجا بکد — در شکارِ عشق و خشتے میزند
یہاں امرؤالقیس بھکاری بن کر آیا ہے — عشق کے شکار میں اور اینٹیں پاتھتا ہے

آں ملک برخاست شب شد پیشِ او — گفت اُو را اے ملیکِ خوبرو
وہ بادشاہ رات میں اُٹھا اُس کے سامنے آیا — اُس سے کہا، اے خوبصورت بادشاہ!

یوسفِ وقتی دو ملکت شد کمال — مر ترا رام از بلاد و از جمال
تو یوسفِ دوراں ہے، تیرے لئے دو ملک مکمل ہیں — شہر اور حسن تیرے تابع ہیں

گشتہ[3] مرداں بندگاں از تیغ تو — واں زناں ملکِ مہ بے میغ تو
مرد تیری تلوار کی وجہ سے غلام بن گئے — اور وہ عورتیں تیرے بے ابر چاند کی ملکیت ہیں

پیشِ ما باشی تو بختِ ما بود — جانِ ما از وصلِ تو صد جاں شود
اگر تو ہمارے پاس رہے تو ہماری خوش نصیبی ہے — ہماری جان تیرے وصل سے سو جان بن جائے

ہم من و ہم ملکِ من مملوکِ تو — اے بہمت ملکہا متروکِ تو
میں بھی اور میرا ملک بھی تیرا مملوک ہے — اے وہ کہ (تیری) ہمت کی وجہ سے بہت سے ملک چھوڑے ہوئے ہیں

فلسفہ گفتش بسے و اُو خموش — ناگہاں واکرد از سر روی پوش
اس نے اُس سے بہت سی دانائی کی باتیں کہیں اور وہ چپ تھا — اچانک اُس نے سر سے نقاب اُٹھا دیا

[1] امرؤالقیس — وہ امرؤالقیس جو سلطنت سے محروم ہوا اُس کو بھی عشق نے خطۂ عرب سے جدا کر دیا۔ نازک جسم بھی تھا اور شاعر اور اپنے فن کا مکمل شخص تھا۔ چونکہ زد عشق۔ جب اُس پر عشق کا اثر ہوا تو ہر چیز سے اُس کا دل سرد ہو گیا یعنی جب امرؤالقیس پر جب اللہ تعالیٰ کے عشق کا اثر ہوا سلطنت چھوڑ کر آدھی رات کو بھاگ نکلا۔ در تبوک۔ اپنا وطن چھوڑ کر تبوک کے علاقہ میں پہنچا اور وہاں اینٹیں پاتھنے لگا۔

[2] با ملک۔ لوگوں نے شاہ تبوک سے ذکر کیا کہ امرؤالقیس بادشاہ یہاں گدا بنکر آ گیا ہے اور اینٹیں پاتھتا ہے عشق نے اُس کو شکار کر لیا ہے۔ آں ملک۔ تبوک کا بادشاہ رات میں امرؤالقیس کے پاس پہنچا وہ کہنے لگا کہ تو حسن و جمال میں یوسفِ دوراں ہے اور ملک و حسن تیرا غلام ہے۔

[3] گشتہ۔ مرد تیری تلوار کی وجہ سے تیرے غلام ہیں اور عورتیں تیرے حسن کی وجہ سے تیری باندیاں ہیں۔ پیشِ ما۔ اگر تو میرے پاس مقیم ہو جائے تو میری خوش نصیبی ہو گی۔ ہم من۔ تو نے اپنی مردانہ ہمت سے اپنے ملکوں کو چھوڑا ہے اور میرا ملک اب تیرے تصرف میں ہے۔ شاہ تبوک نے اُس سے بہت سی دانائی کی باتیں کہیں لیکن وہ خاموش رہا۔ اچانک اُس نے سر سے نقاب ہٹا دیا۔

Presented by www.ziaraat.com

تاچہ[۵۱] گفتش اُو بگوش از عشق و درد — ہمچو خود در حال سرگردانش کرد
(نہ جانے) اُسنے اُسکے کان میں عشق درد کی کیا بات کہی — اسکو اُس نے فوراً اپنی طرح سرگرداں کر دیا

دستِ اُو بگرفت و با اُو یار شُد — اُو ہم از تخت و کمر بیزار شُد
اس نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور اُس کا یار ہو گیا — وہ بھی تخت اور پٹکے سے بیزار ہو گیا

تا بلادِ دُور رفتند آں دو شہ — عشق یک کرت نکردست ایں گنہ
یہاں تک کہ دونوں بادشاہ دور شہروں میں پہنچے — عشق نے یہ گناہ ایک بار نہیں کیا ہے

بر بزرگاں شہد و بر طفلانست شیر — اُو بہر کشتی بُود مِنُّ الاخیر
وہ بڑوں کے لئے شہد اور بچوں کیلئے دودھ ہے — وہ ہر کشتی کا آخری وزن ہے

کہ[۵۲] چو در کشتی رود غرقش کند — تا بقعر از پای تا فرقش کشد
کہ جب وہ کشتی میں پہنچ جائے اُسکو ڈبو دے — اُس کو پاؤں سے سر تک گہرائی میں کھینچ لے

غیرِ ایں دو بس مُلوکِ بے شمار — عشقِ شاں از مُلک بربود و تبار
اِن دونوں بادشاہوں کے علاوہ بہت بیشمار بادشاہ ہوئے ہیں — عشق نے ان کو سلطنت اور خاندان سے جدا کر دیا

قصۂ کیخسرو آں شاہِ زماں — ہست شہرہ درمیانِ انس و جاں
اُس شاہِ زماں، کیخسرو کا قصہ — انسانوں اور جنوں میں مشہور ہے

جانِ[۵۳] ایں سہ شہ بچہ ہم گرد چیں — ہمچو مرغاں گشتہ ہر سُو دانہ چیں
اِن تینوں شہزادوں کی جان بھی چین کے چاروں طرف — پرندوں کی طرح ہر جانب دانہ چگتی پھرتی تھی

زَہرہ نے تا لب کشایند از ضمیر — زانکہ راز با خطر بُود و خطیر
طاقت نہ تھی کہ دل کی بات پر لب کشائی کریں — کیونکہ راز خطرناک اور عظیم تھا

صد ہزاراں سر بپوئے آں زماں — عشق خشم آلود زہ کردہ کماں
لاکھوں سر اُس وقت ایک پیسے کے ہوتے ہیں جب — غضبناک عشق کمان پر چلہ چڑھا لے

عشق خود بے خشم در وقتِ خوشی — خُوی دارد دمبدم خیرہ کشی
خوشی کے وقت میں عشق بغیر غصے کے — ہر وقت بیباکانہ قتل کی عادت رکھتا ہے

تخت نشین ہو کر اُسنے افراسیاب سے اپنے باپ کا انتقام لیا اور پھر ایک وقت آیا کہ اپنے فرزند لہراسپ کو تخت پر بٹھا کر یا دِ الٰہی میں جنگلوں میں نکل گیا اور لاپتہ ہو گیا —— ۵۳ جانِ ایں سہ — تینوں شہزادے چین پہنچ کر مارے مارے پھرتے تھے۔ زَہرہ۔ اپنے عشق کا راز بھی خطرناک ہونے کی وجہ سے ظاہر نہ کرتے تھے۔ صد ہزاراں۔ جب عشق میں معشوق یا اُس کے سرپرستوں کے غصہ کی وجہ سے غضبناکی پیدا ہو جاتی ہے تو پھر عاشقوں کے سر کوڑیوں کے مول کے ہوتے ہیں۔ در وقتِ خوشی۔ عشق کی خوشی میں معشوق کی ادائیں قتل کرتی ہیں جب اُسکی خوشی کی حالت کو یہ اثر ہے تو غصہ کی حالت کی کیا حالت بتائی جائے۔

۵۱ تاچہ۔ معلوم نہیں کہ امرؤ القیس نے شاہ تبوک کے کان میں عشق و درد کی کیا بات کہی ہے کہ اُس کو بھی اپنا جیسا بنا دیا۔ دستِ اُو۔ شاہ تبوک نے امرؤ القیس کا ہاتھ پکڑا اور اُس کا ساتھی بن گیا اور اُس کو تخت شاہی اور پٹکے سے بیزاری ہو گئی۔ تا بلادِ دور۔ دونوں بادشاہ دور دراز ممالک کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ عشق۔ عشق سے یہ حرکت پہلی بار صادر نہیں ہوئی یہ کام وہ سینکڑوں بار کر چکا ہے۔ بر بزرگاں۔ عشق کی یہ تاثیر بڑوں پر ہی نہیں ہے بچوں پر بھی ہے۔ من الاخیر۔ وہ بوجھ جس کے رکھنے پر اتنا وزن بڑھ جائے کہ کشتی ڈوبنے لگے۔

۵۲ کہ چو۔ عشق وہ وزن ہے جس کے رکھنے سے انسان کی کشتی غرق ہو جاتی ہے۔ غیرِ ایں دو۔ امرؤ القیس اور شاہِ تبوک کے علاوہ سینکڑوں بادشاہوں کو عشق نے خانہ ویران کیا ہے۔ کیخسرو۔ اُس کا باپ سیاوش اپنے باپ کیکاؤس سے ناراض ہو کر توران کے بادشاہ افراسیاب کے پاس چلا گیا تھا جس کو کسی وقت افراسیاب نے مار ڈالا۔ کیخسرو توران ہی میں پیدا ہوا اور اُس نے وہیں پرورش پائی پھر اپنے دادا کیکاؤس کے پاس آ گیا اور دادا کے مرنے کے بعد

ایں بُود آں لحظہ کو خوشنود شُد — من چہ گویم چونکہ خشم آلود شُد
یہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ خوش ہوتا ہے — میں کیا بتاؤں جب وہ غضبناک ہوتا ہے؟

لیکؔ[1] مَرجِ جاں فدایِ شیرِ اُو — کِش کُشد ایں عشق و ایں شمشیرِ اُو (۲۵)
لیکن جان کی چراگاہ اُس کے شیر پر قربان ہے — جس کو یہ عشق اور اُس کی تلوار قتل کر دے

کُشتنی بہ از ہزاراں زندگی — سلطنتہا مُردہ ایں بندگی
قتل ہو جانا ہزاروں زندگیوں سے بہتر ہے — سلطنتیں اِس غلامی پر قربان ہیں

باکِنایت رازہا باہم دگر — پست گفتندے بصد خوف و خطر
آپس میں ایک دوسرے سے راز کی باتیں — سینکڑوں خوف اور خطروں کے ساتھ آہستہ کہتے

راز را غیرِ خدا محرم نبُود — آہ را جز آسماں ہمدم نبُود
خدا کے سوا راز کا کوئی محرم نہ تھا — آسمان کے سوا آہ کا کوئی ساتھی نہ تھا

اِصطلاحاتے میانِ ہمدگر — داشتندے بہرِ ایرادِ خبر
آپس میں کچھ اصطلاحیں — خبر دینے کے لئے رکھتے تھے

زیں لسانُ الطّیرِ عام آموختند — طمطراقِ سروری اندوختند
پرندوں کی اِس بولی سے عوام نے سیکھ لیا ہے — بڑائی کی شان و شوکت حاصل کر لی ہے

صورتؔ[2] آوازِ مرغ ست آں کلام — غافل ست از حالِ مُرغاں مردِ خام
وہ کلام پرندکی آواز کی صورت ہے — ناقص انسان پرندوں کی حالت سے غافل ہے

کو سلیمانے کہ داند لحنِ طیر — دیو گرچہ مُلک گیرد ہست غیر
سلیمانؑ کہاں ہے جو پرندوں کی بولی سمجھے؟ — دیو اگرچہ ملک پر قبضہ کر لے، اجنبی ہے

دیو بر شبہِ سُلیماں کردہ ایست — علمِ مکرش ہست عُلِّمْنَاؔ[3]ش نیست
دیو نے سلیمانؑ کی مشابہت پر قیام کیا — اُس کو مکر کا علم ہے "عُلِّمْنَا" کا نہیں ہے

چوں سُلیماںؑ از خدا بشّاش بُود — منطقُ الطّیرے زعُلِّمْنَاش بُود
چونکہ سلیمانؑ خدا کی جانب سے خوش تھے — اُن کی پرندوں کی بولی "عُلِّمْنَا" سے تھی

تو ازاں مُرغِ ہوائی فہم کُن — کہ ندیدستی طیورِ مِن لَدُن
تو ہوائی پرند سے سمجھ لے — کیونکہ تو نے "مِن لَدُن" کے پرند نہیں دیکھے

[1] لیکؔ۔ عاشق ہر حال اُس پر جان قربان کرنے کا خواہشمند رہتا ہے۔ کُشتنی۔ فراق کی ہزاروں زندگیوں سے عاشق مرجانے کو بہتر سمجھتا ہے اور عشق کی غلامی پر سینکڑوں سلطنتیں قربان کر دیتا ہے۔ باکنایت۔ چونکہ راز کے ظاہر ہونے میں خطرہ تھا اِس لئے تینوں شہزادوں نے اِس معاملے میں باہمی بات چیت کے لئے کچھ اصطلاحیں بنالی تھیں۔ راز۔ اُن کے راز کا سوائے خدا کے کوئی محرم نہ تھا اُن کی آہ کا سوائے آسمان کے کوئی ساتھی نہ تھا۔ اصطلاحاتے۔ جب وہ آپس میں دردِ عشق کی بات کرتے تو اُن اصطلاحوں میں کرتے تھے زیں۔ مولانا نے اِن شہزادوں کی اصطلاحات سے بزرگوں کی اصطلاحوں کی طرف انتقال فرمایا ہے کہ عوام بزرگوں کی اصطلاحیں سیکھ لیتے ہیں اور اُن کے حقیقی معانی سے بے خبر ہوتے ہیں اور اُن اصطلاحات کو اپنی شان و شوکت بڑھانے کے کام میں لاتے ہیں۔

[2] صورت۔ وہ بزرگوں کی اصطلاحیں اُن کیلئے ایسی ہیں کہ کوئی شخص پرندوں کی محض بولی سُن لے اور جو اُن کا مقصد ہے اُس کو نہ سمجھ سکے۔ کو سلیمانؑ۔ پرندوں کی بولی حضرت سلیمانؑ ہی سمجھ سکتے تھے اسی طرح عارفین کے کلام کو عارف سمجھ سکتا ہے۔ دیو۔ صخر نامی دیو نے اگر حضرت سلیمانؑ کے ملک پر قبضہ بھی کر لیا اور آپ کی سی صورت بنالی تو وہ اُس منطق الطیر کو نہیں سمجھ سکتا ہے یہی حال مزوّرین کا ہے۔

[3] عُلِّمْنَا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا تھا کہ ہمیں پرندوں کی بولی سکھا دی گئی ہے۔ تو۔ اے مخاطب تو اِن ہوائی پرندوں کو دیکھ کر بات سمجھ لے کہ اُن کی بولی تو سُن لیتا ہے لیکن اُن کا مفہوم نہیں سمجھتا ہے۔ طیور من لدن۔ وہ عارفین جنکو

جائی[51] سیمرغاں بُوَد آں سُوی قاف — ہر خیالے را نباشد دست باف

سیمرغوں کی جگہ قاف سے اُس جانب ہے — وہ ہر خیال کے لئے آسان نہیں ہے

ہر خیالے را کہ دید آں اِتّفاق — آنگہش بعد العیاں اُفتد فراق

جس خیال نے اُس کو اتفاقاً دیکھ — فوراً مشاہدہ کے بعد فراق واقع ہو جائے گا

نے فراقِ قطع بہرِ مصلحت — کاین ست از ہر فراق آں منقبت

قطع (تعلق) کا فراق نہیں، مصلحت کی وجہ سے — کیونکہ وہ فضیلت ہر قسم کے فراق سے محفوظ ہے

بہرِ استبقائی آں جسمِ چو جاں — لحظۂ در ابر گردد خور نہاں

اُس جان جیسے جسم کی بقا کے لئے — سورج تھوڑی دیر کیلئے ابر میں چھپ جاتا ہے

بہرِ[52] استبقائی آں رُوحی جسد — آفتاب از برف یکدم درکشد

اُس رُوحانی جسم کی بقا کے لئے — سورج تھوڑی دیر کیلئے برف سے جدا ہو جاتا ہے

بہرِ جانِ خویش جُو زایشاں صلاح — ہیں مَدُزد از حرفِ ایشاں اصطلاح

تو اُن سے اپنی جان کی صلاح تلاش کر — خبردار! اُن کے حرفوں کی اصطلاح نہ چُرا

آں زلیخا از سپنداں تا بعُود — نامِ جملہ چیز یوسف کردہ بُود

اُس زلیخا نے کالے دانہ سے لے کر اگر تک — سب چیزوں کا نام یوسفؑ کر رکھا تھا

نامِ اُو در نامہا مکتوم کرد — محرماں را سرِّ آں معلوم کرد

اُن کا نام ناموں میں چھپا ہوا تھا — محرموں کو اُس کا راز بتا دیا تھا

چوں[53] بگفتے موم ز آتش نرم شد — ایں بُدے کاں یار باما گرم شد

جب وہ کہتی موم آگ سے نرم ہوگئی — یہ (مطلب) ہوتا کہ وہ یار ہم پر مہربان ہوگیا

ور بگفتے مہ بر آمد بنگرید — ور بگفتے سبز شد آں شاخِ بید

اور اگر وہ کہتی دیکھو چاند نکل آیا — اور اگر وہ کہتی اُس بید کی شاخ سبز ہوگئی

ور بگفتے آبہا خوش می تنند — ور بگفتے خوش ہمی سُوزد سپند

اور اگر وہ کہتی پانی عمدہ لہریں کھا رہے ہیں — اور اگر وہ کہتی کالا دانہ خوب جل رہا ہے

تھے وہ اُن لفظوں سے حضرت سے متعلق بات سمجھ جاتے تھے ـــــــ [53] چوں بگفتے۔ اگر وہ یہ کہتی تھی کہ موم آگ سے نرم ہوگیا تو مطلب ہوتا کہ آج حضرت یوسفؑ نے مجھ پر مہربانی کی۔ ور بگفتے۔ اگر وہ کہتی کہ دیکھو چاند نکل آیا تو اُس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یوسفؑ آگئے۔ سبز شد۔ اگر وہ کہتی کہ بید کی شاخ سبز ہوگئی تو مُراد ہوتی تھی کہ وصل کی اُمید ہری ہوگئی ہے۔ آبہا۔ اُس کا مطلب ہوتا کہ اُمید دل کا دریا موجزن ہے۔ سوزد۔ مطلب یہ ہوتا کہ رقیب جل رہا ہے۔

[51] جائی سیمرغاں۔ عارفوں سے مراد اُن کی روح ہے جس کا مقام عرش سے بھی بالا ہے ہر خیال کے لئے آسان نہیں ہے کہ وہ اُس کے مقام اور استغاثہ کو دیکھ سکے۔ ہر خیال۔ جو عارفین اُس مقام اور استغاثہ کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ ہر وقت نہیں کرتے بلکہ کبھی احوال میں مشاہدہ کرتے ہیں پھر اُنکو فراق حاصل ہو جاتا ہے۔ نے فراق۔ اُن کی یہ جدائی قطع تعلق کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ جسم سے تعلق کی مصلحت کی بنا پر ہے اس لئے کہ اس استغاثہ کے لئے جسم کا بقا بھی ضروری ہے لہٰذا وہ مشاہدہ منقطع کر دیا جاتا ہے اور تجلیات کا سورج ابر میں غائب ہو جاتا ہے۔

[52] بہر استبقا۔ چونکہ جسم کو بھی قائم رکھنا ہے لہٰذا تجلیات اس روحی جسم سے مخفی ہو جاتی ہیں تاکہ بدن کے اس برف کو سورج کی تجلیات بالکل نہ گھلا دیں۔ بہر جاں۔ عارفین سے اپنی روح کی اصلاح کرا اُنکی اصطلاحوں کو چُرا کر استعمال نہ کر۔ آں زلیخا۔ زلیخا نے رازداری کے لئے مختلف اصطلاحیں بنا رکھی تھیں سپند اور عود بول کر حضرت یوسفؑ مُراد لیتی تھی۔ سپند۔ کالا دانہ۔ نظر لگ جانے پر جس کی دھونی دی جاتی ہے۔ عود۔ اگر وہ لکڑی جو خوشبو کیلئے جلائی جاتی ہے۔ محرماں۔ جو اُس کے ہمراز

Presented by www.ziaraat.com

وَر بگفتے برگہا۱ خوش می طپند — **دست برہم رقص و مستی می کنند**

اور اگر وہ کہتی پتّے خوب لہلہا رہے ہیں — تالیاں بجاتے ہوئے رقص اور مستی کر رہے ہیں

وَر بگفتے گُل بہ بُلبل راز گفت — **وَر بگفتے شہ سرِ شہباز گفت**

اور اگر وہ کہتی پھول نے بلبل سے راز کہہ دیا — اور اگر وہ کہتی شاہ نے شہباز کا راز کہہ دیا

وَر بگفتے چہ ہُمایونست بخت — **وَر بگفتے کہ بر افشانید رخت**

اگر وہ کہتی نصیب کیسا مبارک ہوگیا — اگر وہ کہتی، سامان جھاڑ لو

وَر بگفتے کہ سقّا آورد آب — **وَر بگفتے کہ برآمد آفتاب**

اور اگر کہتی کہ سقّہ پانی لے آیا — اور اگر وہ کہتی، کہ سورج نکل آیا

وَر بگفتے دوش دیگے پختہ اند — **یا حوائج از پزش یک لخت اند**

اگر وہ کہتی کل رات اُنھوں نے دیگ پکائی ہے — یا مصالحہ پکنے سے ایک جان ہوگئے ہیں

وَر بگفتے ہست نانہا بے نمک — **وَر بگفتے عکس می گردد فلک**

اور اگر وہ کہتی روٹیاں بے نمک ہیں — اور اگر وہ کہتی آسمان اُلٹا گھومتا ہے

وَر بگفتے کہ بدرد آمد سرم۲ — **وَر بگفتے دردِ سر شد خوشترم**

اور اگر وہ کہتی، میرے سر میں درد ہوگیا — اور اگر وہ کہتی میرے سر کا درد اچھا ہوگیا

محرماں رازاں خبر بد کہ چہ گفت — **کہ مخالف با موافق گشت جفت**

محرم سمجھ جاتے کہ اُس نے کیا کہا — کہ مخالف موافق کا ساتھی ہوگیا

گر ستودے اعتناقِ اُو بُدے — **وَر نکوہیدے فراقِ اُو بُدے**

اگر وہ تعریف کرتی تو اُن کا گلے ملنا ہوتا — اور اگر وہ بُرائی کرتی تو اُن کی جدائی ہوتی

صد ہزاراں۳ نام گر برہم زدے — **قصدِ اُو و خواہِ اُو یوسف بُدے**

اگر وہ ہزاروں نام ملا دیتی — اُس کا ارادہ اور اُس کی خواہش، یوسفؑ ہوتے

گرسنہ بُودے چو گفتے نامِ اُو — **می شُدے اُو سیر و مست از جامِ اُو**

جب وہ بھوکی ہوتی اُن کا نام لیتی — وہ اُن کے جام سے سیر اور مست ہوتی

تشنگیش از نامِ اُو ساکن شُدے — **نامِ یوسفؑ شربتِ باطن شُدے**

اُس کی پیاس اُن کے نام سے بجھ جاتی — (حضرت) یوسفؑ کا نام باطن کا شربت بنجاتا

وَر بُدے دردیش زاں نامِ بلند — **دردِ اُو در حال گشتے سودمند**

اور اگر اُس کے کوئی درد ہوتا اُس بلند نام سے — اُس کا درد فوراً آرام بن جاتا

---

۱ برگہا۔ تو مطلب ہوتا کہ ہر حسین حضرت یوسفؑ کا دلدادہ ہے۔ گُل۔ تو مطلب ہوتا کہ آج تنہائی میں باتیں ہوئیں۔ شہ۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ آج حضرت یوسفؑ نے میرے حال کا ذکر کیا۔ بخت۔ تو مطلب ہوتا کہ آج دیدار میسّر آیا۔ رخت۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ میرے پاس محرم راز کے علاوہ کوئی نہ رہے۔ سقّا۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ وصل کے پانی سے سیرابی کا وقت آگیا ہے۔ آفتاب۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ وصل کی کرن نمودار ہوگئی ہے۔ دیگے۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ وصل کے اسباب مہیا ہوگئے ہیں۔ بے نمک۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ وصل کے اسباب سازگار نہیں ہیں۔ عکس۔ مطلب ہوتا کہ وصل کی تدبیر کا اُلٹا نتیجہ نکلا۔

۲ سرم۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ فراق کے اثرات پڑ رہے ہیں۔ خوشترم۔ درد اچھا ہونے کا مطلب یہ ہوتا کہ وصل کی جھلک نظر آگئی ہے۔ محرماں۔ جو راز داں تھے وہ مطلب سمجھ جاتے تھے اور یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا تھا کہ راز داروں میں غیر بھی تھے۔ گر ستودے۔ اگر وہ کسی چیز کی تعریف کرتی تو اُس چیز سے مُراد حضرت یوسفؑ کا وصل ہوتا اور اگر بُرائی کرتی تو اُن کا فراق ہوتا۔

۳ صد ہزاراں۔ لاکھوں اصطلاحوں سے اُس کا مقصود حضرت یوسفؑ ہوتے۔ گرسنہ۔ اگر وہ اُن کا تذکرہ کرتی تو وہ اُس کیلئے غذا کا کام دیتا۔ تشنگیش۔ اس طرح حضرت یوسفؑ کے ذکر سے وہ اپنی پیاس بجھاتی تھی اور اُن کا ذکر اُس کیلئے شربت بنا ہوا تھا۔ دردِ بدے۔ اُن کا ذکر اُس کے درد کا علاج تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

وقتِ[1] سرما بُودے اُو را پوستیں | ایں کُند در عشق نامِ دوست ایں

جاڑے کے وقت وہ اُس کا پوستین ہوتا | دوست کا نام عشق میں یہی کرتا ہے

عام می خوانند ہر دم نامِ پاک | ایں عمل نکند چو نبود عشقناک

عوام ہر وقت "پاک" نام لیتے ہیں | جبکہ وہ عشق بھرا نہ ہو یہ کام نہیں کرتا

آنچہ عیسیٰ کردہ بُود از نامِ ہُو | می شُدے پیدا ورا از نامِ اُو

حضرت عیسیٰ نے جو کچھ اللہ کے نام سے کیا | وہ خود اُن کے نام سے بھی اُن کیلئے ظاہر ہوتا

چونکہ با حق متصل گردید جاں | ذکرِ آں اینست ذکرِ اینست آں

جب جان اللہ (تعالیٰ) سے وابستہ ہو گئی | اُس کا ذکر یہ ہے، اِس کا ذکر وہ ہے

خالی[2] از خود بُود و پُر از عشقِ دوست | پس ز کوزہ آں تراود کہ در وست

وہ اپنے آپ سے خالی اور دوست کے عشق سے پُر تھے | تو پیالے سے وہی ٹپکے گا جو اُس میں ہے

خندہ بُوئے زعفرانِ وصل داد | گریہ بُوہائے پیاز اندر بعاد

مُسکرانا، وصل کے زعفران کی خوشبو دیگا | فراق میں رونا پیاز کی بوئیں

ہر یکے راہست در دل صد مُراد | ایں نباشد مذہبِ عشق و وداد

ہر ایک کے دل میں سینکڑوں مرادیں ہیں | عشق و محبت کا یہ مذہب نہیں ہوتا

یار[3] آمد عشق را روز آفتاب | آفتاب آں رُوی را ہمچوں نقاب

عشق کے لئے دن میں یار، سورج ہے | سورج، اُس چہرے کا نقاب ہے

آنکہ نشناسد نقاب از رُوی یار | عابدِ الشمس ست دست از وے بدار

جو شخص نقاب کو یار کے چہرے سے ممتاز نہ کرے | وہ سورج کا پجاری، اُس سے دستبردار ہو جا

روز اُو و روزیِ عاشق ہم اُو | دل ہم اُو دلسوزیِ عاشق ہم اُو

روز وہی ہے اور عاشق کی روزی بھی وہی ہے | دل بھی وہی ہے اور عاشق کی دلسوزی بھی وہی ہے

ماہیاں را نقد شُد از عینِ آب | نان و آب و جامہ و دارو و خواب

مچھلیوں کے لئے پانی سے حاصل ہو گئی | روٹی اور پانی اور لباس اور دوا اور نیند

---

[3] یار آمد۔ عاشق کیلئے تو ہر چیز میں معشوق کی جھلک نظر آتی ہے سورج میں بھی وہ معشوق کی جھلک سمجھتا ہے سورج اپنا ذاتی نور نہیں سمجھتا ہے بلکہ اُس کو صرف نورِ حق کا مظہر سمجھتا ہے اور سورج کو محض اُس محبوب کے چہرے کا نقاب سمجھتا ہے۔ آنکہ۔ جو سورج کا اپنا ذاتی نور سمجھے وہ سورج کا پجاری ہے اُس سے تعلق توڑ لے۔ روز عاشق کا تو سب کچھ وہی معشوق ہے اُس کا دن بھی وہی ہے اُس کی خوراک بھی وہی ہے دل بھی وہی ہے اور دلسوزی بھی وہی ہے۔ ماہیاں۔ مچھلی کو سب کچھ پانی ہی سے حاصل ہے اسی طرح خدا کے عاشق کو بھی سب کچھ عینِ ذات سے حاصل ہوتا ہے خواہ خوراک ہو یا پوشاک۔

[1] وقتِ سرما۔ جاڑوں میں اُن کے ذکر سے بدن میں حرارت پیدا کرتی تھی۔ عام۔ خواص اللہ کے ذکر سے بھی فائدے اٹھاتے ہیں لیکن عوام کے ذکر میں چونکہ عشق شامل نہیں لہٰذا ذکر کی وہ تاثیرات بھی نہیں ہیں۔ آنچہ۔ خدا کا نام عشق کے ساتھ تو اثر کرتا ہی ہے لیکن فنا کے مقام پر پہنچنے کے بعد خود فانی کا نام وہی اثر کرتا ہے جو خدا کا نام اثر کرتا ہے اب حضرت عیسیٰ کا قُم بِاِذنِی کہنا وہی معنیٰ اثر رکھتا ہے جو قُم بِاِذنِ اللہ کا تھا۔ چونکہ۔ جب فانی کی جان ذاتِ باری سے متصل ہو گئی تو اُس جان کا ذکر کرنا خدا کا ذکر کرنا ہے اور خدا کا ذکر کرنا اُس جان کا ذکر کرنا ہے۔

[2] خالی۔ فانی اب اپنی ذات سے خالی ہے اور اللہ کے عشق سے پُر ہے تو پیالہ میں سے وہی ٹپکے گا جو پیالہ کے اندر ہے۔ خندہ۔ اب اُس فانی کے طبعی افعال بھی حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کے مظہر ہونگے اُس کا ہنسنا وصل کی وجہ سے ہوگا اور اُس کا رونا فراق کی وجہ سے ہوگا۔ ہر یکے۔ عام انسانوں کے دلوں میں سیکڑوں مُرادیں ہیں یہ عشق کا مذہب نہیں ہے، عاشق کے دل میں صرف معشوق کے حصول کی مراد ہوتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

همچو طفلی ست او ز پستان شیر گیر / او نداند در دو عالم غیر شیر
وہ بچے کی طرح پستان سے دودھ حاصل کرنیوالا کر / وہ دونوں جہان میں دودھ کے سوا کچھ نہیں جانتا

طفل داند هم نداند شیر را / راه نبود این طرف تدبیر را
بچہ دودھ کو جانتا ہے نہیں بھی جانتا / اس طرف کسی تدبیر کی راہ نہیں ہے

گیج کرد این گرد نامه روح را / تا نیابد فاتح و مفتوح را
اس بھاگے ہوئے کے تعویذ نے روح کو بیوقوف بنایا / تاکہ وہ فاتح اور مفتوح کو نہ پائے

گیج نبود در روش بلکه اندرو / حالتش دریا بود نے سیل و جو
سلوک میں بیوقوف نہیں ہوتا بلکہ اس میں / اس کا حال دریا ہوتا ہے نہ کہ بہاؤ اور نہر

چون بیابد او که یابد گم شود / همچو سیلی غرقهٔ قلزم شود
جب وہ آتا ہے تاکہ حاصل کرے گم ہوجاتا ہے / بہاؤ کی طرح سمندر میں ڈوب جاتا ہے

دانه گم شد آنگهی او تین شود / تا نمردی زر ندادم این بود
دانہ گم ہوا تو وہ انجیر بنا / جب تک تو نہ مرا میں نے سونا نہ دیا یہ ہوتا ہے

بعد از مکث و متواری شدن در بلاد چین در شهر تختگاه

ٹھہرنے اور چین کے شہروں شہر دارالخلافہ میں چھپے رہنے اور صبر کے دراز ہوجانے

و دراز شدن صبر و بی صبر شدن برادر بزرگ ترک من

کے بعد اور سب سے بڑے بھائی کا بے صبر ہوجانا کہ میں

رفتم تا خود را بر شاه چین عرضه کنم و نصیحت برادران

جاتا ہوں تاکہ اپنے آپ کو شاہِ چین کے سامنے پیش کروں اور بھائیوں کی نصیحت

او را سود نا داشتن

کا اس کو فائدہ نہ دینا

اما قدمی ینیلنی مقصودی / او الّقی راسی کفؤادی ثمه
یا میرا قدم مجھے میرا مقصود عطا کرے / یا میں اس جگہ دل کی طرح اپنا سر ڈال دوں گا

یا پای رساندم بمقصود مرا / یا سر بنهم همچو دل از دست آنجا
یا پاؤں مجھے مقصود تک پہنچا دے / یا دل کی طرح میں اس جگہ سر ہاتھ سے رکھ دوں گا

یا عاذل العاشقین دع فتیة / اضلها الله کیف ترشدها
اے عاشقوں کو ملامت کرنے والے، اس جماعت کو چھوڑ / جس کو خدا نے گمراہ کیا ہے تو اسکو کیسے ہدایت دیگا؟

لے همچو طفل۔ عاشق معشوق کے سوا کسی سے تعلق نہیں رکھتا جیسا کہ شیرخوار بچہ صرف دودھ کو جانتا ہے۔ ہم نداند۔ بچہ دودھ کو اجمالاً جانتا ہے اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا یہی حال عارف کا ہے کہ وہ ذاتِ خداوندی کا عاشق ہے لیکن اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہے۔ گیج کرد۔ عوام معارف کے اس علم سے بھی محروم ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بدنی تعلق نے ان کی روح کو محروم کر دیا ہے۔ گرد نامہ۔ وہ تعویذ جو کسی بھاگے ہوئے کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے وطن کو واپس لوٹ آئے مراد بدنی تعلقات ہیں۔ تا۔ اب اس کی روح فاتح (حق تعالیٰ) اور مفتوح (مخلوق) میں امتیاز نہیں کرتی ہے۔

لے گیج نبود۔ عام انسان کی یہ حالت سلوک سے پہلے ہوتی ہے جب وہ سلوک اختیار کر لیتا ہے تو اس کی یہ حالت نہیں رہتی اس کے تعلقاتِ بدنی ختم تو نہیں ہوتے لیکن اب دریائے حقیقت اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ چون بیاید۔ سالک جب اس حقیقت کی تلاش کرتا ہے تو خود گم ہو جاتا ہے جس طرح بہاؤ سمندر میں پہنچ کر گم ہو جاتا ہے۔ دانہ۔ بیج جب گم ہو جاتا ہے تو وہ انجیر بنکر نمودار ہوتا ہے صدر جہاں نے کہا متوسط تا نمردی وہ کہا ہی مطلب تھا۔

لے آقا۔ بڑے بھائی نے کہا

آں[1] بزرگیں گفت اے اخوانِ من — زانتظار آمد بلب ایں جانِ من

اُس بڑے نے کہا، اے میرے بھائیو! — انتظار سے یہ میری جان ہونٹ پر آگئی

لاابالی گشتہ اَم صبرم نماند — مرمرا ایں صبر در آتش نشاند

میں لاپرواہ بن گیا ہوں، مجھ میں صبر نہیں رہا — اِس صبر نے مجھے آگ میں بٹھا دیا

طاقتِ من زیں صبوری طاق شُد — واقعۂ من عبرتِ عُشّاق شُد

اِس صبر سے میری طاقت اکیلی رہ گئی — میرا واقعہ، عاشقوں کی عبرت بن گیا

مَن زجاں سیر آمدم اندر فراق — زندہ بُودن در فراق آمد نفاق

میں فراق میں جان سے سیر ہوگیا — فراق میں زندہ رہنا نفاق ہے

چند دردِ فرقتش بکُشد مرا — سَر ببر تا عشق سَر بخشد مرا

اُس کے فراق کا درد مجھے کتنا قتل کرے گا — سَر کاٹ دے، تاکہ عشق مجھے سَر بخش دے

دینِ[2] من از عشق زندہ بودن ست — زندگی زیں جان و سَر ننگِ منست

میرا دین عشق کے ذریعہ زندہ رہنا ہے — اِس جان اور سَر سے جینا میری توہین ہے

تیغ جانہا را کُند پاک از عیوب — زانکہ سیف اُفتاد محّار الذّنوب

تلوار، جانوں کو عیبوں سے پاک کردیتی ہے — کیونکہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی واقع ہوئی ہے

چوں غُبارِ تن بشُد ماہم بتافت — ماہِ جانِ من ہوائے صاف یافت

جب جسم کا غبار ختم ہوا، میرا چاند چمکا — میری جان کے چاند نے صاف فضا پالی

عُمر ہا بر طبلِ عشقِ آں صنم — اِنَّ فِی مَوْتِیْ حَیَاتِیْ میزنم

اُس معشوق کے عشق کے نقارہ پر عرصہ دراز سے — "بیشک میری موت میں میری زندگی ہے" صدا لگا رہا ہوں

دعویٔ[3] مُرغابیٔ کردست جاں — کے ز طوفانِ بلا دارد فغاں

میری جان نے مُرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے — وہ بلا کے طوفان سے کب فریاد کرتی ہے؟

بَط را از اشکستنِ کشتی چہ غم — کِشتیش بر آب بس باشد قدم

بطخ کو کشتی کے ٹوٹنے کا کب غم ہے! — پانی پر اُس کی کشتی، پاؤں ہی ہوتا ہے

زندہ زیں دعوی بُود جان و تنم — من ازیں دعویٰ چگونہ تن زنم

اِس دعوے سے میری جان اور جسم زندہ ہے — میں اِس دعوے سے کیسے چُپ رہوں!

خواب می بنیم ولے در خواب نے — مُدّعی ہستم ولے کذّاب نے

میں خواب دیکھتا ہوں لیکن خواب نہیں ہے — میں مدّعی ہوں لیکن جھوٹا نہیں ہوں

---

[1] آں بزرگیں۔ بڑے بھائی نے دونوں چھوٹے بھائیوں سے کہا اب میں صبر کی وجہ سے جاں بلب ہوں اب مجھے موت کی کوئی پرواہ نہیں موت آتشِ فراق سے بہتر ہے۔ طاقت۔ اب صبر میری طاقت سے باہر ہے۔ زندہ بودن۔ فراق کی حالت میں زندہ رہنا نفاق ہے جو مناسب نہیں ہے۔ چند۔ فراق مجھے ہر وقت قتل کرتا ہے اب میرا سر قلم کردو تاکہ فنا کے بعد بقا حاصل ہوجائے۔

[2] دین من۔ میں معنوی زندگی حاصل کرنا چاہتا ہوں ظاہری زندگی میرے لئے ذلت ہے۔ تیغ۔ شہید گناہوں سے پاک صاف ہوجاتا ہے۔ چوں غبار۔ جسمانی علائق سے جدا ہوکر رُوح انوار سے منوّر ہو جاتی ہے۔ عُمرہا۔ میں طویل عرصے سے یہ صدا دے رہا ہوں، میری موت میں میری زندگی ہے۔

[3] دعوی۔ مرغابی پانی کے طوفان سے نہیں ڈرتی میں بھی قتل سے خائف نہیں ہوں۔ بط۔ بطخ کا پاؤں خود کشتی ہے وہ کشتی کے ٹوٹنے سے نہیں ڈرتی ہے۔ ازیں دعویٰ۔ جبکہ عشق سے میری زندگی ہے تو اس عشق کے دعوے سے میں کیسے خاموشی اختیار کروں۔ خواب۔ یہ میری مشغولی کی کیفیت عوام اسکو نیند سمجھتے ہیں لیکن وہ

Presented by www.ziaraat.com

[1] گر مرا صد بار تو گردن زنی — ہمچو شمعم بر فروزم روشنی
اگر تو سو بار میری گردن کاٹے — میں شمع کی طرح ہوں، میں روشنی بڑھاؤنگا

آتش ار خرمن بگیرد پیش و پس — شبروان را خرمنِ آں ماہ بس
اگر کھلیان کو آگے اور پیچھے سے آگ پکڑ لے — رات کے مسافروں کیلئے اُس چاند کا کھلیان کافی ہے

کردہ یوسفؑ را نہان و مختبی — حیلتِ اِخوان ز یعقوبؑ نبی
(حضرت) یوسفؑ کو پوشیدہ اور مخفی کر دیا تھا — بھائیوں کے حیلے نے (حضرت) یعقوبؑ نبی سے

خُفیہ کردندش بحیلت سازیے — کرد آخر پیرہن غمّازیے
اُنھوں نے اُسکو ایک حیلہ سازی سے پوشیدہ کر دیا تھا — بالآخر، لباس نے چغل خوری کی

[2] آں دو گفتندش نصیحت در سمر — کہ مکُن ز اخطار خود را بے خبر
اُن دونوں نے اُس کو قصہ میں نصیحت کی — کہ اپنے آپ کو خطروں سے بے خبر نہ بنا

ہیں منہ بر ریشہای ما نمک — ہیں مخور ایں زہر از جلدی و شک
ہاں ہمارے زخموں پر نمک نہ چھڑک — جلدی اور شک سے یہ زہر نہ کھا

جز بتدبیرِ یکے شیخِ خبیر — چوں روی چوں نبودت قلبِ بصیر
کسی باخبر شیخ کی تدبیر کے بغیر — جبکہ تیرے پاس بینا دل نہیں ہے کیسے چلتا ہے؟

وای آں مرغے کہ ناروئیدہ پَر — بر پرد بر اوج و افتد در خطر
اُس پرندہ پر افسوس ہے جو بغیر پَر نکلے — بلندی پر پرواز کرے اور خطرے میں پڑ جائے

[3] عقل باشد مرد را بال و پرے — چوں ندارد عقل عقلِ رہبرے
آدمی کے لئے عقل، بال و پَر ہوتی ہے — اگر عقل نہ رکھے، تو رہبر کی عقل

یا مظفر یا مظفر جوی باش — یا نظرور یا نظرور جوی باش
یا کامیاب، یا کامیاب کا جویاں بن — یا صاحب نظر یا صاحب نظر کا جستجو کرنیوالا بن

بے ز مفتاحِ خرد ایں قرع باب — از ہوا باشد نہ از روی صواب
بغیر کنجی کے اس دروازے کو کھٹکھٹانا — خواہشِ نفسانی سے ہوگا نہ کہ درست طریقہ سے

عالمے در دام می بیں از ہوا — وز جراحتہای ہمرنگِ دوا
ایک جہان کو خواہشِ (نفسانی) کیوجہ سے جال میں دیکھ لے — اور دوا کے ہم رنگ زخموں کی وجہ سے

---

[1] گر مرا - عشق میں سر کا کٹنا ایسا ہی ہے جیسے شمع کا گل جھاڑنا جس سے اس کی روشنی اور بڑھ جاتی ہے۔ آتش - آتشِ عشق اگر جسم کے خرمن کو فنا کر دے تو کوئی پروا نہیں خرمنِ جسم کے بغیر خرمنِ محبوب اس کے لئے کافی ہے۔ کردہ یوسفؑ - عشق اور محبت کامیابی کا سبب بنتا ہے حضرت یعقوبؑ کے عشق نے اُن کو کامیاب کر دیا بھائیوں نے اگرچہ اُنکا جسم اُن سے مخفی کر دیا تھا لیکن حضرت یوسفؑ کی قمیص نے چغلی کر دی اور حضرت یعقوبؑ سمجھ گئے کہ وہ زندہ ہیں اسی طرح اگر میرا محبوب پوشیدہ ہے لیکن کامیابی ضرور ہوگی۔

[2] آں دو - دونوں بھائیوں نے بڑے بھائی سے کہا کہ اپنے آپ کو خطروں سے بے خبر نہ بنا تاکہ ایسا نہ ہو کہ تو ہم بھی عشق میں مبتلا ہیں اب تیری جدائی تریاق ہوگی اور زہر۔ یہ خطرناک بات ہے جلدی اور اس خیال سے کہ شاید خطرناک نہ ہو یہ خطرہ مول نہ لے جبکہ خطرناک راستہ تجربہ کار کی تدبیر سے طے کیا جا سکتا ہے۔ وای - جس پرندہ کے پَر نہ اُگے ہوں اگر وہ بلند پروازی اختیار کرے گا خطرے میں پڑ جائیگا۔

[3] عقل باشد - انسان کے بال و پَر انسان کی عقل ہے اگر اس کی عقل کامل نہ ہو تو کسی رہبر کی عقل کو رہنما بنا لے۔ یا مظفر - یا انسان خود کامل ہو یا کسی کامل کی تلاش کرے خود صاحبِ نظر ہو ورنہ کسی صاحبِ نظر کو تلاش کرے۔ بے ز مفتاح - عقل و نظر کے بغیر اس راہِ سلوک کا دروازہ کھٹکھٹانا بیہودہ ہوگا بلکہ نفسانی خواہش ہوگی۔ عالمے - خواہشِ نفس اور دوا کے ہمرنگ زخموں کی وجہ سے ایک عالم جال میں پھنسا ہوا ہے

مار[1] استادہ است بر سینہ چو مرگ — در دہاں بگرفتہ بہرِ صید برگ
سانپ، موت کی طرح سینہ پر کھڑا ہے — شکار کے لئے مُنہ میں پتا لئے ہوئے

در حشایش چوں حشیشے او بپاست — مرغ پندارد کہ او شاخِ گیاست
وہ، گھاسوں میں گھاس کی طرح کھڑا ہے — پرندہ سمجھتا ہے کہ وہ گھاس کی شاخ ہے

چوں نشیند بہرِ خور بر روی برگ — در فتد اندر دہانِ مارِ مرگ
جب وہ کھانے کیلئے پتے پر بیٹھتا ہے — موت کے سانپ کے مُنہ میں گر جاتا ہے

کردہ تمساحے دہانِ خویش باز — گردِ دندانہاش کرمانِ دراز
مگرمچھ نے اپنا مُنہ کھولا ہے — اُس کے دانتوں کے چاروں طرف لمبے لمبے کیڑے ہیں

از بقیۂ خور کہ در دندانش ماند — کرمہا روئید و بر دنداں نشاند
بقیہ خوراک کی وجہ سے جو اُسکے دانتوں میں لگی رہی — کیڑے پیدا ہو گئے اور اُس نے دانتوں پر بٹھائے

مرغکاں بینند کرم و قوت را — مرج پنداراند آں تابوت را
پرندے کیڑوں اور روزی کو دیکھتے ہیں — اُس تابوت کو چراگاہ سمجھتے ہیں

چوں[2] دہاں پُر شد ز مرغ او ناگہاں — در کشدشان و فرو بندد دہاں
جب پرندوں سے مُنہ بھر گیا اُس نے اچانک — اُن کو اندر کھینچ لیا اور مُنہ بند کر لیا

ایں جہانِ پُر ز نقل و پُر ز ناں — چوں دہانِ بازِ آں تمساح داں
یہ دنیا جو چینے اور روٹی سے پُر ہے — اُس مگرمچھ کے کھلے ہوئے مُنہ کی طرح سمجھ

بہرِ کرم و طعمہ اے روزی تراش — از فنِ تمساحِ دہر ایمن مباش
اے روزی تراشنے والے! کیڑوں اور لقمہ کیلئے — زمانے کے مگرمچھ کے مکر سے مطمئن نہ ہو

روبہ افتد پہن اندر زیرِ خاک — بر سرِ خاکش حبوبِ مکرناک
لومڑی مٹی کے نیچے پھیل کر پڑ جاتی ہے — اُس کی مٹی پر مکر بھرے دانے ہوتے ہیں

تا[3] بیابد زاغِ غافل سوی آں — پای او گیرد بمکر آں مکرداں
تاکہ غافل کوّا اُس کی جانب آئے — وہ مکار، مکر سے اُس کا پاؤں پکڑ لے

صد ہزاراں مکر در حیواں چو ہست — چوں بود مکرِ بشر کو مہتر است
جب حیوان میں لاکھوں مکر ہیں — انسان کا مکر کیسا ہوگا جبکہ وہ سردار ہے؟

مصحفے در کف چو زین العابدین — خنجرے پُر زہر اندر آستیں
زین العابدین کی طرح ہاتھ میں قرآن ہے — آستین میں زہر میں بجھا ہوا خنجر ہے

[1] مار: نفس کی مکاریوں کی ایک مثال تو یہ ہے کہ وہ وہ سانپ ہے جو سینہ پر موت کی طرح مُنہ میں کوئی پتہ دبائے کھڑا ہو۔ در حشایش۔ وہ سانپ گھاس میں گھاس کی شاخ کی طرح کھڑا ہے۔ پرندہ یہ سمجھ کر کہ وہ بھی کوئی شاخ ہے پتے پر کھانے کے لئے آ بیٹھتا ہے اور موت کے مُنہ میں آ گرتا ہے۔ کردہ تمساحے۔ یا یہ مثال سمجھو کہ ایک مگرمچھ مُنہ کھولے ہوئے ہو اور اُس کے دانتوں پر لمبے لمبے کیڑے ہوں وہ کیڑے اُس گوشت سے پیدا ہو گئے ہیں جو اُس نے کسی چیز کا پہلے کھایا تھا پرندے اُن کیڑوں کو اپنی خوراک سمجھ کر اُن پر آ گرتے ہیں اور مگرمچھ اپنا مُنہ بند کر لیتا ہے۔

[2] چوں دہاں۔ اُس مگرمچھ کا مُنہ جب پرندوں سے بھر جاتا ہے تو وہ فوراً اپنا مُنہ بند کر لیتا ہے۔ ایں جہاں۔ اِس نُقل اور نان سے بھری دنیا کو اِس طرح کا مگرمچھ سمجھو۔ روبہ۔ لومڑی بھی مٹی میں اپنے آپ کو چھپا کر شکار کھیلتی ہے۔

[3] تا بیابد۔ لومڑی اپنے آپ کو مٹی میں چھپا لیتی ہے تاکہ کوئی کوّا ادھر کے سے آ جائے اور وہ مکار اُس کا پاؤں پکڑ لے۔ صد ہزاراں۔ جب حیوان میں اس طرح کے لاکھوں مکر ہیں تو انسان کے مکروں کا خود اندازہ لگا لو۔ مصحفے۔ انسان کا مکر یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ میں قرآن اور آستین میں زہر میں بجھا ہوا خنجر ہوتا ہے۔ زین العابدین یعنی ایسے آدمی کی طرح ہاتھ میں قرآن لئے ہوئے ہے جو تمام عبادتگزاروں کیلئے باعث زینت ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

گویدت[1] خنداں کہ اے مولایِ من — در دلِ اُو بابلے پُر سحر و فن

تجھ سے ہنستا ہوا کہتا ہے کہ اے میرے آقا! — (اور) اُسکے دل میں جادو اور فن سے بھرا ہوا ایک بابل ہے

زہرِ قاتل، صورتش شہدست و شیر — ہیں مَرو بے صحبتِ پیرِ خبیر

وہ قاتل زہر ہے، اُس کی صورت شہد اور دودھ ہے — خبردار! با خبر پیر کی صحبت کے بغیر نہ چل

جملہ لذاتِ ہوا مکرست و زَرق — سوز و تاریکی ست گردِ نُورِ بَرق

خواہشِ (نفسانی) کی تمام لذتیں، مکر اور دھوکا ہیں — بَرق کی روشنی کے چاروں طرف جلن اور تاریکی ہے

بَرقِ نورِ کوتہ و کذب و مجاز — گردِ اُو ظلمات و راہِ تو دَراز

ناقص نور اور جھوٹ اور مجاز کی چمک ہے — اُسکے چاروں طرف اندھیرے ہیں اور تیرا راستہ لمبا ہے

نے بنورش نامہ تانی خواندن — نے بمنزل اَسپ تانی راندن

تو اُس کی روشنی میں نہ خط پڑھ سکتا ہے — نہ منزل تک گھوڑا چلا سکتا ہے

لیک[2] جرمِ آنکہ باشی رہنِ بَرق — از تو رُو اندر کشد انوارِ شرق

لیکن اس جرم میں کہ تو چمک کا مرہون (رہتا) ہو — مشرق کے نور تجھ سے رُوگردانی کرتے ہیں

خشم گیرد بر دلت آں آفتاب — چوں تو جوئی از عطارد نور و تاب

وہ سورج تیرے دل پر غصہ کرتا ہے — جب تو عطارد سے روشنی اور چمک طلب کرتا ہو

می کَشانَد مکرِ بَرقت بے دلیل — در مَفازہ مُظلِمے شب میل میل

تجھے برق کا مکر بغیر رہنما کے لئے جا رہا ہے — تاریک میدان میں رات کو ایک ایک میل کر کے

گاہ بَر کُہ گاہ بر جُو اُوفتی — گہ بدیں سُو گہ بداں سُو اُوفتی

تو کبھی پہاڑ پر کبھی نہر پر گرتا ہے — کبھی اِدھر کبھی اُدھر گرتا ہے

خود[3] نہ بینی تو دلیل اے راہ جُو — وَر بہ بینی رُو بگردانی ازو

اے راستے کے جویاں! تو خود رہنما کو نہیں دیکھتا — اور اگر دیکھتا ہے تو اس سے منہ پھیرتا ہے

کہ سفر کردم دریں رَہ شصت میل — مر مرا گمراہ گوید آں دلیل

کہ میں نے اِس راستہ پر ساٹھ میل سفر کر لیا — وہ رہنما مجھے بھٹکا ہوا کہتا ہے

گر نہم مَن گوش سُویِ آں شگفت — اَمرِ اُو را ہم ز سَر باید گرفت

اگر میں اُس عجیب بات پر کان دھروں — اُس کے معاملہ کو بھی از سرِ نو شروع کرنا چاہیے

[3] خود - تو خود پیرِ کامل کو نہیں دیکھتا ہے اور اگر وہ کامل ابتداءً کرم تجھ پر نظر کر کے تجھے نصیحت کرتا ہے تو تو اس سے روگردانی کرتا ہے کہ تسفر - اور یہ سوچتا ہے کہ میں نے کافی سفر کر لیا لیکن یہ کامل مجھے راہ سے بھٹکا ہوا سمجھتا ہے۔ اگر تو اب اگر میں اسکی بات پر عمل کروں تو پھر از سرِ نو سفر شروع کرنا ہوگا۔

[1] گویدت - زبان ترجمے اپنا مولیٰ اور آقا کہہ رہا ہے لیکن دل میں تیری عداوت بھری ہوئی ہے۔ بابل۔ بابل کا جادو مشہور ہے۔ زہرِ قاتل حقیقتاً قاتل زہر ہے بظاہر شہد اور دودھ نظر آتا ہے۔ ہیں۔ جب نفس کی دھوکے بازی ہے تو سلوک بغیر پیر کے اختیار نہ کر۔ جملہ لذات نفس کی ساری لذتیں مکر اور دھوکا ہیں اور اس کی مثال بجلی کی کوند ہے۔ اُس میں چمک ہوتی ہے اور اُس کے اِدھر اُدھر سوزش اور اندھیرا ہوتا ہے۔ برق۔ بجلی میں مختصر سی روشنی ہوتی ہے وہ بھی غلط اور مجازی اور اُسکے چاروں طرف اندھیرا ہوتا ہے جس کی وجہ سے تیرا راستہ دراز ہو جاتا ہے۔ نے۔ بجلی کی اِس کوند میں نہ تو خط پڑھ سکتا ہے نہ گھوڑے کو منزل تک لے جا سکتا ہے۔

[2] لیک - چونکہ تو نفس کے دھوکے میں مبتلا ہے اور ناپائیدار برق سے روشنی حاصل کرنا چاہتا ہے اِس جرم میں تجھ سے کاملین اعراض کرنے لگتے ہیں۔ آفتاب یعنی کاملین۔ عطارد یعنی بجلی کی چمک۔ می کشاند۔ وہ بجلی کی چمک تجھے تاریک جنگل میں پھنسا رہی ہے۔ گاہ۔ تیری رفتار بھی یہ ہوتی ہے کبھی پہاڑ پر چڑھتا ہے کبھی نہر میں اور اِدھر اُدھر گرتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

مَن ^1^ دریں رہ عمرِ خود کردم گرو — ہر چہ بادا باد اے خواجہ برو

میں نے اس راستہ میں اپنی عمر گروی کردی — اے صاحب! جا جو بھی ہو سو ہو

راہ گردی لیک در ظنِ چو برق — عُشرِ آں رہ کُن پئے وحی چو شرق

تو نے راستہ پر گردش کی لیکن برق جیسے گمان میں — اُس کا دسواں حصہ سورج جیسی وحی کے تعاقب میں

ظن لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ خواندہ — وز چناں برقے ز شرقے ماندہ

تو نے "گمان حق کے مقابلہ میں کام نہیں آتا" پڑھا ہے — تو ایسی ہی بجلی کی وجہ سے سورج سے رہ گیا ہے

ہے درآ در کشتیِ ما اے نژند — یا تو ایں کشتی برآں کشتی بہ بند

خبردار، اے سرگشتہ! ہماری کشتی میں آجا — یا تو اس کشتی کو اُس کشتی سے باندھ لے

گوید ^2^ او چوں ترک گیرم گیر و دار — چوں روم مَن در طفیلت کور وار

وہ کہتا ہے میں دھوم دھام کیسے چھوڑ دوں — میں تیرے طفیل میں اندھوں کی طرح کیسے چلوں؟

کور با رہبر بہ از تنہا یقیں — زاں یکے ننگ است و صد ننگ است ایں

اندھا، رہبر کے ساتھ یقیناً تنہا سے اچھا ہے — کیونکہ اُس سے ایک ذلت ہے اور اس میں سو ذلتیں ہیں

می گریزی از پشہ در اژدہا — می گریزی از نمی در بحرہا

تو مچھر سے اژدھوں کی طرف بھاگتا ہے — تو نمی سے دریاؤں میں بھاگتا ہے

می گریزی از جفا ہائے پدر — درمیانِ لُوطیانِ شور و شر

تو باپ کی سختیوں سے بھاگتا ہے — شور و شر والے اِغلام بازوں کے درمیان

می ^3^ گریزی ہمچو یوسف زاں دہے — تا زنی تَرْتَعْ نَلْعَبْ اُفتی درچہے

تو حضرت یوسفؑ کی طرح اس گاؤں سے بھاگتا ہے — حتیٰ کہ ہم چریں اور کھیلیں، کی وجہ سے کنویں میں گر جائے

درچہ افتی زیں تفرج ہمچو او — مر ترا لیک آں عنایت یار کو

تو اس تفریح کی وجہ سے اُن کی طرح کنویں میں گر پڑے گا — لیکن تیرے لئے دوست کی وہ مہربانی کہاں ہے!

گر نبودے آں بفرمانِ پدر — بر نیا وردے ز چہ تا حشر سر

اگر وہ باپ کی اجازت سے نہ ہوتا — تو قیامت تک کنویں سے سر نہ نکالتا!

آں پدر بہرِ دلِ او اذن داد — گفت چوں اینست میلت خیر باد

اُن باپ نے اُن کے دل کی خاطر اجازت دیدی — فرمادیا جب تیری یہ خواہش ہے خدا بہتر کرے

---

^1^ مَن۔ حق اُس کامل سے کہہ رہا ہے کہ میں نے کامل مرشد کی تلاش کی، جو کچھ ہونا ہے وہ ہوجائے گا آپ مجھ سے کچھ نہ کہیں۔ راہ گردی۔ کامل اُس سے کہتا ہے کہ یہ تیرا محض خیال ہے کہ تو نے راستہ طے کرلیا ہے تو وحی کی روشنی میں تھوڑا سا سفر کرلے منزل تک پہنچ جائے گا۔ ظن۔ تو نے محض اپنے گمان سے راستہ طے کیا ہے حالانکہ حق کے معاملہ میں گمان کچھ مفید نہیں ہوتا ہے اور اسی گمان کی وجہ سے تو سورج سے محروم ہے۔ ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ تو ہماری بات پر عمل کرلے یا اپنی بات میں ہم سے مشورہ کرلیا کر۔

^2^ گوید۔ وہ اس کامل سے کہتا ہے کہ اب میں خود مستقل پیر ہوں میں اندھا دُھند کسی کا طفیلی بننا نہیں چاہتا۔ کور۔ مولانا فرماتے ہیں اندھا بن کر کسی کے ساتھ سفر کرنا تنہا سفر کرنے سے بہرحال بہتر ہے رہبر کے ساتھ اندھا دھند چلنے میں تو صرف اتباع کی ذلت ہے اور تنہا چلنے میں دنیا و آخرت کی سیکڑوں ذلتیں ہیں۔ می گریزی۔ ہر ایک ذلت سے بچ کر تنہا چلنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی مچھر سے ڈر کر اژدھے کے منہ میں یا نمی سے بھاگ کر دریاؤں میں پناہ لے۔ می گریزی۔ کامل مربی سے بھاگنے والے کی مثال اُس لڑکے کی سی ہے جو باپ کی تنبیہ سے بھاگ کر اوباشوں میں پھنس جاتا۔

^3^ می گریزی حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ سے کھیل کود کے شوق میں جدا ہوئے اور نتیجہ میں کنویں میں گرے۔ درچہ۔ تو بھی کنویں میں گرے گا لیکن فرق یہ ہے کہ اُن کی تو خدا کی مہربانی نے دستگیری کرلی تیرے لئے وہ عنایت کہاں ہے۔ گر نبودے۔ اور پھر فرق یہ ہے کہ انکی مُربی سے دوری خود مُربی کی اجازت سے تھی ورنہ اُن کی بھی دستگیری نہ ہوتی۔ آں پدر۔ حضرت یوسفؑ کی درخواست حضرت یعقوبؑ کے جانے کی اجازت دی

مرتی تو اُن کا نکلنا حضرت یوسفؑ کی اجازت سے ہوا تھا [illegible]

ہر ضریرے[۱] کز مسیحے سر کشد — اُو جہودانہ بماند از رشد
جو اندھا کسی مسیحؑ سے سرکشی کرے — وہ یہود کی طرح ہدایت سے دور رہ جائے گا

قابلِ ضو بُود اگرچہ کور بُود — شُد ازیں اعراض اُو کور و کبُود
اگرچہ وہ اندھا تھا لیکن روشنی کو قبول کرنے والا تھا — وہ اس اعراض سے اندھا اور کالا ہو گیا

گویدش عیسیٰ بزن در مَن دو دست — اے عمی کحلِ ضریری با مَن ست
اس سے عیسیٰؑ کہتے ہیں مجھے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لے — اے اندھے! اندھے پن کا سرمہ میرے پاس ہے

از مَن ار کوری بیابی روشنی — بر قمیصِ یوسفِ جاں بر زنی
اگر تو اندھا ہے مجھ سے روشنی پالے گا — جان کے یوسفؑ کی قمیص سے جا ملے گا

کار و بارت کت رسد بعدِ شکست[۲] — اندراں اقبال و منہاجِ رہ است
وہ کاروبار جو تجھے شکست کے بعد ملے — اس میں نصیبہ وری اور سیدھا راستہ ہے

کار و بارے کاں ندارد پا و دست — ترک گیر اے بوالفضولِ گیج مست
وہ کاروبار جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں — چھوڑ دے، اے بیکار، احمق مست!

کار و بارے کہ ندارد پا و سر — ترک کن ہے پیر خر اے پیرہ خر
وہ کاروبار جس کا سر اور پیر نہ ہو — چھوڑ دے خر وار اے بوڑھے گدھے! پیر بنا لے

غیر پیر استاد و سرلشکر مباد — پیرِ گردوں نے ولے پیرِ رشاد
خدا کرے پیر کے علاوہ استاد اور سپہ سالار نہ ہو — زمانہ کا بوڑھا نہیں، لیکن ہدایت کا پیر

در زماں چوں پیر را شُد زیردست — روشنائی دید آں ظلمت پرست
فوراً ہی جب راہنما پیر کے ماتحت ہوا — اس تاریکی کے پجاری نے روشنی دیکھ لی

شرطِ تسلیم[۳] ست نے کارِ دراز — سُود نبُود در ضلالت ترک تاز
شرط سپرد کر دینا ہے، نہ کہ لمبا کام — گمراہی میں بھاگ دوڑ مفید نہیں ہے

مَن نجویم زیں سپس راہِ اثیر — پیر جُویم پیر جُویم پیر پیر
اس کے بعد میں آسمان کا راستہ تلاش نہ کرونگا — پیر کو تلاش کرونگا، پیر کو تلاش کرونگا، پیر کو پیر کو

پیر باشد نردبانِ آسماں — تیر پرّاں از کہ گردد، از کماں
آسمان کی سیڑھی پیر ہے — تیر کس سے چلتا ہے؟ کمان سے

کمان کے بغیر پرواز نہیں کرتا مرید بھی بغیر شیخ کے پرواز نہیں کرتا ہے۔

---

[۱] ہر ضریرے۔ جو ناقص، مُربی سے سرکشی کریگا اس کا حال یہود کا سا ہوگا جنھوں نے حضرت مسیحؑ سے سرکشی کی۔ قابل۔ اس ناقص میں صلاحیت تھی مُربی سے اعراض کرنے کی وجہ سے وہ بھی اس نے برباد کر دی۔ گویدش۔ مُربی اس ناقص سے کہتا ہے کہ میرا اتباع کرے اس اندھے پن کا سُرمہ میرے پاس ہے۔ از من۔ اگر تو اندھا ہے تو تجھے مجھ سے بینائی حاصل ہو جائیگی اور تو یوسفؑ کی قمیص حاصل کرے گا جس سے حضرت یعقوبؑ کی بینائی لوٹ آئی تھی۔

[۲] شکست یعنی شیخ کی تابعداری۔ ندارد۔ یعنی تیرا بے ڈھنگا اس کا روبار ہے۔ اپنے اس بے ڈھنگے سلوک کو چھوڑ دے۔ غیر پیر۔ خدا کرے پیر کا اتباع نصیب ہو اور پیر سے مراد عمر کا بوڑھا نہیں ہے بلکہ راہ سلوک کا پیر مراد ہے۔ در زماں جب وہ اتباع کرے گا فوراً اس کو روشنی نظر آجائے گی۔

[۳] شرط تسلیم۔ سلوک میں منزل تک پہنچنے کی شرط اپنے آپ کو پیر کے سپرد کر دینا ہے نہ کہ دوڑ بھاگ۔ بغیر پیر کے یہ دوڑ بھاگ منزل سے دور کر دے گی۔ من نجویم۔ مولانا فرماتے ہیں جب پیر کی ضرورت ثابت ہو گئی تو خود آسمان پر اڑنے کی کوشش نہ کر پیر کو تلاش کرلے۔ پیر باشد۔ عروج کا ذریعہ پیر ہے جس طرح تیر بغیر

بے[1] ز ابراہیمؑ نمرودِ گراں — کرد با کرگس سفر بر آسماں
(حضرت) ابراہیمؑ کے بغیر مست نمرود نے — گدھ کے ذریعہ سے آسمان کا سفر کیا

از ہوا شد سوی بالا او بسے — لیک بر گردوں نپرّد کرگسے
وہ ہوا سے بہت اونچا ہوا — لیکن گدھ آسمان پر نہیں اُڑتا

گفتش ابراہیمؑ اے مردِ سفر — کرگسَت من باشم اینت خوبتر
(حضرت) ابراہیمؑ نے اُس سے کہا، اے سفر کے مرد! — میں تیرا گدھ بن جاؤں، یہ تیرے لئے بہتر ہے

چوں ز من سازی ببالا نردبان — بے پریدن بر روی بر آسماں
جب تو اوپر کے لئے میری سیڑھی بنائیگا — تو بغیر اُڑے آسمان پر چلا جائے گا

آنچنانکہ[2] میرود تا غرب و شرق — بے ز زاد و راحلہ دل ہمچو برق
جیسے کہ مغرب سے مشرق تک چلا جاتا ہے — دل برق کی طرح توشہ اور سواری کے بغیر

آنچنانکہ میرود شب ز اغتراب — حسِ مردم شہرہا در وقتِ خواب
جس طرح رات کو مسافرت کی وجہ سے چلے جاتے ہیں — نیند کے وقت انسانوں کے حواس شہر در شہر

آنچنانکہ عارف از راہِ نہاں — خوش نشستہ میرود در صد جہاں
جس طرح عارف مخفی راستہ سے — سَو جہانوں میں اچھا بیٹھا ہوا چلا جاتا ہے

گر ندادستش چنیں رفتار دست — ایں خبرہا زاں ولایت از کیست
اگر اُس طرح کی رفتار اُس کے ہاتھ نہیں آئی — اِس ملک کی یہ خبریں کس کی جانب سے ہیں؟

ایں[3] خبرہا ویں روایاتِ محق — صد ہزاراں پیر بر وے متفق
یہ خبریں اور یہ سچی روایتیں — لاکھوں پیر اُن پر متفق ہیں

یک خلافے نے میانِ ایں عیوں — آنچنانکہ ہست در علمِ ظنوں
اِن بزرگوں میں ایک اختلاف نہیں — جیسا کہ ظنّی علوم میں ہوتا ہے

آں تحرّی آمد اندر لیلِ تار — ویں حضورِ کعبہ و وسطِ نہار
اٹکل، تاریک رات میں ہے — اور یہ کعبہ کی موجودگی اور دوپہر ہے

خیز اے نمرود پر جوی از کساں — نردبانے نایدت از کرگساں
اے نمرود! اٹھ مردوں سے پر مانگ — گدھوں سے تجھے سیڑھی نہ ملے گی

عقلِ جزوی کرگس آمد اے مُقِل — پرّ او با جیفہ خواری متصل
اے نادار! جزدی عقل گدھ ہے — اُس کے پَر مُردار کھانے سے وابستہ ہیں

سلہ بے ز ابراہیمؑ۔ نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو عروج پرواز کا ذریعہ بنایا یعنی خواہشِ نفس کو بنایا اور مرتد ہوگیا۔ کرگس۔ گدھ یعنی خواہشِ نفس، شیطان۔ چوں حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اگر تو میرا اتباع کرے گا تو تجھے عروج حاصل ہوجائے گا۔ بر آسماں۔ یعنی تجھے تعلق مع اللہ حاصل ہوجائے گا۔

۲ سلہ آنچنانکہ۔ دل مشرق و مغرب کی سیر بغیر توشہ اور سواری کے کرلیتا ہے، یہی حال عارف کا ہے کہ اُس کو بغیر اسبابِ ظاہری کے ملکوت کی سیر حاصل ہوجاتی ہے۔ حسِ مردم۔ حواسِ باطنی بھی خواب میں شہر در شہر بغیر اسبابِ ظاہری کے سیر کرتے ہیں۔ عارف۔ اپنے مراقبہ میں عالم کی سیر کرتا ہے۔ گر۔ اگر اُن کی سیر نہیں ہے تو پھر انھوں نے اُن عوالم کی خبر کیسے دے دی۔

۳ سلہ ایں خبرہا۔ کہ یہ خبریں تواتر کا درجہ رکھتی ہیں جن سے یقین حاصل ہوجاتا ہے۔ علمِ ظنوں۔ علومِ عقلیہ میں عقلاً مختلف ہیں لیکن اولیاء اور انبیاء عوالم کی خبروں میں متفق ہیں۔ آں تحری۔ یہ خبریں اٹکل سے نہیں دی گئی ہیں بلکہ مشاہدہ کے بعد دی ہیں۔ خیز۔ لہٰذا انسان کو نمرود نہ بننا چاہیے بلکہ شیخ کے ذریعہ پرواز کرنی چاہیے۔ عقلِ جزوی۔ عقلِ ناقص گدھ ہے اُس کی پرواز مردار

عقلِ[1] ابدالاں چو پرِّ جبرئیلؑ ۔۔۔ می پرد تا ظلِّ سدرہ میل میل
ابدال کی عقل (حضرت) جبرئیلؑ کے پر کی طرح ہر ۔۔۔ جو سدرۃ المنتہیٰ کے سایہ تک میلوں میل اڑتی ہے

بازِ سلطانم گشم نیکو پیَم ۔۔۔ فارغ از مردارم و کرگس نیَم
میں شاہی باز ہوں (اچھا ہوں) نیک قدم ہوں ۔۔۔ میں مُردار سے بے نیاز ہوں اور میں گدھ نہیں ہوں

ترکِ کرگس کُن کہ من باشم کَت ۔۔۔ یک پرِ من بہتر از صد کرگس ست
گدھ کو چھوڑ، تاکہ میں تیرا دوست بنوں ۔۔۔ میرا ایک پر سیکڑوں گدھوں سے بہتر ہے

چند بر عمیا دوانی اسپ را ۔۔۔ باید اُستا پیشہ را و کسب را
تو گھوڑے کو اندھا دھند کب تک دوڑائے گا؟ ۔۔۔ پیشہ اور ہنر کے لئے اُستاد چاہیے

خویش[2] را رُسوا مکُن در شہرِ چین ۔۔۔ عاقلے جو خویش از وَے در مچین
چین کے شہر میں اپنے آپ کو رُسوا نہ کر ۔۔۔ کوئی عقلمند تلاش کرے اپنے آپکو اس سے جدا نہ کر

آنچہ گوید آں فلاطونِ زماں ۔۔۔ ہیں ہوا بگذار و رَو بر وفقِ آں
وہ افلاطونِ دوراں جو کچھ کہے ۔۔۔ خبردار: ہوا (نفسانی) کو چھوڑ اُسکے مطابق چل

جملہ می گویند اندر چین بجِد ۔۔۔ بہرِ شاہِ خویشتن کہ لم یلِد
چین میں سب اصرار سے کہتے ہیں ۔۔۔ اپنے بادشاہ کے بارے میں کہ اسکے اولاد نہیں ہوئی

شاہِ ما خود ہیچ فرزندے نزاد ۔۔۔ بلکہ سُوئے خویش زن را رہ نداد
خود ہمارے بادشاہ کے کوئی فرزند نہیں ہوا ۔۔۔ بلکہ اُس نے اپنی جانب کسی عورت کو راہ نہ دی

ہر کہ از شاہاں زیں نوعش بگفت ۔۔۔ گردنش با تیغِ بُرّاں گشت جُفت
بادشاہوں میں سے جس نے اِس طرح کی بات کہی ۔۔۔ اُس کی گردن تیز تلوار سے وابستہ ہوگئی

شاہ[3] گوید چونکہ گفتی ایں مقال ۔۔۔ زُود ثابت کُن کہ من دارم عیال
بادشاہ کہہ دیتا ہے کہ جب تو نے یہ بات کہی ۔۔۔ جلد ثابت کر کہ میں اولاد رکھتا ہوں

مر مرا دختر اگر ثابت کُنی ۔۔۔ یافتی از تیغِ تیزم ایمنی
اگر تو میرے لئے لڑکی ثابت کر دے ۔۔۔ (تب) تو نے میری تیز تلوار سے امن پایا

ورنہ بیشک من بُبرّم حلقِ تو ۔۔۔ بر کشم از صوفیِ جاں دلقِ تو
ورنہ میں بلا شک تیری گردن کاٹ دونگا ۔۔۔ تیری صوفی روح سے گدڑی اُتار دونگا

سر نخواہی بُرد ہیچ از تیغِ تو ۔۔۔ اے بگفتہ لاغ کذب آمیزِ تو
تو کبھی تلوار سے سر بچا کر نہ لے جا سکے گا ۔۔۔ اے وہ شخص جس نے جھوٹی بکواس کی

---

[1] عقلِ ابدالاں۔ عارفین کی عقل کامل ہے اور اُس کی پرواز حضرت جبرئیلؑ کی طرح سدرۃ المنتہیٰ تک ہے۔ بازِ سلطانم۔ حضرت ابراہیمؑ نے نمرود سے فرمایا میرا اتباع کر وہ تیرے لئے نفس کے اتباع سے بہتر ہے۔ چند۔ اندھا دھند گھوڑا دوڑانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

[2] خویش را۔ چھوٹے بھائیوں نے بڑے بھائی سے کہا۔ مچین۔ کسی عقلمند سے مشورہ کرلے۔ آنچہ۔ وہ عقلمند جو کہے اُس پر عمل کر۔ جملہ۔ سب چینی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ کے کوئی اولاد ہی نہیں ہے۔ بلکہ۔ بچہ پیدا ہونا تو در کنار اُس نے کسی عورت سے صحبت ہی نہیں کی۔ ہر کہ۔ اگر کسی بادشاہ نے اُسکے یہاں شادی کا پیغام دیا ہے تو اُسکی گردن کٹی ہے۔

[3] شاہ گوید۔ اِس پیغام دینے والے سے شاہ کا مطالبہ ہوتا ہے کہ پہلے یہ ثابت کر کہ میرے اولاد ہے۔ مر مرا۔ اگر تو یہ ثابت کر دے گا کہ میرے کوئی لڑکی ہے تو میری تلوار سے بچ سکے گا۔ برکشم۔ جان صوفی اور جسم اُسکی گدڑی ہے۔ سر۔ بادشاہ کہہ دیتا ہے کہ اب جبکہ تو نے یہ جھوٹ بولا ہے جب تک تو اِس کا ثبوت نہ دیگا تیری جان نہ بچے گی۔

بنگرا[1] ے از جہل گفتہ ناحقے | پُر ز سرہای بُریدہ خندقے
لے وہ جس نے نادانی سے ناحق بات کہی، دیکھ لے | کٹے ہوئے سروں سے بھری ہوئی خندق

خندقے از قعرِ خندق تا گلو | پر ز سرہائے بُریدہ زیں غلو
ایک خندق تل سے کنارے تک | اس مبالغہ کی وجہ سے کٹے ہوئے سروں سے پر ہے

جملہ اندر کارِ ایں دعویٰ شدند | گردنِ خود را بدیں دعویٰ زدند
جو لوگ اِس دعوے میں گئے | اُنھوں نے اِس دعوے سے اپنی گردن کٹا دی

ہاں ببیں ایں را بچشمِ اعتبار | اینچنیں دعویٰ میندیش و مبار
خبردار! اس کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ لے | ایسا دعویٰ نہ سوچ، اور نہ کر

تلخ[2] خواہی کرد بر ما عمرِ ما | کہ بریں مبدار وادے وادرِ ترا
تو ہم پر ہماری زندگی تلخ کر دے گا | اے بھائی! تجھے اِس پر کون آمادہ کر رہا ہے؟

گر رود صد سال آنکہ آگاہ نیست | بر عمیٰ آں از حسابِ راہ نیست
جو واقف نہیں ہے، اگر وہ سو سال چلے | اندھا دھند، وہ راستے کے حساب میں نہیں ہے

بے سلاحے در مرو در معرکہ | ہمچو بیباکاں مرو در تہلکہ
میدانِ جنگ میں بغیر ہتھیار کے نہ جا | لاپرواؤں کی طرح ہلاکت میں نہ پڑ

ایں ہمہ گفتند و گفت آں ناصبور | کہ مرا زیں گفتہا آید نفور
اُنھوں نے یہ سب کچھ کہا اور اس بے صبرے نے کہا | کہ مجھے اِن باتوں سے نفرت آتی ہے

سینہ[3] پُر آتش مرا چوں منقل ست | کِشت کامل گشت وقتِ منجل ست
میرا سینہ انگیٹھی کی طرح آگ سے بھرا ہے | کھیتی پک گئی، درانتی کا وقت ہے

صدر را صبرے بُد اکنوں آں نماند | بر مقامِ صبر عشق آتش نشاند
سینہ میں صبر تھا، وہ اب نہیں رہا | عشق نے صبر کی جگہ آگ بٹھا دی

صبرِ مَن مُرد آں شبے کہ عشق زاد | درگذشت و حاضراں را عُمر باد
جس رات کو عشق پیدا ہوا میرا صبر مرگیا | وہ مرگیا اور حاضرین کی عمر ہو

زاں گذشتم آہنِ سردے مکوب | لے محدِّث از خطاب و از خطوب
میں اِس سے آگے بڑھ گیا، ٹھنڈا لوہا نہ کوٹ | اے خطاب اور مصائب کی باتیں کرنے والے

سرنگونم ہے رہا کُن پایِ مَن | فہم کو در جملۂ اجزائے مَن
میں اوندھا ہوں، خبردار! میرا پاؤں چھوڑ | میرے تمام اجزا میں سمجھ کہاں ہے؟

---

[1] بنگر۔ اور کہہ دیتا ہے کہ اِس خندق کو جا کر دیکھ لے جس میں اِس طرح کی بات کہنے والوں کے سر کٹے ہوئے پڑے ہیں۔ تعنی یہ کہنا کہ بادشاہ کے لڑکی ہے۔ جملہ۔ بھائیوں نے کہا اُن سب نے یہی بات کہی تھی اور اس طور پر اپنے قتل کا سبب بنے ہیں۔ ہاں خبردار تو ایسی بات نہ کہنا اور اُن کٹے ہوئے سروں سے عبرت حاصل کرلے۔

[2] تلخ۔ تو اِن باتوں سے اپنا سر کٹا کر ہماری زندگی زہر تلخ کر دے گا۔ وادر۔ برادر۔ گر رود۔ اگر راستے سے ناواقف سو سال بھی چلے تو اُس کا چلنا صحیح راستے کے حساب میں نہیں لگتا ہے۔ بے سلاحے۔ کسی عقلمند کے مشورہ کے بغیر تیرا یہ کام ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی شخص بغیر ہتھیار کے میدانِ جنگ میں جائے۔ ایں ہمہ۔ بھائیوں کی اِس تقریر پر وہ بڑا بھائی بولا مجھ سے یہ باتیں نہ کرو مجھے اِن باتوں سے نفرت آتی ہے۔

[3] سینہ۔ اب سینہ میں صبر کی بجائے عشق کی آگ ہے اور سینہ انگیٹھی بنا ہوا ہے، کھیتی پک چکی ہے اور اس کے کٹنے کا وقت آگیا ہے۔ صبرِ من۔ جس وقت عشق پیدا ہوا صبر مرگیا۔ لے محدث۔ آپ صبر کی تلقین ایسی ہی ہے جیسے کہ ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا۔ سرنگونم میں اب حوادث کیلئے آمادہ ہوں اب میرا جز جز دیوانہ ہے۔

اُشترم[51] مَن تا توانم می کَشم — چوں قتادم زار با کُشتن خوشم
میں اونٹ ہوں جب تک ہو سکے گا کھینچوں گا — جب عاجز ہو کر گر جاؤں گا ذبح ہونے پر خوش ہوں

بَر سَرِ مقطوع اگر صد خندق ست — پیشِ دردِ مَن مزاحِ مُطلق ست
کٹے ہوئے سر پر اگر سو خندقیں (مشکل) ہوں — وہ میرے درد کے سامنے خالص مذاق ہیں

من نخواہم زد دگر از خوف و بیم — ایں چنیں طبلِ ہَوا زیرِ گلیم
میں ڈر اور خوف سے، نہ بجاؤں گا — ہوا (نفسانی) کے نقارے کو گدڑی کے اندر

مَن عَلَم اکنوں بصحرا می زَنم — یا سَر اندازی و یا رُوی صنم
اب میں میدان میں جھنڈا گاڑ دوں گا — یا سر کٹنا ہے، یا محبوب کا چہرہ

حلق[52] کاں نبُود سزای ایں شراب — آں بُریدہ بہ بشمشیرِ ضراب
جو حلق اس شراب کے لائق نہ ہو — وہ تلوار بازی کی تلوار سے کٹا ہوا اچھا

دیدہ کو نبُوَد ز وصلش در فرہ — آنچناں دیدہ سفید و کور بہ
وہ آنکھ جو اس کے وصل سے تازگی میں نہ ہو — ایسی آنکھ کا سفید اور اندھا ہونا اچھا

گوش کاں نبُود سزای رازِ اُو — بر کَنش کہ نبُود آں بر سَر نکو
وہ کان جو اس کے راز کے لائق نہ ہو — اس کو اکھاڑ دے کیونکہ وہ سر پر اچھا نہیں ہے

اندراں دستے کہ نبُود آں نصاب — آں شکستہ بہ بسا طورِ قصاب
جس ہاتھ میں وہ مال نہ ہو — وہ قصائی کے چھرے سے، ٹوٹا ہوا اچھا

آنچناں پایِ کہ از رفتارِ اُو — جاں نہ پیوند بہ نرگس زارِ اُو
وہ پاؤں جس کی رفتار — جان کو اس کے نرگس زار سے نہ جوڑ دے

آنچناں پا در حدید اولیٰ تر ست — کانچناں پا عاقبت دردِ سَر ست
ایسا پاؤں، لوہے میں زیادہ اچھا ہے — کیونکہ ایسا پاؤں بالآخر دردِ سر ہے

بیانِ[53] مجاہد کہ دست از مجاہدہ باز ندارد اگرچہ داند کہ بسطتِ

اس مجاہدہ کرنے والے کا بیان، جو مجاہدہ سے دستبردار نہیں ہوتا اگرچہ وہ جانتا ہے کہ

عطائے حق آں مقصود از طرفِ دیگر و بسبب نوعِ عملِ دیگر

اللہ تعالیٰ کی عطا کی وسعت اس مقصود کو دوسری جانب سے اور دوسری قسم کے عمل کے سبب سے

کتا ہے نتیجہ انسان کے قبضہ میں نہیں ہے اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ۔ ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک سبب اختیار کر کے سعی اور کوشش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی دوسرے سبب سے اس کا مطلب پورا فرما دیتا ہے وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ کے یہی معنی ہیں انسان کا کام تدبیر کرنا ہی اور مقدرات اللہ کے قبضہ میں ہیں۔

---

[51] اُشترم۔ مصائب کے بوجھ اٹھانے سے نہ گھبراؤں گا اگرچہ انجام فنا ہے تو میں اس کے لئے کوشش کرتا رہوں۔ بر سَر۔ میرا سر کٹنے کے بعد سو خندقوں میں بھی مدفون ہو تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے یہ میرے لئے ایک تفریح کی بات ہے۔ نی نخواہم۔ اب میں اس عشق کو مخفی نہیں رکھ سکتا ہوں۔ من علم۔ اب عشق کا جھنڈا میدان میں گاڑوں گا یا وصل حاصل ہو یا موت آئے۔

[52] حلق۔ جو حلق شرابِ وصل نہ پی سکے اس کا کٹ جانا بہتر ہے۔ دیدہ۔ جس آنکھ کو محبوب کا دیدار نصیب نہ ہو اس آنکھ کا اندھا ہو جانا بہتر ہے۔ فرہ۔ تازگی۔ گوش۔ وہ کان جو محبوب کا راز نہ سن سکے وہ سر کے لئے باعثِ ننگ ہے۔ اندراں۔ جس ہاتھ کی دولتِ عشق تک دسترس نہ ہو اس کا کٹنا بہتر ہے۔ ساطور۔ بڑا چھرا۔ پای۔ جو پاؤں محبوب کے چمن تک نہ پہنچائے وہ پاؤں بیڑیوں کے لائق ہے۔

[53] بیانِ مجاہد۔ جس طرح مجاز میں یہ ہے کہ انسان سعی اور کوشش جاری رکھے خواہ مقصود تک رسائی ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح حقیقت کے طالب کا فرض ہے کہ وہ مجاہدہ جاری رکھے خواہ اس کو یہ محسوس ہو کہ یہ مجاہدہ حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ نہیں ہے انسان کا کام کوشش

Presented by www.ziaraat.com

بدو رساند کہ در وہم او نبودہ باشد و او ہمہ وہم و امید دریں

اُس کو پہنچا دے گا جو اُس کے وہم میں بھی نہیں ہے اور اُس نے تمام وہم اور اُمیدیں

طریق معین بستہ و ہمیں حلقہ در می زند بو کہ حق تعالیٰ

اُس معین راستے سے وابستہ کر رکھی رہیں اور اُسی در کی کنڈی کھٹکھٹا رہا ہے ہو سکتا ہے

آں روزی را از درِ دیگر بدو رساند کہ او آں تدبیر نکردہ

کہ اللہ تعالیٰ اُس روزی کو دوسرے دروازے سے اُسے پہنچا دے جس کی اُس نے کوئی تدبیر نہ

باشد وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ، اَلْعَبْدُ یُدَبِّرُ وَاللّٰہُ

کی ہو اور اللہ اُس کو اُس جگہ سے روزی پہنچاتا ہے جس کا اُسکو گمان نہ ہو بندہ تدبیر کرتا ہے

یُقَدِّرُ و بود کہ بندہ را وہم بندگی بود کہ مرا از غیر ایں در

اور اللہ تعالیٰ تقدیر لکھتا ہے اور ہوتا ہے کہ بندہ کو بندگی کا خیال ہو کہ مجھے اُس در کے غیر سے وہ

برساند اگرچہ من حلقہ ایں در می زنم حق سبحانہٗ و تعالیٰ

پہنچائیگا اگرچہ میں اُس در کی کنڈی پیٹتا ہوں، اللہ تعالیٰ اُس کو اُسی در

او را ہم از ایں در روزی رساند فی الجملہ ایں ہمہ درہای

سے روزی پہنچا دیتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب ایک مکان

یک سرای ست

کے دروازے ہیں

یا دریں رہ آیدم آں کامِ من[۵۱] — یا چو باز آیم رَوم سوی وطن

یا اسی راستہ سے میرا مقصد مجھے حاصل ہو — یا جب میں واپس آؤں، وطن کی جانب جاؤں

بو کہ موقوفست کامم بر سفر — چوں سفر کردم بیابم در حضر

ہو سکتا ہے کہ میرا مقصود سفر پر موقوف ہو — جب سفر کر لوں، حضر ہی میں پالوں

یار را چنداں بجویم جِد و چُست[۵۲] — تا بدانم کہ نمی بایست جُست

مستعدی اور چستی سے محبوب کو اتنا تلاش کرونگا — جب تک کہ یہ جان لوں کہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے

آں معیت کے رَود در گوشِ من — تا نگردم گردِ دورانِ زمن

وہ معیت میرے کان میں کب پہنچے گی؟ — جب تک میں زمانہ کے دائرے کے گرد نہ پھر لوں

تا حسابِ خطوتان و قد وصل[۵۳] — گر دَدَم روشن شود اشکال حل

تاکہ "دو قدم ہیں اور وصال ہوا" کا حساب — میرے لئے روشن ہو جائے، اشکال حل ہو جائے

۵۱ یا دریں۔ مجاہد عکر نیز کہتا ہے کہ میں کوشش بہرحال جاری رکھوں گا خواہ مقصود اس سفر میں حاصل ہو یا واپسی پر وطن میں حاصل ہو میں بہر حال سفر کی سعی جاری رکھونگا بو کہ۔ ہو سکتا ہے کہ میری اس سعی پر مقصد کا حصول موقوف ہو خواہ وہ مقصد دوسرے سبب سے حاصل ہو جائے مقصود سے مراد اللہ تعالیٰ کی معیت ہے اور سفر سے مراد مجاہدہ اور حضر اور وطن سے خود مجاہدہ کی فطرت اور طبیعت مراد ہے۔

۵۲ یار را۔ میں اپنے محبوب کی تلاش میں سرگرداں رہونگا جب تک وہ مل نہ جائے۔ آں معیت۔ یعنی حق تعالیٰ کی معیت نگردم۔ سفر سے مراد مجاہدہ ہے۔

۵۳ تا حساب۔ مشہور مقولہ ہے خُطْوَتَانِ مَنْ قَطَعَہَا فَقَدْ وَصَلَ "دو قدم ہیں، جس نے وہ طے کر لئے اُس کو وصال حاصل ہو گیا جس کا مطلب یہ ہے "یک قدم بر رفرق خود نہ وال دگر در کوی دوست نہ"

(۳۰) ؎۱ کے کُنم مَن از معیّتِ فہمِ راز — جُز مگر بعد از سفرہائے دراز
میں معیت کے راز کو کب سمجھ سکتا ہوں — دراز سفروں کے بعد کے سوا

حق معیت گفت و دل را مُہر کرد — تا کہ عکس آید بگوشِ دل نہ طرد
اللہ تعالیٰ نے معیت کی خبر دی اور دل پر مُہر (لگا دی) — تاکہ دل کے کان میں عکس آئے، نہ کہ طرد

چوں سفرہا کرد و دادِ راہ داد — بعد ازاں مُہر از دلِ اُو برکشاد
جب بہت سفر کر لئے اور راستہ کا حق ادا کر دیا — اُس کے بعد اُس کے دل سے مُہر کھول دی

؎۲ چوں خطائیں آں حسابِ با صفا — گردِش روشن ز بعدِ دو خطا
جیسے کہ مُصفّیٰ حساب کی دو خطائیں — دو خطاؤں کے بعد اُس کیلئے روشن ہو جاتا ہے

بعد ازاں گوید اگر دانستمے — ایں معیت را کے اُو را جستمے
اُس کے بعد کہتا ہے کہ اگر میں جان جاتا — اس معیت کو، تو میں اُس کو کب ڈھونڈتا؟

دانشِ آں بُود موقوفِ سفر — ناید آں دانش بہ تیزیِ فکر
اُس کا علم سفر پر موقوف تھا — فکر کی تیزی سے وہ علم حاصل نہیں ہوتا

؎۳ آنچنانکہ وجہِ وامِ شیخ بُود — بستہ و موقوفِ گریۂ آں وجود
جیسے کہ شیخ کے قرضہ کا ذریعہ — اُس وجود کے رونے پر موقوف اور وابستہ تھا

کودکِ حلوائی بگریست زار — تو ختہ شُد وامِ آں شیخِ کبار
حلوائی کا بچہ، زار (زار) رویا — اُس عظیم شیخ کا قرض ادا کر دیا گیا

گفتہ شد آں داستانِ معنوی — پیش ازیں اندر خلالِ مثنوی
وہ با معنی قصہ کہہ دیا گیا ہے — اثناء مثنوی میں اِس سے پہلے

ایں سخن در دفترِ دویم گذشت — گر نمی دانی کُن آنجا باز گشت
یہ بات دفترِ دوم میں گذر گئی — اگر تجھے معلوم نہیں تو وہاں پلٹ

در دلت خوف افگند از موضعے — تا نباشد غیرِ آنت مطمعے
تیرے دل میں ایسی جگہ سے خوف ڈال دیتا ہے — کہ اُس کے علاوہ تیرے لئے اُمید گاہ نہ ہو

؎۱ کے کُنم۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ وہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرما دیا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن دل پر مُہر لگا دی ہے تاکہ محض اُس کا مفہوم تو سمجھ میں آجائے اور ذوقی معیت بغیر مجاہدے کے سمجھ میں نہ آسکے۔ عکس۔ یعنی تعریف کا افراد کے لئے جامع ہونا۔ طرد۔ تعریف کا دوسرے افراد کے لئے مانع ہونا۔ چوں۔ جب انسان سفر یعنی مجاہدہ کرتا ہے تو اُس معیت خداوندی کی جامع مانع تعریف حاصل ہو جاتی ہے اور اُس کی ذوقی حقیقت کُھل جاتی ہے ؎۲ چوں خطائین کسی عدد مجہول کو معلوم کرنے کے بہت سے طریقے ہیں اُن میں سے ایک خطائین کا عمل ہے اُس میں دو خطاؤں پر عمل کرنے سے عدد مجہول معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح مجاہد کی دو غلطیاں جن کا غلط ہونا مقصود کے حاصل ہو جانے کے بعد محسوس ہوتا ہے معیت کے حصول کا سبب بن جاتی ہیں ایک غلطی یہ تھی کہ مجاہد سمجھتا تھا کہ مجھے معیت حاصل نہیں ہے دوسری غلطی یہ تھی کہ مجاہد سمجھتا تھا کہ وہ معیت مجاہدہ سے حاصل ہو گی۔ بعد ازاں۔ جب وہ معیت خود اُسکی نظر سے اُسکو حاصل

ہو جاتی ہو تو یہ کہتا ہے کہ میں خود اسکو تلاش کرتا پھرا۔ دانش۔ یعنی معیت کا علم سفر و مجاہدہ پر موقوف تھا محض فکر کی تیزی سے یہ ذوقی معرفت ہرگز حاصل نہیں ہوتا ہے ؎۳ آنچنانکہ۔ اِس معیت نظری کی باعتبار ذوق کے معرفت کے حصول کی مثال شیخ کا قرض ہے جس کی ادائیگی حلوائی کے بچہ کے رونے پر موقوف تھی۔ ظاہر ہے کہ قرض کے ادا ہونے اور بچے کے رونے میں کوئی خاص تعلق نہیں ہے اسیطرح اس معیت کا حصول اور مجاہدہ میں کوئی خاص تعلق نہیں مجاہدہ اسکے حصول میں ایک بہانہ ہے رحمت حق بہانہ می جوید، رحمت حق بہانہ می جوید۔ گفتہ شد شیخ کے قرض کی ادائیگی کا قصہ دفتر دوم میں گذر چکا ہے۔ در دلت۔ اسباب کی سببیت محض خدا کی دی ہوئی ہے انسان جسکو سبب سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں سے سببیت کو سلب کر لیتے ہیں اور سبب

Presented by www.ziaraat.com

[1] در طمع خود فائده دیگر نهد — وان مرادت از کسے دیگر دهد

خود اُمید میں دوسرا فائدہ رکھ دیتا ہے — اور وہ تیری مراد کسی دوسرے سے عطا کر دیتا ہے

اے طمع بربستہ در یکجای سخت — کایدم میوه ازاں عالی درخت

اے وہ شخص! جو ایک جگہ سے بہت اُمید وابستہ — کہ مجھے اُس بلند درخت سے میوہ ملے گا

آں طمع زاں جا نخواهد شد وفا — بل زجای دیگر آید آں عطا

وہ اُمید اُس جگہ سے پوری نہ ہوگی — بلکہ وہ عطا دوسری جگہ سے حاصل ہوگی

آں طمع را پس چرا در تو نهاد — چوں نبودش نیت اکرام و داد

اُس امید کو پھر کس نے تیرے اندر رکھا؟ — جبکہ اُس کی نیت اکرام اور عطا کی نہ تھی

از برائے حکمتے و صنعتے — نیز تا باشد دلت در حیرتے

ایک حکمت اور صنعت کے لئے — اس لئے بھی کہ تیرا دل حیرت میں پڑ جائے

تا دلت حیراں بود اے مستفید — کہ مرادم از کجا خواهد رسید

اے فائدہ مند! تاکہ تیرا دل حیران ہو جائے — کہ میری مراد کہاں سے پوری ہوگی؟

[2] تا بدانی عجز خویش و جهل خویش — تا شود ایقان تو در غیب بیش

تاکہ تو اپنے عجز اور اپنی نادانی کو جان لے — تاکہ غیب پر تیرا یقین بڑھ جائے

هم دلت حیراں بود در منتجع — کہ چہ رویاند مصرّف زیں طمع

نیز چراگاہ میں تیرا دل حیران ہو جائے — کہ تصرف کرنے والا اِس لالچ سے کیا پیدا فرماتا ہے

[3] طمع داری روزیی در درزیی — تا ز خیاطی بری زر تا زیی

تو درزی پن میں، روزی کا لالچ رکھتا ہے — تاکہ جب تک تو زندہ ہے درزی پن سے زر حاصل کرے

رزق تو در زرگری آرد پدید — کز وهمت بود آں کسب بعید

وہ تیرا رزق سُنار پن میں پیدا کر دیتا ہے — کہ وہ کمائی کا ذریعہ تیرے وہم سے (بھی) دُور تھا

پس طمع در درزیی بهر چه بود — چوں نخواست آں رزق ازاں جانب گشود

تو تیری طمع درزی پن میں کس لئے تھی — جبکہ اُس نے اِس جانب سے رزق نہ کھولنا چاہا

بهر نادر حکمتے در علم حق — کہ نبشت آں حکم را در ما سبق

کسی عجیب حکمت کیلئے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے — کہ اُس حکم کو پہلے ہی لکھ دیا ہے

---

[1] در طمع۔ جس کو تو نفع کا سبب سمجھا تھا اُس سے تیری طمع اِس لئے وابستہ ہوئی کہ وہ دوسرے سبب سے تیری اُس طمع کو پورا کر دے گا۔ اے۔ انسان بلکہ اُس درخت کے میوے کی طمع کرتا ہے وہ وہاں سے اُس کو حاصل نہیں ہوتا خدا دوسری جگہ سے اُس کو عطا کر دیتا ہے۔ آں طمع۔ جس سبب سے تیری طمع پوری نہیں ہوئی اُس سے طمع کو وابستہ کرنے میں یہ حکمت ہے کہ تو حیرانی میں مبتلا ہو کر اسباب کو غیر مؤثر سمجھنے لگے اور یہ سمجھے کہ

دررزق خاص علم رفتن در درزیان

[2] تا بدانی۔ تاکہ تو یہ سمجھ لے کہ انسان باوجود اسباب کے میسر آجانے کے عاجز ہے اور مؤثر حقیقی کوئی دوسری ذات ہے۔ ہم دلت۔ ایک سبب کو غیر مؤثر بنا کر کسی دوسری چیز کو سبب بنا دینے میں انسان پر حیرانی طاری ہوتی ہے جو ایک خاص تجلی ہے۔ منتجع۔ چراگاہ۔ مُصرّف۔ یعنی حضرت حق تعالیٰ۔

[3] طمع داری۔ انسان اپنے لئے درزی پن کو روزی کا سبب سمجھتا ہے لیکن اُس کا رزق سُنار پن میں مقدر ہوتا ہے اور وہاں سے اُس کو ملتا ہے۔ پس طمع۔ انسان کو اُس سبب کی طرف متوجہ کر دینے میں جس سے روزی حاصل ہوگی کچھ حکمتیں پوشیدہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

۱ نیز تا حیراں بُوَد اندیشہ اَت — تاکہ حیرانی بُوَد کُل پیشہ اَت

نیز تاکہ تیری سمجھ حیران ہو جائے — تاکہ حیرانی تیرا مکمل پیشہ بن جائے

یا وصالِ یار زیں سعیم رَسَد — یا زراہِ خارج از سعیِ جَسَد

یا دوست کا وصال میری اس کوشش سے حاصل ہو جائے — یا ایسے راستہ سے جو جسم کی کوشش سے باہر ہو

من نگویم زیں طریق آید مُراد — ۲ می طپم تا از کجا خواہد کُشاد

میں نہیں کہتا کہ اس راستہ سے مراد حاصل ہوگی — میں تو مضطر ہوں، دیکھئے کہاں کشادگی آئیگی؟

سَر بُریدہ مُرغ ہر سُو می فتَد — تا کدامیں سُو رہد جاں از جَسَد

سَر کٹا ہوا پرند ہر جانب گرتا ہے — دیکھئے کس جانب سے جان جسم سے نجات پائے

۳ یا مُرادِ من برآید زیں خروج — یا ز بُرجِ دیگر از ذات البروج

یا میری مراد اس سفر سے بَر آئے گی — یا بُرجوں والے (آسمان) کے کسی دوسرے بُرج سے

حکایتِ آں شخص کہ در خواب دید کہ آنچہ می طلبی از یسار

اس شخص کی حکایت جس نے خواب میں دیکھا کہ جو مالداری تو چاہتا ہے وہ

بمصر وفا شود آنجا گنجے ست در فلاں محلّہ در فلاں خانہ

مصر میں ملے گی، وہاں فلاں گھر میں فلاں محلّہ میں، ایک خزانہ ہے

چوں بمصر آمد کسے گفت من خوابے دیدہ ام کہ گنجے

جب مصر میں پہنچا ایک شخص نے کہا، کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ فلاں

ست در بغداد در فلاں خانہ و در فلاں محلّہ نام محلّہ و

گھر میں فلاں محلہ میں بغداد میں ایک خزانہ ہے، اُس نے محلّہ اور گھر کا

خانہ بگفت آں شخص فہم کرد کہ آں گنج در مصر گفتن جہت

نام لیا تو وہ شخص سمجھ گیا، کہ خزانہ کو مصر میں کہنے کا سبب یہ

آں بُود کہ مرا یقین کنند کہ در غیر خانہ خود نمی بایست جُست

تھا کہ مجھے یقین دلا دیں کہ اپنے گھر کے سوا تلاش نہ کرنا چاہیے

ولیکن ایں گنج معیّن و محقّق جز در مصر حاصل نہ شود

لیکن یہ معیّن اور یقینی خزانہ مصر کے علاوہ حاصل نہ ہوگا

بُود زر میراثی را بے شمار — جملہ را خورد و بماند اُو عور زار

ایک میراث پانیوالے کے پاس بیشمار زر تھا — وہ سب کھا گیا اور ننگا عاجز رہ گیا

۱ نیز۔ یہ حکمت بھی ہے کہ انسان سبب پر پورا بھروسہ نہ کرے اور حیرانی کی کیفیت اُس پر طاری رہے۔ یا وصال۔ شہزادے نے یہ کہا کہ میں اس طریقہ کو وصال کا سبب نہیں سمجھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی طریقہ سے وصل ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی اور ذریعہ پیدا فرما دے۔

۲ می طپم۔ میں تو حیران اور مضطر ہوں کہ دیکھئے کس راستہ سے مقصد کا فتح باب ہوتا ہے۔ سَر بُریدہ۔ ذبح شدہ پرند اپنی جان جسم سے نکلنے کے لئے مختلف جانبوں میں گرتا ہے کہ نہ معلوم کونسے رُخ سے گرنا سبب بنتا ہے۔

۳ یا مراد۔ شہزادے نے کہا بادشاہ چین تک پہنچ وصل کا سبب ہو یا ممکن ہو بُرجوں والے آسمان کا کوئی بُرج سبب وصل بنے۔ میراثی۔ یعنی وارث جس نے

Presented by www.ziaraat.com

مالِ[1] میراثے ندارد خود وفا — چوں بنا کام از گذشتہ شد جدا

وراثت کا مال، خود وفا نہیں رکھتا — جبکہ ناکامی کے ساتھ وہ مرنے والے سے علیحدہ ہوگیا

اُو نداند قدرِ ہم کآساں بیافت — کو بکد و رنج و کسبش کم شتافت

وہ قدر بھی نہیں جانتا کیونکہ آسانی سے پالیا — کیونکہ وہ اسکی مشقت، اور تکلیف اور کمائی میں تھوڑا

قدرِ جاں زاں می ندانی اے فلاں — کہ بدادت حق بہ بخشش رائگاں

اے فلاں! تو جان کی قدر اسی لئے نہیں جانتا — کیونکہ وہ تجھے اللہ (تعالیٰ) نے بخشش میں مفت دی ہے

نقد رفت و کالہ رفت و خانہا — ماند چوں چغداں دراں ویرانہا

نقد چلا گیا اور سامان چلا گیا اور گھر — وہ چغدوں کی طرح ان ویرانوں میں رہ گیا

گفت[2] یا رب برگ دادی رفت برگ — یا بدہ برگے و یا بفرست مرگ

اس نے کہا اے خدا! تو نے سامان دیا وہ سامان چلا گیا — یا سامان عطا کردے اور یا موت بھیج دے

چوں تہی شد یادِ حق آغاز کرد — یا رب و یا رب اَجِرْنِی ساز کرد

جب خالی ہوگیا اللہ (تعالیٰ) کی یاد شروع کردی — اے خدا اے خدا! مجھے پناہ دے (کہنا) شروع کردیا

چوں پیمبر گفت مؤمن مزہرست — در زمانِ خالیے نالہ گرست

جیسا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا، مومن بانسری ہے — خالی ہونے کے وقت نالہ کرنے والی ہے

چوں شود پُر مطربش بنہد ز دست — پُر مشو کاسیبِ دستِ اُو خوش است

جب وہ بھر جاتی ہے گویا اسکو ہاتھ سے رکھ دیتا ہے — تو پُر نہ ہو کیونکہ اس کے ہاتھ کا اثر اچھا ہے

تی[3] شو و خوش باش بین الاصبعین — کز مئے لاایں سرمست است ایں

تو خالی رہ اور دو انگلیوں کے درمیان خوش رہ — کیونکہ یہ مکان لامکانی شراب سے مست ہے

رفت طغیاں آب از چشمش کشاد — ابرِ چشمش زرعِ دیں را آب داد

سرکشی جاتی رہی، پانی اس کی آنکھ سے بہہ نکلا — اس کی آنکھ کے ابر نے دین کی کھیتی کو پانی دیا

در دعا و لابہ درزد ہر دو دست — زر طلب شد بے تعب آں زر پرست

وہ دعا اور عاجزی میں مصروف ہوگیا — وہ زر پرست بغیر محنت کے زر کا طالب تھا

سببِ تاخیرِ اجابتِ دعای مؤمن

مومن کی دعا کی قبولیت میں تاخیر کا سبب

اے بسا مخلص کہ نالد در دعا — دُودِ اخلاصش برآید تا سما

اے (مخاطب) بہت سے مخلص دعا میں آہیں — اُن کے اخلاص کا دھواں آسمان پر پہنچتا ہے

---

[1] مال۔ ورثہ کا مال وفادار نہیں ہوتا انہیں اگر وفادار ہوتی تو مرنے والے سے کیوں جدا ہوتا۔ اُو نداند۔ وارث کو بھی ورثہ میں ملنے والے مال کی قدر نہیں ہوتی کیونکہ اُسکو حاصل کرنے میں کوئی محنت نہیں اٹھانی پڑتی ہے۔ قدرِ جاں۔ انسان کو روح بھی چونکہ بلا محنت حاصل ہوئی ہے اسلئے وہ اُس کی قدر نہیں کرتا ہے۔ نقد۔ اُس وارث کا مال اور گھر سب برباد ہوگیا اور وہ چغدوں کی طرح ویرانے میں رہ گیا۔

[2] گفت۔ اُس نے دعا کرنی شروع کردی کہ خدا یا مال دے یا موت دے دے۔ چوں تہی۔ انسان افلاس میں خدا کو یاد کرنا شروع کردیتا ہے۔ چوں پیمبر۔ آنحضورؐ نے فرمایا مومن کی مثال بانسری کی سی ہے جب تک وہ کھوکھلی ہے اُس میں سے نالہ پیدا ہوتا ہے۔ چوں شود۔ اگر بانسری کا سوراخ بھر جائے تو گویا اُس کو ہاتھ سے رکھ دیتا ہے۔ پُر مشو۔ مولانا فرماتے ہیں تو بھی خالی رہ تاکہ مطرب کے ہاتھ میں رہ سکے۔

[3] تی شو۔ تو خالی رہیگا تو اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان رہیگا اور غیب کے نغمے سرمست رہے گا۔ رفت۔ اب اُس واسطے میں مالداری کی سرکشی نہ رہی تھی اور اُس کے آنسوؤں کی بارش سے دین کی کھیتی سیراب ہو رہی تھی۔ وہ زر طلب پوری طرح دعا میں مصروف تھا۔ اے بسا مخلص۔ بہت سے مخلص …

تا رود بالای این سقفِ برین — بوی مجمر[1] از انینِ المذنبین

یہاں تک کہ اس بلند چھت کے اوپر پہنچتی ہے — گنہگاروں کے رونے کی انگیٹھی کی بو

پس ملائک با خدا نالند زار — کای مجیبِ ہر دعا و مستجار

پھر فرشتے خدا کے سامنے عاجزی سے روتے ہیں — کہ اے ہر دعا کو قبول کرنے والے اور پناہگاہ!

بندۂ مومن تضرع می کند — او نمی داند بجز تو مستند

ایک مومن بندہ گڑگڑا رہا ہے — وہ تیرے سوا کسی کو سہارا نہیں سمجھتا ہے

تو عطا بیگانگاں را می دہی — از تو دارد آرزو ہر مشتہی

تو غیروں کو عطا دیتا ہے — ہر خواہشمند تجھ سے اُمید رکھتا ہے

حق[2] بفرماید نہ از خواریِ اوست — عینِ تاخیرِ عطا یاریِ اوست

اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے یہ اس کی ذلت کی وجہ سے نہیں ہے — عطا میں تاخیر بعینہ اُس کی مدد ہے

نالۂ مومن ہمی داریم دوست — گو تضرع کن کہ این اعزازِ اوست

ہم مومن کے رونے کو دوست رکھتے ہیں — کہہ دو کہ گڑگڑائے کیونکہ یہ اُس کا اعزاز ہے

حاجت آوردش ز غفلت سوی من — آں کشیدش مو کشاں در کوی من

اُس کی حاجت غفلت سے اُسکو میری طرف لائی ہے — اُس نے بال پکڑ کر اُس کو میرے کوچہ میں پہنچایا ہے

گر برآرم حاجتش او وا رود — ہم دراں بازیچہ مستغرق شود

اگر میں اُس کی حاجت پوری کر دوں وہ واپس چلا جائیگا — اسی کھلونے میں مصروف ہو جائے گا

گرچہ[3] می نالد بجاں یا مستجار — دل شکستہ سینہ خستہ سوگوار

اگرچہ وہ دل سے گڑگڑا رہا ہے اے پناہگاہ (کہکر) — دل شکستہ، سینہ خستہ، غمگین

خوش ہمی آید مرا آوازِ او — واں خدایا گفتن و آں رازِ او

مجھے اُس کی آواز بھلی لگتی ہے — اور اُس کا یا خدا کہنا اور اُس کا وہ راز

وانکہ اندر لابہ و در ماجرا — می فریباند بہر نوعے مرا

اور یہ کہ وہ خوشامد اور واقعہ میں — ہر طرح سے مجھے پھسلاتا ہے

طوطیان و بلبلاں را از پسند — از خوش آوازی قفس در می کشند

طوطیوں اور بلبلوں کو پسندیدگی کی وجہ سے — (اور) خوش آوازی کی وجہ سے پنجرے میں بند کر لیتے ہیں

زاغ را و چغد را اندر قفص — کے کنند ایں خود نیامد در قصص

کوّے کو اور چغد کو پنجرے میں — کب کرتے ہیں! یہ خود کہانیوں میں نہیں آیا

---

[1] مجمر۔ انگیٹھی۔ انین۔ رونے کی آواز۔ پس ملائک۔ فرشتے جناب باری تعالیٰ میں عرض کرتے ہیں کہ ایک مومن بندہ رو رہا ہے تو جب غیروں کو عطا کرتا ہے تو اس مومن کی عطا میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے۔

[2] حق بفرماید۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے جواب میں فرماتا ہے کہ یہ تاخیر اس لئے نہیں ہے کہ ہم اُس کو حقیر سمجھتے ہیں بلکہ یہ تو اُس کی ایک مدد ہے۔ نالۂ مومن کا رونا ہمیں پسند ہے اور اس تاخیر میں اُس کا اعزاز ہے۔ حاجت۔ اُس کی حاجت نے اُس کو ہماری طرف متوجہ کیا ہے۔ گر برآرم۔ اگر اُس کی دعا جلد قبول ہو گئی اور حاجت رفع ہو گئی تو وہ ہم سے رخصت ہو کر کہیں کو دور نکل جائیگا۔

[3] گرچہ۔ وہ دل سے ہمیں پکار رہا ہے، شکستہ دل ہے ہمیں اُس کی آواز اور یا خدا کہنا اور خوشامد اور واقعہ بیان کرنے میں ہمیں پھسلانا یہ سب ہمیں پسند ہے۔ طوطیان۔ اس کی مثال یہ ہے کہ طوطی کی خوش آوازی کی وجہ سے لوگ اُس کو پنجرے میں قید کر کے رکھتے ہیں۔ زاغ۔ کوّے اور چغد کو کسی نے آج تک پنجرے میں بند کر کے نہیں پالا۔

پیشِ[۱۵۱] شاہد باز چوں آید دو تن ۔۔۔ آں یکے کمپیر و دیگر خوش ذقن

عاشق صفت کے سامنے جب دو شخص آئیں ۔۔۔ ایک بوڑھی عورت اور دوسری خوبصورت ٹھوڑی والی

ہر دوناں خواہند اُو زُو تر فطیر ۔۔۔ آرد کمپیر را گوید کہ گیر

دونوں روٹی مانگیں، وہ بہت جلد روٹی ۔۔۔ لائے گا اور بوڑھی سے کہے گا کہ لے لے

واں دگر را کہ خوشستش قدّ و خد ۔۔۔ کے دہد ناں بل بتاخیر افگند

اور اُس دوسری کو جس کا قد اور رخسار خوبصورت ہیں ۔۔۔ روٹی کب دے گا، بلکہ تاخیر میں ڈال دے گا

گویدش[۱۵۲] بنشیں زمانے بے گزند ۔۔۔ کز بخانہ نانِ تازہ می پزند

اُس سے کہے گا کہ اطمینان سے تھوڑی دیر بیٹھ جا ۔۔۔ کیونکہ گھر میں تازہ روٹی پکا رہے ہیں

چوں رسد آں نانِ گرمش بعد کد ۔۔۔ گویدش بنشیں کہ حلوا می رسد

جب مشقت کے بعد اُس کے پاس گرم روٹی آ جائے گی ۔۔۔ اُس سے کہے ٹھہر کر بیٹھ جا حلوا آ رہا ہے

ہم بدیں فن دار دارش می کند ۔۔۔ وز رہِ پنہاں شکارش می کند

اسی تدبیر سے اس کو ٹھہر جا ٹھہر جا کرتا رہتا ہے ۔۔۔ اور چپکے چپکے اُس کا شکار کرتا رہتا ہے

کہ مرا کاریست با تو یک زماں ۔۔۔ منتظر می باش اے خوبِ جہاں

کہ مجھے تجھ سے تھوڑا سا کام ہے ۔۔۔ اے حسینِ عالم! انتظار کر لے

تا بدیں حیلت فریباند وُرا ۔۔۔ تا مطیع و رام گرداند وُرا

یہاں تک کہ اس تدبیر سے اُس کو پھسلائے ۔۔۔ کہ اُس کو فرمانبردار اور رام کر لے

مثلِ[۱۵۳] آں کمپیر داں بیگانگاں ۔۔۔ شاہدِ خوش روی مثلِ مومناں

غیروں کو اُس بوڑھی عورت کی طرح سمجھ ۔۔۔ خوبصورت معشوق مومنوں کی مثال ہے

ایں جہاں زنداں مومن زیں بود ۔۔۔ کافراں را جنتِ حالی شود

یہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اسی لئے ہے ۔۔۔ کہ کافروں کے لئے فی الحال جنت ہے

بے مرادی مومناں از نیک و بد ۔۔۔ تو یقیں میداں کہ بہرِ ایں بود

مومنوں کی نامرادی خواہ نیک ہوں یا بد ۔۔۔ تو یقین کر لے اسی وجہ سے ہوتی ہے

رجوع بقصۂ آں شخص کہ بادُ نشانِ گنج دادند بمصر و بیانِ

اُس شخص کے قصہ کی طرف واپسی جس کو مصر میں خزانہ کا پتہ دیا اور فقر

تضرعِ وے از درویشی بحضرتِ جلّ جلالہٗ

کی وجہ سے اُس کا (اللہ تعالیٰ) جلّ جلالہٗ کے دربار میں عاجزی کرنا

[۱۵۱] پیشِ شاہد۔ دوسری مثال یہ ہے کہ کسی حسن پرست کے سامنے اگر دو عورتیں آئیں ایک بوڑھی اور ایک حسین تو وہ بوڑھی کو فوراً روٹی دے کر رخصت کر دیتا ہے اور خوبصورت کو مختلف بہانوں سے روٹی دینے میں دیر لگاتا ہے۔

[۱۵۲] گویدش۔ اُس خوبصورت عورت سے کہتا ہے کہ ذرا بیٹھ جا تازہ روٹی پک رہی ہے اُس میں سے دوں گا۔ چوں رسد۔ جب روٹی آ جاتی ہے تو اُس کو حلوے کا منتظر بنا کر بٹھاتا ہے۔ ہم بدیں۔ یہ ترکیبوں سے اُس کو ٹھہر جا ٹھہر جا کہتا رہتا ہے اور نظر بازی سے اُس کا شکار کرتا رہتا ہے۔ تا بدیں۔ ان تدبیروں سے اُس کو فریب دیتا ہے اور اُس کو اپنے قابو میں رکھتا ہے۔

[۱۵۳] مثلِ آں۔ تو بیگانوں کی مومنوں کی مثال ان دو عورتوں سے سمجھ لے۔ ایں جہاں۔ مومنین کی خوبیوں کی وجہ سے یہ دنیا اُن کا پنجرا ہے اور کافروں کی برائیوں کی وجہ سے یہ دنیا اُن کے لئے جنت اور باغ ہے جس میں وہ کھلے پھرتے ہیں۔ بے مرادی۔ مومن کی دعا کی قبولیت میں تاخیر کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو اپنے ساتھ معروف رکھنا چاہتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

خواجہ[۵۱] چوں میراث خورد و شد فقیر ۔۔۔ آمد اندر یارب و گریہ و نفیر

خواجہ نے جب میراث کھالی اور فقیر ہو گیا ۔۔۔ تو یارب اور آہ و بکا میں مصروف ہو گیا

خود کہ کوبد ایں درِ رحمت نثار ۔۔۔ کو نیابد در اجابت صد بہار

رحمت کی بکھیر والے اس در کو خود کون کھٹکھٹاتا ہے؟ ۔۔۔ جو کہ قبولیت میں سو بہار نہ پاتا ہو

خواب دید و ہاتفے گفت او شنید ۔۔۔ کہ تمنایت بمصر آید پدید

اُس نے خواب دیکھا اور ہاتف نے کہا اور اُسنے سُنا ۔۔۔ کہ تیری آرزو مصر میں ظاہر ہوگی

رو بمصر آنجا شود کارِ تو راست ۔۔۔ کرد کدیات را قبول او مرتجاست

مصر جا، وہاں تیرا کام ٹھیک ہوگا ۔۔۔ تیرے سوال کو قبول کر لیا ہے، وہ اُمیدگاہ ہے

در فلاں[۵۲] موضع یکے گنجیست زفت ۔۔۔ در پئے آں بایدت تا مصر رفت

فلاں جگہ ایک بھاری خزانہ ہے ۔۔۔ اُس کی تلاش میں تجھے مصر جانا چاہیے

بیدرنگے ہیں ز بغداد اے نژند ۔۔۔ رو بسوی مصر و منبت گاہِ قند

اے افسردہ! بغداد سے بغیر تاخیر کے ۔۔۔ مصر کی جانب اور شکر اُگنے کی جگہ جا

چوں ز بغداد آمد او تا سوی مصر ۔۔۔ گرم شد پشتش چو دید او روی مصر

وہ جب بغداد سے مصر کی جانب آیا ۔۔۔ جب اُس نے مصر کا رُخ دیکھا اس کی کمر مضبوط ہو گئی

بر امیدِ وعدۂ ہاتف کہ گنج ۔۔۔ یابد اندر مصر بہرِ دفعِ رنج

ہاتف کے وعدے کی امید پر کہ خزانہ ۔۔۔ مصیبت کے دفعیہ کے لئے مصر میں پائیگا

در فلاں[۵۳] کوی و فلاں موضع دفیں ۔۔۔ ہست گنجِ سخت نادر بس گزیں

فلاں کوچہ میں اور فلاں جگہ مدفون ۔۔۔ ہے، نہایت نادر بہت منتخب خزانہ

لیک نفقہ اش بیش و کم چیزے نماند ۔۔۔ خواست دقے بر عوام الناس راند

لیکن اُس کے لئے خرچ تھوڑا بہت کچھ نہ رہا ۔۔۔ اُس نے عام لوگوں سے بھیک مانگنی چاہی

لیک شرم و ہمتش دامن گرفت ۔۔۔ خویش را در صبر افشردن گرفت

لیکن شرم اور ہمت نے اُس کا دامن پکڑ لیا ۔۔۔ اُس نے اپنے آپ کو صبر میں دبانا شروع کر دیا

باز نفسش از مجاعت بر طپید ۔۔۔ ز انتجاع از خواستن چارہ ندید

پھر اس کا نفس بھوک سے تڑپا ۔۔۔ روزی حاصل کرنے میں بھیک مانگنے کے سوا چارہ نہ دیکھا

گفت شب بیروں روم من نرم نرم ۔۔۔ تا ز ظلمت نایدم از کدیہ شرم

سوچا کہ رات کو چپکے چپکے سے باہر نکلونگا ۔۔۔ تاکہ اندھیری میں بھیک مانگنے سے شرم نہ آئے

---

۵۱ خواجہ۔ میراث پانے والا جب فقیر ہو گیا دعا اور گریہ و زاری میں معروف ہو گیا۔ خود۔ جو اللہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ ضرور اپنی مُراد پالیتا ہے۔ رحمت نثار۔ یعنی وہ دروازہ جس سے رحمت کی بکھیر ہوتی ہے۔ ہاتف غیبی آواز نے اس سے کہا تجھے خزانہ مصر میں ملے گا۔ مرتجا۔ اُمیدگاہ۔

۵۲ در فلاں۔ ہاتف نے اُس کو بتا دیا کہ خزانہ فلاں جگہ مصر میں ہے۔ منبت گاہ قند۔ مصر میں شکر بہت پیدا ہوتی تھی۔ گرم شد۔ ہاتف کی بشارت کی وجہ سے۔ بر امید۔ ہاتف کے کہنے کی وجہ سے اُس کو اُمید تھی کہ مصر میں خزانہ ہاتھ آجائے گا۔

۵۳ در فلاں۔ ہاتف نے اُس کو خزانہ کا پورا پتہ بتا دیا۔ نفقہ اش۔ نفقش بڑھ جائیگا۔ دقے۔ یعنی بھیک کیلئے دروازہ پیٹنا۔ در صبر۔ یعنی صبر کے ذریعہ اپنی خواہش کو دبانا چاہا۔ انتجاع۔ دانہ پانی طلب کرنا۔ گفت۔ اُس نے دل میں سوچا کہ میں بھیک مانگنے کیلئے رات کو نکلوں تاکہ کسی سے آنکھیں دوچار نہ ہوں اور شرم نہ آئے۔

ہمچو شبکوکے[1] کُنم مَن ذکر و بانگ — تا رسد از باہماکیم نیم دانگ
شبکوک کی طرح میں ذکر اور آواز کروں گا — تاکہ بالا خانوں سے مجھے نیم دانگ مل جائے

اندریں اندیشہ بیروں شُد بکُو — واندریں فکرت ہمی شُد سُو بسُو
اس خیال میں کوچہ سے باہر نکلا — اور اس فکر میں ہر طرف پھرتا تھا

یک زماں مانع ہمی شُد شرم و جاہ — یک زمانے جوُع می گفتش بخواہ
کسی وقت شرم اور رُتبہ اس کیلئے مانع بنتا — کبھی اس سے بھوک کہتی ، مانگ

پای پیش و پای پس تا ثُلثِ شب — کہ بخواہم یا بخسپم خشک لب
ایک قدم آگے اور ایک قدم پیچھے تہائی رات تک — کہ مانگوں یا یونہی سوکھے ہونٹ سو جاؤں

رسیدنِ آں شخص[2] بمصر و شب بیروں آمدن بکوی از بہر شبکوکی و گدائی و گرفتن عسس اُورا و مرادِ اُو حاصل شدن

اس شخص کا مصر میں پہنچنا اور رات کو ایک کوچہ میں شبکوکی اور گدائی کے لئے باہر نکلنا اور کوتوال کا اُس کو پکڑ لینا اور کوتوال کے ذریعہ بہت

از عسس بعد از خوردنِ زخم بسیار عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا وَقَوْلُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِشْتَدِّیْ اَزِمَۃُ تَنْفَرِجِیْ وَجَمِیْعُ الْقُرْاٰنِ وَالْکُتُبِ الْمُنَزَّلَۃِ فِیْ تَقْرِیْرِ ھٰذَا

پٹنے کے بعد اُس کی مُراد کا حاصل ہو جانا، قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہی چیز تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول بیشک تنگی کے ساتھ سہولت ہے اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول مصیبت تو سخت ہو جا کُھل جائیگی ، اور سارا قرآن اور آسمانی کتابیں اِس کو ثابت کرنے میں

ناگہانی[3] خود عسس اُو را گرفت — چوبہا زد بے مُحابا ناشگفت
اچانک خود کوتوال نے اس کو پکڑ لیا — بغیر مروّت کے بے توقف ڈنڈے مارے

اتفاقاً اندراں شبہائے تار — دیدہ بُد مردم زشب دُزداں ضرار
اتفاقاً ان اندھیری راتوں میں — لوگوں نے رات کے چوروں سے مصیبت دیکھی تھی

بُود شبہائے مخوف و منتحس — پس بجد می جست دُزداں را عسس
خوفناک اور منحوس راتیں تھیں — کوتوال اہتمام کے ساتھ چوروں کی جستجو میں تھا

[1] شبکوک۔ وہ فقیر جو درخت پر بیٹھ کر رات کو بھیک مانگے تاکہ اُس کو کوئی نہ دیکھ سکے۔ اندیشہ۔ یعنی بھیک مانگنے کا خیال۔ سُو بسُو۔ اسی فکر میں اِدھر اُدھر ٹہلتا پھرا۔ یک زماں۔ شرم، بھیک مانگنے سے روکتی تھی اور بھوک بھیک مانگنے پر آمادہ کرتی تھی۔ ثلث شب۔ اسی کشمکش و تذبذب میں ایک تہائی رات گذر گئی۔

[2] رسیدن آں شخص۔ یہ مصر میں پہنچا وہاں شب گردی کی وجہ سے گرفتار ہو گیا کوتوال نے گرفتار کر کے مارا لیکن اس کے بعد اُس کی مشکل حل ہو گئی گرفتار ہونا اُس کی مشکل کا حل ہونا بنا۔ انسان کسی چیز کو بُرا سمجھتا ہے اور اسی میں اُس کی بھلائی ہوتی ہے مصیبت جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے پھر ٹل جاتی ہے۔

[3] ناگہانی۔ رات کو گھومتا دیکھ کر چور ہونے کے شبہ میں کوتوال نے اُس کو بے تحاشا پیٹا۔ اتفاقاً گرفتاری کی وجہ یہ ہوئی کہ اُس زمانہ میں مصر میں چوریاں بہت ہو رہی تھیں۔ اس لئے کوتوال چوروں کی گرفتاری میں بہت کوشاں تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

(۱) تا خلیفہ گفتہ کہ بُبرید دست | ہر کہ شب گردد اگر خویشِ منست
حتیٰ کہ بادشاہ نے کہہ دیا تھا کہ ہاتھ کاٹ دے | جو رات کو گھومے، خواہ میرا رشتہ دار ہو

بر عَسس کردہ مَلِک تہدید و بیم | کہ چرا باشید بر دُزداں رحیم
بادشاہ نے کوتوال کو ڈرایا اور دھمکی دی تھی | کہ تم چوروں پر رحم کھانے والے کیوں ہو؟

عشوۂ شاں را از چہ رُو باور کنید | یا چرا از ایشاں قبولِ زر کنید
اُن کی مکّاری کا کس وجہ سے یقین کر لیتے ہو | یا کیوں اُن سے رقم قبول کرتے ہو؟

رحم بر دُزدان و ہر منحوس دَست | بر ضعیفاں زحمت و بیرحمی ست
چوروں پر اور ہر منحوس ہاتھ پر رحم کرنا | کمزوروں پر زحمت اور بے رحمی ہے

(۲) ہیں ز رنجِ خاص مگسل ز انتقام | رنجِ اُو بگزیں و بنگر رنجِ عام
خبردار! کسی خاص شخص کی تکلیف کی وجہ سے انتقام نہ | اُس کی تکلیف کو پسند کر اور عوام کی تکلیف کو مدِّ نظر رکھ

اِصبعِ ملدوغ بُر در دفعِ شَر | دَر تعدّی و ہلاکِ تَن نگر
شر کو دفع کرنے کیلئے ڈسی ہوئی انگلی کاٹ دے | متعدی ہونے اور جسم کی تباہی کو دیکھ

گشتہ دزد انبُہ دراں ایام بس | کاں فقیر اُفتاد در دستِ عسس
اُن دنوں میں چور بہت ہو گئے تھے | کہ وہ فقیر کوتوال کے ہاتھ پڑ گیا

اِتفاقاً اندراں ایّام دُزد | گشتہ بُود انبُوہ پختہ و خام دُزد
اتفاقاً اِن دنوں میں چور | بہت ہو گئے تھے، پکّے اور کچّے چور

(۳) در چنیں وقتش بدید و سخت زد | بر سَر و بر پُشت چوبِ بے عَدد
اس کو ایسے وقت میں دیکھا اور بہت مارے | اَن گنت ڈنڈے، سر اور کمر پر

نعرہ و فریاد زاں درویش خاست | کہ مزن تا مَن بگویم حال راست
اس فقیر سے نعرہ اور فریاد نکلی | کہ نہ مار، تاکہ میں سچا حال بیان کروں

گفت اینک دادمت مُہلت بگو | تا بشب چوں آمدی بیروں بگو
اُس نے کہا اب میں نے تجھے مہلت دیدی، کہہ | بتا تو رات میں باہر کیوں نکلا؟

تو نہ زینجا، غریب و مُنکری | راستی گو تا بچہ مکر اندری
تو یہاں کا نہیں ہے پردیسی اور اجنبی ہے | سچ بتا، تو کس تدبیر میں ہے؟

اہلِ دیواں بر عسس طعنہ زنند | کہ چرا دزداں کنوں انبہ شُدند
دفتر والے کوتوال کو طعنہ دیتے ہیں | کہ اب چور کیوں زیادہ ہو گئے ہیں؟

---

(۱) تا خلیفہ۔ حاکم نے یہ حکم دے دیا تھا کہ جو بھی رات کو گھومتا پایا جائے اُس کو گرفتار کر کے چوری کی سزا دیدی جائے خواہ میرا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ بر عسس۔ چوریوں کی کثرت کی وجہ سے کوتوال پر عتاب ہو رہا تھا۔ عشوہ۔ کوتوال سے کہا گیا تھا یا تو تم لوگ چوروں کے چکروں میں آجاتے ہو یا اُن سے رشوت لے لیتے ہو۔ رحم۔ حالانکہ چوروں پر رحم کرنا کمزوروں پر ظلم ہے۔

(۲) ہیں ز رنج۔ عوام کی راحت کی خاطر کسی ظالم پر رحم نہ کرنا چاہیے۔ اِصبع۔ اگر انگلی میں کوئی زہریلا جانور کاٹ لے تو بقیہ جسم کو بچانے کیلئے اُس کا کاٹنا بہتر ہے۔ گشتہ۔ چونکہ شہر میں چوروں کی کثرت تھی اس لئے شبہ میں اُس کی گرفتاری عمل میں آگئی۔

(۳) در چنیں۔ اِن حالات میں جبکہ اُس شخص کو کوتوال نے گھومتا دیکھا گرفتار کر کے سخت سزا دی۔ مگر جب اُس نے کہنا شروع کیا کہ مجھے نہ مار میں صحیح حال بتاتا ہوں۔ گفت۔ کوتوال نے مارنا چھوڑ دیا اور کہا صحیح بات بتا دے۔ تو نہ۔ تو مصری نہیں ہے پردیسی ہے سچ بتا کہ تو کیوں گھوم رہا تھا۔ اہلِ دیواں۔ شاہی دفتر کے افسران بھی طعنے دے رہے ہیں۔

انبہی[له] از تست و از امثالِ تست | وانما یارانِ زشتت را نخست
کثرت تجھ سے اور تجھ جیسوں سے ہے | پہلے اپنے برے ساتھیوں کو ظاہر کر

ورنہ کینِ جملہ را از تو کشم | تا شود ایمن ز شر ہر محتشم
ورنہ سب کا کینہ تجھ سے نکالوں گا | تاکہ ہر معزز شر سے محفوظ ہو جائے

گفت او از بعد سوگندانِ پر | کہ نیم من خانہ سوز و کیسہ بر
اُس نے بھرپور قسموں کے بعد کہا | کہ میں گھر پھونکنے والا اور گرہ کٹ نہیں ہوں

من نہ مردِ دُزدی و بیدادیم | من غریبِ مصرم و بغدادیم
میں چوری اور ظلم والا آدمی نہیں ہوں | میں مصر کا پردیسی اور بغداد کا باشندہ ہوں

دربیانِ[ته] ایں حدیثِ شریف کہ الصِّدقُ طمانینۃٌ والکذبُ ریبۃٌ
اِس حدیث شریف کا بیان کہ سچ اطمینان ہے اور جھوٹ شک ہے

قصۂ آں خواب و گنجِ زر بگفت | پس ز صدقِ او دل آنکس شگفت
اُس نے اس خواب اور سونے کے خزانہ کا قصہ سنایا | اُس کے سچ سے اُس کا دل شگفتہ ہو گیا

بوئے صدقش آمد از سوگندِ او | سوزِ او پیدا شد از اسپندِ او
اُس کو اس کی قسم سے سچائی کی خوشبو آئی | اُس کی سوزش اُس کے کالے دانہ سے ظاہر ہو گئی

دل بیارامد بگفتارِ صواب | آنچناں کہ تشنہ آرامد بآب
صحیح بات سے دل آرام پا جاتا ہے | جس طرح پیاسا پانی سے آرام پاتا ہے

جز[ته] دلِ محجوب کو را علتیست | از نبی اش تا غبی تمییز نیست
سوائے محجوب کے دل کے جس میں کوئی بیاری ہو | جس کو نبی اور غبی میں تمیز نہیں ہے

ورنہ آں پیغام کز موضع بود | بر زند بر مہ شگافیدہ شود
ورنہ وہ پیغام جو جگہ سے ہو | وہ چاند پر اثر کرتا ہے، وہ شق ہو جاتا ہے

مہ شگافد واں دلِ محجوب نے | زانکہ مردود ست او محبوب نے
چاند شق ہو جاتا ہے اور وہ محجوب دل نہیں | کیونکہ وہ مردود ہے، محبوب نہیں ہے

چشمہ شد چشمِ عسس ز اشکِ مُبل | نے ز گفتِ خشکِ بل از بوئے دل
کوتوال کی آنکھ تر کرنے والے آنسوؤں سے چشمہ بنی | خشک گفتگو سے نہیں بلکہ دل کی بو سے

یک سخن از دوزخ آید سوئے لب | یک سخن از شہرِ جاں در کوئے لب
ایک بات دوزخ سے ہونٹ تک آتی ہے | ایک بات جان کے شہر سے ہونٹ کے کوچہ میں

له انبہی۔ چوروں کی کثرت تجھ سے اور تجھ جیسوں سے ہوئی ہے۔ وانما۔ اپنے برے ساتھیوں کا پتہ بتا ورنہ سب کے بدلے کی سزا تجھ کو دوں گا۔ محتشم، باعزت۔ خانہ سوز یعنی ڈاکو۔ کیسہ بر۔ گٹھ کٹا۔ من غریب۔ میں مصر میں پردیسی ہوں میرا دیس بغداد ہے۔

ته دربیان۔ حدیث شریف ہے کہ سچائی سے دل کو اطمینان ہو جاتا ہے اور جھوٹی بات دل میں شک و شبہ پیدا کرتی ہے۔ آنکس یعنی کوتوال۔ اسپند۔ کالے دانہ کو آگ پر ڈالتے ہیں تو وہ دھواں دیتا ہے تو اُس کا دھواں آگ کے وجود کی دلیل ہے اسی طرح اُس کی باتوں سے اُس کی اندرونی سوزش کا پتہ چل گیا۔ دل۔ کوتوال اُس کی بات سے مطمئن ہو گیا اس لئے کہ سچی بات سننے والے کے دل کو مطمئن کر دیتی ہے۔

ته جز دلِ محجوب۔ کافروں کے دل چونکہ پردے میں ہیں اسلئے سچی بات اُن کے دل پر اثر نہیں کرتی ہے۔ از نبی۔ اسی لئے کافر جھوٹے سچے میں تمیز نہیں کر سکتا۔ ورنہ انبیاء کے کلام کی تاثیر کا تو یہ حال ہے کہ چاند پر اثر ہوا تو شق القمر کا معجزہ رونما ہو گیا۔ چشمہ۔ اُس پردیسی کی باتوں سے کوتوال رو پڑا۔ یک سخن۔ انسان کا نفس بمنزلہ دوزخ کے ہے اُسکی بات دوزخی ہر جان کی بات جنتی ہے

بحرِ[1] جاں افزا و بحرِ پُر حَرَج — درمیانِ ہر دو بحر ایں لب مَرَج
جاں کو بڑھانے والا سمندر اور تنگی سے بھرا ہوا سمندر — دونوں سمندروں کے درمیان یہ ہونٹ ملاپ کی جگہ ہے

بحرِ جاں افزا و بحرِ عمر کاہ — ہر دو آں بر لب گذر دارند و راہ
جان کو بڑھانے والا اور عمر کو گھٹانے والا سمندر — دونوں ہونٹ پر گذر اور راہ رکھتے ہیں

چوں بیلپو درمیانِ شہرہا — از نواحی آمد آنجا بہرہا
جیسے کہ شہروں کے درمیان میں منڈی — اس جگہ اطراف سے جتھے آتے ہیں

کالۂ معیوب و قلبِ کیسہ بُر — کالۂ پر سود و مستشرق چو دُر
عیب دار سامان اور گانٹھ کاٹنے والا کھوٹا — نفع بخش اور موتی کی طرح چمک دار سودا

زیں[2] بیلپو ہر کہ بازرگاں تر ست — بر سرہ و بر قلبہا دیدہ ور ست
اس منڈی سے جو شخص اچھا سوداگر ہے — وہ کھرے اور کھوٹوں کو تاڑنے والا ہے

شُد بیلپو مرد را دار الرّباح — واں دگر را از عمی دار الجُناح
منڈی کسی کے لئے نفع کا گھر ہے — اور اس دوسرے کیلئے اندھے پن کی وجہ سے گناہ کا گھر ہے

ہر یکے زا اجزائے عالم یک بیک — بر غبی بندست و بر استا ذفک
عالم کے تمام اجزاء ایک ایک — غبی کی قید ہیں اور استاد پر قید سے رہائی

بر یکے قندست و بر دیگر چو زہر — بر یکے لطف ست و بر دیگر چو قہر
ایک پر شکر ہے اور دوسرے پر زہر جیسا — ایک پر رحم ہے اور دوسرے پر قہر جیسا

بر[3] یکے دیوست و بر دیگر چو حور — بر یکے نارست و بر دیگر چو نور
ایک پر شیطان ہے اور دوسرے پر حور جیسا — ایک پر آگ ہے اور دوسرے پر نور جیسا

بر یکے گنج ست و بر دیگر چو مار — بر یکے وردست و بر دیگر چو خار
ایک پر خزانہ ہے اور دوسرے پر سانپ جیسا — ایک پر پھول ہے اور دوسرے پر کانٹے کی طرح

بر یکے شیریں و بر دیگر تُرش — بر یکے مبہوت و بر دیگر چو ہُش
ایک پر میٹھا ہے اور دوسرے پر کھٹا — ایک پر مدہوش ہے اور دوسرے پر ہوش جیسا

بر یکے پنہاں و بر دیگر عیاں — بر یکے سودست و بر دیگر زیاں
ایک پر پوشیدہ ہے اور دوسرے پر ظاہر — ایک پر نفع ہے دوسرے پر نقصان

بر یکے بندست و بر دیگر کشاد — بر یکے قیدست و بر دیگر مُراد
ایک پر قید ہے اور دوسرے پر کشادگی — ایک پر بیڑی ہے اور دوسرے پر مقصود

---

[1] بحر جاں۔ نفس اور شرع دونوں کی باتیں ہونٹ سے ٹکراتی ہیں۔ مرج۔ یعنی ملنے کی جگہ۔ بحر عمر کاہ۔ نفس کی باتیں، تو زندگی کی تباہی کا سبب ہیں۔ بیلپو۔ بوزن سخنگو، منڈی۔ بہرہا۔ بیچنے والوں کے جتھے۔ کالا۔ سامان۔ کیسہ بُر۔ کھوٹا مال جیب کترے کی طرح جیب صاف کر دیتا ہے۔

[2] زیں۔ منڈی میں ہر طرح کا سودا ہے اچھا تاجر کھرے کھوٹے میں امتیاز کر لیتا ہے اسی طرح ہونٹ پر کہے ہوئے سچ اور جھوٹ میں ماہر امتیاز کر لیتا ہے۔ یہ منڈی کسی کے نفعوں کا گھر ہے کسی کے لئے گناہوں میں ڈوبنے کا گھر ہے۔ ہر یکے۔ منڈی ہی کیا دنیا کے جز جز کا یہی حال ہے کسی کے لئے مفید اور کسی کے لئے مضر ہے۔ فک۔ قید سے چھڑانا۔

[3] بر یکے۔ کسی کے لئے عالم کا جز شیطان ثابت ہوتا ہے کسی کے لئے حور ثابت ہوتا ہے۔ اور مشہور ہے کہ خزانہ پر سانپ ہوتا ہے، مولانا نے بہت سے اشعار میں یہی بتایا ہے کہ عالم کے ہر جز کے مختلف شخصیتوں کے اعتبار سے مختلف اثرات ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

بر یکے نوش ست و بر دیگر چو نیش
ایک پر شہد ہے اور دوسرے پر ڈنک جیسا

بر یکے بیگانہ بر دیگر چو خویش
ایک پر بیگانہ ہے دوسرے پر اپنے کی طرح

بر یکے نقص ست و بر دیگر کمال
ایک پر عیب ہے اور دوسرے پر کمال

بر یکے ہجر ست و بر دیگر وصال
ایک پر ہجر ہے اور دوسرے پر وصال

ہر جمادے[1] با نبی افسانہ گو
ہر بے جان نبی سے بات کرنے والا ہے

کعبہ با حاجی گواہ و نطق جو
کعبہ حج کرنے والے کیلئے گواہ اور بات کرنے والا ہے

بر مصلی مسجد آمد ہم گواہ
مسجد، نمازی کی بھی گواہ ہے

کو ہمی آمد بمن از دور راہ
کہ وہ میرے پاس لمبے راستہ سے آیا تھا

بر خلیلؑ آتش بود ریحان و ورد
آگ خلیل (اللہ) پر خوشبودار بوٹا اور گلاب کا پھول ہے

لیک بر نمرود آں مرگ ست و درد
لیکن نمرود پر وہ موت اور درد ہے

بارہا گفتیم ایں را اے حسن
اے بھلے! میں نے یہ بارہا کہا ہے

می نگردم از بیانش سیر من
اُس کے بیان سے میں سیر نہیں ہوتا ہوں

بارہا خوردی[2] تو ناں دفع ذبول
تو نے کمزوری کو رفع کرنے کیلئے بارہا روٹی کھائی ہے

ایں ہماں ناں ست چوں نبوی ملول
یہ وہی روٹی ہے تو ملول کیوں نہیں ہوتا؟

در تو جوعے میرسد نو ز اعتدال
تیرے اندر صحت کی وجہ سے ایک تازہ بھوک پہنچ جاتی ہے

کہ ہمی سوزد از و تخمہ و ملال
کہ اُس کی وجہ سے بد ہضمی اور ملال سوخت ہو جاتا ہے

ہر کرا درد مجاعت نقد شد
جس کے لئے بھوک کا درد حاصل ہو گیا

نو شدن با جزو جزوش عقد شد
نیا ہونا اُس کے جز جز سے وابستہ ہو گیا

لذت[3] از جوعست نے از نقل نو
لذت بھوک کی وجہ سے ہے، نہ کہ غذا سے

با مجاعت از شکر بہ نانِ جو
بھوک کے ہوتے ہوئے جو کی روٹی شکر سے بہتر ہے

پس ز بے جوعیست و ز تخمہ تمام
پس بھوک نہ ہونے اور پوری بدہضمی کی وجہ سے

آں ملالت نے ز تکرارِ کلام
وہ تنگدلی ہے، نہ کہ کلام مکرر ہونے سے

چوں ز دکان و مکیس و قیل و قال
کیوں کان اور بھاؤ کی کھینچ تان اور بحث سے

در فریبِ مردمت ناید ملال
جو لوگوں کو فریب دینے میں ہے تنگدلی نہیں ہوتی؟

بر یکے روز ست و بر دیگر چو شب
ایک پر دن ہے اور دوسرے پر رات کی طرح

بر یکے عیش ست و بر دیگر تعب
ایک پر عیش ہے اور دوسرے پر تھکن

---

[1] ہر جمادے۔ آنحضورؐ کو پتھر سلام کرتے تھے۔ کعبہ۔ یہ بھی پتھر ہیں مومنوں کیلئے گواہی دیں گے۔ بارہا۔ یہ مضمون کہ ایک چیز کے مختلف اثرات ہیں میں کئی بار بیان کر چکا ہوں لیکن میری سیری نہیں ہوتی ہے اسی لئے اس مضمون میں تکرار ہے۔

[2] خوردی۔ تم روٹی بار بار کھاتے ہو اُس سے تم میں کوئی ملال پیدا نہیں ہوتا اور تو تجھ میں تمہاری خواہش تمہیں روٹی سے ملال نہیں ہونے دیتی۔ ہر کرا۔ غرضیکہ ملال کا سبب کسی چیز کی تکرار نہیں ہے بلکہ اُس چیز کی خواہش نہ ہونا ہے۔

[3] لذت۔ کھانے کی لذت کا مدار خواہش پر ہے بھوک ہو تو جو کی روٹی پلاؤ قورمہ ہے ورنہ پلاؤ قورمہ سے بھی ملال پیدا ہوگا۔ مکیس۔ یعنی بھاؤ میں کھینچ تان۔ بر یکے۔ پھر مولانا نے وہی مضمون شروع فرمایا کہ ایک چیز کے مختلف اثرات ہیں۔

بر یکے محبوب و بر دیگر عدو — بر یکے راحؔ ست و بر دیگر کدو
ایک پر دوست ہے اور دوسرے پر دشمن — ایک پر شراب ہے دوسرے پر کدو

بر یکے آبست و بر دیگر چو خوں — بر یکے اعجاز و بر دیگر فسوں
ایک پر پانی ہے اور دوسرے پر خون کی طرح — ایک پر معجزہ ہے اور دوسرے پر جادو

بر یکے حلوا و بر دیگر چو سم — بر یکے سنگ ست و بر دیگر صنم
ایک پر حلوا ہے اور دوسرے پر زہر کی طرح — ایک پر پتھر ہے اور دوسرے پر بت

بر یکے جسم ست و بر دیگر چو روح — بر یکے حبس ست و بر دیگر فتوح
ایک پر جسم ہے اور دوسرے پر روح جیسے — ایک پر قید ہے دوسرے پر فتوحات

بر یکے تیرست و بر دیگر کماں — بر یکے نان ست و بر دیگر سناں
ایک پر تیر ہے اور دوسرے پر کمان — ایک پر روٹی ہے اور دوسرے پر بھالا

چوں زغیبت و اکلِ لحمِ مردماں — شصت سالت سیری نامد ازاںؔ
کیوں غیبت اور لوگوں کا گوشت کھانے سے — ساٹھ سال میں تجھے اس سے سیری حاصل نہیں؟

شعرہا در عشقِ قحبہ گفتہ تو — بے ملالت ہمچو گل بشگفتہ تو
تو نے رنڈی کے عشق میں بہت سے شعر کہے — بغیر ملال کے تو پھول کی طرح کھلا رہا

مدحہا در صیدِ شلّہ گفتہ تو — بے ملولی بارہا بشگفتہ تو
تو نے فرج کا شکار کرنے میں بہت تعریفیں کیں — بغیر ملال کے تو بارہا شگفتہ رہا

بارِ آخرؔ گوئیش سوزان و چست — گرم تر صد بار از بارِ نخست
تو پھر اس کو دوسری بار گرم اور چست ہو کر کہتا ہے — پہلی بار سے، سو گنا گرم ہو کر

درد داروئے کہن را نو کند — درد ہر شاخِ ملولے خو کند
درد، پرانی دوا کو نیا بنا دیتا ہے — درد ملال کی ہر شاخ کو کاٹ دیتا ہے

کیمیائے نو کنندہ دردہاست — کو ملولی آں طرف کہ دردہاست
درد، نئی کیمیا بنانے والے ہیں — وہاں تنگدلی کہاں ہے جہاں درد اٹھا؟

ہینؔ مزن تو از ملولی آہِ سرد — درد جو و درد جو و درد درد
تو تنگدلی سے ٹھنڈی آہ نہ بھر — درد کی تلاش کر اور درد کی تلاش کر اور درد، درد

خادعِ دردند درمانہائے ژاژ — رہزنند و زرستانان رسم باژ
بیہودہ معالجے درد کو دھوکہ دینے والے ہیں — ڈاکو ہیں اور خراج کے طریقہ پر روپیہ وصول کرنے والے ہیں

ؔ راح۔ شراب۔ کدو جس میں شراب بھر کر رکھتے ہیں۔ سنگ۔ پتھر معمولی چیز ہے۔ صنم۔ بت کی عبادت کرتے ہیں۔ چوں زغیبت۔ انسان غیبت کرتا ہے جو دوسروں کا گوشت کھانا ہے اُس سے انسان ملول نہیں ہوتا چونکہ اُس کی رغبت ہے۔ قحبہ۔ زانیہ۔ شلّہ۔ عورت کی شرمگاہ۔

ؔ بار آخر۔ اس طرح کے اشعار تو مکرر کہتا ہے اور تکرار میں تیرا جوش اور شوق بڑھتا رہتا ہے۔ درد۔ جب درد اٹھتا ہے تو وہی دوا چلتی ہے جو پہلے بارہا چل چکی ہے۔ خو قطع۔

ؔ ہین مزن۔ جس طرح ظاہری درد پرانی دوا کو نیا بنا دیتا ہے اور انسان تکرار سے ملول نہیں ہوتا اسی طرح تو نصیحت کی باتوں سے ملول ہو کر ٹھنڈی آہیں نہ بھر بلکہ اپنے دل میں آخرت کا درد پیدا کر۔ خادع۔ چونکہ آخرت کا درد بزرگوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے تو معالجے بناوٹی بزرگوں سے بچنے کی نصیحت کرتے ہیں کہ ان کی صحبت درد پیدا کرنے کا دھوکہ ہے۔

آبِ شورے[1] نیست درمانِ عطش — وقتِ خوردن گر نماید سرد و خوش
کھاری پانی پیاس کا علاج نہیں ہے — اگرچہ پینے کے وقت ٹھنڈا اور اچھا لگے

لیک خادع گشت و مانع شُد زجُست — زابِ شیرینی کزو صد سبزہ رُست
لیکن وہ ڈھونڈنے سے دھوکہ دینے والا اور مانع بن گیا — میٹھے پانی کے، جس سے سیکڑوں سبزے اُگے ہیں

ہمچنیں ہر زرِ قلبے مانع ست — از شناسِ نقدِ زر ہر جا کہ ہست
اِسی طرح ہر کھوٹا سونا مانع ہے — کھرے کی پہچان سے، وہ جہاں کہیں بھی ہو

بال و پرّت را بہ تزویرے بُرید — کہ مُرادِ تو منم گیر اے مُرید
اُس نے مکّاری سے تیرے بال و پر کاٹ دیئے — کہ اے مُرید! میں تیری مراد ہوں، لے لے

گفت[2] دردت چینم و خود درد بود — باطناً خار و بظاہر ورد بود
اس نے کہا میں تیرا درد چُننے والا، اور وہ خود درد تھا — باطن میں کانٹا اور بظاہر پھول تھا

رَو ز درمانِ دروغیں می گریز — تا شود دردت مُطیّب مُشک بیز
جا، جھوٹے علاج سے بھاگ — تاکہ تیرا درد پاکیزہ اور مشک کی خوشبو دینے والا بن جائے

گفتنِ عسس خوابِ خود را با غریبِ مسکین و نشانِ گنج دادن ہم ز خانۂ او
کوتوال کا مسکین پردیسی سے اپنا خواب بیان کرنا اور اُسی کے گھر میں خزانہ کا پتہ دینا

گفت نے دُزدی تو و نے فاسقی — مردِ نیکی لیک گول و احمقی
اُس نے کہا نہ تو چور ہے نہ بدکار — تو نیک انسان ہے لیکن بیوقوف اور احمق ہے

بر خیالِ[3] خواب چندیں رہ کُنی — نیست عقلت را تسوئے روشنی
خواب کے خیال پر تو اتنا راستہ طے کرتا ہے — تیری عقل میں ایک دمڑی روشنی نہیں ہے

بر خیالے اینچنیں راہِ دراز — پیش گیری از سرِ جہل و ز آز
ایک خیال پر، ایسا لمبا راستہ — تو نادانی اور لالچ کی وجہ سے اختیار کرتا ہے

بارہا من خواب دیدم مُستمر — کہ بہ بغداد ست گنجے مُستتر
میں نے مسلسل کئی بار خواب دیکھا ہے — کہ چھپا ہوا خزانہ بغداد میں ہے

در فلاں کوی و فلاں خانہ دفیں — بُود آں خود نامِ خانہ و کوی ایں
فلاں کوچہ اور فلاں گھر میں مدفون ہے — وہ خود اُس کے گھر کا اور کوچہ کا نام تھا

ہست در خانہ فلانے رَو بجُو — نامِ خانہ و نامِ اُو گفت آں عدو
وہ فلانے گھر میں ہے، جا تلاش کر — اُس دشمن نے گھر کا اور اُس کا نام بتا دیا

---

[1] آبِ شورے۔ جس طرح کھاری پانی سے پیاس نہیں بجھتی ہے اِسی طرح غلط صحبتوں سے مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے۔ ہمچنیں۔ جس طرح اِن دھوکے باز پیروں میں پھنس کر انسان صحیح پیر سے محروم ہو جاتا ہے اِسی طرح کھوٹے سکّے کھروں سے رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ بال و پرّت۔ وہ صحیح بزرگوں تک تیری پرواز کو ختم کر دیتے ہیں۔

[2] گفت۔ وہ جھوٹا پیر کہتا ہے کہ میں تیرے درد کا علاج ہوں حالانکہ وہ علاج کیا ہوتا خود درد ہے۔ تا شود۔ تیری اِس طلب کے بہتر اثرات رونما ہوں۔

[3] بر خیال۔ اُس کوتوال نے اُس پردیسی سے کہا کہ بات تو تیری سچی ہے لیکن تو احمق اور بیوقوف ہے کہ ایک خواب و خیال پر بغداد سے مصر پہنچا۔ بارہا۔ میں نے متعدد بار خواب میں دیکھا کہ وہ خزانہ بغداد میں ہے۔ در فلاں۔ اور اُس کوتوال نے اُس خزانہ کا پورا پتہ بتا دیا۔ بُود۔ جہاں کا اُس نے پتہ بتایا وہ خود اُس پردیسی کے کوچہ اور گھر کا پتہ تھا۔ آں عدو۔ کوتوال

Presented by www.ziaraat.com

دیده‌[1] ام خود بارہا ایں خواب من — کہ بہ بغداد ست گنجے در وطن

میں نے خود بارہا یہ خواب دیکھا ہے — کہ وطن میں، بغداد میں ایک خزانہ ہے

ہیچ من از جا نرفتم زیں خیال — تو بیک خوابے بیائی بے ملال

میں اس خیال سے کبھی جگہ سے نہ ہلا — تو بغیر ملال کے ایک خواب کی وجہ سے چل آیا

خوابِ احمق لائقِ عقلِ ویست — ہمچو او بے قیمت ست و لاشی ست

بیوقوف کا خواب اُس کی عقل کے مناسب ہے — اُسی کی طرح بے قیمت اور ہیچ ہے

خوابِ زن کمتر ز خوابِ مرداں — از پئے نقصانِ عقل و ضعفِ جاں

عورت کے خواب کو مرد کے خواب سے کم سمجھ — عقل کی کمی اور جان کی کمزوری کی وجہ سے

خوابِ[2] ناقص عقل و گول آید کساد — پس ز بے عقلی چہ باشد خواب باد

ناقص عقل والے اور احمق کا خواب کھوٹا ہوتا ہے — تو بے عقل سے کیسا خواب ہوگا؟ ہوا

گفت با خود گنج در خانہ من ست — پس مرا آنجا چہ فقر و شیون ست

اُس نے اپنے آپ سے کہا خزانہ میرے گھر میں ہے — پھر مجھے اُس جگہ کیا افلاس و شکوہ ہے!

بر سرِ گنج از گدائی مُردہ ام — زانکہ اندر غفلت و در پردہ ام

میں خزانہ کے اوپر بیٹھا ہوا بھکاری بنے مُردہ ہوں — کیونکہ میں غفلت میں اور پردے میں ہوں

زیں بشارت مست شد دردش نماند — صد ہزار الحمد زیرِ لب بخواند

وہ اس خوشخبری سے مست ہوگیا اس کا درد نہ رہا — لاکھوں الحمد آہستہ آہستہ پڑھیں

گفت[3] بد موقوفِ ایں لت لوتِ من — آبِ حیواں بود در حانوتِ من

اُس نے کہا میرا لذیذ کھانا اُس لذت پر موقوف تھا — آبِ حیات میری دکان میں تھا

رو کہ بر لوتِ شگرفے بر زدم — کوری آں وہم کہ مفلس بُدم

چل، کہ میں نے عجیب مزیدار کھانے پر ہاتھ مارا — اس وہم کے اندھے پن پر کہ میں مفلس تھا

خواہ احمق دان و خواہی عالِم — یافتم ہر چہ کہ می خواہد دلم

تو مجھے خواہ احمق سمجھ اور خواہ عقلمند — جو کچھ میرا دل چاہتا تھا میں نے پا لیا

خواہ احمق داں مرا خواہی فرو — آں من شد ہر چہ می خواہی بگو

تو مجھے خواہ احمق سمجھ، خواہ کمتر — وہ میری ملکیت ہوگیا تو جو چاہے کہہ

من مرادِ خویش دیدم بے گماں — ہر چہ خواہی گو مرا اے بد دہاں

یقیناً میں نے اپنی مراد دیکھ لی — اے بدزبان! تیرا جو جی چاہے مجھے کہہ لے

---

[1] دیدہ ام۔ میں نے یہ خواب بار بار دیکھا ہے لیکن میں اپنی جگہ سے نہ ہلا اور بغداد کی راہ نہ لی۔ تو بیک۔ تیری یہ حماقت ہے کہ ایک خواب پر دوڑ پڑا۔ خواب۔ جیسا تو بے عقل ہے تیری خواب بھی ایسی ہی ہے۔ خوابِ زن۔ اسی لئے عورت کی خواب اتنی صحیح نہیں ہوتی جیسی کہ مرد کی ہوتی ہو چونکہ عورت کی عقل ناقص ہے۔

[2] خواب ناقص عقل۔ جب ناقص عقل کی خواب بھی قابلِ بھروسہ نہیں تو بے عقل کی خواب تو محض ہوائی ہوگی۔ گفت۔ پردیسی نے کوتوال کی خواب سُن کر اپنے آپ سے کہا کہ جب خزانہ خود میرے گھر میں ہے تو میں یہاں فقر اور شکوے کی حالت میں کیوں گھوم رہا ہوں۔ زانکہ۔ یہ سب کچھ میری غفلت کا نتیجہ ہے۔ دردش۔ سفر کی تکلیف یا کوتوال کی مار کا درد۔

[3] گفت بد۔ اس نے دل میں سوچا کہ خزانہ کا ملنا کوتوال کی مار پر موقوف تھا۔ آبِ حیواں۔ یعنی خزانہ۔ خواہ احمق۔ اُس نے دل ہی دل میں کوتوال کو کہا۔ فرو۔ کمتر۔ اے بد دہاں۔ یعنی کوتوال جس نے اُسکو احمق اور بیوقوف کہا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

تو مرا پُر دَرد گو اے محتشم[1] — پیشِ تو پُر دَرد و پیشِ خود خوشم
اے معزز! تو مجھے مریض کہہ — میں تیرے نزدیک مریض اور اپنے نزدیک بھلا ہوں

وایِ گر برعکس بُودے ایں مطا — پیشِ تو گلزار و پیشِ خویش خا
افسوس ہوتا، اگر یہ مقام پرواز برعکس ہوتا — تیرے نزدیک گلزار اور اپنے نزدیک کانٹا ہوتا

با فقیرے گفت روزے یک کسے — کہ ترا ایں جا نمی داند کسے
ایک کمینے نے ایک روز ایک فقیر سے کہا — کہ تجھے یہاں کوئی نہیں جانتا

گفت اُو گر می نداند عامیم — خویش را مَن نیک می دانم کیَم
اُس نے کہا، اگر عام آدمی مجھے نہیں جانتا — میں اپنے آپ کو خوب جانتا ہوں کہ میں کون ہوں

وایِ[2] گر برعکس بُودے درد و ریش — اُو بُدے بینایِ مَن مَن کورِ خویش
افسوس ہوتا، اگر درد اور زخم اُلٹا ہوتا — وہ مجھے دیکھنے والا ہوتا، میں اپنے بارے میں اندھا ہوتا

احمقم گیر احمقم مَن نیک بخت — بخت بہتر از لجاج و رُوی سخت
تو مجھے احمق فرض کر، میں نیک بخت احمق ہوں — جھگڑالوپن اور ترشروئی سے نصیب بہتر ہے

ایں سخن بر وفق ظنّت می جہد — ورنہ بختم دادِ عقلم می دہد
یہ بات تیرے گمان کے مطابق نکل رہی ہے — ورنہ میرا نصیبا میری عقل کی داد دے رہا ہے

بازگشتنِ آں مرد شادماں و مُراد یافتہ و شکر گویاں و سجدہ کناں و
اُس شخص کا خوش خوش اور مُراد حاصل کر کے اور شکر ادا کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے
حیراں در غرائبِ اشارتِ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ و ظہورِ تاویلا
اور اللہ تعالیٰ کے اشاروں کے عجائب میں حیران واپس لوٹنا اور انکی تاویلات کا ایسے
آں بر وجہیکہ ہیچ عقلے و فہمے آں جا نرسد
طریقہ پر ظاہر ہونا کہ کوئی عقل اور سمجھ وہاں نہیں پہنچتی ہے

بازگشت[3] از مصر تا بغداد اُو — ساجد و راکع ثنا گو شکر گو
وہ مصر سے بغداد واپس لوٹا — سجدہ اور رکوع کرتے ہوئے تعریف کرتے ہوئے شکر ادا کرتے ہوئے

جملہ رہ حیران و مست اُو زیں عجب — ز انعکاسِ روزی و راہِ طلب
وہ سارا راستہ حیران اور مست اس عجیب بات سے — طلب کے راستہ اور روزی کے برعکس ہونے سے

کز کجا امیدوارم کردہ بُود — وز کجا افشاند بر مَن سیم و سُود
کہ مجھے کہاں کا امیدوار کیا تھا؟ — اور کہاں سے مجھ پر چاندی اور نفع نثار کیا؟

[1] پُر دَرد یعنی حماقت کا مریض۔ وائی۔ ہاں اگر تیرے سامنے اچھا ہوتا اور خود مریض ہوتا تو افسوس کی بات تھی۔ با فقیرے۔ اسکی یہ مثال ہے کہ کسی نے ایک درویش کو یہ کہا کہ یہاں تجھے کوئی نہیں جانتا۔ گفت۔ اُس درویش نے جواب دیا کہ اگر مجھے عوام الناس نہ جانیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، میں اپنے آپ کو جانتا ہوں کہ اللہ نے مجھے کیا کمالات دیئے ہیں۔

[2] وائی۔ ہاں اگر معاملہ بالعکس ہوتا کہ لوگ مجھے سب کچھ جانتے اور میں کچھ نہ ہوتا تو افسوس کی بات تھی۔ لجاج۔ بحث میں جھگڑا اور ترشروئی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ۔ اپنی بیوقوفی کو تیرے قول کے مطابق تسلیم کر رہا ہوں ورنہ نصیبہ بتا رہا ہے کہ میں عقلمند ہوں۔

[3] بازگشت۔ کوتوال سے خواب سُننے کے بعد وہ بغداد کی جانب واپس ہوا شکر ادا کر رہا تھا شکرانہ کی تفصیلیں پڑھ رہا تھا اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کر رہا تھا۔ جملہ رہ۔ وہ واپسی میں راستہ بھر حیران رہا کہ اللہ تعالیٰ نے کہاں کا امیدوار بنایا اور کہاں مقصد پورا فرمایا۔ کجا یعنی مصر۔ جا یعنی بغداد۔

Presented by www.ziaraat.com

ایں[1] چہ حکمت بود کاں قبلۂ مراد | کردم از خانہ بروں گمراہ و شاد
یہ کیا حکمت تھی کہ اُس قبلۂ حاجت نے | مجھے گمراہ اور خوش کر کے گھر سے نکالا؟

تا شتاباں در ضلالت می شدم | ہر دم از مطلب جداتر می بدم
حتیٰ کہ میں گمراہی میں تیز دوڑا | ہر لحظہ مقصد سے زیادہ دُور ہوتا جاتا تھا

باز آں عینِ ضلالت را بجود | حق وسیلت کرد اندر رشد و سود
پھر بعینہٖ اُس گمراہی کو بخشش سے | اللہ (تعالیٰ) نے ہدایت اور نفع کا وسیلہ بنایا

گمرہی را منہج ایماں کند | کژروی را مقصدِ احساں کند
وہ گمراہی کو ایمان کا راستہ بنا دیتا ہے | وہ کج روی کو اخلاص کو مقصد بنا دیتا ہے

تا نباشد ہیچ محسن بے وجا | تا نگردد ہیچ خائن بے رجا
تاکہ کوئی نکوکار بے خوف نہ ہو | تاکہ کوئی خیانت کرنے والا نا اُمید نہ ہو

اندرون[2] زہر تریاق آں خفی | کرد تا گویند ذوالُّلطفِ الخفی
اُس نے زہر کے اندر تریاق کو مخفی | کر دیا تاکہ اُس کو چھپی مہربانی والا کہیں

نیست مخفی در نماز آں مکرمت | در گنہ خلعت نہد آں مغفرت
نماز میں وہ کرم مخفی نہیں ہے | وہ گناہ میں مغفرت کی خلعت رکھ دیتا ہے

منکراں را قصد اذلالِ ثقات | ذل شدہ عز و ظہورِ معجزات
منکروں کا مقصد ثقہ لوگوں کو ذلیل کرنا تھا | ذلت عزت اور معجزوں کا ظہور بن گئی

قصدِ[3] شاں ز انکار ذلِ دیں بدہ | عینِ ذل عزِ رسولاں آمدہ
اُن کے انکار کا مقصد دین کی ذلت تھا | ذلت بعینہٖ رسولوں کی عزت بن گئی

گر نہ انکار آمدے از ہر بدے | معجزہ برہاں چرا نازل شدے
اگر ہر بُرے کی جانب سے انکار نہ ہوتا | معجزہ اور دلیل کیوں نازل ہوتی؟

تا نگردد خصمِ تو مصداق خواہ | کے کند قاضی تقاضائے گواہ
جب تک تیرا مخالف ذریعہ تصدیق کا خواہشمند نہ ہو | قاضی گواہ کا تقاضہ کب کرتا ہے؟

معجزہ ہمچوں گواہ آمد زکی | بہرِ صدق مدعی در بے شکی
معجزہ، عادل گواہ کی طرح ہے | شک رفع کرنے میں مدعی کی سچائی کے لئے

[1] ایں چہ اس میں یہ حکمت تھی کہ مجھے [illegible] سے [illegible] اور خزانہ کے [illegible] کر دی جس پر میں خوشی سے دوڑ رہا تھا اور میرا جو مقصد کی جانب تھا تو میں خزانہ سے دُور ہو رہا تھا۔ بالآخر پھر اس میری گمراہی کو مقصد کا ذریعہ بنا دیا مسجد میں کوتوال کے ہاتھوں پٹ اور وہی کوتوال مقصد کا وسیلہ بن گیا گمراہی۔ چونکہ خزانہ گمراہی کے خلاف [illegible] اللہ تعالیٰ کے بعض [illegible] کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ انسان کا خدا پر بھروسہ بڑھے اور وہ اسباب کو مستقل نہ سمجھے اللہ تعالیٰ بسا اوقات انسان کی گمراہی کو ہدایت کا سبب بنا دیتا ہے اور احسان و عبادت کے نتیجہ میں انسان گمراہ ہو جاتا ہے تا نباشد۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ کوئی عبادت گذار خوفِ خدا سے خالی نہ رہے اور کوئی بدکار رحمت سے مایوس نہ ہو۔

[2] اندروں برائی میں بھلائی کو اس لئے مخفی کیا ہو تاکہ اس کے نام ذوالُّلطف الخفی کو مظہر سامنے آ جائے عبادت گذار کرنے والا [illegible] مخفی لطف نہیں ہے۔ [illegible] گنہگار کو مغفرت سے نوازنا لطفِ خفی ہے منکراں [illegible] قدرت میں سے یہ بھی ہے [illegible] کا انکار سے مقصد [illegible] کرنا ہوتا ہے لیکن اس سے [illegible] عزت اور [illegible]

انکار کے سبب سے معجزے ظاہر ہوتے ہیں جس سے انبیاء کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے — [3] قصدِ شاں۔ اُن منکروں کا تصد تو یہ تھا کہ انکار سے دین کی ذلت ہو جائے لیکن وہی چیز دین کی عزت کا سبب بن گئی۔ گر نہ انکار۔ اگر منکرین کا انکار نہ ہوتا تو معجزوں کی ضرورت ہوتی نہ ان کا ظہور ہوتا۔ تا نگردد معجزے تو رسولوں کی صداقت کے گواہ ہیں اگر [illegible]

طعنہ[1] چوں می آمد از بے ناشناخت — معجزہ می داد حق و می نواخت
بے پہچاننے والے کی جانب سے جب طعنہ آتا تھا — حق (تعالیٰ) معجزہ دیتا تھا اور نوازتا تھا

مکرِ آں فرعون سیصد تو بُدہ — جملہ ذُلِّ اُو و قمعِ اُو شُدہ
اُس فرعون کا مکر تین سَو تہوں کا تھا — وہ سب اُس کی ذلت اور قمع (قلع قمع) بنا

ساحراں آوردہ حاضر نیک و بد — تا کہ جرح معجزہ موسیٰؑ کُند
وہ اچھے اور بُرے ساحر حاضر لایا — تاکہ (حضرت) موسیٰؑ کے معجزہ پر جرح کرے

تا عصا را باطل و رسوا کُند — اعتبارش را ز دلہا بَر کَند
تاکہ عصا کو باطل اور رسوا کرے — اُس کے اعتبار کو دلوں سے دُور کرے

عینِ آں مکر آیتِ موسیٰؑ شُدہ — اعتبارِ آں عصا بالا شُدہ
وہ مکر بعینہ (حضرت) موسیٰؑ کا معجزہ بنا — اُس عصا کا اعتبار دو بالا ہوگیا

لشکر[2] آرد اُو بگہ تا حولِ نیل — تا زند بر موسیٰؑ و قومش سبیل
وہ صبح کو نیل کے گرد لشکر لاتا ہے — تاکہ (حضرت) موسیٰؑ اور اُنکی قوم کی رہزنی کرے

ایمنیِ اُمّتِ موسیٰؑ شوَد — اُو بتحت الارض و ہاموں دَر رَوَد
وہ (حضرت) موسیٰؑ کی قوم کا امن بن جاتا ہے — وہ زمین اور جنگل کے نیچے چلا جاتا ہے

گر بمصر اندر بُدے اُو نامدے — وہم از سبطی کُجا زائل شُدے
اگر وہ مصر کے اندر ہوتا، نہ آتا — سبطی سے وہم کب ہٹتا؟

آمد و در سبط افگند اُو گداز — کہ بداں کہ امن در خوفست راز
وہ آیا اور اُس نے سبطیوں میں خوف ڈالا — تاکہ جان لے کہ امن خوف میں مخفی ہے

ایں[3] بُوَد لطفِ خفی کُو را صَمَد — نار بنماید خُود آں نُورے بُوَد
لطفِ خفی یہ ہے کہ اُس کو اللہ (تعالیٰ) — آگ دکھا دے، وہ خود نور ہو

نیست مخفی مُزد دادن دَر تُقا — ساحراں را اَجر بیں بعد از خطا
پرہیزگاری میں اجر دینا مخفی نہیں ہے — غلطی کے بعد جادوگروں کے اجر کو دیکھ

نیست مخفی وصل اندر پرورش — ساحراں را وصل داد اُو در بُرش
پرورش میں وصل مخفی نہیں ہے — اُس نے قطع و بُرید میں ساحروں کو وصل عطا کر دیا

---

[1] طعنہ۔ اُن منکروں کے طعنوں کی بدولت معجزوں کا ظہور ہوا۔ مکر۔ اسی طرح فرعون کا مکر بھی اُلٹا ہوگیا۔ ساحراں۔ اُس نے جادوگروں کو اس لئے جمع کیا تھا تاکہ وہ موسیٰؑ کے معجزے پر جرح نہ کر سکے تھا جرح کرکے اُس کی صداقت کو باطل کردیں اور وہ معتبر نہ رہے۔ عینِ آں۔ لیکن یہی مکر اُلٹا ہوگیا حضرت موسیٰؑ سچا گواہ اور زیادہ معتبر ثابت ہوا اور عصا کی عدالت و صداقت دُوبالا ہوگئی۔

[2] لشکر آرد۔ حضرت موسیٰؑ اور اُن کے ساتھی سبطیوں کے تعاقب میں فرعون بصرے نکلا تاکہ اُن کی رہزنی کرے۔ ایمنی۔ لیکن یہ حرکت نتیجہ میں سبطیوں کے لئے باعث اطمینان ہوگئی اور وہ دریا میں غرق ہوکر زمین کے نیچے پہنچ گیا۔ گر بمصر۔ اگر وہ مصر میں رہتا تو سبطیوں کو پورا اطمینان نہ ہوتا بلکہ ڈرتے رہتے کہ کسی وقت حملہ کردے گا۔ آمد۔ وہ فرعون سبطیوں کے تعاقب میں نکلا تاکہ اُن کو خوفزدہ کرے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خود غرق ہوگیا اور سبطی مطمئن ہوگئے یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جان لیا جائے کہ امن خوف میں پوشیدہ ہے۔

[3] ایں بود۔ لطفِ خفی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر حضرت موسیٰؑ کو نار میں نور دکھلا دیا۔ نیست۔ عبادت گزاروں کو اجر دینا لطفِ خفی نہیں ہے لطفِ خفی تو یہ ہے کہ فرعون کے جادوگر آئے مقابلہ کرنے کے لئے اور اُن پر مہربانی ہوگئی اور وہ مومن بن گئے۔ پرورش۔ ظاہری انعامات میں لطفِ خفی نہیں ہے لطفِ خفی تو یہ ہے کہ ساحروں کے ہاتھ پاؤں کٹوائے۔

Presented by www.ziaraat.com

نیست مخفی[1] سیر با پائے روا — ساحراں را سیر بیں در قطعِ پا

چلتے پاؤں کے ہوتے ہوئے چلنا مخفی نہیں ہے — جادوگروں کا چلنا، پاؤں کٹنے میں دیکھ

عارفاں زانند دائم آمنوں — کہ گذر کردند از دریای خوں

عارف اسی لئے ہمیشہ امن میں ہیں — کیونکہ وہ خون کے دریا کو پار کر گئے

امنِ شاں از عینِ خوف آمد پدید — لاجرم باشند ہر دم در مزید

اُن کا امن بعینہٖ خوف سے ظاہر ہوا ہے — لامحالہ وہ ہر وقت ترقی میں رہتے ہیں

امن دیدی گشتہ در خوفے خفی — خوف بیں ہم در امیدے اے صفی

تو نے وہ امن دیکھ لیا جو خوف میں مخفی ہے — اے برگزیدہ! تو خوف کو بھی امن میں دیکھ لے

آں امیر از مکر بر عیسیٰؑ تند — عیسیٰؑ اندر خانہ رُو پنہاں کند

وہ امیر مکر سے (حضرت) عیسیٰؑ کے درپے ہوتا ہے — (حضرت) عیسیٰؑ گھر میں منہ چھپا لیتے ہیں

اندر آید تا شود اُو تاجدار — خُود ز شبہِ عیسیٰؑ آمد تاجدار

وہ اندر آجاتا ہے تاکہ وہ تاجدار بنے — وہ خود (حضرت) عیسیٰؑ کی مشابہت سے سولی پر چڑھتا ہے

ہیں[2] میاویزید من عیسیٰؑ نیم — من امیرم بر جہوداں خوش نیم

خبردار مت لٹکاؤ، میں عیسیٰؑ نہیں ہوں — میں یہودیوں کا حاکم ہوں میں وہ مبارک قدم ہوں

زُود تَرش بر دار آویزید کو — عیسیٰؑ ست از دستِ ما تخلیص جو

اُس کو بہت جلد سُولی پر لٹکادو، کیونکہ وہ — عیسیٰؑ ہے ہمارے ہاتھ سے خلاصی چاہتا ہے

چند لشکر میرود تا بر خورد — برگِ اُو بر گردد و بر سر خورد

چند لشکر جاتے ہیں تاکہ نفع اٹھائیں — اُن کا سامان اُلٹ جاتا ہے اور سر پر مار کھاتے ہیں

چند بازرگاں رود بر بُوی سُود — عید پندارد بسوزد ہمچو عُود

بہت سے تاجر نفع کی اُمید پر جاتے ہیں — عید سمجھتے ہیں، عود کی طرح جلتے ہیں

چند[3] در عالم بُود در عکسِ ایں — زہر پندارد بُود آں انگبیں

بہت سی مرتبہ دنیا میں اس کا اُلٹا ہوتا ہے — زہر سمجھتا ہے، وہ شہد ہوتا ہے

بس سپہ بنہاد دل بر مرگِ خویش — روشنیہا و ظفر آید بہ پیش

بہت سے سپاہی ہیں کہ جنھوں نے مرنے کی ٹھان لی — اُنکو روشنیاں اور فتح پیش آجاتی ہیں

ابرہہ با پیل بہرِ ذُلِّ بیت — آمدہ تا افگند حی را چو میت

ابرہہ، ہاتھی کے ساتھ بیت اللہ کو ذلیل کرنے کے لئے — آیا تاکہ زندہ کو مُردہ کی طرح گرا دے

---

[1] مخفی: ہاتھ پاؤں کے ہوتے ہوئے چلنا کوئی مخفی بات نہیں ہے مخفی وہ سیر ہے جو فرعون کے ساحروں کو بغیر ہاتھ پاؤں کے حاصل ہوئی عارفوں۔ عارف چونکہ بہت سے خطرات سے گزر چکے ہیں لہذا وہ بالکل امن میں ہیں۔ امنِ شاں۔ وہ دیکھ چکے ہیں کہ بہت سے خوف کے اسباب سے اُن کو امن حاصل ہوا ہے۔ امن دیدی۔ جس طرح امن خوف میں مخفی ہوتا ہے اسی طرح خوف بھی امن میں مخفی ہوتا ہے۔ آں امیر۔ وہ یہودی حضرت عیسیٰؑ کو قتل کرنے گیا تاکہ اُن کی جگہ سرداری حاصل کرلے حضرت عیسیٰؑ چھپ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُسکو حضرت عیسیٰؑ کے مشابہ بنا دیتا ہے۔

[2] ہیں۔ قوم اُسکو حضرت عیسیٰؑ سمجھ کر پکڑ لیتی ہے اور سُولی پر چڑھاتی ہے وہ چند یہ کہتا ہے کہ میں عیسیٰؑ نہیں ہوں لیکن کوئی اُس کا یقین نہیں کرتا۔ زُود تر۔ قوم کہتی ہے کہ یہ عیسیٰؑ ہے یہ بہانہ بنا کر ہم سے چھوٹنا چاہتا ہے بالآخر وہ سُولی پر چڑھا دیا جاتا ہے جو فعل اُسکے باعثِ امن سمجھا اُنھیں خوف مخفی تھا چند لشکر۔ لشکر دشمن پر فتح کیلئے حملہ کرتا ہے اور اُنھیں اُسکی موت مقدر ہوتی ہے چند بازرگاں۔ تاجر نفع کیلئے جاتا ہے اور نقصان اُٹھاتا ہے۔

[3] چند در عالم۔ دنیا میں بہت سے واقعات ہوئے ہیں کہ انسان نے کسی شے کو مُضر سمجھا اور وہ

تا حریمِ کعبہ را ویراں کُند — جملہ را زانجای سرگرداں کُند

تاکہ کعبہ کے حرم کو تباہ کر دے — سب کو وہاں سے پریشان کر دے

تا ہمہ[1] زُوّار گِردِ اُو تنند — کعبۂ اُو را ہمہ قبلہ کنند

تاکہ سب زیارت کرنیوالے اُسکے گرد جمع ہوں — سب اُس کے کعبہ کو قبلہ بنا لیں

وز عرب کینہ کشد اندر گزند — کہ چرا در کعبہ اَم آتش زنند

اور نقصان پہنچا کر عرب سے کینہ نکالے — کہ وہ کیوں میرے کعبہ میں آگ لگاتے ہیں!

عینِ سعیش عزتِ کعبہ شُدہ — موجبِ اعزازِ آں بیت آمدہ

اُس کی کوشش بعینہ کعبہ کی عزت ہو گئی — وہ اس بیت (اللہ) کے اعزاز کا سبب بن گیا

مکیاں را عزّ یکے بُد صد شُدہ — تا قیامت عزّشاں ممتد شُدہ

مکہ والوں کی ایک عزت تھی سو بن گئی — قیامت تک اُن کی عزت دراز ہو گئی

اُو[2] و کعبۂ اُو شُدہ مخسوف تر — از چیست ایں از عنایاتِ قدر

وہ اور اُس کا کعبہ زیادہ دھنسا ہوا ہو گیا — یہ کیوں ہے؟ تقدیر کی مہربانیوں سے (ہے)

از جہازِ ابرہہ خیلِ عرب — گشتہ مستغنی ز فضہ و ز ذہب

عرب کی جماعت، ابرہہ کے سامان کی وجہ سے — چاندی اور سونے سے بے نیاز ہو گئی

از جہازِ ابرہہ ہمچوں ددہ — آں فقیرانِ عرب مُنعم شُدہ

درندے جیسے ابرہہ کے سامان سے — وہ عرب کے فقیر دولت مند ہو گئے

از جہازِ ابرہہ دونِ دَنی — ایں فقیرانِ عرب گشتہ غنی

کمترین کمینہ ابرہہ کے سامان سے — یہ عرب کے فقیر مالدار ہو گئے

اُو گماں بُردہ کہ لشکر می کشد — بہرِ اہلِ بیت اُو زر می کشد

اُس نے خیال کیا کہ وہ لشکر لے جا رہا ہے — (حالانکہ) وہ بیت (اللہ) والوں کیلئے سونا لیجا رہا تھا

اندریں[3] فسخِ عزائم ویں ہمم — در تماشا بُود در رہ ہر قدم

وہ انہی ارادوں کے فسخ کرنے اور اپنے حوصلوں میں — راستے میں ہر قدم پر تماشے میں تھا

خانہ آمد گنج را اُو باز یافت — کارش از لطفِ خدائی ساز یافت

وہ گھر آ گیا، اُس نے خزانہ پالیا — خدا کی مہربانی سے اُس کا کام سر انجام ہوا

تا بدانی حکمتِ فردِ حکیم — ایمنیہا می نہد در خوف و بیم

تاکہ تو یکتا دانا کی حکمت کو دیکھ لے — وہ خوف خطر میں بہت سے اطمینان پیدا کر دیتا ہے

---

[1] تا ہمہ۔ اُس کا منشا یہ تھا کہ مکہ کے کعبہ کو ڈھا دے تاکہ سب اُس کے کعبہ کا حج جا کر طواف کیا کریں۔ وز عرب۔ یمن کے بنائے ہوئے کعبہ میں کسی نے پاخانہ کر دیا یا آگ لگا دی تھی اس کے انتقام کے لئے وہ چلا لیکن اُس کا یہ کام جس میں وہ اپنی کامیابی اور مکہ کی توہین سمجھتا تھا مکہ کے اعزاز کا سبب بن گیا اور مکہ والوں کی قیامت تک عزت کا سبب بن گیا۔

[2] اُو۔ ابرہہ اور اُس کا کعبہ نیست نابود ہو گیا۔ از جہاز۔ اُس کے لشکر کا اسقدر سامان اور نقد مکہ والوں کے ہاتھ آیا کہ وہ مالدار ہو گئے۔ اُو گماں۔ وہ سمجھا کہ میں مکہ والوں پر لشکر کشی کر رہا ہوں ثابت یہ ہوا کہ وہ مکہ والوں کے لئے دولت لے کر جا رہا ہے۔

[3] اندریں۔ وہ بغدادی پردیسی مصر میں اپنے احوال کا تماشا کر رہا تھا۔ خانہ آمد۔ اُس نے بغداد میں آکر کوتوال کے خواب کے مطابق گھر کھودا تو اُس کو خزانہ مل گیا۔ تا بدانی۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ اُس کو بتا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ مُضر باتوں میں نفع پوشیدہ فرما دیتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

یادم آمد قصۂ شہزادگاں ۔۔۔ گوشِ ہوش آور بمن بشنو بیاں

مجھے شہزادوں کا قصہ یاد آ گیا ۔۔۔ میری جانب ہوش کے کان لا، بیان سُن

مکر کردنِ برادران پند دادنِ برادرِ بزرگ ترّا وتاب نا آوردن پند را از ایشان و شیدا و بیخود رفتن و خود را در بارگاہِ پادشاہ انداختن و دستوری خواستن لیک از فرطِ عشق و محبت نہ از گستاخی ولا اُبالی

بھائیوں کا سب سے بڑے بھائی کو مکر نصیحت کرنا اور اُس کا اُن کی نصیحت کی تاب نہ لانا اور مجنون اور بے خود ہو کر چلا جانا اور اپنے آپ کو بادشاہ کے دربار میں لے جا ڈالنا اور اجازت چاہنا لیکن محبت اور عشق کی زیادتی کی وجہ سے نہ کہ گستاخی اور لاپروائی سے

بیدل گماں مبر کہ نصیحت کُند قبول ۔۔۔ مَن گوشِ استماع ندارم لِمَن یَقُول

بیدل کے بارے میں گمان نہ کر کہ وہ نصیحت قبول کرے گا ۔۔۔ جو شخص کہتا ہے میں اُن کے سننے کیلئے کان نہیں رکھتا

آں دو گفتندش کہ اندر جانِ ما[1] ۔۔۔ ہست پاسُخہا چو نجم اندر سما

اُن دونوں نے اُس سے کہا کہ ہمارے دل میں ۔۔۔ جوابات ہیں، جس طرح آسمان میں ستارے

گر نگوئیم آں نیاید راست نرد ۔۔۔ ور بگوئیم آں دلت آید بدرد

اگر وہ ہم نہیں کہتے تو بازی درست نہیں ہوتی ہے ۔۔۔ اور اگر وہ ہم کہتے ہیں تیرا دل دُکھتا ہے

ہمچو چغزیم[2] اندر آب از گفتِ اَلَم ۔۔۔ وز خموشی اِختناقست و سقم

تکلیف دہ بات کہنے میں ہم پانی کے مینڈک کی طرح ہیں ۔۔۔ اور چپ رہنے سے گلے کی گھٹن اور بیماری ہے

گر نگوئیم آشتی را نور نیست ۔۔۔ ور بگوئیم آں سخن دستور نیست

اگر ہم نہیں کہتے ہیں، دوستی میں نور نہیں ہے ۔۔۔ اور اگر ہم وہ بات کہتے ہیں تو اجازت نہیں ہے

در زماں[3] بر جست کاے خویشاں وداع ۔۔۔ اِنّما الدُّنیا وَمَا فِیہا مَتاع

وہ فوراً کھڑا ہو گیا کہ اے اپنو! رخصت ۔۔۔ دنیا اور جو کچھ اُس میں ہے محض چند روزہ اسباب ہے

پس بروں جست او چو تیرے از کماں ۔۔۔ کہ مجالِ گفت کم بود آں زماں

وہ باہر نکل گیا جیسا کہ تیر کمان سے ۔۔۔ کیونکہ اُس وقت گفتگو کی گنجائش نہ تھی

اندر آمد مست پیشِ شاہِ چیں ۔۔۔ زود مستانہ ببوسید او زمیں

وہ بیخود ہو کر شاہ چین کے سامنے آیا ۔۔۔ اُس نے جلدی سے مستانہ وار زمین کو بوسہ دیا

---

[1] یادم۔ اب پھر ان شہزادوں کا قصہ شروع ہوا ہے۔ آں دو۔ دونوں چھوٹے بھائیوں نے بڑے بھائی سے کہا کہ تمہاری ساری تقریر کا ہمارے پاس جواب ہے۔ گر نگوئیم۔ وہ جواب اگر ہم نہیں دیتے ہیں تو کام خراب ہوتا ہے اور اگر دیتے ہیں تو تم کو تکلیف ہوگی۔

[2] ہمچو۔ مینڈک پانی میں مُنہ کھول کر بات کرے تو مُنہ میں پانی بھر جائے بات نہ کہے تو دل گھُٹتا رہے گا۔ گر نگوئیم۔ نہ کہنا صلح اور دوستی کے خلاف ہے اور کہنے کی آپ کی طرف سے اجازت نہیں ہے۔

[3] در زماں۔ بھائی یہی تقریر کر رہے تھے کہ وہ فوراً اُٹھ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ دنیا اور اُس کی زندگی چند روزہ فائدہ کی چیز ہے۔ اور فوراً چل دیا کچھ کہنے کا موقع نہ دیا۔ اندر۔ وہ فوراً شاہِ چین کے دربار میں پہنچا اور زمین بوس ہوا۔

Presented by www.ziaraat.com

شاہ[1] را مکشوف یک یک حالِ شاں — اوّل و آخر غم و زلزالِ شاں
ان کا ایک ایک حال شاہ پر کھلا ہوا تھا — غم کی ابتدا اور آخر اور ان کا تذبذب

میش مشغولست در مرعایِ خویش — لیک چوپاں واقفست از حالِ میش
بھیڑ، اپنی چراگاہ میں مشغول ہے — لیکن چرواہا، بھیڑ کی حالت سے واقف ہے

کُلُّکُم رَاعٍ بداند از رمہ — کہ علف خوارست و کہ در ملحمہ
تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے، گلہ سے جانتا تھا کہ گلّہ میں — کون گھاس کھانیوالا ہے اور کون لڑائی میں ہے

گرچہ در صورت ازاں صف دور بود — لیک چوں دف درمیانِ سُور بود
اگرچہ بظاہر اُس صف سے دور تھا — لیکن ڈھپڑے کی طرح شادی کے درمیان میں تھا

واقف از سوز و لہیبِ آں وفود — مصلحت آں بد کہ خشک آوردہ بود
وہ اُس گروہ کی سوزش اور لپیٹ سے واقف تھا — مصلحت یہ تھی کہ خشک کر رکھا تھا

درمیان جانِ شاں بود آں سمی — لیک قاصد کردہ خود را اعجمی
وہ بلند مرتبہ اُن کی جان کے درمیان تھا — لیکن قصداً خود کو گونگا بنا رکھا تھا

صورتِ[2] آتش بود پایانِ دیگ — معنیِ آتش بود در جانِ دیگ
آگ کی صورت، دیگ کے نیچے ہوتی ہے — آگ کا باطن، دیگ کے اندر ہوتا ہے

صورتش بیروں و معنی اندروں — معنیِ معشوقِ جاں در رگ چو خوں
اُس کی صورت باہر ہے اور باطن اندر ہے — جان کے معشوق کا باطن خون کی طرح رگ میں ہے

شاہزادہ پیشِ شہ زانو زدہ — دہ معرّف شارحِ حالش شدہ
شہزادہ بادشاہ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا — مقامی تعارف کرانیوالا اُسکے حال کی شرح کرنیوالا تھا

گرچہ شہ عارف بُد از کُل پیش پیش — لیک میکرد آں معرّف کارِ خویش
اگرچہ شاہ بہت پہلے سے سب کچھ جاننے والا تھا — لیکن تعارف کرانیوالا اپنا کام کرتا تھا

در دروں[3] یک ذرہ نورِ عارفی — بہ بود از صد معرّف اے صفی
باطن میں معرفت کے نور کا ایک ذرہ — اے برگزیدہ! سو تعارف کرانے والوں سے بہتر ہے

گوش را رہنِ معرّف داشتن — آیتِ محجوبی ست و حزر و ظن
کان کو تعارف کرانے والے کا گروی رکھنا — پردے میں ہونے اور تخمین اور گمان کی علامت ہے

آنکہ اُورا چشمِ دل شُد دیدبان — دید خواہد چشمِ او عین العیاں
جس کے لئے دل کی آنکھ دیکھنے والی ہے — اُس کی آنکھ بالکل معائنہ دیکھے گی

---

[1] شاہ۔ شاہ چین صاحب باطن تھا اُسکو اُن سب کے حالات بطور کشف معلوم تھے میش۔ شاہ اور اُنکی یہی حالت تھی جیسے کہ بھیڑ اور اُس کا چرواہا، بھیڑ اپنے کام میں مشغول ہے لیکن چرواہا اُسپر نظر رکھتا ہے اور اُسکی ہر حالت سے واقف رہتا ہے کُلُّکُم۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان راعی ہے اور قیامت میں اُس سے اُس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ راعی، چرواہا اپنے گلّہ کی حالت سے واقف ہوتا ہے کونسا جانور چر رہا ہے اور کونسا لڑرہا ہے خشک۔ یعنی زبان پر خشکی لائے ہوئے تھا اور راز نہ کھولتا تھا۔ سمی۔ بلند یعنی شاہِ چین۔ اعجمی۔ یعنی بے زبان۔

[2] صورتِ آتش۔ دور رہتے ہوئے اُن میں ہونے کی مثال یہ ہے کہ آگ دیگ کے اندر کے کھانے سے دور ہے لیکن اس کا اثر کھانے کے اندر ہے معنی روح گو بمنزلہ معشوق ہے جسم مادی سے علیحدہ چیز ہے لیکن اُسکا اثر رگ رگ میں خون کی طرح جاری ہے۔ دہ معرّف۔ دہ معرّف وہ شخص جو دربار میں آنیوالے کو اُس کے مناسب مقام پر بٹھا کر بادشاہ سے اُس کا تعارف کراتا ہے لیکن۔ تعارف کرانیوالا اپنا منصبی فرض ادا کر رہا تھا۔

[3] در دروں۔ اگر باطن میں عرفان کا ایک ذرہ بھی ہوتا ہے تو اُس سے جو کشف ہوتا ہے وہ کسی بتانیوالے کے بتانے سے بہت زیادہ بہتر ہوتا ہے گوش۔ کشف حاصل کرنا چاہیئے۔ حزر۔ تخمینہ۔ آنکہ جس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے اسکو حقیقی معائنہ حاصل ہوجاتا ہے۔

باتواتر[1] نیست قانع جانِ اُو — بَل زچشمِ دل رسد ایقانِ اُو

اُس کی جان تواتر پر قناعت کرنیوالی نہ ہوگی — بلکہ اُس کا یقین دل کی آنکھ سے پہنچتا ہے

پس مُعرِف پیشِ شاہِ منتخب — دَر بیانِ حالِ اُو بکشود لب

پھر تعارف کرانے والے نے برگزیدہ شاہ کے سامنے — اُس کے حال کے بیان میں لب کشائی کی

گفت شاہا صیدِ احسانِ تو اُوست — پادشاہی کُن کہ اُو آنِ تو اُوست

اُس نے کہا اے بادشاہ! (وہ) تیرے احسان کا شکار ہے — شاہی برتیے، کیونکہ وہ آپ کا ہے

دست دَر فتراکِ ایں دولت زدست — بر سرِ سرمستِ اُو بر مال دست

اُس نے اِس سلطنت کے شکار بند کو پکڑ لیا ہے — اُس کے مست سر پر ہاتھ پھیر دیجئے

گفت شہ ہر منصبے و مُلکتے — کالتماسش ہست یابد آں فتے

بادشاہ نے کہا جس عہدے اور مُلک کی — اُس کی درخواست ہو وہ نوجوان حاصل کرلیگا

بیست چنداں مُلک کو شد زاں بری — بخشمش اینجا و مَن خود بر سری

جس مُلک سے وہ بیزار ہوا ہے اُس کا بیس گنا — میں اُسکو اِس جگہ بخشدونگا اور میں خود علاوہ ہوں

گفت[2] تا شاہیت درِ عشق کاشت — جز ہوائے تو ہوائے کے گذاشت

اُس نے کہا جب آپ کی شاہی نے اسمیں عشق بویا ہے — سوائے آپکی خواہش کے اُس نے کونسی خواہش باقی رکھی ہے

بندگیٔ تُش چناں در خورد شُد — کز شہی اندر دلِ اُو سرد شُد

آپ کی غلامی ایسی موافق ہوئی ہے — کہ بادشاہی اُس کے دل میں سرد ہوگئی ہے

شاہی و شہزادگی دَر باختہ ست — از پئے تو در غریبی ساختہ ست

اُس نے شاہی اور شہزادگی سب ہاردی — آپ کی خاطر اُس نے مسافرت سے نباہ کیا ہے

صُوفیے کانداخت خرقہ وَجد دَر — کے رَود اُو بر سرِ خرقۂ دگر

جس صوفی نے وَجد میں گدڑی اُتار پھینکی — وہ دوسری گدڑی پر کب توجہ کرتا ہے؟

مَیل سُوئے خرقۂ دادہ نَدم — آنچناں باشد کہ مَن مغبون شُدم

دی ہوئی گدڑی کی طرف میلان اور ندامت — ایسا ہے جیسا کہ میں ٹوٹے میں ہوگیا ہوں

بازدہ[3] آں خرقہ ایں سُوئے قریں — کہ نمی ارزید آں یعنی بدیں

اے ساتھی! اِس گدڑی کو اِدھر واپس دے — کہ وہ اُس کی قیمت کی نہیں ہے

دور از عاشق کہ ایں فکر آیدش — وَر بیاید خاک بر سر بایدش

عاشق سے بعید ہے کہ اُس کو یہ خیال آئے — اور اگر آئے تو اُس کے سر پر خاک چاہیے

[1] تواتر کسی خبر کو بہت لوگوں سے سننا۔ باتواتر۔ اگر لوگ کثرت کیساتھ بھی خبر دیں وہ قناعت نہیں کرتا بلکہ اُسکو قلبی مشاہدہ سے یقین آتا ہے۔ پس مُعرِف۔ یعنی تعارف کرانیوالے نے شہزادہ کا حال بیان کرنا شروع کیا۔ پادشاہی کُن۔ اُس کے ساتھ اپنی شاہی شان کے مطابق معاملہ کیجئے۔ دست۔ وہ آپ سے وابستہ ہوگیا ہے اُس کے سر پر ہاتھ رکھ دیجئے۔ برسری۔ علاوہ یعنی علاوہ ازیں میں اُس کا ہوں۔

[2] گفت۔ تعارف کرانے والے نے کہا کہ جب سے وہ آپ کے عشق میں مبتلا ہوا ہے بجز آپکے اُسکے دل میں کوئی خواہش باقی نہیں رہی شاہ کہ اپنے ملک کی شاہی اور شہزادگی چھوڑ کر آپ کی خاطر غریب الوطن بنا ہے۔ مثنوی مولانا فرماتے ہیں کہ جس طرح اُس شہزادے نے سلطنت کی گدڑی اُتار پھینکی اور پھر اُس کو واپس لینے کو تیار نہ ہوا اسی طرح صوفی جب وجد میں آکر اپنی گدڑی اُتار کر پھینک دیتا ہے تو وہ کوئی گدڑی لینا پسند نہیں کرتا بلکہ اگر وہ اُتاری ہوئی گدڑی کی خواہش کرے اور پھینکنے پر نادم ہو تو اِسکے یہ معنی ہونگے کہ وہ وجد کے عوض گدڑی دے ڈالنے میں اپنا نقصان سمجھا۔

[3] بازدہ۔ اگر صوفی اُتاری ہوئی گدڑی پر افسوس کرے تو

Presented by www.ziaraat.com

عشقِ[1] او ارزد صد چو خرقہ کالبد | کہ حیاتے دارد و حِس و خرد
عشق اس جسم کی سو گدڑیوں کی قیمت کا ہے | جو زندگی اور حِس اور عقل رکھتا ہے

خاصہ خرقہ مُلکِ دنیا کابتر ست | پنج دانگ ہستیش دردِ سرست
خصوصاً دنیا کی سلطنت کی گدڑی جو ناقص ہو | اُس کی پانچ کوڑی کی ہستی دردِ سر ہے

مُلکِ دنیا تن پرستاں را حلال | ما غلامِ مُلکِ عشقِ بے زوال
دنیا کی سلطنت تن پرستوں کے لئے حلال ہے | ہم تو عشق کی لازوال سلطنت کے غلام ہیں

عاملِ عشق ست معزولش مکن | جز بعشقِ خویش مشغولش مکن
وہ عشق کا عہدیدار ہے اُس کو معزول نہ کیجئے | اُس کو اپنے عشق کے سوا مشغول نہ کیجئے

منصبے کانم ز رُویت محجبت | عینِ معزولی ست نامش منصب ست
وہ عہدہ جو مجھے آپ کے دیدار سے روکنے والا ہے | وہ بعینہٖ معزولی ہے، وہ نام کا عہدہ ہے

موجبِ[2] تاخیرِ ایں جا آمدن | فقدِ استعداد بُود و ضعفِ تن
اس جگہ پہنچنے میں تاخیر کا سبب | استعداد کا نہ ہونا اور جسم کی کمزوری تھی

بے ز استعداد بر کانے روی | بر یکے حبّہ نگردی محتوی
اگر تو بغیر تیاری کے کان پر جائے | تو ایک حبّہ کا احاطہ کرنے والا نہ ہوگا

ہمچو عِنّینے کہ بکرے را خرد | گرچہ سیمیں تن بُود کے برخورد
اُس نامرد کی طرح جو کسی باکرہ کو خریدے | اگرچہ وہ چاندی جیسے جسم والی ہو وہ کب اُس سے لطف اُٹھائیگا

چوں[3] چراغِ بے ز زیت و بے فتیل | نے کثیرستش ز نور و نے قلیل
بے بتی اور بے تیل کے چراغ کی طرح | اُس کو روشنی نہ زیادہ حاصل ہے نہ تھوڑی

در گلستاں اندر آید اخشمے | کے شود مغزش ز ریحاں خرمے
باغ میں کوئی اخشم آتا ہے | اُس کا دماغ ریحان سے کب خوش ہوگا!

ہمچو خوبے دلبرے مہمانِ غر | بانگِ چنگ و بربطے در پیشِ کر
جیسے کوئی حسین معشوق نامرد کا مہمان ہو | بہرے کے سامنے چنگ اور بربط کی آواز ہو

ہمچو مرغِ خاک کاید در بحار | زاں چہ یابد جز ہلاک و جز خسار
جیسے کہ خشکی کا پرند سمندروں میں | وہ اُس سے سوائے ہلاکت اور ٹوٹے کے کیا پائیگا؟

---

[1] عشق۔ گدڑی تو بے جان چیز ہے عشق تو ہزاروں ہزار جسموں سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ خاصہ جبکہ عشق جسم سے بھی قیمتی ہے تو دنیا اُس کے مقابلہ میں ہیچ در ہیچ ہے۔ مُلکِ دنیا۔ یہ حقیر چیز دنیا داروں کیلئے مناسب ہے عاشقوں کو تو عشق کی لازوال سلطنت چاہیئے۔ عامل۔ تعارف کرانے والے نے کہا شہزادہ سلطنتِ عشق کا عہدے دار ہے اُس کو عہدے سے برخاست نہ کیجئے۔ منصبے۔ شہزادہ بھی بزبانِ حال آپ سے یہ کہتا ہے کہ جو عہدہ آپ کے دیدار کا حجاب بنے اور آپ سے دُور کر دے وہ عہدہ نہیں بلکہ معزولی ہے۔

[2] موجبِ تاخیر۔ آپ اس کی حاضری میں تاخیر عشق کی کمی کے سبب نہ سمجھیں بلکہ یہ اپنے اندر استعداد پیدا کرنے میں لگا رہا اور جسم کی لاغری تاخیر کی وجہ ہوئی، اِس حالت میں نہ فیضِ روحانی حاصل کرنے کی صلاحیت تھی نہ جسمانی خدمت گذاری کی قابلیت تھی۔ بے ز استعداد۔ جب تک مقصد کے حصول کی استعداد نہ ہو کوشش بیکار ہے اگر کسی میں کان کنی کی استعداد اور ہنر نہیں ہے کان سے کچھ حاصل نہ کرے گا۔ ہمچو۔ اگر انسان میں مردانہ قوت نہیں ہے تو حسین بیوی سے فائدہ نہ اُٹھا سکے گا۔

[3] چوں چراغ۔ بے استعداد مُرید بے تیل اور بے بتی کا چراغ ہے۔ در گلستاں۔ اگر ناک میں خوشبو سونگھنے کی استعداد نہیں ہے تو چمن سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔ اخشم۔ وہ انسان جس میں سونگھنے کی قوت نہ ہو۔ ہمچو۔ بے استعداد مرید اور شیخ کامل کی مثال نامرد اور حسین محبوبہ کی اور بہرے اور چنگ و بربط کے گانے کی سی ہے۔ ہمچو مرغ جس پرندہ میں تیرنے کی استعداد نہ ہو اُس کے لئے دریا ہلاکت ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ہمچو[۵۱] بے گندم شدہ در آسیا — جُز سفیدی ریش و مُو نبود عطا

جس طرح بغیر گیہوں کے چکی پر پہنچا ہوا — داڑھی اور بال کے سفید کرنے کے سوا اس کا انعام نہ ہوگا

آسیای چرخ بر بے گندماں — مُو سپیدی بخشد و ضُعفِ میاں

بے گیہوں والوں کو آسمان کی چکی — بالوں کی سفیدی اور کمر کی کمزوری بخشتی ہے

لیک باگندماں ایں آسیا — مُلک بخش آمد دہد کار و کیا

لیکن گیہوں والوں کے لئے یہ چکی — مُلک عطا کرنیوالی بنی ہے کام اور بادشاہی عطا کرتی ہے

اوّل استعدادِ جنّت بایدت — تاز جنّت زندگانی زایدت

پہلے تجھے جنّت کی استعداد چاہیئے — تاکہ جنّت سے تیری زندگی پیدا ہو

طفلِ[۵۲] نو را از شراب و از کباب — چہ حلاوت از قصور و از قباب

نوزائیدہ بچے کے لئے شراب سے اور کباب سے — کیا مزا قلعوں سے اور قُبّوں سے ہے؟

حد ندارد ایں سخن کم جُو سخن — تو برو تحصیلِ استعداد کن

یہ بات حد نہیں رکھتی، بات نہ تلاش کر — تو جا، استعداد حاصل کر

بہرِ استعداد تا اکنوں نشست — شوق از حد رفت و آں نامد بدست

وہ استعداد کے لئے اب تک بیٹھا رہا — شوق حد سے گذر گیا اور وہ ہاتھ نہ آئی

گفت استعداد ہم از شہ رسد — بے ز جاں کے مستعد گردد جسد

اُس نے کہا استعداد بھی شاہ سے حاصل ہوتی ہے — جان کے بغیر جسم کب ذی استعداد بنتا ہے؟

لُطفہائے[۵۳] شہ غمش را در نوشت — شُد کہ صیدِ شہ کند اُو صید گشت

شاہ کی مہربانیوں نے اُس کے غم کو لپیٹ دیا — چلا کہ شاہ کا شکار کرے وہ (خود) شکار بن گیا

ہر کہ در اشکار چوں تو صید شُد — صید را ناکردہ قید اُو قید شُد

جو تجھ جیسے شکار کے شکار میں آ گیا — شکار کو قید نہ کر کے، خود قید ہو گیا

ہر کہ جُویای امیری شُد یقیں — پیش ازاں اُو در اسیری شُد رہیں

جو شخص امیری کا طالب ہوا، یقیناً — اُس سے پہلے وہ قید میں گروی ہو گیا

عکس میداں نقشِ دیباجہ جہاں — نامِ ہر بندہ جہاں خواجہ جہاں

عالم کے چہرے کے نقش کو اُلٹا سمجھ — جہاں کے ہر غلام کا نام جہان کا آقا ہے

آپکو مسخر کرے اب یہ آپ کا مسخر ہو گیا ہر کہ. ظاہر ہے جو آپ کو مسخر کرنے چلے گا وہ خود مسخر ہو کر رہیگا ہر کہ۔ ہر محبوب چیز کا قاعدہ یہی ہے کہ انسان اُسکو حاصل کرنے کی بجائے اپنے آپ کو اُس کے حوالے کر بیٹھتا ہے عکس۔ دنیا کی باتوں کو برعکس سمجھ جو دنیا کا اسیر ہے وہ دنیا کا امیر کہلاتا ہے۔

[۵۱] بے گندم۔ شریعت کو بغیر استعداد کے شیخ کے پاس جانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بغیر گیہوں کے چکی پر جائے تو وہ وہاں سے گرد و غبار میں اٹا ہوا اور بال سفید کر کے لوٹے گا۔ آسیای چرخ۔ بے استعداد لوگوں کو بھی آسمان کی گردش سے سوائے بڑھاپے کے آثار کے کچھ حاصل نہیں ہوتا لیک۔ آسمان کی یہ چکی بھی اُن کو نفع دیتی ہے جن کے پاس عمل و عقیدہ کا گیہوں ہو۔ اوّل۔ اعمال صالحہ کے ذریعہ جنّت کی استعداد پیدا کرنی چاہیئے۔

[۵۲] طفلِ نو۔ بچے میں شراب و کباب، اور قصور و قبّوں سے لذت اٹھانے کی استعداد نہیں ہے۔ حد ندارد۔ بغیر استعداد مستفید نہ ہونے کی بے شمار مثالیں ہیں تو کہاں تک سُنے گا، جا استعداد پیدا کر۔ بہر استعداد۔ تعارف کرانے والے نے یہ بھی کہا کہ یہ اب تک استعداد کے حصول میں آپ سے دُور رہا اگرچہ اب بھی پوری استعداد پیدا نہ ہوئی لیکن عشق سے مجبور ہو کر حاضر ہو گیا ہے۔ گفت۔ اُس نے اب یہ سوچا کہ استعداد کی تکمیل بھی جناب کی صحبت سے ہوگی۔ بے ز جاں۔ پوری استعداد جسم میں روح آنے کے بعد آتی ہے اور وہ آپ عنایت کرینگے۔

[۵۳] لُطفہای جناب کی مہربانیوں کی توقع نے اُسکو سب غم بُھلا دیئے ہیں۔ شُد۔ گھر سے اس لئے چلا تھا کہ اپنے کمالات سے

اے[۵۱] تنِ کژ فکرتِ معکوس رَو ‏ ‏ صَد ہزار آزاد را کردی گرو

اے کج فہم اُلٹی چال والے جسم! ‏ ‏ تونے لاکھوں آزاد (روحوں) کو گروی کر دیا

مُدّتے بگذار ایں حیلت پَزی ‏ ‏ چند دم پیش از اجل آزاد زی

تھوڑی دیر کے لئے اس حیلہ گری کو چھوڑ دے ‏ ‏ موت سے پہلے چند گھنٹے آزاد جی لے

وَر در آزادیت چوں خر راہ نیست ‏ ‏ ہمچو دلوت سیر جُز در چاہ نیست

اور اگر گدھے کی طرح آزادی میں تیرا راستہ نہیں ہے ‏ ‏ تیری سیر ڈول کی طرح کوئیں کے علاوہ نہیں ہے

مُدّتے[۵۲] رَو ترکِ جانِ مَن بگو ‏ ‏ رَو حریفے دیگرے جُز مَن بجُو

تھوڑی دیر کے لئے چلا جا، میری جان چھوڑ دے ‏ ‏ جا، میرے علاوہ کوئی دوسرا ساتھی تلاش کرلے

نوبتِ مَن شُد مرا آزاد کُن ‏ ‏ دیگرے را غیرِ مَن داماد کُن

میری باری ختم ہو گئی، مجھے آزاد کر دے ‏ ‏ میرے علاوہ دوسرے کو داماد بنا لے

اے تنِ صَدکارہ ترکِ مَن بگو ‏ ‏ عُمرِ مَن بُردی کسے دیگر بجُو

اے مصروف جسم! مجھے چھوڑ دے ‏ ‏ تو نے میری عمر برباد کر دی کسی دوسرے کو تلاش کر لے

مفتوں شُدنِ قاضی بر زنِ جوحی و در صندوق ماندن

قاضی کا جوحی کی بیوی پر عاشق ہو جانا اور صندوق میں رہ جانا

و نائبِ قاضی صندوق را خریدن باز سالِ دوم

اور قاضی کے نائب کا صندوق کو خریدنا پھر گزشتہ سال کی امید پر جوحی

آمدن زنِ جوحی بر امیدِ پارینہ و بارِ دیگر گفتنِ قاضی

کی بیوی کا آنا اور قاضی کا دوسری مرتبہ میں کہنا کہ

کہ مرا آزاد کُن و دیگرے را بخواہ

مجھے آزاد کر دے اور کسی دوسرے کو تلاش کرلے

ہر زماں[۵۳] جوحی ز درویشی بفن ‏ ‏ رُو بزن کردے کہ اے دلخواہِ من

جوحی ہر وقت افلاس کی وجہ سے مکر سے ‏ ‏ بیوی کا رُخ کرتا، کہ اے میری پسندیدہ!

چوں سلاحت ہست رَو صَیدے بگیر ‏ ‏ تا بدوشیم از صَیدِ تو شیر

جب تیرے پاس ہتھیار ہے جا شکار پکڑ ‏ ‏ تاکہ ہم تیرے شکار سے دودھ دوہیں

قوسِ اَبرُو تیرِ غمزہ دامِ کید ‏ ‏ بہر چہ دادت خدا از بہرِ صَید

ابرو کی کمان، ادا کا تیر، مکر کا جال ‏ ‏ خدا نے تجھے کس لئے دیا ہے؟ شکار کے لئے

---

۵۱ اے تن۔ چونکہ جسم کی وجہ سے روح قیدی بنتی ہے تو روح کا جسم کو خطاب ہے کہ تونے لاکھوں آزاد روحوں کو قیدی بنا لیا ہے۔ مدتے۔ تھوڑی دیر کے لئے اپنے مال وجاہ کے کمانے کے حیلوں کو ترک کر دے اور کچھ دن مرنے سے قبل آزادی کی زندگی گذار لے۔ ور۔ اگر گدھے کی طرح تیری آزادی ناممکن ہے اور ڈول کی طرح تو کنوئیں میں گرنے کا عادی ہے۔

۵۲ مدتے۔ کم از کم مجھے ہی رہا کر دے اور میری جگہ کسی اور کو ساتھی بنالے۔ نوبت۔ اب میری رہائی کا وقت آگیا مجھے آزاد کر دے اور کسی اور کو داماد بنالے جیسا کہ آئندہ حکایت میں مذکور ہے کہ قاضی نے جوحی کی بیوی سے کہا تھا۔ صد کارہ۔ سنکڑوں کاموں والا، مصروف۔

۵۳ ہر زماں۔ جوحی مفلس بھی تھا اور مکار بھی وہ اکثر بیوی سے کہا کرتا کہ تیرے پاس جب ہتھیار ہیں تو شکار کر تاکہ تیرے شکار سے ہمیں فائدہ پہنچے۔ قوس۔ تیرے ہتھیار۔ تیری ابرو کی کمان اور تیری ادا کا تیر اور تیرے مکر کا جال ہے یہ خدا نے تجھے اسی لئے عطا کئے ہیں تاکہ تو لوگوں کا شکار کرے۔

Presented by www.ziaraat.com

رو[1] پئے مرغِ شگرفے دام نِہ — دانہ بنما لیک در خوردش مدِہ
جا کسی عجیب پرند کے لئے جال بچھا — دانہ دکھا، لیکن اُس کو کھانے نہ دے

کام بنما و کُن اُو را تلخ کام — کے خورد دانہ چو شد در حبسِ دام
مقصد دکھا دے اور اُس کو ناکام کر دے — دانہ کب کھاتا ہے جب جال کی قید میں ہوگیا

شُد زنِ اُو نزدِ قاضی در گِلہ — کہ مرا افغاں ز شوئِ دہ دلہ
اُس کی بیوی شکوہ کرنے قاضی کے پاس گئی — کہ پراگندہ خیال شوہر سے میری فریاد ہے

قصہ کوتہ کُن کہ قاضی شُد شکار — از مقال و از جمالِ آں نگار
قصہ مختصر کر، کہ قاضی شکار ہوگیا — اُس حسین کے حسن اور گفتگو سے

گفت[2] ایدر محکمہ است و غلغلہ — مَن نتانم فہم کردن ایں گِلہ
اُس نے کہا، اب تو کچہری اور شور ہے — میں اِس شکوے کو نہ سمجھ سکوں گا

گر بخلوت آئی اے سروِ سہی — وز ستمگاری شوشر حم دہی
اے سروِ سہی! اگر تو تنہائی میں آئے — اور شوہر کے ظلم کی مجھ سے تفصیل بیان کرے

فہم آں بہتر کُنم بدہم سزاش — آنچہ حق باشد تو زیں غمگیں مباش
میں اُس کو اچھی طرح سمجھ لوں گا اُسکو سزا دونگا — جو کچھ حق ہوگا، تو اُس سے غمگین نہ ہو

مر مرا معلوم گردد حالِ تو — شوہرت را نرم سازم بے عتو[3]
مجھے تیرا حال معلوم ہو جائے — تیرے شوہر کو بغیر اکڑ کے نرم کردونگا

گفت زن در خانۂ تو نیک و بد — ہر دم از بہرِ گِلہ آید رَوَد
عورت نے کہا آپ کے گھر میں اچھا اور بُرا — شکایت کرنے ہر وقت آتا جاتا ہے

گفت خانہ تو زہر نیک و بدے — باشد از بہرِ گِلہ آمد شُدے
اُس نے کہا آپ کے گھر ہر بھلے بُرے کی — شکایت کے لئے آمد و رفت ہوتی ہے

خانۂ[4] سر جملہ پُر سودا بُوَد — صدر پُر وسواس و پُر غوغا بُوَد
سَر کا سب خانہ سودا سے پُر ہوتا ہے — صدر وسوسہ سے پُر اور غل سے پُر ہوتا ہے

باقیِ اعضا ز فکر آسودہ اَند — واں صدور از صادراں فرسودہ اَند
بقیہ اعضاء فکر سے آسودہ ہیں — اور وہ صدر آنے والوں سے گھسے ہوئے ہیں

ہمچو شاخ از برگ و از میوہ کُہن — گرد خالی تا رسد از امرِ کُن
شاخ کی طرح پُرانے پتّہ اور میوہ سے — خالی بن جا، تاکہ کُن کے حکم سے (پھل) آئیں

[1] رو۔ تو جا کسی اچھے پرند کو پرهنس اُس کو دانہ دکھا اور کھانے نہ دینا، اپنے حُسن کا گرویدہ کرے لیکن اُس سے پھنس نہ جانا۔ تلخ کام۔ محروم کے خورد۔ جال میں پھنس جانے کے بعد پرندے سے دانہ نہیں کھایا جاتا۔ شد زن۔ جوحی کی بیوی قاضی کو شکار بنانے کی فکر میں لگی اور قاضی کی عدالت میں جاکر شوہر کی شکایتیں کیں۔ دہ دلہ یعنی اُس کا تعلق مختلف عورتوں سے ہے۔ شکار۔ قاضی جوحی کی بیوی کے دام میں آگیا۔

[2] گفت۔ قاضی نے جوحی کی بیوی سے کہا کہ اِس وقت تو کچہری کا وقت ہے اور یہ شور و غل ہے میں اِس وقت پوری طرح تیری شکایت نہ سمجھ سکوں گا۔ سروِ سہی۔ وہ سرو کا درخت جس کے دو شاخیں سیدھی ہوں۔

[3] بے عتو یعنی تیرے شوہر میں سرکشی نہ رہیگی۔ گفت زن۔ عورت نے کہا آپ کے گھر میں تنہائی نہ ہوسکے گی لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہے۔

[4] خانۂ سر۔ مولانا نے قاضی کے گھر کی تشبیہ دیکر دنیا داروں کے قلب و دماغ کے بارے میں ارشادی بیان شروع کردیا ہے کہ اِن لوگوں کا سر فکروں سے پُر رہتا ہے اور سینہ میں ہر وقت وسوسے بھرے رہتے ہیں باقی۔ اعضاء رئیسہ مصیبت میں بچے ہیں اور باقی اعضاء آرام سے رہتے ہیں معاً آرماں یعنی الٰی نکالا۔

[1] برگہا و میوہ ہائے نورِ غیب — از پئے آں کہنگی بے ہیچ ریب

غیب کے نور کے پتے اور میوے — اُس پُرانے پن کے بعد بغیر کسی شک کے

دَرخزان و بادِ خوفِ حق گریز — آں شقائقہائے پارین رابریز

اللہ (تعالیٰ) کے ڈر کی ہوا اور خزاں کی طرف بھاگ — لالہ کے اُن پُرانے پھولوں کو گرا دے

کیں شقائق منعِ نو اشگوفہاست — کہ درختِ دل برائے آں نماست

کیونکہ یہ گلِ لالہ اُن نئے شگوفوں کی روک ہیں — جن کے لئے دل کے درخت کا نشوونما ہے

خویش را در خواب کن زیں افتکار — سر ز زیرِ خواب در یقظت برآر

اپنے آپ کو اس فکر سے نیند میں کر دے — سر کو نیند کے نیچے سے بیداری میں نکال

[2] ہمچو آں اصحابِ کہف اے خواجہ زود — رو بایقاظاً کہ تحسبہم رقود

اے صاحب! اصحابِ کہف کی طرح جلد ہی — "تو اُنکو بیدار سمجھتا ہے وہ سوئے ہوئے ہیں" کی طرف جا

گفت قاضی اے صنم تدبیر چیست — گفت خانہ ایں کنیزک بس تہیست

قاضی نے کہا، اے صنم! تدبیر کیا ہے؟ — بولی، اس لونڈی کا گھر بالکل خالی ہے

خصم دَردِہ رفت و حارس نیز نیست — بہرِ خلوت سخت نیکو مسکنیست

مدعی علیہ گاؤں کو گیا ہے اور چوکیدار بھی نہیں ہے — تنہائی کے لئے بہت عمدہ گھر ہے

امشب ار امکاں بود آنجا بیا — کارِ شب بے سُمعہ است و بے ریا

اگر ممکن ہو تو آج رات وہاں آ جایئے — رات کا کام بغیر شہرت اور بغیر دکھاوے کے ہوتا ہے

[3] جملہ جاسوساں زِ خمرِ خواب مست — زنگیِ شب جملہ را گردن زدست

سب جاسوس نیند کی شراب سے مست ہیں — رات کے حبشی نے سب کی گردن کاٹ دی ہے

خواند بر قاضی فسونہائے عجب — آں شکر لب وانگہانے از چہ لب

قاضی پر عجیب منتر پڑھے — اُس شکر لب نے اور پھر کیسے لب سے

چند با آدم بلیس افسانہ کرد — چونکہ حوا گفت خور آنگاہ خورد

شیطان نے حضرت آدم کیساتھ بہت افسانے کہے — جب حوا نے کہا کھا لیجئے تب کھا لیا

اولیں خوں در جہانِ ظلم و داد — از کفِ قابیل بہرِ زن فتاد

ظلم اور انصاف کی دنیا میں سب سے پہلا خون — عورت کی خاطر قابیل کے ہاتھ سے ہوا

نوح برتا بہ چو بریاں ساختے — واہلہ بر تابہ سنگ انداختے

(حضرت) نوح جب توے پر بھونتے — واہلہ توے پر پتھر ڈال دیتی

لہ برگہا۔ غیبی خیالات اُسی وقت آئیں گے جبکہ پُرانے خیالات ختم کردیئے جائیں۔ دَرخزاں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کی خزاں اُن پُرانے خیالات کے گل و برگ کو جھاڑ دیگی۔ کیں۔ دنیاوی خیالات کے ازالے کے بعد صحیح خیالات پیدا ہونگے۔ خویش را۔ اِن فکروں سے اپنے آپ کو نیند میں کر دے اور پھر وہ خیالات پیدا ہونگے جو دراصل بیداری ہیں ورنہ دنیوی خیالات تو خوابِ غفلت ہیں۔

لہ ہمچو۔ جس طرح اصحابِ کہف کو لوگ سمجھتے تھے کہ وہ جاگ رہے ہیں اور حقیقتاً وہ سوئے ہوئے تھے اسی طرح تو اپنے آپ کو دنیوی خیالات کے اعتبار سے بنالے یعنی لوگ تجھے اِن خیالات سے باخبر سمجھیں اور تو اُن سے بے خبر ہو۔ قاضی۔ قاضی نے کہا کہ اگر خلوت کے لئے میرا گھر مناسب نہیں ہے تو پھر کیا ہونا چاہیئے۔ کنیزک۔ جوحی کی بیوی نے کہا میرا گھر بالکل خالی ہے شوہر گاؤں کو گیا ہے اور وہاں کوئی نگراں بھی نہیں ہے۔ امشب۔ آپ رات میں وہاں آجایئے، شب میں جو کام ہوتا ہے وہ چھپا رہتا ہے لوگ اُسکو نہیں دیکھ سکتے۔

سلہ جملہ جاسوساں۔ رات نے جاسوسوں کو بھی سُلا دیا ہوگا چونکہ قاضی، جوحی کی بیوی کے فریب میں آگیا۔ حوا۔ حضرت آدم بھی حوا سے فریب کھا گئے تھے۔ قابیل حضرت آدم کی اولاد میں قابیل نے بھی ہابیل کو عورت کی وجہ سے قتل کیا تھا۔ نوح: حضرت نوح وعظ کہتے تھے تو اُن کی کافرہ بیوی واہلہ اُن کے خلاف سازش کرتی تھی۔

مکرِ زن[1] برفنِ اُو چیرہ شدے — آبِ صافِ وعظِ اُو تیرہ شدے

عورت کا مکر اُن کی تدبیر پر غالب آجاتا — اُن کے وعظ کا صاف پانی، گدلا ہوجاتا

قوم را پیغام کردے از نہاں — کہ نگہدارید دیں از گمرہاں

وہ چپکے سے قوم کو پیغام بھیج دیتی — کہ دین کو اِن گمراہوں سے بچاؤ

لوطؑ را زن ہمچنیں بُد کافرہ — خواندہ باشی قصۂ آں فاجرہ

اسی طرح (حضرت) لوطؑ کی بیوی کافرہ تھی — تونے اُس بدکار کا قصہ پڑھا ہوگا

یوسفؑ از کیدِ زلیخای جواں — ماند در زنداں برای امتحاں

(حضرت) یوسفؑ جوان زلیخا کے مکر سے — آزمائش کے لئے قید خانہ میں رہے

ہر بلا کاندر جہاں بینی عیاں — باشد از شومیِ زن در ہر مکاں

تو دنیا میں جو مصیبت بھی کھُلی دیکھے گا — ہر جگہ عورت کی نحوست سے ہوگی

رفتنِ[2] قاضی بخانۂ زنِ جوحی وحلقہ زدن جوحی تُند نخشم بر دَر وگریختن قاضی در اندرونِ صندوق چوں محلِ دیگر نبوُد

قاضی کا جوحی کی بیوی کے گھر پہنچنا اور جوحی کا غصہ سے دروازے کی کُنڈی کھٹکھٹانا اور قاضی کا صندوق کے اندر گھس جانا چونکہ دوسری جگہ نہ تھی

مکرِ زن پایاں ندارد رفت شب — قاضیِ زیرک سُوی زن بہرِ دب

عورت کا مکر انتہا نہیں رکھتا، چلا رات کو — سمجھدار قاضی عورت کی جانب فعل کے لئے

زن دو شمع ونُقلِ مجلس راست کرد — زاں نوازش شاد شُد قاضیِ فرد

جب عورت نے شمع اور مجلس کا نُقل تیار کر لیا — یکتا قاضی اُس نوازش سے خوش ہوگیا

چونکہ بنشستند باہم ساعتے — تا برآسایند اندر خلوتے

جب دونوں تھوڑی دیر مل کر بیٹھے — تاکہ تنہائی میں آرام کریں

چوں نشست اُو پہلوئے زن بامُراد — گشت جانِ پُر غمش زاں وصل شاد

وہ جب عورت کے پہلو میں بامُراد بیٹھا — اُس کی غم بھری جان اُس کے وصل سے خوش ہوگئی

اندر آں[3] دم جوحی آمد در بزد — جُست قاضی مہربے تا در خزد

فوراً ہی جوحی آیا، دروازہ کھٹکھٹایا — قاضی نے بھاگنے کی جگہ تلاش کی تاکہ گھس جائے

غیرِ صندوقے ندید اُو خلوتے — رفت در صندوق از خوفِ آں فتے

صندوق کے سوا اُس نے کوئی خلوت نہ دیکھی — وہ اُس جوان کے ڈر سے صندوق میں گھس گیا

[1] مکرِ زن۔ اُنکے وعظ ونصیحت کے صاف پانی کو گدلا کر دیتی تھی۔ تو تب لوگوں سے کہتی تھی کہ اس بے دین سے اپنے دین کو بچاؤ۔ لوطؑ۔ حضرت لوطؑ کی بیوی بھی حضرت لوطؑ کے امرد مہمانوں کی خبر قوم کو دے دیتی تھی کہ وہ بدکاری کریں۔ یوسفؑ۔ حضرت یوسفؑ زلیخا کے مکر کی وجہ سے قید خانہ میں رہے تھے۔ غرضکہ اکثر فتنہ و فساد کا سبب عورتیں ہیں۔

[2] رفتن قاضی۔ قاضی جوحی کے گھر پہنچ گیا اور نتیجہ میں صندوق میں بند ہوگیا۔ مکرِ زن۔ عورتوں کے مکر بے تعداد قصے ہیں انکو کہاں تک بیان کیا جائے۔ دب۔ بغرض یعنی زنا کاری۔ زن۔ عورت نے شمع اور نُقل محفل تیار کیا تو قاضی بہت خوش ہوا چونکہ قاضی جوحی کی بیوی سے مل کر بیٹھا تاکہ تنہائی میں آرام کرے تو بہت خوش ہوا۔

[3] اندر۔ جس وقت دونوں مل کر بیٹھے فوراً ہی جوحی آپہنچا۔ مہرب۔ بھاگنے کی جگہ۔ غیرِ صندوقے۔ بھاگنے کے لئے کوئی جگہ نہ ملی تو وہاں جو صندوق تھا اُس میں گھس کر بیٹھ گیا۔ فتے۔ نوجوان یعنی جوحی۔

Presented by www.ziaraat.com

ا؎ اندر آمد جوحی و گفت اے حریف | اے و بالم در ربیع و در خریف
جوحی اندر آیا اور بولا، او دشمن! | او ربیع و خریف میں میرا وبال!

من چہ دارم کہ فدایت نیست آں | کز من فریاد داری ہر زماں
میں کیا رکھتا ہوں، جو تجھ پر فدا نہیں ہے | کہ تو ہر وقت میری شکایت کرتی ہے

گفت شخصے نزد قاضی رفتۂ | در حقم ناگفتنیہا گفتۂ
ایک شخص نے بتایا، کہ تو قاضی کے پاس گئی | میرے بارے میں تو نے بہت سی ان کہنی کہیں

۲؎ بر لب خشکم کشادستی زباں | گاہ مفلس خوانیم گہ قلتباں
میرے خشک ہونٹ پر تو نے زبان کھولی | تو کبھی مجھے مفلس کہتی ہے، کبھی دیوث

ایں دو علت گر بود ایجان مرا | آں یکے از تست و دیگر از خدا
اے جان! اگر یہ دو علتیں ہیں بھی | تو ایک تیری طرف سے اور دوسری خدا کی جانب سے ہے

من چہ دارم غیر ایں صندوق کاں | ہست مایہ تہمت و پایہ گماں
میں صندوق کے علاوہ کیا رکھتا ہوں، کہ وہی | تہمت کا سرمایہ اور بد گمانی کی جڑ ہے

خلق پندارند زر دارم دروں | داد وا گیرند از من زیں ظنون
لوگ سمجھتے ہیں میں اندر سونا رکھتا ہوں | ان گمانوں سے لوگ مجھ سے بخشش روک لیتے ہیں

صورت صندوق بس زیبا ستیک | از عروض و سیم و زر خالیست نیک
صندوق کی صورت بہت اچھی ہے، لیکن | سامان اور چاندی اور سونے سے بالکل خالی ہے

چوں تن زراق خوب و باوقار | اندراں سلہ نیابی غیر مار
مکار کے جسم کی طرح اچھا اور باوقار ہے | تو اس پٹارے میں بجز سانپ کے کچھ نہ پائیگا

۳؎ من برم صندوق فردا را بکو | پس بسوزم درمیان چارسو
میں صندوق کو کل کوچہ میں لے جاؤں گا | پھر چوراہے میں جلاؤں گا

تا بہ بیند مومن و گبر و جہود | کاندریں صندوق جز لعنت نبود
تاکہ مسلمان اور نصرانی اور یہودی دیکھ لیں | کہ اس صندوق میں سوائے مذاق کے کچھ نہ تھا

گفت زن ہی درگذر اے مرد زیں | خورد سوگند آں کہ نکنم جز چنیں
عورت نے کہا ہاں اے مرد! اس سے درگذر کر | اس نے قسم کھائی کہ میں اسکے سوا کچھ نہ کروں گا

بارسن صندوق را در دم ببست | خویشتن را کردہ بد مانند مست
صندوق کو فوراً رسی سے باندھا | اس نے اپنے آپ کو دیوانہ کی طرح بنا رکھا تھا

ا؎ اندر۔ جوحی گھر میں آکر بیوی پر بگڑا کہ تو میرے لئے ہر موسم میں وبال ہے۔ من چہ دارم۔ میں نے تیرے اوپر اپنی ہر چیز قربان کر رکھی ہے پھر تو کیوں شکایت کرتی پھرتی ہے۔ گفت۔ مجھے ایک شخص نے بتایا ہے کہ تو نے قاضی کے یہاں جاکر میرے بارے میں بہت نامناسب باتیں کہی ہیں۔

۲؎ بر لب خشکم۔ یعنی میری ہر طرح کی خاموشی کے باوجود تو نے زبان درازی کی ہے۔ قلتباں۔ دیوث۔ آں یکے۔ اگر میں دیوث ہوں تو اس کا سبب تیری آوارگی ہوگی۔ دیگر۔ اگر میں مفلس ہوں تو خدا نے مجھے مفلس بنایا ہے۔ من چہ دارم۔ گھر میں صندوق کے علاوہ اور کیا ہے اسی کی وجہ سے مجھ پر تہمتیں لگتی ہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ اس میں بہت کچھ مال و زر ہے حالانکہ یہ خیال ہے غلط۔ اسی صندوق کی وجہ سے لوگ مجھے مالدار سمجھ کر صدقہ و خیرات بھی نہیں دیتے ہیں۔ صورت۔ صندوق اوپر سے تو بہت اچھا ہے لیکن اندر سے خالی ہے۔ چوں۔ اس کی حالت وہی ہے جیسے مکار کی۔ آر۔ یعنی برے اخلاق۔

۳؎ من برم۔ میں تہمت کی اس جڑ کو صبح کو چوراہے پر پھونکوں گا۔ لعنت یعنی مذاق۔ گفت زن۔ بیوی نے کہا ایسا نہ کرنا اس نے قسم کھاکر کہا ضرور کرونگا۔ بارسن۔ جوحی نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا رکھا تھا اس نے فوراً صندوق کو رسی سے باندھ دیا۔

Presented by www.ziaraat.com

اُزپگہ[1] حمّال آورد اُو چو باد — زود آں صندوق بر پُشتش نہاد
صبح سے ہوا کی طرح حمّال کو لے آیا — فوراً صندوق اُس کی کمر پر رکھا

اندر آں صندوق قاضی از نکال — بانگ می‌زد کاے حمّال واے حمّال
اُس صندوق کے اندر قاضی تکلیف سے — چیخ رہا تھا کہ اے حمّال اور اے حمّال!

کرد آں حمّال پیش و پس نظر — کز چہ سُو در می‌رسد بانگ و خبر
اُس حمّال نے آگے اور پیچھے دیکھا — کہ آواز اور اطلاع کس جانب سے آرہی ہے؟

ہاتفِست ایں داعیِ من اے عجب — یا پری اَم می کند پنہاں طلب
ہائے تعجب! یہ مجھے پکارنے والا غیبی فرشتہ ہے — یا پری خفیہ طور پر مجھے بُلا رہی ہے

چوں پیاپے گشت آں آواز بیش — گفت ہاتِف نیست باز آمد بخویش
جب وہ آواز پے در پے بڑھی — بولا غیبی فرشتہ نہیں ہے، ہوش میں آیا

عاقبت[2] دانست کاں بانگ و فغاں — بُد ز صندوق و کسے در وَے نہاں
انجام کار سمجھ گیا، کہ وہ آواز اور فریاد — صندوق میں سے تھی اور اُس میں کوئی چھپا ہوا ہے

عاشقے کو در غمِ معشوق رفت — گرچہ بیرونست در صندوق رفت
وہ عاشق جو معشوق کے غم میں پڑا — اگرچہ باہر ہے، وہ صندوق میں گیا

عُمر در صندوق بُرد از اندہاں — جز کہ صندوقے نہ بیند در جہاں
اُس نے غموں سے صندوق میں عمر گذاری — وہ صندوق کے سوا دنیا میں کچھ نہیں دیکھتا

آں سرے[3] کو نیست فوقِ آسماں — از ہوس اُو را دراں صندوق داں
وہ سر جو آسمان کے اوپر نہیں ہے — ہوس کی وجہ سے اُس کو صندوق میں سمجھ

چوں ز صندوقِ بدن بیروں رَوَد — اُو ز گورے سوی گورے می شوَد
وہ جب جسم کے صندوق سے باہر جائے گا — تو وہ ایک قبر سے دوسری قبر کی جانب جا رہا ہے

ایں سخن پایاں ندارد قاضیش — گفت اے حمّال واے صندوق کش
اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، قاضی نے اس سے — کہا اے حمّال! اور اے صندوق لے جانے والے!

از مَن آگہ کُن درونِ محکمہ — نائبم را زُود تر با ایں ہمہ
میرے بارے میں دفتر میں خبر کردے — میرے نائب کو بہت جلد مع اِس واقعہ کے

تا خرد ایں را بزر زیں بے خرد — ہمچنیں بستہ بخانہ ما بَرد
تاکہ اِس بے عقل سے روپے دیکر اُسکو خرید لے — اِسی طرح بند جو ہمارے گھر لے جائے

---

[1] اُزپگہ۔ صبح کو ہوا کی طرح دوڑ کر ایک حمّال کو بُلا لایا۔ اندر۔ جب حمّال صندوق لے کر چلا تو قاضی حمّال کو آوازیں دینے لگا۔ کرد۔ حمّال حیران ہو کر آگے پیچھے دیکھنے لگا۔ ہاتف۔ حمّال کو جب کوئی نظر نہ آیا تو سوچا کوئی غیبی فرشتہ یا پری مجھے پکار رہی ہے۔ چوں۔ پیاپے مسلسل آوازوں کی وجہ سے سمجھا کہ ہاتف نہیں ہے۔

[2] عاقبت۔ بالآخر سمجھ گیا کہ کوئی صندوق میں بند ہے اور وہ پکار رہا ہے۔ عاشقے۔ مولانا فرماتے ہیں عاشق بھی اگرچہ بظاہر باہر ہے لیکن وہ عشق کے صندوق میں بند ہے۔ عُمر۔ عاشق کی عمر بھی غموں کے صندوق میں گذرتی ہے، اُس کو دنیا کی کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی۔

[3] آں سرے۔ عاشق کی تخصیص نہیں بلکہ جو شخص بھی زمین کی چیزوں کا دلدادہ ہو اُس کا یہی حال ہے۔ چوں۔ یہ مرتے وقت گویا ایک صندوق سے قبر کے صندوق میں منتقل ہوا ہے۔ گفت۔ بالآخر قاضی نے حمّال سے کہا تو دوڑ کر میری اِس حالت کی خبر میری عدالت میں میرے نائب کو پہنچا دے۔ تا خرد۔ تاکہ میرا نائب آکر اِس صندوق کو رقم سے خرید لے اور صندوق بند کا بند میرے گھر پہنچ جائے۔

اے خدا بگمار قوم رحم مند (۱) — تا ز صندوق بدن ماں وا خرند
اے خدا! رحم والی قوم کو مقرر کر دے — تاکہ جسم کے صندوق سے ہمیں خرید لے

خلق را از بند صندوق فسوں — کہ خرد جز انبیا و مرسلوں
جادو کے صندوق کی قید سے مخلوق کو — کون خریدتا ہے انبیاء اور رسولوں کے علاوہ؟

از ہزاراں یک کسے خوش منظرست — کہ بداند کو بصندوق اندرست
ہزاروں میں سے کوئی ایک خوش نظر ہے — کہ سمجھ لے، کہ وہ صندوق میں ہے

آنکہ داند تو نشانش ایں شناس — کہ ز روح ایں جہاں دارد ہراس
جو جانتا ہے اُس کی نشانی تو یہ سمجھ لے — کہ وہ اس دنیا کی راحت سے ڈرتا ہے

او جہاں را دیدہ باشد پیش ازاں — تا بداں ضد ایں ضدش گردد عیاں
اس نے جہان (عالمِ آخرت) کو اس سے پہلے دیکھ لیا ہوگا — جس سے اُس ضد کے ذریعہ یہ ضد ظاہر ہو گئی

زیں سبب (۲) کہ علم ضالۂ مومن ست — عارف ضالۂ خود ست و موقن ست
اس لئے کہ علم مومن کی گم شدہ چیز ہے — وہ اپنی گم شدہ چیز کو پہچاننے والا اور یقین کرنے والا

آنکہ ہرگز روز نیکو خود ندید — او دریں ادبار کے خواہد طپید
وہ شخص جس نے اپنا بھلا دن کبھی نہیں دیکھا — وہ اس نحوست میں کب تڑپے گا!

یا بطفلی در اسیری اوفتاد — یا خود از اول ز مادر بندہ زاد
یا تو بچپن سے قید میں پھنس گیا ہے — یا خود شروع ہی سے ماں سے غلام پیدا ہوا ہے

ذوق (۳) آزادی ندیدہ جان او — ہست صندوق صور میدان او
اس کی جان نے آزادی کا مزہ نہیں دیکھا — صورتوں کا صندوق اس کا میدان ہے

دائما محبوس عقلش در صور — از قفص اندر قفص دارد گذر
اس کی عقل ہمیشہ صورتوں میں مقید ہے — پنجرے سے پنجرے میں گذر رکھتا ہے

منفذش نے از قفص سوئے علا — در قفصہا میرود از جا بجا
اس کا پنجرے سے بلندی کی طرف راستہ نہیں ہے — پنجروں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرتا ہے

در نبی اِنِ اسْتَطَعْتُمْ فَانْفُذُوْا — ایں سخن با جن و انس آمد ز ہو
قرآن میں "اگر تم سے ہو سکے نکل جاؤ" — اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے یہ خطاب جن اور انس کو آیا

کوئی قدر نہ ہوگی اُنکی پوری زندگی غلامی کے صندوق میں گذری ہے۔ دائما۔ وہ محض صورتوں میں مبتلا ہے اُنکی عقل صورت کے ایک پنجرے سے صورت کے دوسرے پنجرے میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ منفذش۔ اُنکے پنجرے میں کوئی ایسا سوراخ بھی نہیں ہے جس سے وہ بلندی کی طرف نظر کر سکے۔ در نبی۔ قرآن میں انہی بے سوراخ کے پنجرے میں پھنسے ہوئے

(۱) اے خدا۔ مولانا دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کو مقرر کرے کہ وہ ہمیں بھی اس طرح خرید لیں۔ خلق۔ وہ خریدار انبیاء اور رسول ہیں اور اُنکے وارث۔ از ہزاراں۔ یہ دنیا صندوق میں بند ہیں لیکن یہ احساس بہت کم لوگوں کو ہے۔ آنکہ جس کو یہ احساس ہے اُس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس دنیا کی راحتوں سے گھبراتا ہے۔ اُو جہاں را۔ وہ اس تنگ دنیا کو صندوق اس لئے سمجھے گا کہ عالمِ آخرت کی فراخی دیکھ چکا ہوگا ایک ضد دوسری ضد کے دیکھنے کے بعد خوب سمجھ میں آتی ہے۔

(۲) زیں سبب۔ مومن کا اصلی وطن چونکہ عالمِ آخرت ہے اس لئے وہ اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کے بالمقابل دنیا کو ایک صندوق سمجھتا ہے اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ ہر حکمت اور دانائی مسلمان کی ایک گمشدہ چیز کی طرح ہے وہ جہاں بھی اُس کو دیکھتا ہے پہچان لیتا ہے کہ یہ چیز تو میری ہے۔ آنکہ جس شخص نے اچھے دن دیکھے ہوں وہ نحوست میں تڑپے گا اور جس کی پوری زندگی نحوست میں گذری ہو وہ نحوست سے کب بے چین ہوگا۔ یا بطفلی۔ جس شخص کی پوری زندگی غلامی میں گذری ہو یا ماں زاد غلام ہو وہ آزادی کی لذت سے واقف نہیں ہوتا۔

(۳) ذوق۔ آزادی کی لذّت۔

وہ لوگوں کیلئے فرمایا گیا ہے اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا "اگر ہو سکے کہ تم آسمانوں اور زمین سے گذر جاؤ تو گذر جاؤ"

گفت[۱] منفذ نیست از گردون شاں | جز بسلطان و بوحیِ آسماں
فرمایا اُن کے لئے آسمان سے راستہ نہیں ہے | قوت اور آسمان کی وحی کے علاوہ

گر ز صندوقے بصندوقے رود | او سمائی نیست صندوقی بود ۴۹
اگر ایک صندوق سے دوسرے صندوق میں جاتا ہے | وہ آسمانی نہیں ہے، صندوقی ہے

فرجهٔ صندوقِ نو نو مسکرست | در نیابد کو بصندوق اندرست
نئے نئے صندوق کی تفریح مدہوش کر دینے والی ہے | وہ نہیں جانتا کہ وہ صندوق کے اندر ہے

گر نشد غرّه بدیں صندوقہا | ہمچو قاضی جوید اطلاق و رہا
اگر وہ ان صندوقوں پر فریفتہ نہیں ہوا | تو وہ قاضی کی طرح چھٹکارا اور رہائی ڈھونڈتا

آنکہ[۲] داند ایں نشانش آں شناس | کو نباشد بے فغان و بے ہراس
جو جانتا ہے یہ اُس کی نشانی سمجھ | کہ وہ بے فریاد اور بے خوف نہ ہوگا

ہمچو قاضی باشد او در ارتعاد | کے شود زاں غم دلش یک لحظہ شاد
وہ قاضی کی طرح لرزنے میں ہوگا | اُس کا دل اس غم سے ایک لمحہ کیلئے کب خوش ہوگا!

رہروے را گفت آں حمال شاد | کہ برو در محکمہ قاضی چو باد
اُس حمال نے ایک راہگیر سے خوش ہو کر کہا | کہ ہوا کی طرح قاضی کے دفتر میں چلا جا

نائبش را گوی کیں شد واقعہ | بر سرِ قاضی بیامد قارعہ
اُس کے نائب سے کہہ دے کہ یہ واقعہ ہوا | قاضی کے سر پر قیامت آگئی

شغل[۳] را بگذار و زود اینجا بیا | زود بخر سربستہ ایں صندوق را
کام کو چھوڑ دے اور جلد یہاں آ جائے | فوراً اُس بند صندوق کو خرید لے

چونکہ رہرو شد رسالت را رساند | ہر کہ زو بشنید ایں خیرہ بماند
جب وہ راہگیر پہنچا، پیغام پہنچایا | جس نے اُس سے یہ سنا حیران رہ گیا

برد القصہ خبر صندوق کش | نائبِ قاضی حسن را از غمش
قصہ مختصر صندوق اُٹھانیوالے کی اطلاع نے دی | قاضی حسن کے نائب کو اُس کے غم کی وجہ سے

آتشے بر کردہ جوحی از ملا | کہ بخواہم سوختن ایں صندوق را
جوحی نے برملا آگ جلا رکھی تھی | کہ میں اِس صندوق کو جلاؤں گا

بر سرِ بازار جوشش عامہ | چیست جوحی می نہد ہنگامہ
سرِ بازار عوام کا جوش ہے | کیا ہے! جوحی نے ہنگامہ بپا کر رکھا ہے

---

۱ منفذ۔ قرآن نے اُن لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ اُن کیلئے اگر کوئی منفذ اور گذرنے کا راستہ ہے تو وحیِ الٰہی اور قوت کے ذریعہ اُنکو حاصل ہو سکتا ہے۔ گر۔ یہ دنیادار آسمانی نہیں بلکہ دنیا کا صندوقی ہے۔ فرجہ۔ یہ دنیا کے لذائذ میں مست ہے جس کی وجہ سے یہ بھی نہیں سمجھتا کہ وہ صندوق میں بند ہے گر نشد۔ اگر وہ ان صندوقوں پر فریفتہ نہ ہوتا تو قاضی کی طرح اُن سے نکلنے کی کوشش کرتا۔

۲ آنکہ۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ دنیا کے صندوق میں مقید ہے وہ ہر وقت آہیں بھرتا ہے۔ ہمچو قاضی۔ وہ جوحی کے صندوق میں بند قاضی کی طرح لرزتا ہے۔ رہروے۔ اب پھر قاضی کا قصہ شروع کیا ہے قاضی کے کہنے سے حمال نے ایک رہرو سے کہا کہ جلد جاکر قاضی کے نائب کو سارا قصہ بتا دے۔ قارعہ۔ قیامت کے ناموں میں سے ہے

۳ شغل را۔ نائب سے کہہ دے کہ وہ کام چھوڑ کر جلد آجائے اور اِس بند صندوق کو خرید کر لے جائے چونکہ۔ اُس شخص کی بات پر قاضی کے متعلقین حیران رہ گئے۔ برد۔ الغرض اُس آدمی کی اطلاع نے قاضی حسن کے نائب کے ہوش اُڑا دیئے۔ آتشے۔ اس طرف جوحی نے یہ حرکت کی کہ چولہے پر آگ جلا دی کہ میں آج اِس صندوق کو جلا کر رہونگا بر ملا۔

آمدنِ[1] نائبِ قاضی میانِ بازار و خرید کردنِ صندوق را از جوحی

قاضی کے نائب کا بازار میں آنا اور جوحی سے صندوق خرید لینا

نائب آمد گفت صندوقت بچند — گفت نہصد بیشتر زر مید ہند

نائب آیا، اُس نے کہا تیرا صندوق کتنے کا ہے؟ — اُس نے کہا نو سو سے زیادہ قیمت دے رہے ہیں

مَن نمی آیم فروتر از ہزار — گر خریداری گشا کیسہ بیار

میں ایک ہزار سے نیچے نہ اُتروں گا — اگر تو خریدار ہے، تھیلی کھول، لا

گفت شرمے دار اے کوتہ نمد — قیمتِ صندوق خود پیدا بود

اُس نے کہا، اے مفلس! شرم کر — صندوق کی قیمت خود ظاہر ہے

گفت شرمے دار از اہلِ خرد — کس بدیں مقدار ایں را کے خرد

اُس نے کہا، عقلمندوں سے شرما — کوئی اِس مقدار پر اِس کو کب خریدیگا؟

گفت[2] بے رُویت شری خود فاسد است — بیع ما زیرِ گلیم ایں راست نیست

اُس نے کہا بغیر دیکھے خود خریداری فاسد ہے — گدڑی کے نیچے، ہماری بیع صحیح نہیں ہے

بر گشایم گر نمی ارزد مخر — تا نباشد بر تو حیفے اے پدر

میں کھولتا ہوں، اگر اتنے کا نہ ہو نہ خرید — تاکہ اے بابا! تجھ پر ظلم نہ ہو

گفت اے ستار بر مکشای راز — سر بستہ می خرم با من بساز

اُس نے کہا اے پردہ پوش! راز نہ کھول — میں بندھا ہوا خریدتا ہوں مجھ سے طے کر لے

ستر کُن تا بر تو ستاری کنند — تا نہ بینی ایمنی بر کس مخند

پردہ پوشی کر تاکہ تجھ پر پردہ پوشی کریں — جب تک تو اطمینان نہ دیکھ لے کسی پر نہ ہنس

بس[3] دریں صندوق چوں تو ماندہ اند — خویش را اندر بلا بنشاندہ اند

اِس صندوق میں تجھ جیسے بہت سے رہے ہیں — اُنھوں نے اپنے آپ کو بلا میں بٹھا رکھا ہے

آنچہ بر تو خواہِ آں باشد پسند — بر دگر کس آں کُن از نفع و گزند

جس چیز کی خواہش تجھے اپنے لئے پسند ہو — نفع اور نقصان سے دوسرے پر وہی کر

آنچہ تو بر خود روا داری ہماں — می بکُن از نیک و از بد با کساں

جس چیز کو تو اپنے لئے روا رکھے، وہی — اچھے اور بُرے میں سے لوگوں کے ساتھ کر

---

[1] آمدن۔ اُس آدمی کی اطلاع پر قاضی جس کا نائب چرا رہے پر پہنچ گیا۔ نائب۔ نائب نے آکر جوحی سے صندوق کی خریداری کا معاملہ شروع کیا تو جوحی نے ہزار اشرفیاں قیمت بتائی اور کہا کہ نو سو اشرفیاں لگ چکی ہیں لیکن میں ہزار سے کم میں نہ دونگا اگر تو خریدار ہے تو تھیلی نکال اور ہزار اشرفیاں دیدے۔ گفت۔ نائب نے جوحی سے کہا کچھ شرم کر معمولی صندوق کی اتنی قیمت مانگتا ہے۔

[2] گفت۔ جوحی نے نائب کو مزید پریشان کرنے کے لئے کہنا شروع کر دیا کہ بغیر اچھی طرح دیکھے چیز کو خریدنا درست نہیں ہے۔ بر گشایم۔ میں اِس صندوق کو کھولکر دکھائے دیتا ہوں اگر اِس قیمت میں لینا پسند کرے تو لے لینا ورنہ تم کیوں ٹوٹے میں پڑتا ہے۔ گفت۔ نائب نے گھبرا کر فوراً کہا نہیں کھولنے کی ضرورت نہیں ہے اب راز کی پردہ پوشی کریں صندوق کو بند ہی خرید لوں گا۔ ستر کُن۔ جوحی سے کہا اب تو قاضی کا پردہ رکھ خدا تیری پردہ پوشی کرے گا۔ تا نہ بینی ایمنی۔ جب تک اپنی نجات کا یقین نہ ہو کسی گنہگار کی مذاق نہ اُڑانی چاہیے۔

[3] بس۔ تیری ہی طرح دوسرے دنیا کے صندوق میں بند ہیں۔ آنچہ۔ جس طرح تو اپنے صندوق میں بند ہونے پر مذاق پسند نہیں کرتا ہے دوسروں کی بھی مذاق نہ اڑا۔ آنچہ۔ جو کچھ اچھا برا، انسان اپنے لئے پسند کرے وہی دوسرے کیلئے پسند کرے۔

Presented by www.ziaraat.com

۱؎ اِنچہ نہ پسندی بخود از نفع و ضر

جو نفع اور نقصان تو اپنے لئے پسند نہ کرے

بر کسے مپسند ہم اے بے ہنر

اے بے ہنر! کسی کے لئے بھی پسند نہ کر

زانکہ بر مرصادِ حق اندر کمیں

کیونکہ اللہ (تعالیٰ) گذرگاہ پر کمینگاہ میں ہے

می دہد پاداش پیش از یومِ دیں

قیامت کے دن سے پہلے بدلہ دے دیتا ہے

آں عظیم العرش عرشِ او محیط

وہ بڑے عرش والا ہے، اس کا عرش احاطہ کرنیوالا ہے

تختِ دادش بر ہمہ جانہا بسیط

اس کے انصاف کا تخت تمام جانوں پر احاطہ کرنیوالا ہے

گوشۂ عرشش بتو پیوستہ است

اس کے عرش کا کنارہ تجھ سے لگا ہوا ہے

ہیں مجنباں جز بدین و داد دست

خبردار! دین اور انصاف کے سوا ہاتھ نہ ہلا

تو مراقب باش بر احوالِ خویش

تو اپنے احوال کا نگراں بن

نوش بین در داد و بعد از ظلم نیش

تو انصاف میں شہد دیکھ لے اور ظلم کے بعد ڈنک دیکھ لے

۲؎ پس ہمیں جا خود جزای نیک و بد

اسی جگہ اچھے اور بُرے کا بدلہ

میرسد با ہر کسے چوں بنگرد

ہر شخص کے پاس پہنچ جاتا ہے جب وہ غور کرے

واں جزا کانجا رسد در یومِ دیں

اور وہ بدلہ جو قیامت کے دن وہاں ملے گا

ہیچ آں با ایں نماند نیک بیں

وہ اس جیسا نہیں ہے، غور کر لے

بے حد و بے عد بود آنجا جزا

وہاں بدلہ بے حد اور اَن گنت ہے

دوزخ و نار است جای ناسزا

نالائق کی جگہ جہنم اور آگ ہے

گفت آرے آنچہ کردم آں ستم

اس نے کہا ہاں جو میں نے کیا ظلم ہے

لیک ہم میداں کہ بادی اظلم ست

لیکن یہ بھی سمجھ لے کہ ابتدا کرنیوالا زیادہ ظالم ہے

گفت نائب یک بیک ما بادیئم

نائب نے کہا ہم سب ابتدا کرنے والے ہیں

باسوادِ روچہ اندر شادیئم

منہ کی کالک کے ہوتے ہوئے کیسے خوش ہیں

۳؎ ہمچو زنگی کو بود شادان و خوش

حبشی کی طرح کہ وہ مسرور اور خوش ہے

او نہ بیند غیر او بیند رخش

وہ نہیں دیکھتا، دوسرا اس کا چہرہ دیکھتا ہے

ماجرا بسیار شد در من یزید

نیلام میں بہت قصہ ہوا

داد صد دینار و آں از وے خرید

اُس نے سو دینار دیئے اور وہ اس سے خرید لیا

ہر دمے صندوقی اے بد پسند

اے بُرائی کے پسند کرنیوالے! تو ہر وقت ایک صندوق میں قید ہے

ہاتفان و غیبیانت می خرند

تجھے ہاتف اور غیبی خرید رہے ہیں

۱؎ اِنچہ: ہرچہ بر خود نہ پسندی بدیگراں مپسند۔ زانکہ: اللہ تعالیٰ ہر شخص کی گذرگاہ پر ہے کہ کسی کا کام پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور وہ اکثر قیامت سے پہلے بھی عمل کی جزا دیدیتا ہے۔ آں عظیم۔ اس کا انصاف سب پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ گوشہ۔ تو بھی اس کے عدل کے تحت ہے جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ تو مراقب۔ بھلا کرے گا بھلا ہوگا بُرا کرے گا بُرا ہوگا۔

۲؎ پس۔ انسان غور کرے تو انسان کو اعمال کی جزا دنیا میں بھی مل رہی ہے لیکن جزا۔ قیامت میں جو بدلہ ملے گا وہ غیر معمولی ہے اور بد اعمال کا بدلہ قیامت میں جہنم ہے۔ گفت۔ جوحی نے کہا۔ بے شک قاضی کے ساتھ جو میں نے کیا وہ میرا ظلم ہے لیکن چونکہ بُرائی کی ابتدا قاضی نے کی کہ میری بیوی سے بُرا کام کیا تو وہ مجھ سے زیادہ ظالم ہے لہٰذا اس کے اوپر ظلم بیجا نہیں ہے۔ گفت۔ نائب نے کہا کہ دوسرے کو اپنے سے زیادہ ظالم قرار دینا درست نہیں ہے ہم سب گناہوں میں ملوث ہیں اور سب ہی بُرائی کی ابتدا کرنیوالے ہیں۔

۳؎ ہمچو۔ ہم اپنے آپکو بہتر اور دوسرے کو بُرا سمجھتے ہیں اُس حبشی کی طرح ہیں جو اپنی روسیاہی کو نہیں دیکھتا دوسرے کی سیاہی کو دیکھتا ہے۔ من یزید یعنی وہ خرید فروخت جس میں یہ ہو کہ جو بڑھ کر دام لگائے سو وہی کرے جیسا کہ اس زمانہ کا نیلام ہے۔ ہر دمے۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ ہر انسان معصیتوں اور دنیا کے صندوق میں مقید ہے اور ہاتف غیبی یعنی اہل اللہ اُسے خرید رہے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

این[1] یقین میداں کا اسیر و بندۂ	زانکہ در صندوقِ غمہا ماندۂ
تو یقین کرلے کہ تو قیدی اور غلام ہے	کیونکہ تو غموں کے صندوق میں رہا ہے
بندِ ہر چہ گشتۂ از نیک و بد	ہر یکے بر تو چو صندوقیست سد
بھلے اور بُرے میں سے تو جس میں مقید ہے	تجھ پر ہر ایک صندوق کی طرح روک ہے
تا نگردی زیں ہمہ آزاد تو	کے شوی اے جاں زغم دلشاد تو
جب تک تو ان سب سے آزاد نہ ہوگا	اے پیارے تو غم سے دلشاد کب ہوگا؟

دربیانِ خبرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود مَن کُنتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَولَاہُ تا منافقاں طعنہ کردند کہ ایں بس نبود کہ ما مطیع شدیم وے را کہ مطاوعت کودکے فرماید

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا بیان کہ فرمایا "میں جس کا آقا ہوں پس علیؓ اس کا آقا ہے" حتیٰ کہ منافقوں نے طعنہ دیا کہ یہ کافی نہ تھا کہ ہم ان کے فرمانبردار ہوگئے، کہ وہ ایک لڑکے کی تابعداری کا حکم کر رہے ہیں

زیں[2] سبب پیغمبرِ با اجتہاد	نامِ خود و آں علیؓ مولا نہاد
اسی لئے باسعی پیغمبرؐ نے	اپنا اور اُن علیؓ کا نام مولیٰ رکھا
گفت ہر کو را منم مولا و دوست	ابنِ عمِ من علیؓ مولای اوست
فرمایا جس کا میں مولیٰ اور دوست ہوں	میرے چچا کا بیٹا علیؓ اس کا مولیٰ ہے
کیست مولیٰ آنکہ آزادت کند	بندِ رقیت زپایت بر کند
مولیٰ کون ہے؟ وہ جو تجھے آزاد کرے	تیرے پاؤں سے، غلامی کی زنجیر نکال دے
چوں بآزادی نبوت ہادیست	مومناں را ز انبیا آزادیست
چونکہ نبوت آزادی کی راہنما ہے	مومنوں کو انبیاء کی وجہ سے آزادی (حاصل) ہے
اے[3] گروہِ مومناں شادی کنید	ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید
اے مومنوں کی جماعت! خوشی مناؤ	سرو اور سوسن کی طرح آزادی مناؤ
لیک می گوئید ہر دم شکرِ آب	بے زباں چوں گلستانِ خوش خضاب
لیکن ہر وقت پانی کا شکر ادا کرو	بغیر زبان کے، خوش رنگ چمن کی طرح
بے زباں گویند سرو و سبزہ زار	شکرِ آب و شکرِ عدلِ نوبہار
سرو اور سبزہ زار بغیر زبان کے ادا کرتے ہیں	پانی کا شکریہ اور نوبہار کے انصاف کا شکریہ

---

[1] ایں یقین۔ تجھے یقین کرلینا چاہیئے تو بھی قاضی کی طرح غموں اور فکروں کے صندوق میں مقید ہے۔ بند۔ دل پسند اور ناپسند جو بھی تیرا دنیاوی مطلوب ہے وہ تیرے لئے صندوق اور دلو آخرت کیلئے رکاوٹ ہے۔ تا نگردی۔ جب تک تو ان علائق کو توڑ کر آزاد نہ ہوگا تجھے حیاتِ طیبہ نصیب نہ ہوگی۔ دربیان۔ اس حدیث سے اس آزادی کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

[2] زیں سبب۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا جس کا میں مولیٰ اور آقا ہوں علیؓ اُس کا مولیٰ ہے۔ چوں بآزادی۔ نبوت انسان کی رہنمائی کرتی ہے اور دنیاوی علائق سے آزادی دلاتی ہے۔

[3] اے گروہ۔ مومنوں کو اس آزادی سے خوشی منانی چاہیئے سرو اور سوسن کو پھلدار نہ ہونے کی وجہ سے آزاد کہا جاتا ہے۔ لیک۔ اپنے مُربّی کا اسی طرح شکر ادا کرو جس طرح خوش رنگ چمن اپنے مُربّی پانی کا شکر ادا کرتا ہو۔ بے زباں۔ بعض زبان سے شکر، شکر نہیں ہے بلکہ دل اور حال سے شکر ادا کرو چمن کے پودے احوال کی شکر ادا کرتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

خُلّہا[1] پوشیدہ و دامن کشاں | مست و رقّاص و خوش و عنبر فشاں
جوڑے پہنے ہوئے اور دامن کھینچتے ہوئے | مست اور ناچنے والے اور خوش اور عنبر چھڑکنے والے

جُزو جُزو آبستن از شاہِ بہار | جسمِ شاں چوں دُرج پُر دُرِّ ثمار
شاہِ بہار سے، جز جز حاملہ ہے | اُن کا جسم ڈبّے کی طرح پھلوں کے موتی سے بھرا ہے

مریماں بے شوی آبست از مسیحؑ | خامشاں بے لاف و گفتارِ فصیح
بہت سی مریمیں بغیر شوہر کے مسیحؑ سے حاملہ ہیں | چپ ہیں بغیر دعوے اور گفتگو کے فصیح ہیں

ماہِ ما بے نطق خوش بر تافتہ است | ہر زباں نطق از فرِ او یافتہ است
ہمارا چاند بغیر گویائی کے خوب چمکا ہوا ہے | ہر زبان نے اس کے فر سے گویائی حاصل کی

نطقِ[2] عیسیٰؑ از فرِ مریمؑ بُوَد | نطقِ آدمؑ پرتوِ آں دَم بُوَد
(حضرت) عیسیٰؑ کی گویائی (حضرت) مریمؑ کے فر سے ہے | (حضرت) آدمؑ کی گویائی اس نفخ کے پرتو سے ہے

تا زیادت گردد از شکر اے ثقات | پس نباتِ دیگرست اندر نبات
اے ثقہ لوگو! تاکہ شکر کی وجہ سے زیادتی ہو | نباتات میں بہت سی دوسری نباتات ہیں

عکسِ آں اینجاست ذُلَّ مَنْ قَنِعْ | اندریں طورست عَزَّ مَنْ طَمِعْ
یہاں "ذلیل ہوا جس نے قناعت کی" کا اُلٹا ہے | اس راستہ میں ہے "عزت پائی جس نے لالچ کیا"

در جوالِ[3] نفسِ خود چندیں مرو | از خریدارانِ خود غافل مشو
اپنے نفس کے بورے میں اتنا نہ گھس | اپنے خریداروں سے غافل نہ ہو

بازآمدن زنِ جوحی بمحکمۂ قاضی سالِ دوم بر اُمید آنکہ وظیفہ
دوسرے سال جوحی کی بیوی کا قاضی کی کچہری میں آنا اس امید پر کہ

پارسال بجا آورد و شناخت قاضی اُورا
گذشتہ سال کا معاملہ انجام دے اور قاضی کا اس کو پہچان لینا

بعدِ سالے بازجوحی از محن | رُو بزن کرد و بگفت اے چُست زن
مصیبتوں کی وجہ سے ایک سال بعد پھر جوحی نے | بیوی کی طرف رخ کیا اور کہا اے چالاک بیوی!

آں وظیفہ پار را تجدید کن | پیشِ قاضی از گلہ مَن گو سخن
پارسال والے معاملہ کی تجدید کر | قاضی کے سامنے میرے شکوے کی بات کر

ہیں معاملہ اُلٹا ہے اُن میں جو قناعت کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے اور جو لالچ کرتا ہے وہ عزت پاتا ہے ــــــ

[3] درجوال نفس کے صندوق سے باہر نکل تیرے مُربی تیرے خریدار ہیں اُن کی اطاعت کر یعنی اللہ کا شکر ہے بیتما۔ جوحی نے کچھ دن اس دھندے سے مزے اڑائے پھر (اس سے) پریشان ہو کر عورت سے کہا آں وظیفہ۔ گذشتہ سال کی

طرف قاضی کے [illegible]

[1] خُلّہا۔ چمنوں کا شکر ادا کرنا یہ ہے کہ انھوں نے نئی پوشاکیں پہنی ہیں اور ناز وادا دکھا رہے ہیں اور خوشبو مہکا رہے ہیں جزو۔ چمن اور باغ کا ہر جزو بہار کا شکر یہ اس طور پر ادا کرتا ہے کہ اس کا جز جز پھلوں سے پُر ہو گیا ہے مریماں۔ یعنی درخت مسیحؑ یعنی پھل۔ خامشاں۔ سب خاموش ہیں لیکن اُن کے احوال گویا ہیں۔ ماہِ ما۔ چمن کہتا ہے کہ جس طرح ہم بغیر گویائی کے شکر گذار ہیں اسی طرح ہمارے محسن موسم بہار میں گویائی نہیں ہے لیکن دوسری گویائیاں اُس کا فیض ہیں اُن کا نشوونما موسمِ بہار کرتا ہے۔

[2] نطق یعنی موسمِ بہار سے زبان کو گویائی حاصل ہوتا اسی طرح ہے جس طرح سے حضرت عیسیٰؑ کو بچپن ہی میں گویائی حضرت مریمؑ کے فر سے حاصل ہوئی اور حضرت آدمؑ کو گویائی اللہ تعالیٰ کے نفخ سے حاصل ہوئی۔ اے ثقات شکر کی اسلئے تلقین کی جا رہی ہے کہ شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبات یعنی نعمتوں کے اندر مزید نعمتیں ہیں جو شکر سے حاصل ہونگی۔ عکس۔ دنیا کی اشیا کے بارے میں ہے عَزَّ مَنْ قَنِعْ جس نے قناعت کی اس نے عزت پائی اور ذُلَّ مَنْ طَمِعْ جس نے لالچ کیا وہ ذلیل ہوا لیکن دینی نعمتوں کے بارے

زنؔ[1] بر قاضی در آمد با زناں — مر زنے را کرد آں زن ترجماں

عورت، عورتوں کے ساتھ قاضی کے پاس آئی — اُس عورت نے ایک عورت کو ترجمان بنایا

تا نہ بشناسد ز گفتن قاضیش — یاد ناید از بلائے ماضیش

تاکہ بولنے سے قاضی اُس کو نہ پہچانے — اُس کو گزشتہ مصیبت، یاد نہ آ جائے

ہست فتنہ غمزۂ غماز زن — لیک آں صد تو شود ز آواز زن

عورت کی چغل خور ادا فتنہ ہے — لیکن وہ عورت کی آواز سے سَو گنا ہو جاتا ہے

چوں نمی تانست آوازے فراشت — غمزۂ تنہائے زن سودے نداشت

چونکہ وہ آواز بلند نہ کر سکتی تھی — عورت کی اکیلی ادا مفید نہ ہوئی

گفت قاضی رو تو خصمت را بیار — تا دہم کار ترا با او قرار

قاضی نے کہا جا تو اپنے مدعی علیہ کو لے آ — تاکہ اُس کے ساتھ تیرا معاملہ طے کر دوں

جوحیؔ[2] آمد قاضیش نشناخت زود — کو بوقتِ لقیہ در صندوق بود

جوحی آ گیا، قاضی نے اُس کو جلد نہ پہچانا — کیونکہ وہ ملاقات کے وقت صندوق میں تھا

زو شنیدہ بود آواز بروں — در شریٰ و بیع و در نقص فزوں

اُس نے اُس کی آواز باہر سے سُنی تھی — خرید و فروخت اور کمی و بیشی میں

گفت نفقہ زن چرا ندہی تمام — گفت از جاں شرع را ہستم غلام

اس نے کہا تو عورت کا پورا خرچ کیوں نہیں دیتا؟ — اُس نے کہا میں شریعت کا جان سے غلام ہوں

لیکؔ[3] اگر میرم ندارم من کفن — مفلسِ ایں لعبم و شش پنج زن

لیکن اگر میں مرجاؤں تو میں کفن (بھی) نہیں رکھتا ہوں — میں اس کھیل سے مفلس ہوں اور کر و فریب کرنے والا

زیں سخن قاضی مگر بشناختش — یاد آورد آں دغل واں باختش

قاضی نے شاید اس بات سے اُس کو پہچان لیا — اُس کو وہ مکار اور اُس کی وہ بازی یاد آ گئی

گفت آں شش پنج با من باختی — پار اندر شش درم انداختی

کہا، وہ شش پنج تو نے میرے ساتھ کھیلا تھا — گزشتہ سال تو نے مجھے شش در میں پھنسایا تھا

نوبتِ من رفت امسال آں قمار — با دگر کس باز و دست از من بدار

میری باری گذر گئی، اِس سال وہ جوا — کسی دوسرے سے کھیل اور مجھ سے ہاتھ اُٹھا لے

کرنے والا۔ زیں سخن۔ ان باتوں سے قاضی جوحی کو پہچان گیا اور اُس کو اُس کی گزشتہ سال کی مکاری یاد آگئی۔ گفت۔ قاضی نے کہا تو نے گزشتہ سال میرے ساتھ مکاری کی تھی اور مجھے شش در میں پھنسایا تھا نوبت۔ میری باری تو گذر گئی اب کسی اور کو پھانس۔

[1] زن۔ جوحی کی بیوی کچھ عورتوں کو ساتھ لے کر قاضی کی کچہری میں پہنچی اور ایک عورت کو اپنا ترجمان بنایا۔ تا نہ بشناسد۔ جوحی کی بیوی خود اس لئے نہ بولی کہ قاضی اُس کی آواز سے اُسکو نہ پہچان لے اور گزشتہ سال کی مصیبت قاضی کو یاد نہ آجائے۔ ہست۔ عورتوں کی ادائیں بھی فتنہ ہیں لیکن آواز کے ساتھ مل کر وہ سَو فتنے بن جاتی ہیں۔ چوں۔ جب عورت کی آواز ادا کے ساتھ نہ ہو تو محض ادا اتنا کام نہیں کرتی۔ گفت۔ قاضی چونکہ اس بار فریفتہ نہ ہوا تو اُس نے کہا کہ شوہر کو حاضر کر۔

[2] جوحی۔ وہ عورت اپنے شوہر جوحی کو بُلا لائی قاضی جوحی کو نہ پہچان سکا اس لئے کہ اُس کی ملاقات کے وقت قاضی صندوق میں بند تھا۔ زو۔ قاضی نے جوحی کی صرف آواز سُنی تھی جب وہ نائب سے صندوق کا سودا کر رہا تھا۔ گفت۔ قاضی نے جوحی سے کہا تو بیوی کو پورا خرچ کیوں نہیں دیتا۔ از جان۔ جوحی نے کہا میں شریعت کے احکام کا غلام ہوں۔

[3] لیک۔ لیکن میں اس قدر مُفلس ہوں کہ اگر مر جاؤں تو کفن بھی نہیں ہے شش پنج زن حیلہ مکاری

Presented by www.ziaraat.com

از شش و از پنج عارف گشت فرد
عارف شش اور پنج سے جدا ہو گیا
محترز گشت زیں شش پنج نرد
بازی کے اس شش و پنج سے پرہیز کرنے والا بن گیا

رستہ او از پنج حس و شش جہت
وہ پانچ حواس اور چھ جہت سے چھوٹ گیا
از ورای آں ہمہ کرد آگہت
تجھے ان سب کے آگے سے آگاہ کیا

شد اشاراتش اشاراتِ ازل
اس کے اشارے ازل کے اشارے ہو گئے
جاوز الاوہام طرا و اعتزل
وہ سب وہموں سے گذر گیا ہے اور یکسو ہو گیا ہے

زیں چہ شش گوشہ گر نبود برون
اگر وہ اس چھ گوشے والے کنویں سے باہر نہ ہو
چوں بر آرد یوسفے را از درون
یوسفؑ کو اندر سے کیسے نکالے!

وارِدے بالائے چرخ بے ستن
وہ بغیر ستون کے آسمان کے اوپر سے آنے والا ہو کر
جسمِ او چوں دلو در چہ چارہ کن
اس کا جسم ڈول کی طرح کنویں میں تدبیر کرنے والا ہے

یوسفاں[2] چنگال در دلوش زدہ
یوسفوں نے اس کے ڈول کو پکڑ لیا ہے
رستہ از چاہ و شہ مصری شدہ
کنویں سے نجات پا کر مصری بادشاہ بنے ہیں

دلوہای دیگر از چہ آب جو
دوسرے ڈول کنویں میں سے پانی کے جویاں ہیں
دلوِ او فارغ ز آب اصحاب جو
اس کا ڈول پانی سے فارغ ہے یاروں کو ڈھونڈنے والا ہے

دلوہا غواصِ آب از بہرِ قوت
(دوسروں کے) ڈول روزی کیلئے پانی میں غوطہ لگانے والے ہیں
دلوِ او قوت و حیاتِ جانِ حوت
اس کا ڈول جان کی مچھلی کے لئے روزی اور زندگی ہے

دلوہا وابستۂ چرخِ[3] بلند
(دوسروں کے) ڈول اونچی گھڑی سے وابستہ ہیں
دلوِ او در اصبعین زورمند
اس کا ڈول قوی کی دو انگلیوں کے درمیان ہے

دلو چہ و حبل چہ و چرخ چی
کیسا ڈول اور کیسی رسی اور کیسا آسمان؟
ایں مثالے بس رکیکست اے اچی
اے بڑے بھائی! یہ مثال بہت کمزور ہے

از کجا آرم مثالِ بے شکست
میں سالم مثال کہاں سے لاؤں؟
کفوِ او نے آید و نے آمدست
اس کی مثل نہ آئے، اور نہ آیا ہے

صد ہزاراں مرد پنہاں در یکے
لاکھوں انسان ایک میں پوشیدہ ہیں
صد کمان و تیر درجِ نادکے
سیکڑوں تیر و کمان ایک تیر میں داخل ہیں

---

[1] از شش۔ عارف شش و پنج سے فارغ ہوتا ہے۔ پنج سے مراد پانچ حواس اور شش سے مراد چھ جہتیں ہیں۔ شد اشاراتش۔ اب اس کا ادراک حواسِ خمسہ اور دنیا کے شش جہات سے بالاتر ہے اب اس کو علوی علوم حاصل ہیں وہ اوہام سے گذر گیا ہے، اور یکسو ہو گیا ہے۔ زیں۔ اگر وہ دنیا کے چھ گوشے والے کنویں کے اندر ہوتا تو دوسرے کو کنویں سے باہر کیسے نکال سکتا۔ یوسفے۔ یعنی مرید۔ وارد۔ قرآنِ پاک میں ہے فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ یعنی انھوں نے پانی بھرنے والے کو بھیجا یہی وارد تھا جس نے حضرت یوسفؑ کو کنویں سے نکالا، اسی طرح مریدوں کو کنویں میں سے نکالنے والا یعنی شیخ دنیا سے بالا ہے صرف اس کا جسم دنیا کے اس کنویں میں ڈول کی طرح آتا جاتا ہے جو کنویں میں محبوس نہیں ہوتا ہے۔

[2] یوسفاں۔ مرید اس کے اس جسم سے وابستہ ہو کر دنیا کے کنویں سے نجات پا کر حضرت یوسفؑ کی طرح شاہِ مصر بنتے ہیں۔ دلوہای۔ دنیا داروں کے ڈول تو دنیا حاصل کرتے ہیں اور شیخ کا ڈول دنیا سے باہر نکالتا ہے۔ دلوہا۔ دوسرے کے ڈول پانی حاصل کرنے کیلئے کنویں میں جاتے ہیں اس کا ڈول مچھلی کو روزی اور زندگی عطا کرتا ہے حقیقت مچھلی یعنی مرید۔

[3] چرخِ بلند یعنی گھڑی جو کنویں کے اوپر ہوتی ہے۔ در اصبعین یعنی اللہ کے تصرف میں ہے۔ دلو۔ یہاں عارف باللہ کے جسم کو ڈول وغیرہ سے تشبیہ دی اب فرماتے ہیں عارف کیلئے یہ مثالیں بالکل ناقص ہیں۔ از کجا۔ اس کی مثال کائنات میں کوئی نہیں ہو صد ہزاراں۔ وہ عارف ایک ذات ہے لیکن پوری ایک امت ہوتا ہے اور وہ ایک تیر ہے جس میں سیکڑوں تیر و کمان پوشیدہ ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ فِتنہ ؎۱ — صد ہزاراں خرمن اندر حفنہ
وہ "تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا" ایک امتحان ہے — ایک مٹھی میں لاکھوں کھلیان ہیں

آفتابے در یکے ذرّہ نہاں — ناگہاں آں ذرّہ بکشاید دہاں
سورج ایک ذرّے میں پوشیدہ ہے — (اگر) وہ ذرّہ اچانک منہ کھول دے

ذرّہ ذرّہ گردد افلاک و زمیں — پیشِ آں خورشید چوں جست از کمیں
آسمان اور زمین ذرّہ ذرّہ ہو جائے — اُس سورج کے سامنے جب وہ کمینگاہ سے نکلے

ایں چنیں جانے چہ درخوردِ تن ست — ہیں بشو اے تن ازیں جاں ہر دو دست
ایسی جان جسم کے کیا لائق ہے؟ — خبردار! اے جسم اِس جان سے دونوں ہاتھ دھو لے

اے تنِ گشتہ وثاقِ جاں بس ست ؎۲ — چند تاند بحر در مشکے نشست
اے جسم! جو روح کا گھر بنا ہوا ہے، بس ہے — سمندر ایک مشک میں کہاں تک سما سکتا ہے؟

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر — اے مسیحاں نہاں در جوفِ خر
خبردار! بشر میں ہزاروں جبرئیلؑ ہیں — آگاہ ہو جا، گدھے کے پیٹ میں بہت سے مسیح پوشیدہ ہیں

اے کلیم اللہ نہاں اندر نمد — واقف از خوف و بُست از نیک و بد
خبردار! کملی میں کلیم اللہ پوشیدہ ہے — جو خوف سے واقف ہے اور نیک و بد سے چھوٹ گیا ہے

اے حبیب اللہ نہاں در غارِ تن — گنجِ ربانی نہاں در مارِ تن
خبردار! جسم کے غار میں اللہ کا محبوب پوشیدہ ہے — جسم کے سانپ میں خدائی خزانہ پوشیدہ ہے

اے ہزاراں کعبہ پنہاں در کنیس ؎۳ — اے غلط انداز عفریت و بلیس
خبردار! ہزاروں کعبے گرجا گھر میں پوشیدہ ہیں — اے! بھوت اور شیطان کو غلطی میں مبتلا کرنے والے

سجدہ گاہِ لامکانی در مکاں — مر بلیساں را ز تو ویراں دکاں
تو مکان، میں لامکانی کی سجدہ گاہ ہے — تیری وجہ سے شیطانوں کی دکان ویران ہو رہی ہے

کہ چرا من خدمتِ ایں طیں کنم — صورتِ دوں را لقب چوں دیں کنم
کہ میں اِس مٹی کی خدمت کیوں کروں؟ — کم درجہ کی صورت کو دین کا لقب کیوں دوں؟

نیست صورت چشم را نیکو بمال — تا ببینی شعشعِ نورِ جلال
صورت نہیں ہے، آنکھ خوب مل لے — تاکہ تو جلال کے نور کی چمک دیکھے

بازآمدن بقصۂ شہزادہ و ملازمتِ اُو بحضرتِ شاہ

شہزادے کے قصہ کی طرف واپسی اور اُس کی شاہ کے دربار سے وابستگی

؎۱ مَا رَمَیْتَ۔ وہ عارف خدا سے وحدت رکھتا ہے فتنہ۔ مومنوں کے لئے آزمائش ہے کہ وہ لوگ محض اُس کے جسم کو دیکھ کر شیطانی لفظ اختیار کرتے ہیں۔ حفنہ۔ یعنی مٹھی بھر مٹی کا قالب۔ اُس کی روح ایک آفتاب ہے جو جسم کے ذرّے میں پوشیدہ ہے۔ ذرّہ۔ زمین اُس آفتاب کی تاب نہیں لا سکتی۔ ایں چنیں۔ جبکہ روح کی وسعت اور عظمت کا یہ حال ہے تو وہ اس جسم کے لائق کہاں ہے۔
؎۲ اے تن۔ جو جسم روح کا گھر بنا ہوا ہے روح کا اُس میں تھوڑی دیر کا قیام کافی ہے۔ سمندر جیسی روح مشک کے جسم میں کب تک ٹھہر سکتی ہے۔ اے ہزاراں۔ روح بمنزلہ ہزاروں جبرئیلؑ کے ہے اور جسم ایک بشر ہے۔ روح مسیح ہے اور جسم خر ہے۔ اے۔ یہ روحِ عارف کو خطاب ہے۔ خوف یعنی علم معرفت خداوندی۔ نیک و بد یعنی دنیاوی امور۔ حبیب اللہ۔ آنحضورؐ ہجرت کے وقت غارِ ثور میں پوشیدہ رہے تھے۔
؎۳ اے ہزاراں کعبہ۔ یہ تمام تشبیہیں روح اور جسم کی ہیں۔ غلط۔ شیطان محض جسم کو دیکھ کر غلطی میں مبتلا ہو گیا۔ لامکانی یعنی فرشتے۔ در مکان۔ ایک قول کے مطابق فرشتوں نے آدم کو زمین پر سجدہ کیا تھا۔ کہ چرا۔ یہ دکان کی ویرانی کا بیان ہے یعنی بوا شیطان ہے

[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

شاہزادہ پیشِ شہ حیرانِ ایں — ہفت[1] گردوں دیدہ در یک مُشت طیں
شہزادہ بادشاہ کے سامنے اس میں حیران تھا — سات آسمان اُس نے ایک مٹھی مٹی میں دیکھے

ہیچ ممکن نے بہ بحثے لب کشُود — لیک جاں با جاں دَمے خامُش نبُود
بحث میں لب کشائی کسی طرح ممکن نہیں! — لیکن جان، جان کے ساتھ ایک لمحہ کیلئے خاموش نہیں ہے

آمدہ در خاطرش کیں بس خفی ست — ایں ہمہ معنی ست پس صورت ز چیست
اُس کے دل میں آیا، کہ یہ بہت پوشیدہ ہے — یہ سب باطن ہے تو صورت کس لئے ہے

صورتے از صورتت بیزار کن — خُفتۂ ہم خُفتہ را بیدار کن
یہ ایک صورت تجھے صورت سے بیزار کرنے والی ہے — ایک سویا ہوا سوئے ہوئے کو بیدار کرنے والا ہے

آں[2] کلامت می رہاند از کلام — واں سِقامت می جہاند از سِقام
تجھے وہ کلام، کلام سے چھڑاتا ہے — اور وہ بیماری، تجھے بیماری سے نجات دیتی ہے

پس سِقامِ عشق جانِ صحت ست — رنجہایش حسرتِ ہر راحت ست
عشق کی بیماری صحت کی روح ہے — اُس کے رنج ہر راحت کا رشک ہیں

اے تن اکنوں دستِ خود از جاں بشو — ور نمی شوئی جُز ایں جانے بجُو
اے جسم! اب اپنا ہاتھ جان سے دھولے — اور اگر تو نہیں دھوتا اسکے علاوہ کوئی جان تلاش کرلے

دربیانِ نوازش و احترامِ شاہِ چین شاہزادۂ غریبِ عاشق را

شاہِ چین کے پردیسی، عاشق شہزادے، کو نوازنے اور احترام کرنے کے بیان میں

حاصل[3] آں شہ نیک اُو را می نواخت — اُو ازاں خورشید چوں مہ می گداخت
خلاصہ یہ ہے کہ شاہ اُس کو خوب نوازتا تھا — وہ اُس سورج سے چاند کی طرح گھلتا تھا

آں گدازِ عاشقاں باشد نمو — ہمچو ماہ اندر گدازش تازہ رُو
عاشقوں کا وہ گھلنا، بڑھنا ہے — جس طرح چاند گھٹنے میں تازہ رُو ہے

جملہ رنجوراں دَوا دارند اُمید — نالد ایں رنجور کم افزوں کنید
سب بیمار، دوا کی اُمید کرتے ہیں — یہ بیمار روتا ہے، کہ میری بیماری بڑھاؤ

جُملہ رنجوراں دَوا جویند و ایں — رَنج افزوں جوید و درد و حنیں
سب مریض دوا تلاش کرتے ہیں اور یہ — زیادہ رنج اور درد اور رونا تلاش کرتا ہے

تکالیف راحتوں کیلئے باعثِ حسرت ہیں جو صحت کے مقصود ہوتی ہیں۔ [1] تن۔ اے جسم اب ہی جان کا پیچھا چھوڑ دے اور اگر تو بالکل روح کو چھوڑنا نہیں چاہتا تو جیسا کہ قاضی نے کہا کوئی دوسری روح تلاش کرے۔ [3] حاصل۔ خلاصہ یہ کہ شاہِ چین اُس شہزادے کو نوازتا تھا لیکن عشق اس کو گھلا رہا تھا عاشقاں جلکہ حقیقی عشق ہر روز جتنے گھلتے ہیں اتنے ہی تازہ رُو ہوتے ہیں

[1] ہفت گردوں۔ رُوحِ کامل اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ یک مُشت طیں یعنی جسم۔ ہیچ۔ جو اشکالات شہزادے کے ذہن میں آتے تھے وہ زبان سے تو بیان نہ کرتا تھا لیکن باہمی روحی مکالمہ ہوتا تھا۔ آمدہ۔ شہزادے کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا جبکہ سب فضائل اور خواص رُوح کے ہیں تو جسم سے اُس کا تعلق کیوں کیا گیا ہے۔ صورتے۔ رُوحِ کامل کو صورت سے اسلئے وابستہ کردیا گیا ہے کہ صورت اختیار کر کے تیرے اندر وہ فیض پہنچائے کہ تو صورت سے بیزار ہو جائے اُس کا یہ فیض رُوحِ مجرد سے تو حاصل نہ کرسکتا تھا تو گویا اُس کی یہ مثال ہوئی کہ ایک خفتہ یعنی صورت نے تجھ خفتہ کو بیدار کردیا کہ تو صورت سے بیزار ہوگیا۔

[2] آں کلامت۔ اس رُوح سے جبکہ وہ صورت سے وابستہ ہے کلام صادر ہوتا ہے جو تجھے اُس کلام سے باز رکھتا ہے جو مقصود سے مانع ہو۔ واں سِقامت۔ جسمانی بیماریوں کو اللہ تعالیٰ گناہوں کی بیماری کی دوا بناتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ رُوحِ کامل کے جسم پر جب عشق کی بیماری طاری ہوتی ہے تو اُس کے آثار کو دیکھ کر لوگ اپنی اصلاح کرتے ہیں۔ سِقامِ عشق۔ ہم نے عشق کو بیماری کہا ہے لیکن یہ ایسی بیماری ہے جو صحت کی جان ہے اور اسکی

Presented by www.ziaraat.com

خوب تر[1] زیں سم ندیدم شربتے — زیں مرض خوشتر نباشد صحتے
میں نے اس زہر سے زیادہ اچھا کوئی شربت نہیں دیکھا — کوئی صحت اس بیماری سے زیادہ اچھی نہ ہوگی

زیں گنہ بہتر نباشد طاعتے — سالہا نسبت بدیں دم ساعتے
کوئی طاعت اس گناہ سے بہتر نہیں ہے — بہت سے سال اس سانس کی نسبت سے ایک گھڑی ہیں

مدتے بُد پیش آں شہ زیں نسق — دل کباب و جاں نہادہ بر طبق
وہ ایک مدت تک اس شاہ کے سامنے اس طریقہ پر تھا — دل کباب (تھا)، اور جان طباق پر رکھے ہوئے

گفت شاہ از ہر کسے یکسر برید — من ز شہ ہر لحظہ قربانم جدید
بولا، شاہ نے ہر شخص کا ایک سر کاٹا — میں بادشاہ کی وجہ سے ہر لحظہ نیا قربان ہو رہا ہوں

من[2] فقیرم از زر و از سر غنی — صد ہزاراں سر خلف دا داں سنی
میں زر سے فقیر اور سر سے بے نیاز ہوں — اس روشنی نے لاکھوں سر نتیجہ میں دیدیئے ہیں

با دو پا در عشق نتواں تاختن — با یکے سر عشق نتواں باختن
عشق میں دو پاؤں سے نہیں دوڑا جاسکتا — ایک سر سے عشق کی بازی نہیں کھیلی جاسکتی

ہر کسے را خود دو پا و یک سرست — با ہزاراں پا و سر تن نادرست
ہر شخص کے خود دو پاؤں اور ایک سر ہے — ہزاروں پاؤں اور سر کا جسم کمیاب ہے

زیں سبب ہنگامہا شد کل ہدر — ہست ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر
اسی لئے سب ہنگامے ضائع ہوگئے — یہ ہنگامہ ہر لمحہ تیزی پر ہے

معدن گرمی ست اندر لامکاں — ہفت دوزخ از شرارش یک دُخاں
گرمی کی کان، لامکان میں ہے — سات دوزخیں اس کی چنگاری کا ایک دھواں ہیں

در[3] بیان آنکہ دوزخ گوید کہ قنطرۂ صراط بر سر اوست اے

اس کا بیان کہ وہ دوزخ کہ پلصراط اُس کے اوپر ہے کہتی ہے اے

مومن زود تر بشتاب و بگذر تا عظمت نور تو آتش مرا نکشد
مومن جلد کر اور گذر جا تاکہ تیرے نور کی عظمت میری آگ نہ بجھا دے

جُزْ یَا مُؤْمِنُ فَإِنَّ نُوْرَكَ أَطْفَأَ نَارِيْ
اے مومن! گذر جا بیشک تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

ز آتش مومن ازیں رو اے صفی — می شود دوزخ ضعیف و منطفی
اے برگزیدہ! اسی وجہ سے مومن کی آگ سے — دوزخ کمزور اور بجھنے والی ہوجاتی ہے

[1] خوب تر۔ عشق اگرچہ زہر ہے لیکن اس کا شرماس سے بہتر ہوتا ہے یہ مرض ہے لیکن ہر صحت سے بہتر ہے۔ زیں گنہ۔ یعنی جس کو مخالف گناہ سمجھتے ہیں۔ ساتھا۔ عشق میں سالہا برس ایک ساعت کے ہیں۔ مدتے۔ ایک عرصہ تک وہ اسی طریقہ پر بادشاہ کے پاس رہا کہ دل کباب تھا اور جان قربان کرنے کی فکر میں تھا۔ گفت۔ جن لوگوں نے شاہ کی لڑکی کی تمنا کی ان کا ایک بار سر کٹا میں ہر وقت بار بار قربان ہو رہا ہوں۔

[2] من فقیرم۔ میں زر اور سر قربان کر چکا ہوں۔ صد ہزاراں۔ فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے۔ با دو پا۔ اس عشق میں دو پاؤں اور ایک سر سے کام نہیں چلتا۔ ہر کسے۔ عوام اسی لئے اس عشق سے محروم ہیں کیونکہ ان کے ایک سر اور دو پاؤں ہیں۔ نادر۔ عاشقان خدا نادر ہیں۔ زیں سبب۔ عشق مجازی کا ہنگامہ سر اور پاؤں کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ ایں ہنگامہ۔ لیکن عشق حقیقی کا ہنگامہ روز بروز تیز ہوتا ہے۔ معدن۔ چونکہ اس عشق کا منبع لامکانی اور غیر فانی ہے۔ ہفت دوزخ۔ اس عشق کی گرمی کے سامنے دوزخ کی گرمی ہیچ ہے۔

[3] در بیان۔ مومن میں چونکہ عشق کی گرمی ہے۔ اس لئے دوزخ اسکو برداشت نہیں کرتی ہے اور مومن سے کہتی ہے جلد گذر جا ورنہ تیرا نور میری نار کو بجھا دیگا۔ ز آتش مومن یعنی عشق کی آتش ہے اس سے دوزخ کی آگ کمزور ہوکر بجھ جاتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

گویدش بگذر سُبک اے مُحتشم　　ورنہ ز آتشہائے تو مُرد آتشم
اس سے کہتی ہے کہ اے باحشمت! جلدی سے گذرجا　　ورنہ تیری آگ سے میری آگ بجھی

کُفر کبریتِ دوزخ اوست بس　　بیں چہ می بچسانداُو را ایں نفس
کفر، جو بس دوزخ کی گندک ہے　　دیکھ لے وہ اس کو اس قت کس طرح پژمردہ کر دیتا ہے

کُفر کاں کبریتِ نارِ دوزخ ست　　بیں کہ چوں میرد ازو اے خود پرست
کفر جو دوزخ کی آگ کی گندک ہے　　اے خود پرست! دیکھ لے اس سے کس طرح مرجاتی ہے

زُود کبریتت بدیں سُو وا سپار　　تا نہ دوزخ بر تو تا زد نے شرار
تو جلد اپنی گندک اس طرف سپرد کر دے　　تاکہ تجھ پر نہ دوزخ دوڑے، نہ چنگاری

گویدش جنّت گذر کُن ہمچو باد　　ورنہ گردد ہرچہ مَن دارم کساد
اس سے جنّت کہتی ہے، ہوا کی طرح گذر جا　　ورنہ جو کچھ میں رکھتی ہوں وہ کھوٹا ہو جائے گا

کہ تو صاحب خرمنی مَن خوشہ چیں　　مَن بُتے اَم تو ولایتہائے چیں
کیونکہ تو کھلیان والا ہے اور میں خوشہ چگنے والی　　میں ایک بُت ہوں، تو چین کی ولایتیں ہے

ہست لرزاں زو جحیم و ہم جناں　　نے مرایں را نے مر آں را ز و اماں
اس سے دوزخ بھی لرزے میں ہے اور جنتیں بھی　　اس سے نہ اس کو امن، نہ اس کو

وفات یافتنِ برادرِ بزرگ از شاہزادگاں وملازمت
شہزادوں میں سے بڑے بھائی کا مرجانا اور درمیانی بھائی کی

کردنِ برادرِ میانہ پادشاہِ چین را
شاہِ چین کی صحبت اختیار کرنا

رفت عُمرش چارہ را فرصت نیافت　　صبر بس سوزاں بُد و جاں بر نتافت
اس کی عمر ختم ہو گئی، علاج کی فرصت نہ پائی　　صبر بہت جلانے والا تھا اور جان برداشت نہ کر سکی

مُدّتے دنداں کناں ایں می کشید　　نارسیدہ عمرِ اُو آخر رسید
ایک مدت تک ڈرتے ہوئے اسکو برداشت کیا　　مقصود حاصل کئے بغیر اس کی عمر آخر ہو گئی

صُورتِ معشوق ازو شد در نہفت　　رفت و شُد با معنیِ معشوق جُفت
اس سے معشوق کی صورت چھپ گئی　　وہ مر گیا اور معشوق کی حقیقت کا ساتھی بن گیا

گفت لُبسش گر ز شعرِ شُشتر ست　　اعتناقِ بے حجابش خوشتر ست
اس نے کہا اگر اس کا لباس شوستر کے پشمینہ کا ہے　　اس کا بغیر پردے کے گلے لگنا زیادہ اچھا ہے

لے کفر. دوزخ کی آگ کو بھڑکانے والی گندک کفر ہے دیکھو دنیا میں مومن کے ایمان سے کفر کیسا مضمحل ہو جاتا ہے تو جب مومن جہنم پر سے گذرے گا تو دوزخ کی گندک یعنی کفر مضمحل ہو جائیگا. زود. تو اپنے اندر سے بہت جلد اس مادّے کو دُور کر دے اور اپنی ہستی کو کسی صاحب عشق ومعرفت کے سپرد کر دے تاکہ اس میں مادّہ ہی نہ رہے جس کو دوزخ کی آگ پکڑ سکے.

لے گویدش. مومن کے اعتبار سے جنت بھی کم رتبہ ہے قلب مومن ذاتِ خداوندی کا مظہر اتم ہے، جنت میں یہ صفت نہیں ہے اعلیٰ سے ادنیٰ شرماتا ہے لہٰذا جنت کا یہ قول خود کو گھٹیا ہوا بتانے کیلئے ہے. ہست. غرضیکہ مومن جنت سے بھی افضل ہے اور جہنم سے بھی.

لے رفت. اس بڑے شہزادے کی عمر اسی حالت میں ختم ہو گئی اور وصل کی کوئی تدبیر نہ ہو سکی مدّ تے. ایک مدت تک اظہارِ عشق سے ڈرتا رہا اور بالآخر وصل کے بغیر اس دنیا سے رخصت ہو گیا. صورت. اب معشوق جو کہ مظہر تھا ان کی نظروں سے غائب ہو گیا اور جو اس مظہر میں ظاہر تھا یعنی حُسن خداوندی اس سے جاملا. گفت. اب وہ

[illegible]

من[۱] شدم عریاں ز تن اُو از خیال — می خرامم در نہایات الوصال

میں جسم سے ننگا ہو گیا وہ خیال سے — میں وصال کی انتہاؤں میں خراماں جا رہا ہوں

ایں مباحث تا بدینجا گفتنی ست — ہر چہ آید زیں سپس بنہفتنی ست

یہ بحثیں یہاں تک کہنے کی ہیں — اِس کے بعد جو کچھ آتا ہے وہ چھپانے کا ہے

گر بکوشی ور بگوئی صد ہزار — ہست بیکار و نگردد آشکار

اگر تو لاکھ کوشش کرے اور اگر لاکھ کہے — بیکار ہے، اور وہ واضح نہ ہوگا

تا بدریا سیر اسپ و زیں بود — بعد ازانت مرکب چوبیں بود

گھوڑے اور زین کی دوڑ دریا تک ہوتی ہے — اِس کے بعد تیرے لئے، لکڑی کی سواری ہوتی ہے

مرکب[۲] چوبیں بخشکی ابتر ست — خاص آں دریائیاں را رہبر ست

لکڑی کی سواری خشکی میں ناقص ہے — وہ خاص دریا والوں کے لئے راہنما ہے

ایں خموشی مرکب چوبیں بود — بحریاں را خامشی تلقیں بود

یہ خاموشی لکڑی کی سواری ہے — سمندر والوں کے لئے خاموشی تلقین ہے

ہر خموشی کاں ملولت می کند — نعرہائے عشق زاں سو می زند

جو خاموشی تجھے ملول کرتی ہے — وہ اُس جانب عشق کے نعرے لگاتی ہے

تو ہمی گوئی عجب خامش چرا ست — اُو ہمی گوید عجب گوشش کجا ست

تو کہتا ہے، تعجب ہے وہ چپ کیوں ہے؟ — وہ کہتا ہے تعجب ہے! اُس کا کان کہاں ہے؟

من[۳] ز نعرہ کر شدم اُو بے خبر — تیز گوشاں زیں سمر ہستند کر

میں نعرے سے بہرا ہو گیا، وہ بے خبر ہے — تیز کانوں والے اِس قصہ سے بہرے ہیں

آں یکے در خواب نعرہ می زند — صد ہزاراں بحث و تلقیں میکند

ایک شخص خواب میں نعرے لگا رہا ہے — لاکھوں بحثیں اور گفتگوئیں کر رہا ہے

ایں نشستہ پہلوئے اُو بے خبر — خفتہ خود آنست و کر زاں شور و شر

یہ اس کے پہلو میں بے خبر بیٹھا ہے — وہ خود اُس سے سویا ہوا ہے اور اُس شور و شر سے بہرا ہے

واں کسے کش مرکب چوبیں شکست — غرقہ شد در آب اُو خود ماہی ست

اور وہ شخص جس کی لکڑی کی سواری ٹوٹ گئی — وہ پانی میں ڈوب گیا، وہ خود مچھلی ہے

کہتا ہے کہ میں تو عشق کے نعروں سے بہرا ہوا جا رہا ہوں اور یہ بے خبر ہے۔ تیز گوشاں۔ دنیادار تیز کان والے عشق کے نعروں سے بہرے ہوتے ہی ہیں۔ آں یکے۔ یہی یہ مثال ہے کہ ایک شخص خواب میں نعرے لگاتا ہے اور بہت بکواس کرتا ہے۔ ایں نشستہ۔ دوسرا شخص جو اُسکے پہلو میں بیٹھا ہوا ہے اس سے بے خبر ہے تو یہ اگر جاگ رہا ہے مگر

۱ من شدم۔ اب وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں جسم سے عریاں ہو گیا اور جسم اُس شہزادی کے خیال سے عریاں ہو گیا اور اب میں حقیقت کے وصل کی طرف جا رہا ہوں۔ ایں مباحث۔ یعنی وصلِ خداوندی کے مباحث جو ذکر کر دیئے، بس یہی گفتگو میں سما سکتے تھے اِس سے آگے کے احوال من ذوقی ہیں۔ گر بکوشی۔ ذوقی چیزیں گفتگو سے بیان نہیں کی جا سکتی ہیں۔ بعد۔ آگے کی باتوں کے لئے گفتگو ذریعہ نہیں اس کی مثال اِس طرح سمجھو کہ گھوڑے کی سواری دریا کے کنارے تک کام دیتی ہے پھر وہ بیکار ہے دوسری سواری کی ضرورت ہوتی ہے یعنی کشتی کام دیتی ہے۔

۲ مرکب چوبیں۔ اہلِ قال کو حال نہیں سمجھایا جا سکتا اسکو صرف اہلِ حال ہی سمجھ سکتے ہیں جس طرح کشتی خشکی میں کام نہیں دے سکتی۔ ایں خموشی۔ گفتگو سے خاموشی اہلِ حال کیلئے گفتگو ہے۔ ہر خموشی۔ اگر تو اہلِ قال میں سے ہے تو گفتگو سے خاموشی سے ملول ہوگا لیکن اہلِ حال کیلئے وہ عشق کے نعرے ہیں۔ تو ہمی گوئی۔ تو اِس خاموشی کو خاموشی سمجھتا ہے صاحبِ حال کہتا ہے کہ تیرے کان نہیں ہیں کہ تو اُس حال کی گفتگو کو سمجھ سکے۔

۳ من زنعرہ۔ صاحبِ نعرہ تو لیکن سو رہا ہے۔ واں کسے۔ یہ حال تو اہلِ ذوق کا تھا اب جو فنا اور استغراق کے مقام میں ہیں اُنکا ذوق بھی فنا ہو چکا ہے اب وہ خود بھی ہیں اُنکو اس کشتی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

۵۱ نہ خموش ست و نہ گویا نادریست | حالِ اُو را در عبارت نام نیست
وہ نہ خاموش ہے اور نہ بولنے والا، کچھ عجیب ہے | اس کی حالت کا لفظوں میں کوئی نام نہیں ہے

نیست زیں دو ہر دو ہست آں بوالعجب | شرحِ ایں گفتن برُون ست از ادب
وہ ان دونوں میں سے نہیں ہے اور وہ عجیب دونوں ہے | اس کی شرح کرنا تہذیب سے باہر ہے

ایں مثال آمد رکیک و بے ورُود | لیک در محسوس زیں بہتر نبُود
یہ مثال کمزور اور منطبق نہ ہونے والی ہے | لیکن محسوس میں اس سے بہتر (مثال) نہ تھی

حاصل آں شہزادہ از دنیا برفت | جانش پُر درد و جگر پُر سوز و تفت
خلاصہ یہ کہ وہ شہزادہ دنیا سے چلا گیا | اُس کی جان پُر درد تھی اور جگر پُر سوز اور گرم تھا

آمدنِ برادر میانگیں بجنازۂ برادر کہ ایں کوچک صاحب فراش بُود از رنجوری و نواختنِ پادشاہ میانگیں را و صد ہزار غنایمِ غیبی و عینی بدو رسیدن از نظرِ شاہ

بچلے بھائی کا بھائی کے جنازے پر آنا، کیونکہ چھوٹا بیماری کی وجہ سے بستر پر تھا اور بادشاہ کا بچلے کو نوازنا اور بادشاہ کی نظر سے اُس کو لاکھوں غیبی اور عینی دولتیں حاصل ہونا

۵۲ کوچکیں رنجور بُود و آں وسط | بر جنازہ آں بزرگ آمد فقط
چھوٹا بیمار تھا اور وہ بچلا | فقط، اُس بڑے کے جنازے پر آیا

شاہ دیدش گفت قاصد کیں کیست | کہ ازاں بحرست و ایں ہم ماہی ست
شاہ نے اُس کو دیکھا، قصداً کہا کہ یہ کون ہے! | کیونکہ اُسی سمندر کا ہے اور یہ بھی مچھلی ہے

پس مُعرِّف گفت پورِ آں پدر | ایں برادر زاں برادر خُرد تر
تعارف کرانیوالے نے کہا اسی باپ کا بیٹا ہے | یہ بھائی، اُس بھائی سے چھوٹا ہے

شہ نوازیدش کہ ہستی یادگار | کرد اُو را ہم بداں پُرسش شکار
شاہ نے اُس کو نوازا کہ تو یادگار ہے | اُس نوازش سے اُس کو بھی شکار کر لیا

۵۳ از نوازشہای آں شاہِ وحید | در تنِ خود غیرِ جاں جانے بدید
اُس یکتا شاہ کی نوازشوں سے | اُس نے اپنے جسم میں جان کے علاوہ ایک اور جان دیکھی

در دلِ خود دید عالی غلغلہ | کہ نیابد صوفی آں در صد چلہ
اُس نے اپنے دل میں ایک عالیشان غلغلہ دیکھا | جس کو صوفی سو چلّوں میں نہ پائے

---

۵۱ نہ خموش۔ یہ صاحبزادہ وہ نہ صاحبِ ذوق کی طرح خاموش ہے اور نہ گویا ہے یہ ایک نادر شخصیت ہے اور اُس کی اِس کیفیت کا پورا بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ نیست۔ اُس کو نہ خاموش کہہ سکتے ہیں نہ گویا اور وہ خاموش بھی ہے اور گویا بھی اب اُس کی تشریح کے لئے شریعت کا ادب مانع ہے۔ ایں مثال۔ یہ کمزور مثال ہے تشبیہ دینا۔ حاصل۔ بڑے شہزادے کے احوال کا خلاصہ یہ ہے کہ اسی درد عشق اور سوز کی حالت میں دنیا سے چلا گیا۔

۵۲ کوچکیں۔ سب سے چھوٹا شہزادہ بیمار تھا وہ بڑے بھائی کے جنازے پر نہ آسکا صرف منجھلا آیا۔ قاصد۔ شاہ کشف سے سمجھ گیا تھا پھر بھی اُس نے دریافت کیا۔ بحر۔ بحرِ عشق۔ ماہی۔ عاشق پیشہ۔ تعارف کرانیوالے نے کہا کہ یہ بھی اسی باپ کا بیٹا ہے اور مرنیوالے سے چھوٹا ہے۔ یادگار۔ یعنی مرنے والے کی۔

۵۳ از نوازشہای۔ شاہ کی توجہ سے اُس کی قلبی کیفیت بدلی اور قلب میں زندگی محسوس ہونے لگی۔ در دل۔ اُس نے اپنے دل میں عشق الٰہی کا ایسا جوش و خروش دیکھا جو صوفی کو سو چلّوں میں بھی حاصل نہیں ہوتا۔

Presented by www.ziaraat.com

در دلِ خود یافت عالی عالمے[1] — کاں نیابد کس بصد خلوت ہمے

اُس نے اپنے دل میں ایک عالیشان عالم پایا — جس کو کوئی سَو خلوتوں میں نہ پائے

عرصۂ دیوار و کوہ و سنگ تافت — پیشِ اُو چوں نار خنداں می شگافت

میدان اور دیوار اور پہاڑ اور پتھر چمک اٹھے — اُسکے سامنے خنداں انار کی طرح پھٹے پڑتے تھے

ذرہ ذرہ پیشِ اُو چوں آفتاب — دمبدم می کرد صد گوں فتحِ باب

اُس کے سامنے ذرہ ذرہ سورج کی طرح تھا — ہر دم سَو طرح سے اُس کے لئے فتحِ باب کرتا تھا

باب گہ روزن شُدے گاہے شعاع — خاک گہ گندم شُدے و گاہ صاع

دروازہ کبھی روزن بن جاتا، کبھی شعاع — مٹی کبھی گیہوں بن جاتی اور کبھی صاع

در نظر ہا چرخ بس کہنہ و قدید — پیشِ چشمش ہر دمے خلقِ جدید

آسمان اُس کی نظروں میں بہت پُرانا اور سوکھا ہوا تھا — اُسکی آنکھ کے سامنے ہر وقت ایک نئی مخلوق تھی

رُوحِ زیبا[2] چونکہ وارست از جسد — از قضا بیشک چنیں چشمش رسد

حسین روح جب جسم سے چھوٹ جاتی ہے — بیشک قضاءِ (خداوندی) سے اُسکو ایسی آنکھ مل جاتی ہے

صد ہزاراں غیب پیشش شُد پدید — آنچہ چشمِ محرماں بیند بدید

لاکھوں غیب اُس کے سامنے ظاہر ہو گئے — جو کچھ محرموں کی آنکھ دیکھتی ہے اس نے دیکھا

آنچہ اُو اندر کُتُب برخواندہ بُود — چشم را در صورتِ آں برگشود

جو کچھ اُس نے کتابوں میں پڑھا تھا — آنکھ کو اُس کی صورت پر کھولا

از غبارِ موکبِ آں شاہِ نر — یافت اُو کحلِ عزیزی در بصر

اُس بڑے بادشاہ کے جلوس کے غبار سے — اُس نے بینائی میں عزیزی سرمہ پایا

بر چنیں[3] گلزار دامن می کشید — جزو جزوش نعرہ زن ھَلْ مِنْ مَزِید

اس طرح کے چمن پر وہ دامن کھینچتا تھا — اُس کا جز جز "کیا کچھ اور ہے" کا نعرہ مارتا تھا

گلشنے کز بقل روید یک دم ست — گلشنے کز عقل روید خرم ست

جو چمن سبزی سے اُگے، تھوڑی دیر کا ہے — جو چمن عقل سے اُگے وہ تازہ ہے

گلشنے کز گل دمد گردد تباہ — گلشنے کز دل دمد وا فرحتاہ

وہ چمن جو پھولوں سے اُگے وہ تباہ ہو جاتا ہے — جو چمن دل سے اُگے سبحان اللہ

علمہائے با مزہ دانستہ ماں — زاں گلستاں یک دو سہ گلدستہ داں

ہمارے جانے ہوئے مزیدار علوم کو — اُس چمن سے ایک دو گلدستے سمجھ

---

[1] عالمے یعنی علم و معرفت کی دنیا۔ عرصہ۔ انعکاسی انوار سے سب عالم روشن ہو گیا اور اُس میں واردات اور معارف منکشف ہونے لگے اور ہر چیز مظہرِ صفاتِ کمال نظر آنے لگی۔ ذرہ۔ اب عالم کا ذرہ ذرہ اسکے کشف کا ذریعہ بن گیا اور اسکے ذریعہ علوم و معارف کا دروازہ کھلنے لگا۔ باب۔ وہ علم کا دروازہ کبھی روشندان کی طرح علم کا ذریعہ بنتا تھا کبھی خود علم بنتا تھا۔ خاک۔ خاک کبھی مقصود بالذات بنجاتی تھی اور کبھی مقصود کا ذریعہ اور آلہ۔ در نظر۔ اب عالمِ ناسوت اسکو بے قدر معلوم ہوتا تھا اور اسکی نگاہوں کے سامنے عالمِ ملکوت تھا۔

[2] رُوحِ زیبا شہزادے کا یہ کشف تعجب کی بات نہیں ہے رُوحِ زیبا جب جسمانی لذتوں سے آزاد ہو جاتی ہے تو خواہ مجاہدے سے ہو، یا صحبتِ شیخ سے اسکو اس قسم کے انکشافات حاصل ہونے لگتے ہیں۔ صد ہزاراں۔ شہزادے کو شیخ کی صحبت سے یہ درجہ حاصل ہو گیا۔ آنچہ۔ استدلالی علوم اب مشاہدہ بنگئے۔ از غبار۔ شاہ کی صحبت سے اسکو باطنی سرمہ حاصل ہو گیا۔ عزیزی۔ یعنی صاحبِ باطن کا سرمہ۔

[3] بر چنیں یعنی باطنی علوم کے چمن میں وہ ناز سے ٹہل رہا تھا اور اہلِ باطن کی طرح مزید کیلئے نعرے لگا رہا تھا۔ گلشن۔ اسکو جو معنوی چمن حاصل ہوا تھا وہ دائمی تھا سبزے کا چمن عارضی ہوتا ہے۔ کز دل۔ جو چمن دل میں اُگتا ہے وہ پائیدار ہوتا ہے۔ علمہائے۔ ہمارے علوم اُس چمنِ معرفت کے فقط دو تین گلدستے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

زاں زبون یک دو سہ گلدستہ ایم ... کاں درِ گلزار بر خود بستہ ایم

ہم اسی لئے ایک دو گلدستوں سے مغلوب ہیں ... کیونکہ ہم نے اپنے اوپر چمن کا دروازہ بند کر لیا ہے

آں چناں مفتاحہا ہر دم بناں ... می فتد ایجاں دریغا از بناں

ایسی کنجیاں ہر وقت روٹی کے بدلے ... ہائے افسوس اے جان! انگلیوں سے گر رہی ہیں

در دمے ہم فارغ آرندت زناں ... گرد چادر گردی و عشق و زناں

اگر تھوڑی دیر کیلئے تجھے روٹی سے فارغ کر دیتے ہیں ... تو چادر اور عشق اور عورتوں کے چکر لگاتا ہے

باز استسقات چوں شد موج زن ... ملک و شہرے بایدت پُر نان و زن

پھر جب تجھ میں استسقاء موج زن ہوتی ہے ... روٹی اور عورتوں سے ملک و شہر بھرا ہوا تجھے چاہیئے

مار بودی اژدہا گشتی مگر ... یکسرت بود ایں زمانے ہفت سر

تو سانپ تھا شاید اژدہا بن گیا ... تیرے ایک سر تھا اب سات سر ہیں

اژدہای ہفت سر دوزخ بود ... حرص تو دانہ است و دوزخ فخ بود

سات پھنوں والا اژدہا دوزخ ہے ... تیری حرص دانہ ہے اور دوزخ جال ہے

دام را بدراں بسوزاں دانہ را ... باز کن درہای نو ایں خانہ را

جال کو پھاڑ ڈال، دانہ کو جلا دے ... اس گھر کے نئے دروازوں کو کھول

چوں تو عاشق نیستی اے نرگدا ... ہمچو کوہے بے خبر داری صدا

اے بے شرم مفلس: چونکہ تو عاشق نہیں ہے ... تو پہاڑ کی طرح بے خبر آواز رکھتا ہے

کوہ را گفتار کے باشد ز خود ... عکسِ غیرست آں صدا اے معتمد

پہاڑ کی اپنی گفتگو کب ہوتی ہے؟ ... اے معتمد: وہ صدا دوسرے کا عکس ہے

گفت تو زاں رو کہ عکسِ دیگریست ... جملہ احوالت بغیرِ عکس نیست

تیری گفتگو جس طرح سے دوسرے کا عکس ہے ... تیرے سارے احوال عکس کے سوا نہیں ہیں

خشم و ذوقت ہر دو عکسِ دیگراں ... شادیِ قوادہ و خشمِ عواں

تیرا غصہ اور ذوق دونوں دوسروں کا عکس ہیں ... دلال کی خوشی اور سپاہی کے غصہ کی طرح،

آں عواں را آں ضعیف آخر چہ کرد ... کہ دہد او را بکینہ زجر و درد

اس کمزور نے آخر اس سپاہی کا کیا بگاڑا ہے؟ ... کہ وہ اس کو کینہ سے جھڑکی اور تکلیف دیتا ہے

تا بکے عکسِ خیالِ لامعہ ... جہد کن تا گردت ایں واقعہ

ایک چمکدار خیال کا عکس کب تک؟ ... کوشش کر تاکہ تیرے لئے یہ حقیقت بن جائے

---

۵۱ زاں: ہم اس تنگی عمر کے اسلئے فریفتہ ہیں کہ ہم نے علوم حقیقی کا دروازہ اپنے اوپر بند کر رکھا ہے۔ آنچناں: جن کنجیوں سے فن علوم کے خزانے کھلتے ہیں وہ تن پرستی کی وجہ سے ہمارے ہاتھ سے گر جاتی ہیں۔ در دمے: جب کسی انسان کا پیٹ بھر جاتا ہے تو پھر وہ نفس کی شہوت کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ باز: پھر انسان کی حرص لذت بڑھتی ہے تو نان و زن سے پر شہروں اور ملکوں کے ذریعے ہو جاتا ہے۔ مار بودی: پہلے وہ سانپ تھا جس کے ایک سر تھا اب وہ سات سروں والا اژدہا بن جاتا ہے۔

۵۲ اژدہای: دوزخ سات سروں والا اژدہا ہے دوزخ کے سات دروازے ہیں جن سے جہنمی اس میں داخل ہونگے حرص انسان کیلئے دانہ اور دوزخ جال ہے۔ بازکن: اس دانہ اور جال سے دور ہو جا پھر معارف و علوم لدنیہ کے گھر کا دروازہ کھلے گا۔ چوں تو: اگر تو خدا کا عاشق نہیں ہے جو ان علوم و معارف کا حامل ہوتا ہے تو پھر تو ایک پہاڑ ہے جس سے صدائے بازگشت پیدا ہوتی ہے اور وہ پہاڑ کی سے لازم ہوتا ہے یعنی تیرے علوم بھی محض پہاڑ کی صدائے بازگشت ہیں۔

۵۳ گفت: تو جس طرح تیری گفتگو صدائے بازگشت ہے اسی طرح تیرے عارضی حال بھی کسی دوسرے کا عکس ہیں۔ خشم: تیرا غصہ اور تیرا ذوق

[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

[1] تا کہ گفتارت زحالِ تو بُوَد — سیرِ تو با پرّ و بالِ تو بُوَد
تاکہ تیرا قال تیرے حال سے ہو — تیری پرواز تیرے بال و پر سے ہو

صید گیرد تیر ہَم با پرِّ غیر — لاجرم بے بہرہ است از لحمِ طیر
دوسرے کے پر سے تیر بھی شکار پکڑ لیتا ہے — لامحالہ وہ پرند کے گوشت سے بے نصیب ہے

باز صید آرد بخود از کوہسار — لاجرم شاہش خوراند کبک و سار
باز خود پہاڑ سے شکار لاتا ہے — لامحالہ شاہ اس کو چکور اور تلیر کھلاتا ہے

باز با پرِّ خود آرد صیدِ شبک — لاجرم شاہش خوراند لحمِ کبک
باز اپنے پروں سے جال کا شکار لاتا ہے — لامحالہ شاہ اس کو چکور کا گوشت کھلاتا ہے

مَنطقے کز وحی نبُوَد از ہَواست — ہمچو خاکے در ہوا و در ہَبات
وہ گفتگو جو وحی سے نہ ہو خواہشِ (نفس) سے ہے — وہ خاک کی طرح ہوا اور ذرّوں میں ہے

[2] گر نماید خواجہ را ایں دَم غلط — ز اوّل والنجم برخواں چند خط
اگر صاحب کو یہ دعویٰ غلط نظر آتا ہے — والنجم کے شروع سے چند نقش پڑھ لیں

تا کہ مَا یَنطِقُ محمدٌ عَنْ ھَوَا — اِنْ ھُوَ اِلَّا بوَحیٍ احتَوٰی
محمدؐ خواہشِ (نفس) سے نہیں بولتے ہیں — نہیں ہے وہ مگر وحی کے ذریعہ جس کا انھوں نے احاطہ کیا

تا بدانی کہ محمدؐ از ہوا — وانگفت وگفت از وحیِ خدا
تاکہ تو جان لے کہ محمدؐ نے خواہشِ (نفس) سے — نہیں کہا اور خدا کی وحی سے کہا ہے

احمدا چوں نیست از وحی یاس — جسمیاں را دہ تحرّی و قیاس
اے احمدؐ! آپ کو وحی سے مایوسی نہیں ہے — جسم والوں کو تحرّی اور قیاس عطا کر دیجئے

[3] بید را اگر میوہ نے باشد ظلال — کز ضرورت ہست مُردارے حلال
بید کے اگر پھل نہیں ہے، سایہ ہوتا ہے — کیونکہ ضرورت کے وقت مُردار حلال ہے

گر تحرّی نیست در کعبۂ وصال — لیک ہست اندر بیابانِ ضلال
اگر کعبۂ وصال میں تحرّی نہیں ہے — گمشدگی کے بیابان میں تحرّی ہے

بے تحرّی و اجتہاداتِ ہُدیٰ — ہر کہ بدعت پیشہ گیرد از ہوا
تحرّی اور ہدایت کے اجتہادوں کے بغیر — جو خواہشِ (نفس) سے بدعت کا پیشہ اختیار کرے

---

[1] تا کہ۔ جب تیرے اندر حقیقی وصف پیدا ہو جائیگا تو تیری گفتار خود اپنی ہوگی اور تیری رفتار خود اپنے بال و پر سے ہوگی۔ صید۔ تیر کے پر لگے ہوئے ہیں اس کے اپنے نہیں ہیں لہٰذا وہ شکار کے گوشت سے محروم ہے۔ باز۔ باز اپنے پروں کے ذریعہ شکار کرتا ہے وہ چکور اور تلیر کھاتا ہے۔ لاجرم نقال تیر کی طرح اور صاحب حال باز کی طرح ہے۔ کبک۔ چکور۔ سار۔ تلیر۔ شبک۔ جال۔ منطقے۔ علوم بے بصیرت اور احوال بے حقیقت کا تعلق وحی سے نہیں ہے بلکہ محض نفسانی چیزیں ہیں۔

[2] گر نماید۔ سورہ والنجم میں ہے "وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی" آنحضورؐ کا کلام وحی سے ماخوذ ہے خواہشِ نفس سے نہیں ہے۔ احتوٰی۔ یعنی جس وحی کا آنحضورؐ نے احاطہ کر لیا ہے۔ احمدا۔ آنحضورؐ کے جو علوم وحی سے متعلق تھے۔ جسمیاں۔ جو لوگ جسمانی ہیں اور ان کا تعلق روحانی عالم سے نہیں ہے ان کے لئے تحرّی اور اجتہاد وحی کے قائم مقام ہے لہٰذا اجتہادی مسائل بھی نفسانی نہیں ہیں آنحضورؐ کو بھی اجازت تھی کہ جب وحی نہ آئے تو قیاس سے کام لیں۔

[3] بید را۔ وحی نہ ہوتے ہوئے قیاس سے فائدہ اٹھانا ہے کہ اگر بید کے پھل نہیں ہیں تو اس کے سایہ کا فائدہ حاصل کر لیا جاتا ہے۔ مگر تحرّی۔ جس وقت کعبہ سامنے ہو سمتِ قبلہ کی تحرّی اور اٹکل لگانا جائز نہیں لیکن اگر انسان ایسے جنگل میں ہو جہاں دلیل قطعی سے سمتِ کعبہ متعین نہ کی جا سکے تو اٹکل سے متعین کرنا جائز ہے۔ بے تحرّی۔ اگر بے اٹکل اور بغیر اجتہاد کے کوئی عمل ہوگا تو وہ بدعت ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ہمچو[۱] عادش بر بَرَد باد و کُشد — نے سلیمانؑ ست تا تختش کَشد

ہوا اُس کو عاد کی طرح برباد اور ہلاک کر دیگی — وہ سلیمانؑ نہیں ہے کہ اُسکے تخت کو کھینچے

۲۹ عادرا بادست حمّالِ خذول — ہمچو برّہ درکفِ مردِ اکول

عاد کے لئے ہوا، مخالف بار بردار ہے — جس طرح پیٹو کے ہاتھ میں بکری کا بچہ

ہمچو فرزندش نہادہ بَر کنار — می بَرَد تا بکُشدش قصاب وار

وہ اُس کو اولاد کی طرح بغل میں دبائے ہوئے — لے جارہا ہے تاکہ اُس کو قصائی کی طرح ذبح کردے

عادیاں[۲] را باد ز استکبار بُود — یارِ خود پنداشتند اغیار بُود

عاد والوں کے لئے ہوا تکبّر کی وجہ سے تھی — اُنھوں نے اپنا دوست سمجھا، وہ اغیار تھی

چوں بگردانید ناگہ پوستیں — خُردشاں بشکست آں بئس القریں

جب اُس نے اچانک پوستین اُلٹ دیا — اُس بُرے ساتھی نے اُن کو ریزہ ریزہ کر دیا

باد را بشکن کہ بس فتنہ است باد — پیش ازاں کِت بشکند او ہمچو عاد

ہوا کو توڑ دے کیونکہ ہوا بہت فتنہ ہے — اِس سے قبل کہ وہ تجھے عاد کی طرح توڑ دے

ہودؑ دادے پند کاے پُر کبر خیل — بر کَنَد از دستِ تاں ایں باد ذیل

(حضرت) ہودؑ نصیحت کرتے کہ اے تکبّر بھری جماعت — یہ ہوا تمہارے ہاتھ سے دامن چھڑا دے گی

شکرِ حق ست باد و از نفاق — چند روزے با شما کرد اعتناق

ہوا اللہ (تعالےٰ) کا شکر ہے اور نفاق کی وجہ سے — چند روز تم سے گلے ملی ہے

اُو بسر با خالقِ خود راست ست — چوں اجل آید بر آرد باد دست

وہ باطن میں اپنے خالق کے ساتھ سچی ہے — جب وقت آئے گا، ہوا ہاتھ نکال لے گی

ایں[۳] ہماں بادست کایمن می گذشت — بود ہمچوں جان و ہمچوں مرگ گشت

یہ وہی ہَوا ہے، جو اطمینان سے گذرتی تھی — جان کی طرح تھی اور موت جیسی ہو گئی

دستِ آنکس کو بکرد ت دست بوس — وقتِ خشم آں دست می گردد دبوس

اُس شخص کا ہاتھ جو تیرے ہاتھ چومتا تھا — غصّہ کے وقت وہی ہاتھ گرز بن جاتا ہے

باد را اندر دہن بیں رہگذر — ہر نفس آیاں رواں در کرّ و فر

ہوا کا منہ میں راستہ دیکھ — ہر وقت کرّ و فر کے ساتھ آنے جانے والی ہر

حلق و دندانہا ازو ایمن بُود — حق چو فرماید بدنداں در رَوَد

حلق اور دانت اُس سے محفوظ ہیں — اللہ (تعالےٰ) حکم دیتا ہے تو دانتوں میں گھس جاتی ہے

---

۱ ہمچو۔ بغیر اجتہاد کے ہوا جیسے ہوائے نفس ہے تو یہ ہوائے نفس اُس کو اسی طرح برباد کر دیگی جس طرح عنصری ہوا نے قومِ عاد کو برباد کیا تھا۔ سلیمانؑ مگر اُس نے اجتہاد سے کام لیا ہے تو پھر ہوا اُس کیلئے اِس طرح مُفید ہو گی جس طرح حضرت سلیمانؑ کے لئے مُفید تھی۔ عاد۔ قومِ عاد کے لئے ہوا ایسی ہی تھی جیسے کہ پیٹو انسان کے پاس بکری کا بچہ جس کو وہ اولاد کی طرح گود میں اُٹھا کر لے جارہا ہے اور پھر قصابوں کی طرح اُس کو ذبح کر ڈالتا ہے۔

۲ عادیاں۔ قومِ عاد میں تکبّر کی ہوا بھری ہوئی تھی جو تباہی کا سبب بنی، وہ ابتداءً اُس کو دیکھ کر خوش ہوئے پھر اُسی سے تباہ ہوئے۔ پند بود۔ قومِ عاد نے ہوا کو ابتداءً مُفید سمجھا پھر اُسی کے ذریعہ ہلاک ہوئے۔ باد۔ انسان کو اُس تکبّر کی ہوا سے بچنا چاہیے ورنہ وہ ہلاک کر دے گی ہو تو۔ حضرت ہودؑ اُنکو تکبّر چھوڑنے کو کہتے تھے۔ شکر۔ یہ سمجھاتے تھے کہ ہوا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے تمہیں نفاق سے کچھ فائدہ پہنچا رہی ہے لیکن اجل جب اللہ کے غصّہ کا وقت آجائیگا پھر یہی تمہیں تباہ کر دیگی۔

۳ ایں ہماں۔ پہلے یہی ہوا دل پسند ہوگی تھی اب ہلاکت کا سبب بنگئی۔ دست۔ وہی شخص جو تمہاری دست بوسی کرتا ہے

غصّہ کے وقت اُس کا ہاتھ گرز بن جاتا ہے۔ بادِ ہوا سانس کے ساتھ کس عمدگی سے حلق میں آ جاتی ہے۔ حق۔ لیکن جس وقت خدا چاہتا ہے وہ دانت کے اندر گھس جاتی ہے۔

کوہ گردد ذرّہ بادو ثقیل[۱] — دردِ دنداں داردش زار و علیل

ہوا کا ذرہ پہاڑ اور بھاری بن جاتا ہے — دانتوں کا درد اُس کو عاجز اور بیمار کر دیتا ہے

یارب و یارب برآرد اُو زجاں — کہ بَراِیں باد را اے مُستعاں

وہ جان سے اے خدا اے خدا نکالتا ہے — کہ اے مددگار! اِس ہوا کو لے جا

اے دہاں غافل بُدی زیں باد رَو — از بُنِ دنداں دراِ ستغفار شَو

اے منہ! تو اِس ہوا سے غافل تھا، جا — عاجزی سے استغفار میں لگ جب

چشمِ سختش اَشکہا باراں کُند — مُنکراں را درد اَللہ خواں کُند

اُس کی سخت آنکھ آنسُو برساتی ہے — درد مُنکروں کو اللہ کو پکارنے والا بنا دیتا ہے

چوں دَمِ یزداں نہ پذرفتی زمَرد — وحیِ حق را ہیں پذیرا شوز درد

جبکہ تو نے اللہ (تعالیٰ) کے کلام کو مردِ (حق) سے قبول نہ کیا — خبردار! اللہ کی وحی کو درد سے قبول کر لے

باد[۲] گوید پیکم از شاہِ بَشَر — گہ خبر خیر آورم گہ شور و شَر

ہوا کہتی ہے میں شاہِ بشر کی قاصد ہوں — کبھی بھلائی کی خبر لاتی ہوں کبھی شور و شر کی

مَن چو تو غافل ز شاہِ خود کِیَم — زانکہ ماموُرم اَمیرِ خود نِیَم

میں تیری طرح اپنے شاہ سے کب غافل ہوں؟ — کیونکہ میں محکوم ہوں، اپنی حاکم نہیں ہوں

گر سُلیمانؑ وار بُودے حالِ تُو — چوں سُلیمانؑ گشتمے حمّالِ تُو

اگر تیرا حال سلیمانؑ کی طرح ہوتا — سلیمانؑ کی طرح تیری حمّال بنتی

عاریتم گشتمے مِلکِ کفت — کردمے بر رازِ خود مَن واقفت

میں مانگی ہوئی ہوں تیرے ہاتھ کی ملوک بن جاتی — میں تجھے اپنے راز سے واقف کر دیتی

لیک[۳] چوں تو باغیٔ من مُستعار — می کُنم خدمت تُرا روزے سہ چار

لیکن چونکہ تو باغی ہے اور میں مانگی ہوئی ہوں — میں تیری تین چار روز خدمت کرتی ہوں

پس چو عادت سرنگونیہادہم — زِاسپہٗ تو باغیانہ برجہم

پھر تجھے عاد کی طرح اوندھا کر دوں گی — تیرے لشکر سے بغاوت کر کے نکل جاؤں گی

تا بغیب ایمانِ تو مُحکم شوَد — آں زماں کایمانت مایہ غم شوَد

انجام یہ ہے کہ تیرا غیب پر ایمان مضبوط ہوگا — جبکہ تیرا ایمان غم کا سرمایہ ہو جائیگا

آں زماں خود جُملگاں مُومن شوند — آں زماں خود سرکشاں بر سَر دوَند

اس وقت سب خود مومن ہو جائیں گے — اُس وقت سرکش خود سَر کے بل دوڑیں گے

---

۱ کوہ۔ جب وہ دانت میں گھس جاتی ہے تو اُس کا ایک ذرّہ پہاڑ معلوم ہوتا ہے اور انسان دانت کے درد سے بےچین ہو جاتا ہے۔ یارب۔ اب وہ درد میں خدا سے دُعا کرتا ہے اور اِس ہوا کو نکالنے کی درخواست کرتا ہے۔ اے دہاں۔ جبکہ یہ چیزیں اللہ کے حکم کے تابع ہیں تو اُس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ چشم۔ اِس درد کا یہ خاصّہ ہے کہ یہ خدا کی یاد دلاتا ہے اور سخت دلوں کو رُلا دیتا ہے۔ زمرد۔ مرادِ خدا کی نصیحت کو تو نے قبول نہ کیا اب درد کی وجہ سے ہی اُن باتوں کو تسلیم کرلے۔

۲ باد۔ ہوا دلالتِ حال سے کہتی ہے کہ میں خدا کی قاصد ہوں کبھی بشارت دیتی ہوں کبھی ڈراتی ہوں۔ مَن چو تو۔ اور کہتی ہے کہ میں انسان کی طرح خدا سے غافل نہیں ہوں میں حکم کی پابند ہوں حاکم نہیں ہوں۔ گر سلیمانؑ۔ اگر تو سلیمانؑ کی طرح خدا کا مطیع ہوتا تو میں تیری خادم ہوتی۔ عاریتم۔ اب میں تیری ملکیت نہیں ہوں، عارضی طور پر تیرے پاس ہوں۔ راز۔ ہوا اپنا اللہ تعالیٰ کی آیت ہونا واضح کر دیتی ہے۔

۳ لیک۔ لیکن چونکہ تو اللہ تعالیٰ کا باغی ہے لہٰذا دو چار روز تجھے دنیوی نفع پہنچا رہی ہوں۔ پس چو۔ اِن دنوں کے بعد تجھے قومِ عاد کی طرح جہنم میں اوندھا گرا دوں گی۔ تا بغیب۔ تیری بغاوت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُس وقت تیرا ایمان بالغیب مضبوط ہو جائیگا۔

آں[1] زماں زاری کنند و افتقار | ہمچو دزد و راہزن در زیرِ دار
اُس وقت عاجزی اور ضرورت کا اظہار کرتے ہیں | جس طرح چور اور ڈاکو سُولی کے نیچے

لیک گر در غیب گردی مُستوی | مالکِ دارین و شحنہ خود توئی
لیکن اگر تو غیب میں ٹھیک ہو جائے | تُو خود دونوں جہان کا مالک اور کوتوال ہے

رُو نماید بادشاہیِ مُقیم | نے دو روزہ مُستعار ست و سقیم
ہمیشہ کی بادشاہت رُونما ہو | وہ دو روزہ مانگی ہوئی اور مریض نہیں ہے

رَستی از بیگار و کارِ خود کُنی | ہم تو شاہ و ہم تو طبلِ خود زنی
تو بیگار سے چھوٹ جائے اور اپنا کام کرے | تو بادشاہ بھی ہو جائے اور خود اپنا نقارہ بجائے

چوں گلو تنگ آورد بر ما جہاں | خاک خوردے کاشکے حلق و دہاں
جب حلق ہم پر دنیا کو تنگ کر رہا ہے | کاش کہ حلق اور منہ خاک پھانکے

ایں دہاں خود خاک خوارے آمدہ است | لیک خاکے را کہ آں رنگیں شدہ است
یہ منہ خود خاک کھانے والا ہے | لیکن اُس خاک کو جو رنگین ہو گئی ہے

ایں[2] کباب و ایں شراب و ایں شکر | خاکِ رنگین است و نقشیں اے پسر
یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر | اے بیٹا! رنگین اور نقشین خاک ہے

چونکہ خوردی و شد آنہا لحم و پوست | رنگ بخشش داد و ایں ہم خاکِ کوست
جب تو نے کھا لیا اور وہ گوشت و پوست بن گئی | اُسکو گوشت کا رنگ دیدیا اور یہ بھی کوچہ کی خاک ہے

ہم ز خاکے بخیہ بر گِل می زنند | جملہ را ہم باز خاکے می کنند
خاک ہی سے مٹی پر بخیہ کرتے ہیں | پھر سب کو خاک کر دیتے ہیں

ہندو و قبچاق و رُومی و حبش | جملہ یک رنگ اند اندر گور خوش
ہندوستانی اور قبچاقی اور رومی اور حبشی | اچھی طرح قبر میں سب ایک رنگ کے ہیں

تا[3] بدانی کاں ہمہ رنگ و نگار | جملہ رُوپوش ست و مکر و مُستعار
تاکہ تو سمجھ لے کہ وہ سب رنگ و نقش | سب پردہ اور مکر اور مُستعار ہیں

زانکہ باقی صبغۃ اللہ ست و بس | غیر آں بربستہ داں ہمچوں جرس
کیونکہ باقی رہنے والا اللہ کا رنگ ہے اور بس | دوسرے کو گھنٹہ کی طرح بندھا ہوا سمجھ

[1] آں زماں جب عذاب نازل ہونے لگتا ہے تو پھر توبہ اور ایمان نافع نہیں ہوتا، سُولی پر پہنچ کر مجرم کی توبہ مفید نہیں ہے۔ لیکن اگر انسان اِس حالت میں سیدھا ہو جائے جبکہ عذاب غائب تھا اور اُس نے اُس کو دیکھا نہ تھا تو پھر وہ خود شاہ ہے اُس کو کوئی نہ ستا سکیگا۔ رُو نماید جبکہ ایمان بالغیب ہو تو مستقل بادشاہی حاصل ہو جاتی ہے۔ رستی پھر تیری غلامانہ زندگی نہ ہوگی بلکہ تو آزاد ہوگا۔ چوں گلو۔ یہ منہ اور حلق کی لذتیں ہمارے لئے وبالِ جان ہیں، عذاب کے وقت انسان حسرت سے کہے گا کاش میں نے اِن لذیذ چیزوں کی بجائے خاک پھانکی ہوتی۔ ایں دہاں۔ دنیا میں جو کچھ انسان کھا رہا ہے لذیذ چیزیں بھی در اصل خاک ہیں لیکن صرف رنگ چڑھا ہوا ہے۔

[2] ایں کباب۔ دنیا کی جس قدر مرغوبات ہیں در اصل وہ رنگین اور نقشین خاک ہیں۔ چونکہ پہلے اِس مٹی پر پھل اور غذا کا رنگ تھا اب جبکہ وہ جزو بدن بنی اُس پر گوشت پوست کا رنگ آگیا پھر وہ گوشت و پوست انجام کار کوچہ کی خاک بن جائیگا۔ ہم ز خاکے جسم جو خود خاک ہے اُس کا نشو و نما خاک کے ذریعہ ہو رہا ہے پھر مرنے کے بعد سب خاک ہو جاتا ہے۔ ہندو۔ سارے انسان خواہ کہیں کا رہنے والا ہو قبر میں جا کر سب یکساں ہو جاتے ہیں۔ قبچاق ایک مشہور صحرا ہے جہاں کی ترک قوم لڑاکو ہونے میں مشہور ہے ـــــ [3] تا بدانی سب کا یہ انجام عبرت کیلئے ہے اور یہ جتانے کیلئے کہ یہ رنگ محض عارضی ہے۔ تاکہ۔ باقی صرف اللہ کا رنگ ہے جو اصلی ساتھ رہنے والا ہے جیسے گھنٹا جو جانور کے گلے میں بندھا ہوا ہے وہ جانور کا جز نہیں ہوتا محض ایک عارضی چیز ہوتی ہے۔

رنگِ[1] صدق و رنگِ تقویٰ و یقیں — تا ابد باقی بُوَد بر عابدیں
سچائی کا رنگ اور تقوے اور یقین کا رنگ — عبادت گذاروں پر ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا

رنگِ شک و رنگِ کفران و نفاق — تا ابد باقی بُوَد بر جانِ عاق
شک کا رنگ اور کفر و نفاق کا رنگ — نافرمان جان پر ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا

چوں سیہ رُوئیِ فرعونِ دغا — رنگِ اُو باقی و جسمِ اُو فنا
جیسی کہ مکار فرعون کی سیاہ روئی — اُس کا رنگ باقی اور جسم فانی ہے

برق و فرِ رُوئیِ خوبِ صادقیں — تن فنا شُد واں بجا تا یومِ دیں
بچوں کے حسین چہرے کی چمک اور شان — جسم تو فنا ہوگیا اور وہ قیامت تک باقی ہے

زشت آں زشت و خوب آں خوب و بس — دائم آں ضحاک و ایں اندر عبس
بُرا وہ بُرا ہے اور بھلا وہ بھلا ہے، بس — وہ ہمیشہ ہنسنے والا اور یہ ترشروئی میں ہے

خاک را رنگ و فن و شنگے دہد — طفل خویاں را بداں جنگے دہد
وہ خاک کو رنگ اور فن اور شوخی دیتا ہے — طفلانہ مزاج والوں کو اُس سے جنگ میں مبتلا کر دیتا ہے

از خمیرے[2] اشتر و شیرے پزند — کودکاں از حرصِ آں کف می گزند
آٹے کے اونٹ اور شیر پکاتے ہیں — بچے اُس کی حرص سے ہاتھ چاٹتے ہیں

شیر و اشتر ناں شود اندر دہاں — در نگیرد ایں سخن با کودکاں
شیر اور اونٹ مُنہ میں روٹی بن جاتے ہیں — یہ بات بچوں پر اثر نہیں کرتی

دامنِ پُر خاک ما چوں کودکاں — رفتہ از سر جہدِ اسباب و دُکاں
ہم بچوں کی طرح دامن خاک سے بھرے ہوئے ہیں — اسباب اور دکان کی کوشش سر سے نکل گئی ہے

کودک[3] اندر جہل و پندار و شکیست — شکر باری قوتِ اُو اندکیست
بچہ نادانی اور گمان اور شک میں ہے — خدا کا شکر ہے کہ اسمیں تھوڑی ہی طاقت ہے

وایِ زاں طفلاں کہ پیری می کنند — لنگ مورانند و میری می کنند
اُن بچوں پر افسوس ہے جو بڑھاپا برت رہے ہیں — لنگڑی چونٹیاں ہیں اور سرداری کر رہے ہیں

طفل را استیزہ و صد آفت است — شکر ایں کو بے فن و بے آلت است
بچہ میں تو لڑائی جھگڑے ہیں — شکر ہے کہ وہ بے تدبیر اور بے ہتھیار ہے

وایِ زیں پیرانِ طفلِ نا ادیب — گشتہ از قوت بلای ہر رقیب
افسوس ان بے ادب بوڑھے بچوں پر ہے — جو طاقت کی وجہ سے ہر نگہبان کی مصیبت بن گئے ہیں

[1] رنگِ صدق۔ نیک اعمال کا جو رنگ ہے وہ دائمی اور باقی ہے۔ رنگِ شک۔ اِسی طرح بد اعمال کا رنگ بھی دائمی ہے۔ عاق۔ نافرمان۔ فرعون۔ فرعون کا جسم فنا ہوگیا اُس کی سیاہ روئی باقی ہے۔ برق۔ جو بچے ہیں اُنکے جسم تو فنا ہو جائیں گے لیکن اُن کے اعمال قیامت تک قائم رہینگے۔ زشت۔ بُرائی بھلائی جسم کی نہیں ہے بلکہ اعمال کی ہے جو قائم و دائم ہے۔ خاک۔ جسم کا رنگ و رُوپ بے معنیٰ ہے اُس کا لالچ بچوں کا سا لالچ ہے۔

[2] از خمیرے۔ بچوں کیلئے آٹے کے شیر اور اونٹ پکا دیئے جاتے ہیں جن پر وہ فریفتہ ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ وہی روٹی ہے۔ شیر و اشتر۔ آٹے کے پکے ہوئے شیر و شتر کے بارے میں بچوں کو سمجھاؤ کہ اُن میں اور روٹی میں کوئی فرق نہیں تو اُس کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ دامن۔ ہم نے بھی بچوں کی طرح مٹی دامن میں بھر رکھی ہے اور اصل سودے اور دُکان سے غافل ہو رہے ہیں۔

[3] کودک۔ بچہ کا جہل اور نادانی زیادہ مُضر نہیں ہے، کیونکہ اسمیں زیادہ طاقت نہیں ہے اگر اُن کے جہل کا نتیجہ لڑائی ہے تو وہ معمولی قسم کی ہے۔ وای۔ قابلِ افسوس تو یہ نابالغ پیر ہیں کہ دراصل لنگڑی چیونٹیاں ہیں

چونؔ[1] سلاح و جہل جمع آید بہم | گشت فرعونے جہاں سوز از ستم
جب ہتھیار اور جہالت آپس میں جمع ہو جائیں | تو وہ ظلم سے جہاں سوز فرعون بن جاتا ہے

شکر کن اے مردِ درویش از قصور | کز فرعونی رہیدی وز کفور
اے درویش مرد! تو کمی پر شکر کر | کہ فرعونیت اور کفر سے نجات پا گیا

شکر کہ مظلومی و ظالم نہٗ | ایمن از فرعونی و ہر فتنہٗ
تو شکر کر کہ مظلوم ہے اور ظالم نہیں ہے | فرعونیت اور ہر فتنہ سے محفوظ ہے

اشکمِ تی لافِ اللّٰہی نزد | کاتشش رانیست از ہیزم مدد
خالی پیٹ نے خدائی ڈینگ نہیں ماری | کیونکہ اُس کی آگ کو ایندھن سے مدد نہیں ہے

اشکمِ خالی بُود زندانِ دیو | کش غمِ ناں مانعت از مکرِ ریو
خالی پیٹ شیطان کا قید خانہ ہے | کیونکہ اُسکے لئے روٹی کی فکر، مکر اور چالاکی سے مانع ہے

اشکمِ پُر لوت داں بازارِ دیو | تاجرانِ دیو را در وے غریو
تو لذیذ غذا سے بُر پیٹ کو شیطان کا بازار سمجھ | شیطان تاجروں کا اُس میں شور ہے

تاجرانِ ساحرِ لاشیٔ فروش | عقلہا را تیرہ کردہ از خروش
جادوگر تاجر، لاشیٔ فروشوں نے | شور سے عقلوں کو مکدر کر دیا ہے

خُم رواں کردہ ز سحرے چوں فرس | کرد کرباسے ز مہتاب و غلس
اُنھوں نے مٹکے کو جادو سے گھوڑے کی طرح چلا رکھا ہے | چاندنی اور تاریکی سے کپڑا بنا رکھا ہے

چوں بریشم خاک را بر می تنند | خاک در چشمِ ممیز می زنند
خاک کو ریشم کی طرح تن رہے ہیں | امتیاز کرنے والے کی آنکھ میں دھول جھونک رہے ہیں

جندلےؔ[3] را رنگ عودی می دہند | بر کلوخے ماں حسودی می دہند
پتھر پر عود کا رنگ چڑھا رہے ہیں | ڈھیلے پر ہمیں حسد میں مبتلا کر رہے ہیں

پاک آں کو خاک را رنگے دہد | ہمچو کودک ماں براں جنگے دہد
وہ ذات پاک ہے جو خاک کو رنگ عطا کرتی ہے | بچہ کی طرح ہمیں اُس پر جنگ میں مبتلا کر دیتی ہے

دامنِ پُر خاکِ ماں چوں طفلکاں | در نظرِ ما خاک ہمچوں زرِ کاں
بچوں کی طرح ہمارا دامن خاک سے پُر ہے | ہماری نظر میں خاک کان کے سونے کی طرح ہے

طفل را با بالغاں نبود جدال | طفل را حق کے نشاند با رجال
بچے کی بالغوں سے جنگ نہیں ہوتی | اللہ تعالیٰ بچے کو مردوں کے ساتھ کب بٹھاتا ہے

---

[1] چونؔ۔ جب ہتھیار اور جہالت جمع ہو جائے تو پھر انسان فرعون بن جاتا ہے۔ شکر کن۔ مفلس کو شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے اس کو گمراہی کے اسباب سے محفوظ رکھا ہے۔ شکر۔ مفلس عموماً مظلوم ہوتا ہے ظالم نہیں ہوتا۔ اشکمِ تی۔ خدائی کا دعویٰ پیٹ بھرا کرتا ہے بھوکے میں یہ فرعونیت نہیں ہوتی ہے۔ اشکم۔ اگر پیٹ خالی ہو تو شیطان اس میں قیدی ہو جاتا ہے کیونکہ بھوکے کو روٹی کی فکر سے فرصت نہیں ملتی۔

[2] پُر لوت۔ جو پیٹ لذیذ غذاؤں سے پُر ہے وہ شیطان کا بازار ہے جہاں مکر و فریب کی چیزیں فروخت ہوتی ہیں اور انسان اُن کو خریدتا ہے۔ تاجراں۔ شیطان تاجروں کی ہاہو سے انسان کی عقل خراب ہو جاتی ہے اور فریب میں آجاتا ہے۔ خُم رواں۔ یہ شیاطین جادوگر اپنی جادوگری سے مٹکے کو گھوڑے کی طرح رواں کر دیتے ہیں۔ کرد۔ چاندنی اور اندھیرے کا سفید و سیاہ کپڑا بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔ خاک۔ دھول سے ریشمین کپڑا بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔

[3] جندل۔ بوزن صندل بڑا پتھر۔ عود۔ اگر کی لکڑی۔ پاک۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے کسی قبیح چیز کو پیدا کرنا قبیح نہیں ہے۔ ہمچو کودک۔ ہم بچوں کی طرح اس رنگین خاک پر لڑتے ہیں۔ دامن۔

Presented by www.ziaraat.com

میوہ[1] گر کہنہ شود تا ہست خام | پختہ نبود غورہ گویندش بنام
پھل اگرچہ پرانا ہو جائے جب تک وہ کچا ہے | (اور) پختہ نہ ہو اُس کا نام غورہ بولتے ہیں

گر شود صد سالہ آں خام ترش | طفل و غورہ است اُو بر ہر تیز ہش
اگرچہ وہ کچا ترش سو سال کا ہو جائے | وہ ہر سمجھدار کے نزدیک بچہ اور غورہ ہے

گرچہ باشد مُوی و ریش اُو سپید | ہمدراں طفلی و خوف است و اُمید
اگرچہ اُس کے بال اور داڑھی سفید ہو جائیں | وہ اُسی بچپن اور خوف اور امید میں ہے

ماند[2] خواہم نارسیدہ یا رسم | حق کند با من غضب یا خود کرم
میں بے پہنچے رہ جاؤں گا، یا پہنچوں گا | اللہ (تعالیٰ) مجھ پر غصہ کرے گا، یا کرم

گر رسم یا نارسیدہ ماندہ اَم | اے عجب با من کند لطف و کرم
خواہ میں پہنچوں، یا بغیر پہنچے رہ جاؤں | تعجب ہے، وہ میرے ساتھ لطف و کرم کریگا

باچنیں ناقابلی و دوریئے | بخشد ایں غورہ مرا انگوریئے
باوجود ایسی ناقابلیت اور دُوری کے | وہ میرے غورے کو انگورپن بخش دے گا

نیستم اُمیدوار از ہیچ سُو | واں کرم می گویدم لا تیأسوا
میں کسی جانب سے اُمیدوار نہیں ہوں | اور وہ کرم مجھ سے "تم مایوس نہ ہو" کہتا ہے

دائماً[3] خاقانِ ما کردست طو | گوش ما را می کشد لا تقنطوا
ہمارے شہنشاہ نے ہمیشہ جشن منایا ہے | "تم مایوس نہ ہو" ہمارا کان کھینچتا ہے

گرچہ ما زیں نا اُمیدی در گویم | چوں صلا زد دست اندازاں رویم
اگرچہ ہم اِس نا امیدی سے گڑھے میں ہیں | جب اُس نے آواز دی، ہم رقص کرتے ہوئے جا رہے ہیں

دست اندازیم چوں اسپاں سپیس | در دویدن سُوی مرعایِ اُنس
اِسکے بعد ہم رقص کر رہے ہیں گھوڑوں کی طرح | محبت کی چراگاہ کی جانب دوڑنے میں

---

[1] میوہ - دنیا داروں کا بڑھاپا انگورپن سے نہیں نکالتا ہے۔ غورہ - جو انگور پک نہ پائے اور ٹھٹھر کر کچا رہ جائے اگر وہ سال بھر بیل میں لگا رہے گا تو وہ غورہ یعنی کچا ہی کہلائے گا اسی طرح اگر بڑھاپے میں بھی عقل نہ آئے تو وہ بچہ ہی ہے۔ گرچہ - جو عقل کے اعتبار سے بچہ ہے اگرچہ اسکی داڑھی اور بال سفید ہو جائیں لیکن اس میں وہی طفلانہ حرکتیں ہیں خوف و خوف اور رجا یعنی یاس و بیم ایک تو کاملین کے ہیں جو شریعت کا مقصود ہے اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔ اِن کی حقیقت تو یہ ہے کہ انسان شریعت اور اوامر و نواہی کی پوری پابندی کرے اور پھر اپنے اعمال کو ہیچ سمجھ کر ڈرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھ کر قبولیت کا امیدوار بنے اِس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک کاشتکار خوب زمین جوتے اور بیج ڈالے اور پھر اللہ کی رحمت کی بارش کا انتظار کرے اور ایک خوف و امید طفلانہ ہے اور یہ کہ ترکِ عمل کرے اور پھر رحمت کی اُمید رکھے یہ ایسا ہے کہ کوئی کاشتکار بیج تو نہ ڈالے اور کھیتی کا امیدوار بنے یہ حقیقت میں فریب اور دھوکا ہے یا کوئی شخص اپنی غفلت کے عرف سے اور اپنے عمل کو ہیچ سمجھ کر عمل ترک کر دے اور یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے بے عمل پر بھی فضل فرما دیتا ہے یہ خوف نہیں ہے بلکہ جبن اور بزدلی ہے یہی خوف و امید ہے جو بے عمل اختیار کرتے ہیں جو محض طفلانہ حرکت ہے ——

[2] ماند - طفلانہ خوف و رجا میں انسان یہ کہتا رہتا ہے کہ معلوم نہیں میں وہاں تک پہنچوں گا اور خدا مجھ پر رحم کریگا یا میں مردود بارگاہ ہونگا اور بغیر عمل کے اِن خیالات میں وقت گذارتا ہے۔ گر رسم پھر اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ خواہ کیسا ہی ہوں خدا تو مجھ پر لطف و کرم کرے گا۔ باچنیں میں کچا ہوں یا دور ہوں خدا مجھے اپنی رحمت سے انگور بنا دیگا۔ نیستم مجھے تو بجز کسی امید نہیں بلکہ خدا نے چونکہ فرمایا ہے کہ مایوس نہ ہو اسلئے امیدوار ہوں۔

[3] دائما - یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ جشن منایا ہے اور جشن کے موقع پر مایوس نہ ہو کا شاہی اعلان فرماتا ہے گرچہ ما - اب مولانا نے خوف و رجاء شرعی اور کاملین کا ذکر شروع کیا ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ عمل کرتے ہوئے عمل کو ہیچ سمجھے اور خدا کی رحمت پر بھروسہ کرے۔ نا امیدی - ہمارے اعمال اِس قابل نہیں کہ ان سے امید وابستہ کریں۔ گو - گڑھا۔ دست اندازیم - یعنی رقص کرتے ہوئے۔ صلا زد - یعنی لا تیأسوا مت ہو کا اعلان۔ مرعای اُنس - محبت کی چراگاہ یعنی منزل مقصود۔

Presented by www.ziaraat.com

گامِ اندازیم و آنجا گام نے — جام پردازیم و آنجا جام نے
ہم قدم اٹھاتے ہیں اور وہاں قدم نہیں ہے — ہم جام خالی کرتے ہیں اور وہاں جام نہیں ہے

زانکہ آنجا جملہ اشیا جانی ست — معنی اندر معنی و ربانی ست
اس لئے کہ وہاں سب چیزیں روحانی ہیں — خلاصہ کا خلاصہ اور خدائی ہیں

ہست صورت سایہ معنی آفتاب — نورِ بے سایہ بود اندر خراب
صورت سایہ ہے اور معنیٰ سورج ہے — بے سایہ نور، ویرانہ میں ہوتا ہے

چونکہ آنجا خشت بر خشتے نماند — نورِ مہ را سایۂ زشتے نماند
کیونکہ وہاں اینٹ پر اینٹ نہ رہی — چاند کے لئے بُرا سایہ نہ رہا

خشت گر زرّیں بود بر کندنی ست — چوں بہای خشت وحی و روشنی ست
اینٹ خواہ سونے کی ہو اکھاڑنے کے قابل ہو — جبکہ اینٹ کے عوض، وحی اور روشنی ہو

کوہ بہرِ دفعِ سایہ مندکیست — پارہ گشتن بہرِ ایں نور اندکیست
پہاڑ سایہ کے دفع کرنے کیلئے پارہ پارہ ہے — اس نور کے لئے پارہ پارہ ہوجانا معمولی بات ہے

بر برونِ کہ چو زد نورِ صمد — پارہ شد تا در درونش ہم زند
جب پہاڑ کے ظاہر پر اللہ تعالیٰ کا نور پڑا — ٹکڑے ہوگیا، تاکہ اس کے اندر بھی پڑے

گرسنہ چوں بر کفش زد قرصِ ناں — واشگافد از ہوس چشم و دہاں
بھوکے کے ہاتھ پر جب روٹی لگتی ہے — ہوس سے آنکھ اور منہ پھاڑتا ہے

صد ہزاراں پارہ گشتن ارزد ایں — از میانِ چرخ برخیز اے زمیں
اس کے لئے لاکھوں ٹکڑے بن جانا مناسب ہے — اے زمین! آسمان کے درمیان سے اٹھ جا

تاکہ نورِ چرخ گردد سایہ سوز — شب ز سایۂ تست اے یاغیِ روز
تاکہ آسمان کا نور سایہ کو جلانے والا بن جائے — اے دن کے دشمن! رات تیرے سایہ کی وجہ سے ہے

ایں زمیں چوں گاہوارہ طفلکاں — بالغاں را تنگ میدارد مکاں
یہ زمین، بچوں کے پالنے کی طرح ہے — بالغوں کے لئے تنگ جگہ رکھتی ہے

بہرِ طفلاں حق زمیں را مہد خواند — واندر وزاں شیر بر طفلاں فشاند
اللہ تعالیٰ نے بچوں کیلئے زمین کو پالنا فرمایا — اور اس میں اس دودھ میں سے بچوں پر بہا دیا

وہ شوق اور حرص سے منہ پھاڑ دیتا ہے یہی حال طور کا ہوا۔ صد ہزاراں۔ جسم بمنزلہ زمین کے ہے جو سایہ کا سبب بنتی ہے اور سورج کے نور سے دفع بنجاتی ہے اور رات ہوجاتی ہے۔ ایں زمیں۔ جسم اور عالم ناسوت نابالغ اولیاء اللہ کا گہوارہ ہے اور گہوارہ بالغوں کیلئے تنگ جگہ ہے۔ بہر طفلاں۔ یعنی نابالغ بچوں کیلئے ناسوتی منافع بمنزلہ دودھ کے ہیں۔

---

۵۱ گام یعنی اقدام ہوتا ہے ہیں لیکن وہ عمل ہیچ ہے۔ جام: عشق و محبت کے جام پئے ہیں لیکن وہ جام قابلِ اعتبار نہیں۔ زانکہ۔ وہاں ہر چیز روحانی درکار ہے جس میں کوئی شائبہ ریا اور شرک کا نہ ہو۔ ظاہری اعمال ضروری ہیں اور ان کی تاثیر رحمت اور جذبِ حق پر موقوف ہے۔ ہست۔ اب فرماتے ہیں کہ اعمال کا خلاصہ سلوک ہے اور رحمت کا نتیجہ جذبِ حق ہے جذب پر جو آثار مرتب ہوتے ہیں یعنی فنا اور بقا اب ان کے خواص بیان کرتے ہیں صورت یعنی اعمال جسمی سایہ ہیں اور معنی یعنی روحانی احکام سورج ہے نورِ بے سایہ تب پڑتا ہے جب فنا کا درجہ حاصل ہوجائے۔

۵۲ چونکہ۔ آبادی میں روحِ یا کا سایہ نور سے مانع ہوتا ہے جب فنا کا مقام آجاتا ہے اور اوصافِ بشری کی اینٹیں بالکل مفقود ہوجاتی ہیں تو پھر نور کیلئے سایہ مانع نہیں رہتا۔ خشت۔ جبکہ اینٹ اکھاڑنے سے روشنی حاصل ہوتی ہے تو وہ اینٹ خواہ کتنی ہی قیمتی ہو اکھاڑ دینے کے لائق ہے۔ کوہ۔ تجلی کے وقت پہاڑ نے اپنے جسم کو ریزہ ریزہ کرلیا تھا تاکہ وہ تجلی اس کے اندر پہنچ سکے۔

۵۳ بر بروں۔ جب کوہِ طور کے ظاہری حصہ پر تجلی ہوئی تو وہ پارہ پارہ ہوگیا تاکہ نور اندر پہنچ جائے۔ گرسنہ۔ بھوکے کے ہاتھ پر جب روٹی لگتی ہے تو

Presented by www.ziaraat.com

خانہ تنگ آمد ازیں گہوار ہا | طفلکاں را زود بالغ کن شہا
ان پالنوں سے گھر تنگ ہو گیا | اے شاہ! بچّوں کو جلد بالغ کر دے

ہاں مکن اے گاہوارہ خانہ تنگ | تا تواند رفت بالغ بیدرنگ
خبردار! اے گہوارے جگہ تنگ نہ کر | تاکہ بالغ، بلا توقف چل پھر سکے

خانۂ گہوارہ را ضیق مدار | تا تواند کرد بالغ انتشار
پالنے کے گھر کو تنگ نہ رکھو | تاکہ بالغ پھیلاؤ کر سکے

وسوسہ کہ پادشاہزادہ را پیدا شد از سبب استغنا و کشفے کہ

اُس وسوسہ کی جو شہزادے میں استغنا اور اُس کشف کی وجہ سے پیدا ہوا جو

از شاہ دلِ اُو را حاصل شدہ بود و قصدِ ناشکری و سرکشی

اُس کے دل میں شاہ کی وجہ سے حاصل ہوا تھا اور شاہ سے سرکشی اور

می کرد شاہ را از راہِ الہام ازیں خبر شد و دلش درد کرد

ناشکری کا ارادہ کر رہا تھا، شاہ کو الہام کے راستہ کی خبر ہو گئی اور اُس کا دل دکھا

رُوحِ اُو را زخمے زد چنانکہ صورتِ شاہزادہ را خبر نبود

اُس کی روح کو زخمی کیا ایسے طریقہ پر (خبر ہوئی) کہ شہزادے کو خبر نہ ہوئی

چوں[لے] مسلّم گشت بے بیع و شریٰ | از درونِ شاہ در جانش جریٰ
جب بلا خرید اور فروخت کے مسلّم ہو گیا | شاہ کے باطن سے اُس کی جان کیلئے روزینہ

قُوت می خوردے ز نورِ جانِ شاہ | ماہِ جانش ہمچو از خورشید ماہ
شاہ کی جان کے نور سے روزی حاصل کرتا | اُسکی جان کا چاند، جس طرح چاند سورج سے

راتبہ جانی ز شاہِ بے ندید | دمبدم بر جانِ مستش می رسید
بے نظیر شاہ سے، روحانی روزینہ | ہر وقت اُس کی مست جان کو پہنچتا تھا

آں[سے] نہ کش ترسا و مشرک میخورند | زاں غذائے کش ملائک میخورند
وہ نہیں جو نصرانی اور مشرک کھاتے ہیں | اُس غذا سے جس کو فرشتے کھاتے ہیں

اندرونِ خویش استغنا بدید | گشت طغیانی ز استغنا پدید
اُس نے اپنے اندر بے نیازی دیکھی | بے نیازی سے سرکشی رونما ہوئی

کہ نہ من ہم شاہ و ہم شہزادہ ام | چوں عنانِ خود بدیں شہزادہ ام
کہ کیا میں شاہ اور شہزادہ نہیں ہوں؟ | میں نے اپنی باگ اِس شاہ کو کیوں دی ہے؟

لے خانہ۔ ان بچّوں کے گہواروں سے گھر میں تنگی ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ انکو جلد بالغ کر دے۔ "اِھدِ قَومِی فَاِنَّہُم لَا یَعلَمُون" "اے خدا میری قوم کو ہدایت دیدے" کی طرف اشارہ ہے۔ اتنے گوارہ۔ ان نابالغوں کے موانع ختم ہو جائیں اور بالغ پھیل کر اپنا کام کر سکیں۔ مدعا یہ ہے۔ اِس شہزادے کو شاہِ چین کے فیوض و برکات سے اپنے کمال کا شبہ ہو گیا اور یہ خیال کرنے لگا کہ اب مجھے شاہ کی خدمت اور تابعداری کی کیا ضرورت ہے اِس وسوسہ اور خیال کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُس سے سب برکات چھن گئیں۔

سے چوں۔ شہزادہ شاہ سے استفادہ کرنے لگا اور اُس کی مجلس میں اس کو روحانی غذا حاصل ہونے لگی۔ قوت۔ وہ اِس طرح شاہ سے مستفید ہو رہا تھا جس طرح چاند سورج سے نور حاصل کرتا ہے۔ راتبہ۔ اسکو روح کی ایک مقررہ خوراک روزانہ شاہ سے حاصل ہوتی تھی۔

سے آں نہ۔ وہ غذا نصرانیوں اور مشرکوں کی جسمانی غذا نہ تھی بلکہ ملائکہ کی خوراک روحانی غذا تھی۔ اندرون۔ اس شہزادے نے اپنے اندر ایک بے نیازی دیکھی اور اُس بے نیازی سے اُس میں شاہ سے ایک سرکشی کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ کہ نہ۔ سرکشی یہ پیدا ہوئی کہ اُس نے اپنے بارے میں یہ خیال قائم

چوں[1] مرا ماہے بر آمد بالمع — پس چرا باشم غبارے را تبع
جبکہ میرا روشن چاند طلوع ہو چکا ہے — پھر میں غبار کے تابع کیوں بنوں؟

آب در جوی منست و وقتِ ناز — نازِ غیر از چہ کشم من بے نیاز
میری نہر میں پانی ہے اور ناز کا وقت ہے — میں بے نیاز، دوسرے کا ناز کیوں برداشت کروں!

سر چرا بندم چو دردِ سر نماند — وقتِ روی زرد و چشم تر نماند
جب دردِ سر نہیں رہا میں سر کیوں باندھوں؟ — تر آنکھ اور زرد چہرے کا وقت نہیں رہا

چوں[2] شکر لب گشتہ ام عارض قمر — باز باید کرد دکانِ دگر
جب میں شکر لب اور قمر جیسے رُخسار والا ہو گیا ہوں — دوسری دکان کھولنی چاہیئے

زیں منی چوں نفس زائیدن گرفت — صد ہزاراں ژاژ خائیدن گرفت
اس انانیت سے جب نفس پھولنا شروع ہوا — لاکھوں بکواسیں بکنی شروع کردیں

صد بیاباں زاں سوی حرص و حسد — تا بدانجا چشمِ بد ہم میرسد
حرص و حسد کے اس جانب سَو بیابان ہیں — تب بھی اس جگہ نظرِ بد پہنچ جاتی ہے

بحر[3] شہ کہ مرجعِ ہر آب اوست — چوں نداند آنچہ اندر سیل و جوست
شاہ کا سمندر، جو ہر پانی کا مرجع ہے — وہ اسکو کیسے نہ جانے گا جو بہاؤ اور نہر میں ہے؟

شاہ را دل درد کرد از فکرِ او — ناسپاسیِ عطای بکرِ او
اُس کے خیال سے شاہ کا دل دُکھا — اُس کی نئی عطا کی ناشکر گذاری سے

گفت آخر اے خسِ واہی ادب — ایں سزای دادِ من بود اے عجب
اُس نے کہا، آخر اے کمینے اور بدتمیز — تعجب ہے، میری عطا کی یہ سزا تھی

من چہ کردم با تو زیں گنجِ نفیس — تو چہ کردی با من از خوی خسیس
اس عمدہ خزانہ سے میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ — تو نے کمینہ عادت کی وجہ سے میرے ساتھ کیا کیا؟

من ترا ماہے نہادم در کنار — کہ غروبش نیست تا روزِ شمار
میں نے تیری بغل میں ایسا چاند رکھ دیا — جس کا قیامت تک غروب نہیں ہے

در جزای آں عطای نورِ پاک — تو زدی در دیدۂ من خار و خاک
اُس پاک نور کی بخشش کے بدلے میں — تو نے میری آنکھ میں کانٹا اور خاک جھونکی

من ترا بر چرخ گشتہ نردباں — تو شدہ در حربِ من تیر و کماں
میں تیرے لئے آسمان کی سیڑھی بنا — تو مجھ سے لڑنے میں تیر و کمان بن گیا

---

۱ چوں مرا۔ جب قلب خود منور ہو گیا ہے تو میں دوسرے کے نور کا جو بمنزلہ غبار ہے کیوں تابع بنوں۔ آب۔ اب میں خود صاحب کمال ہوں تو دوسرے کے ناز کیوں اُٹھاؤں۔ سرچرا بندم جب مجھ میں باطنی امراض نہیں ہیں تو پھر معالجہ میں شیخ کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

۲ چوں شکر لب۔ اب مجھ میں خود باطنی کمالات ہیں مجھے خود مستقل شیخ بننا چاہیے۔ زیں منی۔ جب اُس میں یہ خودی اور انانیت پیدا ہوئی تو لاکھوں بکواسیں بکنے لگا۔ صد بیاباں۔ حرص و حسد سے نظر بد بہت دور تک کام کرتی ہے تہذیب اخلاق کے بعد بھی فساد حال کا اندیشہ ہے۔

۳ بحر شہ۔ شیخ کا دل۔ آب یعنی مرید۔ عطای بکر جو فیض شاہ سے پہنچا تھا۔ واہی۔ کمزور سست۔ گنج نفیس۔ عمدہ خزانہ۔ من ترا۔ یعنی میں نے تجھے منور قلب عطا کیا۔ خار یعنی ناپاکی سے تکلیف پہنچائی۔ نردبان۔ سیڑھی۔

Presented by www.ziaraat.com

دید غیرت[1] آمد اندر شہ پدید — عکسِ دردِ شاہ اندر وے رسید
غیرت کا درد شاہ میں رونما ہوا — شاہ کے درد کا عکس اس کے اندر پہنچا

مرغِ دولت در عتابش برطپید — پردۂ آں گوشہ گشتہ بردرید
دولت کا پرندہ اس کے عتاب سے تڑپا — اس نے اس کنارہ کئے ہوئے کا پردہ چاک کر دیا

چوں درونِ خود بدید آں خوش پسر — از سیہ کاریِ خود کردہ اثر
اس بھلے لڑکے نے جب اپنا باطن دیکھا — اپنی سیہ کاری کا اثر کیا ہوا دیکھا

آں وظیفہ لطف و نعمت گم شدہ — خانۂ شادیِ او پُر غم شدہ
وہ لطف اور نعمت کا روزینہ گم ہو گیا — اس کی خوشی کا خانہ، غم سے بھر گیا

باخود آمد او ز مستیِ عقار — زاں گنہ گشتہ سرش خانہ خمار
وہ شراب کی مستی سے ہوش میں آیا — اس خطا سے اس کا سر خمار کا خانہ بن گیا

ہر[2] کہ خود بینی کند در راہِ دوست — مغز را بگذاشت کلی دید پوست
جس کسی نے دوست کی راہ میں خود بینی کی — اس نے مغز کو بالکل چھوڑا، چھلکا دیکھا

دشمنِ من در جہاں خود بیں مباد — زانکہ از خود بیں نیاید جز فساد
(خدا کرے) میرا دشمن (بھی) دنیا میں خود بین نہ بنے — کیونکہ خود بین سے سوائے فساد کے کچھ نہیں ہوتا

مے ازاں آمد حرام اندر جہاں — کہ خوری خود بیں شوی اندر زماں
شراب اسی لئے دنیا میں حرام ہوئی — کہ اگر تو پئے فوراً خود بین ہو جاتا ہے

بہتر از خود در تصور نایدت — ویں ہمہ از نفسِ خود بیں زایدت
تیرے تصور میں اپنے سے بہتر نہیں آتا — یہ سب خود بین نفس کی وجہ سے تیرے اندر پیدا ہوا

آنکہ با خودی خورد مے با خودست — اینچنیں مے خوار خوار و مرتدست
جو خودی کے ہوتے ہوئے شراب پیتا ہے وہ خودی میں ہے — ایسا شرابی ذلیل اور مرتد ہے

ہر[3] کہ با او می خورد بادش حلال — وانکہ بے او دم زند بادش وبال
جو اس کے ساتھ شراب پیتا ہے اس کیلئے حلال ہے — اور وہ جو اس کے بغیر "انا" کا دم بھرے اس کیلئے وبال ہے

چونکہ با او مے خورد از جامِ ہو — چشم بکشایم بہ بینم روی او
جبکہ اس کے ساتھ شراب پیتا ہے اس کے جام سے ہے — میں آنکھ کھولتا ہوں اس کا چہرہ دیکھتا ہوں

بعد ازاں از خود بکلی بگسلم — ہم ز مے خوردن شود ایں حاصلم
اس کے بعد میں اپنے سے بالکل جدا ہو جاتا ہوں — شراب پینے سے میرا حاصل یہ ہے

[1] غیرت۔ اس بات پر غیرت آئی کہ اس قدر احسان کے باوجود یہ شہزادہ سرکشی کر رہا ہے۔ مرغِ دولت یعنی شہزادے کی قلبی کیفیت۔ پردہ یعنی قلب کا پردہ۔ گوشہ گشتہ۔ شہزادہ جس نے شاہ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا تھا۔ وظیفہ۔ روحانی خوراک جو شاہ سے ملتی تھی۔ عقار۔ شراب یعنی تکبر۔ خمار۔ اعضا شکنی جو شراب کے نشہ کے اُتار کے وقت ہوتی ہے۔

[2] ہر کہ۔ مولانا فرماتے ہیں جو شخص راہِ طریقت میں تکبر کرتا ہے وہ حقیقت سے خالی ہو جاتا ہے۔ دشمن۔ یہ وہ تباہی ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو۔ مے۔ شراب کی حرمت اس وجہ سے ہوئی کہ اس کو پی کر انسان خود بین بن جاتا ہے۔ بہتر۔ قرآنِ پاک میں ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ اور عداوت و دشمنی کا سبب تو خود بینی ہے۔ آنکہ۔ جو شخص اپنی خودی کے ہوتے ہوئے انانیت کی شراب پیتا ہو اور اس پر مستی طاری ہو وہ خود بین اور مردود ہے جیسا کہ شہزادہ تھا۔

[3] ہر کہ با او۔ جو شخص معیتِ حق کے ساتھ انانیت کی شراب پئے وہ حلال ہے جیسا کہ اہل اللہ۔ بے او۔ معیتِ حق حاصل نہ ہو لیکن پھر انانیت برتے تو انانیت اس کے لئے وبال ہے جہنم کا سلم۔

Presented by www.ziaraat.com

۵۱ اے کہ می خواہی کہ از خود بگسلی — تا کے اندر بندِ ایں جان و دلی

اے وہ! کہ تو چاہتا ہے کہ اپنے آپ سے جُدا ہو جائے — تو کب تک اِس جان و دل کی قید میں ہے؟

جاں بجاناں واگذار اے جانِ مَن — تا ببینی یارِ دل رنجانِ مَن

اے جانِ من! جان جاناں کے سپرد کر دے — تاکہ تو میرے دل کو ستانے والے یار کو دیکھے

دل بدلدارے دہ و آزاد شُو — غمخورِ اُو باش وا زوے شاد شُو

دِل دلدار کو دیدے اور آزاد ہو جا — اُس کا غم خوار بن اور اُس سے خوش رہ

نَفسِ خود بر خود مگرداں چیر تو — زُود اُو را باز گیر از شیر تو

تو اپنے نفس کو اپنے اوپر غالب نہ بنا — تو جلد اُس کا دودھ چھڑا دے

ہر چہ ہست آں مستیے دارد یقیں — خواہ شیر و خواہ خمر و انگبیں

جو چیز بھی ہے وہ یقیناً مستی رکھتی ہے — خواہ دودھ ہو اور خواہ شراب اور شہد

مستیِ گندم بداں اے آدمی — کہ بکرد آں آدمؑ را اعجمی

اے آدمی! گیہوں کی مستی کو جان لے — کہ اُس نے آدمؑ کو ناواقف بنا دیا

۵۲ خورد گندم حُلّہ زُو بیروں شُدہ — خُلد بر وے بادیہ و ہاموں شُدہ

اُنھوں نے گیہوں کھایا اُن سے لباس علیحدہ ہو گیا — جنّت اُن کے لئے دشت اور صحرا ہو گئی

دیدکاں شربت وُرا بیمار کرد — زہرِ آں ما و منیہا کار کرد

اُس نے دیکھا کہ اُس شراب نے اُنکو بیمار کر دیا — اُس "ما و من" کے زہر نے کام کر دیا

جان چوں طاؤس در گلزارِ ناز — ہمچو چُغدے شُد بویرانہ مجاز

وہ جان جو ناز کے چمن میں مور کی طرح تھی — وہ مجاز کے ویرانے میں چُغد جیسی ہو گئی

ہمچو آدمؑ دور ماند اُو از بہشت — در زمیں میراند گاوے بہر کشت

وہ آدمؑ کی طرح بہشت سے دُور رہ گیا — جو کھیتی کے لئے زمین میں بیل چلاتے تھے

۵۳ اشک میراند اُو کہ اے ہندویِ زاو — شیر را کردی اسیرِ دُمّ گاؤ

وہ آنسو بہاتا تھا کہ اے قوی ڈاکو! — تو نے شیر کو بیل کی دُم کا قیدی بنا دیا

کردہ اے نفسِ بد بارد نفس — بیحفاظی باشہِ فریاد رس

اے نفسِ بدِ سرد مہر! تو نے کی — بے لحاظی، فریاد رس شاہ کے ساتھ

دام بگزیدی ز حرصِ گندمے — بر تو شُد ہر گندمِ اُو کژدُمے

تو نے گیہوں کے لالچ میں جال پسند کیا — تیرے لئے اُس کا ہر گیہوں بچھّو بن گیا

۵۱ اے کہ میرا نا اس مقام کے حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں کہ اگر تو یہ مقام چاہتا ہے؟ تو اپنے دل و جاں کی قید سے آزاد ہو جا۔ حق۔ اپنا سب کچھ محبوب کے سپرد کر دے تب مشاہدہ ہوگا حق۔ رنجاں یعنی دل میں دردِ عشق پیدا کرنیوالا نفس مگرد۔ اپنے نفس سے مغلوب نہ ہو اور قوتوں سے اسکو محروم کرے۔ ہر چہ۔ خود بینی کی مستی جس چیز سے بھی پیدا ہو خواہ وہ حلال ہو یا حرام اسکو ترک کیجئے۔ مستیِ گندم۔ ہر چیز سے مستی پیدا ہوتی ہے دیکھ حضرت آدمؑ کی مستی گیہوں سے پیدا ہوئی اُسی نے اُنکو ناواقف بنا دیا اور دھوکا کھا گئے۔

۵۲ خورد۔ گیہوں کھانے کے بعد حضرت آدمؑ کا لباس اُن سے جُدا ہو گیا اور وہ جنت سے محروم ہو گئے۔ دید۔ اب اُس شہزادے کو محسوس ہوا کہ اُس خود بینی کی خواہش نے اُسکو مریض بنا دیا۔ ما و منیہا۔ یعنی اُس میں جو انانیت اور خودی پیدا ہوئی تھی۔ گلزار۔ یعنی اُس کا عروج۔ ویرانہ۔ تنزل کی حالت۔ جیسے حضرت آدمؑ نے زمین پر کاشتکاری کی۔

۵۳ اشک۔ وہ اپنی حالت پر رو یا۔ ہندو۔ یعنی نفس۔ زاو۔ قوی یعنی نفس۔ دُم گاو۔ یعنی جسمانی علائق۔ بارد نفس۔ جس کے کلام میں کوئی گرمی نہ ہو۔ بیحفاظی یعنی دوسرے کے حق کی حفاظت نہ کرنا۔ حرصِ گندم۔

در سرت آمد ہوای ماو من — قیدبیں بر پای خود پنجاہ من
تیرے سر میں "ما و من" کی ہوا بھری — اپنے پاؤں پر پچاس من کی بیڑی دیکھ لے

نوحہ می کرد ایں نمط بر جانِ خویش — کہ چرا گشتم ضدِ سلطانِ خویش
وہ اپنی جان پر اس طرح سے نوحہ کر رہا تھا — کہ میں اپنے شاہ کا مخالف کیوں بنا!

آمد او با خویش استغفار کرد — با انابت چیزِ دیگر یار کرد
وہ ہوش میں آیا اس نے توبہ کی — توبہ کے ساتھ ایک دوسری چیز ساتھ کی

درد کاں از وحشتِ ایماں بود — رحم کن کاں درد بیدرماں بود
وہ درد جو ایمان کی وحشت سے ہو — رحم کر، کیونکہ وہ درد ناقابلِ علاج ہے

مر بشر را خود مبا جامہ درست — چوں رہید از صبر در حیں صدر جست
(خدا کرے) انسان کا جامہ درست نہ ہو — جب وہ صبر سے ہٹا، اُس نے فوراً صدر (جگہ) تلاش کی

مر بشر را پنجہ و ناخن مباد — کو نہ دیں اندیشد آنگہ نے سداد
(خدا کرے) انسان کے پنجہ اور ناخن نہ ہوں — کیونکہ وہ اُس وقت نہ دین کا خیال کرے گا نہ درستگی کا

آدمی اندر بلا گشتہ بہ است — نفس کافر نعمت و گمراہ است
مصیبت میں مبتلا انسان بہتر ہے — نفس، نعمت کا کافر ہے اور گمراہ ہے

نفس کافر خود ہمی ندہد اماں — گشت طاغی چونکہ فارغ شد ز ناں
کافر نفس خود امن نہیں دیتا — جب وہ روٹی سے بے فکر ہوا سرکش بن جاتا ہے

آدمی خود مبتلا بہتر بود — زانکہ زار و عاجز و مضطر بود
آدمی خود مبتلا بہتر ہے — کیونکہ وہ ذلیل اور عاجز اور مجبور رہتا ہے

خطابِ حق تعالیٰ بعزرائیل علیہ السلام کہ ترا رحم بر کہ بیشتر آمد ازیں خلائق کہ قبضِ جانِ ایشاں کردی و جوابِ او حضرتِ عزت را

اللہ تعالیٰ کا خطاب عزرائیل علیہ السلام کو کہ تجھے اِن لوگوں میں سب سے زیادہ کس پر رحم آیا جن کی تو نے جان قبض کی اور اُن کا حضرتِ عزت کو جواب

حق بعزرائیل می گفت اے نقیب — بر کہ رحم آمد ترا از ہر کئیب
اللہ تعالیٰ نے عزرائیلؑ سے فرمایا کہ اے نقیبِ حق! — تجھے سب غمزدوں میں سے کس پر رحم آیا؟

گفت بر جملہ دلم سوزد بدرد — لیک ترسم امر را اہمال کرد
انہوں نے کہا میرا دل درد سے سب پر جلتا ہے — لیکن میں حکم کی تعمیل نہ کرنے سے ڈرتا ہوں

۵۱ قید۔ اب اس بیڑی کی وجہ سے سیرالی اللہ رک گئی۔ نوحہ۔ وہ اس بات پر نوحہ کرتا تھا کہ میں نے بادشاہ کی مخالفت کا کیوں خیال کیا۔ چیزِ دیگر۔ شاید بادشاہ سے معافی مراد ہو۔ وحشتِ ایمان۔ ایمان سے کامل ایمان مراد ہے یعنی رضا اور فیضِ الٰہی، وحشت سے مراد وہ وحشت ہے جو اس کیفیت کے مفقود ہو جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ بے درماں۔ یعنی اُس کا علاج بہت مشکل ہے۔

۵۲ مر بشر را۔ جیسے کہ کمال پر خود پسندی اور خود بینی تباہی کا سبب ہے اسی طرح مال پر خود بینی بھی موجبِ ہلاکت ہے۔ صبر۔ جو مال کی کمی سے حاصل تھا۔ صدر۔ یعنی اپنی بڑائی۔ پنجہ۔ انسان کو جب مال و دولت کی طاقت حاصل ہوتی ہے پھر وہ کچھ نہیں دیکھتا ہے نہ حق۔ انسان کیلئے ضرورت سے زیادہ دولت مضر ہے نفس۔ نفس ایک تو خود ہی تباہ کرنیوالا ہے جب اسکو مال مل جائے تو پھر تباہی کا کیا پوچھنا ہے۔

۵۳ آدمی۔ عام انسانوں کیلئے حالتِ ابتلاء بہتر ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ بہر کہ۔ نمرود کے قصہ سے یہ بتاتا ہے کہ اس کا کمال اور مال موجبِ زوال بنا۔ نقیب۔ سردار۔ کئیب۔ رنجیدہ۔ امر۔ جان قبض کرتے ہوئے بہت رحم آتا ہے لیکن آپ کے حکم سے مجبور ہو کر ایسا ہوں۔

[۵۱] تا بگویم کاشکے یزداں مرا — درعوض قرباں کُند بہرِ فتا

یہاں تک کہ میں کہتا ہوں، کاش خدا مجھے — جوان کے بدلے میں قربان کر دے

گفت بر کہ بیشتر رحم آمدت — از کہ دل پُر سوز و بریاں تر شُدت

فرمایا کہ تجھے سب سے زیادہ کس پر رحم آیا؟ — تیرا دل کس کی وجہ سے زیادہ جلا اور بھُنا؟

گفت روزے کشتیٔ بر موجِ تیز — من شکستم ز امر تا شُد ریز ریز

عرض کیا ایک دن تیز موج پر ایک کشتی — میں نے حکم سے توڑ دی حتیٰ کہ وہ ریزہ ریزہ ہو گئی

پس بگفتی قبض کُن جانِ ہمہ — جُز زنے و طفلکے را زاں رمہ

پھر آپ نے فرمایا سب کی جان قبض کر لے — اس گروہ میں سے ایک عورت اور چھوٹے بچے کے علاوہ

ہر دو بر یک تختہ درماندند — تختہ را آں موجہا می راندند

وہ دونوں ایک تختہ پر رہ گئے — تختہ کو وہ موجیں چلاتی تھیں

چوں بساحل اُوفگند آں تختہ باد — از خلاصِ ہر دو اَم دل گشت شاد

جب ہوا نے اس تختہ کو ساحل پر ڈال دیا — دونوں کی نجات سے میرا دل خوش ہوا

[۵۲] باز گفتی جانِ مادر قبض کُن — طفل را بگذار تنہا ز امر کُن

پھر آپ نے فرمایا ماں کی جان قبض کر لے — "امرِ کُن" کی وجہ سے بچہ کو تنہا چھوڑ دے

چوں ز مادر بگسلیدم طفل را — خود تو میدانی چہ تلخ آمد مرا

جب میں نے بچہ کو ماں سے جُدا کر دیا — آپ جانتے ہیں کہ مجھے کس قدر کڑوا لگا

پس بدیدم دردِ ماتمہائے زفت — تلخیِ آں طفل از فکرم نرفت

پھر میں نے بھاری ماتموں کا درد دیکھا — اس بچہ کی کڑواہٹ میرے فکر سے نہ گئی

[۵۳] گفت حق آں طفل را از فضلِ خویش — موج را گفتم فگن در بیشۂ ایش

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا میں نے اپنے کرم سے اس بچہ کیلئے — موج سے کہا، اس کو ایک جھاڑی میں ڈال دے

بیشۂ پُر سوسن و ریحان و گُل — پُر درخت و میوہ دار و خوش اُکُل

ایک ایسی جھاڑی جو سوسن اور ریحان اور گُل سے پُر تھی — درختوں سے پُر تھی اور میوہ دار اور عمدہ خوراک والی تھی

چشمہائے آبِ شیرینِ زُلال — پروریدم طفل را با صد دلال

صاف شیریں پانی کے چشموں سے (پُر تھی) — میں نے بچہ کو سو نازوں سے پالا

صد ہزاراں مُرغِ مُطرب خوش صدا — اندراں روضہ فگندہ صد نوا

لاکھوں خوش آواز گانے والے پرندوں نے — اس باغ میں سینکڑوں آوازیں پیدا کر رکھی تھیں

---

[۵۱] تا بگویم۔ یہاں تک یہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات تمنا ہوتی ہے کہ اس کے بدلے میں میری جان لے لی جاتی۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب سے زیادہ رحم تجھے کس کی جان لینے میں آیا۔ موجِ تیز۔ تیز دھارا یا سا کر۔ آپ کے حکم سے۔ رمہ۔ جماعت۔ چوں بساحل۔ جب وہ بچہ اور اس کی ماں خشکی پر پہنچ گئے تو میں خوش ہوا کہ اب یہ بچ گئے۔

[۵۲] باز گفتی۔ لیکن آپ کو پھر حکم ہوا کہ اب اس بچہ کی ماں کی روح قبض کر لے۔ چوں ز مادر۔ جب میں نے بچہ کو ماں سے محروم کیا تو آپ کو علم ہے کہ مجھ پر یہ کام کتنا بھاری پڑا۔ پس۔ میرے دل میں درد کی انتہا تھی اور اس کا غم دل سے جدا نہ ہوتا تھا۔

[۵۳] گفت حق۔ حق تعالیٰ نے فرمایا پھر میں نے اس موج کو حکم دیا تھا کہ وہ اس بچہ کو ایک ایسی جھاڑی میں پھینک دے جو پھولوں سے بھری ہو اس میں سایہ دار درخت ہوں اور درختوں پر لذیذ پھل لگے ہوں۔ چشمہا۔ اس میں میٹھے پانی کے چشمے ہوں اس طرح سے میں نے اس بچہ کو سو نازوں سے پالا۔ صد ہزاراں۔ اس جھاڑی میں لاکھوں خوش آواز پرندے اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

بسترش کردم ز برگِ نسترن [۱] | کردم اُو را ایمن از صدمہ فتن
میں نے اُس کے لیے سیوتی کی پتیوں کا بستر بچھایا | میں نے اُس کو فتنوں کے صدمے سے محفوظ کر دیا

گفتہ من خورشید را کو را مگز | باد را گفتہ برُو آہستہ وز
میں نے سورج سے کہہ دیا کہ اُس کو گزند نہ پہنچا | ہوا سے کہہ دیا اُس پر آہستہ چل

ابر را گفتہ برُو باراں مریز | برق را گفتہ برُو مگرای تیز
آسمان سے کہہ دیا اُس پر بارش نہ برسا | بجلی سے کہہ دیا اُس پر تیزی سے مائل نہ ہو

زیں چمن اے دے مبر آں اعتدال | پنجہ اے بہمن بریں روضہ مال
اے خزاں! اِس چمن سے اعتدال نہ لے جانا | اے بہمن! اِس چمن پر ہاتھ نہ پھیر

کراماتِ شیخ شیبانِ راعی قدس اللہ سرہٗ العزیز

شیخ شیبان راعی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی کرامات

ہمچو آں شیباں [۲] کہ از گرگِ عنید | وقتِ جمعہ بر رُعا خط می کشید
اُن شیبان کی طرح کہ سرکش بھیڑیے کی وجہ سے | جمعہ کے وقت گلہ پر خط کھینچ دیتے تھے

تا بروں نابد ازاں خط گوسپند | نے در آید گرگ و دُزدِ با گزند
تاکہ کوئی بکری اُس خط سے باہر نہ نکلے | بھیڑیا اور نقصان رساں چور نہ آ گھسے

بر مثالِ دائرہ تعویذِ ہُود | کاندراں صرصر امانِ آل بُود
(حضرت) ہودؑ کے تعویذ کے دائرے کی طرح | جو اُس آندھی میں اولاد کی حفاظت تھا

ہشت روزے اندریں خط تن زنید | وز بروں مُثلہ تماشا می کنید
آٹھ دن، اُس دائرے میں چپ رہو | اور باہر ہاتھ پاؤں کٹنے کا تماشہ دیکھو

بر ہوا بُردے فگندے بر حجر [۳] | تا دریدے لحم و عظم از ہمدگر
وہ فضا میں لے جاتی پتھر پر پٹخ دیتی | حتٰی کہ گوشت اور ہڈی ایک دوسرے سے جدا کر دیتی

یک گرُہ را بر ہوا برہم زدے | تا چو خشخاش اُستخواں ریزہ شدے
ایک گروہ کو فضا میں آپس میں ٹکرا دیتی | یہاں تک کہ ہڈی خشخاش کی طرح چورا چورا ہو جاتی

آں سیاست را کہ لرزید آسماں | مثنوی اندر نہ گنجد شرحِ آں
وہ سزا جس نے آسمان کو لرزا دیا | اُس کی تفصیل مثنوی میں نہیں سما سکتی

گر بطبع ایں می کنی اے بادِ سرد | گردِ خطِ دائرہ آں ہُود گرد
اے ٹھنڈی ہوا! اگر تو (اپنی) طبیعت سے یہ کرتی ہے | تو (حضرت) ہودؑ کے دائرے کے خط کے گرد چکر لگا

---

۱ نسترش میں نے سیوتی کے پتوں سے اس کا بستر تیار کر دیا۔ نسترن۔ نسرین سیوتی۔ گزند۔ گزیدن کا اسم۔ ڈسنا۔ مگرای۔ گرائیدن مائل ہونا، جھکنا۔ دے۔ ماگھ پوہ کا مہینہ ہے۔ بہمن پھاگن ماگھ سے ملا ہوا مہینہ کہلاتا۔ جس طرح اس بچہ کے بارے میں ہوا کو نقصان نہ پہنچانے کا حکم کر دیا گیا تھا اسی طرح ایک نبی اور ایک ولی کے بارے میں بھیڑیے اور ہوا کو حکم دے دیا گیا تھا کہ نقصان نہ پہنچائیں۔

۲ شیبان۔ یہ بزرگ بکریاں چراتے تھے اور جمعہ کی نماز کو جب شہر جاتے تھے بکریوں کے چاروں طرف حصار کھینچ کر چلے جاتے تھے کوئی بکری اُس سے باہر نہ نکلتی تھی اور کوئی بھیڑیا اس میں داخل نہ ہوتا تھا۔ بر مثال۔ حضرت ہودؑ نے اپنے گھر والوں کو جمع کر کے ایک حصار کھینچ دیا تھا آندھی کا طوفان اس میں داخل نہ ہوتا تھا۔ مُثلہ۔ کافروں کے ہاتھ پاؤں ہوا سے کٹ کٹ کر گرتے تھے۔

۳ بر ہوا۔ وہ آندھی ان کو فضا میں اڑا کر لے جاتی تھی اور پھر پہاڑ پر پٹخ دیتی تھی جس سے ان کا گوشت پوست بکھر جاتا تھا۔ یک گرہ۔ کچھ لوگوں کو فضا میں باہم ٹکرا کر پاش پاش کر دیتی تھی۔ آں سیاست۔ انکو جو سزا ملی اس سے آسمان لرزنے لگا مثنوی میں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ گر بطبع۔ اگر یہ ہوا کے کام محض اس کی طبیعت اور مزاج سے خود بخود صادر ہوتے ہیں تو چاہیے کہ وہ ذرا حضرت ہودؑ کے دائرے کا تو چکر لگائے۔

Presented by www.ziaraat.com

ورْ[1] بحرص ایں می کند گرگ نژند — گو بیا در خطِ راعی کُن گزند

اور اگر غضبناک بھیڑیا حرص کرتا ہے — کہہ دو (حضرت شیبانؒ) راعی کے خط کے اندر نقصان پہنچائے

اے طبیعی فوقِ طبع ایں مُلک بیں — یا بیا و محو کُن از مُصحف آیں

اے فلسفی! طبیعیات سے اوپر اس ملک کو دیکھ — یا آجا، اور قرآن سے یہ مٹا دے

مُقریاں را منع کُن پندے بنہ — یا مُعلّم را بمال و سہم دہ

میانجیوں کو روک، نصیحت کر — یا پڑھانے والے کو سزا دے اور ڈرا

عاجزی و خیرہ کایں عجز از کجاست — عجزِ تو دانی ازاں روزِ جزاست

تو عاجز اور حیران ہے کہ یہ عاجزی کہاں سے ہے — تو جان لے، تیرا عجز قیامت کے دن سے ہے

عجزہا داری تو در پیش اے لجوج — وقت شد پنہانیاں را نک خروج

اے جھگڑالو! تو بہت سے عجز در پیش رکھتا ہے — اب پوشیدہ چیزوں کے ظہور کا وقت ہوا ہے

خرم[2] آنکہ عجز و حیرت قُوتِ اوست — در دو عالم خفتہ اندر ظلِ دوست

مبارک ہے وہ شخص جس کی غذا عجز اور حیرت ہے — وہ دونوں جہان میں دوست کے سایہ میں سویا ہوا ہے

ہم در اوّل عجزِ خود را او بدید — مُردہ شد دینِ عجائز را گزید

اُس نے شروع ہی میں اپنے عجز کو دیکھ لیا — مُردہ ہوگیا، بوڑھیوں کے دین کو اختیار کر لیا

چوں زلیخا یوسفش بر وے بتافت — از عجوزی در جوانی راہ یافت

زلیخا کی طرح اُس کا یوسف اُس پر چمکا — اُس نے بڑھاپے سے جوانی کی راہ پالی

زندگی[3] در مُردن و در محنت ست — آبِ حیواں در درونِ ظُلمت ست

زندگی مرجانے اور مجاہدہ میں ہے — آبِ حیات، تاریکی کے اندر ہے

قصہ پروردنِ حق تعالیٰ نمرود را بے واسطۂ مادر و دایہ در طفلی

اللہ تعالیٰ کا نمرود کو بچپن میں بغیر ماں اور دایہ کے واسطے کے پرورش کرنے کا قصہ

حاصل آں روضہ چو جانِ عارفاں — از سموم و صرصر آمد در اماں

خلاصہ یہ ہے کہ وہ چمن جو عارفوں کی جان کی طرح تھا — لو اور آندھی سے محفوظ رہا

یک پلنگے بچہ نو زادہ بُود — گفتم اُو را شیر دہ طاعت نمود

ایک چیتے نے ایک نیا بچہ جنا تھا — میں نے اُس سے کہا دودھ پلا، اُسنے اطاعت کی

افغانِ شدہ تم بوڑھی عورتوں کا دین اختیار کرو۔ از عجوزی ایں فنا کے بعد بقا حاصل ہو جائیگی ——— [3] زندگی الخ یعنی فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے جس طرح آبِ حیات تاریکی کے بعد آتا ہے قصہ پھر نمرود کی پرورش کے قصہ کو بیان کرتا ہے، وہ چمن جنگل میں نمرود کی پرورش ہوئی تھی وہ عارفوں کی روح کی طرح تھا، ایک پلنگ اس جنگل میں ایک چیتے کے بچہ پیدا ہوا تھا

[1] ورْ بحرص۔ اگر بھیڑیئے کا بھاڑ کھانا محض نفس کا اپنا فعل ہے تو اس سے کہو کہ حضرت شیبانؒ کے حصار میں سینگھ بکری کو بھاڑے جو ممکن ہے۔ نژند غضبناک۔ اے طبیعی۔ وہ فلسفی جو طبیعیات کا ماہر ہے اور اشیاء میں محض طبعی خواص مانتا ہے اُس سے کہو کہ عالمِ طبیعیات سے اوپر ایک اور عالم ہے جو نہیں ہو تو ہے جسکو قرآن بتا رہا ہے مُقری۔ قرآن میں یہ قصہ موجود ہے جو حضرت ہودؑ اور مومنوں کی نجات کر رہا ہے۔ عاجزی۔ تو اپنے عجز پر حیران ہے اور اسکی وجہ نہیں سمجھ رہا ہے سمجھ لے کہ اصل عجز قیامت کے دن ظاہر ہوگا۔ عجزہا انسانوں کا عجز تو آگے آنیوالا ہے قیامت کے روز ہر چیز کا عجز ظاہر ہوجائیگا اور وہ قیامت بالکل قریب ہے۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ۔

[2] خرّم۔ پہلے عجز نامحمود کا ذکر تھا اب عجزِ محمود کا ذکر کرتے ہیں وہ یہ کہ انسان اپنی قدرت اور ارادہ کو بالکل فنا کر دے اور حق تعالیٰ کی رضا کے تابع بن جائے ایسے لوگ جو اس عجز اور حیرت کو اپنی غذا بنا لیتے ہیں وہ قابلِ مبارکباد ہیں وہ آرام سے اللہ کے سائے میں سوتے ہیں۔ ہم در اوّل اُسنے شروع ہی میں اپنے عجز کو محسوس کر لیا اور اپنی قدرت و ارادہ کے اعتبار سے مُردہ ہوگیا، اور اُسنے بوڑھی عورتوں کا دین اختیار کر لیا جیسی عمر کا ابتدائی اور اعتقاد کا مادہ زیادہ ہوتا ہے حدیث شریف ہے علیکم بدینِ

پس بدادش شیر و خدمتہاش کرد — تا کہ بالغ گشت و زفت و شیر مرد
تو اُس نے اُس کو دودھ پلایا اور خدمتیں انجام دیں — یہاں تک کہ وہ بالغ اور بڑا اور شیر مرد ہو گیا

چوں[۱] فطامش شد بگفتم با پری — تا در آموزید نطق و داوری
جب اُس کا دودھ چھوڑا میں نے جنات سے کہا — کہ بولنا اور حکومت کرنا سکھاؤ

پرورش دادم مر او را زاں چمن — کہ بگفت اندر نگنجد فنِ من
میں نے اُس کو اس چمن سے ایسا پرورش کیا — کہ میرا تصرف گفتگو میں نہیں سماتا

دادہ من ایوبؑ را مہرِ پدر — بہرِ مہمانیِ کرماں بے ضرر
میں نے (حضرت) ایوبؑ کو باپ کی سی محبت دی تھی — کیڑوں کی مہمانی کے لیے، بغیر نقصان پہنچائے

دادہ کرماں را بر او مہرِ ولد — بر پدر من اینت قدرت اینت ید
کیڑوں کو ان کے لیے اولاد کی سی محبت دی تھی — باپ پر مجھے عجیب قدرت، عجیب طاقت ہے

مادراں[۲] را مہر من آموختم — چوں بود شمعے کہ من افروختم
میں نے ماؤں کو محبت سکھائی — وہ شمع کیسی ہوگی جو میں نے روشن کی؟

صد عنایت کردم و صد رابطہ — تا ببیند لطفِ من بے واسطہ
میں نے سو عنایتیں کیں اور سو علاقے — تاکہ وہ میری مہربانی بغیر واسطے کے دیکھے

تا نباشد از سبب در کشمکش — تا بود ہر استعانت از منش
تاکہ وہ سبب کی وجہ سے کشمکش میں نہ ہو — تاکہ اُس کی ہر مدد میری جانب سے ہو

تا خود از ما ہیچ عذرے نبودش — شکوہ نبود ز ہر یارِ بدش
تاکہ خود اُس کو ہماری جانب سے کوئی عذر نہ رہے — اُس کو کسی بُرے یار کا شکوہ نہ ہو

ایں حضانت دید با صد رابطہ — کہ بپروردم ورا بے واسطہ
اُس نے یہ پرورش سو علاقوں سے دیکھی — کیونکہ میں نے اُس کو بے واسطہ پرورش کیا

شکرِ[۳] او آں بود اے بندہ جلیل — کہ شد او نمرود و سوزندہ خلیلؑ
اے جلیل بندے! اُس کا شکریہ وہ ہوا — کہ وہ نمرود (حضرت) خلیلؑ کو جلانے والا بنا

ہمچناں کیں شاہزادہ شکرِ شاہ — کرد از استکبار و استکثارِ جاہ
ایسے ہی جیسا کہ اس شہزادے نے شاہ کا شکریہ — تکبر اور رتبہ کو بڑھانے سے کیا

کہ چرا من تابعِ غیرے شوم — چونکہ صاحب ملک و اقبالے بوم
کہ میں غیر کا تابع کیوں بنوں! — جبکہ میں صاحبِ ملک اور اقبال ہوں

---

۱ چوں فطامش. جب اُس نمرود کا دودھ چھڑا دیا گیا تو تربیت اور تعلیم کیلیے جنوں کو مقرر فرما دیا۔ پرورش. مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکی اس طرح پرورش کی جو بیان سے باہر ہے۔ دادہ. میرے عجیب تصرفات یہ ہیں کہ میں نے ایوبؑ میں اُن کیڑوں کے لیے جو کہ اُن کے بدن سے غذا حاصل کرتے تھے ایسی محبت پیدا کر دی تھی جیسے کہ باپ کی محبت اولاد سے ہوتی ہے۔ کرماں. چنانچہ اگر کوئی کیڑا اُن کے بدن سے گر پڑتا تھا تو وہ اُسکو اٹھا کر پھر اپنے بدن پر بٹھا لیتے تھے۔ کرماں. کیڑے بھی اُن سے ایسے مانوس تھے جیسے کہ بچہ باپ سے مانوس ہوتا ہے۔

۲ مادراں. ماں کے دل میں اولاد کی محبت کی عجیب شمع روشن ہے۔ صد. اس بچہ پر میں نے بلا واسطہ غذائیں پیش کیں جنمیں اسباب کو دخل نہ تھا۔ تا نباشد. ہم نے نمرود کی بغیر اسباب کے واسطے پرورش کی تاکہ وہ اسباب اختیار کرنے سے پریشان نہ ہو اسلیے کہ سبب کبھی اپنے مسبب کا ذریعہ نہیں بنتا اور وہ سبب کو چھوڑ کر براہ راست ہم سے مدد حاصل کرے۔ تا خود. وہ یہ عذر کر سکتا تھا کہ اسباب کی طرف توجہ سے میں آپ سے غافل ہوگیا اس عذر کو بھی ختم کرنا تھا اور وہ یہ بھی نہ کہہ سکے کہ فلاں یار نے مجھے گمراہ کر دیا تھا۔ حضانت. پرورش بے واسطہ یعنی بغیر اسباب کے۔

۳ شکر او. لیکن اُسنے سب باتوں کا شکریہ اسطرح ادا کیا کہ وہ نمرود بنا اور حضرت ابراہیمؑ کو اُس نے آگ میں ڈالا۔ بندہ جلیل یعنی عزرائیلؑ۔ ہمچناں. اِس نمرود کی یہی حالت تھی جو حالت اُس شہزادے کی تھی جس نے شاہ کے شکر کی بجائے کفر کیا اور تکبر کرنے لگا۔

Presented by www.ziaraat.com

لطفہای شہ کہ ذکرِ آں گذشت ۔۔۔ از تبختر بر دلش پوشید گشت
شاہ کی وہ عنایتیں جن کا ذکر گذرا ۔۔۔ اکڑ کی وجہ سے اُس کے دل پر پوشیدہ ہو گئیں

ہمچناں نمرود آں الطاف را ۔۔۔ زیرِ پا بنہادہ از جہل و عما
اِسی طرح نمرود نے اُن مہربانیوں کو ۔۔۔ نادانی اور اندھے پن سے پاؤں کے نیچے رکھ دیا

ایں زماں کافر شُد و رہ میزند ۔۔۔ کبر و دعویِ خدائی می کند
اب وہ کافر ہوا ہے اور راہ زنی کرتا ہے ۔۔۔ تکبر اور خدائی کا دعویٰ کرتا ہے

رفت سوی آسمانِ باجلال ۔۔۔ باسہ کرگس تا کُند با مَن قتال
پُر عظمت آسمان کی طرف چلا ۔۔۔ تین گدھ لے کر تاکہ مجھ سے جنگ کرے

صد ہزاراں طفلِ بے تلویم را ۔۔۔ کُشت وے تا یابد ابراہیمؑ را
لاکھوں ناقابلِ ملامت بچے ۔۔۔ اُس نے قتل کئے تاکہ (حضرت) ابراہیمؑ کو پکڑ لے

کہ[2] منجم گفت اندر حکمِ سال ۔۔۔ زاد خواہد دشمنے بہرِ قتال
کیونکہ نجومی نے اُس سے کہا کہ سال کے حکم کے اندر ۔۔۔ ایک دشمن قتال کے لئے پیدا ہوگا

ہیں بکُن در دفعِ آں خصم احتیاط ۔۔۔ ہر کہ می زائید می کُشت از خباط
خبردار! اُس دشمن کے دفع کرنے میں احتیاط کر ۔۔۔ جو پیدا ہوتا تھا وہ خبط سے اُسکو قتل کر دیتا تھا

کوریِ اُو رَست طفلِ وحی کش ۔۔۔ ماند خونہائے دگر در گردنش
اُسکے اندھے پن سے بچہ وحی کی کشش کرنیوالا بچ رہا ۔۔۔ دوسرے خون اُس کی گردن پر رہے

از پدر یابید آں مُلکے عجب ۔۔۔ تا غرورش داد ظلماتِ نسب
وہ سلطنت اپنے باپ سے پائی تھی! تعجب ہے ۔۔۔ کہ اُس کو نسب کی اندھیریوں نے مغرور کر دیا

دیگراں را گر اُم و اَب شُد حجیب ۔۔۔ اُو زما یابید گوہرہا بجیب
اگر دوسروں کے لئے ماں اور باپ پردہ بنے ۔۔۔ اُس نے (تو) جیب میں موتی ہم سے پائے ہیں

گرگ[3] درندہ است نفسِ بد یقیں ۔۔۔ چہ بہانہ می نہی بر ہر قریں
یقیناً نفسِ بد پھاڑنے والا بھیڑیا ہے ۔۔۔ تو ہر ساتھی پر کیا بہانہ دھرتا ہے؟

در ضلالت ہست صد کُل را کُلہ ۔۔۔ نفسِ زشتِ کفرناکِ پُر سفہ
گمراہی میں سو گنجوں کی ٹوپی ہے ۔۔۔ کفرناک بیوقوفی سے پُر بُرا نفس

زیں سبب میگویم اے بندہ فقیر ۔۔۔ سلسلہ از گردنِ سگ بر مگیر
اے فقیر بندے! میں اِسی لئے کہتا ہوں ۔۔۔ کتے کی گردن سے زنجیر نہ نکال

[1] لطفہای۔ اُس شہ لطف کے کفر کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ شاہ کی عنایتوں سے محروم ہو گیا۔ ہمچناں نمرود نے بھی اسی طرح یہ تمام مہربانیوں کو پاؤں سے روندا۔ ایں زماں۔ اب دیکھو اُس کی یہ حالت ہے کہ کافر ہے لوگوں کو دین سے روکتا ہے اور خدائی کا دعویٰ کر رہا ہے۔ رفت۔ تین گدھ لے کر آسمان کی طرف چلا تاکہ مجھ سے جنگ کرے۔ صد ہزاراں۔ چونکہ کسی نجومی نے اُس سے کہہ دیا تھا کہ ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کو درہم برہم کر دیگا تو اُس نے لاکھوں بچے قتل کرا دیئے تاکہ وہ ابراہیمؑ کو بھی قتل کر سکے۔ بے تلویم یعنی معصوم بچے جن سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔

[2] کہ منجم۔ کسی نجومی نے اُسکو بتا دیا کہ ایک بچہ پیدا ہوگا جو تجھ سے جنگ کریگا۔ خباط۔ خبط، پاگل پن۔ وحی کش یعنی حضرت ابراہیمؑ۔ ماند۔ چونکہ ان بچوں کو بغیر قصور کے قتل کرایا۔ از پدر۔ یہ تمام نعمتیں اور سلطنت اُس کو براہِ راست ہم سے ملی تھیں، باپ سے ورثہ میں نہ ملی تھیں۔ دیگراں۔ ماں باپ کے ذریعہ جن لوگوں کو نعمتیں اور مال و دولت ملتا ہے وہ تو یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ چیزیں ہمیں ماں باپ نے دیں لیکن اُسکو تو یہ چیزیں براہِ راست ہم سے ملی تھیں۔

[3] گرگ۔ ماں باپ بیشک ظاہری گمراہی کا سبب بنتے ہیں لیکن دراصل گمراہی کا سبب انسان کا نفس ہے۔ در ضلالت۔ یہی نفس ہے جو انسان کو اپنی برائیاں نہیں دیکھنے دیتا جس طرح گنجے کی کُرپی اُسکے گنج کو چھپاتی ہے۔ سلسلہ۔ لہٰذا اِس کتے کے گلے میں مجاہدوں کی زنجیر ڈالے رکھنا چاہیئے۔

Presented by www.ziaraat.com

گر معلّم گشت ایں سگ ہم سگ است — باش ذلّت نفسہٗ کو بدرگ است
اگر یہ کتا سدھایا ہوا ہو گیا ہے، پھر بھی کتا ہے — اس کا نفس ذلیل ہوا، بنکر رہ کیونکہ وہ بدرگ ہے

فرض می آری بجا گر طائفی — بر سُہیلے چوں ادیمِ طائفی
تو فرض ادا کر رہا ہے، اگر تو چکر کاٹنے والا ہے — سُہیل پر، طائف کی نری کی طرح

تا سُہیلت وا خرد از ننگِ پو — تا شوی چوں موزہ ہم پایِ دوست
تاکہ سہیل تجھے چمڑے کی ذلت سے نجات دے — تاکہ تو موزے کی طرح دوست کا ساتھی بن جائے

جملہ قرآں شرحِ خُبثِ نفسہاست — بنگر اندر مصحف آں چشمت کجاست
تمام قرآن نفسوں کی خباثت کی شرح ہے — قرآن میں دیکھ لے، تیری وہ آنکھ کہاں ہے؟

ذکرِ نفسِ عادیاں کالت بیافت — در قتالِ انبیا مُو می شگافت
عادوالوں کے نفس کا ذکر جنھوں نے آلہ پایا — انبیاء کے قتال میں مُوشگافی کرتے تھے

قرن قرن از نفسِ شومِ بے ادب — ناگہاں اندر جہاں میزد لہب
ہر ہر دور میں بے ادب منحوس نفس کی وجہ سے — اچانک جہان میں شعلہ بھڑکتا ہے

رجوع بداں قصۂ شہزادہ کہ بہ نقصان آمد بداں طغیان و زخم خورد از خاطرِ شاہ و پیش از استکمالِ فضائلِ دیگر از دنیا برفت

اُس شہزادے کے قصہ کی جانب رجوع جو اُس سرکشی کی وجہ سے ٹوٹے میں پڑا اور اُس نے بادشاہ کے قلب سے زخم کھایا اور دوسری فضیلتوں کو مکمل کیے بغیر دنیا سے چلا گیا

قصہ کوتہ کُن کہ رایِ نفسِ کور — بُرد اُو را بعد سالے سوئے گور
قصہ مختصر کر کہ اندھے نفس کی رائے — اس کو ایک سال بعد قبر میں لے گئی

شاہ چوں از محو شد سوئے وجود — خشمِ مریخیش آں خوں کردہ بود
شاہ جب محویت سے ہستی کی طرف آیا — اُس کا مریخ جیسا غصہ وہ خون کر چکا تھا

چوں ترکش بنگرید آں بے نظیر — دید کم از ترکشش یک چوبہ تیر
جب اُس بے نظیر نے ترکش کو دیکھا — اُس نے اپنے ترکش میں ایک چوب تیر کم دیکھا

گفت کو آں تیر و از حق باز جُست — گفت اندر حلقِ اُو آں تیرِ تست
اُسنے کہا وہ تیر کہاں ہے اور اللہ تعالیٰ سے جستجو کی — فرمایا، اُس کے حلق کے اندر تیرا ہی تیر ہے

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کا بدلہ لیتا ہے وہ بدلہ اللہ کا فعل ہے باں اگر نبی یا ولی اپنی ہمت سے ہلاک کرے تو اسکی طرف وہ فعل منسوب ہوگا یہاں اُس شاہ کا غضبناک غصہ کا سبب بنا اور وہ شہزادہ اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہلاک ہوا جو تیر ترکش سے غائب ہوا لب محو کے بعد جب شاہ نے غصہ کی کیفیت ختم دیکھی تو خدا کی طرف رجوع کیا اور غصہ کے ختم ہونے کا سبب دریافت کیا تو حضرتؒ

لہ معلّم۔ اگر کتے کو سدھا بھی لیا جائے تو پھر بھی وہ کتا ہی ہے۔ ذلّت نفسہ۔ تو اپنے نفس کو ذلیل رکھ۔ فرض لیکن یہ بھی سمجھ لے کہ محض مجاہدے کافی نہیں ہیں بلکہ شیخ کی صحبت کے فرض کی بجا آوری ضروری ہے تو اُس کا طواف کر تارہ تاکہ تو اُس سے فیض حاصل کرتا رہے۔ سُہیل ستارہ ہے اُس کی شعاعوں سے رنگے ہوئے چمڑے میں لطافت آجاتی ہے۔ ادیم۔ رنگا ہوا چمڑا، نری۔ طائفی۔ حجاز کے شہر طائف کی نری مشہور تھی۔ تا سہیلت۔ سُہیل کی شعاعوں سے نری کو عمدہ بنا کر اُس سے موزے بناتے تھے تو بھی شیخ کی صحبت سے دوست کے پاؤں کا موزہ بن جائیگا۔

لہ جملہ قرآں۔ قرآن میں نفس کی خباثتوں اور اُن کی وجہ سے انجامِ بد کی تفاصیل مذکور ہیں۔ ذکرِ نفس۔ قومِ عاد کے نفس نے اُن کو انبیاء سے جنگ پر آمادہ کیا تھا۔ قرن۔ ہر زمانہ میں نفس کی خباثت ہی دنیا میں آگ لگاتی ہے۔ قصہ۔ قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شہزادہ نفس کی نحوست سے ایک سال بعد مر گیا۔

لہ شاہ۔ جب شاہ سُکر سے صحو کی طرف آیا تو اُسکو محسوس ہوا کہ شہزادہ میرے غصہ کی وجہ سے مر گیا۔ مریخ۔ اس ستارے کو جلادِ فلک کہا جاتا ہے نبی اور ولی کا غصہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کا سبب بن جاتا ہے اور

[illegible]

٥١ عفو کرد آں شاہِ دریا دل ولے — آمدہ بُد تیرِ اُو بر مقتلے

اُس دریا دل شاہ نے معاف کر دیا لیکن — وہ تیر اُس کی قتل گاہ پر لگ چکا تھا

کُشتہ شُد در نوحہ اُو می گریست — اُوست جملہ ہم کُشندہ ہم ولیت

وہ مارا گیا، وہ اُس کے نوحہ میں روتا تھا — وہ سب کچھ ہے، قتل کرنے والا بھی اور ولی بھی

وَر نہ باشد ہر دو اُو پس جملہ نیست — ہم کُشندہ خلق و ہم ماتم کُنی ست

اور اگر وہ دونوں نہ ہو، تو وہ سب کچھ نہیں ہے — وہ مخلوق کو مارنے والا اور ماتم کرنے والا بھی ہے

شکر می کرد آں شہیدِ زرد خد — کاں بزد بر جسم و بر معنیٰ نزد

وہ زرد رُو، شہید شکر کرتا تھا — کہ اُس نے جسم پر مارا اور رُوح پر نہ مارا

جسمِ ظاہر عاقبت خود رفتنیست — تا اَبد معنیٰ بخواہد شاد زیست

ظاہری جسم انجام کار خود چلا جانے والا ہے — اَبد تک رُوح خوش زندہ رہے گی

٥٢ آں عتاب ار رفت ہم بر پوست رفت — دوست بے آزار سُوئے دوست رفت

وہ غصہ اگر بیتا، تو بھی کھال پر بیتا — دوست بغیر تکلیف کے دوست کی جانب چلا گیا

گرچہ اُو فتراک شاہنشہ گرفت — آخر از عینِ الکمال اُو رہ گرفت

اگرچہ اُس نے شاہ کا فتراک پکڑا تھا — آخر کار نظرِ بد سے اُس نے راستہ بند کر دیا

واں سُوم کاہل ترینِ ہر دو بُود — صورت و معنیٰ بکلی اُو ربُود

اور وہ تیسرا دونوں سے زیادہ سُست رَو تھا — اُس نے صورت اور معنیٰ سب حاصل کر لیا

دختر و ملک و خلافت اُو گرفت — می سزد گر زیں بمانی در شگفت

لڑکی اور سلطنت اور خلافت اُس نے لے لی — مناسب ہے، اگر تو اس سے تعجب میں رہے

٥٣ مَن ز طولِ قصہ گشتستم ملول — مَن غریقِ بحرِ معنیٰ تو عجول

میں قصہ کی درازی سے ملول ہوں — میں معنیٰ کے دریا میں ڈوبا ہوا ہوں تو جلد باز ہے

وانگہے از ذلت و عجز و نیاز — یافت مقصود از کریمِ کارساز

اور اُس وقت ذلت اور عجز اور نیازمندی کی وجہ سے — اُس نے کریم کارساز سے مقصود پا لیا

---

٥١ عفو کرد ۔ شاہ نے اُس کو معاف کر دیا لیکن قدرِ الٰہی کا تیر اُس کے مقتل پر لگ چکا تھا مقتل ۔ وہ عضو جس پر چوٹ لگنے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ کُشتہ شُد شہزادہ تو مر گیا اور شاہ نے رونا شروع کر دیا اس لئے کہ اگرچہ وہ اُس کی موت کا سبب بنا لیکن اُس کو دلی اور شرعی جبلی تو دکھ تھا تو وہ صاحبِ تصرف بھی تھا اور ولی و مربی بھی تو دو کمال جب ہے کہ یہ دونوں صفتیں ہوں چونکہ وہ شاہ جامع تھا لہٰذا اُس میں دونوں صفتیں تھیں اگر صرف تصرف کی طاقت ہو اور اُس میں ولایت نہ ہو تو کمال نہیں ہے شکر وہ شہزادہ اس پر خدا کا شکر کر رہا تھا کہ اُس غلطی کی سزا صرف جسم نے بھگتی روح اور ایمان محفوظ رہا جسم ظاہر جسم تو لامحالہ فانی ہے اگر روح مر جاتی تو تباہی تھی۔

٥٢ آں عتاب ۔ غصہ جسم پر پڑا اور دوست نفسِ اعظم سے جا ملا۔ گرچہ ۔ اُس شہزادے نے اگرچہ شاہ کو سلوک کا ذریعہ بنایا تھا لیکن نظرِ بد سے اُس نے راستہ بند کر دیا کاہل ۔ محتاط، جس نے بڑے بھائی کی طرح نہ وصل میں جلد بازی کی اور نہ منجھلے کی طرح کمال کے دعوے میں جلدی برتی۔ صورت یعنی شاہِ چین کی لڑکی اور سلطنت معنیٰ یعنی خلافتِ باطنی مرتبہ ۔ اِس

٥٣ متن ۔ میں اس قصہ کی طوالت سے طول ہو — طرح کا تحمل نادر ہے جو باعثِ تعجب ہے — کیونکہ قصہ کے ہر جزو سے اسرار کی طرف منتقل ہو جاتا ہوں اور معنیٰ میں غرق ہو جاتا ہوں۔ تو عجول ۔ تو چاہتا ہے کہ میں جلد صورتِ قصہ کو بیان کر دوں۔ وانگہے ۔ تحمل سے دختر اور سلطنت اور خلافت حاصل کر لی اور ذلت اور نیازمندی سے قرب اور قبولیت کی دولت اللہ کارساز سے پا لی، یہ مرتبہ صرف اعطاءِ خداوندی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

مثلِ[1] وصیت کردنِ آں شخص کہ سہ پسر داشت و میراث خود را بکاہل ترین پسر داد و بہ قاضی نیز گفت

اُس شخص کی وصیت کی مثال جس کے تین لڑکے تھے اور اُس نے اپنی میراث سب سے زیادہ کاہل لڑکے کو دی اور قاضی سے بھی کہدیا

آں یکے شخصے بوقتِ مرگِ خویش
اُس ایک شخص نے اپنی موت کے وقت

گفتہ بُد اندر وصیت بیش بیش
اپنی وصیت میں، بار بار کہا تھا

سہ پسر بُودش چو سہ سروِ رواں
اُس کے تین لڑکے، سروِ رواں جیسے تھے

وقفِ ایشاں کردہ اُو جان و رواں
اُس نے اُن پر جان اور روح وقف کردی تھی

گفت[2] ہر چہ کالہ و سیم و زرست
اُس نے کہا کہ جو کچھ سامان اور چاندی اور سونا ہے

آں بَرد زیں ہر سہ کو کاہل ترست
وہ لے، جو تینوں میں زیادہ کاہل ہے

گفت با قاضی و بس اندرز کرد
قاضی سے کہا اور بہت نصیحت کی

بعد ازاں جامِ شرابِ مرگ خورد
اُس کے بعد اُس نے موت کا جام پی لیا

گفت فرزنداں بقاضی کاے کریم
لڑکوں نے قاضی سے کہا۔ اے کریم!

نگذریم از حکمِ اُو ما سہ یتیم
ہم تینوں یتیم اُس کے حکم سے درگذر نہ کریں گے

سمع و طاعت می کنیم اُو راست دست
ہم سمع اور اطاعت کرتے ہیں، اختیار اُسکا ہے

ہر چہ اُو فرمود بر ما نافذ ست
جو کچھ اُس نے کہا ہے، وہ ہم پر نافذ ہے

ما[3] چو اسمٰعیل ز ابراہیمِ خود
ہم (حضرت) اسماعیلؑ کی طرح اپنے ابراہیمؑ سے

سر نہ پیچیم ار چہ قرباں می کند
سر نہ موڑیں گے اگرچہ وہ قربان کردے

گفت قاضی ہر یکے با عاقلیش
قاضی نے کہا، ہر ایک اپنی سمجھ سے

تا بگوید قصۂ از کاہلیش
اپنی کاہلی کا قصہ بیان کرے

تا بہ بینم کاہلیِ ہر یکے
تاکہ میں ہر ایک کی کاہلی کو سمجھ لوں

تا بدانم حالِ ہر یک بے شکے
تاکہ ہر ایک کا حال بے شبہ جان لوں

عارفاں از دو جہاں کاہل ترند
عارف، دونوں جہانوں سے بہت کاہل ہیں

زانکہ بے شد یار خرمن می برند
کیونکہ بغیر کھیت تیار کئے کھلیان اُٹھاتے ہیں

کاہلی را کردہ اند ایشاں سَنَد
اُنھوں نے کاہلی کو سہارا بنا یا ہے

کارِ ایشاں را چو یزداں می کند
چونکہ خدا اُن کا کام کردیتا ہے

---

[1] مثل۔ چونکہ تیسرے شہزادے کو کاہل کہا اس مناسبت سے تین کاہلوں کا ذکر فرماتے ہیں کسی کی کاہلی محمود ہے جو امورِ دنیا میں ہر کسی کی کاہلی مذموم ہے جو عقبیٰ کے کاموں میں ہے۔ آں یکے۔ ایک شخص کے تین لڑکے تھے اُس نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرا وارث وہ ہے جو سب سے زیادہ کاہل ہو۔ بیش بیش۔ بار بار۔ سروِ رواں۔ سرو کی ایک قسم ہے۔

[2] گفت۔ اس نے وصیت میں یہ کہا کہ میرا ورثہ اُس کو ملے گا جو سب سے زیادہ کاہل ہوگا۔ گفت با قاضی۔ قاضی سے یہ کہہ کر وہ شخص مرگیا۔ گفت۔ لڑکوں نے قاضی سے کہا کہ ہم باپ کی وصیت پر عمل کریں گے۔ دست۔ یعنی اختیار۔ نافذ۔ جاری۔

[3] ما چو اسماعیل۔ حضرت اسماعیلؑ نے ذبح کے معاملہ میں حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت کی تھی۔ قاضی۔ قاضی نے سب سے زیادہ کاہل کا اندازہ لگانے کے لئے اُن سے کہا اپنی سمجھ سے ہر ایک اپنے کاہل ہونے کا کوئی قصہ سنائے۔ عارفاں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اہل اللہ اپنے توکل سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں وہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ کاہل ہیں۔ شد یار۔ وہ زمین جس کو الٹ پلٹ کر تخم ریزی کے لئے تیار کرتے ہیں۔ کاہلی۔ عارفین دنیا کے کام میں توکل سے کام لیتے ہیں۔

کارِ یزداں[1] را نمی بینند عام — می نیاسایند از کد صبح و شام
اللہ (تعالیٰ) کے کام کو عوام نہیں دیکھتے — وہ محنت سے صبح و شام آرام نہیں پاتے

کارِ دنیا را ز کُل کاہل ترند — در رہِ عقبیٰ ز مہ گو می برند
وہ دنیا کے کام میں سب سے زیادہ کاہل ہیں — آخرت کی راہ میں چاند سے بازی لے جاتے ہیں

ایں گزیند ہر کہ اُو باشد رشید — ہیں کہ دنیا رفت و عقبیٰ در رسید
اس کو وہی اختیار کرتا ہے جو ہدایت یافتہ ہو — آگاہ! دنیا گئی اور آخرت آ پہنچی

مہتریں را گفت قاضی باز گو — قصۂ از کاہلی اے مال جو
قاضی نے سب سے بڑے کو کہا، بتا — کاہلی کا قصہ، اے مال کے طالب!

ہیں ز حدِ کاہلی گوئید باز — تا بدانم حدِ آں از کشفِ راز
ہاں کاہلی کی انتہا، بیان کرو — تاکہ راز کھلنے سے میں اُس کی انتہا سمجھ لوں

ہیں ز حدِ کاہلی شرحے دہید — تا بدانم مَن بچہ حد کاہلید
ہاں کاہلی کی حد تفصیل سے بیان کرو — تاکہ میں جان لوں کہ تم کس حد تک کاہل ہو؟

بیگماں[2] خود ہر زباں پردہ دل ست — چوں بجُنبد پردہ رُویت حاصل ست
یقیناً ہر زبان خود دل کا پردہ ہے — جب پردہ ہٹ جاتا ہے دیدار حاصل ہو جاتا ہے

پردۂ کوچک چو یک شرحہ کباب — می بپوشد صورتِ صد آفتاب
چھوٹا پردہ، کباب کے ایک ٹکڑے جیسا — تو سو سورجوں کی صورت کو ڈھانک دیتا ہے

گر بیانِ نطق کاذب نیز ہست — لیک بُوئی از صدق و کذبش مُخبر ست
اگر گویائی کا بیان جھوٹا بھی ہے — لیکن بُو اس کے سچ اور جھوٹ کو بتانے والی ہے

آں نسیمے[3] کہ بیاید از چمن — ہست پیدا از سمومِ گولخن
وہ ہوا جو چمن سے آتی ہے — وہ بھٹی کی لُو سے جدا اگانہ ہے

بُوئی صدق و بُوئی کذبِ گول گیر — ہست پیدا در نفس چوں مُشک و سیر
سچ کی بُو اور احمق کو پھنسانے والی جھوٹ کی بُو — سانس میں مُشک کی بُو اور لہسن کی طرح ظاہر ہے

بُوئی اِخلاص و نفاقِ بے مزہ — ہست ظاہر ہمچو عُود و انگزہ
اخلاص اور بے مزہ نفاق کی بُو — اگر اور ہینگ کی طرح ظاہر ہیں

ہے اگر انسان جھوٹ بھی بولے گا تو وہ پہچان لیا جائیگا اور حقیقت واضح ہو کر رہیگی — [3] آں نسیمے۔ انسان چمن کی ہوا اور بھٹی کی ہوا کو پہچان لیتا ہے اس طرح سچ اور جھوٹ میں امتیاز ہو جاتا ہے بو کی۔ سچ اور جھوٹ میں ایسا ہی امتیاز ہے جیسا کہ مشک اور لہسن میں۔ اخلاص۔ اخلاص اور نفاق کی بُو میں ایسا ہی فرق ہے جیسا اگر اور ہینگ میں

[1] کارِ یزداں۔ عوام کی نظر سے چونکہ اللہ تعالیٰ کے کام پوشیدہ ہیں وہ صبح و شام محنت کرتے ہیں۔ در رہِ عقبیٰ۔ عارفین ترک دنیا کے کاموں میں سُست ہیں آخرت کے کاموں میں تیز رفتار میں چاند سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ایں۔ یہ حالت اُس شخص کی ہوتی ہے جو یہ سمجھے کہ دنیا جا رہی ہے اور آخرت آ رہی ہے مہتریں۔ تینوں لڑکوں میں سے سب سے بڑے سے قاضی نے کہا سب سے زیادہ کاہل کا قصہ سنا ہیں۔ دوسروں سے بھی کہا کہ اپنی سب سے زیادہ کاہلی کا قصہ سناؤ تاکہ میں اندازہ لگاؤں کہ تم کس کس درجے کاہل ہو۔

[2] بیگماں۔ اب مولانا نے یہ بیان شروع فرمایا کہ بولنے سے انسان کے عیب و ہنر ظاہر ہو جاتے ہیں ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

مولانا نے اسی مضمون پر کتاب ختم کر دی ہے اور تیسرے لڑکے کے قصہ کو پورا بیان نہیں فرمایا۔ چونکہ جب زبان چلے گی تو دل کے راز ظاہر ہوں گے۔ پردہ کوچک۔ زبان کے پردے میں لاکھوں اسرار چھپے ہوئے ہیں اس پر تعجب نہ کرو چھوٹی سی چیز بڑی چیزوں کو ڈھانپ لیتی ہے آنکھ پر انگلی رکھ دی جائے تو اگر سینکڑوں آفتاب ہوں تب بھی نظر نہ آئینگے۔ شرحہ۔ ٹکڑا۔ گر بیان۔ زبان سے کشف راز ضرور ہوتا

[illegible]

گرندانی[1] یار را از دہ دِلہ — از مشامِ فاسدِ خود کُن گلہ

اگر تو یار کو منافق سے نہ پہچانے — اپنے خراب دماغ کا گلہ کر

وَرندانی تو عجوز از شاہدے — بیگماں گشت ست چشمت فاسدے

اور اگر تو بوڑھی کو معشوق سے ممتاز نہ کرے — یقیناً تیری آنکھ خراب ہوگئی ہے

وَر تو نشناسی شکر را از صَبِر — بیگماں شد حسِّ ذوقِ تو خدر

اور اگر تو شکر کو ایلوا سے ممتاز نہ کرے — بیشک تیرے ذوق کا حس بے حس ہوگیا ہے

وَر یکے شد صوتِ بُلبل با غُراب — ہست بیشک حسِ سمعِ تو خراب

اور اگر بُلبل کی آواز کوے کیساتھ ایک ہے — بیشک تیرے سُننے کی حس خراب ہے

وَر یکے گشتت سمور[2] و خارپُشت — حسِ لمسِ تو بتو بنمود پُشت

اور اگر سمور اور سی تیرے لئے ایک ہوگیا ہے — تو تیرے چھونے کی حس نے تجھے پشت دکھا دی ہے

بانگِ حیزان و شُجاعانِ دلیر — ہست پیدا چوں فنِ روباہ و شیر

بزدلوں اور دلیر بہادروں کی آواز — واضح ہے لومڑی اور شیر کے ہنر کی طرح

چارۂ کارِ حواسِ خویش کُن — وانگہے راہِ طلب در پیش کُن

اپنے حواس کا علاج کر — پھر طلب کی راہ کو سامنے رکھ

یا زباں ہمچوں سرِ دیگیست راست — چوں بجُنبد تو بدانی چہ آباست

یا زبان بالکل دیگ کے ڈھکن کی طرح ہے — جب وہ سرکتا ہے تو جان لیتا ہے کیا سالن ہے

از بُخارِ آں بداند تیز ہش — دیگِ شیریں راز سکباجِ تُرش

تیز ہوش اس کی بھاپ سے جان لیتا ہے — میٹھی دیگ کو، کھٹے آش سے

دست[3] بر دیگِ نوی چوں زد فتی — وقتِ بخریدن بدید اشکستہ را

جب نوجوان نے نئی ہانڈی پر ہاتھ مارا — خریدنے کے وقت، اُسنے ٹوٹی ہوئی کو دیکھ لیا

آں یکے پرسید صاحبِ دَرد را — گفت در چندے شناسی مرد را

کسی ایک شخص نے صاحب درد سے دریافت کیا — اُسنے کہا تو انسان کو کتنی مدت میں پہچان لیتا ہے؟

گفت دانم مرد را در حِیں زپوز — ور نگوید دانمش اندر سہ روز

اس نے کہا میں انسان کو مُنہ سے فوراً پہچان لیتا ہوں — اور اگر وہ نہ بولے، اُس کو تین دن میں پہچان لیتا ہوں

واں دگر گفت ار بگوید دانمش — ور نگوید در سخن پیچانمش

اور دوسرے نے کہا، اگر وہ بولے تو میں اُس کو پہچان لیتا ہوں — اور اگر نہ بولے تو اُس کو بات میں اُلجھا دیتا ہوں

---

[1] گرندانی۔ اگر تو دوست اور ہرجائی کی خوشبو میں تمیز نہیں کرسکتا تو تیرا وہ حاسہ جس میں سونگھنے کی قوت ہے خراب ہے اُس کا شکوہ کر۔ دہ دِلہ۔ وہ شخص جس کا دل کسی ایک سے وابستہ نہ ہو۔ ور۔ اگر تو معشوق اور بڑھیا میں امتیاز نہ کرسکے تو اپنی آنکھ کا شکوہ کر۔ ور تو نشناسی۔ اگر تو شکر اور ایلوے میں فرق نہیں کرسکتا تو اپنی قوتِ ذائقہ کی شکایت کر۔ خدر۔ بے حس۔ ور یکے شد۔ اگر تو کوے اور بلبل کی آواز میں فرق نہیں کرسکتا تو اپنی قوتِ سامعہ کی شکایت کر۔

[2] سمور۔ لومڑی کی قسم کا ایک برفانی جانور ہے جس کی کھال سُرخ مائل سیاہی ہوتی ہے اسکے بال بہت نرم ہوتے ہیں اُس سے پوستین بناتے ہیں۔ خارپُشت۔ سہی جس کی کمر پر بڑے بڑے کانٹے ہوتے ہیں۔ حیزاں۔ حیز، مُخنث، بزدل۔ راہِ طلب یعنی شیخ کی طلب۔ یا زبان۔ یہ زبان کی دوسری تشبیہ ہے۔ آبا۔ سالن۔ سکباج۔ وہ شوربا جس میں سرکہ ہو۔

[3] دست۔ اسی طرح انسان جب کوئی نئی ہانڈی خریدتا ہے تو اُسکو بجا کر پہچان لیتا ہے کہ وہ ٹوٹی ہوئی ہے یا سالم۔ آں یکے۔ حقیقت کو پہچاننے میں انسانوں کے مختلف مراتب ہیں ایک شخص نے ایک ہمدرد انسان سے پوچھا تو دوسرے کو کتنی مدت میں پہچان لیتا ہے۔ گفت۔ اُسنے کہا اگر وہ بولے تو فوراً پہچان لیتا ہوں اور اگر نہ

گفت[1] اگر ایں مکر بشنیدہ بود — لب بہ بندد در خموشی در رود

اُس نے کہا اگر وہ یہ تدبیر سُن چکا ہو — ہونٹ بند کرلے اور خاموشی میں چلا جائے

گفت میر و گوئی تا ہفتم زمیں — تا ابد پوشیدہ بادم حالِ ایں

اُس نے کہا تو کہہ دے کہ وہ ساتویں زمین تک چلا جائے — مجھ پر قیامت تک، اُس کا حال پوشیدہ رہیگا

حالِ یک تن گر ندانم چہ شود — واندرو نقصانِ دینم چہ بود

اگر میں ایک شخص کا حال نہ جانونگا تو کیا ہوجائیگا؟ — اور اس میں میرے دین کا کیا نقصان ہوگا!

مَثَل

آنچناں[2] کہ گفت مادر بچہ را — گر خیالے آیدت در شب فرا

جیسا کہ ماں نے بچہ سے کہا — اگر رات میں کوئی خیال تیرے قریب آئے

یا بگورستان و جائے سہمگیں — تو خیالے زشت بینی در کمیں

یا قبرستان میں اور خوفناک جگہ میں — تو کسی بُرے خیال کو کمینگاہ میں دیکھے

دل قوی دار و بکن حملہ برو — اُو بگرداند ز تو در حال رُو

دل کو مضبوط کرلے اور اُس پر حملہ کردے — وہ فوراً تجھ سے منہ موڑ لے گا

زانکہ بے ترسے بسُویش ہر کہ رفت — آنخیالِ دیو وش بگریخت تفت

اس لئے جو بے خوف ہوکر اُس کی طرف گیا — وہ شیطان صفت خیال، فوراً بھاگا

گفت کودک با خیالِ دیو وش — ایں چنیں گر گفتہ باشد مادرش

بچہ نے کہا، شیطان صفت خیال سے — اگر اُس کی ماں نے بھی یہی کہا ہو؟

حملہ آرد اُفتد اندر گردنم — زامرِ مادر پس من آنگہ چوں کنم

وہ حملہ کردے، میری گردن میں آپڑے — ماں کے حکم سے، پھر اُس وقت میں کیا کروں گا؟

تو ہمی آموزیم کہ چُست ایست — آں خیالِ زشت را ہم مادریست

تو مجھے سکھاتی ہے کہ مضبوط کھڑا رہ — اُس بُرے خیال کی بھی (کوئی) ماں ہوگی

دیوِ مردم[3] را مُلقّن آں یکے ست — غالب از وے گردد ار خصم اندکے ست

انسانوں کے شیطان کو تلقین کرنیوالا وہ ایک ہی ہے — اُسکی وجہ سے غالب آجاتا ہے اگرچہ (دشمن) تھوڑا ہے

تا کدامیں سُوی باشد آں پرانش — اللہ اللہ رو تو ہم آں سُوی باش

وہ توجہ خواہ کسی طرف ہو — اللہ اللہ، تو اُسی جانب رہ

[1] گفت: اُس نے کہا اگر وہ بھی اُس تدبیر کو پہلے سے سمجھے ہوئے ہو اور نہ بولے تو غریب ہوگا میرا وہ۔ اُسنے کہا اچھا تو اُس سے کہہ دے نہ بولے اور زمین میں دھنس جائے اگر مثنوی سمجھاؤ نگا میرا کیا بگڑیگا۔ حالِ یک تن، اگر مجھے ایک انسان کا حال معلوم نہ ہو تو میرے دین میں کیا نقصان آجائیگا لہٰذا یہ تیرا سوال ہی لغو ہے تمثیل۔ ایک لغو سوال کی مثال دیتے ہیں۔

[2] آنچنانکہ ماں نے بچے سے کہا کہ اگر تجھے کوئی ڈراونا خیال آئے یا قبرستان وغیرہ میں یہ خیال ہو کہ ایک خوفناک چیز گھات میں بیٹھی ہے تو دل مضبوط کرکے اُس پر حملہ کردینا وہ فوراً بھاگ جائے گا۔ زانکہ۔ ایسے خیال پر جو بلاخوف حملہ کرتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔ گفت کودک۔ بچے نے کہا کہ اگر اُسکی ماں نے بھی اُسے یہی بات سمجھائی ہوگی تو وہ آکر میرے گلے میں چمٹ جائیگا جس طرح تو مجھے سمجھا رہی ہے اس خیال کی بھی کوئی ماں ہوگی جس نے اُسکو اسی طرح سکھایا ہوگا۔

[3] دیو مردم۔ مولانا کو خیال آیا کہ اگر شیطان کے بارے میں کوئی ایسا ہی سوال کر بیٹھے جیسا کہ اس بچے نے ماں سے سوال کیا، شیطان کے بارے میں قرآن نے کہا ہے اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطَانٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ یعنی شیطان کا قابو اُن لوگوں پر نہیں ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں یعنی ایمان اور توکل ہیں تو شیطان ان پر غالب

Presented by www.ziaraat.com

گفت[51] اگر از مکر ناید در کلام | حیلہ را دانستہ باشد آں ہمام
اُس نے کہا اگر وہ مکر سے بات کرنے میں نہ آئے | وہ بڑا، حیلے کو جانتا ہو

سرِّ او را چوں شناسی راست گو | گفت من خامُش نشینم پیشِ او
تو اُس کے راز کو کیسے پہچانے گا؟ صحیح بتا | بولا، میں اُس کے سامنے خاموش بیٹھ جاؤنگا

صبر را سُلّم کنم سُوئے درج | تا بر آیم بر سرِ بامِ فرج
درجہ کی جانب صبر کو سیڑھی بنا تا ہوں | تاکہ میں کامیابی کے بالا خانہ پر پہنچ جاؤں

ہست مر ہر صبر را آخر ظفر | ہست روزی بعدِ ہر تلخی شکر
ہر صبر کا انجام کامیابی ہے | ہر تلخی کے بعد شکر نصیب ہوتی ہے

چوں بجوشد در حضورش از دلم | منطقے بیروں ازیں شادیِ غم
جب اُس کی موجودگی میں میرے دل سے جوش مارتا | کوئی کلام جو اِس خوشی اور غم کے علاوہ ہو

من بدانم کو فرستاد آں بمن | از[52] ضمیرِ چوں سُہیل اندر یمن
میں سمجھتا ہوں، کہ وہ اُس نے میرے پاس بھیجا ہے | دل سے، جو یمن میں سہیل جیسا ہے

مَن بزرگیِ ورا گردن نہم | منّتے ہم بر دل و بر تن نہم
میں اُس کی بزرگی کے لئے گردن جُھکا دیتا ہوں | دل اور جسم پر بھی احسان جتاتا ہوں

در دلِ من ایں سخن زاں میمنہ ست | زانکہ از دل جانبِ دل روزنہ ست
یہ بات میرے دل میں اُس کی جانب سے ہے | کیونکہ دل سے دل کی جانب سوراخ ہے

چوں[53] فتاد از روزنِ دل آفتاب | ختم شد واللہ اعلم بالصواب
جب دل کے روزن سے سورج ڈھل گیا | ختم ہوگئی، اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

خاتمہ لولدہ العارف الکامل المحقق مولانا بہاء الملۃ والدین قدس سرّہٗ
اُن کے صاحبزادے عارف کامل محقق مولانا بہاء الملۃ والدین قدس سرّہٗ کا اختتام

مدّتے زیں مثنوی چوں والدم | شد خمش گفتم ورا کاے زندہ دم
میرے والد جب ایک مدت تک اِس مثنوی سے | خاموش رہے، میں نے اُن سے کہا اے زندہ دم!

از چہ رُو دیگر نمی گوئی سخن | بہرِ چہ بستی درِ علمِ لدن
آپ کس وجہ سے اور بات نہیں کر رہے ہیں؟ | علمِ لدنی کا دروازہ آپ نے کیوں بند کر دیا؟

مِن ربیع الثانی۔ چہارشنبہ ۲ ربیع الثانی ۶۳۰ھ ——— خاتمہ مثنوی میں تیسرے شہزادے کا قصہ ناقص چھوڑ کر مولانائے روم نے مثنوی ختم کردی ہے۔ مولانا کے صاحبزادے نے یہ خاتمہ لکھ کر اس طریقہ کا کچھ وضاحت کی ہے۔ والدم یعنی مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ علم لدنی مثنوی کے مضامین لدنی علوم ہیں۔

[51] گفت۔ پھر سوال کرنے کی حکایت کی طرف رجوع کرکے سوال کرنے والے نے کہا کہ اگر وہ تدبیر بھی کام نہ آئے پھر اُس کا راز معلوم کرنے کی کیا صورت ہے۔ من خامُش۔ اُس نے جواب دیا کہ میں صبر سے اُسکے سامنے بیٹھا رہوں گا اور صبر کو مقصود کا ذریعہ بناؤں گا۔ ہست۔ صبر کے بعد ظفر اور کامیابی ہے ہر تلخی کے بعد شکر ہے یعنی مراقب ہوکر بیٹھوں گا۔ چوں بجوشد۔ اب جو خیالات میرے قلب پر منعکس ہونگے اگر وہ دنیوی خیالات نہیں ہیں تو میں سمجھونگا کہ یہ خیالات اُس نے میرے دل میں بھیجے ہیں۔

[52] از ضمیر یعنی اُسکے قلبی خیالات میں۔ سُہیل۔ ایک مشہور ستارہ ہے جو بلادِ عرب میں موسم گرما کے آخر میں نظر آتا ہے۔ من بزرگی۔ جب اُس کے ضمیر میرے دل پر عکس پڑتا ہے تو میں اُسکی بزرگی کا قائل ہوجاتا ہوں اور اُس کا شکر گذار رہتا ہوں۔ در دل۔ میں سمجھ لیتا ہوں کہ یہ میرے قلبی خیالات اُسی مبارک شخص کے دل سے آئے ہیں اس لئے کہ دل سے دل کی طرف راہ ہوتی ہے۔

[53] چوں فتاد۔ اب القاء مضامین کا آفتاب میرے دل کے سوراخ سے ڈھل گیا تو اب میں کتاب کو بھی ختم کرتا ہوں اور خدا اپنی حکمتوں کو خوب جانتا ہے۔ الحمد للہ علی ما وفقنی لاتمام ہذا الکتاب۔ مرحبائی ۱۳۰۴ھ یوم الاربعاء فی التاسع والعشرین

Presented by www.ziaraat.com

قصۂ[1] شہزادگاں نامد بسر
شہزادوں کا قصہ ختم نہ ہوا

ماند ناسفتہ دُرِ سوم پسر
تیسرے لڑکے کا موتی بغیر بندھا رہ گیا

گفت نطقم چوں شتر زیں پس بخفت
فرمایا اس کے بعد میری گویائی اونٹ کیطرح سوگئی

نیستش با ہیچکس تا حشر گفت
اُس کی حشر تک کسی سے بول چال نہیں ہے

ہست باقی شرحِ ایں لیکن دروں
اس کی شرح باقی ہے، لیکن وہ اندر

بستہ شُد دیگر نمی آید بروں
بند ہوگئی، اب وہ باہر نہیں آتی ہے

ہمچو اشتر ناطقہ اینجا بخفت
قوتِ گویائی اس جگہ اونٹ کی طرح سو گئی

اُو بگوید مَن دہاں بستم زگفت
وہ (گویائی) کہتی ہے کہ میں نے گفتگو سے منہ بند کرلیا

وقتِ رحلت آمد و جستن زجو
کوچ اور نہر کو کود جانے کا وقت آگیا

کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
بجز اس کی ذات کے ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے

باقیِ ایں گفت آید بے زباں
اس کا بقیہ بغیر زبان کے کہا ہوا آجائے گا

در دلِ آنکس کہ دارد زندہ جاں
اُس شخص کے دل میں جو زندہ جان رکھتا ہے

گفتگو آخر رسید و عمر ہم
بات ختم ہوگئی اور عمر بھی

مُژدہ[2] آمد وقت آں کز تن رہم
اس وقت کی خوشخبری آگئی جبکہ میں جسم سے چھوٹ جاؤنگا

در جہانِ جاں کنم جولاں ہمے
جان کے جہاں میں جولانی کروں گا

بگذرم زیں نم در آیم در یمے
اس نمی سے گذر جاؤنگا سمندر میں پہنچ جاؤنگا

زانکہ ایں عالم زنم زندہ ست و خوش
کیونکہ یہ جہاں نمی سے زندہ اور خوشنما ہے

از یمے نم یافت نیساں خوب و کش
اس نے سمندر سے نمی پائی ہے اسلئے اچھا اور خوش ہے

چونکہ جاں در خاک و نم زندہ بود
جبکہ جان مٹی اور تری میں زندہ ہے

در جہانِ یم ببیں تا چوں شود
غور کر سمندر کی دنیا میں کیسی رہے گی

یم[3] چو شہرست و چو دروازہ ست نم
سمندر شہر کی طرح ہے اور نمی دروازے کی طرح

نم چو قطرہ داں و بے اندازہ یم
نمی کو قطرے کیطرح سمجھ اور سمندر بے اندازہ ہے

زیں نمی کو ہمچو جانست اندر آ
اس نمی سے جو جان کی طرح ہے، اندر آ

در یمِ جاناں کہ تا یابی بقا
جاناں کے سمندر میں، تاکہ تو بقا حاصل کرے

چونکہ نم از بحرِ جانست ایں طرف
چونکہ اس جانب، جان کے سمندر کی نمی ہے

پس ز راہِ جاں طلب کن آں طرف
تو اُس طرف کو جان کے راستہ سے طلب کر

---

[1] قصۂ شہزادگاں۔ تینوں شہزادے جو شاہِ چین کی خدمت میں پہنچے تھے۔ دُرِ سوم پسر یعنی تیسرا اب سے چھوٹا شہزادہ۔ گفت نطقم یعنی والد صاحب نے فرمایا۔ شرحِ ایں یعنی تیسرے لڑکے کا قصہ۔ ناطقہ قوتِ گویائی۔ اُو یعنی قوتِ ناطقہ۔ جستن زجو یعنی دنیا کی نہر کو پار کرنا۔ باقیِ ایں یعنی اس قصہ کا بقیہ۔ در دل۔ اب کوئی صاحب باطن ہوگا جس کے دل میں بغیر میرے کہے وہ قصہ آجائیگا اور وہ اُس کی تکمیل کردیگا۔

[2] مژدہ۔ اب میری موت کی بشارت آگئی ہے۔ در جہانِ جاں۔ اب میں عالمِ ارواح میں چلاجاؤں گا جس سمندر کے مقابل ناسوت ایک معمولی نمی ہے۔ زانکہ۔ اس عالمِ ناسوت میں عالمِ ارواح کا معمولی سا اثر ہے۔ نیساں خوب و کش۔ چونکہ یہ روح، عالمِ ناسوت کی خاک اور معمولی نمی میں زندہ ہے تو عالمِ ارواح میں اُس کی زندگی کا تم خود اندازہ لگاؤ کیسی ہوگی۔

[3] یم۔ یہ عالمِ ناسوت، عالم ارواح اور ملکوت کے شہر کے لئے بمنزلہ دروازے کے ہے اور اس کی اسکے مقابلہ میں قطرہ اور دریا کی مثال ہے۔ نمی۔ یہ نمی جان ہے اور سمندر جاناں ہے جان کی بقا جاناں سے اتصال کے اندر ہے۔ چونکہ یہاں جو کچھ ہے وہ روحِ اعظم کا اثر ہے تو اُس روحِ اعظم سے اتصال پیدا کرنے کی غرض حاصل کر۔

۵۱ تا ترا آنجا برد کو بوده است | جُستنِ اندر خاک یم بیهوده است

تاکہ تجھے اُس جگہ لے جائے جہاں وہ ہے | خشکی میں سمندر ڈھونڈنا لغو ہے

جزوِ ہر خاکے بخاکستاں برد | موجِ بحرِ جاں سوئ جاناں برد

ہر خاک کا جزو، خاکستان کی جانب لے جاتا ہے | جان کے سمندر کی لہر جاناں کی طرف لیجاتی ہے

پس ز جاں کن وصلِ جاناں را طلب | بے لب و بے کام می گو نام رب

جاناں کے وصل کو (دل و) جان سے طلب کر | بغیر ہونٹ اور بغیر تالو کے خدا کا نام لے

تا رہی زیں حبس وایں فانی جہاں | در جہانِ جاں بمانی جاوداں

تاکہ تو اس قید اور اس فانی جہان سے نجات پا جائے | ہمیشہ جان کے جہان میں رہے

تخمہائے عمر را در شورہ خاک | می بکاری تا شوی آخر ہلاک

عمر کے بیجوں کو، شور زمین میں | تو بو رہا ہے، تاکہ تو بالآخر ہلاک ہو جائے

۵۲ ایں چنیں عمرِ عزیزِ بے بہا | بے عوض ضائع کنی ہر دم چرا

ایسی قیمتی پیاری عمر کو | تو بغیر عوض کے کیوں ضائع کرتا ہے؟

غبن می ناید ترا اے مردِ کار | تا دہی گلزار و گیری خارزار

اے کام کے آدمی! کیا تجھے ٹوٹا نہ ہوگا؟ | کہ تو چمن دیتا ہے اور خارستان لیتا ہے

عمر کاں شد صرف در دنیا، نماند | خرم آں کش حق بسوئ خویش خواند

جو عمر دنیا میں صرف ہوئی، نہ رہی | مبارک ہے وہ جس کو اللہ (تعالیٰ) نے اپنی جانب بلایا

عمرِ معدودِ شمردہ چوں دہی | در رہِ حق گردد آں نا منتہی

تو جب گنی چنی عمر دیدے گا | اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں وہ لا انتہا ہو جائے گی

بے شمار و بے حد و بے عد شود | عمرِ دہ روزہ کہ در طاعت رود

بے شمار اور بے حد اور اَن گنت ہو جائے | وہ دس روزہ زندگی جو بندگی میں بسر ہو

۵۳ ہیں تجارت کن دریں بازار تو | صد ہزاراں گل بر از یک خار تو

خبردار! تو اس بازار میں تجارت کرے | تو ایک کانٹے کے عوض لاکھوں پھول لیجا

از یکے دانہ کہ کاری صد ہزار | دانہ بر گیری ز فضلِ کردگار

تو جو ایک دانہ بوئے، لاکھوں | دانے اللہ (تعالیٰ) کی مہربانی سے حاصل کرے

خود شمار آنجا بود کآخر بود | بیشمار ست آں طرف کاں بر بود

شمار وہاں ہوتا ہے، جہاں آخر ہو | وہ جانب بے شمار ہے جہاں خدا ہو

---

۵۱ تا ترا۔ وہ راستہ تجھے وہاں پہنچائے گا جہاں روح اعظم ہے عالم ناسوت میں اُس کی جستجو بیکار ہے۔ جزو۔ انسان کا خاکی جسم اُس کو قبرستان کی طرف لے جاتا ہے روح اُس کو محبوب کی طرف لے جاتی ہے۔ پس۔ روح کو ذکر اللہ میں لگا تار ہے۔ جب تیری روح ذاکر ہو جائیگی تو تجھے ابدی زندگی حاصل ہو جائیگی۔ تخمہای۔ عمر کو جسم کی پرورش میں ختم نہ کر ورنہ تباہ ہو جائیگا۔

۵۲ اینچنیں۔ عمر جیسی قیمتی چیز کو جسم کی پرورش میں ضائع نہ کر۔ غبن۔ ٹوٹا۔ مرد کار۔ معاملہ کرنیوالا، ہونے والا۔ گلزار۔ عالم آخرت۔ خارزار۔ دنیا۔ عمر۔ زندگی کا وہ حصہ جو دنیاوی دھندوں میں صرف ہوا وہ ضائع ہوا۔ معدود۔ دنیا کی محدود زندگی کو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کر دیا جائے تو ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

۵۳ ہین۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّۃَ۔ صد ہزاراں۔ یعنی جنت۔ یک خار۔ دنیوی متاع۔ از یکے۔ ایک نیکی کا ستر گنا ثواب ملتا ہے اور جس کو خدا چاہے وہ زیادہ بھی دیتا ہے۔ خود شمار۔ شمار تو دنیاوی فانی چیزوں کی ہے آخرت کی نعمتوں کی حد نہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

سوی[1] کلِ خود رَوا اے جُزدِ جدا — از خودی بگذر گریز اندر خُدا

اے علیحدہ جُزو! اپنے کُل کی جانب جا — خودی سے گذر جا، خدا (کی پناہ) میں بھاگ جا

در تنِ ہمچو سبو ہستی چو آب — گفتگو و صلح و جنگت چوں حباب

تو ٹھلیا جیسے جسم میں پانی کی طرح ہے — تیری گفتگو اور صلح اور جنگ بُلبلے کی طرح ہے

چوں حُبابست ایں نقوش و ایں صُوَر — بر سرِ آبِ دروں اے نامور

یہ نقوش اور یہ صورتیں بُلبلے کی طرح ہیں — اے نامور! اندرونی پانی کے اوپر

یا چو کفے بر سرِ آبِ دروں — تا شود سِرِ دروں پیدا بروں

یا اندرونی پانی پر جھاگ کی طرح — تاکہ باطن کا راز باہر ظاہر ہو جائے

از تف[2] و از کف و از بُوی قدُور — می نماید خوردنیہا در تنور

گرمی سے اور جھاگ سے اور ہانڈیوں کی بُو سے — تنور میں کھانے کی چیزیں واضح ہو جاتی ہیں

تا کہ شیرینی و یا تُرشی ست آں — می شود ظاہر بر پیر و جواں

کہ وہ شیرینی ہے یا تُرشی — بوڑھے اور جوان پر ظاہر ہو جاتی ہے

ہمچنیں از فعل و قولِ مرد ماں — می شود پیدا کہ چہ سانست جاں

اِس طرح انسانوں کے فعل اور قول سے — ظاہر ہو جاتا ہے، کہ جان کیسی ہے

جانِ اُو در مرتبہ چونست چیست — مومن ست و یا کہ کافر یا ولی ست

اُس کی جان رتبہ میں کیسی ہے، کیا ہے — مومن ہے یا کافر، یا ولی ہے؟

آب را اندر سبو بے یم مدار — تا نگردد آبِ شیریں ناگوار

ٹھلیا میں پانی بغیر سمندر (کی مدد) کے نہ رکھ — تاکہ میٹھا پانی، ناگوار نہ بن جائے

کاب ساکن بے مدد ناخوش شود — رنگ و بُوی و طعمِ خوب از وے رَوَد

بغیر مدد کے ٹھہرا ہوا پانی بُرا ہو جاتا ہے — اُس میں سے اچھا رنگ اور بُو اور مزہ جاتا رہتا ہے

گفت[3] احمدؐ ہر کہ دو روزش یکیست — ہست مغبون و گرفتارِ شکیست

(حضرت) احمدؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے دو دن یکساں — وہ ٹوٹے میں اور شک میں گرفتار ہے

بے یقینے می زید در ابلہی — پُر ز بادے ہمچو انبانِ تہی

بے وقوفی میں، بغیر یقین کے جی رہا ہے — خالی تھیلے کی طرح، ہوا سے پُر ہے

ہر دمے پس میرود از پیشِ صف — می شود صافیش دُردے ہمچو کف

صف کے آگے سے، ہر لحظہ پیچھے جا رہا ہے — اُس کا صاف جھاگ کی طرح تلچھٹ ہو رہا ہے

---

[1] سُوی کُل۔ رُوحِ اعظم سے اتصال پیدا کر جس کا طریقہ ترکِ خودی اور فنا ہے۔
حُباب۔ بُلبلہ۔ یا چو۔ جسم کی تشبیہ سبو اور رُوح کی تشبیہ پانی سے دی اب فرماتے ہیں کہ یا جسم کو پانی کے جھاگ سے تشبیہ دیدو۔

[2] از تف۔ ہانڈی کی گرمی، اُبال اور خوشبو بتلا دیتی ہے کہ تنور میں کیا پک رہا ہے۔
ہمچنیں۔ اِسی طرح انسان کے جسم کا قول و فعل رُوح کی حالت بتا دیتا ہے۔ جانِ اُو۔ انسان کا قول و فعل رُوح کے مرتبہ کفر اور ایمان اور ولایت کو ظاہر کر دیتا ہے۔
آب۔ رُوح کے پانی کا تعلق روحِ اعظم کے دریا سے پیدا کرلے ورنہ گڑھے کا ٹھہرا ہوا پانی متغیر ہو جاتا ہے۔

[3] گفت احمدؐ حدیث شریف ہے مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ جس کے دو دن یکساں ہوں وہ ٹوٹے میں ہے یعنی اُس نفع سے محروم ہے جو اُس کو دوسرے دن کرنا چاہئے تھا۔ انبان۔ چمڑے کا تھیلا۔ ہر دمے۔ جس کو یقین کا مرتبہ حاصل نہیں وہ تنزل اختیار کرتا رہتا ہے اور دریا سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے اُس کی رُوح کا پانی گندہ ہو جاتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

رنجِ اُو ہر لحظہ بدتر می شود — ہر دمے اُو زِشت و اَبتر می شود

اُس کا رنج ہر لمحہ بدتر ہو رہا ہے — وہ ہر لحظہ بُرا اور ناقص ہو رہا ہے

سُوئے[1] دوزخ میرود آں رَدِّ باب — بے عذابِ بحر در نار و عذاب

وہ مردودِ بارگاہ، دوزخ کی جانب جاتا ہو — بغیر سمندر کے شیریں پانی کے آگ اور عذاب میں

پیش ازانکہ کارِ تو آنجا رسد — ہر دمے غفلت ترا واپس بَرَد

اس سے پہلے کہ تیرا معاملہ وہاں تک پہنچے — (اور) غفلت کا ہر سانس تجھے اُلٹا لوٹائے

رَو بسُوئے اصلِ خود ہمچوں خلیلؑ — بگذر از استارہ و چرخِ چو نیل

حضرت خلیلؑ کی طرح اپنی اصل کی جانب جا — ستارے اور نیل جیسے آسمان سے گذر جا

پائے[2] ہمت بر خور و بر ماہ نہ — سر بر اں ایوان و آں درگاہ نہ

ہمت کا پاؤں سورج اور چاند پر رکھ دے — اُس بارگاہ اور اُس درگاہ پر سر رکھ دے

ایں خودی را خرج کُن اندر خدا — تا نمانی ہمچو ابلیسے جُدا

اِس خودی کو خدا میں صرف کر دے — تاکہ تو شیطان کی طرح جُدا نہ رہے

آبِ جاں را ریز اندر بحرِ جاں — تا شوی دریائے بیحد و کراں

جان کے سمندر میں جان کے پانی کو بہا دے — تاکہ تو بے حد اور بے ساحل دریا بن جائے

قصہ کوتہ کُن کہ رفتیم در حجاب — ہیں خمش وَاللہُ اَعلَم بالصَّواب

قصہ مختصر کر کہ میں پردے میں چلا گیا — ہاں چپ ہو جا اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

شکر ایں نامہ بعنوانے رسید — گم نشد نقد و باخوانے رسید

شکر ہے یہ نامہ ایک عنوان (کے خاتمے) تک پہنچ گیا — نقد، گم نہ ہوا اور بھائیوں کو پہنچ گیا

نردبانِ آسمانست ایں کلام[3] — ہر کہ ازیں بر رود آید ببام

یہ کلام، آسمان کی سیڑھی ہے — جو اس کے ذریعہ اوپر جائیگا چھت پر پہنچ جائیگا

نے ببامِ چرخ کاں اخضر بود — بل ببامے کز فلک برتر بود

آسمان کی چھت پر نہیں جو سبز ہے — بلکہ اُس چھت پر جو آسمان سے اُونچی ہے

بامِ گردوں را ازو آید نوا — گردشش باشد ہمیشہ زاں ہوا

اُس کیلئے سامان، گردوں کی چھت آتا ہے — اِس خواہش سے اُس کی ہمیشہ گردش ہوتی ہے

تمت الخاتمة لولده مولانا بهاء الدين

[1] سُوئے دوزخ۔ جس کو ایمان کا مرتبہ حاصل نہیں وہ مردودِ بارگاہ ہے اور جہنم کی طرف جا رہا ہے۔ پیش۔ اس حالت سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرلے خلیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ نے ستاروں کی الوہیت کا انکار فرمایا تھا۔

[2] پائے ہمت۔ چاند سورج سب مخلوق ہیں ان سے گذر کر خالق کی بارگاہ میں پہنچ جا۔ ایں خودی۔ فنا حاصل کر جب وصل ہوگا ورنہ شیطان کی طرح جدا رہیگا۔ قصہ۔ اب اس حالت کو ختم کرو اور چپ ہو جاؤ۔ شکر۔ میرے پاس جو مضامین تھے وہ میں نے اپنے پیر بھائیوں کو پہنچا دیئے۔

[3] ایں کلام۔ مثنوی۔ ببام۔ بام سے آسمان کی بلند سطح مراد نہیں ہے بلکہ بارگاہِ خداوندی مراد ہے۔ بامِ گردوں۔ اسی بام کو اسی بام سے خوراک ملتی ہے اور یہ اسی کے عشق میں سرگرداں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اختتامِ مثنوی مولوی معنوی

افتتاحِ کلام بہ تمہیدِ اختتام سراپا اختتام مثنوی معنوی مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ

از حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

جاذبِ ذوق و شوقِ مولانا حُسامؒ[1]
مولانا حسام (الدین) کے ذوق و شوق کی کشش

میکشد مارا بسوئے اختتام
ہمیں خاتمہ کی جانب کھینچ رہی ہے

اختتامِ مثنوی معنوی
مثنوی معنوی کو خاتمہ تک پہنچانا

میکشد جاں را براہِ مستوی
جان کو سیدھے راستہ پر کھینچ رہا ہے

می تراود خود بخود از لبِ سخن
ہونٹ سے خود بخود کلام ٹپک رہا ہے

آنچہ خواہی اے ضیاء الدین بکن
اے ضیاء الدین! آپ جو چاہیں کریں

چوں زمامِ عقلِ من در دستِ تست
چونکہ میری عقل کی باگ آپ کے ہاتھ میں ہے

ہر کجا خواہی بکش جاں مستِ تست
جس جگہ آپ چاہیں کھینچیں جان آپ کی مست ہے

پرتوِ خور چوں در آبے اوفتاد
سورج کا عکس جب کسی پانی پر پڑا

آب دادِ آفتابے را بداد
پانی نے سورج کی عطا کی داد دی

روحِ مولانا جلال الدینؒ رومؒ
مولانا جلال الدین رومیؒ کی روح

مہرِ[2] برجِ معرفت بحرِ علوم
جو علوم کے سمندر اور معرفت کے برج کے چاند ہیں

پرتوے زد چونکہ بر طورِ دلم
جب میرے دل کے (کوہ) طور پر عکس ڈالا

گشت نورانی تنِ آب و گلم
میرا آب و گل کا جسم نورانی بن گیا

ہر زماں آں مہِ چرخِ بریں
بلند آسمان کا وہ چاند ہر لمحہ

میزند چشمک ببامِ دل کہ ہیں
بامِ دل پر اشارہ کرتا ہے کہ ہاں

اختتامِ مثنوی آغاز کن
مثنوی کے خاتمہ کا آغاز کر

نامۂ سربستہ ام را باز کن
میرے سربستہ نامہ کو کھول

آں حکایت گو کہ ناگفتہ بماند
وہ حکایت کہہ جو بغیر کہی رہ گئی

نظم کن آں دُر کہ ناسفتہ بماند
اس موتی کو پرو جو بغیر پرے رہ گیا

زود در سلکِ بیاں درکش ورا
جلد اس کو لڑی میں پرو

در رسد[3] فیضانِ روحانی زما
ہمارا روحانی فیضان (ضرور) پہنچے گا

چونکہ حدِ خود ندیدم تن زدم
چونکہ میں نے اپنا مرتبہ نہ دیکھا میں خاموش ہو گیا

بر درش از عذر سر را من زدم
عذر سے میں نے اپنا سر اُن کے در پر رکھ دیا

---

[1] حسام۔ حسام الدین۔ اختتام یعنی مثنوی کا خاتمہ لکھنا۔ می کشد یعنی جذب۔ ضیاء الدین۔ ضیاء الحق۔ داد۔ عطا یعنی سورج کا جب عکس پانی پر پڑتا ہے تو پانی بھی اسکو نمایاں کرتا ہے اسی طرح مولانا حسام الدینؒ کی روح کے عکس کو جو میری روح پر پڑا میں نمایاں کر رہا ہوں۔ طور۔ کوہ طور۔ [2] مہر۔ یعنی مولانا جلال الدینؒ شریعت اور طریقت کے جامع ہیں۔ مہ یعنی مولانا ئے روم۔ میزند یعنی مولانا جلال الدین آنکھ سے اشارہ کر رہے ہیں کہ مثنوی کا خاتمہ لکھ۔ نا گفتہ یعنی تیسرے شہزادے کا قصہ۔

[3] در رسد۔ بقول مولانا بہاء الدین کے مولانا رومؒ نے فرمایا تھا (شعر) باقی ایں گفتہ آید بے زباں ۔ در دلِ آنکس کہ دارد نورِ جاں۔ تن زدم۔ میں خاموش ہو گیا۔

چونکہ قولِ آں ایازِ پاک[۵۱] دید
چونکہ اُس پاک نظر، ایاز کا قول

در نگاہِ دیدۂ دل می خلید
دل کی آنکھ کی نظر میں چبھ رہا تھا

کاشکستن اَمر از گوہر دشوار تر
کیونکہ حکم کا توڑنا موتی کے توڑنے سے زیادہ دشوار ہے

لاجرم بستیم با امرِ اُو کمر
لامحالہ ہم نے اُس کے حکم سے کمر باندھ لی

اے خدا اے قادرِ بیچون و چند
اے خدا اے بے کم و کیف پر قادر!

رازہا کردی درونِ سینہ بند
تو نے سینہ میں راز بند کر دیئے ہیں

سینہ را صندوقِ سرہا کردہ
تو نے سینہ کو رازوں کا صندوق بنایا ہے

واندراں مخزونِ گوہرہا کردہ
اور اُس میں موتی خزانہ کر دیئے ہیں

رَبط دادی سینہ را با سینہ
تو نے سینہ کو سینہ سے ربط دیا ہے

رَبطِ ایں آئینہ با آئینہ
جس طرح اِس آئینہ کا آئینہ سے ربط ہے

نقشِ ایں آئینہ در دیگر پدید
اِس آئینہ کا نقش دوسرے میں ظاہر

کردی از صُنعِ خود اے ربِّ مجید
کر دیا، اے ربِّ مجید! تو نے اپنی کاریگری سے

آب از جُوئے بجُوئے می رَوَد
پانی ایک نہر سے دوسری نہر میں جاتا ہے

باز یکسُو گشتہ تا دریا دَوَد
پھر اکٹھا ہو کر دریا میں دوڑ جاتا ہے

رَفت چوں در بحر آبِ جُویہا
جب نہروں کا پانی سمندر میں چلا گیا

جملہ یکذات و یک آبست اے فتا
اے نوجوان! سب ایک ذات اور ایک پانی ہے

با تو رمزے[۵۲] گفتم اے جاں گوش کُن
اے جان! سُن میں نے تجھ سے ایک رمز کہا

جملہ تن جاں باش و جاں را ہوش کُن
مجسم جان بن جا، اور جان کو ہوش بنا لے

رَو بسُوئے آں وصیت باز گرد
چل اُس وصیت کی جانب پلٹ

زانتظار آں سہ پسر را دل بدرد
اُن تین لڑکوں کے دل انتظار سے درد میں ہیں

آغاز داستان بیان کردن آں
اُن تینوں لڑکوں کا اپنی کاہلی کو بیان کرنے

سہ پسر کاہلی خود را و طلب حکم از
کی داستان کا آغاز اور سچائی اور صفائی کے

قاضی بصدق و صفا
ساتھ قاضی سے فیصلہ چاہنا

گفت قاضی کاہلی خود شما
قاضی نے کہا تم اپنی کاہلی

سر بسر گوئید تفصیلاً بما
پوری پوری تفصیل سے ہم سے کہو

ہر یکے باید کہ گوید حالِ خویش
ہر ایک کو اپنا حال بیان کرنا چاہیئے

تا بدانم کاہلی کیست بیش
تاکہ میں سمجھوں کس کی کاہلی بڑھی ہوئی ہے

در سخن پنہاں ست حالِ مَردماں
انسانوں کی حالت گفتگو میں پوشیدہ ہے

مَرد در زیرِ سخن باشد نہاں
انسان گفتگو میں پوشیدہ ہوتا ہے

حُقّۂ سربستہ جانِ آدمی[۵۳] ست
انسان کی جان، ایک سربستہ ڈبہ ہے

باز مفتاحش زبانِ آدمی ست
پھر اُس کی کنجی آدمی کی زبان ہے

آدمی را از سخن باید شناخت
آدمی کو گفتگو سے پہچاننا چاہیئے

غیرِ کشتی بر سرِ دریا کہ تاخت
کشتی کے بغیر دریا میں کون دوڑ سکتا ہے؟

اوّلیں گفتا بداں حد کاہلم
پہلے نے کہا میں یہاں تک کاہل ہوں

کاُوستاد و مُبتلاں را مُبتلم
کہ اُستاد اور کاہلوں کا کاہل ہوں

ہیں تو بشنو حالِ ما را اے سَنی
اے بزرگ! تو ہمارا حال سُن لے

بُد شبِ باران و فقدِ روشنی
بارش کی رات تھی اور روشنی مفقود تھی

برف می بارید و باراں زمہریر
برف برستی تھی اور بارش اور جاڑا

عالمے مانندِ یخ بستہ قریر
جہان جمے ہوئے برف کی طرح ٹھنڈا تھا

تشنہ گشتم آتشم پُر دُود گشت
میں پیاسا ہو گیا، میری آگ دھوئیں سے بھر گئی

آتشِ باطن بزد بر کوہ و دشت
باطن کی آگ، پہاڑ اور جنگل میں جا لگی

---

[۵۱] پاک دید۔ پاک نظر۔ کر بستن۔ تیار ہو جانا۔ ربط۔ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں علوم منتقل ہوتے ہیں جس طرح ایک آئینہ سے دوسرے آئینہ میں عکس آجاتا ہے۔ آب۔ وہ علوم جو مولانا ئے روم کے سینہ میں تھے وہ میرے سینہ میں آگئے۔ بازیکسو۔ ان مضامین کا مقصد ایک ہے۔
[۵۲] رمز۔ یعنی مطالب کا اتحاد اور اُن کا ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں منتقل ہو جانا۔ وصیت۔ باپ نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ سب ترکہ میری اولاد میں سے سب سے زیادہ کاہل کو دیا جائے۔ [۵۳] آدمی یعنی انسان کا باطن بمنزلہ دریا کے ہے اور زبان کشتی ہے، دریا کے احوال کشتی کے ذریعہ معلوم کئے جا سکتے ہیں اسی طرح باطن کا حال زبان سے معلوم کیا جا سکتا ہے یہ اہل ظاہر کیلئے ہے اور شریعت اسی کو معتبر مانتی ہے، اہل باطن کشف سے بھی باطنی احوال معلوم کر لیتے ہیں لیکن کشف دوسرے پر حجت نہیں ہے۔ سَنی۔ بلند، روشن۔ مُرْدُود۔ یعنی ابخرات۔ کوہ و دشت یعنی اعضاء۔

نَفَس نالاں در پئے آبِ خُنک
ٹھنڈے پانی کے لئے نفس نالاں تھا

تنبلی اَم گفت بنشیں سیکنک[1]
میری کاہلی نے کہا، آہستہ بیٹھو (ٹھہر جا)

از گراں جانی بخواب اندر شدم
میں سستی کی وجہ سے، سونے لگا

گشتہ کاہل پای بر بستر زدم
کاہل بن کر، میں بستر پر چڑھ گیا

خواب نامد اندراں عطشانیم
اس پیاسے پن میں مجھے نیند نہ آئی

دمبدم افزود سر گردانیم
لمحہ بلحہ میری پریشانی بڑھی

آخرش برخاستم بہرِ وضو
بالآخر میں وضو کے لئے اٹھا

قصد کردم جانبِ آب و سُبُو
پانی اور ٹھلیا کی جانب میں نے ارادہ کیا

یادِ من آمد حدیثے از انسؓ
مجھے (حضرت) انسؓ کی حدیث یاد آ گئی

اَسْبِغْ امرِ آں رسولِ خوش نفس
اُس خوش دَم رسول کا حکم کہ وضو مکمل کرو

طالبِ غُرِّ مُحَجَّل گشتہ زُود
میں فوراً غُرِّ محجل کا طالب بن کر

در وضو گشتم شتاباں اے وَدُود
اے محب! جلد وضو میں لگ گیا

کردم اسباغِ وضو زاں آبِ سرد
میں نے اس ٹھنڈے پانی سے وضو کی تکمیل کی

سردیٔ اُو دست و پا بیکار کرد
اس کی ٹھنڈک نے ہاتھ اور پاؤں بیکار کر دیئے

غالب آمد کاہلی بر من چُناں
مجھ پر کاہلی ایسی غالب آئی

کہ نکردم جُرعۂ زاں اندر دہاں
کہ اس کا ایک گھونٹ منہ میں نہ ڈالا

از عطش می مُردم و اعضا چو برف
میں پیاس سے مر رہا تھا اور برف جیسے اعضا نے

بردِ ظاہر را بباطن کردہ صرف
ظاہری ٹھنڈک کو باطن پر صرف کیا

از کسالت[2] گفتم ایں بردِ وجود
میں نے کاہلی کی وجہ سے کہا، جسم کی ٹھنڈک

حرِّ باطن عاقبت خواہد رَبُود
انجام کار، باطن کی گرمی کو دور کر دے گی

کاہلی از آب خوردن منع کرد
کاہلی نے پانی پینے سے روک دیا

آب در دست و بدست اسبابِ بَرد
پانی ہاتھ میں تھا اور ٹھنڈک کے اسباب ہاتھ میں

لیک از دستم دہاں بس دُور بُود
لیکن میرا ہاتھ منہ سے بہت دُور تھا

از کسالت کے مرا مقدور بُود
کاہلی کی وجہ سے مجھے قدرت کہاں تھی؟

گفت رمزے گفتہ اَم زاں کاہلی
انہوں نے کہا میں نے اس کیفیت کا ایک اشارہ کر دیا ہے

قاضیا تو فہم کُن گر عاقلی
اے قاضی! اگر تو سمجھ دار ہے تو سمجھ لے

زاہداں در کارِ دنیا کاہل اند
زاہد دنیا کے کام میں کاہل ہیں

در ادای بارِ عُقبیٰ کامل اند
آخرت کا بوجھ اتارنے میں، کامل ہیں

نفس را بکشند بہرِ نان و آب
روٹی اور پانی کی خاطر نفس کو مارتے ہیں

یکدمِ آبی بُوَد شاں را شراب
پانی کا ایک گھونٹ اُن کے لئے شراب ہے

نفس کافر را بس ست از فربہی
کافر نفس کے مٹاپے کے لئے کافی ہے

آنکہ[3] بہرِ ہر عطش آبش دہی
کہ تو ہر پیاس کے وقت اُسے پانی دیدے

نفسِ سرکش را بسندست از قساوَ
قساوت کی وجہ سے سرکش نفس کیلئے کافی ہے

کو خورد آبے بہرِ رغبت چو گاوَ
کہ وہ ہر خواہش کے وقت بیل کی طرح پانی پئے

امرِ نفسِ خویش را دانی کشاوَ
تو اپنے نفس کے حکم کو شاہی فرمان سمجھتا ہے

می بَرَد ہر سُو ترا ایں نفس گاوَ
یہ بیل جیسا نفس تجھے ہر جانب لے جاتا ہے

کارِ مرداں کاہلی در کارِ تن
بہادروں کا کام جسم کے کام میں کاہلی ہے

چابکی جُستن بطاعت در مِحَن
اور مشقتوں میں فرمانبرداری کیساتھ چستی تلاش کرنا

باش کاہل بلکہ میرِ کاہلاں
کاہل بن جا، بلکہ کاہلوں کا سردار

از ہمہ تدبیرِ دنیا اے فلاں
اے فلاں! دنیا کی تمام تدبیروں سے

کارِ عُقبیٰ میکند دنیات خُوب
آخرت کا کام، تیری دنیا کو اچھا کر دے گا

رَو ز راہِ دیں درِ دُنیا بکُوب
جا دین کے راستہ سے دنیا کا دروازہ کھٹکھٹا

---

[1] سِیکَنک۔ آہستہ۔ اَسْبِغْ حضورؐ کا حکم ہے وضو مکمل کیا کرو مکمل وضو کرنے والے قیامت میں منور چہرے اور منور اعضاء والے ہوں گے غُرّ۔ اغر کی جمع ہے، روشن رُو، وہ گھوڑا جس کی پیشانی پر سفیدی ہو۔ مُحَجَّل۔ وہ گھوڑا جس کے پاؤں سفید ہوں۔ [2] از کسالت۔ میں نے سستی کی وجہ سے یہ تصور کر لیا کہ یہ بدن کی ٹھنڈک پیاس کی گرمی کو بجھا دے گی۔ اسبابِ بَرد یعنی پانی جس سے پیاس کی گرمی کو رفع کیا جا سکتا تھا۔ کسالت۔ سستی۔ زاہدان۔ یہ مصرع مثنوی کا مشہور ہے۔ شراب یعنی نفس کُشی کیلئے پیاس کے وقت پانی سے ایسا ہی پرہیز کرتے ہیں جیسے کہ شراب سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ [3] آنکہ۔ چونکہ نفس کو موٹا کرنا نہیں چاہتے اور اس کے مٹاپے کیلئے یہی کافی ہے کہ تو اس کی خواہش پر اسکو پانی پلاتا ہے۔ بسند۔ کافی۔ قساوَ۔ دل کی سختی۔ کشاوَ۔ شاہی زبان یعنی تو اپنے نفس کے حکم کو شاہی زبان کی طرح واجب الاتباع سمجھتا ہے بجن۔ مشقتیں سے آزمتی۔ جو اللہ کے کاموں میں لگتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی دنیا خود سنوار دیتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت پیغمبر کہ ہر کس منقطع
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جو شخص انقطاع کر کے پہنچے والا
سوئے حق شد گشت کارش مجتمع
اللہ کی جانب ہوا اُس کا کام مجتمع ہو گیا
سوئے دنیا ہر کرا شد انقطاع
جس کا انقطاع دنیا کی جانب ہوا
گشت تفویضش بدنیا بے نزاع
بلا اختلاف اُس کی سپردگی دنیا کی طرف ہو گئی

داستان بر سبیلِ تمثیل کہ اختیارِ کارِ عقبیٰ بر کارِ دنیا اولیٰ ست

مثال کے طور پر ایک داستان کہ آخرت کے کام کو دنیا کے کام پر ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے

بود مردِ صالحے با زُہد و وَرَع
ایک شخص نیک، زاہد اور پرہیزگار تھا
داشت جہ قوتِ خود از حرث زرع
جو اپنی روزی کی سبیل کھیت اور کیاری سے رکھتا تھا
بود یک اشتر مر او را بس حرون
اُس کا ایک بہت سرکش اونٹ تھا
بارہا بگریختے کردے زبوں
بارہا بھاگ جاتا، عاجز کر دیتا
اتفاقاً روزِ جمعہ آمد بہ پیش
اتفاق سے جمعہ کا دن آ گیا
اشترش بگریخت از مرعائے خویش
اُس کا اونٹ اپنی چراگاہ سے بھاگ گیا
و اندراں جمعہ اش سقائے زرع بود
اور اُس جمعہ کو اُس کی کھیتی کو پانی دینا تھا
آبِ نہر آں روز بہرش میشود
اُس روز اُس کیلئے نہر کا پانی جاری ہوتا تھا

مرد حیراں گشت و گفتا یا خدا
مرد حیران ہو گیا اور بولا اے خدا!
نوبتِ سقی آمدہ اکنوں مرا
اب میری سیرابی کی باری آ گئی
گر سقایت میکنم اشتر کجا
اگر میں سیرابی کروں، اونٹ کہاں ہے؟
ہم کجا یابم نمازِ جمعہ را
نیز جمعہ کی نماز کہاں پاؤں گا؟
ور کنم اندر سقایت من درنگ
اور اگر میں سیراب کرنے میں دیر کرتا ہوں
میشود از بس کارِ زرع تنگ
تو خشکی کی وجہ سے کھیتی کا معاملہ تنگ ہو جائیگا
بہر اشتر رو بصحرا گر کنم
تب اگر اونٹ کی خاطر جنگل کا رُخ کروں
در تفحص در بیاباں بر تنم
اور جستجو میں جنگل میں پھروں
پس نماز و زرع ہر دو میرود
تو نماز اور کھیتی دونوں جا رہی ہیں
وہ نمیدانم کہ حالم چوں شود
ہائے میں نہیں سمجھتا کہ میرا کیا حال ہوگا؟
زیں تردد ہا دلِ او شاخ شاخ
اس تردد سے اُس کا دل ٹکڑے ٹکڑے تھا
زہن صد گونہ ز اشجاں بود داغ
غموں اور درد میں سو طرح گرویدہ تھا
عاقبت بعد از تردد گفت خوب
انجام کار، تردد کے بعد بولا، ہاں
بہر جمعہ رو درِ حق را بکوب
جمعہ کے لئے جا، اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹا

کیں متاعِ باقی و آں فانی ست
کیونکہ یہ باقی رہنے والی چیز ہے اور وہ فانی ہے
دل بفانی بستن از نادانی ست
فانی سے دل وابستہ کرنا نادانی ہے
ابنِ عباسؓ از پیمبرؐ نقل کرد
حضرت ابن عباسؓ نے پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے
ہست جمعہ حج مسکینانِ فرد
جمعہ تنہا مسکینوں کا حج ہے
کرد پس تبکیر مسجد اختیار
اُس نے سویرے سویرے مسجد میں جانا پسند کیا
کش ثوابِ بدنہ آمد در شمار
کیونکہ شمار کرنے میں اُسکے لئے اونٹ کا ثواب ہے
رفتہ در مسجد بحق مشغول شد
مسجد میں جا کر حق تعالیٰ کیساتھ مشغول ہو گیا
جملہ از افکارِ جہاں معزول شد
دنیا کی تمام فکروں سے جدا ہو گیا
با نیازِ دل بصد خشوع و خضوع
دل کے نیاز کے ساتھ سینکڑوں خشوع اور خضوع سے
گشت با حق در سجود و در رکوع
اللہ تعالیٰ کیلئے سجدہ اور رکوع میں مشغول ہو گیا
چوں فراغت یافت از ورد و نماز
جب نماز اور وظیفہ سے فارغ ہوا
مرد کرد آہنگِ خانہ زود باز
اُس شخص نے جلد گھر کی واپسی کا ارادہ کیا
تا دریں دم کارِ دنیا ہم کند
تاکہ اس وقت دنیا کا کام بھی کرے
یکزمانے بر مکاسب بر تند
تھوڑی دیر کیلئے کمائی میں مصروف ہو جائے

۱؎ سوئی۔ جو شخص دنیا کے پیچھے پڑتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اُس کی کوئی مدد نہیں فرماتا بلکہ اُس کا معاملہ دنیا کے سپرد فرما دیتا ہے۔ حرث۔ کھیتی۔ حرون۔ سرکش۔ مرعی۔ چراگاہ۔ ۲؎ شاخ شاخ۔ پارہ پارہ۔ اشجان۔ شجن کی جمع ہے، غم۔ داغ۔ درد و غم۔ ابن عباسؓ۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے نقل فرمایا ہے کہ جس کے پاس حج کے اخراجات نہ ہوں اُس کو اللہ تعالیٰ جمعہ میں حج کا ثواب عطا فرما دیتا ہے، جمعہ اور حج اس اعتبار سے یکساں ہیں کہ دونوں میں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ تبکیر۔ کام کو صبح سویرے کرنا۔ فرد۔ یعنی وہ مسکین جو مال سے اکیلے ہیں۔ ۳؎ کش۔ حدیث شریف میں ہے جو صبح سویرے جامع مسجد میں پہنچتا ہے اُس کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ بدنہ۔ قربانی کا اونٹ۔ حرث۔ زرع۔ مکاسب۔ کمائی کے ذرائع۔

دید اُشتر بر مَناخش بستہ است
اُس نے دیکھا اونٹ اپنے باڑے میں بندھا ہے
بس غریب و عاجز و تن خستہ است
بہت تھکا ہوا اور عاجز اور زخمی بدن ہے ۳۱
گفت زن را ایں شتر چوں آمدہ
اُس نے بیوی سے کہا یہ اونٹ کیسے آیا؟
گفت ایں را خستہ آوردہ دَدہ
اُس نے کہا اُس کو درندہ زخمی کر کے لایا ہے
در پئے اُو گرگ زفت اُفتادہ بُود
موٹا بھیڑیا اُس کے پیچھے پڑا تھا
تا بدینجا ایں حروں را رہ نمود
حتی کہ اِس سرکش کی یہاں تک رہنمائی کردی
مرد را ہر مُو زبان شکر گشت
مرد کا ہر ہر رونگٹا شکر کی زبان بن گیا
کایں شتر را حق بیاوردہ ز دشت
کہ اِس اونٹ کو خدا جنگل سے لایا ہے
بایدم حالا بسُوئے زرع رفت
اب مجھے کھیتی کی جانب جانا چاہیے
تا دہم آبے بکشتِ خویش تفت
تاکہ فوراً اپنی کھیتی کو پانی دے دوں
آنچہ ناید کُل آں در دستِ تو
جس کا کُل تیرے ہاتھ میں نہ آئے
ہیں تو مگذار اے برادر جزوِ اُو
خبردار اے بھائی اُسکے جز کو نہ چھوڑ
آخرش شد سوئے کشتِ خود دواں
بالآخر وہ اپنی کھیتی کی جانب دوڑا
دید خوش سبز و دراں آبے رواں
اُس نے بہت سبز دیکھا اور اُس میں پانی جاری تھا
در تعجب آمد آں مردِ خدا
وہ مرد خدا تعجب کرنے لگا
کیں زراعت را چگونہ شد سقا
کہ اِس کھیتی کی کس طرح سیرابی ہوئی؟

نیست در ہمسایہ احسانِ آں قدر
پڑوسی میں اس قدر احسان نہیں ہے
کو دہد آں آب را ایں سُو گذر
کہ وہ پانی کو اس جانب گذرنے دے
آخرش پرسید از جارِ عقار
بالآخر اس نے زمین کے پڑوسی سے پوچھا
کایں زراعت را کہ آوردہ آبشار
کہ اس کھیتی میں پانی کا چشمہ کون لایا؟
گفت حقا کہ عجب کارِ شگرف
اس نے کہا، یقیناً عجیب معاملہ ہے
خود بخود گردید ایں سُو آب صرف
پانی خود بخود اِس جانب بھر گیا
آب را میراندم اندر کشتِ خویش
میں اپنی کھیتی میں پانی چلاتا تھا
آں رَواں می شد بزرعت پیش پیش
وہ آگے آگے تیری کھیتی میں جاتا تھا
منع میکردیم و پشتہ میزدیم
میں روکتا تھا اور پشتہ باندھتا تھا
چوں ندیدم حاصلے عاجز شدیم
جب میں نے کوئی نتیجہ نہ دیکھا میں عاجز آگیا
حکمِ حق ایں آب در کشتِ تو راند
اس پانی کو اللہ کے حکم نے تیری کھیتی میں چلایا
مرد شاداں گشت و الحمد نے بخواند
مرد خوش ہو گیا الحمد پڑھی
ہر کہ کارِ دیں کند دنیائے دوں
جو شخص دین کا کام کرتا ہے، کمینی دنیا
بر سرش ریزد زبون و سرنگوں
عاجز اور سرنگوں ہو کر اس کے سر پڑتی ہے
ور بُود دنیا سر فرو آرد ز رشک
اور اگر رشک سے دنیا کی جانب سر جھکاتا ہے
لَا یُبَالِ اللّٰہُ فِیْ وَادٍ ھَلَکْ
اللہ تعالیٰ پروا نہیں کرتا کہ وہ کس وادی میں ...

زیں سبب فرمود احمد مجتبےٰ
اس لئے احمد مجتبےٰ نے فرمایا
کہ اَتَتْکَ رَاغِمًا مِنْ نَفْسِہَا
کہ وہ تیرے پاس ذلیل ہو کر خود بخود آئے گی
در بیانِ ایں شنو یک داستاں
اس کے بیان میں ایک داستان سن لے
کایں چنیں باشد طریقِ راستاں
کہ سچوں کا راستہ ایسا ہوتا ہے

حکایت در بیانِ حالِ آں درویش
اُس درویش کے حال کے بیان میں حکایت
کہ از دنیا عزلت گزیدہ بود و دنیا
جس نے دنیا سے علیحدگی اختیار کرلی تھی
رُو بدو آورد و سُوئش دوید بر
اور دنیا نے اُسکا رُخ کیا اور اس کی جانب
چندکہ اُو پا کشید بیشتر رسید
دوڑی جتنا وہ پیچھے ہٹا وہ آگے آئی

بُود درویشے بسے صاحبدلے
ایک درویش بہت صاحب دل تھا
در رہِ حق چُست و چابک کاملے
اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پورا چست اور تیز تھا
رُو ز ایں و آنِ خلقاں تافتہ
مخلوق کے اِس اور اُس سے اُسنے منہ موڑ لیا تھا
جاں بتار و پُودِ وحدت بافتہ
جان کو وحدت کے تانے بانے سے بُنا تھا
خلق را بگذاشتہ غارے نشست
اُس نے مخلوق کو چھوڑا، ایک غار میں بیٹھ گیا
در بروئے خلق و عالم جملہ بست
مخلوق اور جہان پر دروازہ بند کر لیا
در فضائے تیہ و صحرائے بعید
تیہ کی فضا اور دور جنگل میں
قُربِ یزداں را بخاطر برگزید
اللہ تعالیٰ کے قرب کو دل میں پسند کر لیا

لے مناخ۔ اونٹوں کا باڑہ۔ دَدہ۔ درندہ۔ آخرش۔ اس حال کا اخیر۔ سِقا۔ سیرابی۔ ہمسایہ یعنی پڑوس کی زمین کا مالک۔ جار۔ پڑوسی۔ ۵۲ عقار۔ زمین۔ شگرف۔ عجیب۔ [illegible] بر۔ جو دنیا کو ٹھکراتا ہے دنیا ذلیل ہو کر خود اسکے سامنے آتی ہے۔ زرشک یعنی اسکو اللہ پر بھروسہ اور یقین نہو۔ ۵۳ راستاں۔ یعنی باخدا۔ ایں و آں یعنی لوگوں کا مال دولت۔ تار و پود۔ کپڑے کا تانا بانا۔ [illegible] یعنی وہ لوگوں سے نہ ملتا تھا۔ تیہ۔ میدان کھلا جنگل۔

Presented by www.ziaraat.com

بُود در صحرا یکے غارِ نہاں
جنگل میں ایک چھپا ہوا غار تھا
مختفی گردید عارف اندراں
عارف اس میں چھپ گیا
بر نمی آمد ازاں در ہیچ گاہ
اس میں سے کسی وقت برآمد نہ ہوتا تھا
جز کہ اغراض[١] ضروری گاہ گاہ
کبھی کبھی ضروری غرضوں کے سوا
در حرا ہمچوں نبیؐ بگرفت جا
اُسنے جگہ پکڑلی جس طرح نبیؐ نے غارِ حرا میں
دل خنیدہ از جہانِ بے وفا
بے وفا دنیا سے دل برداشتہ ہو کر
بعدِ ہفتہ قوتِ او برگِ شجر
اس کی خوراک ایک ہفتہ کے بعد درخت کے پتے
کم تک خوردے نخفتے تا سحر
تھوڑے سے کھاتا صبح تک نہ سوتا
مدتے زانساں دراں صحرا و دشت
اس صحرا اور دشت میں ایک زمانہ تک اسی طرح
آں غزالِ راہ دیں آوارہ گشت
دین کی راہ کا یہ ہرن آوارہ پھرتا رہا
واندراں آوارگی تعمیر بُود
اور اس آوارگی میں تعمیر تھی
گونہ گونہ نور را تیسیر بُود
قسم قسم کے انوار کی سہولت تھی
ہر کہ ببُرد زیں جہاں آنسو رود
جو اس دنیا سے کٹتا ہے اُس جانب جاتا ہے
فصلِ اینجا وصلِ عقبیٰ میشود
اس جگہ (دنیا) سے علیحدگی آخرت کا وصل بنجاتی ہے

فصل وصل آمد بُرِش پیوند گشت
فراق وصل بنا، جدائی جوڑ بنی
شہر ویرانہ ست معمورت دشت
شہر ویرانہ ہے جنگل آباد ہے
نعلِ[٢] معکوس ست جملہ ایں جہاں
یہ دنیا سب اُلٹ نعل ہے
تا نہ پے ہرگز برد کس رائیگاں
تاکہ خواہ مخواہ کوئی پتہ نہ لگائے
جہد و کوشش شرطِ راہِ دوست ست
دوست کے راستہ کی شرط جد و جہد ہے
جاھِدُوا مغز ست باقی پوست ست
انھوں نے کوشش کی، مغز ہے بقیہ چھلکا ہے
سخت باریک ست راہِ آں حبیب
اس دوست کا راستہ بہت تنگ ہے
کے رود بر استقامت جز لبیب
عقلمند کے سوا سیدھا کیسے کون جاسکتا ہے!
ہست عقبات اندریں راہِ گراں
اس سخت راستہ میں گھاٹیاں ہیں
طے نگردد بے قلاوز اے فلاں
اے فلاں! بغیر رہنما کے طے نہ ہوں گی
زیں سبب فرمود آں شاہِ شفیق
اسی لئے اس مہربان شاہ نے فرمایا ہے
کالرفیق اوّل بُود ثم الطریق
کہ سفر کا ساتھی پہلے ہے بعد میں راستہ ہے
رہبرے جو تا روی تو راہِ راست
کوئی رہبر تلاش کرلے تاکہ تو سیدھا راستہ چلے
ورنہ در رہ بس مغاک و چاہ ہاست
ورنہ راستہ میں بہت سے گڑھے اور گنویں ہیں

ہمچو پرکارے ہمیشہ در ذہاب
تو پرکار کی طرح ہمیشہ چلنے میں ہے
لیک یک جا ماندہ بے انقلاب
لیکن بغیر جگہ بدلے تو ایک جگہ پڑا ہے
سالہا[٣] کردی نماز و روزہ را
تو نے سالوں نماز اور روزہ ادا کیا
نورِ آں صوم و صلوٰۃ تو کجا
تیری اس نماز اور روزے کا نور کہاں ہے؟
جملہ عمرت در عبادتہا گذشت
تیری تمام عمر عبادتوں میں گذری
زانچہ اوّل بُود حالِ دل نگشت
دل کا حال جو پہلے تھا وہ نہ بدلا
گر کنی عادت بہ تیر و یا بہ تیغ
اگر تو تیر یا تلوار کی عادت ڈالتا ہے
از خذاقتہات خلقے در دریغ
تیری مہارتوں سے مخلوق تعجب کرتی ہے
تا چہل سال ایں عبادت کردہ
تو نے چالیس سال یہ عبادت کی
تاکنوں حرص و ہوا را بردہ
تو اب تک حرص اور خواہش نفس کا غلام ہے
چوں نمازت فحش و منکر را نبُرد
جب تیری نماز نے فحش اور برائی کو جدا نہ کیا
داں کہ در خم تو خالص ہست درد
سمجھ لے کہ تیرے مٹکے میں خالص تلچھٹ ہے
چوں نہیت ز و عن الفحشا بُود
چونکہ اسکی وجہ سے تیرا فحش سے رکاؤ نہ ہو
منہی ست او زانکہ رجعت میشود
وہ تجھے آگاہ کرنیوالا ہے کہ واپسی ہو رہی ہے

[١] اغراضِ ضروری یعنی قضاءِ حاجت وغیرہ۔ حرا۔ مکہ کا مشہور پہاڑ ہے جس کے غار میں آنحضور نبوت سے پہلے خلوت اختیار کیا کرتے تھے۔ غزال۔ ہرن یعنی وہی درویش۔ واندراں۔ اُس درویش کا یہ عمل بظاہر آوارگی تھی لیکن درحقیقت باطن کی تعمیر تھی۔ تیسیر۔ اسکو خلوت میں نورِ باطنی میسر آتا ہے۔ فصل یعنی دنیا سے جدائی۔ وصل یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب۔ [٢] نعلِ معکوس۔ ٹھگ اپنے جوتوں میں اُلٹا نعل جڑ لیتے ہیں تاکہ کھوج لگانیوالا مغالطہ میں پڑ جائے۔ جاھِدُوا۔ قرآن پاک میں ہے اَلَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا "جو لوگ ہمارے راستے میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم اُن کو اپنے راستوں کی ہدایت دیدیتے ہیں"۔ لبیب۔ عقلمند۔ عقبات عقبہ کی جمع ہے، دشوار گذار گھاٹی۔ قلاوز۔ راہبر۔ مغاک۔ گڑھا۔ [٣] سالہا۔ انسان اگر سالوں نماز پڑھے اور اس کا وہ نتیجہ نہ نکلے جو قرآن نے بتایا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ "بیشک نماز بُری باتوں اور منکر سے روکتی ہے"۔ تو اسکو سمجھنا چاہیے کہ اسکی نماز اسکے درجات کی ترقی کا باعث نہیں ہے اور اسکی نماز ناقص ہے۔ دریغ۔ تعجب۔ دُرد۔ تلچھٹ۔ خم۔ مٹکی۔ منہی۔ خبر دینے والا۔

Presented by www.ziaraat.com

ہمچو قومِ موسیٰؑ اندر تیہ[51] و دشت
(حضرت) موسیٰؑ کی قوم کی طرح تیہ اور صحرا میں

واں مناخِ کہنہ منزل گاہ گشت
وہی پرانا پڑاؤ منزل گاہ بنی ہے

اتباعِ آں قلاوز را بکن
تو اُس رہنما کا اتباع کر

تا بمنزل گہ رسی تو بے سخن
تاکہ تو بلا کلام منزل گاہ تک پہنچ جائے

ورنہ چوں آں قومِ موسیٰؑ اے سفیہ
ورنہ اے بیوقوف! (حضرت) موسیٰؑ کی اُس قوم کی طرح

مدتے آوارہ در جوفِ تیہ
تو تیہ کے اندر ایک مدت تک آوارہ ہے

از سحر تا شب ہمی رفتند شاں
وہ صبح سے شام تک چلتے رہتے تھے

باز شب را بر مناخِ خود ہماں
پھر رات کو اپنے اسی پڑاؤ پر ہوتے تھے

ایں چنیں شد ترکِ امرِ پیرہا
پیروں کے حکم کا چھوڑنا ایسا ہی ہے

بے کماں پرد چگونہ تیرہا
تیر بغیر کمان کے کس طرح چلیں؟

ہیچ تیرے دیدہ باشی بے کماں
تو نے بغیر کمان کے کبھی کوئی تیر دیکھا ہے

کہ رسد او بر ہدف یا گردِ آں
کہ وہ نشانہ پر، یا اُس کے آس پاس پہنچے

ایں سخن بسیار طولانی ست ہاں
یہ بہت لمبی بات ہے، ہاں

حالِ آں درویش را بشنو بجاں
اُس درویش کا حال دل سے سُن لے

پیش آمدنِ دنیا بصورتِ زن نازنیں پیشِ آں مردِ خلوت نشیں

اُس خلوت نشین مرد کے سامنے دنیا کا نازنین عورت کی صورت میں آنا

درمیانِ غارِ تنگ آں خوش لقا[52]
اُس پاک سیرت نے تنگ غار میں

ہمچو ابراہیمؑ کردہ بود جا
(حضرت) ابراہیمؑ کی طرح جگہ بنالی تھی

مدتے دہ سال بُد مصروفِ کار
دس سال تک وہ کام میں لگا رہا

پازسر کردہ بیامد پیشِ یار
سر کے بل، یار کے سامنے پہنچا

ناگہاں روزے زنے صاحب جمال
اچانک ایک دن ایک خوبصورت عورت

باہزاراں خوبی و غنج و دلال
ہزاروں حسن اور ناز و ادا سے

غرقِ گوہر بود از پا تا سرش
جو سر سے پاؤں تک جواہر میں ڈوبی ہوئی تھی

باجِ عالم بود ہر یک زیورش
اُس کا ہر ایک زیور جہان کا خراج تھا

آمد و در خدمتِ او ایستاد
آئی اور اُس کی خدمت میں کھڑی ہوگئی

دست بست و از ادب لب کشاد
ہاتھ باندھے اور ادب سے لب کشائی کی

گر نہی دستِ قبولی بر سرم
اگر آپ قبولیت کا ہاتھ میرے سر پر رکھدیں

نبود اے سلطانِ دیں دور از کرم
اے شاہِ دین! کرم سے بعید نہ ہوگا

حاضرم در خدمتِ تو صبح و شام
میں صبح و شام آپکی خدمت میں حاضر ہوں

وانچہ فرمائی بجا آرم تمام
جو آپ حکم دیں گے پورا بجا لاؤں گی

مردِ[53] کامل از رہِ نورِ دروں
مردِ کامل نے باطنی نور سے

یافت کیں پیش آمدم دنیائے دوں
محسوس کرلیا کہ یہ کمینی دنیا میرے سامنے آئی ہے

گفت نے نے سوئے من ہرگز میا
فرمایا نہیں نہیں، میری طرف کبھی نہ آ

کہ مطلق کردہ ام چوں من ترا
کیونکہ میں نے تجھے طلاق دیدی ہے

من گریزاں از تو اینجا آمدم
میں تجھ ہی سے بھاگ کر یہاں آیا ہوں

دور گشتم از تو در غارے شدم
تجھ سے دور ہوا ہوں، غار میں آگیا ہوں

باز می آئی تو اینجا اے پلید
اے ناپاک! تو پھر یہاں آرہی ہے

اے ز مکرت خائف آمد ہر سعید
اے وہ کہ تیرے مکر سے ہر نیک خائف ہے

گفت اے درویش اینک آمدم
اُس نے کہا اے درویش! اب میں آئی ہوں

من بحکمِ آں شہِ ملکِ قدم
ازلی ملک کے شاہ کے حکم سے

منعِ تو در بابِ من اکنوں چہ سود
اب تیرا مجھے منع کرنا کیا مفید ہے؟

چونکہ حکمِ حاکم اینست اے ودود
اے محبت! جبکہ حاکم کا یہی حکم ہے

---

[51] تیہ۔ وہ جنگل تھا جس میں حضرت موسیٰ کی قوم چالیس برس پریشان پھرتی رہی۔ مُناخ۔ اونٹوں کا باڑا۔ پیر یعنی شیوخ کا کہنا نہ ماننے کا یہی اثر ہوتا ہے۔ بعض نسخوں میں بے ریا ہے اُس کا خلاصہ بھی یہی ہے۔ [52] خوش لقا۔ خوش منظر۔ پازسر کردہ یعنی سر کو پاؤں بناکر، سر کے بل۔ غنج۔ غمزہ۔ دلال۔ کرشمہ۔ باج۔ خراج۔ آمدنی یعنی اُس کا ہر زیور ایک ملک کی آمدنی کی قیمت کا تھا۔ [53] مردِ کامل۔ اُس درویش نے باطنی نور کے ذریعہ سمجھ لیا۔ یہ دنیا ہے جو ایک حسین عورت کے روپ میں میرے سامنے آئی ہے۔ من بحکم۔ اُس عورت نے کہا کہ میں اللہ کے حکم سے تیرے پاس آئی ہوں اب مجھے بھگانا بیکار ہے اب تو لا محالہ دنیا میں پھنسے گا۔

ایں بگفت و از نظر مفقود گشت
اُس نے یہ کہا اور نگاہ سے غائب ہوگیا
واقعہ را دید و بس مرعود[۵۱] گشت
اُس نے واقعہ دیکھا اور بہت لرزا
گفت خوب آید اگر دورش کنم
اُس نے کہا اگر میں اُسکو دور کردوں تو بہتر ہوگا
ور نگردد مصرفِ گورش کنم
اور اگر نہ ہٹے تو اُس کو قبر کا خرچ بناؤنگا
صرف سازم در رہِ عقبیٰ و دیں
آخرت اور دین کے راستہ میں خرچ کرونگا
تا شود در عاقبت ما را معیں
تاکہ وہ آخرت میں ہماری مددگار رہے
مالِ دنیا ہست زہرِ سہمناک
دنیا کا مال خوفناک زہر ہے
گر بیابی بازش اندازی بخاک
اگر تو پائے اور پھر اُسکو خاک میں ملادے
یعنی بہرِ گورِ خود انباز کن
یعنی اپنی قبر کا ساتھی بنالے
دفن کن اینجا و آنجا باز کن
اِس جگہ دفن کردے تو اُس جگہ کھول لے
گر در اینجا بہرِ حق سازی تو صرف
اگر تو اِس جگہ خدا کے لئے صرف کریگا
حق دہد آنجا عوض صد بار ژرف
اللہ (تعالےٰ) اُس جگہ سو گنا اور عوض دیگا
اَقْرِضُوا اللّٰہَ را ز قرآں برگزیں
"اللہ کو قرض دو" قرآن سے اختیار کرلے
در حرف غیر از سخاوت برمگیں
اور ہُنروں میں سے سخاوت کے علاوہ اختیار نہ کر

چونکہ[۵۲] چیزے خواہد آں ربِّ مجید
وہ ربِّ مجید جب کوئی چیز چاہتا ہے
میکند در ظاہر اسبابش پدید
ظاہر میں اُس کے اسباب پیدا کردیتا ہے
تا بدہ سال اندراں غار آں فقیر
وہ فقیر اُس غار میں دس سال تک
بود در یادِ خدائے مستجیر
یادِ خدا میں پناہ گزیں تھا
می نیامد اندراں صحرا کسے
اُس جنگل میں کوئی نہ آتا تھا
زانکہ دور از عامرہ بود او بسے
کیونکہ وہ آبادی سے بہت دور تھا
اُشتر و گاؤ و خر از بہرِ چرا
اونٹ اور بیل اور گدھا چرنے کے لئے
ہم نمی آمد در آنجا مطلقا
بھی اُس جگہ مطلقاً نہ آتا تھا
از قضا قحطے بسالے اوفتاد
تقدیر سے ایک سال قحط پڑا
کاہ و زرع از خشکی آمد در فساد
گھاس اور کھیتی خشکی سے فساد میں آگئی
راعیاں بہرِ چراگاہ از بعید
چرواہے چراگاہ کے لئے دور سے
قصد میکردند سوئے ہر صعید[۵۳]
ہر زمین کی جانب قصد کرتے تھے
چند چوپاں در جوارِ غارِ او
چند چرواہے اُس کے غار کے پڑوس میں
بہرِ کاہے آمدند از جستجو
گھاس کی جستجو کے لئے آگئے

کاہ بسیار ست و مرعیٰ نیز خوب
گھاس بہت ہے چراگاہ بھی اچھی ہے
آمدند آنجا بگاوانِ حلوب
وہ اُس جگہ دودھ دینے کے قابل گایوں کو لے کر آئے
روزے از تقدیرِ ربانی فقیر
ایک دن خدا کی تقدیر سے درویش
بہرِ حاجت بیروں آمد زاں نقیر
اُس غار سے ضرورت کے لئے باہر آیا
دید چندے از بنی نوعِ بشر
اُس نے چند انسان دیکھے
جمع گشتہ با سوائم گاؤ و خر
چرنے والی گایوں اور گدھے کے ساتھ جمع ہیں
چوں ز اکل و شرب بود او منقطع
چونکہ وہ کھانے اور پینے سے جُدا تھا
نورِ حق بود از جبینش مستطع
اللہ تعالےٰ کا نور اُسکی پیشانی سے طلوع کررہا تھا
جملہ چوپاناں بدو راغب شدند
سب چرواہے اُس کی جانب راغب ہوگئے
با ہزاراں خواہش طالب شدند
لاکھوں خواہشوں کیساتھ اُس کے طالب بنگئے
مردِ فارغ در تبتّل فرد بود
فارغ مرد انقطاع میں یکتا تھا
پیشِ او ایں چاپلوسی سرد بود
اُس کے سامنے یہ خوشامد بیکار تھی
آخرش از راہِ عجز و صد نیاز
بالآخر عاجزی اور سینکڑوں نیازمندیوں کے ساتھ
جملہ گفتندش کہ شاہِ پاکباز
سب نے اُس سے کہا کہ اے پاکباز شاہ!

۵۱ مرعود۔ وہ شخص جس پر کپکپی طاری ہوجائے۔ گفت۔ اُس درویش نے سوچا اگر دنیا میرے بھگانے سے بھاگ گئی تو بہتر ہے ورنہ اُسکو آخرت کے لیے میں لاؤنگا۔ مصرفِ گور۔ قبر کا خرچہ یعنی آخرت میں کام آنیوالا۔ انباز کن۔ شریک بنالے دنیا کا دیا ہوا قبر اور آخرت میں کام آتا ہے۔ حرف۔ حرفۃ کی جمع ہے، پیشہ۔ سخاوت۔ سخاوت کے فضائل بہت ہیں۔ ۵۲ چونکہ۔ جب اللہ تعالےٰ کسی بات کا فیصلہ فرمادیتا ہے تو اُس کے ظاہری اسباب بھی پیدا کردیتا ہے چونکہ اُس درویش کو دنیا میں مبتلا کرنا تھا تو اُس کا ظاہری سبب پیدا کردیا جس کا ذکر آئندہ آرہا ہے۔ مستجیر۔ پناہ چاہنے والا۔ عامرہ۔ آبادی۔ ۵۳ صعید۔ بیابان کی زمین۔ حلوب۔ یعنی وہ گائیں جن کو اگر چارہ ملتا تو دودھ دینے کے قابل تھیں لیکن چونکہ اُنکو چارہ نہ ملتا تھا لہٰذا وہ دودھ سے بھاگ گئی تھیں۔ نقیر۔ یعنی غار۔ مستطع۔ روشن۔ تبتّل۔ مخلوق سے جدائی۔

گر دلت چیزے بخواہد شکر کن
اگر تیرا دل کسی چیز کو چاہے تو شکر ادا کر لے
تا بجا آرم ز راہ چوں[1] امر کن
تاکہ میں کُن کے حکم کی طرح اسکو بجا لاؤں
دید چوں درویش ز ایشاں خواہشے
جبکہ درویش نے اُن کی خواہش دیکھی
وز غنا و کبر شاں را کاہشے
اور استغنا اور تکبر سے اُن کا گھٹاؤ
گفت اگر شیرے بود قدرے بیار
کہا اگر دودھ ہو تھوڑا سا لے آ[2]
تا بنزم[3] زہر ایں نفس چو مار
تاکہ اس سانپ جیسے نفس کا زہر اتار دوں
عرض کردندش کہ از قحط مطر
اُنھوں نے اُن سے عرض کیا کہ بارش کے قحط سے
جملہ بے شیر اند چہ گاو چہ خر
سب بغیر دودھ کی ہیں کیا گائے کیا گدھی
بعد چندیں عجز و زاریہائے ما
ہماری اتنی عاجزی اور خوشامدوں کے بعد
خواستی واں را ندارم وائے ما
آپنے چاہا، اور وہ ہمارے پاس نہیں ہے ہم پر افسوس ہے
گفت درویش از ہمہ بز را بدوش
درویش نے کہا سب میں سے بکری کو دوہ لے
حق کند اتمام لیکن تو بکوش
اللہ تعالیٰ پورا کرے گا لیکن تو کوشش کر
جہد شرط کار آمد اے عزیز
اے عزیز! کام کی شرط کوشش ہے
جہد میکن جہد گر داری تمیز
اگر تجھے تمیز ہے تو کوشش کر کوشش کر

گفتہ است آں سیدِ پاکیزہ خو
پاکیزہ خصلت سید نے فرمایا ہے
اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ
مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے
بے مساعی کس ز منزل طے نمود
کوششوں کے بغیر کس نے منزل طے کی ہے
بر سرِ راہے نشستی چہ سود
کیا فائدہ تو سرِ راہ بیٹھ گیا ہے؟
رو قدم برگیر قطعِ راہ کن
جا قدم اٹھا اور راستہ طے کر
بعد ازاں منزل بقصرِ شاہ کن
اس کے بعد شاہ کے محل میں پڑاؤ کر
مرد رہ رو را کجا آرام و خواب
مسافر کے لئے آرام اور نیند کہاں ہے؟
در قلق باید دلش از اضطراب
پریشانی سے اس کا دل مضطرب رہنا چاہیئے
راہِ حق را چوں تو آساں دیدۂ
تو نے خدا کی راہ کو کیوں آسان سمجھا ہے؟
از سفر داماں چرا واچیدۂ
سفر سے دامن کو کیوں سمیٹ لیا ہے؟
رہ برو دامن ببر در راہ شو
جا دامن چھڑا، راستہ اختیار کر
تا نہ پیچد در دو گام اے راہرو
تاکہ اے مسافر! دونوں پاؤں میں نہ لپٹ جائے
منزلے بس پر خطر با خارہاست
منزل بہت خطروں بھری کانٹوں والی ہے
گر تو بے جامہ روی در وے بجاست[4]
اگر تو اس میں بغیر کپڑے کے چلے تو مناسب ہے

جامہ ہای جسم را کوتاہ کن
جسم کے کپڑوں کو مختصر کرے
با دلِ فارغ تو قصدِ راہ کن
تو فارغ البالی سے راستہ کا ارادہ کر
راہ بس دور است ہر سو تیشہاست
راستہ بہت لمبا ہے اور ہر جانب جھاڑی ہے
گر توانی رو چو با تو تیشہ است
اگر تیرے ساتھ کلہاڑا ہے تو چل سکے گا
ورنہ بے تیشہ تنت پارہ شود
ورنہ بغیر کلہاڑے کے تیرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا
سدِ راہت سنگ و ہم خارہ شود
تیرے راستہ کی روک پتھر اور سنگ خارا ہوگا
تیشہ[5] چہ بود آں ز نفی لا اگر
کلہاڑا کیا ہوتا ہے؟ وہ لا الٰہ کی نفی کا ہے
سنگِ غیرت گر بر تابد ز راہ
جو غیرت کے پتھر کو راستے سے ہٹا دیتا ہے
خیمہ را در قصرِ اِلّا اللہ کن
الا اللہ کے قلعہ میں خیمہ لگا
سیر آنجا با دلِ آگاہ کن
باخبر دل سے اس جگہ کی سیر کر
ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے پیارے! اس بات کی انتہا نہیں ہے
قصۂ درویش را بشنو تو نیز
تو درویش کے قصہ کو بھی سن لے

قصۂ دوشیدن گاوِ تا زادہ[6]
بغیر بیاہی ہوئی گائے کا دودھ نکلنا اور
راہِ امتحان و شومی اعتقاد
بد اعتقادی کی وجہ سے دوہنے کا قصہ

---

[1] چوں امرِ کُن یعنی فی الفور۔ کا مطلب یعنی یہ سمجھا کہ میرے انکار سے اُن کی دل شکنی ہوگی۔ [3] تا بزم۔ اُنکے اصرار پر کہنا تاکہ نفس کا ٹھہراؤ زہر تھا وہ زہر کو قطع کرتا ہے۔ [4] ترجمہ یعنی تم سب میں سے جس بکری کو چاہو۔ دامن بر۔ یعنی دنیوی علائق سے دامن چھڑا لے۔ دو گام دونوں پاؤں۔ [5] گر تو بے جامہ۔ جسم برہنہ ہوتے ہیں تو کانٹوں میں الجھتے ہیں اسی طرح علائقِ دنیا راہِ سلوک سے مانع بنتے ہیں۔ تیشہ۔ جھاڑی راہ کی ہر کا رکاوٹ ہوتی ہے تیشہ۔ کلہاڑا سد۔ رکاوٹ۔ خارہ۔ پتھر کی ایک قسم ہے جو بہت سخت ہوتی ہے۔ [6] تیشہ۔ راہِ سلوک کا کلہاڑا غیر اللہ کی نفی ہے۔ قصہ۔ اس بد اعتقاد چرواہے نے اس درویش کی کرامت کو آزمانے کے لئے ایک ایسی گائے منتخب کی جو کبھی گابھن نہ ہوئی تھی۔

Presented by www.ziaraat.com

زاں شباں خاست یک ژولیدہ مرد
ان چرواہوں میں سے ایک اُلجھا ہوا انسان
رفت سوی گاو و بکرے قصد کرد
گائے کی جانب چلا اور بیاہی کا ارادہ کیا
تا بگیرد امتحانِ آں فقیر
تاکہ اس درویش کو آزمائے
کش ز پستانِ توکل ہست شیر
جس کیلئے توکل کے پستان سے دودھ ہے
زد بہ پستانش چو دستِ امتحاں
جب اس کے تھن پر آزمائش کے لئے ہاتھ مارا
جوی شیرے اندرونش شد رواں
دودھ کی نہر اس میں سے جاری ہو گئی
عاجزانہ پیشِ درویش آمدند
وہ نیازمندی سے درویش کے سامنے آئے
وز عقیدت سر بپای او زدند
اور عقیدت سے اس کے پاؤں پر سر رکھ دیئے
شیر آوردند و صوفی نوش کرد
وہ دودھ لائے اور صوفی نے پیا
باز سوی آں جرا[۵۱] رو پوش کرد
پھر اسی جرا کی جانب روپوش ہو گیا
جوق چوپاناں بشہر اندر شدند
چرواہوں کا گروہ شہر میں چلا گیا
لیک زیں خرق آں ہمہ متعجب بُدند
لیکن اس کرامت پر سب متعجب تھے
چند روزے زیں نمط بر می گذشت
چند دن اسی طریقے پر گزرتے رہے
آمدندے راعیاں بر غار و دشت
چرواہے غار اور جنگل میں آ جاتے

رفتہ رفتہ درمیانِ شہر ہم
آہستہ آہستہ شہر میں بھی
یافت شہرہ قصۂ شیر و نعم
دودھ اور جانوروں کے قصہ نے شہرت پکڑلی
بر زبانِ خلق اُفتاد ایں سخن
یہ بات لوگوں کی زبان پر آ گئی
تا بگوشِ شہ رسید از شاخ و بن[۵۲]
حتیٰ کہ شاخ اور جڑ کے ذریعہ بادشاہ کے کان میں
گفت شہ او را زیارت کردنیست
شاہ نے کہا وہ زیارت کرنے کے قابل ہے
در جہاں دیگر بہ از وے مرد نیست
دنیا میں اس سے بہتر کوئی انسان نہیں ہے
نزدِ درویش آمد و تشویش داد
وہ درویش کے پاس آیا اور پریشان کیا
صحبتِ میر و وزیر آمد فساد
امیر اور وزیر کی صحبت فساد ہے
مرد باید کز سلاطیں وا رہد
انسان کو چاہیئے کہ بادشاہوں سے جدا رہے
وز امیراں ہمچو تیراں بر جہد
سرداروں سے تیروں کی طرح کود جائے
باعثِ تشویشِ وقت اند ایں گروہ
یہ گروہ وقت کی پریشانی کا باعث ہے
گشت شیطاں ہم ز مکرِ شاں ستوہ
شیطان بھی اُن کے مکر سے عاجز ہے
کبر و نخوت را بخاطر پروردند
انہوں نے دل میں تکبر اور نخوت پالی ہیں
ہر دمے چوں گرگ میشے بردرند
ہر وقت بھیڑیے کی طرح بھیڑ کو پھاڑتے ہیں

پیشِ سلطان و امیراں پس مرو
پس بادشاہ اور سرداروں کے سامنے نہ جا
تا کجا باشی رعونت را گرو
تو تکبر کا کب تک گروی رہے گا؟
صحبتِ شاں کبر و غفلت آورد
ان کی صحبت تکبر اور غفلت پیدا کرتی ہے
واں قباہای قناعت[۵۳] بردرد
اور قناعت کی قباؤں کو چاک کر دیتی ہے
زیں جہت فرمود سلطانِ زماں
سلطانِ دوراں نے اسی لئے فرمایا ہے
سیدِ عالم نبیؐ ذو مکاں
عالم کے سردار دو جہاں والے نبیؐ نے
عالماں ہستند امینِ دینِ حق
علماء دینِ حق کے امین ہیں
با امیراں گر نباشند ہم طبق
اگر وہ حاکموں کے ہم پیالہ نہ ہوں
خالطوھم پس لصوصِ دیں شدند
وہ اُن سے گھلے ملے تو دین کے ڈاکو بنے
فاحذروھم در حقِ ایشاں زدند
پس اُن سے بچو اُن کے بارے میں فرمایا ہے
چونکہ سلطاں بعدِ عجز و لابہ
جب شاہ نے عاجزی اور خوشامد کے بعد
یافت رہ چوں قند در دوشابہ
راستہ پالیا جیسے کہ شکر انگور کے شیرے میں
پیشِ درویش آمدن آغاز کرد
فقیر کے پاس آنا شروع کر دیا
مکر دیگر از سرِ نو ساز کرد
ازسرِ نو ایک مکر تیار کیا

[۵۱] جرا۔ یعنی وہ غار جس میں وہ درویش معتکف تھا۔ خرق۔ پھاڑنا یعنی وہ معجزہ یا کرامت جو عام حالات کے خلاف ظہور پذیر ہو۔ نعم۔ چوپائے۔ شاخ۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے وہ کرامت چرواہوں سے سُنی۔ [۵۲] بن۔ یعنی چرواہے جنہوں نے وہ کرامت خود دیکھی تھی۔ تشویش کرد یعنی اس درویش کی جمعیت خاطر کو پراگندہ کیا۔ تیراں۔ یعنی راست باز لوگ۔ ستوہ۔ عاجز۔ میش۔ بھیڑ یعنی غریب لوگ۔ رعونت۔ تکبر۔ [۵۳] قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ عالماں۔ جو علماء اُمراء کی صحبت سے گریز کرتے ہیں وہ دین کے امانت دار ہیں اور جو اُن کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہیں وہ دین کے رہزن ہیں۔ لابہ۔ خوشامد۔ دوشابہ۔ انگور کا شیرہ۔

Presented by www.ziaraat.com

گفت با دستورِ خود کاے پُر خرد
اُس نے اپنے وزیر سے کہا کہ اے عقلمند!
گر بشہرِ خود بریمش خوش بُود
اگر ہم اسے اپنے شہر میں لے جائیں تو اچھا ہوگا
باعثِ برکاتِ[1] رحمانی ویست
وہ خدائی برکتوں کا سبب ہے
سایۂ سدراتِ ربانی ویست
وہ خدائی سدرۃ (المنتہیٰ) کا سایہ ہے
اینچنیں مردے بشہر شہ نشیں
ایسا انسان پایۂ تخت میں
زیبِ شاہی ہست و فرِ چترِ دیں
بادشاہی کی رونق اور دین کے چتر کی شان و شوکت ہے
الغرض آمد وزیرِ حیلہ جُو
الغرض، بہانہ باز وزیر آیا
کرد با صوفی ازیں رو گفتگو
صوفی سے اس طرح کی بات کی
مردِ درویش از ہمہ آزادہ بُود
درویش سب سے آزاد تھا
گفت ما را در غلش رفتن چہ سُود
کہا ہمیں غلش میں جانے سے کیا فائدہ؟
میلِ طبعم سوئے ویرانہ بسے ست
میرا ویرانہ کی جانب بہت میلان ہے
طالبِ آرامِ خود ہر کسے ست
ہر شخص اپنے آرام کا طالب ہے
طالبِ آرامِ نفسِ خود نیَم
میں اپنے نفس کے آرام کا طالب نہیں ہوں
طالبِ آرامِ جان رُوحانیَم
میں روحانی جان کے آرام کا طالب ہوں

در حقِ من مصلحت عُزلت نمُود
میرے بارے میں تنہائی مناسب نظر آتی ہے
درمیانِ گاؤ و خر ماندن چہ سُود
گاؤ و خر کے درمیان رہنے سے کیا فائدہ؟
گفت پیغمبر سلامت وحدت است
پیغمبرؐ نے فرمایا! تنہائی سلامتی ہے
آفتِ جانِ جہاں ایں کثرت است
بندوں کی جان کی آفت یہ کثرت ہے
گفت اگر بگزیدے عُزلت را رسولؐ
اُس نے کہا اگر رسولؐ تنہائی اختیار فرماتے
کے رسیدے دیں بفرعان از اصول[2]
دین اصول سے فروع تک کب پہنچتا؟
اولیا زیں گونہ گر گشتے وحید
اولیاء اگر اس طرح سے اکیلے ہوتے
راہِ حق با اہلِ عالم چوں رسید
دنیا والوں کو حق کا راستہ کیسے پہنچتا؟
سُنتِ پیغمبراں دعوت بُود
پیغمبروں کی سنت دعوت دینا ہے
آں ولی ہم بر طریقِ اُو رود
ولی بھی انہی کے راستہ پر چلتا ہے
گفت پیغمبر کہ یہدی اللہ بک
پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اللہ تیرے ذریعہ ہدایت دیدے
خیرٌ من حمرِ النعم اِن کان لک
تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہو اگر تجھے مل جائے
گفت درویش ایں ہمہ حق ست لیک
درویش نے کہا یہ سب درست ہے، لیکن
ہر کہ بیمار[3] است گو پرہیز نیک
جو بیمار ہے کہدے پرہیز اچھا ہے

ورنہ پرہیزی زجان دستے بشو
اور اگر تو پرہیز نہیں کرتا تو جان سے ہاتھ دھولے
رنج زائد گشت و صحت شد فرو
بیماری بڑھی اور صحت گھٹی
وانکہ صحت یافت مطلق از مرض
اور جس نے مریض سے پوری صحت پالی
با دوا و حمیہ اُو را چہ غرض
دوا اور پرہیز سے اسے کیا غرض؟
انبیا و اولیای راسخاں
انبیاء اور پکے ولی
رستہ اند از رنجِ مطلق اے فلاں
اے فلاں! بیماری سے بالکل نکل گئے ہیں
لیک در من شمۂ بیماری ست
لیکن مجھ میں کچھ بیماری ہے
زیں سبب از حمیہ ام ناچاری ست
اس لئے میرے لئے پرہیز ضروری ہے
باز فرمود آں وزیرِ نیک خو
اس نیک مزاج وزیر نے پھر کہا
کیں ہمہ از ہضمِ نفسِ خود مگو
یہ سب اپنی کسرِ نفسی سے نہ کہیے
ترکِ دنیا دادی و خود نامدی
آپ نے دنیا چھوڑی اور خود (دنیا) آپ کے پاس نہ آئی
ما بہ پیش آمدیم از عامدی
ہم قصداً آپ کے پاس آئے ہیں
نفسِ پاکت جانِ ما را دخن نمُود
آپ کے پاک نفس نے ہماری جان کو ...
آفتابے گشت گرچہ تیرہ بُود
اگرچہ وہ مکدر تھی سورج بن گئی

[1] برکات۔ برکات میں را کا سکون شعری ضرورت سے ہے۔ سدرات۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے حضرت جبرئیلؑ کے عروج کی سرحد ہے۔ تخت نشیں [illegible] تخت پر چھتری۔ طالب آرام ہر شخص اپنے آرام کا طالب ہے یعنی روح کو بھی خلوت میں آرام حاصل ہوتا ہے۔ گوشہ نشینی کو دو وجہ سے [illegible] حضور گوشہ نشینی اختیار کر لیتے تو سب ہی گوشہ نشین بن جاتے اور دین کی اشاعت نہ ہوتی۔ فرعاں یعنی تابعین۔ [2] اصول یعنی صحابہؓ۔ کثرت یعنی مخلوق کی کثرت مجمع۔ دعوت یعنی دین کی طرف بلانا۔ گفت پیغمبر۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اللہ اگر تیرے ذریعہ کسی ایک کو ہدایت دیدے تو تیرے لئے دنیا کی دولتوں سے بہتر ہے حمر النعم سرخ اونٹ یہ عرب کا بہت قیمتی مال تھا۔ [3] ہر کہ بیمار۔ ہر چیز کا کھانا تندرست کیلئے درست ہے بیمار کیلئے پرہیز ضروری ہے مجھ میں باطنی بیماری موجود ہے لہٰذا مجھے پرہیز بہتر ہے حمیہ۔ پرہیز۔ انبیاء یعنی نبی اور اولیاء پورے تندرست ہیں ان کو کوئی چیز مضر نہیں [illegible] اپنے [illegible] نفس کی بات ترک [illegible]

دنیا خود آئے تو اسکو قبول کرنا چاہیے

درحضورت[1] از ہوا و از ہوس
آپ کی موجودگی میں ہوا اور ہوس
می نماند در دلِ کس ہمچو خس
کسی کے دل میں تنکے کی برابر نہیں رہتی
چونکہ خیرُ النّاسِ مَن یَّنفَعُ شدست
چونکہ لوگوں میں بہتر جو لوگوں کو نفع پہنچائے آیا ہے
تو دریں حبلُ المتیں آویزدست
آپ اس مضبوط رسّی کو پکڑ لیں
غافلاں از فیضِ تو ذاکر شوند
آپ کے فیض سے غافل ذاکر بن جائیں گے
واں کفورانِ نعم شاکر شوند
اور وہ نعمتوں کے کافر شاکر بن جائیں گے
گفت صوفی چاہ بر تشنہ نرفت
صوفی نے کہا، کنواں پیاسے کے پاس نہیں گیا ہے
تشنہ را باید کہ آید چست و تفت
پیاسے کو چاہیے کہ چست اور جلد آئے
در دلِ ہر کس کہ میل و رغبت است
جس شخص کے دل میں میلان اور رغبت ہو
گو بیا کایں گوی و ایں میدان است
کہہ دے، آجا یہ گیند اور یہ میدان ہے
مدّتے بگذشت تا عرضش قبول
ایک زمانہ گذر گیا کہ اس کی گزارش قبول
می نکرد آں صوفیِ مَنبعُ الوصول[2]
نہ کرتا تھا وہ صوفی وصول (الی اللہ) کا چشمہ
آخرش چوں دید ابرامِ وزیر
بالآخر جب اس نے وزیر کا اصرار دیکھا
کرد در دل حیلہ آں مردِ بصیر
اس مردِ بصیر نے دل میں ایک تدبیر کی

گفت خوب امروز بہرِ فرحِ تو
کہا اچھا آج تیری خوشی کی خاطر
سوئے قصرِ شاہ گردم راہ جو
راستہ تلاش کرتا ہوا شاہ کے قلعہ کی جانب آجاؤنگا
بعد ازاں ہر چہ صلاحِ وقت ہست
اس کے بعد جو بھی وقت کے مناسب ہوگا
حسبِ حالت در عمل آوردنست
حسبِ حال عمل میں لانا ہے
رفت آں درویش ہمراہِ وزیر
وہ درویش وزیر کے ساتھ چل دیا
سوئے دولت خانۂ شاہِ کبیر
سلطانِ معظم کے دولت خانہ کی جانب
چوں ز دورش دید شہ از جا بجست
جب بادشاہ نے اسکو دور سے دیکھا کھڑا ہوگیا
بہرِ استقبال استاد او چو مست
وہ بیخود کی طرح استقبال کیلئے کھڑا ہوگیا
بہرِ استخلاصِ خود آں پیرِ مرد
اس پیر مرد نے اپنے چھٹکارے کے لئے
سنگہا برتافتن آغاز کرد
پتھر پھینکنے شروع کر دیئے
بے محابا زد بسلطاں آنچناں
بادشاہ کے بے تکلف اس طرح مارے
کو بزاری گشت زاں سنگِ گراں
کہ وہ اس بھاری پتھر سے زار کرنے والا بنگیا
رفت زاں صُفّہ بروں بگریخت تفت
وہ اس سایبان کے نیچے سے باہر نکل گیا جلد بھاگا
تا رہد زاں سنگہائے کنگ و زفت
تاکہ ان موٹے بھاری پتھروں سے بچ جائے

مردِ درویش از ہنر مستانہ وار
درویش مرد نے ہنر مندی سے دیوانہ وار
سنگ پرتابید از یک تا ہزار
ایک سے ہزار تک پتھر پھینکے
میزد او گشکنجر و صد منجنیق[3]
وہ گولہ اور سینکڑوں گوپھن پھینکتا تھا
سوئے آں شاہِ وفادارِ عشیق
اس وفادار عاشق شاہ کی جانب
کہ بدیں حیلہ خلاصِ من شود
کہ اس تدبیر سے میری خلاصی ہوجائے
خواندم دیوانہ ترکِ من دہد
مجھے دیوانہ کہہ دے، مجھے چھوڑ دے
شاہ چوں بیروں برآمد زاں مکاں
بادشاہ جب اس مکان سے باہر نکلا
حیلۂ دیگر بیامد ز آسماں
آسمان سے دوسری تدبیر ہو گئی
سقفِ آں خانہ فتاد از بیخ و بن
بیخ و بنیاد سے اس گھر کی چھت گر گئی
جز کہ نامے نہ ازاں سور کہن
اس پرانی دیوار کے نام کے سوا کچھ نہ رہا
شاہ دانست ایں ہمہ از لطف بد
شاہ نے سمجھا یہ سب مہربانی تھی
در شکستِ او ہزاراں ہست سود
اس کے گر جانے میں ہزاروں فائدے ہیں
او خلاصی جست و شد زنجیر چست
اس نے بھاگنا چاہا اور زنجیر سخت ہو گئی
ایں چنیں حکمِ قضا بود از نخست
قضاء (خداوندی) کا پہلے ہی سے یہ فیصلہ تھا

---

[1] درحضورت - آپ کی مجلس میں بیٹھ کر دوسروں کے امراض زائل ہوتے ہیں تو آپ کے اندر مرض کہاں ہے۔ حبل المتین مضبوط رسّی یعنی آنحضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ بہترین انسان وہ ہے جو انسانوں کو فائدہ پہنچائے۔ گفت صوفی - درویش نے کہا پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے کنواں پیاسے کے پاس نہیں آتا۔

[2] منبع الوصول یعنی وہ درویش وصول الی اللہ کا چشمہ تھا۔ ابرام - عاجز کر دینا۔ بہرِ استخلاص - اس درویش نے اپنے چھٹکارے کیلئے پتھر مارنے شروع کر دیئے تاکہ اس کو دیوانہ سمجھ کر ہی چھوڑ دیں۔ برتافتن - برانداختن۔ صُفّہ - سایبان والا چبوترہ۔ کنگ - قوی ہیکل۔ گشکنجر - قلعہ شکاف گولہ۔ [3] منجنیق خلاخن گوپھن۔ حیلۂ دیگر - دوسری تدبیر جس کا بیان آئندہ اشعار میں آئے۔ شاہ دانست - بادشاہ نے یہ سمجھا کہ درویش کو چونکہ کشف سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ مکان گرنے والا ہے لہٰذا پتھر مار کر مجھے اس سے بھگایا ہے۔ آں اس حرکت کے بعد درویش نے بھاگنا چاہا تو دروازے کی کنڈی نہ کھلی اور وہ بھاگ نہ سکا۔

Presented by www.ziaraat.com

آمد و از صدق در پایش فتاد
آیا اور سچائی سے اُس کے پاؤں پر گر گیا

کز نہاں رجور تو صد لُطف و داد
کہ آپ کے ظلم میں سیکڑوں مہربانیاں اور عطائیں ہیں

خضر کشتی را شکستے میبدبد
خضرؑ کشتی کو توڑتے ہیں

و ز شکستش کشتی از ظالم رہد
اُن کے توڑنے سے کشتی ظالم سے بچ جاتی ہے

تو مرا چوں خضر بر ساحل کشی
تو مجھے خضرؑ کی طرح کنارے پر کھینچتا ہے

از ہزاراں ورطۂ قاتل کشی
ہزاروں قاتل گرداب سے کھینچتا ہے

گفت صوفی ایں ہمہ حکم خدا ست
صوفی نے کہا یہ سب خدا کا حکم ہے

زفت چوں حکم خدا چارہ کجا ست
جب خدا کا حکم ہو گیا، تدبیر کہاں ہے؟

بر مشیتہائے اُو باید تنید
اُس کی مشیتوں پر چلنا چاہیے

چند روزے زہر ہم باید چشید
چند دن زہر بھی چکھنا چاہیے

لاجرم گفت شہنشہ را شنید
اُس نے لامحالہ بادشاہ کی بات مان لی

یار غارے چوں حرا بیروں کشید
حرا جیسے غار سے قدم باہر نکال لیا

شاہ قصر و خانقاہے خوب ساخت
بادشاہ نے عمدہ محل اور ایک خانقاہ بنا دی

و ز دُر و گنج و گہر بیحد نواخت
اور بے شمار موتی اور خزانہ اور جواہر سے نوازا

کرد صوفی را مکینِ آں مکاں
صوفی کو اُس مکان کا مکین بنا دیا

ہمچو مہ در خرمنِ ہالہ جہاں
چاند کی طرح ہالے کے خرمن میں چمکنے والا

آں فقیر پاک جان و راستباز
وہ پاک جان اور راستباز فقیر

شد بظاہر در جوارِ عزّ و ناز
بظاہر عزت اور ناز کی پناہ میں آگیا

لیک پنہاں از ہمہ در حجرۂ
لیکن ایک حجرے میں سب سے چھپ کر

زاشِ جو پیشش کشیدے سُفرۂ
آشِ جو کا دسترخوان اپنے سامنے بچھاتا

پوستین و دلق را کردے ببر
پوستین اور گدڑی کو پہنتا

در جہادِ نفس بودے مستمر
نفس کے جہاد میں لگا رہتا

چوں ایاز آں چارق آں پوستیں[۲]
ایاز کی طرح وہ چپل اور وہ پوستین

در مقفّل حجرہ چوں گنج دفیں
مقفل حجرہ میں مدفون خزانہ کی طرح تھے

عشق با آں پوستیں خوش باختے
اُس پوستین کے ساتھ اچھا عشق رکھتا

خویش را بر نقر محکم ساختے
اپنے آپ کو فقر پر مضبوط بناتا

ہیچ زیں دولت نبودش حاصلے
اُس دولت سے اُس کو کچھ حاصل نہ تھا

غیر ایثارِ فقیرے فاضلے
فاضل فقیر پر ایثار کرنے کے علاوہ

گرچہ دنیا ہست ملعونِ ازل
اگرچہ دنیا ازلی ملعون ہے

لیک دار الحمد شُد بہر العمل
لیکن عمل کا دار الحمد ہے

مالِ دنیا گرچہ زہر آگندہ ہست
دنیا کا مال اگرچہ زہر بھرا ہے

چوں بمصرف میدہی فرخندہ ہست
اگر تو مصرف میں خرچ کرے مبارک ہے

گر کُنی رادی شہ اسکندری[۳]
اگر تو سخاوت کرے تو اسکندر بادشاہ ہے

ورنہ بر جیفہ سگِ بلغندری
ورنہ تو مُردار پر جھپٹنے والا کتا ہے

مالِ دنیا را بقائے گرچہ نیست
دنیا کے مال کیلئے اگرچہ بقا نہیں ہے

بہرِ صیدِ مرغِ عقبیٰ خوش فنی ست
آخرت کے پرند کے شکار کیلئے بہترین ترکیب ہے

ابتلا و امتحانِ ایزدی
خدائی آزمائش اور امتحان نے

داد شیطاں را زر و سیم ردی
شیطان کو بُرا سونا اور چاندی دے دیا

بودنِ دنیا بدانا خوشتر ست
عقلمند کے پاس دنیا کا ہونا اچھا ہے

زانکہ جاہل را خود او سم و ضرر ست
کیونکہ وہ جاہل کیلئے خود زہر اور نقصان ہے

ہر کہ افسوں داند از مارش چہ ضر
جو شخص منتر جانتا ہے اُسکو سانپ سے کیا نقصان؟

مار او را یار باشد بے خطر
سانپ اُس کے لئے بے خطر دوست ہوگا

---

[۱] خضرؑ۔ حضرت خضرؑ نے کشتی توڑ کر بظاہر نقصان کیا لیکن اُس میں کشتی کا بچاؤ پوشیدہ تھا۔ گفت۔ جب صوفی کی یہ تدبیر بھی اُلٹی پڑی تو دل میں سوچا کہ یہی خدا کا حکم ہے کہ میں اُس بادشاہ کے ساتھ رہنا شروع کر دوں۔ زہر یعنی بادشاہ کی صحبت۔ ہالہ خرمن ماہ، چاند اور سورج کے چاروں طرف روشنی کا دائرہ جو کبھی نمایاں ہوتا ہے۔ آش۔ ہر وہ کھانا جو پیا جا سکے جیسے شوربا یا دلیا۔ سُفرہ۔ دسترخوان۔ [۲] چوں ایاز۔ ایاز نے اپنے عروج کے وقت میں بھی بطور عبرت کے چپل اور پوستین کو مقفل کر رکھا تھا اور اُس کو عبرت کیلئے دیکھا کرتا تھا۔ بغیر ایثار یعنی اپنی دولت سے فقراء کو فائدہ پہنچاتا تھا۔ لیکن اگر انسان دنیا کو دار العمل بنائے تو وہ دار الحمد ہے۔ فرخندہ مبارک۔ [۳] رادی۔ جوانمردی، سخاوت۔ جیفہ مُردار۔ بلغندر۔ جھپٹنے جھگڑنے والا۔ ابتلاء۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسانوں کی آزمائش کیلئے یہ تصرف دیدیا ہے کہ وہ چاندی سونے سے جو نفس الامر میں بیکار چیز ہے انسان کو پھنسا دیتا ہے۔

وَرنہ دانی تو فسوں گردش بگرد
اور اگر تو منتر نہیں جانتا اُس کے گرد نہ گھوم

تا نبازی جانِ خود را بے نبرد
تاکہ تو بغیر جنگ کے اپنی جان نہ ہار دے

در بیانِ معنی آں حدیث کہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْآخِرَۃِ و تفصیلِ آں
اس حدیث کے معنی کا بیان کہ دنیا آخرت کا کھیت ہے اور اُس کی تفصیل

زیں سبب فرمود احمد مجتبیٰ
اسی لئے احمد مجتبیٰ نے فرمایا

مزرعۃ الآخرت ہست ایں سرا
یہ سرائے آخرت کا کھیت ہے

گر ز دستت میشود تخمے بکار
اگر تیرے ہاتھ سے ہو سکے تو بیج بو

تا برآری خرمنے روزِ شمار
تاکہ حساب کے دن تو کھلیان اُٹھائے

ورنہ کاری مفلسی یوم التناد
اور اگر تو نہ بوئے تو قیامت کے دن مفلس ہے

گشتۂ مغبون و خاسر بے مراد
تو ٹوٹے میں بے مقصد اور نقصان اٹھانے والا بنیگا

تخم را میکار و آبے ہم بپاش
بیج بو اور پانی بھی چھڑک

تا بری یوم الحصاد از غلہ کش
تاکہ کاٹنے کے دن تو اُس کی پیداوار اٹھائے

ورنمی کاری چہ برداری ازو
لہٰذا اگر تو نہ بوئیگا تو اُس سے کیا اٹھائیگا؟

روزِ محشر اے عُتُل و اے عُتُو
محشر کے دن اے ستمگار اور اے سرکش!

ہیچ مَن یَعْمَلْ بقرآں خواندہٖ
تو نے کبھی "من یعمل" قرآن میں پڑھا ہے

ایں چنیں کاہل چرا وا ماندہٖ
تو ایسا کاہل کیوں پڑا ہے؟

ہست حکمِ پاک اُو شَرًّا یَرَہٗ
اس کا پاک حکم "شرا یرہ" ہے

باز بہر صالحاں خَیْرًا یَرَہٗ
پھر نیکوں کے لئے "خیرا یرہ" ہے

ور نپاشی آب دانہ خشک شد
اور اگر تو پانی نہ چھڑکے گا بیج سوکھ جائیگا

واں ہمہ رنج و تعب خود لغو بُد
وہ سب تکلیف اور تھکن لغو تھی

آب دہ از چشمۂ چشم اے جواں
اے جوان! آنکھ کے چشمے سے پانی دے

تا شود حرثِ تو سبز و کامراں
تاکہ تیری کھیتی سبز اور کامیاب ہو

ہم ز دُزد اے جانِ من غافل مباش
اے میری جان! چور سے بھی غافل نہ رہ

تا نبرد خام را آں بد قماش
تاکہ وہ بدفطرت کچی نہ کاٹ لے

دزد پنہاں از نظرہای عوام
چور، عوام کی نگاہ سے چھپا ہوا

میدود در فکرِ زرعت صبح و شام
تیری کھیتی کی فکر میں صبح و شام دوڑتا رہتا ہے

پس ہمہ شب کن حراست وار پاس
پس تمام رات حفاظت کر نگہبانی رکھ

تا نہ مستاصل کند دزدش بداس
تاکہ چور اس کو درانتی سے نہ اکھاڑے

گر دمے غافل شوی از پاس اُو
اگر تو اس کی حفاظت سے تھوڑی دیر کیلئے غافل ہو

می نہد در کشت تو صد داس او
تو وہ تیری کھیتی میں سیکڑوں درانتیاں رکھدیگا

گستہ خرمن را ز کشتانت برد
تیرے روندے ہوئے کھلیان کو تیرے کھیت سے لیجائیگا

یک بیک اعضا چو کشتار ببرد
تیرا ایک ایک عضو کو مرغ بسمل کی طرح کاٹ دیتا ہے

گر بغفلت خفتی و ریع تو رفت
اگر تو غفلت سے سو گیا اور تیری پیداوار چلی گئی

یا بہ نسیاں شد گناہے از تو رفت
یا تجھ سے بھولے سے کوئی بھاری گناہ ہو گیا

باخود آ زود و ندامت پیشہ کن
جلد ہوش میں آجا اور ندامت اختیار کر

وز حسابِ روزِ حشر اندیشہ کن
حشر کے دن کے حساب سے ڈر

گر تو غافل گردی اُو زرعت برد
اگر تو غافل بنا وہ تیری کھیتی کاٹ لے گا

بلکہ از تو آں گہر گنج را برد
بلکہ تجھ سے وہ موتی لے جائے گا

کار با ہشیاری و بیداری ست
معاملہ ہوشیاری اور بیداری کا ہے

ہر کہ غافل گشت میداں ناری ست
جو غافل بنا جان لے جہنمی ہے

پاسبانِ توبہ را بر دے گماد
توبہ کا محافظ اسپر مقرر کر دے

تا بوقتِ خواب تو آید بکار
تاکہ تیری نیند کے وقت وہ تیرے کام آئے

سلہ الدنیا۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا دنیا آخرت کا کھیت ہے یعنی جو یہاں بوؤگے وہاں کاٹوگے۔ یوم التناد۔ پکار کا دن، محشر۔ مغبون۔ ٹوٹے میں پڑا ہوا۔ سلہ یوم الحصاد۔ کھیتی کے کاٹنے کا دن، محشر۔ من یعمل۔ قرآن میں ہے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔ جو شخص ذرہ برابر بھلائی کرے گا اس کو دیکھے گا اور جو شخص ذرہ برابر برائی کرے گا اس کو دیکھے گا۔ سلہ حرث۔ کھیتی۔ حراست۔ حفاظت۔ مستاصل۔ جڑ سے اکھڑا ہوا۔ داس۔ درانتی۔ گستہ۔ کوفتہ۔ کشتان۔ کھیت۔ کشتار۔ مرغ بسمل۔ ریع۔ پیداوار۔ گہر گنج۔ مروارید یعنی ایمان۔ ناری۔ جہنمی۔

تو بخواب اُو خوش نگہبانی کند
تو نیند میں ہے وہ اچھی نگہبانی کرتا ہے

ایں چنیں حارس[1] خدا ما را دہد
خدا ایسا نگہباں ہمیں عطا کرد ے

ایں سخن پایاں ندارد نیک مرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، اے نیک مرد!

سُوی حالِ صوفی خود باز گرد
اپنے صوفی کے حال کی جانب واپس چل

رجوع بداستانِ درویش و وداع شُدنِ دنیا ازاں مردِ حقیقت اندیش

درویش کی داستان کی طرف رجوع اور اس حقیقت اندیش مرد سے دنیا کا رخصت ہونا

مدتِ دہ سال ہم زینساں گذشت
دس سال اسی طریقہ سے گذرے

ہیچ صوفی از طریق خود نگشت
صوفی اپنے راستے سے نہ ہٹا

بُود رسم شہ چو اُو گشتے سوار
بادشاہ کی عادت تھی جب وہ سوار ہوتا

بہر نظم مُلک یا سُوی شکار
سلطنت کے انتظام کے لئے یا شکار کی جانب

وقتِ رجعت سُوی درویش آمدے
وہ واپسی کے وقت درویش کی جانب آتا

وقفہ کردے زائرِ آں مہ شُدے
ٹھہرتا، اُس چاند کی زیارت کرنے والا بنتا

ہم بریں منوال بُودش کاروبار
اُس کا کاروبار اسی طریقہ پر تھا

بُود بر مہرِ فقیر اُو جاں نثار
وہ فقیر کی محبت پر جان چھڑکنے والا تھا

اندریں اثناء شہِ آں کاروزار
اور اس اثناء میں وہ کاروزار کا شاہ

داشت با پروردگارِ خود نیاز
اپنے پروردگار کے ساتھ نیازمندی رکھتا

ناگہاں آں زن کہ اوّل آمدش
اچانک وہ عورت جو اُسکے پاس پہلے آئی تھی

بارِ دیگر گشت پیدا از درش
اُس کے دروازے سے دوسری بار نمودار ہوئی

گفت صوفی ہے چہ آوردی بگو
صوفی نے کہا، ہائیں کیا لائی ہے بتا!

چیست باز ایں سُو چرا کردی تو رُو
کیا ہے؟ تو نے پھر اس طرف رُخ کیوں کیا!

گفت بہرِ رخصت تو آمدم
اُس نے کہا آپ سے رخصت کیلئے آئی ہوں

اَلوَداع اے جاں کہ من رُخصت شدم
اے جان! اَلوَداع کہ میں رخصت ہوتی ہوں

گفت دُور اے بیوفا مکار زال
اُس نے کہا اے بیوفا مکار بڑھیا: دُور ہو جا

صد ہزاراں دام داری زیرِ چال[2]
تو کنویں کے نیچے ہزاروں جال رکھتی ہے

تو فسونِ خود بہر کس میدمی
تو ہر شخص پر اپنا منتر پھونکتی ہے

گشت چوں رامِ تو آخر می رمی
وہ جب تیرا فرمانبردار ہو گیا انجام کار تو بھاگی

ہاں برو کایں دلق من ویں پوستیں
ہاں چل جا کیونکہ یہ میری گدڑی اور یہ پوستین

ہر دو موجود ست پیشِ من ببیں
دیکھ لے، دونوں میرے سامنے موجود ہیں

من فریب از غدرِ تو کے خوردہ ام
تیری غداری سے میں نے فریب کب کھایا ہے؟

پے بضعفِ عہدت اوّل بُردہ ام
میں نے تیرے عہد کی کمزوری کا پہلے ہی پتہ لگا لیا

زُود باش اے بے حیا زیں جا برو
اے بے حیا! جلدی کر اس جگہ سے چل جا

تا بکے داری بافسونم گرو
مجھے منتر میں کب تک پھنسائے گی؟

از نظر غائب شُد آں فتانہ زن
وہ فتنہ میں مبتلا کرنیوالی عورت نظر سے غائب ہو گئی

در تفکر[3] رفت صُوفی از فتن
فتنوں سے صوفی سوچ میں پڑ گیا

چوں رود ایں شورشِ بلغاک من
یہ میرے غوغا کی شورش کیسے جائے گی!

چوں کُشنہا کم شود زیں انجمن
اس محفل سے جھگڑے کیسے جائیں گے؟

شیرج و کُسبہ چساں گردد جدا
تیل اور کھل کیسے جدا ہوں گے؟

چیں برُخ بر رُوئے جواں اُفتد چرا
جوان کے چہرے پر شکن کیوں پڑیگی؟

گرچہ[4] زاید تا ہمہ دولت رَوَد
کس بات سے ہوگا کہ تمام دولت چلی جائیگی!

آفتابِ عزِ من کاسف شود
میری عزت کا سورج گرہن میں ہو جائیگا

خواند لاحول و بحق مشغول گشت
اُسنے لاحول پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے مشغول ہوا

کان امر اللہ چوں مفعول گشت
خدائی حکم تھا جبکہ واقع ہوا

---

[1] حارس۔ نگہبان۔ رجعت۔ واپسی۔ وقفہ۔ ٹھہراؤ۔ منوال یعنی درویش منوال طریقہ۔ مہر۔ محبت۔ اندریں۔ اس وقفہ میں درویش اپنے مجاہدوں میں لگا رہتا۔ آں زن یعنی دنیا جو عورت کی صورت میں آئی تھی۔ [2] تعجب۔ چال۔ چاہ، کنواں اکوام سے بدل لیا جاتا ہے۔ [3] در تفکر جب دنیا نے الوداع کہا تو درویش سوچنے لگا کہ یہ دنیا مجھ سے کیسے جدا ہوگی میرے چاروں طرف کا مجمع کیسے غائب ہو جائیگا میں اور بادشاہ جو تیل اور کھل ہیں کیسے ایک دوسرے سے جدا ہونگے بادشاہ کے چہرے پر شکن کیسے آئیگی فتانہ۔ فتنہ میں مبتلا کرنیوالی فتن۔ فتنہ کی جمع ہے۔ بلغاک۔ شور و غوغا۔ کشن۔ بوزن چین۔ بیلدی انبوہی۔ شیرج۔ تل کا تیل۔ کسبہ۔ کھل۔ چیں برخ۔ شکن۔ جوان یعنی بادشاہ۔ [4] گرچہ۔ یہ کس بات سے ہوگا کہ دنیا مجھ سے بھاگ جائیگی اور میری دولت نہ رہیگی اور میری عزت کا چاند گرہن ہوگا۔ خواند۔ اس تفکر پر اُس نے لاحول پڑھی اور یادِ خدا میں لگ گیا۔ کان امر اللہ۔ لیکن اس درویش سے دنیا کا چلا جانا خدا کا حکم تھا جو ہو کر رہا۔

چوں قضا آید شود بر عکس کار
جب قضا آتی ہے کام الٹا ہو جاتا ہے
جملہ تدبیرات باطل گشت و زار
تمام تدبیریں باطل اور کمزور ہو جاتی ہیں
حق چو میخواہد کہ کارے را کند
جب خدا چاہتا ہے کہ کوئی کام کرے
سلسلۂ اسباب را جنبش دہد
اسباب کے سلسلہ کو حرکت دیدیتا ہے
از قضا در صبح آں روزِ سعید[1]
تقدیر سے اس اچھے دن صبح کو
شاہ سوئے کوہ شد بہرِ صید
بادشاہ شکار کے لئے پہاڑ کی جانب گیا
محنتے بسیار کرد و رنج برد
بڑی محنت کی اور تکلیف برداشت کی
ہیچ با صیدے در آنجا وا نخورد
کوئی شکار اس جگہ نہ ملا
تعب بیحدے چشید و رنج سخت
بیحد تھکن اور سخت تکلیف چکھی
شد ز تابِ مہر جانش لخت لخت
سورج کی گرمی سے اس کی جان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی
در ایاب آں شاہ بر رسمِ قدیم
وہ شاہ قدیم عادت کے مطابق واپسی میں
قاصدِ درویش شد او زاں رقیم
اس پہاڑ سے درویش کا قصد کرنیوالا بن گیا
آمدہ بر پای صوفی او فتاد
آیا صوفی کے پاؤں پر گر گیا
بوسہا زد بر دو پایش ز اعتقاد
اعتقاد سے اس کے دونوں پاؤں چومے
وقتِ گرما بود و تاباں آفتاب
گرمی کا وقت تھا اور سورج چمک رہا تھا
اندکے آسودہ شد زاں حر و تاب
اس گرمی اور تپش کیوجہ سے شاہ نے تھوڑا سا آرام کیا

تکیہ بر دیوار زد خوابش ببرد
دیوار کا سہارا لیا۔ اس کو نیند آ گئی
سوی سایہ ہر کسے رہ می سپرد
سایہ کی جانب ہر شخص راستہ اختیار کرتا ہے
شاہ تنہا ماند و آں صوفیِ صاف
شاہ اور صوفی صافی تنہا رہ گئے
از میانِ شاہ خنجر خوش غلاف
شاہ کی کمر سے عمدہ غلاف کا خنجر
در تقلبہا فتادش بر شکم
کروٹیں لینے میں اس کے پیٹ پر گر گیا
مردِ درویش از رہِ لطف و کرم
درویش مرد نے لطف و کرم کے طریقہ پر
خواست کاں را از شکم یکسو کند
چاہا کہ اس کو اس کے پیٹ سے علیحدہ کر دے
جای دیگر دورتر از وے نہد
دوسری جگہ اس سے دور رکھ دے
چشمِ شہ یکبارگی بیدار شد
شاہ کی آنکھ اچانک کھل گئی
دید چوں خنجر برہنہ زار شد
جب کھلا ہوا خنجر دیکھا عاجز رہ گیا
زود بر جست و بقصرِ خویش رفت
فوراً اٹھا اور اپنے قلعہ میں چلا گیا
لیک جانش از غضب سوزاں و تفت
لیکن غصے سے اس کی جان جل بھن گئی
گفت زود آرید آں دستور را
حکم دیا فوراً وزیر کو لاؤ
تا بر اندازد سرِ ایں بے نور را
تاکہ وہ اس بے نور کا سر اتار دے
من چہ خوبیہا بجایش کردہ ام
میں نے اس کے ساتھ کس قدر بھلائیاں کی ہیں
بارہا سر را بپایش کردہ ام
بارہا اس کے قدم پر سر رکھا ہے

پس سزای نیکوئی زینساں بود
تو بھلائی کا بدلہ ایسا ہوتا ہے!
کز برای کشتنم خنجر کشد
کہ میرے قتل کرنے کو خنجر سونتے
شد وزیر آگاہ و استغفار کرد
وزیر آگاہ ہوا اور معافی چاہی
در شفاعت پیشِ شہ اصرار کرد
شاہ کے سامنے سفارش میں اصرار کیا
گفت بخشیدم بتو جانش خموش
اس نے کہا میں نے تیری وجہ سے اس کی جانبخشی کی خاموش ہو جا
کن بدر وے را یکے بینی دو گوش[2]
اس کو ایک ناک دو کان کے ساتھ نکال دے
ایں بود صدق و وفای پر دول
دولتمندوں کی سچائی اور وفاداری یہ ہوتی ہے
کز یکے وہمے بعدواں شد بدل
کہ ایک وہم کی وجہ سے عداوت میں بدل گیا
دل منہ بر لطفِ میران و وزیر
سرداروں اور وزیر کی مہربانی سے دل نہ لگا
در دمے خلد اندر و در دیگر سعیر
گھڑی میں جنت میں اور گھڑی میں دوزخ میں
از یکے وہم آں تلطف کینہ شد
ایک وہم سے وہ مہربانی کینہ بن گئی
ہمچو کانوں در تلہب سینہ شد
پٹیں مارنے میں سینہ بھٹی بن گیا
می نہ بندی دل باں سلطاں چرا
تو اس شاہ کے ساتھ دل کیوں نہیں وابستہ کرتا؟
کو ہزاراں جرم بخشد از عطا
جو بخشش سے ہزاروں خطائیں معاف کر دیتا ہے
جرمہا دیدہ وظیفہ می دہد
خطائیں دیکھتے ہوئے روزی دیتا ہے
از چنیں جود و عطا کس چوں جہد
ایسی سخاوت اور عطا سے کوئی کیوں گریز کرے!

[1] از قضا۔ زوال کے اسباب کا بیان ہے۔ صید۔ شکار۔ تاب مہر۔ سورج کی تپش۔ ایاب۔ واپسی۔ رقیم۔ پہاڑ۔ تقلبہا یعنی نیند میں کروٹیں بدلنے سے۔ زار۔ عاجز۔ دستور۔ وزیر۔ تا بر اندازد۔ اس کا سر کاٹ دے۔ [2] کن بدر۔ نکال دے۔ یکے بینی یعنی سبالی دولت چھین کر۔ قتل۔ دو گوش کا لگ۔ خدا کی عادت۔ [3] زکے یہ بادشاہ کسی ... مہربانی ...

ہر خطا کردی وبا زار آمدی
تونے جو خطا کی اور عاجزی سے آیا
از خواصِ خاصِ دربارش شدی
اُس کے دربار کا خاص الخاص بن گیا
مالِ دنیا را وفا خود ایں بُوَد
دنیا کے مال کی یہی وفاداری ہوتی ہے
دل در و بستن زنقصِ دیں بُوَد
اس سے دل وابستہ کرنا دین کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے
جاں بُرد از مکرِ دنیا مردِ خوش
بھلا آدمی دنیا کے مکر سے جان بچا لے گیا
چوں نہ بست او دل براں مغرورکش
چونکہ اُس نے اس فریب خوردہ کو قتل کرنیوالی سے دل نہ لگایا
گر فتادے[۵۱] اندر و گشتے ہلاک
اگر اس میں مبتلا ہو جاتا، ہلاک ہو جاتا
ہمچو بلعم می شدے مسجونِ خاک
بلعم کی طرح مٹی کا قیدی بن جاتا
زیرِ تیغ بیدریغِ شاہِ دُول
کمینہ بادشاہ کی بے دریغ تلوار کے نیچے
می شدے درویش بس زار و زبوں
درویش بہت عاجز اور مغلوب ہو جاتا
چونکہ حزم و احتیاطے کردہ بُود
چونکہ اس نے حزم اور احتیاط کی تھی
میل سُوئے مالہا ناوردہ بُود
مالوں کی جانب میلان نہ کیا تھا
جاں سلامت بُرد ازیں خدّاعِ او
وہ اس دھوکے باز سے جان بچا لے گیا
دل بَرَہ برِ اُو مبند اے یار تو
اے یار! تو بھی اس کی رونق سے دل وابستہ نہ کر

باز سُوئے داستانِ خود رَوَم
میں پھر اپنی داستان کی جانب لوٹتا ہوں
وہ چرا از نصحِ تو غافل شوم
ہائے میں تیری نصیحت سے کیوں غافل ہوں
باز سُوئے داستاں من آمدم
میں پھر داستان کی جانب آ گیا
وہ دریں دریا چہ دست و پا زدم
ہائے اس دریا میں میں نے کیسے ہاتھ پاؤں مارے
واں دوم کاہل شد از تطویلِ من
اور وہ دوسرا میرے طول دینے سے کاہل بن گیا
کاہلاں[۵۲] را کرد کاہل پیلِ من
کاہلوں کو میرے ہاتھی نے کاہل بنا دیا

بیان نمودن آں پسرِ دوم حالِ کاہلیٔ خود با قاضی

دوسرے لڑکے کا اپنی کاہلی کا حال قاضی سے بیان کرنا

دوم گفتا کہ بشنو حالِ من
دوسرے نے کہا کہ میرا حال سُن
قرعۂ میراث زن در فالِ من
میری فال پر میراث کا قرعہ نکال دے
نصرت الداخل نگر در بیتِ مال
بیت مال میں نصرت الداخل پر غور کر
تا بیابم از پدر مال و منال
تاکہ میں باپ کی جانب سے مال متاع حاصل کروں
گفت من تنبل ترم از تنبلاں
اس نے کہا میں تمام کاہلوں سے زیادہ کاہل ہوں
ہستم از کوہِ گراں تر ہم گراں
میں بھاری پہاڑوں سے بھی زیادہ بھاری ہوں

گر فتد[۵۳] کوہے نجنبم از مکاں
اگر پہاڑ بھی گرے میں جگہ سے نہ سرکوں
یا بَرَد سیلاب مارا رائگاں
یا خواہ مخواہ مجھے سیلاب لے جائے
یا چو ابراہیمؑ گر آتش بُود
یا (حضرت) ابراہیمؑ کی طرح اگر آگ ہو
می نتابم سر از و ہم تا ابد
میں اس سے بھی کبھی سر نہ موڑوں گا
یا چو زکریاؑ شگافد ارّہ
یا (حضرت) زکریاؑ کی طرح اگر آرہ چیر دے
بر ندارم من سرِ خود ذرّہ
میں ذرہ برابر اپنا سر نہ اُٹھاؤں
یا چو اسمٰعیلؑ زیرِ خنجرے
یا (حضرت) اسمٰعیلؑ کی طرح خنجر کے نیچے
بر ندارم من سرِ خود از مِرے
جھگڑے سے میں اپنا سر نہ اُٹھاؤں
گر بریزد بر تنم صد بار نیش
اگر سو بار میرے جسم پر نشتر لگے
یا شود سر تا قدم از تیغ ریش
یا سر سے پاؤں تک تلوار سے زخمی ہو جائے
من ز تنبل بر نہ جنبانم دو دست
میں کاہلی سے دونوں ہاتھ نہ ہلاؤں
میرود گو بر سرِ من ہر چہ ہست
کہہ دے کہ جو کچھ بھی میرے سر پر گذر جائے
گر بہ پرّد سُوئے من صد تیر راست
اگر میری طرف تیر سیدھے آئیں
از کسالت بر نگردم چپ و راست
میں کاہلی سے دائیں بائیں کروٹ نہ لوں
بر سرِ من آنچہ بہ پسندی رواست
تو جو میرے سر پر پسند کرے مناسب ہے
حکم حکمِ تست بندہ خود فناست
حکم تیرا ہی حکم ہے بندہ خود فنا ہے

۵۱ گر فتادے۔ اگر وہ درویش دنیا میں پھنس جاتا تو تباہ ہو جاتا۔ بلعم۔ یہ شخص بڑا عابد و زاہد تھا لیکن آخر عمر میں برباد ہو گیا۔ مسجون۔ قیدی۔ زبوں۔ عاجز۔ خدّاع۔ دھوکہ باز مکار۔ دوم بیٹے لڑکے کی کاہل کا بیان طویل ہو گیا تو دوسرا لڑکا بہ سبب طویل بیان سے سست ہو گیا۔ ۵۲ کاہلاں یعنی اہل آخرت کی دنیا کے کاموں میں کاہلی کو میں نے خوب بیان کر دیا۔ پیل۔ یعنی بیان۔ گفتا۔ یعنی قاضی سے کہا۔ نصرت الداخل۔ دل کی ایک شکل ہے جب وہ زائچہ کے دوسرے خانہ میں آتی ہے جس کو بیت المال کہتے ہیں تو وہ مال و دولت کے حصول کا سبب بنتی ہے۔ منال۔ سامان۔ ۵۳ گر فتد۔ اگر پہاڑ بھی گرے یا دریا بہا لے جائے تو بھی اپنی جگہ سے نہ ہلوں۔ مِرے۔ جھگڑا۔ حکم حکمِ تست۔ یہ خدا تعالیٰ کو خطاب ہے۔

جملہ[1] خواہشہا دراں خواہش گم ست
تمام خواہشیں اس خواہش میں گم ہیں
صلح و تدبیر و ہمہ چالش گم ست
صلح اور تدبیر اور پورا اکڑ کر چلنا گم ہے
چوں جمادم حرکت و خواہش نماند
جب پتھر کی طرح مجھ میں حرکت اور تمنا نہیں رہی
تنبلیم دست از عالم فشاند
میری کاہلی نے دنیا سے ہاتھ جھاڑ لیا
ہمچو میت در ید غسال شو
مُردہ نہلانیوالے کے ہاتھ میں مُردے کی طرح بن جا
از ارادت و ز تکلم لال شو
ارادے اور بولنے سے گونگا بن جا
چوں کفیلِ من شُد اُو در کارہا
جب کاموں میں وہ میرا کفیل ہو گیا
پس چرا چوں خر کشم من بارہا
تو میں گدھے کی طرح بوجھ کیوں اُٹھاؤں!
بہ ز من تدبیرِ من میداند اُو
وہ مجھ سے بہتر میری تدبیر جانتا ہے
ہر بلا را بہ ز من میراند اُو
وہ ہر مصیبت کو مجھ سے بہتر ٹالتا ہے
پس چرا در نفع و ضر خود تنم
تو میں اپنے نفع اور نقصان کا چکر کیوں کاٹوں!
از کنف ہای حمایت چوں پرم
اپنایت کے پہلو سے کیوں اُڑوں
ایں سخن پایاں ندارد الغرض
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے الغرض
گفت با قاضی کہ اے دفع المرض
اس نے قاضی سے کہا کہ اے مرض کے دفعیہ!
درمیانِ ہر سہ تن کاہل ترم
تینوں شخصوں میں میں زیادہ کاہل ہوں
وز ہمہ نفع و ضرر جاہل ترم
اور تمام نفع نقصان سے زیادہ جاہل ہوں

سُود و نقصانِ دو عالم ہر چہ ہست
دونوں جہان کا نفع اور نقصان جو بھی ہے
کاہلی من ز ہر دو بہتر ست
میری کاہلی دونوں سے بہتر ہے
درمیانِ ایں بشنو یک قصہ
اس سلسلہ میں ایک قصہ سن لے
تا بری از تنبلِ من حصہ
تاکہ تجھے میری کاہلی کا حصہ حاصل ہو جائے
بہر کارے آمدم در مُلکِ خوز
میں مُلکِ خوز میں ایک کام لئے آیا
در رباطے گشتم آسودہ دو روز
ایک سرائے میں دو دن آرام کیا
شاہ[2] آنجا بس سخی و بحرِ جُود
اس جگہ کا بادشاہ بہت سخی اور سخاوت کا دریا تھا
کانِ لُطف و معدنِ احسان بُود
مہربانی کی کان اور احسان کی معدن تھا
چاوشِ اُو ہر زماں کردے گذر
اُس کا نقیب ہر وقت گذرتا
بانگہا کردے برائے کور و کر
اندھے اور بہرے کو آوازیں دیتا
شاہ ہر شب بر سرِ تختِ کرم
کرم کے تخت پر شاہ ہر رات کو
می نشیند اے گدایانِ دژم
بیٹھتا ہے اے غمگین فقیرو!
ہر کہ را میلے بمال و جاہ است
جس کو مال اور رتبہ کی خواہش ہے
دین و دنیا در رکابِ شاہ ہست
دین اور دنیا شاہ کے جلو میں ہے
ہر کہ بکشاید لبِ انبانِ خویش
جو بھی اپنے تھیلے کا منہ کھولتا ہے
پُر کند در وے دُر و مرجانِ خویش
وہ اپنے موتی اور مونگے اس میں بھر دیتا ہے

سیم و زر بس دُر و گوہرہای سُود
چاندی اور سونا نفع کیلئے بہت سے موتی اور جواہر
ہر کہ بکشودہ زباں بیشک ربُود
جس نے زبان کھولی بیشک حاصل کرلئے
خوانِ نعمائش بد شمنہا و دوست
اسکا لوگوں کا دسترخوان دشمنوں اور دوست کیلئے بھر
صرفِ محتاجاں بُود با مغز و پوست
مغز اور پوست کے ساتھ محتاجوں میں صَرف ہوتا ہے
آنچہ خواہد از درش ہر کس برد
جو چاہے ہر شخص اس کے در سے لے جائے
نیست با اعدائی خود اُو را حسد
اس کو اپنے دشمنوں پر بھی حسد نہیں ہے
دوست دشمن پرورد از لطف و جُود
وہ دوست اور دشمن کو مہربانی اور سخاوت سے پرورش کرتا ہے
ہر کہ لابہ کرد پیشش یافت سُود
جس نے اس کے سامنے خوشامد کی نفع پالیا
دمبدم طول و سخایش در وفور
ہر لمحہ اس کی طاقت اور سخاوت زیادتی میں ہے
نیست در انبانِ جُودِ اُو فتور
اس کی سخاوت کے تھیلے میں کمی نہیں ہے
جنبشِ لب کافی آمد بر درش
اس کے در پر ہونٹ ہلا دینا کافی ہے
بہرِ استمطارِ غیثِ بارشش
اس کی بہنے والی بارش کے برسانے کے لئے
بر درش آید کسے گر صبح و شام
اگر کوئی صبح اور شام اس کے دروازے پر آجائے
کارِ اُو یابد بکلی انتظام
اس کا کام بالکل منتظم ہو جائے
گر بیائی بر درِ اُو صبح گاہ
اگر تو صبح کے وقت اس کے در پر آئے
آنچہ خواہی میدہد آں بادشاہ
تو جو چاہے وہ بادشاہ دیدے

ملہ جو میں راضی برضا ہوں اور اپنی تدابیر ختم کرچکا ہوں۔ ہمچو۔ اللہ کی مرضیات کے سامنے انسان کو ایسا ہونا چاہیے جس طرح مُردہ نہلانیوالے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ لال۔ گونگا۔ کنف۔ پہلو۔ خوز۔ خوزستان ایک ملک ہے یعنی دنیا۔ رباط۔ سرائے ۲ شاہ آنجا یعنی اللہ تعالیٰ چاوش۔ نقیب یعنی انبیاء و اولیاء۔ دژم۔ افسردہ مرجان۔ مونگا۔ نعما۔ لوٹ طول۔ طاقت۔ استمطار۔ برسوانا۔ مہم۔ بہنے والا غیث۔ بارش۔

Presented by www.ziaraat.com

گر کسے در نیم شب کوبد درش
اگر کوئی آدمی رات کو اس کا دروازہ پیٹے
میدہد گوہر بہ از سیم و زرش
وہ اس کو چاندی اور سونے سے بہتر جوہر دیدیتا ہے
جملہ شاہاں شب بہ بستر غافلند
تمام بادشاہ رات کو بستر پر غافل ہیں
وز خبر گیریِ خلقاں عاطلند[1]
اور لوگوں کی خبر گیری سے معطل ہیں
شاہِ ما بیدار و ہر دم ہوشیار
ہمارا شاہ بیدار اور ہر وقت ہوشیار ہے
عالمے را خود بذات اُو پاسدار
وہ خود اپنی ذات سے دنیا کا نگہبان ہے
بسکہ چاؤشاں حکایت ساختند
بہت سے نقیبوں نے قصہ سنایا
میلِ آں شہ در دلم انداختند
انہوں نے میرے دل میں اس شاہ کی خواہش پیدا کردی
بر درش رفتم شبان و صبحگاہ
میں رات کو اور صبح کو اس کے دربار پہنچا
آستانش را نمودم سجدہ گاہ
میں نے اس کی چوکھٹ کو سجدہ گاہ بنایا
رُوئے اُو دیدہ زخود رفتم چناں
اس کا رُخ دیکھ کر میں ایسا بیخود ہوگیا
کہ نیامد حرفِ اَعطِ[1] بر زباں
کہ "عطا کر" کا حرف زبان پر نہ آیا
مُدّتے بگذشت و من از کاہلی
ایک مدت گذر گئی اور میں کاہلی سے
ماندم اندر حیرت و بے حاصلی
حیرت اور بے مرادی میں رہا
کاہلی من زبانم را بہ بست
میری کاہلی نے میری زبان بندی کردی
ہمچو محو بادہ و مستِ الست[1]
الست کے مست اور شراب میں محو کی طرح

کاہلی من مرا رخصت نداد
میری کاہلی نے مجھے موقع نہ دیا
کہ بخواہم از شہِ باجود و داد
کہ میں سخی اور بخشش والے شاہ سے مانگوں
واصلاں ہم اینگونہ از ہر دو جہاں
واصل (بحق) لوگ اس طرح سے دونوں جہان
کاہلند و غافلند اے زاہداں
اے زاہدو! کاہل ہیں اور غافل ہیں
نہ ز حق خواہند دنیا نہ بہشت[1]
اللہ (تعالیٰ) سے نہ دنیا مانگتے ہیں نہ جنت
ہر دو را بہرِ خدائے خود ہشت[1]
دونوں کو اپنے خدا کی خاطر چھوڑ دیا ہے
جز خدا را از خدا خود خواستن
خدا سے خود خدا کے علاوہ کو مانگنا
نیست افزونی بود جاں کاستن
بڑھوتری نہیں ہے جان کو گھٹانا ہے
گر خدا[1] را بہرِ جنّت عابدی
اگر تو جنت کے لئے خدا کا عبادتگذار ہے
در رفاہِ نفسِ خود بس قاصدی
تو صرف اپنے نفس کے آرام کا ارادہ کرنیوالا ہے
حُسنِ ذاتی الوہیت چہ شُد
خدائی کا ذاتی حسن کیا ہوا؟
آہ آں حقِ ربوبیت چہ شُد
افسوس وہ پرورش کا حق کیا ہوا؟
ہست اُو معبود بالذات اے پسر
اے بیٹا! وہ ذات کے اعتبار سے معبود ہے
درمیانش بیں وسائط[2] را مخر
تو واسطوں کو درمیان میں پسند نہ کر
مر خدا را بہرِ اُو عابد شوید
خدا کے عبادتگذار اُس کے لئے ہی بنو
نہ کہ بہرِ حُور و جنّت میدوید
نہ کہ حور اور جنت کے لئے تم دوڑتے ہو

حقِ آں ذاتِ خدائے پاک کو
اُس خدائے پاک کی ذات کا حق کہاں ہے؟
خود بدہ انصاف پاسخ[2] را بگو
تو خود انصاف کرلے، جواب دے
گر پرستی بہرِ نار و یا جناں
اگر تو جہنم یا جنتوں کے لئے عبادت کرتا ہے
عابدِ اینہا شدی اے کامراں
اے کامیاب! تو ان کا عبادتگذار بنا
گر نبودے جنّت و نار اے لئیم
اے کمینہ! اگر جنت اور جہنم نہ ہوتی
بود معبودِ حقیقی آں رحیم
وہ رحیم (پھر بھی) حقیقی معبود ہوتا
نار و جنّت ہر دو سوطِ کاہل ست
جہنم اور جنت دونوں کاہل کیلئے کوڑا ہیں
کاہلاں را تازیانہ ناقل ست
کاہلوں کو کوڑا چلانے والا ہے
اسپِ بحر[2] از تازیانہ بر جہد
تیز گھوڑا کوڑے سے بدکتا ہے
خود بخود پا در رہِ عجلت نہد
وہ خود بخود عجلت کے راستہ پر قدم رکھتا ہے
طفل را گویند در مکتب برو
بچے سے کہتے ہیں مکتب میں جا
جوز[2] و لوزے[2] میدہم ہاں زود شو
میں اخروٹ اور بادام دونگا، ہاں جلد جا
پیشِ اُستا[2] خوانِ نعمتہا بسے ست
استاد کے سامنے نعمتوں کے خوان بہت ہیں
فاکہہ[2] و اعناب[2] بہرِ ہر کسے ست
پھل اور انگور ہر ایک کے لئے ہیں
گر روی پیشش نوازد مر ترا
اگر تو اس کے پاس جائیگا وہ تجھے نوازے گا
ورنہ بدہد زیں تغافلہا سزا
ورنہ ان غفلتوں کی سزا دے گا

[1] عاطل۔ بیکار۔ اَعطِ۔ تو عطا کر۔ الست۔ عہدِ الست۔ بہشت۔ بہشت۔ ہشت۔ گذاشت۔ گر خدا۔ اگر خدا کی عبادت جنت کیلئے ہے تو یہ عبادت اپنے نفس کے آرام کیلئے ہے۔
[2] وسائط بمعنی جنت اور دوزخ۔ پاسخ۔ جواب۔ سوط۔ کوڑا۔ اسپِ بحر۔ تیز رو گھوڑا۔ جوز۔ اخروٹ۔ لوز۔ بادام۔ استا۔ استاد۔ فاکہہ۔ پھل۔ اعناب۔ عنب کی جمع۔ انگور

از طبانچہ روی گلگونت[1] کند
طمانچے سے تیرا منہ لال کر دے گا
سخت زندانی و محزونت کند
تجھے سخت قیدی اور غمگین کر دے گا
طفل ازاں ترغیب و ترہیب پدر
بچہ باپ کے اس پھسلانے اور ڈرانے سے
رو سوی مکتب نماید سر بسر
پورا رُخ مکتب کی جانب کرتا ہے
چونکہ طفلی رفت و آمد عقل خوب
جب بچپن جاتا رہا اور خوب عقل آ گئی
نیست محتاج رغوب و ہم رہوب
تو وہ پھسلاووں اور ڈراووں کا محتاج نہیں ہے
خود بخود در پیش استا میرود
وہ خود بخود اُستاد کے سامنے چلا جاتا ہے
ہر سحر گاہے بسویش میدود
ہر صبح کو اس کی جانب دوڑتا ہے
حسنِ ذاتی بین و حق ساہیش
ذاتی حسن اور اس کی شاہی کا حق دیکھ
غرق شو در بحر ہمچوں ماہیش
سمندر میں اس کی مچھلی کی طرح ڈوب جا
بیخودی شو دز خودی یکسر برآ
بے خود بن اور خودی سے بالکل نکل
از برای حق خدا را داں خدا
خدا کے لئے خدا کو خدا جان
مطلب دنیا و عقبیٰ را بہل
دنیا اور آخرت کا مقصد چھوڑ
ہر دو انبان ابیند از زبغل
بغل میں سے دونوں تھیلوں کو پھینک دے
بہر او ورا عبادت کردنیست
اس کی عبادت اس کیلئے کرنی ہے
عابدِ جنت طلب ہم مرد نیست
جنت کے لئے عبادت کرنے والا مرد نہیں ہے

او بذاتِ خود عبادت را سزاست
وہ اپنی ذات کے اعتبار سے عبادت کے لائق ہے
نز برای نار و جنت وے خداست
نہ کہ وہ جہنم اور جنت کی وجہ سے خدا ہے
أُعْبُدُ اللهَ لَـهُ يَا ذَا النُّهىٰ
اے عقلمند! اللہ کی عبادت اس اللہ کیلئے کر
وَاطْرَحُوا الْأَغْيَارَ عَنْ عَيْنِ الدَّهَا
عقل کی آنکھ کے ذریعہ غیروں کو پھینک دو
فَامْحُ نَقْشَ الْغَيْرِ عَنْ لَوْحِ الصُّدُوْر
غیر کا نقش سینوں کی تختی سے مٹا دے
إِنَّهُ الْمَعْبُوْدُ مِنْ غَيْرِ الْقُصُوْر
بیشک بغیر نقصان کے وہی معبود ہے
ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے پیارے! یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے
منہی[1] حالِ خود ست آں سوم نیز
وہ تیسرا بھی اپنی حالت کی خبر دینے والا ہے

حکایت نمودنِ آں پسرِ سوم
اس تیسرے لڑکے کی اپنی کاہلی کو قاضی کے

کاہلی خود را پیشِ قاضی کاہل
سامنے پیش کرنے کی حکایت جو دین کے معاملہ

بکارِ دین و چابک بکارِ دنیا بود و
میں کاہل اور دنیا کے معاملہ میں تیز تھا اور

آنست بیکار و کاہل حقیقی
بیکار اور حقیقی کاہل وہی ہے

گفت قاضی آں سوم را کاے فلاں
قاضی نے اس تیسرے سے کہا کہ اے فلاں!
کاہلی خود بہ پیشم کن بیاں
اپنی کاہلی میرے سامنے بیان کر
گفت قاضی! اتنبل من بیشتر
اس نے کہا اے قاضی! میری کاہلی بڑھی ہوئی ہے
ہمچو آتش ہست پُر دُود و شرر
جو آگ کی طرح دھوئیں اور چنگاریوں سے پُر ہے

در بیانش داستانے میزنم
میں اس کے بیان میں ایک قصہ سناتا ہوں
حالِ مخفی بر تو روشن میکنم
چھپا ہوا حال تجھ پر ظاہر کرتا ہوں
دوش بردم سوی صحرا گاؤ را
میں کل ایک بیل کو جنگل میں لے گیا
پاسبانی می نمودم گاؤ را
میں کوشش کی نگرانی کر رہا تھا
بر سرِ جوی کہ بُد سبزہ رغید
ایک نہر کے کنارے جس پر بہت سبزہ تھا
گاؤ خود بگذاشتم او می چرید
میں نے اپنا بیل چھوڑ دیا وہ چر رہا تھا
در چرا می گشت تدریجاً بعید
وہ چراگاہ میں رفتہ رفتہ دور ہو رہا تھا
سبزہ تر می یافت ہر جا میدوید
جہاں تر سبزہ پاتا تھا دوڑ جاتا تھا
بود سبزہ پہن و صحرای دراز
سبزہ وسیع اور جنگل لمبا تھا
می چرید او دور دور از راہ آز
وہ لالچ کے طور پر دُور دُور چر رہا تھا
چیست[2] دنیا سبزہ زارِ خوش فضا
دنیا کیا ہے! عمدہ فضا والا سبزہ
تو چو گاوے اندراں مرعیٰ چرا
اس چراگاہ میں تو بیل کی طرح ہے
خود چراں کاہے کہ در وے خار نیست
تو وہ گھاس چر جس میں کانٹا نہیں ہے
خار و اژدن و قتادہ زار نیست
وہ چر چٹے اور قتادہ اُگنے کی جگہ نہیں ہے
تا نگیرد در گلویت خارِ او
تاکہ اس کا کانٹا تیرے حلق میں لگ جائے
روزِ محشر گردی آخر زارِ او
بالآخر محشر کے دن تو اس سے عاجز ہو جائے

---

[1] گلگوں۔ سرخ۔ محزون۔ غمگین۔ ترغیب۔ رغبت دلانا۔ ترہیب۔ ڈرانا۔ منہی۔ خبر دینے والا۔ قاضی۔ اے قاضی۔ رغید۔ وسیع۔ آز۔ لالچ۔
[2] چیست دنیا۔ ...۔ اطرحو کا صیغہ ہے۔ مرعیٰ۔ چراگاہ۔ چرا۔ چریدن کا صیغہ امر ہے۔ خار و اژدن۔ چر چٹے۔ قتادہ۔ ایک خاردار گھاس ہے جس کے چھونے سے ہاتھ میں خارش پیدا ہو جاتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

۳۲

می چرد ایں گاوِ نفس اندر جہاں
یہ نفس کا بیل دنیا میں چر رہا ہے

سبز کلہے ہر کجا بیند عیاں
سبز گھاس جہاں بھی نمایاں دیکھتا ہے

دیں نداند از شکم پروردنی
اور شکم پروری کی وجہ سے یہ نہیں سمجھتا

کیں مرا شد خوردنی ناخوردنی
کہ یہ نہ کھانے کی چیز میرے کھانے کی چیز بنگئی

آخرش دردِ شکم آرد تُرا
بالآخر وہ تیرے پیٹ میں درد پیدا کر دیتی ہے

تخمہ آرد خیرہ[۱] گرداند تُرا
تخمہ لگا دیتی ہے تجھے حیران کر دیتی ہے

گر خوری آں را بحکم آں حکیم
مگر تو اسے اُس حکیم کے حکم کے مطابق کھائے

کو سمیع ست و بصیرست و علیم
جو سمیع ہے اور بصیر ہے اور علیم

تخمہ و قولنج و ہیضہ ناوَرد
وہ تخمہ اور قولنج اور ہیضہ نہ لائے گی

ہیچ نفخے در شکم نے ہیچ درد
نہ پیٹ میں اپھارا نہ کوئی درد

بہر ایں حکمت رسیدند انبیا
انبیاء اسی حکمت کے لئے آئے ہیں

تا تو در تخمہ نیفتی اے کیا
اے صاحب! تاکہ تو تخمہ میں مبتلا نہ ہو

تو مریضی جسم تو یک سر سقیم
تو مریض ہے تیرا جسم بالکل بیمار ہے

رو بپرہیز و بپرس از ہر حکیم
جا پرہیز کر اور ہر حکیم سے دریافت کرے

ہمچو گاوے خودسری ہرگز مکن
بیل کی طرح کبھی خودسری نہ کر

برخلافِ نفسِ خود کن ہر سخن
ہر بات اپنے نفس کے خلاف کر

درمعنی ایں حدیث اِنَّ لِکُلِّ
اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ ہر بادشاہ

مَلِکٍ حِمًی وَحِمَی اللّٰہِ مَحَارِمُہٗ
کا ایک حمیٰ ہے اور اللہ کا حمیٰ اس کے محرمات

رواہ نعمان بن بشیر
ہیں اس کو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

رضی اللہ عنہ
نے روایت کیا ہے

نفسِ سرکش را عناں گر وادہی
اگر تو سرکش نفس کی باگ ڈھیل چھوڑ دیگا

میرود او تا چراگاہِ شہی[۲]
وہ شاہی چراگاہ تک چلا جائے گا

رفتہ رفتہ در حمای شہ رود
آہستہ آہستہ شاہ کے حمیٰ میں پہنچ جائے گا

گوشمالیہا بسے زاں شہ خورد
اس شاہ سے بہت سزائیں پائے گا

بہر ایں فرمود خیر الانبیاء
اسی لئے خیر الانبیاء نے فرمایا ہے

خاص باشد بہر ہر سلطاں حما
ہر بادشاہ کا ایک خاص حمیٰ ہوتا ہے

از حمی اللہ آں محارم آمدہ
محرمات خدا کا حمیٰ ہیں

حمیہ اصلِ کُلِ مکارم آمدہ
تمام بھلائیوں کی جڑ تقویٰ ہے

تاج کرمنا بسر افراشتی
تو نے "ہم نے عزت دی" کا تاج سر پر رکھا

لیک بر سر خاکہا انباشتی[۳]
لیکن سر پر بہت خاک ڈال لی

اِنَّ اَکْرَمَ عِنْدَہٗ اَتْقٰی بگو
اُسکے نزدیک زیادہ متقی زیادہ بلاتر کا قائل ہوجا

ہست کرمنا بتقویٰ اے عمو
اے چچا! "ہم نے عزت دی" تقوے کیوجہ سے ہے

گر نہ تقویٰ داری از گاوی بتر
اگر تو تقوے نہیں رکھتا تو بیل سے بدتر ہے

گوش کن بَلْ ھُمْ اَضَلّ اے دیدہ ور
اے دیدہ ور! "بلکہ وہ زیادہ گمراہ ہیں" کو سن لے

رجوعِ کلام بحکایتِ آں پیر سوم
کلام کی واپسی اس تیسرے کی حکایت کی طرف ہے

و دور تر رفتنِ گاوِ او
اس کے بیل کا دور تر چلا جانا

ہیں بیا کاں گاوِ او بس دور رفت
ہاں، آ کہ وہ اس کا بیل بہت دور چلا گیا

میرود آں گاو سوئے سبزہ تفت
وہ بیل سبزے کی جانب تیز جا رہا ہے

گاو می شد دور و من از کاہلی
بیل دور ہو رہا تھا اور میں کاہلی سے

می نمودم در رجوعش غافلی
اس کی واپسی میں غفلت دکھا رہا تھا

در تردد می روم باز آرمش
تردد میں، میں جاؤں اس کو واپس لاؤں

یا ہمیں از دور پایے دارمش
یا اسی طرح دور سے اس کی نگہبانی کرتا رہوں

۱؎ خیرہ۔ حیران۔ حمیٰ۔ وہ علاقہ بادشاہ جس میں دوسروں کا داخلہ ممنوع قرار دیدیتا ہے اس میں نہ کسی کا جانور چر سکتا ہے نہ اس میں کوئی آجا سکتا ہے اگر کسی کا مجرم اس میں پناہ پکڑ لے تو وہ بادشاہ کی پناہ میں سمجھا جاتا ہے۔ ۲؎ شہی۔ شاہی یعنی محرمات میں مبتلا ہو جائیگا۔ گوشمالیہا۔ حمیٰ میں داخلہ پر سزا دیجاتی تھی۔ محارم۔ اللہ تعالیٰ نے جو محرمات بنائے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا حمیٰ ہیں۔ حمیہ۔ پرہیز، تقویٰ۔ مکارم۔ مکرمہ کی جمع ہے، بزرگی۔ کرمنا۔ قرآن میں ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ۔ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی۔ ۳؎ انباشتی۔ اندوختی۔ گوش کن۔ قرآن پاک میں ہے۔ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ۔ یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ وہ زیادہ گمراہ ہیں۔ تفت۔ گرم، تیز۔

می فشردم در تردد سخت سخت
میں تردد میں سخت بھنچ رہا تھا
شد دلم از کاہلی بس لخت لخت [۵۱]
کاہلی کی وجہ سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
ایں تردد ہست بنیادِ غموم
یہ تردد غموں کی بنیاد ہے
بر تو می آرد المہا زد، ہجوم
اس وجہ سے تجھ پر غم ہجوم کرتے ہیں
رَو تو یکدل باش و مردِ عزم باش
جا تو ایک دل بن اور پختہ ارادہ کا آدمی بن
نقشِ ایں و آں زلوحِ دل خراش
اس اور اس کا نقش دل کی تختی سے چھیل دے
در گذر زاں کیں بہ است و آں بہ است
اس سے گذر جا کہ یہ بہتر ہے اور وہ بہتر ہے
از ہمہ بہ آں تردد ہا دِہ است
وہ تردد پیدا کرنے والا سب سے بہتر ہے
از عدم بر تو تردد ریختند
انہوں نے عدم سے تیرے اوپر تردد ڈالا ہے
امتحاں را حیلۂ انگیختند
آزمائش کے لئے ایک حیلہ پیدا کر دیا ہے
زیں و آں بگذر بداں سو کن شتاب
اس اور اس سے گذر جا اس جانب جلدی کر
کہ بہر کارے الی اللہ المآب [۵۲]
کیونکہ ہر کام کا مرجع اللہ (تعالیٰ) کی جانب ہے
از سحر تا شام من در فکرِ گاؤ
میں صبح سے شام تک بیل کی فکر میں
بر ہماں جو بودم و دل فتنہ کاؤ
اسی نہر پر رہا اور دل فتنہ کی کاوش میں
ظہر و عصر من دریں غم شد قضا
ظہر و عصر (کی نماز) اسی فکر میں قضا ہو گئی
گر روم در سجدہ گردم زود عمی
اگر میں سجدہ میں جاؤں گا تو اس سے اندھا ہو جاؤں گا

من شوم گر در نماز و در نیاز
اگر میں نماز میں اور نیاز میں گیا
گاؤ گیرد آں طرف راہِ دراز
بیل اس جانب لمبا راستہ لے لے گا
آخرش چوں قرصِ خور شد در غروب
بالآخر جب سورج کی ٹکیہ غروب میں چلی گئی
گشت ضو از زنگیِ ظلمت ہروب
روشنی تاریکی کے حبشی سے بھاگنے والی بن گئی
چشمِ من شد خیرہ از دیدارِ گاؤ
میری آنکھ بیل کے دیدار سے تاریک ہو گئی
می ندیدم ہیچ من ز آثارِ گاؤ
میں نے بیل کے نشانات میں سے کچھ نہ دیکھا
چشمِ من از دیدِ او تاریک شد
میری آنکھ اس کے دیدار سے تاریک ہو گئی
گاؤ زاں مرعاش در تحریک شد
بیل اپنی چراگاہ سے حرکت میں آ گیا
رفت آں گاؤ و نشاں معلوم نے
وہ بیل چلا گیا اور پتہ معلوم نہیں
و آں کدِ من جملہ جز معدوم نے
اور وہ میری مشقت معدوم ہونے کے سوا کچھ نہیں
روزِ من شد دیر و گاؤ از دست شد
میرا دن برباد ہوا اور بیل ہاتھ سے گیا
سہ نمازِ من قضا چوں مست شد
دیوانہ کی طرح میری تین نمازیں قضا ہو گئیں
اہلِ دنیا در چنیں اشغالہا
دنیا دار ایسے ہی شغلوں میں
می کنند ایثارِ دنیا اے کیا
اے بزرگ! دنیا کو اختیار کرتے ہیں
مرد آں باشد کہ عقبیٰ را تند
مرد وہ ہے جو آخرت کے لئے کوشش کرے
کارِ دنیا را چو جیفہ رد کند
دنیا کے کام کو مردار کی طرح رد کر دے

اے برائے گاوِ نفسِ بے حیا
اے (مخاطب) بے حیا نفس کے بیل کے لئے
می کنی ہر دم نمازے را قضا
تو ہر دم ایک نماز قضا کرتا ہے
یادِ او ہمچوں نمازِ فرض داں
اس کی یاد کو فرض نماز کی طرح سمجھ
می کنی تو کاہلی غافل ازاں
تو اس سے غافل ہو کر سستی کرتا ہے
در جہانِ فانی چنیں فانی شدی
تو فانی دنیا میں ایسا فانی ہو گیا
کز رہِ عقبیٰ ز نادانی شدی [۵۳]
تو نادانی سے آخرت کے راستے سے ہٹ گیا
گر برائے حق ز دنیا بگذری
اگر تو اللہ (تعالیٰ) کے لئے دنیا سے گذر جائے گا
پیشت آید زالِ دنیا سرسری
تیرے سامنے بڑھیا دنیا آسانی سے آ جائے گی

در بیانِ آنکہ دنیا طالبِ ہارب
اس کا بیان کہ دنیا اپنے سے بھاگنے والے کی
خود و ہارب از طالبِ خود ست
طالب اور اپنے طالب سے بھاگنے والی ہے

صوفیِ صاحبدلے اندر رباط
ایک صاحبِ دل صوفی سرائے میں
بد نشستہ ہمچو گل با صد نشاط
پھول کی طرح سو خوشیوں کے ساتھ بیٹھا تھا
جمعِ ربطے مستفیداں بر سرش
مریدوں کا ایک مجمع اس کے پاس
معتقد بودند ہمچوں حیدرشؓ
حضرت علیؓ کی طرح اس کے معتقد تھے
ناگہاں سہ جانور از سمتِ شرق
اچانک تین جانور مشرق کی جانب سے
آمدند از سرعتِ طیراں چو برق
تیز پرواز سے بجلی کی طرح آئے

[۵۱] لخت لخت ٹکڑے ٹکڑے۔ ایں تردد۔ یہ ناظم کو مقولہ ہے۔ در گذر۔ انسان کو تردد سے گزر کر تردد پیدا کرنے والی ذات کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ امتحان۔ یہ تردد اس اختیار کی دلیل ہے جو مدار امتحان ہے [۵۲] ماب۔ مرجع۔ فتنہ کاؤ۔ فتنہ کی کھود کرید کرنے والا۔ عمی۔ یعنی بیل میری نگاہ سے غائب ہو جائے گا۔ ہروب۔ بھاگنے والا حبشی۔ مراد تاریکی۔ مرعیٰ چراگاہ۔ کد محنت۔ ایثار۔ ترجیح دینا۔ جیفہ مردار۔ [۵۳] شدی۔ رفتی۔ سرسری۔ آسانی سے۔ رباط۔ سرائے خانقاہ۔ ربط۔ گروہ۔ مستفید۔ فائدہ حاصل کرنے والے۔ حیدر۔ یعنی مرد اللہ حیدر حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ طیران۔ پرواز۔

Presented by www.ziaraat.com

ہر یکے زاں دیگرے بُد در گریز[1]
اُن میں سے ہر ایک دوسرے سے بھاگ رہا تھا
واں دگر در جستجویش تیز تیز
اور وہ دوسرا اس کی جستجو میں تیز تھا
کفترے بس لاغرے ژولیدہ
ایک کبوتر بہت کمزور پریشان
پیش پیش از ہر سہ بُد پرّیدہ
تینوں میں سے آگے آگے اُڑ رہا تھا
در پس اُو بُود زرّیں مرغ وزفت
اُس کے پیچھے موٹا زرّیں مرغ تھا
با ہزاراں زیب و زینت گرم تفت
ہزاروں زیب و زینت کے ساتھ گرم اور تیز
در پئے آں مرغ زرّیں زاغ شوم
اُس زرّیں مرغ کے پیچھے منحوس کوا
ہمچو بازِ تند میرفت آں غشوم
وہ ظالم تیز باز کی طرح جا رہا تھا
ہر یکے زیں مرغ کردے جہد نیک
ان پرندوں میں سے ہر ایک بہت کوشش کرتا
یک دگر را می نیابیدند لیک
لیکن ایک دوسرے کو پکڑ نہ پاتے تھے
حاضراں گفتند کاے قطبِ زماں
حاضرین نے کہا، کہ اے قطبِ زماں!
زیں عجب تر ما ندیدم از جہاں
دنیا میں ہم نے اس سے زیادہ عجیب نہیں دیکھا
در پئے عاجز کبوتر چیست مرغ
عاجز کبوتر کے پیچھے مرغ کیوں ہے؟
وز پئے مرغست چوں ایں زاغ زرغ
اور مرغ کے پیچھے یہ تیز رو کوا کیوں ہے؟

کفترے را مرغ پس رو شد چہ خاست
مرغ کبوتر کے پیچھے چلنے والا کیوں ہوا؟
زاغ لاغی تابعِ مرغے چراست
بکواسی کوا مرغ کے پیچھے کیوں ہے؟
جنس ہای مختلف را چہ فتاد
مختلف جنسوں کو کیا ہوا ہے؟
اتباعِ یک دگر چوں دست داد
ایک نے دوسرے کا پیچھا کیوں کیا ہے؟
ہر کسے مر جنس خود را طالب ست
ہر ایک اپنی جنس کا طالب ہے
جنس ہا مر جنس ہا را جالب ست[2]
جنسیں جنس کو کھینچنے والی ہیں
جنس سوی جنس دارد خود میل
جنس، جنس کی جانب عادت اور میلان رکھتی ہے
روز با روز ست و با لیلست لیل
دن، دن کے ساتھ ہے اور رات رات کے ساتھ
میلِ مومن سوی مومن می شود
مومن کا میلان مومن کی جانب ہوتا ہے
میلِ کافر سوی کافر می رود
کافر کا میلان کافر کی جانب جاتا ہے
صالحاں با صالحاں منضم شوند
نیک، نیکوں کے ساتھ ملتے ہیں
طالحاں با طالحاں محرم شوند
بُرے، بُروں کے محرم ہوتے ہیں
زاغ با زاغاں کند پروازہا
کوا، کووں کے ساتھ اڑانیں بھرتا ہے
بلبلے با بلبلاں آوازہا
بلبل، بلبلوں کے ساتھ آوازیں بلند کرتی ہے

انبیا زیں رو بشر ہا بودہ اند
انبیاء اسی وجہ سے انسان ہوئے ہیں
از تجانس راہِ حق بنمودہ اند
ہم جنس ہونے کی وجہ سے اللہ (تعالیٰ) کا راستہ دکھایا
بوی جنسیت رسد فیضش شتاب
جنسیت کی بُو کا فیض جلد پہنچتا ہے
از ملک آدم نگشتے بے حجاب
فرشتہ سے انسان بے تکلف نہیں ہوتا
کافراں گفتند در حقِ نبی
کافروں نے نبیؐ کے بارے میں کہا
کاں فرشتہ چوں نیامد از خبی[3]
کہ غیب سے وہ فرشتہ بن کر کیوں نہ آیا؟
ایں نہ فہمیدند کیں جسمِ بشر
وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ انسان کا جسم
بہرِ روپوشِ جہولست اے پسر
اے بیٹا! نادان کے حجاب کے لئے ہے
جاہلاں چوں از ملائک می رمند
ناواقف چونکہ فرشتوں سے بھاگتے ہیں
انبیا از بوی جنسیت کشند
انبیاء جنسیت کی بُو سے کھینچتے ہیں
ورنہ در معنیٰ ملک گردِ وے ست
ورنہ فرشتہ حقیقت میں اُس کی گرد ہے
چوں نبی در قرب و عرفان اُو کے ست
وہ قرب و معرفت میں نبی کی طرح کب ہے؟
یک خلافِ جنس آمد صد حجاب
جنس کا ایک اختلاف سو حجاب ہے
وز تجانس می شود صد فتح باب
اور ہم جنس ہونے سے سینکڑوں دروازے کھلتے ہیں

[1] ہر یکے۔ تینوں آگے پیچھے اُڑ رہے تھے کبوتر سب آگے تھا جو زرّیں مرغ سے بھاگ رہا تھا اور زرّیں مرغ اس کو پکڑنا چاہتا تھا یہی حال زرّیں مرغ اور کوّے کا تھا۔ کفتر۔ کبوتر۔ غشوم۔ ظالم۔ زرغ۔ تیز رو۔ حاضراں۔ مریدوں نے اس درویش سے اس بھاگ دوڑ کی وجہ دریافت کی۔ [2] جالب۔ کھینچنے والا۔ روز یعنی ایمان۔ لیل یعنی کفر۔ طالحاں۔ بدکردار۔ انبیاء۔ انسانوں کو انبیاء اسی لئے بنایا گیا کہ وہ انسانوں کے ہم جنس ہیں فرشتہ اگر نبی ہوتا تو انسان اُس سے مانوس نہ ہو سکتے۔ [3] خبی۔ پوشیدہ یعنی عالمِ غیب۔ جاہلاں۔ عوام فرشتہ کی طرف نہ کھنچتے۔ رمد۔ بھاگ۔ تجانس۔ ہم جنس ہونا۔

روح چوں از عالمِ امر آمدہ است[1]
روح چونکہ عالمِ امر سے آئی ہے
زاں بطاعات و ہدیٰ راغب شدہ است
اسی سے عبادتوں اور ہدایت کی جانب راغب ہوئی ہے

جسم چوں از عالمِ خلقت باز
پھر جسم چونکہ عالمِ خلق سے ہے
سوئے خواب و خور گشد بے امتیاز
اسلئے بلا امتیاز سونے اور کھانے کی جانب کھینچتا ہے

زیں دو چوں زاید نتیجہ نفسہا
نفوس چونکہ ان دو کے نتیجہ کے طور پر پیدا ہوتے ہیں
ہر دو خو زا بوین در طبعش تنرا
ماں باپ کی طرف سے دونوں خصلتیں اسکی طبیعت کے

گر بسوئے خاکِ سفلی می رود
اگر وہ سفلی خاک کی جانب جاتا ہے
آں زماں وے نفسِ امارہ شود
تب وہ نفسِ امارہ بن جاتا ہے

در بسوئے روحِ علوی سر کشد
اور اگر علوی روح کی جانب رُخ کرتا ہے
آں زماں لوامہ گشت و بارشد
تب وہ لوامہ اور باہدایت بن جاتا ہے

میلِ ملکِ امر چوں زاید درو
جب اس میں عالمِ امر کی خواہش پیدا ہوتی ہو
سوئے لوامہ برآید سر خوشش او
وہ مست ہو کر (نفس) لوامہ کی جانب آجاتا ہے

گر ز کوشش سوئے لاہوتی تند
وہ اگر کوشش سے (عالمِ) لاہوت کی جانب
دم بسوئے ملہمہ[2] وا میزند
ملہمہ کی جانب سانس لیتا ہے

بعدِ تہذیب و کمالِ اجتہاد
تہذیب اور پورے مجاہدے کے بعد
مطمئنہ گردد و اہلِ سداد
درست اور مطمئنہ بن جاتا ہے

ایں سخن را نیست پایاں اے فتا
اے جوان! اس بات کا آخر نہیں ہے
سوئے شرحِ آں سہ طائر باز آ
ان تین پرندوں کی شرح کی طرف واپس آ

جواب گفتنِ آں صوفی برائے تسکینِ خاطرِ مریداں و شرحِ حالِ آں سہ طائر کہ یکے در پئے دیگر می بود

اس صوفی کا مریدوں کی تسکین کے لئے جواب دینا اور ان تین پرندوں کے حال کی شرح جو ایک دوسرے کے پیچھے رہتا تھا

بر دلِ صوفی ندا آمد نہاں
صوفی کے دل پر مخفی آواز آئی
کیں سہ مرغ آمد مثالِ آں کساں
کہ یہ تین پرندے ان لوگوں کی مثال ہیں

کز دنیا ہارب اند و طالب اند
کہ جو دنیا سے بھاگنے والے اور طالب ہیں
جملہ شاں یک دگر را جالب اند
سب ایک دوسرے کو کھینچنے والے ہیں

می گریزد ایں کبوتر از ہمہ
یہ کبوتر ان سب سے بھاگ رہا ہے
از فسونِ مرغِ زریں دمدمہ
مرغ زریں کے منتر (اور) مکر سے

مرغِ زریں در پیش جویانِ او
زریں مرغ اس کے پیچھے اس کا جویاں ہے
میدود ہر سو بدل قربانِ او
ہر جانب دوڑ رہا ہے، دل سے اس پر قربان ہے

زاغ بہر مرغِ زریں می پرد
کوا زریں مرغ کے لئے اُڑ رہا ہے
در پیش از حرص ہر سو می دود
اس کے پیچھے حرص سے ہر جانب دوڑ رہا ہے

لیک زینہا یک دگر را کس نیافت
لیکن ان میں سے ایک نے دوسرے کو نہ پایا
گرچہ در پرواز ہر یک روشتافت[3]
اگرچہ ہر ایک نے اُڑنے میں جلدی کی

ہست عارف چوں کبوتر در گریز
عارف کبوتر کی طرح گریز کرتا ہے
دائماً سوئے خدا زیں خاک بیز
ہمیشہ خدا کی جانب اس خاک چھاننے والے سے

در پیش دنیا کہ زریں مرغ اوست
اس کے پیچھے دنیا ہے جو زریں مرغ ہے
می دود ہر سو و گرمِ جستجو ست
ہر جانب دوڑ رہی ہے اور جستجو میں سرگرم ہے

زاغ یعنی اہلِ دنیا از شرہ
کوا یعنی دنیا دار حرص کی وجہ سے
می دود بروے نمی یابد فرہ
دوڑ رہا ہے اس پر غلبہ نہیں پاتا ہے

اہلِ دنیا در پئے دنیائے دوں
دنیا دار، کمینی دنیا کے پیچھے
می دوند و می پرند اے ذو فنوں
اے ہنرمند! دوڑتے ہیں اور اُڑتے ہیں

لیک آں مکارہ زیشاں می رمد
لیکن وہ مکارہ ان سے بھاگتی ہے
در پئے آں مردِ حقانی دود
ربانی مرد کے پیچھے دوڑتی ہے

می رمد آں مردِ حقانی ازو
وہ ربانی مرد اس سے بھاگتا ہے
جستجویش می کند آں زشت خو
وہ بدعادت اس کی جستجو کرتی ہے

می کند او در پیش پروازہا
وہ اس کے پیچھے اڑانیں بھرتی ہے
لیک وے زو می جہد چوں بازہا
لیکن وہ بازوں کی طرح بھاگتا ہے

---

[1] عالمِ امر۔ وہ عالم جو صرف کن سے وجود میں آیا ہے۔ عالمِ خلق۔ وہ عالم جو مادہ کے ذریعہ وجود میں آیا ہے۔ دو۔ روح اور جسم نفسِ امارہ۔ وہ نفس جو انسان سے بدی کرائے نفسِ لوامہ۔ جو برائی کے صدور پر انسان کو ملامت کرتا ہے۔ [2] ملہمہ۔ وہ نفس جو انسان کے دل میں بھلائی کے خیالات پیدا کرتا ہے۔ مطمئنہ۔ وہ نفس ہے جس کو کمال معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ شرح۔ کبوتر اس شخص کی مثال ہے جو دنیا سے بھاگتا ہے مرغِ زریں دنیا ہے جو اسکے پیچھے لگی ہے اور کوا دنیا دار ہے۔

[3] روشتافت۔ زود شتافت۔ خاک بیز۔ دنیا داماد۔ شرہ حرص۔ فرہ۔ غلبہ۔ مکارہ یعنی دنیا۔

آزا۔ اندازا۔ لیک۔ جہد۔ کوشش کرنا۔

ہاں بیا کاں سہ پسر از کاہلی
ہاں، آ وہ تینوں لڑکے کاہلی کے ذریعہ

طالبِ حکم اند زاں قاضی ولی
اُس صاحبِ اختیار قاضی سے فیصلے کے طلبگار ہیں

عرض نمودن آں سہ پسر بجناب قاضی پر مُنر فتویٰ خواستن در میراث پدر

اُن تینوں لڑکوں کا ہنر مند قاضی کی عدالت میں عرض کرنا اور باپ کی میراث کے بارے میں فتویٰ چاہنا

ہر سہ با قاضی بگفتند اے حمید
تینوں نے قاضی سے کہا اے محمود!

حالِ ما اینست کُن حکمِ رشید
ہمارا یہ حال ہے صحیح فیصلہ کر دیجئے

خلق بہرِ حکمِ اُو شُد مجتمع
لوگ اُس کے فیصلے کے لئے جمع ہو گئے

ہر یکے ایں ماجرا را مستمع
ہر ایک اس قصہ کو سننے والا تھا

تا بدانند آنچہ قاضی حکم کرد
تاکہ قاضی جو فیصلہ کرے اُس کو جان لیں

می چہ گوید اندریں آں مردِ فرد
وہ یکتا انسان اس معاملہ میں کیا کہتا ہے؟

گفت قاضی ایں ہمہ مالِ پدر
قاضی نے کہا، باپ کا یہ سارا مال

مر سُوم[1] را گشت از حکمِ قدر
مقدر کے فیصلے سے تیسرے کا ہو گیا

خلق آمد در فغاں زیں ماجرا
لوگ اس فیصلے سے فریاد کرنے لگے

کیں سخن را شرح کُن بہرِ خدا
کہ خدا کے لئے اس بات کی تشریح کیجئے

عالمے زیں حکم حیرت در شدند
ایک جہان اِس فیصلے سے حیرت میں پڑ گیا

کیں دو چوں محروم مال و زر شدند
کہ یہ دونوں مال و زر سے کیوں محروم ہوئے؟

کاہلی ہر سہ شُد باہم قریب
تینوں کی کاہلی قریب قریب ہے

وجہ ترجیحش چہ باشد اے لبیب
اے عقلمند! اُس کی ترجیح کی کیا وجہ ہے؟

گفت قاضی ہست کاہل تر سُوم
قاضی نے کہا تیسرا زیادہ کاہل ہے

شُد فزوں تر اُو ز اوّل و ز دُوم
وہ پہلے اور دوسرے سے زیادہ بڑھا ہوا ہے

زانکہ ایں کاہل بکارِ اُخرویست
کیونکہ یہ آخرت کے کام میں کاہل ہے

چُست و چابک در امورِ دنیویست
دنیوی معاملوں میں چست اور چالاک ہے

برگزید اُو کارِ دنیا بر نماز
اُس نے دنیا کے کام کو نماز پر ترجیح دی

ایں بُود خود کاہلیِ اہلِ آز
اہلِ حرص کی کاہلی یہی ہوتی ہے

کاہلی در کارِ دنیا[2] چستی ست
دنیا کے کام میں کاہلی چستی ہے

کاہلی از نار و جنت سُستی ست
جہنم اور جنت سے کاہلی سستی ہے

مردِ کاہل بہرِ حق کاہل بُود
اللہ (تعالیٰ) کے معاملہ میں کاہل شخص کاہل ہوتا ہے

کاہل از دارین بس عاقل بُود
دونوں جہانوں سے کاہل بہت عقلمند ہوتا ہے

بہرِ ذاتِ حق گذارد ہر دو را
اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے دونوں کو چھوڑ دیتا ہے

ایں چنیں کاہل بُود مردِ خدا
مردِ خدا، ایسا ہی کاہل ہوتا ہے

کاہلِ اوّلیں[3] در زُہد بُرد
پہلے کی کاہلی زہد میں لی گئی

کرد اسباغِ وضو قطرہ نخورد
اس نے وضو مکمل کیا، ایک قطرہ نہ پیا

بر امیدِ جنت اُو بردے کشید
اس نے جنت کی امید پر سردی برداشت کی

نفس را ہم از عطش گردن بُرید
پیاس سے نفس کی گردن بھی کاٹ دی

واں دُوم[4] ہم از بہرِ حق کاہل شُدست
اور وہ دوسرا اللہ تعالیٰ کیلئے کاہل بنا

از متاعِ ہر دو کون غافل شُدست
دونوں جہان کے سامان سے غافل ہوا

غیرِ حق را چوں ندید اُو ہیچ قدر
خدا کے سوا کی چونکہ اس نے کوئی قدر نہ دیکھی

کاہلیِ اُوست از چستی و مکر
اُس کی کاہلی چستی اور تدبیر کی وجہ سے ہے

کاہلیِ عقبیٰ مُرادم چابکی ست
آخرت کے کام میں کاہلی سے میری مراد چستی ہے

در توکل کاہلی و بے تگی ست
کیونکہ، کاہلی اور کوشش نہ ہونا، توکل کی وجہ سے ہے

مالِ عقبیٰ بہرِ ایں کاہل بُود
آخرت کا مال اِس کاہل کے لئے ہوتا ہے

مالِ دنیا بہرِ آں کاہل بُود
دنیا کا مال اُس کاہل کے لئے ہوتا ہے

---

[1] مرسُوم - جس نے نماز بھی کھوئی اور بیل بھی کھو دیا۔ کارِ اُخروی - بیل کے چرانے کی فکر میں نمازیں قضا کر دیں۔ امورِ دنیوی - بیل کو ابھی اچھی گھاس کھلاتا رہا۔ اور اس کی فکر میں لگا رہا۔ کاہلی در کارِ دنیا - جو دنیاوی معاملات میں کاہلی برتے وہ دراصل چست ہے۔ [2] کاہلی از نار - جو آخرت کے معاملات میں سستی برتے وہ دراصل کاہل وہ ہے۔ اوّلیں - پہلے لڑکے نے وضو خوب کیا تو آخرت کے کام میں چستی دکھائی خود پانی نہ پیا تو دنیا کے کام میں سستی دکھائی۔ [3] دوم - دوسرے لڑکے میں توکل بڑھا ہوا تھا تو آخرت کے معاملات میں چست تھا، کارِ دنیا میں کاہل تھا۔ مالِ عقبیٰ - یہ دوسرا آخرت کے مال کا وارث ہے۔ مالِ دنیا - دنیا کا مال تیسرے کے لئے ہے کیونکہ کاہل کاہل ہی ہے یہ دنیا کے کام میں چست اور آخرت کے کام میں کاہل ثابت ہوا۔

Presented by www.ziaraat.com

زاں سوم کو کارِ حق را خوار کرد
اور اس تیسرے نے اللہ کے کام کو ذلیل کیا

بہرِ گاوے شد فدا روزش بدرد
بیل کے لئے اُس کا دن تکلیف کے ساتھ قربان ہوا

کاہل و جاہل ز جملہ ایں کس ست
سب سے زیادہ کاہل اور جاہل یہ شخص ہے

دولتِ دنیا مر ایں کس را بس ست
دنیا کی دولت اِس کے لئے کافی ہے

واں دو را عقبیٰ و ایں را دولت [1]
اُن دونوں کے لئے آخرت اور اِسکے لئے دنیا کی

نیست ایں دولت بپایاں ذلت ست
انجام کا یہ دولت نہیں ہے ذلت ہے

زیں سبب فرمود پیغمبر مگر
شاید پیغمبر نے اِس لئے فرمایا!

اِنَّهٗ لَوْ كَانَ لِلدُّنْيَا قَدَرْ
بیشک، اگر دنیا کی قدر ہوتی

مَا سَقٰى مِنْهَا لِكَافِرْ شُرْبَةً
کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ نہ پلاتا

بلکہ می انداخت بر روے صدمحن
بلکہ اُس پر سینکڑوں مشقتیں ڈال دیتا

دربیانِ معنیِ ایں حدیث کہ
اِس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ دنیا

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ
مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے

ہست دنیا جنت آں کفار را
دنیا کافروں کے لئے جنت ہے

اہلِ فسق و ظلم و آں اشرار را
فاسقوں اور ظالموں اور اُن شریروں کے لئے

بہرِ مومن ہست زنداں ایں مقام
یہ جگہ مومن کے لئے قید خانہ ہے

نیست زنداں جای عیش و احتشام [2]
قیدخانہ عیش اور حشمت کی جگہ نہیں ہے

جہد کن تا خود ازیں زنداں رہی
کوشش کر تاکہ تو اِس قیدخانہ سے نجات پائے

مخلصی جاں را ازیں محبس دہی
جان کو اِس قیدخانہ سے چھٹکارا دیدے

زود فکرِ ژرف می باید گزید
بہت جلد گہرا فکر اختیار کرنا چاہیے

یا ازیں زنداں بروں باید کشید
اِس قیدخانہ سے پاؤں باہر نکالنا چاہیے

آشیانِ تُست عرشِ اعتلا
تیرا آشیانہ بلندی کا عرش ہے

چوں بیفتادی دریں دامِ بلا
تو مصیبت کے اِس جال میں کیوں گر پڑا؟

ہیچ ناری یاد ازاں کاشانہ
تو کبھی اُس محل کو یاد نہیں کرتا ہے

مست گشتی چوں بریں کہدانہ
تو اِس پائخانہ پر کیسا مست ہوگیا ہے؟

می دہندت دانہ عمرت می خرند
تجھے دانہ دیدیتے ہیں تیری عمر خرید لیتے ہیں

گاوِ گردوں زرعِ عمرت می چرند
آسمان کے بیل تیری عمر کی کھیتی چر جاتے ہیں

روزیِ ہر روزہ پنداری تو مفت
تو ہر دن کی خوراک مفت سمجھتا ہے۔

عمرِ ہر روزہ بگیرند ایں شگفت
ہر روز تیری عمر لے لیتے ہیں یہ تعجب ہے

تو بدانہ دام را بگزیدۂ
تونے دانہ کی وجہ سے جال کو پسند کرلیا ہے

وز لئیمی بر فخے پیچیدۂ
اور کمینہ پن سے جال میں اُلجھ گیا ہے

رو بداں سو بر بزن کاشانہاست
جا، اُس جانب دوڑ کر، محلات ہیں

آں سوی چرخِ بریں بس دانہاست
اِس بلند آسمان پر بہت دانے ہیں

لب ببند از گفتگوی این و آں
اِس اور اُس کی بات سے ہونٹ بند کرے

تا بیابی نورِ حق در دل عیاں
تاکہ تو اللہ (تعالیٰ) کے نور کو دل میں ظاہر پائے

خویش را رسوای عالم کردۂ
تونے اپنے آپ کو رسوائے عالم بنایا ہے

بہرِ تصویرِ جہاں چوں کردۂ
جبکہ تو دنیا کی تصویر کے لئے نقش ہے

لوحِ تو پُر از خیالاتِ جہاں
تیری تختی دنیا کے خیالات سے پُر ہے

فکر و ذکرش چوں شود در دل جہاں
اِس کا فکر و ذکر دل میں کیسے پیدا ہونے والا ہوگا!

از ہمہ می بُر بُرو پیوند کن
سب سے کٹ جا، اُس سے جُڑ جا

بر درِ یک یار خود را بند کن
ایک یار کے در پر اپنے آپ کو پابند کر

یارِ ہر جائی ترا مرغوب نیست
ہرجائی یار تجھے پسند نہیں ہے

کے سزد آں را کہ چوں او خوب نیست
اُسکے لئے کب مناسب ہو جس کی طرح کا کوئی حسین نہیں ہے

حکایت بر سبیلِ تمثیل
تمثیل کے طور پر ایک حکایت

بُد زنے سیمیں تنے عشوہ گرے
ایک چاندی جیسے بدن والی ناز دکھانے والی عورت تھی

بر زمیں تاباں چو فرخ اخترے
زمیں پر مبارک تارے کی طرح روشن

زلف و رخسار و لب و رشکِ حور
اُس کی زلف و رخسار اور ہونٹ حور کا رشک تھے

در زنخدانش دلِ خلقے حضور
اُس کی ٹھوڑی میں لوگوں کا دل گھِرا ہوا تھا،

[1] راق دو، پہلے اور دوسرے کو آخرت ملے گی تیسرے کو یہ دنیا کی دولت جو در اصل ذلت ہے مل جائیگی [2] پیغمبر۔ آنحضورؐ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی پر پشہ کی برابر بھی قدر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ ملتا۔ [2] احتشام۔ صاحب شوکت و حشمت ہونا۔ محبس۔ قیدخانہ۔ ژرف۔ گہرا۔ اعتلا۔ بلند ہونا۔ کہدان۔ بیت الخلاء۔ فخ۔ جال۔ کردہ۔ جاننا جس پر نمونہ کیلئے نقش نگار بنالیتے ہیں۔ جہاں۔

از تبختر چوں تدرو خوش نہاد
ناز سے چلنے میں خوش نہاد چکور کی طرح (تھی)
بر سرِ کوی گذارے اُو فتاد
اُس کا کوچہ پر سے گذر ہوا
اتفاقاً یک جوانے تفتہ دل
اتفاقاً ایک جوان سوختہ دل
شُد دوچارِ اُو زدستش رفتہ دل
اُس کے سامنے آگیا، اُس کا دل بے قابو ہوگیا
دید اُو را گشت تصویرِ خیال
اُس نے اُس کو دیکھا، تصویرِ خیال بن گیا
رفت ہوش از سر بجانش صد نکال
ہوش سر سے روانہ ہوگیا، اُس کی جان میں سو عذاب آئے
گشت چوں تصویر حیراں اندر اُو
اُس میں تصویر کی طرح حیران ہوگیا
چشم بر ہم می نزد از شوقِ اُو
اُس کے شوق سے پلک نہ جھپکاتا تھا
زن چو اُو را والہ و شیدا بدید
عورت نے جب اُس کو عاشق اور شیدا دیکھا
تیرِ عشقِ اُو بجانِ زن رسید
اُس کے عشق کا تیر عورت کی جان میں لگا
گفت اے سادہ چہ می بینی بگو
اُس نے کہا، اے بھولے! کیا دیکھ رہا ہے بتا؟
از چہ حیراں گشتی اے آئینہ رو
اے آئینہ رو! تو کس چیز سے حیران ہوگیا ہے؟
رو برای کارِ خود آمادہ باش
جا، اپنے کام پر آمادہ رہ
پا بزنجیرے منہ آزادہ باش
پاؤں میں زنجیر نہ ڈال، آزاد رہ
گفت عشقت ہوش و عقلِ من ربود
اُس نے کہا تیرا عشق میرا ہوش اور عقل لے اُڑا
کو مرا پروای کارِ نفع و سود
بے نفع اور فائدہ کے کام کی پروا کہاں ہے؟

جُز تو کارِ دیگرم باقی نماند
میرے لئے تیرے سوا دوسرا کام نہیں رہا
عشقِ تو در بسترم خارے فشاند
تیرے عشق نے میرے بستر پر کانٹے بچھائے
کار و بارِ من بجُز عشقِ تو نیست
میرا کاروبار تیرے عشق کے سوا نہیں ہے
حُسنِ تمثیلِ تو جاں را رہزنیست
تیری تصویر کا حُسن، جان کا رہزن ہے
گفت ہیں واپس نگر ہمشیرِ من
اُس نے کہا خبردار! پیچھے دیکھ میری ہمشیر
از عقب می آید آں غنچہ دہن
پیچھے آرہی ہے، وہ غنچہ دہن
صد رہ از من در جمالِ اُو خوب تر
وہ مجھ سے حُسن میں سو گنا بڑھی ہوئی ہے
کہ نیرزد پیش روی اُو قمر
کیونکہ اُس کے رُخ کے مقابلے میں چاند کی کوئی قیمت
آں جوانِ سادہ رُو از وے بتافت
اُس بھولے جوان نے اُس سے منہ موڑ لیا
سوی محبوبے نشاں کز وے نیافت
اُس محبوب کی جانب جس کا نشان نہ پایا
زن برویش زد طپانچہ آنچناں
عورت نے اُس کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا
کہ برو صد رشک بُرد ے ارغواں
کہ گل بابونہ اُس پر سو رشک کرے
گفت اے ابلہ اگر تو عاشقی
بولی اے بیوقوف! اگر تو عاشق ہے
در بیانِ دعوی خود صادقی
اپنے دعوے کے بیان میں تو سچا ہے
سوی غیرِ من چرا کردی نظر
میرے غیر کی جانب تو نے نظر کیوں کی!
دعوی عشق ایں بُود اے خیرہ سر
اے پراگندہ دماغ! عشق کا دعویٰ یہ ہوتا ہے

ایں چنیں باشد وفای عاشقاں
عاشقوں کی وفا ایسی ہوتی ہے
رُو بغیر آرند ظاہر یا نہاں
ظاہر یا بہ خفیہ دوسرے کی طرف رُخ کرتے ہیں!
چونکہ دیدِ غیر در عشقِ مجاز
جبکہ مجازی عشق میں دوسرے کو دیکھنا
ننگِ عشق آمد حقیقت را چہ ساز
عشق کا عیب ہے تو حقیقت سے کیا تعلق!
عاشقِ حقی و بینی غیر را
تو اللہ (تعالیٰ) کا عاشق ہے اور غیر کو دیکھتا ہے
کعبہ می خواہی کہ سازی دیر را
تو کعبہ چاہتا ہے؟ جبکہ بُتخانہ کا ارادہ کرتا ہے
کلمکے داری بُردی دل زغیر
تو دل پہ غیر کا زخم رکھتا ہے
دیگہاں خواہی بکوی دوست سیر
پھر دوست کے کوچہ میں سیر چاہتا ہے
تا فشک داری بکشتانِ وجود
جب تک تو وجود کے کھیت میں ریک رکھتا ہے
حبِ حُبّ اللہ در دِ شتن چہ سود
اُسے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دانہ بونے سے کیا فائدہ!
غیر اُو را از نظر بیروں فگن
اُس کے غیر کو نظر سے باہر پھینک دے
چشمِ دل نہ بر جمالِ ذوالمنن
احسان کرنے والے کے حُسن پر دل کی آنکھ رکھ
کیست دیگر در جہاں غیر از خدا
دنیا میں خدا کے علاوہ دوسرا کون ہے!
از چہ اَحول گشتہ اے ژاژ خا
اے بیہودہ گو! تو بھینگا کیوں ہوا ہے؟
خود توئی گر غیرِ حق خود را بسوز
اگر تو خود حق کا غیر ہے تو خود کو جلا دے
چشمِ دل بر وحدہٗ ہر دم بدوز
دل کی آنکھ ہر وقت اس تنہا پر لگا

ؔلہ تبختر۔ ناز سے چلنا۔ تدرو۔ چکور۔ زن۔ عورت کے دل میں اُس عاشق کا عشق پیدا ہوگیا۔ آئینہ رو۔ حیران۔ زنجیرے یعنی عشق کی زنجیر۔ گفت۔ عورت نے کہا کیلئے کہا کہ میری بہن مجھ سے زیادہ حسین ہے وہ پیچھے آرہی ہے تاکہ جوان۔ وہ جوان پیچھے لوٹ کر دیکھنے لگا لیکن اُسنے کوئی عورت آتی ہوئی نہ دیکھی۔ ؔلہ زن۔ عورت نے اُسکے طمانچہ مارا کہ اگر تو سچا عاشق ہوتا تو نے دوسرے کیطرف نظر اُٹھا کر کیوں دیکھنا چاہا۔ بکواس۔

جُز وجودِ مطلق و ہستیِ پاک
وجودِ مطلق اور پاک ہستی کے سوا
آنچہ آید در خیالت ہست خاک
جو کچھ تیرے خیال میں آئے، خاک ہے
تو کجا و مَن کجا عالم کجا
تو کہاں اور میں کہاں، عالم کہاں؟
ہست یک نورِ منزّہ اے فتا
اے نوجوان! ایک پاکیزہ نور ہے
ظاہر و باطن نہان و آشکار
ظاہر اور باطن، پوشیدہ اور کھلا
شمع یک شمع ست قندیلش ہزار
شمع تو ایک شمع ہے اسکے قندیل ہزار ہیں
در ہزاران آئینہ یک صورت ست
ہزاروں آئینوں میں صورت ایک ہے
زیں تکثر ہم خرد را حیرت ست
اس کثرت سے بھی عقل حیرت میں ہے
کثرتِ آئینہ آمد از کجا
آئینہ کی کثرت کہاں سے آئی؟
ایں ز اسماء و صفات ست اے کیا
اے بزرگ! یہ اسماء اور صفات کی وجہ سے ہے
ایں سخن پایاں ندارد لب بہ بند
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے ہونٹ بند کرلے
ہر دو لبہای مرا بربستہ قند
شکر نے میرے دونوں ہونٹ سی دیئے ہیں
زیں شکر ہر دو لبِ من بستہ شد
اس شکر سے میرے دونوں ہونٹ بستہ ہوگئے
وز قیودِ گفتگو دل رستہ شد
اور گفتگو کی بیڑیوں سے دل نجات پاگیا

رجوع بحکایت شاہزادہ سوم کہ
تیسرے شہزادے کی حکایت کی طرف رجوع
از بادشاہ شرفِ قرابت یافتہ و
جس نے بادشاہ سے رشتہ داری کا شرف اور
وجاہت یافت بمنزل گاہ
عزت اور وجاہت پائی بھیجے کی جہیز سے
زوّجنا ہم بحورٍ عین شتافت
اُن کی شادی کر دی کی منزل گاہ کی طرف دوڑ گیا

اے حسام الدین شہِ ملکِ یقیں
اے حسام الدین! ملکِ یقین کے شاہ
حالِ شہزادہ سوم بر گو تو ہیں
ہاں آپ تیسرے شہزادے کا حال بیان کریں
اے ضیاء الحق حسام الدین حسن
اے ضیاء الحق حسام الدین حسن!
جذبِ جاں کردی تو چوں باد یمن
آپ نے یمن کی ہوا کی طرح جان جذب کرلی
می کشد ما را ابر عرشِ علا
ہمیں بلندی کے عرش پر کھینچتا ہے
پرّ پروازت چو جبریلِ صفا
تیرا پرِ پرواز جبریلِ باصفا کی طرح
بردہ جاں را تو در باغِ خلود
آپ جان کو ہمیشگی کے باغ میں لے گئے
سینہ ام پر گل از انست اے ودود
اے محبوب! اسی لئے میرا سینہ پھولوں سے پُر ہے
خود ز تست ایں گفتگوئے پر شکر
یہ شکر بھری گفتگو آپ کی جانب سے ہے
کز زبانم می تراود شعرِ تر
کہ میری زبان سے تازہ شعر ٹپک رہے ہیں
حالِ خود را بر زبانم گفتہ
آپ نے اپنی حالت میری زبان سے بیان کی ہے
خود تو دانی چونکہ ایں در سفتہ
چونکہ آپ نے یہ موتی پروئے ہیں آپ جانتے ہیں
مَن نے خالی بدم نائی توئی
میں خالی نے ہوں نواز نے والے آپ ہیں
مثنوی را گر بیفزائی توئی
اگر مثنوی کو بڑھا رہے ہیں تو آپ ہیں

نالۂ من از دمِ گرمِ تو ہست
میرا نالہ آپ کے گرم سانس کی وجہ سے ہے
لطفِ تو ایں تہمتے بر من بہ بست
آپ کی مہربانی نے مجھ پر یہ تہمت باندھی ہے
اختتامِ مثنوی خود کردۂ
مثنوی کا اختتام آپ نے کیا ہے
خود تو میگوئی و لے در پردۂ
خود آپ کہہ رہے ہیں لیکن آپ پردے میں ہیں
ایں مَن و ما جز کہ پردہ بیش نیست
یہ میں و ما پردے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے
پیشِ آں عقلِ مآل اندیش نیست
انجام سوچنے والی عقل اس کے سامنے نہیں ہے
در صُوَر گر کثرتے بینی عیاں
تو اگر صورتوں میں کثرت ظاہر دیکھتا ہے
معنیِ جملہ یکیست اے نکتہ داں
اے نکتہ داں! حقیقت سب کی ایک ہے
شمع در آئینہ خانہ گر نہی
اگر تو شیش محل میں شمع رکھ دے
پیشِ ہر آئینہ آتش را بہ دہی
ہر آئینہ کے سامنے تو اس کو رات دیدیگا
در حقیقت یک بود اے ہوشیار
اے ہوشیار! حقیقت میں وہ ایک ہے
پیشِ چشمِ تو نمایاں صد ہزار
تیری آنکھ کے سامنے ہزاروں نمایاں ہیں
ذاتِ شمع آں یک بود از کثرتے
شمع کی ذات ایک ہے، کثرت کی وجہ سے
مر ترا ز آئینہ باشد حیرتے
تجھے آئینہ سے حیرت ہوگی
بے تکثر شمعِ یک چوں شد ہزار
بغیر کثرت کے جب ایک شمع ہزار ہوگئیں
وحدتِ ہستیِ مطلق ہوشدار
مطلق ہستی کی وحدت کو سمجھ لے

۵۱ ظاہر جملہ کائنات صرف ایک نورِ وحدت کا مظہر ہے ایک روشنی مختلف رنگ کے آئینوں میں سے مختلف نظر آتی ہے۔ ایں۔ خالص ذات وحدت ہے شمع ہے بلکہ اسماء و صفات کے مظاہر ہیں۔ ۵۲ بازیں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے یمن کی جانب سے خدائی سانس کی خوشبو محسوس ہوتی ہے [illegible]
کی جانب سے آنحضرتؐ کی پہلی تھی آیہ ہمزہ [illegible] زیادہ [illegible] نے فراز اختتام یہ خاتمہ

Presented by www.ziaraat.com

گر بپرسی[1] آئینہ شد از کجا
اگر تو پوچھے آئینہ کہاں سے پیدا ہوا؟
شمع ہست آں خود قدیم با ضیا
وہ شمع خود قدیم اور منوّر ہے
آئینہ داں جملہ اسما و صفات
تمام اسماء و صفات کو آئینہ سمجھ
اقتضا کردند فضلِ کائنات
جنھوں نے بقیہ کائنات کو چاہا
زیں سخن بگذر کہ شہزادہ سوم
اس بات سے گذر کیونکہ تیسرے شہزادے نے
چوں شنید از مرگ آں داور دوم[2]
جب دوسرے بھائی کی موت کے بارے میں سنا

بیانِ حالِ شہزادہ سوم کہ
تیسرے شہزادے کے حال کا بیان جس
بعدِ مرگِ برادرِ دوم تقرب
نے دوسرے بھائی کے مرنے کے بعد شاہ کا
سلطان و قرب و عرفان
تقرب اور قربت و معرفت
یافت
حاصل کرلی

حاضر آمد در جنابِ پادشاہ
وہ بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا
طالبِ محبوبِ خود با درد و آہ
اپنے محبوب کا درد اور آہ کے ساتھ طالب بنکر
پس معرّف گفت بہرِ مصلحت
مصلحت کے طور پر تعارف کرانے والے نے کہا
کیں سوم بیش ست جائے مرحمت
کہ یہ تیسرا زیادہ رحم کا مستحق ہے
ہر دو بازویش بعشقِ تو شکست
اُس کے دونوں بازو آپ کے عشق میں شکستہ ہوگئے
مر شکستش را جبیرہ[3] بستن ست
اُس کی شکست پر پٹی باندھنی ہے

شاہ رحمت کرد اُو را پیش خواند
شاہ نے رحم کیا اُس کو آگے بلایا
وز تلطف بر سریرِ خود نشاند
اور مہربانی سے اپنے تخت پر بٹھایا
گرچہ میدانست حالش را بکشف
اگرچہ وہ اُس کی حالت کو کشف کے ذریعہ جانتا تھا
جملہ می پرسید بارائے شگرف
عجیب رائے سے تمام (احوال) پوچھتا رہا
آنچناں از لطف پرسشہا نمود
مہربانی سے اس قدر پرسش کی
کاں غم و کربت زجانِ اُو ربود
کہ وہ غم اور مصیبت اس کی جان سے نکال دی
آں برادر مردہ را تدفیں نمود
اُس نے مُردہ بھائی کی تدفین کردی
زندہ را با روحِ خود تضمیں نمود
زندہ کو اپنی روح سے وابستہ کرلیا
بعدِ چندیں صحبتِ اُو گرم شد
تھوڑے دن بعد اُس کی صحبت گرم ہوگئی
شاہ را بروئے بسے دل نرم شد
اُس پر بادشاہ کا دل بہت نرم ہوگیا
پوتہ و پوتک[4] مر اُو را جملہ داد
بڑا چھوٹا خزانہ سب اس کو دے دیا
داخلِ شاہانہ بہرِ اُو گشاد
دیوان خانہ اُس کے لئے کھول دیا
از دمِ جاں بخش شاہِ بحرِ جود
سخاوت کے سمندر جان عطا کرنے والے شاہ کے دم سے
غنچۂ اُو در شگفتن رو نمود
اُس کا غنچہ کھلنے لگا
رازہا اندر دلش تخمیر گشت
اُس کے دل میں بہت سے راز پوشیدہ ہوگئے
ہمچو آں دو میں ہمہ تنویر گشت
وہ منجھلے بھائی کی طرح مجسم نور بن گیا

منزلِ قرب و وجود و معرفت
قرب وجود اور معرفت کی منزل میں
بیشتر زاں دو میں شد در صفت
صفت میں اُس منجھلے بھائی سے زیادہ ہوگیا
کسب ہا می کرد و رہ طے می نمود
مجاہدے کرتا تھا اور راستہ طے کرتا تھا
جہد ہا می کرد و نوش می فزود
وہ کوشش کرتا تھا جس میں کالوہ بڑھ رہا تھا
لیک اُو خود عبرتے بگرفتہ بود
لیکن اُس نے خود ایک عبرت حاصل کرلی تھی
زاں دو داور[5] پندہا پذرفتہ بود
اُن دونوں بھائیوں سے نصیحت قبول کرلی تھی
عقبہائے راہ وا دانستہ بود
وہ راستہ کی گھاٹیوں کو خوب جان چکا تھا
حزمہا می کرد و بد شایستہ خود
احتیاطیں برتتا تھا اور خود شائستہ تھا
دید کاں اول ز عجلت جاں بداد
اُس نے دیکھا کہ اُس بڑے نے جلدی میں جان دیدی
واں دوم را عُجب در گورے نہاد
اور اُس دوسرے کو خود پسندی نے قبر میں رکھ دیا
مرد را باید کہ اندر راہِ یار
انسان کو چاہیئے کہ یار کے راستہ میں
در تأنّی[6] کوشد و صبر و قرار
آہستہ روی اور صبر و قرار سے کوشش کرے
زیں سبب فرمود احمد مجتبیٰ
احمد مجتبیٰ نے اسی لئے فرمایا ہے
رِفق راس الحکمت آمد اے فتیٰ
اے نوجوان! نرمی دانائی کی جڑ ہے
ابن مسعودؓ از پیمبر نقل کرد
ابن مسعودؓ نے پیغمبر سے نقل کیا ہے
نصفِ ایمان ہست صبر اے نیک مرد
ایک نیک مرد! صبر نصف ایمان ہے

[1] گر بپرسی۔ ذات ایک ہے صفات میں کثرت ہے اور یہ کائنات صفات کا مظہر ہے۔ [2] داور۔ برادر [3] جبیرہ۔ ٹوٹے ہوئے عضو کو کسنے کی پٹی۔ [4] پوتہ و پوتک۔ بڑا اور چھوٹا خزانہ۔ [5] زاں دو داور۔ بڑے نے عجلت میں جان دی چھوٹے کو تکبر نے مار ڈالا۔ [6] تأنّی۔ آہستہ روی۔ ساتھ والے شعر کا مطلب یہ ہے کہ آہستہ روی تمام حصوں کی جڑ ہے۔

ورنہ حسنِ یار نورِ مطلق ست
ورنہ یار کا حسن نورِ مطلق ہے
چشمِ دل اندر جمالش مندق[۵۱] ست
اُسکے جمال میں دل کی آنکھ پارہ پارہ ہے
تاب ناری دیدنش را یک بیک
تو یک بیک اس کے دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتا
آئینہ مصقول میکن یک بیک
آئینہ پر آہستہ آہستہ صیقل کر
ایں تانی بہرِ استعداد ہست
یہ آہستہ روی استعداد کے لئے ہے
کے جمالِ بے حجابش در بہ بست
اُسکے بے حجاب جمال نے دروازہ کب بند کیا ہے؟
یار چوں شمس ست در وسط السما
یار آسمان کے وسط میں سورج کی طرح ہے
لیک اے خفاش کو چشمے ترا
لیکن اے چمگادڑ! تیری آنکھ کہاں ہے؟
رَو تو اوّل چشم را پیدا بکن
جا، تو پہلے آنکھ پیدا کر
بعد ازاں دیدہ بسویش وا بکن
اس کے بعد اس کی طرف آنکھ کھول
بر نتابی ورنہ آں نور و شروق
ورنہ اس نور اور چمک کی تو تاب نہ لاسکے گا
نجمِ تو گردد ز مہرش در خفوق
اُس کے سورج سے تیرا ستارہ غروب کر جائیگا
یا بمیری یا شوی دیوانہ خود
یا تو مرجائے گا یا دیوانہ ہو جائے گا
زیں سببہا اکثرے مجذوب[۵۲] شد
اسی وجہ سے بہت سے مجذوب ہوگئے ہیں

بر نتابد کاہ بارِ کوہ را
تنکا، پہاڑ کا بوجھ نہیں سہار سکتا
مرد باید ایں غم و اندوہ را
اِس رنج و غم کے لئے مرد چاہیئے
آں نخستیں دادرش تعجیل کرد
اُس کے پہلے بھائی نے جلدی کی
وصلِ عریاں را طپاں تحصیل کرد
عریاں وصل کو تڑپتے ہوئے حاصل کیا
چوں نبُود آں وصل لب ور خورد او
چونکہ خالص وصل اُس کے مناسب نہ تھا
در طپش اُفتاد و خستہ مُرد او
وہ تڑپنے لگا اور خستہ ہوگیا اور مرگیا
تا کہ رفع ایں حجابِ تن نشد
جب تک جسم کا یہ پردہ نہ ہٹے
وصلِ عریاں کے بدست آید زلُد
جھگڑے سے عریاں وصل کب ہاتھ آتا ہے!
لیک خیرِ عشق چوں تاز د شتاب
لیکن عشق کا خیر جب جلدی دوڑتا ہے
لقمہ گردد عاشق او را چوں کباب
عاشق کباب کی طرح اُس کا لقمہ بن جاتا ہے
ز اضطرابِ عشق جلد بپا کند
عشق کے اضطراب کی وجہ سے جلد بازی کرتا ہے
چکرہ را ہمچوں صدف لب وا کند
سیپ کی طرح قطرے کیلئے منہ کھولتا ہے
لیک پیش از ابرِ نیساں فتح لب
لیکن ابر نیساں سے پہلے منہ کھولنا
نیست زاں حاصل بجز رنج و تعب
اُس سے سوائے تکلیف اور مشقت کے کچھ حاصل نہیں

زن نباشد طامثہ یا بالغہ
جو عورت حائضہ یا بالغہ نہ ہو
باشد از اجوائے نطفہ زائفہ
وہ نطفہ کے گھیرنے میں مجرد ہوتی ہے

داستانِ آں مطنجی کہ بدون
اُس نان بائی کا قصہ جس نے بغیر
استعداد از راہِ تعجیل دل
استعداد کے جلد بازی کے طور پر
بوصلِ عریاں نہاد و جاں
وصلِ عریاں کے ساتھ دل وابستہ کیا اور جان
بداد
دے دی

عارفے[۵۳] را مطنجی ہمسایہ بود
ایک عارف کا ایک نان بائی پڑوسی تھا
بس سخی و عاقل و پُرمایہ بود
بہت سخی اور عقلمند اور سرمایہ دار تھا
اکثر استفسار کردے حالِ شیخ
اکثر شیخ کا حال معلوم کرتا
بستہ بُودے چشم بر احوالِ شیخ
شیخ کے احوال پر آنکھ لگائے ہوئے تھا
چونکہ فقر از شانِ فخرِ اولیاست
چونکہ فقر اولیا کے فخر کی شان ہے
افتقار از سنتِ خیر الوریٰ ست
حاجتمندی خیر الوریٰ کی سنت ہے
با وجودِ حزمِ اخفای کمال
باوجود کمال کے اخفاء کی پختہ کاری کے
گر شدے احیاناً او دانای حال
اگر وہ کبھی حال کا واقف کار بن جاتا

[۵۱] مندق۔ ریزہ ریزہ۔ ایں تانی۔ آہستہ روی اسلئے ضروری ہے کہ تجھ میں استعداد پیدا ہوجائے اور اُس نور کو تحمل کرسکے۔ یا بمیر۔ اگر بغیر استعداد کے تجلی پڑتی ہے تو سالک مرجاتا ہے یا دیوانہ ہوجاتا ہے۔ [۵۲] مجذوب۔ وہ انسان جس کے ہوش و حواس جذب الٰہی نے گم کر دیئے ہوں۔ لُد۔ جھگڑا۔ زخمی صاحب نے جھگڑے کے معنیٰ میں استعمال فرمایا ہے۔ چکرہ۔ قطرہ۔ صدف۔ سیپ۔ نیساں۔ چیت کا مہینہ اپریل۔ طامثہ۔ حائضہ۔ زائفہ۔ مجرد۔ [۵۳] عارف۔ صاحب معرفت شخص۔ ولی بزرگوں سے سُنا ہے کہ یہ قصہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اُس نان بائی کی قبر بھی اُن کے مزار کے پاس موجود ہے مطنجی۔ نان بائی۔ افتقار۔ فقر میں مبتلا ہونا۔ آنحضورؐ کا ارشاد ہے "اَلْفَقْرُ فَخْرِی" فقر میرا فخر ہے۔

خدمتے کردے بصد عجز و نیاز
سینکڑوں عاجزیوں اور نیازمندیوں سے خدمت کرتا

باکمالِ اعتقاد و امتیاز
پورے اعتقاد اور امتیاز کے ساتھ

اتفاقاً چند مہمانِ عزیز
اتفاقاً چند معزز مہمان

شُد تنق[1] روزے بآں صاحب تمیز
ایک روز اُن صاحبِ تمیز کے مہمان بن گئے

چونکہ نقدِ نُزل بُود و ہم عشا
چونکہ مہمانی کے سامان اور کھانے کا بھی نقد نہ تھا

مردِ عارف گشت در رنج و عنا
(وہ) عارف مرد رنج اور تکلیف میں (مبتلا) ہو گیا

چوں لیُکرِم ضَیفَہ حکمِ رسولؐ
چونکہ چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے رسولؐ کا حکم ہے

در دلِ عارف ز نشتر بُد عجول[2]
وہ عارف کے دل میں نشتر سے زیادہ جلدی کرنے والا تھا

یک دو بار از خانقہ تا خانہ رفت
ایک دو مرتبہ خانقاہ سے گھر تک گیا

تا کُند مہمانیِ شاں چُست و زفت
تاکہ ان کی مہمانی اچھی اور بھرپور کریں

لیک در خانہ یسارِ اُو نبود
لیکن اُن کے گھر میں مالداری نہ تھی

زیں سبب تشویشِ وقتِ اُو فزود
اس لئے ان کے وقت کی پریشانی بڑھ رہی تھی

مطبخی آں شیخ را بر رغمِ طبع
نان بائی نے شیخ کو اُن کے مزاج کے خلاف

دید گہ در خانقہ گاہے بربع
کبھی خانقاہ میں کبھی گھر میں دیکھا

بر درِ اُو آمد و تفتیش کرد
وہ ان کے دروازہ پر آیا اور جستجو کی

ماجرا دریافت و بس تشویش کرد
معاملہ سمجھ گیا اور بہت پریشان ہوا

زُود از دوکان تتماج و ثرید
فوراً دُکان سے دلیا اور پنیر

نان و قلیہ ماہیِ بریاں گزید
روٹی اور شوربا، بُھنی ہوئی مچھلی لی

بُرد نزدِ شیخ کاے مردِ خدا
شیخ کے پاس لے گیا کہ اے مردِ خدا!

صرف کن ایں جملہ اے نور الہُدا
اے نورِ ہدایت! اس سب کو خرچ کر لیجیے

ہر کجا خواہی مرآں را صرف کن
آپ جہاں چاہیں اُس کو خرچ کر لیں

جملہ کردم مِلکِ تو از بیخ و بُن
میں نے جڑ اور بنیاد سے سب آپ کی ملک کیا

شیخ شاداں گشت و مہماناں نواخت
شیخ خوش ہو گئے، مہمانوں کو نوازا

جملہ را زاں خوانِ نعمت سیر ساخت
اُس خوانِ نعمت سے سب کا پیٹ بھر دیا

آنچہ باقی ماند بخشید اہل را
جو کچھ بچا گھر والوں کو دے دیا

رفت تشویش و دلش[3] آمد بجا
اُن کی پریشانی رفع ہو گئی اور دل ٹھکانے آ گیا

مطبخی را گفت چہ خواہی بگو
نان بائی سے فرمایا تو کیا چاہتا ہے بتا؟

ہر دُرے خواہی ازیں دریا بجو
تجھے جو موتی چاہیے اِس دریا میں تلاش کرے

بحرِ مَن در جوش آمد ایں زماں
اس وقت میرا سمندر جوش میں آ گیا ہے

آنچہ می خواہی بگیر و وا ستاں
تو جو چاہتا ہے حاصل کر لے اور لے لے

مطبخی گفتا کہ از لطفِ شما
نان بائی نے کہا آپ کی مہربانی سے

وُلد و مال و جاہ شُد حاصل مرا
اولاد اور مال اور رتبہ مجھے حاصل ہے

نیست در دنیا بچیزے حاجتم
مجھے دنیا میں کسی چیز کی حاجت نہیں ہے

از رہِ شکر و قناعت ساکتم
شکر و قناعت کے طریقہ پر میں خاموش ہوں

حق چو بیش از حاجتِ مَن رحم کرد
جب اللہ تعالیٰ نے میری ضرورت سے زیادہ عطا فرمایا

چوں کنم دیگر طلب اے نیک مرد
اے نیک مرد! پھر اور کیا طلب کروں؟

باز چوں دریایِ حق در جوش بُود
پھر چونکہ اللہ (تعالیٰ) کا دریا جوش میں تھا

عارف اندر خواہ خواہش میفزود
شیخ (اس سے) خواہش کے طلب کرنے میں اصرار کرتے

مطبخی گفتا کہ می خواہم شہا
نان بائی بولا اے شاہ! میں چاہتا ہوں

ہمچو خود عارف کُنی بے فرق ہا
بغیر فرق کے اپنی طرح مجھے عارف بنا دیجئے

غیر ازیں دیگر مرا حاجت چو نیست
اس کے علاوہ چونکہ میری کوئی حاجت نہیں ہے

زیں عطایم گر نوازی خوش فنیست
اگر آپ اِس بخشش سے مجھے نوازیں تو بہتر کام ہے

عارف اندر فکر رفت و گفت ہیں
عارف متفکر ہو گئے اور فرمایا خبردار:

زیں سوالِ خام رو دیگر گزیں
اس ناقص سوال سے ہٹ جا دوسرا اختیار کر لے

گفت نے نے من ہمیں را خواستم
اُس نے کہا نہیں نہیں میں یہی چاہتا ہوں

وز سرِ مال و جہاں برخاستم
مال اور دنیا کے خیال سے میں علیحدہ ہوں

گفت عارف گر چو من عارف شوی
شیخ نے فرمایا اگر تو میری طرح عارف بنے گا

غرقِ بحرِ لاشوی و ز خود روی
"لا" کے سمندر میں غرق ہو جائے گا اپنے سے جاتا رہے گا

[1] تنق۔ مہمان۔ نُزل۔ مہمانی کا کھانا۔ عنا۔ مشقت۔ چوں لیکرم کا حکم ہے جو شخص مومن ہے اُسکو چاہیئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ یہ حکم چونکہ حضور کا حکم ہے شیخ کے قلب میں نشتر سے بھی زیادہ اثر کر رہا تھا۔ [2] عجول۔ جلدی کرنے والا۔ یسار۔ مالداری۔ بر رغم طبع۔ خلاف عادت۔ بربع۔ مکان۔ تتماج۔ چنے کی غذا جیسے دلیا، حلوہ۔
[3] دلش یعنی شیخ کی پریشانی جاتی رہی۔ وُلد۔ اولاد۔ خواہ یعنی بار بار اُس سے فرماتے تھے مانگ لے جو مانگتا ہے۔ بحر خود۔

مجھے اپنا جیسا عارف خدا بنا دیجئے زیں سوال یہ تیرا نامناسب خواستہ اس سے روگردانی کر۔
غرق یعنی تو فنا ہو جائے گا۔

تار و پودِ اُستطقست[۱] بگسلد
تیرے عناصر کا تانا بانا بکھر جائے گا

طوطیِ تو ایں قفس در دم بلد
تیری طوطی فوراً پنجرے کو چھوڑ دے گی

گفت ازیں بہتر چہ باشد اے کریم
عرض کیا اے کریم! اس سے بہتر کیا ہوگا؟

واصلِ حق گشتہ بر خیزم سلیم
واصل بحق ہوکر میں سالم اُٹھوں گا

گفت عارف اندرونِ حجرہ آ
شیخ نے فرمایا، حجرے کے اندر آجا

ساعتے بنشیں مراقب پیشِ ما
تھوڑی دیر مراقبہ کرکے میرے سامنے بیٹھ جا

خلوتے کردند آں عارف تمام
اُن شیخ نے پوری خلوت کرلی

صرفِ ہمت کرد در سقی المدام
شرابِ معرفت پلانے میں توجہ لگا دی

بعد یک ساعت چو بیروں آمدند
تھوڑی دیر کے بعد وہ جب باہر آگئے

صورت و معنی ہمہ یکساں شدند
ظاہر اور باطن میں ایک سے ہوگئے

خلق ہم از جمعِ مثلیں خیرہ شد
دو یکساں کے جمع ہونے سے لوگ حیران ہوگئے

عقلِ جزوی از تمیز تیرہ شد
جزوی عقل امتیاز کرنے سے عاجز آگئی

آخرش بعد از زمانے مُنطفی
انجامِ کار تھوڑی دیر کے بعد نان بائی نے

در طپش جاں داد چوں مرغ اے اخی
اے بھائی! مرغ کی طرح تڑپنے میں جان دیدی

اَلغرض جاں را بجاناں باز داد
الغرض اُس نے جان جاناں کو واپس دیدی

ہمچو شہزادہ نخستیں[۲] بے مراد
پہلے بے مراد شہزادے کی طرح

نامرادش گفتنم در صورت ست
اُس کو میرا نامراد کہنا ظاہر میں ہے

ورنہ در معنی وصالِ حیرت ست
ورنہ حقیقت میں وصالِ حیرت ہے

حبذا خرمن کزیں برق او بسوخت
وہ کھلیان کیا ہی اچھا ہے جو اِس بجلی سے جل گیا

تیرِ آں دلدار مرغِ جانش دوخت
اُس محبوب کے تیر نے اُس کی جان کے پرند کو بیندھ دیا

صورتِ تکمیل[۳] اگرچہ تام نیست
اگرچہ تکمیل کی صورت پوری نہیں ہے

وصل حاصل شد بمعنی خام نیست
وصل حاصل ہوگیا حقیقت میں ناتکمل نہیں ہے

حبذا جانے کہ در راہش نہی
وہ جان کیا ہی اچھی ہے جو تو اُسکی راہ میں دیدے

مرحبا آں سر کہ در کویش نہی
قابلِ تحسین ہے وہ سر جسکو تو اُسکے کوچہ میں کھدے

بہرِ او مُردن بہ از صد زندگیست
اُسکے لئے مرجانا سو زندگی سے بہتر ہے

کایں چنیں موتے بس فرخندگیست
کیونکہ اس طرح کی موت بہت مبارک ہے

ایں سخن را اندکے کوتاہ کن
اس بات کو تھوڑا سا مختصر کردے

وز حدیثِ آں سوم آگاہ کن
اور اُس تیسرے کی بات سے آگاہ کر

بیانِ حالِ شہزادہ سوم و کسب الکمال او مر کمالاتِ صوری و معنوی و صبر کردنِ او از بیانِ حاجت خود و بمحبوب خود رسیدن

تیسرے شہزادے کے حال کا بیان اور اُس کا صوری اور معنوی کمالات کو حاصل کرلینا اور اُس کا اپنی ضرورت کے بیان کرنے سے صبر کرنا اور اپنے مطلوب کو پہنچ جانا

واں سوم شہزادہ با صد حزم و صبر
اور وہ تیسرا شہزادہ سو احتیاط اور صبر سے

می کشید از یمِ عرفاں ہمچو ابر
عرفان کے سمندر سے ابر کی طرح کھینچتا تھا

ہر شبے تازے ز صحبت ہای شاہ
ہر رات کو شاہ کی صحبتوں سے وہ ٹپتے

در دلش ز انوارِ وحدت پیگاہ
صبح کو وحدت کے انوار اُس کے دل میں

کسبِ استعداد و توفیرِ حکم
استعداد کا کسب اور حکمتوں کی زیادتی

می نمود از فیضِ شاہ او دمبدم
اُس کے لئے شاہ کے فیض سے دمبدم ظاہر ہوتی

در دلش ہر دم ز سلطاں چوں قمر
چاند جیسے شاہ کی جانب سے اُسکے دل میں ہر وقت

نورِ نو وارد شدے شام و سحر
صبح و شام نئے نور وارد ہوتے

دم نمی زد لیکن از مطلوبِ خود
وہ سانس نہیں لیتا تھا لیکن اپنے مقصود کو جو

داشت در دل شعلۂ محبوبِ خود
اپنے محبوب کے دل میں شعلہ رکھتا تھا

---

۱ استطقس۔ چاروں عناصر۔ طوطی یعنی روح۔ سلیم۔ یعنی غیر کی یاد سے بچا ہوا ہو۔ ہمت۔ یہ توجہ اتحادی کہلاتی ہے۔ مدام۔ یعنی شرابِ وحدت و معرفت۔ مثلین۔ یعنی خواجہ صاحب اور نان بائی بالکل ایک جیسے تھے اُن دونوں میں صورتاً بھی کوئی فرق نہ تھا۔ ۲ نخستین۔ جس طرح پہلا شہزادہ عجلت کی وجہ سے مرا تھا۔ نامراد۔ میں نے ان دونوں کو نامراد محض ظاہری طور پر مر جانے کی وجہ سے کہہ دیا ورنہ یہ وصال حیرت ہے کیونکہ دونوں نے محبوب کے فراق میں جان دی ہے۔ ۳ تکمیل۔ اگرچہ یہ سلوک کی تکمیل نہیں ہے لیکن بہرحال وصلِ یار تو حاصل ہو ہی گیا۔ حزم پختہ کاری۔ حکم جمع حکمت۔ توفیر۔ زیادتی حاصل کرنا۔ آمدنی۔

Presented by www.ziaraat.com

باچنیں[۱] شاہِ پُر از جود و سخا
ایسے جود اور سخا سے پُر بادشاہ سے
حرفِ مطلب بر زباں آرم چرا
میں مطلب کا حرف زبان پر کیوں لاؤں؟
لطفِ او بے گفت صد نعمت دہد
اس کی مہربانی بغیر کہے سینکڑوں نعمتیں دیتی ہے
سوئے گفتن چوں دلِ من بر جہد
کہنے کی جانب میرا دل کیسے کودے؟
بے طلب بخشید چوں جان و تنم
جبکہ اُس نے بغیر مانگے مجھ کو جان اور جسم عطا کیا؟
بر درش پس چوں تبورا کے زنم
پھر اُس کے دروازے پر ڈھیری کیوں بجاؤں؟
شاہِ ما آئینۂ صافی دل ست
ہمارا شاہ صاف دل آئینہ ہے
خطرہ اَم را در دلش منزل ست
شاہ کے دل میں میرے خطرے کی منزل ہے
گر سزاوارم بداں دُرِّ ثمیں
اگر میں اُس قیمتی موتی کے لائق ہوں
خود شہم بنوازد از لطفِ گزیں
پسندیدہ مہربانی سے خود بادشاہ مجھے نوازے گا
لطفِ او ہر صاحبِ استعداد را
اُس کی مہربانی ہر صاحبِ استعداد کو
حسبِ حالش میدہد بے امترا
بے شک اُس کے حسبِ حال عطا کر دیتی ہے
ہر چکادے را کہ اہلیت بُوَد
جس کھوپڑی میں اہلیت ہوتی ہے
چترِ شاہی بر سرش از شہ رسد
شاہ کی جانب سے اُسکے سر پر شاہی چتر پہنچ جاتا ہے

نیست یکتارہ بر آں شہ چوں خفا
اُس شاہ پر جب سُوئی کا ٹکڑا بھی مخفی نہیں ہے
در طلب پویم جگارہ[۲] من چرا
میں طلب میں مختلف راستوں پر کیوں دوڑوں؟
از فضولی چوں سخن پیشش کنم
اُس کے سامنے بیکار بات کیسے پیش کروں؟
از چہ پیدا حاجتِ خویشش کنم
اُس پر اپنی حاجت کیوں ظاہر کروں؟
شاہِ ما روشن ضمیرست و خبیر
ہمارا شاہ روشن ضمیر اور باخبر ہے
میدہد آخر مرادِ دل بدیر
انجام کار دل کی مراد دے دیتا ہے
صبر کن اے دل کہ مفتاحِ خوشی ست
اے دل! صبر کر کیونکہ وہ خوشی کی کنجی ہے
درمیانِ صبر بس عیش و خوشی ست
صبر میں بہت عیش اور خوشی ہے
شاہ روزے گفت کاے جانِ کرم
ایک دن شاہ نے کہا اے جانِ کرم!
بحرِ صبر و حلمی و کانِ کرم
تو صبر اور حلم کا سمندر اور کرم کی کان ہے
خاطرم زیں سلطنت بگرفتہ است
میری طبیعت اس سلطنت سے ملول ہے
دل بتختِ اوجِ وحدت بستہ است
وحدت کی بلندی کے تخت سے دل وابستہ ہے
جانشینِ من شو و خود کامراں
میرا جانشین بن جا اور خود کام چلا
تا رہم من از خراشِ این و آں
تاکہ میں اِس اور اُس کی خلش سے نجات پا جاؤں

رُو بخلوت خانۂ خاصے کنم
میں اب خاص خلوت خانہ کا رُخ کرتا ہوں
از سخن گفتن من اکنوں تن زنم
میں اب بات کرنے سے خاموش ہوتا ہوں
گفت پیغمبر کلام از فضہ است
پیغمبرؐ نے فرمایا کلام گویا چاندی ہے
مر سکوت از تبرِ خالص نقد است
خاموشی بغیر ان گھڑ خالص سونے سے ہے
تختِ ارشاد ست اگرچہ بس سنی[۳]
رہنمائی کا تخت اگرچہ بہت بلند ہے
لیک اندر بے خودی صد روشنی
لیکن بے خودی میں سینکڑوں روشنیاں ہیں
از تفکرہا دلم ــــــ خالی شود
میرا دل فکروں سے خالی ہو جائے گا
مظہرِ انوارِ اجلالی شود
انوارِ اجلالی کا مظہر ہو جائے گا
فکرِ ساعت بہتر از طاعاتِ سال
ایک گھنٹہ کا فکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے
ایں تفکر ہست حیرت در جمال
یہ تفکر جمال میں حیرت ہے
چونکہ شہزادہ شنید ایں ماجرا
جب شہزادے نے یہ قصہ سنا
زد ز تعظیمِ ادب سر را بپا
ادب کی تعظیم کے پاؤں پر سر رکھ دیا
کہ مبادا آں دمے کز مسند روی
خدا نہ کرے وہ وقت ہو کہ آپ مسند سے جائیں
یا بخلوت خانہ گردی منزوی
یا خلوت خانہ میں خلوت نشین ہوں

---

۱ باچنیں۔ اس کی خاموشی کی وجہ یہ تھی کہ وہ یہ کہتا تھا۔ تبوراک۔ وہ ڈھول جو کھیت سے چڑیاں اُڑانے کیلئے بجایا جاتا ہے۔ چکاد۔ ایک حاشیہ میں اس کے معنی سر کی کھوپڑی کے کئے ہیں غیاث اللغات میں چکاد دال کے ساتھ بمعنی پیشانی لکھا ہے۔ یکتارہ۔ ایک حاشیہ میں اس کے معنی سر سوئی کے لکھے ہیں اور غیاث اللغات میں یکتارہ کو اندک کے معنی میں لکھا ہے۔ ۲ جگارہ۔ مختلف راستے بعض نسخوں میں چکارہ بمعنی جگا لکھا ہے۔ تبر۔ سونے کا بے تراشا ٹکڑا۔ ایک حاشیہ میں اس کے معنی بغیر شبہ کا سونا لکھے ہیں بعض لغات میں نقش اور ناخالص کے معنی نقد کے لکھے ہیں۔ ۳ سَنی۔ بلند، روشن فکر۔ حدیث شریف ہے فِکْرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ تھوڑی دیر کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ایں تفکر۔ تفکر جمال باری تعالیٰ میں حیرت کو کہتے ہیں۔ تعظیم۔ اپنا سر شاہ کے قدموں پر رکھ دیا۔ منزوی۔ گوشہ نشین۔

Presented by www.ziaraat.com

سایۂ تو بر سرِ من مُستدام[1]
ہمیشہ آپ کا سایہ میرے سر پر
ظل گستر باد تا یوم القیام
قیامت تک سایہ فگن ہو
تاجِ ایں سر سایۂ اقبالِ تست
اس سر کا تاج آپ کے اقبال کا سایہ ہے
سُلّمِ من پایۂ اقبالِ تست
میری سیڑھی آپ کے اقبال کا پایہ ہے
یا رَبم ہرگز بقا چنداں مباد
اے خدا! میری اتنی زندگی ہرگز نہ ہو
کہ ببینم مسندِ شہ را کُساد
کہ میں شاہ کی مسند کا بجھاؤ دیکھوں
زیں نمط بسیار می شد گفتگو
اس طریقہ پر بہت گفتگو ہوئی
لیک شہ از امتحاں در جستجو
لیکن شاہ امتحاناً جستجو میں تھا
کہ ورا در دل بُوَد از حبِّ جاہ
کہ اس کے دل میں حبِّ جاہ ہو
یا شکوہِ سلطنت مانندِ شاہ
یا شاہ کی طرح سلطنت کا دبدبہ ہو
ہیچ در دل عُجب یا پندار ہست
دل میں کوئی تکبر یا غرور ہے؟
یا درونش از مئے شوقست مست
یا اس کا باطن شوق کی شراب سے مست ہے؟
دید کاں در سر بسر دیگر نہ گُنجت
اس نے دیکھا کہ اُسے سر میں کوئی خیال نہیں بکایا
بر نہالش جز نیازے بر نہ گُنجت
اس کے پودے پر نیازمندی کے پھل کے علاوہ نہیں لگا

حُبِّ جاہ و شاہی و حرص و ہوا
رتبہ اور شاہی کی محبت اور حرص اور خواہش
در سرش راہے ندارد ماسِوا
اس کے سر میں ماسوا راستہ نہیں رکھتا
جز خدا و حُبِّ خاصانِ خدا
خدا اور خاصانِ خدا کی محبت کے علاوہ
در دلِ اُو نیست راہے ہیچ را
اُس کے دل میں کسی کا راستہ نہیں ہے
جملہ احوالش بطبقِ وضع یافت
اس کے تمام احوال وضع کے مطابق پائے
ہر قدم بر شاہ راہِ شرع یافت
ہر قدم کو شریعت کی شاہراہ پر پایا
در دلش میلے بسوئے مُلک نے
اُس کے دل میں سلطنت کی طرف میلان نہیں ہے
طالبِ بحر ست و رہنِ فُلک نے
سمندر کا طالب ہے اور کشتی کا گرویدہ نہیں ہے
بر محکّاتِ امتحاں بس آزمود
اس نے امتحان کی کسوٹی پر بہت آزمایا
غیرِ زرِ دہ دہی[2] آں جا نبود
سوائے خالص سونے کے وہاں کچھ نہ تھا
گفت با اصحاب شہ کیں نوجواں
شاہ نے مصاحبوں سے کہا کہ یہ نوجوان
می نیرزد جز باں دُختِ چو جاں
اس جان جیسی لڑکی کے سوا کے لائق نہیں ہے
ماہ را با مہر پیوندی خوش ست
چاند کا سورج سے جوڑ بہتر ہے
جسم را با رُوح پابندی خوش ست
جسم کی روح سے وابستگی بہتر ہے

ایں مر اُو را اُو مر ایں را لائق ست
یہ اس کے اور وہ اس کے لائق ہے
ہر یکے اقرانِ خود را فائق ست
ہر ایک اپنے ساتھیوں سے بڑھا ہوا ہے
اینچنیں دختر مر اینکس را سزاست
ایسی لڑکی اس شخص کے مناسب ہے
آنچناں فص اندریں خاتم رواست
ویسا نگ اس انگوٹھی میں درست ہے
جملگی تحسینِ رایش را بدل
سب نے دل سے اس کی رائے کی تحسین
کردہ گفتند العجل نعم المحل
کر کے کہا جلدی کیجئے بہتر موقع ہے
شاہ گفتا مجلسے آراستند
بادشاہ نے حکم دیا انہوں نے مجلس آراستہ کی
بزمِ طوبیٰ بس سنی افراشتند
شادی کی محفل بہت اعلیٰ قائم کی
ہر دو مشتاقِ ازل یک جان و دل
ایک جان و دل دونوں ازلی مشتاقوں کو
گشت ایجاب و قبولِ مُستحل[3]
حلال کرنے والا ایجاب و قبول ہو گیا
ہر یکے زاں دیگرے سرمست شد
ہر ایک دوسرے سے مست ہو گیا
جاں بجان و دل بدل پیوست شد
جان جان سے اور دل دل سے جڑ گیا
از تأنّی کارِ دارین ست راست
آہستہ روی سے دونوں جہانوں کے کام درست ہیں
زیں سبب تعجیل از شیطان بخاست
اس لئے جلد بازی شیطان سے پیدا ہوئی

---

[1] مُستدام ہمیشہ۔ یوم القیام۔ روزِ محشر۔ سُلّم۔ سیڑھی۔ کساد۔ بجھاؤ۔ لیک۔ بادشاہ کی ان باتوں کا مقصد اُس کا امتحان تھا۔ عُجب۔ تکبر۔ پندار۔ غرور۔ فُلک۔ کشتی۔ [2] دہ دہی۔ خالص سونا جو تپانے سے کم نہ ہو۔ دُخت۔ دختر۔ اقران۔ ساتھی، ہم عمر۔ فص۔ انگشتری کا نگینہ۔ العجل۔ یعنی اب دونوں کے نکاح میں جلدی کی ضرورت ہے بہت اچھا موقع ہے۔ طوبیٰ۔ شادی۔ سنی۔ بلند۔ [3] مستحل۔ حلال کرنے والا۔ ایجاب و قبول کے بعد بیوی شوہر کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔ از تأنی۔ مشہور ہے التأنی من الرحمٰن والعجلۃ من الشیطان آہستہ روی خدا کی جانب سے ہے اور جلد بازی شیطان کی جانب سے۔

صبر را فرمود حق عزم الامور [۵۱]
اللہ تعالٰی نے صبر کو معاملوں کا عزم فرمایا
می بَرَد بے ریب اِرب خود صبور
بے شک صابر اپنی خواہش حاصل کر لیتا ہے
ہر کہ رنجے بُرد گنجے ہم بہ بُرد
جس نے تکلیف برداشت کی خزانہ بھی حاصل کیا
وانکہ کاہل گشت در سختی بمُرد
اور جو کاہل بنا وہ تنگی میں مر گیا
لیک کاہل کاہلِ دنیا خوش ست
لیکن کاہل، دنیا کا کاہل بہتر ہے
عجلت اندر کارِ دنیا ناخوش ست
دنیا کے کام میں عجلت بُری ہے
صبر کُن توکیلِ دنیا کُن بدو
صبر کر، دنیا اُس کے سپرد کر دے
خیر و خَرت را بہ از تو داند او
وہ تجھ سے زیادہ تیرا بُرا بھلا جانتا ہے
کاہلِ دنیا شود چابک بدیں
دنیا کا کاہل دین میں چست ہوتا ہے
ہمچو آں شہزادۂ کاں سُومیں
اُس شہزادے کی طرح جو تیسرا ہے

تمثیلاتِ چند در بیان آنکہ کارِ دنیا جملہ برعکس کارہاست
چند مثالیں ہیں بیان ہیں کہ دنیا کے سب کام، کاموں کے بالعکس ہیں

کارِ دنیا جملہ عکسِ کارہاست
دنیا کے سب کام، کاموں کے اُلٹے ہیں
در خوشی غم ہست و ز غم فرح خاست
خوشی میں غم ہے اور غم سے خوشی پیدا ہوتی ہے
ہر کہ گریان ست اُو خنداں بُوَد
جو روتا ہے وہ ہنستا ہے
وانکہ شاداں زیست اُو گریاں بُوَد
اور جو خوش جیا، وہ رونے والا ہوتا ہے
نعلِ معکوس ست نقشِ ایں جہاں
اس دنیا کا نقش اُلٹا نعل ہے
مَیلِ ہر چیزے بسُوی ضدِّ آں
ہر چیز کو میلان ضد کی جانب سمجھ
ہر کہ را خوانند سُلطاں او گدا ست
لوگ جس کو بادشاہ کہتے ہیں وہ فقیر ہے
زانکہ وَطرش کامل از اوطارِ ماست
اسلئے کہ اُس کی حاجت ہماری حاجت سے زیادہ ہوتی ہے
کاں فلاں را ایں رعایت کردنی ست [۵۲]
کہ اُس فلاں کی یہ رعایت کرنی ہے
وز فلاں مالِ فلانے بُردنی ست
اور فلاں سے فلاں مال لینا ہے
گر گدا را بینی اُو سلطانِ وقت
اگر تو فقیر کو دیکھے وہ وقت کا شاہ ہے
مالکِ وقت و پدر شد زانِ وقت
وہ وقت کا مالک ہے اور وقت کی کیفیت سے پرے
خود ابو الوقت ست در احوالِ خویش
وہ اپنے حالات میں ابو الوقت ہے
نے چو سلطاں ابنِ وقت و حالِ خویش
بادشاہ کی طرح اپنے وقت اور حال کا بیٹا نہیں ہے
ہمچنیں بُخل و سخا را در نگر
اسی طرح بخل اور سخاوت کو سمجھ
نام برِ ضد آمد اے نیکو سِیَر
اے نیک سیرت! نام بالعکس ہے
از بخیل آمد سخی تر گو کدام
بتا بخیل سے زیادہ سخی کون ہے!
مالِ خود را می گذارد بہرِ عام
وہ اپنا مال عوام کے لئے چھوڑ جاتا ہے
نفسِ خود را جملہ زو محروم داشت
اپنے نفس کو اُس سے بالکل محروم رکھا
بہرِ خرجِ وارثاں معصوم داشت
وارثوں کے خرچ کے لئے محفوظ رکھا
[۵۳] خود نخورد و نا بکس از دست داد
نہ خود کھایا اور نہ کسی کو ہاتھ سے دیا
کیں دو راجع سُوی اُو بُد ست اے مرد
کیونکہ یہ دو (ہی) اس سے متعلق ہیں اے مرد
ہر کہ را خوانی سخی اُو شد بخیل
تو جس کو سخی کہتا ہے، وہ بخیل ہے
زانکہ غیرے را نداد اُو یک فتیل
کیونکہ اُس نے غیر کو تھوڑی چیز بھی نہ دی
یا بدنیا خود خورد یا مید ہد
یا دنیا میں خود کھاتا ہے یا دے دیتا ہے
بہرِ عقبیٰ در لحد یکسر نہد
آخرت کے لئے سب قبر میں رکھ دیتا ہے
دیگرے از مالِ اُو نفعے نہ بُرد
دوسرے نے اس کے مال سے نفع نہ اٹھایا
ہم خورانید او بمسکیں یا بخورد
اُس نے مسکین کو کھلا دیا یا خود کھا لیا
صَرف در راہِ خدا بہرِ خُود ست
خدا کی راہ میں خرچ کرنا اپنے لئے ہے
تا بوقتِ بے کسی آید بدست
تاکہ بے کسی کے وقت ہاتھ آئے

۵۱ عزم الامور، صبر کو ہمت کا کام فرمایا ہے۔ ارب۔ حاجت۔ توکیل۔ وکیل بنا دینا، سپرد کر دینا۔ سُومیں۔ تیسرا شہزادہ دنیا کے کاموں میں سست اور آخرت کے کاموں میں چست تھا۔ ہر کہ۔ جو دنیا میں روئیگا وہ آخرت میں مسکرائے گا۔ معکوس۔ اُلٹا۔ دنیاوی بادشاہ درحقیقت فقیر ہے۔ وَطر۔ حاجت، اوطار اُس کی جمع ہے۔ ۵۲ کاں۔ بادشاہ ہر وقت فکروں میں مبتلا رہتا ہے۔ گدا۔ فقیر اپنے اوقات کا مالک ہے اور ابوالوقت ہے۔ سِیَر، سیرت کی جمع ہے عادت، خصلت۔ بخیل۔ دنیا کا بخیل سخی ہے اپنا مال خود خرچ نہیں کرتا ہے دوسروں کے لئے چھوڑ کر جاتا ہے۔ ۵۳ خورد۔ خود کھا لیتا یا اپنے ہاتھ سے غریبوں کو دے دیتا ہے تو وہ مال اُس کے کام آتا اور اُس کا کہلاتا ہے۔ سخی۔ دنیا کا سخی بخیل ہے اس لئے کہ سب مال اُس کے کام آیا یا خود کھا لیا یا آخرت کے لئے خرچ کر دیا جو اُس کے کام آئے گا دوسروں کیلئے نہ چھوڑا جس سے کسی کے نقصان کا ذریعہ۔ فتیل۔ حقیر چیز۔

چونکہ در محشر درم دینار نیست
چونکہ محشر میں درہم، دینار نہیں ہے
ویں دو مونس را در انجا بار نیست
ان دونوں ٹیلنے والی چیزوں کا وہاں دخل نہیں ہے
اندراں وقتش رسد آں مالِ او
اُس کا وہ مال اُس وقت میں پہنچ جاتا ہے
پُر شود میزان[1] فرّخ فالِ او
اُس کی بابرکت ترازو بھر جاتی ہے
دوستی و دشمنیِ ایں جہاں
اِس دنیا کی دوستی اور دشمنی
ہمچنیں بر عکس آمد اے فلاں
اے فلاں! اِس طرح اُلٹی ہے
ہر کہ با تو دوست تر دشمن تر ست
جو تیرا زیادہ دوست ہے وہ زیادہ دشمن ہے
نخلِ عمرت را بافسوں زود بُرست
وہ تیری عمر کے پودے کو منتر کے ذریعہ جلد کاٹنے والا ہے
ہر کہ دشمن گشت نامد سوی تو
جو دشمن بن گیا وہ تیرے پاس نہ آیا
نامد او گاہے ندید او روی تو
نہ وہ کبھی آیا، نہ اس نے تیرا چہرہ دیکھا
در حقیقت او بود از دوستاں
درحقیقت وہ دوستوں میں سے ہے
نقدِ عمرت را نگشتہ او ستاں
وہ تیری نقدِ عمر لینے والا نہ بنا
دوستاں تضییع عمرت می کنند
دوست تیری عمر ضائع کرتے ہیں
در فسادِ وقت و حالت می تنند
تیرے حال اور وقت کے فساد میں کوشاں ہیں
بر تو حالے آمد، او آمد ز دور
تیرے اوپر ایک کیفیت طاری ہوئی وہ دور[2]
حالِ دل برگشت و پیدا شد نفور
دل کی کیفیت بدل گئی اور نفرت پیدا ہوئی

بر تو حالے آمد، او آمد ز در
تیرے اوپر ایک حال طاری ہوا وہ دروازے سے آیا
بہرِ گفتِ بیہودہ بہرِ سَمَر[3]
بیہودہ باتیں کرنے کیلئے (اور) قصہ گوئی کیلئے
صحبتِ عامی بلای اکبر ست
عوام کی صحبت، بڑی مصیبت ہے
بہرِ عینِ قلب غینِ اَستر ست
دل کی آنکھ کے لئے بہت چھپانیوالا ابر ہے
غینِ رَین آمد بقرصِ آفتاب
سورج کی ٹکیا پر سیاہی کا ابر آیا
پس دلِ مہ را ازو چہ بود حساب
تو چاند کے دل کو اُس سے کیا واسطہ؟

دربیانِ مغلوبیتِ حالِ خود
اپنے حال کی مغلوبیت کا بیان
و پر تو نورِ اجلالِ مولانا جلال الدین
اور مولانا جلال الدین قدس سرّہٗ کے نور
قدس اللہ سرّہ العزیز کہ
اجلال کا سایہ جو خودی کے گھر
کاشانۂ سوز خودی گشتہ
کو جلانے والا بن گیا

جلوۂ برقِ تجلیِ جلال
تجلی جلال کی برق کے جلوے نے
آتش اندر خرمنم زد چیست حال
میرے کھلیان میں آگ لگادی کیا حال ہے؟
نورِ اجلال از جلال الدین رُوم
حضرت جلال الدین رومی کا نورِ اجلال
مخزنِ اسرارِ حق صدرِ النجوم
جو کہ اللہ (تعالیٰ) کے رازوں کے خزانہ ستاروں کے صدر ہیں
از درونم خود بخود سر می زند
میرے باطن سے خود بخود اُبھرتا ہے
زآشیانم باز شہپر می زند
پھر میرے آشیانے سے باز پر پھیلاتا ہے

من ندانم من کیم گوینده چیست
میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں کون بولنے والا کیا ہے؟
ویں شرر در پنبہ ام از برقِ کیست
یہ چنگاریاں میری روئی میں کس کی برق کی ہیں
نالۂ من از کدامیں پرده است
میرا نالہ کون سے پردے سے ہے
حیرتم در بحرِ عماں بُرده است
حیرت مجھے گہرے سمندر میں لے گئی ہے
می تراود بے منِ و بے سعیِ من
میرے بغیر اور میری کوشش کے بغیر ٹپکتا ہے
از نئے دل نالۂ موزوں پُر شجن
دل کی نے سے غموں سے بھرا موزوں نالہ
قافیہ مضموں پئے روپوش ہست
مضمون کا قافیہ پردے کے لئے ہے
معنی از دل ہمچو شیر از بیشہ جست
دل میں سے معانی جھاڑی سے شیر کی طرح نکلے
ہم مرا خوردی و ہم وہمِ خودی
آپ نے مجھے کھا لیا اور خودی کے خیال کو بھی
اے حسام الحق مگر در من شدی
اے حسام الدین! شاید آپ میرے دل میں پہنچ گئے ہیں
آمدی در من مرا بُردی تمام
آپ مجھ میں آگئے اور مجھے بالکل فنا کر دیا
اے تو شیرِ حق مرا خوردی تمام
آپ اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں آپنے مجھے پورا کھا لیا
من چہ دانم آنچہ می دانی بگو
میں کیا جانتا ہوں، آپ جو جانتے ہیں کہیں
شد بدستِ تو زمام اے نیک خو
اے نیک خصلت! باگ آپکے ہاتھ میں ہے
از چہ رُو کردی مرا روپوشِ خود
آپ نے مجھے اپنا پردہ کیوں بنایا؟
من ندارم از سر و پا ہوشِ خود
مجھے تو خود اپنے سر پیر کا ہوش نہیں ہے

له میزان۔ اعمال کی ترازو۔ زود بُرست۔ زود بُرنده است۔ ستاں۔ گیرنده۔ دوستاں۔ دوست بڑا وقت برباد کرتے ہیں۔ حالے۔ جمعیت وقت سے جو
ہر ایک کیفیت طاری ہوتی ہے دوست آکر اس کیفیت میں خلل ڈال دیتے ہیں۔ سه سمر۔ قصہ گوئی۔ عین۔ چشمہ۔ غین۔ ابر۔ استر۔ زیادہ چھپانیوالا۔ رین۔
سیاہی کا چھا جانا۔ جب کالا دھبہ سورج کی روشنی کے لئے نقصان رساں ہے تو پھر چاند کو کس حساب میں ہے۔ پرده۔ ساز کا پرده۔ بحرِ عماں۔ گہرا سمند
مفتی مزمل

Presented by www.ziaraat.com

چند نالۂ زارکز نے بیقرار رود
چند نالۂ زار جو غمگین، درد آگاہ بیقرار
آثار غمگسار سرزدہ وبیانِ منازل
بپے سے نکلے اور وجود کے تمام منازل
کلی وجود عروج ونزولِ اطوار
اور عروج اور ہستی کے شہود کے
ہستی برمرتبۂ شہود ۴۳
مرتبہ پر نزول کا بیان

بشنو از نے چوں حکایت میکند
نے سے سُن کیا حکایت کر رہی ہے؟
قصۂ ہجراں روایت میکند
جدائی کا قصہ بیان کر رہی ہے
کز وجودِ مطلقم چوں کندہ آند
کہ جب سے مجھے مطلق وجود سے جدا کیا ہے
مَن بگریہ مَردماں درخندہ آند
میں رو رہی ہوں، لوگ ہنس رہے ہیں
حالِ زارِ مَن نمیداند کسے
کوئی میرا حالِ زار نہیں جانتا
ہستم اندر آتشِ غم چوں خسے
غم کی آگ میں تنکے کی طرح ہوں
چونکہ[1] از قوسِ احد منزل شُدم
جب میرا قوسِ احد سے تنزل ہوا
خود بحرِ واحدیت حل شدم
میں خود واحدیت کے مٹکے میں گھل گئی

منزلِ لاہوت راکردم عبور
میں نے "لاہوت" کی منزل کو عبور کیا
کردم از جبروت اِمی ہم مرور
میں "اِلٰہی جبروت" سے بھی گذر گئی
رفتہ رفتہ عالمِ ملکوت شُد
رفتہ رفتہ "عالمِ ملکوت" ہوگیا
عالمِ روحانی منعوت شُد
موصوف "عالمِ روحانی" ہوگیا
بعدہٗ در عالمِ مُلک وشہود
اُس کے بعد "عالمِ مُلک وشہود" میں
گشت ظاہر جملہ اطوارِ وجود
وجود کے تمام مراتب ظاہر ہوگئے
منتہایش عالمِ ناسوت گشت
اُس کا "منتہا" "عالمِ ناسوت" ہوگیا
زیں تنزلہا دلم مبہوت گشت
اِن تنزلات سے میرا دل حیران ہوگیا
کے بُود یارب کہ معراجے شود
اے خدا کب ہوگا کہ "معراج" ہوگی؟
روح سوئے قوسِ احدیت رود
روح "قوسِ احدیت" کی جانب جائیگی
ہر تنزل را عروج[2] لازم ست
ہر تنزل کے لئے عروج ضروری ہے
قطرہ سوئے بحرِ اخضر عازم ست
قطرہ بحرِ اخضر کے لئے ارادہ کرنیوالا ہے

لیک اقسامِ عروج ایجاں سہ است
لیکن اے جان! عروج کی تین قسمیں ہیں
برکس از فیضِ خدا ایں در نہ بست
خدا کے فیض کا یہ دروازہ کسی پر بند نہیں ہوا
شُد عروجِ عامہ مرگِ جسمِ خاک
عوام کا عروج "خاکی جسم کی موت" ہے
بس تعرج ہست در موت وہلاک
موت اور ہلاکت میں عروج ہے
قدرِ مرگِ خود نمیدانی چرا
تو اپنی موت کی قدر کیوں نہیں جانتا؟
میکند[3] در مرجِ لاہوتی چرا
وہ تجھے "لاہوتی چراگاہ" میں خوراک دیتی ہے
موت قبل الموت اگر دستت نداد
موت قبل از موت کا اگر تجھے موقع نہ ملا
میکند کارت اجل حسبِ المراد
موت مُراد کے مطابق تیرا کام کردیتی ہے
موت جسرِ موصل آمد سوئے یار
موت یار کی جانب پہنچانے والا پل ہے
مرگ را آمادہ باش اے ہوشیار
اے ہوشیار موت کے لئے آمادہ رہ
دہ چہ خوش باشد کہ سوئے شہ رَوم
واہ، کیا اچھا ہوگا کہ میں شاہ کی طرف جاؤنگا
واصلِ درگاہِ آں بیچوں شوم
اُس بے چون کے دربار سے متصل ہوجاؤنگا

---

[1] چونکہ۔ وجود کے اجمالی مراتب کا ذکر کیا ہے، وجود کا پہلا مرتبہ قوسِ احدیت ہے، وجود کا یہ مرتبہ ذاتِ مجرد ہے اِس کو ذاتِ بحت ھُنیت ہویت۔ اَحدیت مُطلقہ کہا جاتا ہے اِس مرتبہ میں نہ اُس کا صفات سے اتصاف ہے، نہ نعوت سے، نہ وہ مطلق ہے، نہ وہ مقید۔ یہ مرتبہ تنزیہ اور تشبیہ سے بالاتر ہے اور کشف وعیاں سے بھی برتر ہے اِسی کو لاہوت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسرا مرتبہ قوسِ واحدیت ہے یہ مرتبہ ذات مع الصفات کا ہے اِسی کو عالمِ جبروت کہا جاتا ہے تیسرا مرتبہ ارواحِ مجردہ اور عقول کا ہے اِسی کو عالمِ ملکوت کہا جاتا ہے اِس کے بعد چوتھا درجہ عالمِ مثال کا ہے وجود کے یہ جملہ مراتب عالمِ امر کہلاتے ہیں اِس کے بعد عالمِ خلق کا مرتبہ ہے جس کو عالمِ شہادت اور ملک اور عالمِ ناسوت بھی کہا جاتا ہے یہ سب وجود کے تنزل کے مراتب ہیں۔ [2] عروج۔ وجود کے تنزلات کے بعد عروج شروع ہوتا ہے پہلا عروج وہ ہے جو موت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے جس کے ذریعہ عالمِ برزخ کی جانب عروج ہوتا ہے دوسرا عروج وہ ہے جو جنت اور جہنم میں حاصل ہوتا ہے وہ قوسِ احدیت کی جانب عروج ہے یہ عروج مومن کا جمال کے راستہ سے ہے اور کافر کا جلال کے راستے سے ہے۔ تیسرا عروج وہ ہے جو خدائی کشش کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ [3] میکند۔ موت کے ذریعہ انسان کا عروج عالمِ لاہوت کی جانب ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

وقت آمد کز جہانِ بیکسی
وقت آگیا کہ بے کسی کی دنیا سے
پای کوبان سُوئے بامِ اُو رسی
تو رقص کرتا ہوا اُسکے بالاخانہ کی جانب پہنچ جائے
زین سبب فرمود احمدؐ مجتبےٰ
اسی لئے احمد مجتبیٰ نے فرمایا
تحفۃُ المُؤمن کہ اَلمُوت[۱] اے فتا
اے نوجوان! موت مومن کا تحفہ ہے
گر نبودے موت در دنیائے دُول
اگر کمینی دنیا میں موت نہ ہوتی
سخت می گشتیم عاجز بس زبول
ہم سب عاجز اور مغلوب بن جاتے
شکرِ حق کو مخلصی بنہادہ است
اللہ (تعالیٰ) کا شکر ہے کہ نجات کا موقع رکھ دیا ہے
غرفہ سُوئے آں جہاں بکشادہ است
اُس جہان کی جانب کھڑکی کھول دی ہے
ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے عزیز! یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے
از عُروجِ بعدِ مُردن گو تو نیز
مرنے کے بعد کے عروج کے متعلق بتا
زاں عُروجے کردہ در برزخ رَود
اُس کے ذریعہ عُروج کر کے برزخ میں جاتا ہے
درمیانِ قبر تا محشر بُوَد
قبر کے اندر محشر تک رہتا ہے
پس[۲] عروجے ہست در محشر پدید
پھر ایک عروج محشر میں ظاہر ہوتا ہے
بعد ازاں در نار یا جنت کشید
اُس کے بعد جہنم میں یا جنت میں لیجاتا ہے

پس بسُوئے واحدیت تا اَحَد
پھر "واحدیت" کی جانب "احد" تک
سر برآرد از تعین می رَہد
سر اُبھارتا ہے، تعین سے نجات پا جاتا ہے
مُنتہیٰ سُوئے خدا شُد زیں سبب
اِس لئے منتہیٰ اللہ (تعالیٰ) کی جانب ہوا
ہست رُجعیٰ سُوئے اُو خود بے طلب
خود بغیر مانگے، اُس کی جانب واپسی ہے
مُومن از نورِ جمالے می رسد
مومن کو نورِ جمال کے ذریعہ سے پہنچتا ہے
ثمرہا از باغِ رُویت می چشد
دیدار کے باغ کے پھل چکھتا ہے
کافر از نورِ جلالی گو رسید
کافر گویا نورِ جلالی کے ذریعہ پہنچتا ہے
لیک محجوب است خسرانے کشید
لیکن وہ محجوب ہے اور اُس نے نقصان اٹھایا ہے
معنیٔ کُلٌّ اِلَینا راجِعُون
"ہر ایک ہماری طرف لوٹنے والا ہے" کے معنیٰ
فہم کُن وَاللہُ اَعلَمُ بِالفُنُون
سمجھ لے اور خدا فنون کو زیادہ جانتا ہے
ایں عُروجِ اضطراری عام ہست
یہ اضطراری عروج عام ہے
بہرِ ہر ناپختہ و ہر خام ہست
ہر نہ پکے ہوئے اور ہر کچے کے لئے ہے
زیں سبب فرمود آں احمدؐ لبیب
اُن عقلمند احمدؐ نے اسی لئے فرمایا
موت جسرِ مُوصِل آمد تا حبیب
موت، دوست تک پہنچانے والا پل ہے

واں عُروجِ[۳] دُومی شُد ز اختیار
وہ دوسرا عروج اختیار سے ہوا
اولیا و انبیا را ز اعتبار
اولیاء اور انبیاء کے اعتبار سے
از رہِ علم و عمل عارج شُدند
وہ علم و عمل کے راستے سے عروج حاصل کر چکے ہیں
پس بموتِ معنوی خارج شُدند
وہ معنوی موت کے ذریعہ نکلنے والے بنے
پیشِ مُردن مُردہ گرد و شو فنا
مرنے سے پہلے مُردہ بن اور فنا ہوجا
تا عُروجے حاصل آید مر تُرا
تاکہ تجھے عروج حاصل ہو
از منازلہا کہ سالک آمدست
سالک جن مراتب سے آیا ہے
جہد کردہ ہم بدانسُو پا زدست
کوشش کر کے اُسکی جانب قدم بڑھایا ہے
تاکہ وجہِ حق بروظاہر شود
تاکہ اُس پر حق کی وجہ ظاہر ہوجائے
در تجلیٔ واحدی اَحدی رود
"واحدی احدی" تجلی میں چلا جائے
خود فنا گردد بقا حاصل کُند
خود فنا ہوجائے، بقا حاصل کرے
قطرہ را تا بحرِ کُل واصل کُند
قطرے کو بحرِ کل سے جوڑ دے
سوّمیں معراج جذبِ ایزدی
تیسری معراج، ایزدی جذب ہے
کو کشد در لمحہ سُوئے بے خودی
جو ایک لمحہ میں بے خودی کی جانب کھینچ لیتی ہے

۱ اَلمَوت۔ موت کو آنحضورؐ نے مومن کا تحفہ اسی لئے قرار دیا ہے کہ وہ وصلِ یار کا سبب ہے۔ زاں عروج۔ مرنے سے عالمِ برزخ کی طرف عروج ہوتا ہے، قبر برزخی چیز ہے۔ پس۔ قبر سے محشر کی جانب عروج ہوتا ہے پھر محشر سے جنت اور دوزخ کی طرف عروج ہوتا ہے۔ ۲ پس۔ پھر قوسِ واحدیت اور قوسِ احدیت کی جانب عروج ہوتا ہے۔ رُجعیٰ۔ سورۂ اقرا میں ہے وَاِنَّ اِلیٰ رَبِّکَ الرُّجعیٰ اور بیشک تیرے رب کی جانب واپسی ہے۔ اِس عروج۔ موت کے ذریعہ عروج اضطراری ہے جو ہر ایک کے لئے ہے۔ جسرپل۔ ۳ عروج دومی۔ موت کے ذریعہ جو عروج ہے وہ انبیا اور اولیاء کو مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا کے ذریعہ اختیاری طور پر حاصل ہوتا ہے۔ واحدی احدی۔ یعنی قوسِ واحدیت اور قوسِ احدیت۔

Presented by www.ziaraat.com

چوں رسولِ مجتبیٰ دریک نفس
جس طرح رسولِ مجتبیٰؐ ایک سانس میں

وارہید از قیدِ ایں نازک قفس
اس نازک پنجرے کی قید سے چھوٹ گئے

دفعۃً[۱] تا قاب قوسین او پرید
دفعۃً وہ "قاب قوسین" تک اڑے

راہِ صد سالہ بیک جنبش برید
سو سال راستہ ایک جنبش میں طے کیا

در دم از ظاہر سوئے باطن رود
فوراً ظاہر سے باطن کی جانب چلا جاتا ہے

واں کثافت خود لطافتہا شود
وہ کثافت، خود لطافتیں بن جاتی ہے

ظلمتِ خاکی زجسمِ تو رود
خاکی ظلمت تیرے جسم سے چل جاتی ہے

نورِ یزدانی بہفت اعضا دود
خدائی نور سات اعضا میں دوڑ جاتا ہے

لیکن ایں در اختیارِ عبد نیست
لیکن یہ بندے کے اختیار میں نہیں ہے

بندہ را فعلے بجز در جہد نیست
بندے کا کام کوشش کے سوا نہیں ہے

زاجتبا گشتند محبوباں مصیب
محبوب "اجتبار" کی وجہ ٹھیک پہنچنے والے ہیں

واں دگر ہا گشتہ یہدی من ینیب[۲]
اور وہ دوسرے وہ "اسکو ہدایت کرتا ہے جو رجوع کرتا ہے" کے

ہر مرید آخر مرادے می شود
ہر مرید آخر میں مراد بن جاتا ہے

طالبِ مطلوب رادے می شود
طالب جوان کا مطلوب بن جاتا ہے

نے مثابہ آنکہ کار آخر کند
نہ وہ مرتبہ جو کام مکمل کرے

ہر مریدے ایں اجتبا را کے سزد
ہر مرید اس "اجتبار" کے لائق کہاں ہے؟

قدرِ حالِ خود مرید آمد مراد
مرید اپنے حال کے اندازہ سے مراد بنتا ہے

زیں سبب فرمود آں ربُّ العباد
اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

من تقرب[۳] شبرا باعاً کنت لہٗ
جو ایک بالشت قریب ہوا میں چار ہاتھ ہو

من اتی یمشی اتیت ہرولہ
جو چل کر آیا، میں بھاگ کر آیا

جہد کن کز جہدہا عارج شوی
کوشش کر کیونکہ مجاہدوں سے تو صاحب معراج ہو

زآشیانِ آب و گل خارج شوی
آب و گل کے آشیانہ سے نکل جائیگا

از چہ نورِ پاک و خوش آمد ملک
فرشتہ پاک نور اور بھلا کس وجہ سے ہے

از چہ صاف و روشن آمد ایں فلک
یہ آسمان صاف اور روشن کس وجہ سے ہے!

زانکہ از خاکِ مکدر برتر اوست
اس لئے کہ مکدر خاک سے وہ بالا ہے

زانکہ از نفسِ دنی مطہر اوست
اس لئے کہ وہ کمینہ نفس سے پاک ہے

نفسِ[۴] خیرہ خاکِ تیرہ شد بہم
بے باک نفس اور مکدر ریتی اکٹھے ہوئے

بر بلا آمد بلا اے خوش قدم
اے خوش قدم! مصیبت بالائے مصیبت آ گئی

جہد کن تا خاک را صافی کنی
کوشش کر تاکہ تو زمین کو صاف کرلے

زیں ہمہ آلودگی ہا بر کنی
تو ان سب آلودگیوں سے جدا ہو جائے

نفسِ خیرہ را بدہ بس گوشمال
بے باک نفس کو بہت سزا دے

تا دمد از خاکِ جسمت صد نہال
تاکہ تیرے جسم کی مٹی سے سینکڑوں پودے اگیں

جہد کن اندک زمانہ روز چند
چند دن تھوڑے وقت مجاہدہ کرلے

چند شب گریہ مکن باقی بخند
چند راتیں رولے، باقی ہنس

زیں سبب فرمود قرنی اویسؓ
اسی لئے اویسِ قرنی رضؓ نے فرمایا

ساعۃ دنیا و فیہا الروح لیس
دنیا کچھ وقت ہے اور اسمیں آرام نہیں ہے

کاہلی در کارِ دنیا در سپار
دنیا کے کام میں کاہلی اختیار کر

چابکی میکن پئے روزِ شمار
حساب کے دن کے لئے چستی برت

زہد[۵] در دنیا چہ جائے فخرِ تست
دنیا میں زہد، تیرے فخر کا کیا موقع ہے؟

میل سوئے جیفہ ننگ و خسرت
مردار کی طرف میلان، ذلت اور گھاٹا ہے

قدرِ او حقا چو پرِ پشہ نیست
یقیناً اسکی قدر مچھر کے پر کی طرح بھی، نہیں ہے

پیش بحرِ آں جہاں جز رشحہ نیست
اُس جہاں کے سمندر کے سامنے ایک چھینٹے کے سوا نہیں ہے

---

[۱] دفعۃً ـ آنحضورؐ کو معراج میں جذبِ الٰہی سے دفعۃً عروج ہوا اور مقامِ قرب تک پہنچ گئے۔ یہ جذبِ الٰہی کا عروج بندہ کے اختیار میں نہیں ہے۔ [۲] دگرہا ـ جو سعی کرتے ہیں اُن کا بیان یہدی من ینیب میں ہے خدا اُس کو ہدایت کردیتا ہے جو اُس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ نے مثابہ ـ اجتہاد اور کوشش سے وہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا جو جذبِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ [۳] من تقرب ـ حدیثِ قدسی ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا مَن تقرّب اِلیّ شبرا تقربتُ الیہ باعاً جو میرے ایک بالشت قریب ہوا میں اُس کے چار ہاتھ قریب ہوا مَن اتٰی اِلیّ یمشی اتیتُ الیہ ہرولۃ جو میری جانب چل کر آیا میں اُس کے پاس دوڑتا ہوا آیا۔ از چہ ـ فرشتہ اور آسمان اس لئے پاک صاف ہیں کہ وہ کدورت اور نفس سے پاک ہیں۔ [۴] نفس ـ انسان میں یہ دونوں خرابیاں ہیں اُن کے ازالہ کی ضرورت ہے۔ [۵] زہد ـ اگر انسان دنیا سے بچاؤ اختیار کرتا ہے تو اس کیلئے کوئی خاص فخر نہیں ہے دنیا ہے ہی ایسی چیز کہ اُس سے بچاؤ کرنا چاہیے

رشحہ ـ چھینٹا۔

کرد[۱] احسانے خداوندِ بلند
خدائے برتر نے بڑا احسان فرمایا
زُہدِ ایں ناچیز را از ما پسند
کہ اس ناچیز سے ہماری بے رغبتی پسند کرلی
زُہد نامرغوب چیزے بس حقیر
بہت حقیر ناپسندیدہ چیز سے بے رغبتی کو
از کرم بنوشت اُو شیئاً کثیر
کرم سے اس نے "کثیر چیز" لکھ دیا
از عنایتہائے خاصِ ایزدست
اللہ (تعالیٰ) کی خاص عنایتوں میں سے ہے
کو شبہ گیرد دہد گوہر بدست
کہ وہ پوتھ لے لیتا ہے اور موتی عطا کرتا ہے
عمرِ معدودِ قلیلے بے ثبات
ناپائیدار، تھوڑی، گنی چُنی عمر
طاعتے کردی و رفتی در حیات
تو نے عبادت کی اور ابدی زندگی میں چلا گیا
آں حیاتِ باقیِ بے انتہا
وہ لامحدود باقی رہنے والی زندگی
نے عدم گردش بگردد نے فنا
جس کے چاروں طرف نہ عدم گردش کرتا، نہ فنا
لایحومُ حولہُ الاعدامُ قط
نیستیاں اُس کے گرد کبھی چکر نہیں کاٹتیں
صرت ذُخاً باقیاً حیاً فقط
تو بس باقی رہنے والی زندگی، روح بن گیا
عمرِ دنیا پیشِ عقبیٰ ساعت ست
آخرت کے بالمقابل دنیا کی عمر ایک گھڑی ہے
ساعتے را ناہی راحت ست
ایک گھڑی کی وجہ سے لامحدود راحت ہے

ہے کجائی فہم و عقلِ تو چہ شد
بائیں تو کہاں ہے یا تیری سمجھ اور عقل کیا ہوئی؟
پاسِ انفاسِ چو گوہر دارِ خود
اپنے موتی جیسے سانسوں کا لحاظ رکھ
ہر[۲] نفس بہرِ مسیحائیت چُست
ہر سانس تیری مسیحائی کے لئے تیار رہے
گر نداری پاسِ او از جہل تست
اگر تو لحاظ نہ رکھے تیری نادانی ہے
قیمتِ یک دم جہانے گر دہی
تو اگر ایک سانس کی قیمت ایک دنیا دے
نیست ممکن کز اجل یکدم رہی
ممکن نہیں ہے کہ ایک سانس کیلئے موت سے بچ جائے
ایں چنیں انفاسِ خوش ضائع مکن
ایسی بہتر سانسیں ضائع نہ کر
غفلت اندر شہرِ جاں شائع مکن
جان کے شہر میں غفلت کو رائج نہ کر
بر سرِ خُرّی سہ روزہ می تنی
تو تین روزہ کی خوشی کے گرد گھومتا ہے
چوں ستاعِ آخر بپاسے برزنی
بالآخر بانجھ عورت کی طرح ایک سانس میں گر جائے گا
در زغارہ چوں زغارہ ساں ساں
نمناک مٹی میں سبز شاخ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے
بند بندت گردد آخر اے فلاں
بالآخر تیرا جوڑ جوڑ ہو جائے گا اے فلاں!
سامۂ عہدِ ازل را یاد کن
ازل کے عہد کے وعدہ کو یاد کر
زخشۂ فطرت چو داری باد کن
جبکہ تو فطرت کا شعلہ رکھتا ہے، ہوا دے

ہر عبادت را ز حق وقت آمدست
ہر عبادت کا اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے وقت مقرر ہے
در صلوٰۃ و صوم میقاتے شدست
نماز اور روزے کا ایک وقت متعین ہے
ہم زکوٰۃ و حج فرضِ وقتی ست
زکوٰۃ اور حج بھی وقتی فرض ہے
غفلت اندر وقتِ آں بدبختی ست
اس کے وقت میں غفلت بدبختی ہے
جُز کہ ذکرِ آں خدائے پاک ذات
اُس خدائے پاک ذات کے ذکر کے سوا
نیستش وقتِ معیّن از خدات
خدا کی جانب سے تیرے لئے اُس کا وقت متعین
نوطِ ذکرِ حق بہ نسیاں داشتند
انہوں نے اللہ (تعالیٰ) کی یاد کا بھولنے سے تعلق کر دیا
ذکر را دائر بہ نسیاں ساختند
ذکر کو بھول میں دائر کر دیا
گفت اذکر ربک آں شاہِ جہاں
اُس شاہ جہاں نے "تو اپنے آپ کو یاد کر" فرمایا
وقتِ نسیاں اذ نسیت راجواں
بھول کے وقت "جبکہ تو بھولے" پڑھ لے
ظرفِ اذکر اذ نسیت آمدست
"تو ذکر کر" کا وقت "جبکہ تو بھولے" آیا ہے
پس بہر نسیاں قرینے کے شدست
تو ہر بھول کا ساتھی ذکر ہے
ہر گہت نسیاں بتازد ذکر گو
جس وقت تجھ پر بھول حملہ کرے ذکر کر
تا نماند غیرِ ذکر و فکرِ ہو
تاکہ اللہ (تعالیٰ) کے ذکر و فکر کے سوا کچھ نہ رہے

۱ کرد۔ اللہ تعالیٰ کا ہمارے زہد کو پسند کر لینا اُس کا کرم ہے ورنہ یہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ شبہ۔ کیچ کا مادہ۔ عمرِ دنیا۔ آخرت کی زندگی کے اعتبار سے دنیا کی زندگی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ہے یہاں اگر انسان نیک عمل کر لیتا ہے تو آخرت میں لا انتہا آرام ملتا ہے ۲ ہر نفس۔ تیرا ہر سانس تجھ کو مسیحائی دے سکتا ہے۔ قیمت۔ جب تیرا وقت ختم ہو گیا تو دنیا کی دولتیں دے کر بھی ایک سانس نہیں خرید سکتا۔ خُرّی۔ خوشی۔ ستاع۔ بانجھ عورت۔ سامہ۔ عہد۔ زخشہ۔ آگ کا شعلہ۔ باد کن۔ اُس کو ہوا دے کر بڑھا۔ ۳ میقات۔ وقت۔ نوط۔ تعلق۔ گفت۔ قرآن پاک میں ہے واذکر ربک اذا نسیت اور یاد کر اپنے خدا کو جس وقت تو بھولا۔ قرین۔ ساتھی۔ ہو۔ خدا۔

Presented by www.ziaraat.com

جز خدائے وحدہٗ چہ بُوَد دِگر
خدائے وحدہٗ کے علاوہ دوسرا کیا ہے؟
نامِ اُو بر جان و دل شِیر و شکر
اُسی کا نام جان اور دل کیلئے شیر و شکر ہے
ذکر کُن مذکور تا گردد عیاں
(ایسا) ذکر کر کہ جس کا ذکر ہوا آشکارا ہوجائے
نے ہمیں ذکرے کہ باشد بر زباں
نہ وہ ذکر جو (صرف) زبان پر ہو
ذکرِ لفظی غیر عارض بیش نیست
لفظی ذکر ایک عارضی سے زیادہ کچھ نہیں
ذکرِ رُوحی جز فنِ درویش نیست
رُوحی ذکر درویش کے ہنر کے سوا نہیں ہے
چونکہ بر بابد[1] تُرا سُلطانِ ذِکر
جب سلطان الذکر تجھے اُڑا لے
آں زماں گشتی سراپا کانِ ذِکر
اُس وقت تو مجسّم ذکر کی کان بن جائے
ذاکر و مذکور و ذِکر آید یکے
ذاکر اور مذکور اور ذکر ایک ہو جائے گا
غیرِ حق باقی نماند بے شکے
بے شک (خدا تعالیٰ) کے سوا باقی نہ رہیگا
عالمے[2] دیگر بدل زاید تُرا
تیرے دل میں ایک دوسرا ایسا عالم پیدا ہوگا
کیں سما و ارض شد آنجا ہبا
کہ یہ آسمان اور زمین وہاں ذرّہ ہیں
آفتابِ دیگر از مشرق تند
مشرق سے دوسرا سورج طلوع کرے گا
ذرّہ اَت اِشراقِ خورشیدے کند
اُس کا ایک ذرّہ سورج کو روشن کرے گا

مہر چوں آئینہ را گردد محیط
سورج جب آئینہ کو گھیر لیتا ہے
آئینہ خود جلوہ گر شُد زاں بسیط
اُس پھیلے ہوئے سے خود آئینہ جلوہ گر ہو جاتا ہے
بعد ازیں گفتن اجازت کے بُوَد
اُس کے بعد کہنے کی اجازت کہاں ہے!
نحنُ اَقرب ہر زمانم وے بُوَد
ہر وقت تیرے لے ہم سے زیادہ نزدیک ہیں وہ ہوتا ہے
در رگ و در پوست و اندر استخواں
رگ میں اور کھال میں اور ہڈی میں
برق زد چنداں کہ رفت از من نشاں
ایسی بجلی گری، کہ میرا نشان مٹ گیا
شعلۂ عشق از گریباں سر بزد
عشق کے شعلہ نے گریبان سے سر اُبھارا
احمدا[3] اکنوں مجو غیر از احد
اے احمدؐ! اب احد کے غیر کو تلاش نہ کر
شُد گریباں صورتِ مقراضِ لا
گریبان "لا" کی قینچی کی صورت بن گیا
من کجا و ہستیِ فانی کجا
(اب) میں کہاں اور فانی ہستی کہاں!
قارِعہ آمد زِ عشقِ ذُوالجلال
ذُوالجلال کے عشق کی قیامت آ گئی
ریزہ ریزہ کرد مینائے خیال
جس نے خیال کی صراحی کو ریزہ ریزہ کر دیا
در قیامت رازِ عشق ست اے فلاں
اے فلاں! قیامت میں عشق کا راز ہے
صد قرابِ چوں کتائب الاماں
لشکروں کو سو مرتبہ کشکشانے کیطرح "الاماں"

در تاویلِ بر تصوّف سُورۃُ القارعۃ
تصوّف کے اعتبار سے اس سورت کی تفسیر "قارعہ"
وما القارعۃ وما ادرٰک ما القارعۃ
کیسے القارعہ اور کس چیز نے تجھے بتایا کیا ہے القارعہ
قارِعہ دانی کہ چہ بُوَد قارِعہ
تو قارعہ کو جانتا ہے قارعہ کیا ہے؟
ہست بہر کوبِ دلہا سارِعہ
دلوں کو کوٹنے کے لئے جلدی کرنے والی ہے
پس چہ آگاہی بگو زاں قرعِ سخت
تو بتا تو کیا جانتا ہے سخت کوٹنے کے بارے میں؟
کو کند دلہائے عاشق لخت لخت
جو عاشقوں کے دلوں کو ٹکڑے کر دیتا ہے
قرعِ عشق آں روز باشد بر دلت
تیرے دل پر عشق کا کوٹنا اُس روز ہوگا
تا بدیں نوبت رساند منزلت
حتیٰ کہ تیرا مقام اس نوبت پر پہنچا دیگا
پیشِ تو شاہ و امیر و ہر کبیر
تیرے سامنے شاہ اور امیر اور ہر بڑا
جملہ چوں پروانگاں باشد حقیر
سب پروانوں کی طرح حقیر ہوں گے
در نظر کس را نباشد وزنِ جو
نظر میں کسی کا جَو برابر وزن نہ ہوگا
دل نباشد با کسے ہرگز گرو
دل ہرگز کسی کا پابند نہ ہوگا
روزنِ عُجب و ریا مسدود شُد
تکبر اور ریاکاری کا سوراخ بند ہوگیا
تا تُرا خلق از نظر مفقود شُد
حتیٰ کہ مخلوق تیری نظر سے گم ہو گئی

---

[1] بر بابد۔ جب سلطان الذکر کا غلبہ ہوتا ہے تو انسان کو اُس میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور وہ انسان کی غفلت کی حالت اور دوسری مشغولیت میں بھی جاری رہتا ہے۔ ذاکر۔ اب فنا کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ [2] عالم۔ پھر عجیب تجلیات طاری ہوتی ہیں۔ بسیط پھیلا ہوا۔ منتشر۔ بعد ازیں جب خدا ہم سے زیادہ قریب ہے تو اب اُس سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ [3] احمدا یعنی عارف۔ من کجا۔ یعنی اس عشق نے مجھے فنا کر دیا۔ قارعہ۔ کوٹ کوٹ دینے والی چیز۔ مینا۔ شیشہ۔ کتائب۔ کتیبہ کی جمع ہے۔ لشکر۔ مسدود۔ بند۔ مفقود۔ گم۔

غیرِ حق را قدر نبوَد در دلت
تیرے دل میں حق کے غیر کی قدر نہ ہوگی
مُردہ گردد خواہشِ آب و گلت
تیری آب و گل کی خواہش مُردہ ہو جائے گی

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ
اور ہو جائیں گے پہاڑ دھنی ہوئی
الْمَنْفُوشِ
روئی کی طرح

کوہہای سخت چوں پنبہ شود
سخت پہاڑ روئی کی طرح ہو جائیں گے
از نظر ہمچوں سحابے میرود
نظر کے سامنے ابر کی طرح چلیں گے
عالمے گردد ہبا[۵۱] پیشِ نظر
آنکھ کے سامنے عالم ذرات بن جائیگا
غیرِ حق را مرتفع گردد اثر
حق کے غیر کا اثر اٹھ جائے گا
چیست عالم آں عرضہا مجتمع
عالم کیا ہے؟ جمع شدہ عرض ہیں
در یکے عینِ بسیطِ متسع
ایک وسیع پھیلے عین میں
نیست چوں اعراض را ہرگز بقا
چونکہ اعراض کے لئے ہرگز بقا نہیں ہے
ہر چہ موجود ہست اکنوں فنا
جو موجود ہے، اب فنا ہے
عالم امواجیست در بحرِ وجود
وجود کے سمندر میں عالم موجیں ہیں
لیک چوں آبیست سیالے دود
لیکن اے دوست! پانی کی طرح بہنے والا ہر

ہمچو آں جوالہ شعلہ دائرہ
جس طرح دائرے میں گھومنے والا شعلہ
در نظر آید بسرعت سائرہ
نظر میں تیز چلنے والا نظر آتا ہے
نیست در واقع بجز نقطہ دگر
واقع میں سوائے ایک نقطہ کے دوسری چیز نہیں ہے
ایں فساد از حسِ تو شد اے پسر
اے بیٹا! یہ فساد تیری حس سے ہوا
ہمچناں[۵۲] کہ قطرہائے نازلہ
جیسے کہ نیچے آنے والے قطرات
نزدِ تو شد مستقیم و واصلہ
تیرے نزدیک سیدھا (خط) اور جڑے ہوئے ہیں
بسکہ او جنبش بسرعت میکند
وہ صرف تیزی سے حرکت کر رہے ہیں
حسِ تو بر فقدِ او کے می تند
تیرا حس اس کے نہ ہونے کو کب محسوس کرتا ہے
ہست در تجدید اکوان ایں جہاں
اس دنیا کی کائنات نیا ہونے میں ہے
میشود مثلش مجدد ہر زماں
اسی جیسا ہر لحظہ نیا آجاتا ہے
لیک حسِ ظاہرت از اشتباہ
لیکن تیری ظاہری حس اشتباہ کی وجہ سے
دائم آں یک شے بہ بیند در نگاہ
ہمیشہ نظر میں ایک چیز کو دیکھتی ہے
در نظر آید نظامِ متسق
نگاہ میں متصل نظام ہے
ہست در ہر آں ولیکن ممتحق
جو ہر آن موجود ہوتا ہے لیکن مٹنے والا ہے

نیست در یک لمحہ عالم را قرار
عالم کو ایک لمحہ کے لئے قرار نہیں ہے
ہمچو[۵۳] موجِ آب دائم در فرار
پانی کی موج کی طرح ہمیشہ روانگی میں ہے
ہر زماں از فیضِ سابق لاحقے
ہر لمحہ پہلے کے فیض کا ایک لاحق ہے
ہمچو او موجود گردد فائقے
ایک بڑھا ہوا اس جیسا موجود ہو جاتا ہے
موجد و مفنی ہماں یکذاتِ دوست
پیدا کرنے والی اور فنا کرنے والی دوست کی وہی ایک ذات ہے
اختفا با خود ظہورِ نور اوست
اس کا مخفی ہونا خود اس کا ظہور ہے
سرعتِ کون و فساد ایں سحر کرد
بننے اور بگڑنے کی تیزی نے یہ جادو کیا ہے
شد ز حسِ مشترک تمیز فرد
حس مشترک سے تمیز جدا ہو گئی ہے
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ
ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات
ایں زماں ست آشکارا اے عمو
اے چچا! اسی وقت ظاہر ہے
لیک فیضِ حق مدد آرد ز جود
لیکن سخاوت کی وجہ سے (اللہ تعالیٰ) کا فیض ہر دم
ہر دمش بخشد ز سر نو نو وجود
اس کو ہر دم از سر نو نیا وجود عطا کر دیتا ہے
ہر دمت اے جاں فنا و زندگیست
اے جان! تیری ہر وقت فنا اور زندگی ہے
غیرِ وجہ اللہ کرا پایندگیست
اللہ کی ذات کے سوا کس کے لئے بقا ہے؟

---

۵۱ ہبا۔ وہ ذرے جو فضا میں اڑتے رہتے ہیں۔ عرضہا مجتمع۔ صوفیا کے نزدیک تمام عالم اعراض کا مجموعہ ہے جو ایک عین قائم بالذات سے قائم ہے اور وہی پھیلا ہوا عین تمام عوالم کا حامل ہے۔ ہمچو آں۔ عالم میں تجدد امثال ہو رہا ہے ایک عرض دوسرے عرض کی جگہ لے رہا ہے لیکن تمہاری نگاہ میں وہ قائم نظر آتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ آگ کے انگارے کو اگر تیزی سے گھماؤ تو پورا دائرہ ایک قائم چیز نظر آتا ہے حالانکہ اس میں صرف ایک انگارہ ہے جو جگہ بدل رہا ہے یہ صرف تمہاری نظر کا فریب ہے ورنہ دائرہ نہیں ہے صرف ایک انگارہ ہے۔ ۵۲ ہمچناں۔ اسی طرح ایک قطرہ جو تیزی سے گرتا ہے وہ تمہیں پانی کی لڑی نظر آتا ہے حالانکہ وہ صرف ایک قطرہ ہے۔ تجدید۔ اسی طرح ہر عرض کی جگہ دوسرا عرض اسی طرح کا آرہا ہے لیکن تم سمجھتے ہو کہ وہ پہلا عرض ہے۔ متسق مسلسل ممتحق مٹتا ہوا۔ ۵۳ ہمچو تیز۔ دریا کا پانی ہر لمحہ بدل رہا ہے لیکن تمہیں ایک ہی سطح نظر آرہی ہے۔ اختفا۔ مخفی ہونے اور ظاہر ہونے میں اتحاد
سرعت کے دونوں یکساں چیز نظر آرہے ہیں۔

کل شیء۔ عالم میں جو اعراض ہیں ان کی فنا دیکھو

تا[1] بر اینساں چو بر جانت زند
کھڑکھڑانے والی (قیامت) اس طور پر جب تیری جان پر
ضربت آں تیشہ ہستت راکند
اُس تیشہ کی ضرب تیری ہستی کو اکھاڑ دیتی ہے
مستمر بینی عدم اعیان را
تو ہمیشہ موجودات کا عدم دیکھے گا
نیست موجودے بجز ذاتِ خدا
خدا کی ذات کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے
کوہہا گردد ترا مر السحاب
پہاڑ تیرے لئے ابر کا چلنا ہو جائے گا
مرتفع شد چونکہ از چشمت حجاب
جب کہ تیری نظر سے پردہ ہٹ گیا

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَھُوَ
لیکن وہ شخص جس کی ترازوئیں بھاری ہوئیں
فِیْ عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ اِلٰی آخرہ
پس وہ پسندیدہ زندگی میں ہے الخ

ہر کرا در ضربتِ عشق و قراع
عشق اور کھڑکھڑانے کی ضرب میں
کفۂ میزانِ عقلش شد مراع
جس کی عقل کی ترازو کا پلڑا رعایت کیا گیا ہو گیا
کفۂ میزانِ عقلش شد گراں
اس کی عقل کی ترازو کا پلڑا بھاری ہو گیا
از نہیبِ عشق نامد در زیاں
عشق کی دہشت سے وہ نقصان میں نہ پڑا
گرچہ[2] گشت سَمْعِیْ بِیْ یَسْمَعُ اوست
اگرچہ میں اس کا کان بنا ہوں جس سے وہ سنتا ہے وہ بر
خود کہ بِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ زد دست
وہ خود دوست کیونکہ میرے ذریعہ دیکھتا ہے اور میرے

لیک در شورِ فنا از جانش شد
لیکن فنا کے شور میں وہ جگہ سے نہ ہٹا
در مقامِ جمع شطح افزانش شد
وہ جمع کے مقام میں خلافِ شریعت باتیں بڑھانے والا نہ بنا
حدِ خود را داشت مطموح نظر
اُس نے اپنی حد کو منظورِ نظر رکھا
آنچہ می بیند نگفت او از حذر
جو کچھ وہ دیکھتا ہے احتیاط کی وجہ سے اُس نے وہ نہ کہا
اوست در عیشِ پسندیدہ مدام
وہ ہمیشہ پسندیدہ زندگی میں ہے
در مقامِ خلت[3] از کاسُ الکرام
خُلت کے مقام پر سخیوں کے پیالہ سے
وانکہ شد میزانِ عقلِ او سبک
اور وہ شخص جس کی عقل کی ترازو ہلکی پڑی
رفت در جام از حداں ظرفِ تنک
وہ کم ظرف (ایک) جام میں حد سے گزر گیا
شورشے و وحشتے آغاز کرد
شورش اور وحشت شروع کر دی
خویش را با قرصِ خور انباز کرد
اُس نے اپنے آپ کو ٹکیہ کیساتھ شریک کر لیا
گشت در آئینہ تاباں آفتاب
سورج آئینہ میں روشن ہوا
محو شد آئینہ رخشاں آفتاب
آئینہ محو ہو گیا، سورج روشن ہے
خود گمان آفتابے او نمود
اُس نے سورج ہونے کا گمان ظاہر کیا
لیک در واقع بجز عکس او نبود
لیکن واقع میں اُس کے عکس کے سوا کچھ نہ تھا

گشت منصور و سرے بر باد داد
وہ منصور بن گیا اور سر برباد کیا
وز شرارِ عشق آتشہا فتاد
عشق کی چنگاریوں سے آگیں نکلیں
برق از جان و دلش سر بر زند
اُس کی جان و دل سے بجلی عشق ہے
شعلۂ شوقش چو خاکستر کند
اُس کو شوق کا شعلہ راکھ کی طرح کر دیتا ہے
شعلۂ غیرت بدل گرم او فتاد
غیرت کا شعلہ دل میں لگا
آتشِ عشق افسر سوزش بداد
عشق کی آگ نے سوزش کو تاج پہنا دیا
تیز تر شد برقِ عشقِ بے نشاں
بے نشان عشق کی بجلی زیادہ تیز ہو گئی
سوختہ چوں یافت سوز بیگماں
جب اُس نے ایندھن پایا وہ یقیناً جل گیا
پس شود جای دلش در ہاویہ
اُس کے دل کی جگہ ہاویہ ہو گئی
ہیچ میدانی چہ باشد ہاویہ
تو کچھ جانتا ہے وہ کیا ہوتی ہے "وہ کیا ہے"
آتشِ سوزندہ نقشِ غیر را
غیر کے نقش کو جلا دینے والی آگ
کو بسوزد پرِ طیر و سیر را
جو اُڑنے اور سیر کرنے والے پر کو جلا دیتی ہے
از لہیبِ آتشِ ہجراں بسوخت
وہ ہجر کی آگ کی لپٹ سے جل گیا
ہر کہ زاں شمسِ مشعشع دیدہ دوخت
جس نے اُس شعاع دار سورج پر آنکھ جمائی

[1] قارعہ۔ جب دُسواں برقیامت برپا ہوگی تو تجھے نظر آجائیگا کہ کائنات کا وجود بجز ذاتِ واحد کے کچھ نہ تھا۔ ترکیا۔ جب عشق کے غلبہ میں فنا کا درجہ آتا ہے مگر اس وقت عقل سالم رہی اور انا الحق نہ کہہ بیٹھا تو اس کو عشق سے کوئی ظاہری نقصان بھی نہیں پہنچتا ہے [2] اگرچہ حدیثِ قدسی ہے کہ میں انسان کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے انسان اس مقام کی شورش سے بچ گیا اور شطحیات پر نہ اُتر آیا اور شریعت کا پاس و لحاظ رکھا تو وہ بچ جاتا ہے۔ شطح۔ وہ قول جو صوفیا سے خلافِ شریعت جذب اور فنا کی حالت میں صادر ہو جاتا ہے جیسے اَنَا الْحَق یا مَا فِیْ جُبَّتِیْ غَیْرُ اللّٰہ۔ خویش ہیں اپنے آپ کو خدا کے ساتھ شریک کرنے لگے۔ [3] خُلت۔ دوستی کا ایک مقام ہے جس سے خلیل بنا ہے اور آنحضورؐ نے فرمایا ہے میرا خلیل سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے۔ حضور منصور حلاج نے انا الحق کہہ دیا۔ افسر۔ تاج۔ کو بسوزد۔ ایسے شخص کا عشق کی گرمی سے پر پرواز جل جاتا ہے اور وہ سیر فی اللہ سے رُک جاتا ہے۔

اے ایاز ار حدِ خود بشناختی
اے ایاز! (اگر) تو اپنا مرتبہ پہچان جاتا
جانؔ بجانِ شاہ بیحد ساختی
جان کو لا محدود شاہ کی جان سے وابستہ کرتا

باز رجوع نمودن بتفصیل و تاویلِ قصۂ شہزادگاں و تطبیق نمودنِ او بر منازلِ عرفان

شہزادوں کے قصہ کی تاویل اور تفصیل کی جانب رجوع کرنا اور اس کی عرفان کے مراتب کے ساتھ مطابقت کرنا

یادم آمد قصۂ شہزادگاں
مجھے شہزادوں کا قصہ یاد آگیا
باز گردانم بسوی آں عناں
اس کی جانب پھر باگ موڑتا ہوں
اعتبارے گیر ازیں قصہ تمام
اس قصہ سے پوری عبرت حاصل کرلے
تا بری زیں داستاں حصہ تمام
تاکہ تو اس داستان سے پورا حصہ حاصل کرلے
مرد را باید کہ کارِ خود کند
انسان کو چاہیئے کہ اپنا کام کرے
نے بر افسون و فسانہ بر تند
نہ کہ افسوں اور افسانہ پر انحصار کرے
عمرہا کردی در افسانہ تمام
تونے عمر افسانہ میں ختم کردی
صبح نزدیک ست برخیز از منام
صبح قریب ہے نیند سے بیدار ہوجا
صبحِ پیری آمد و وقتِ رحیل
بڑھاپے کی صبح آگئی اور کوچ کا وقت ہے
در اساطیر و سمر کم شو دخیل
کہانیوں اور قصہ میں دخل نہ دے

آں بکن کہ زادِ راہے باشدت
وہ کر جو تیرے راستہ کا توشہ ہو
در لحد رخشاں چو ماہے باشدت
جو چاند کی طرح تیرے لئے قبر میں روشن ہو
شام شد آمد غروبِ آفتاب
شام ہوگئی آفتاب کے غروب کا وقت ہوگیا
وقت بیگہ شد بخانہ رو شتاب
دیر ہوگئی، جلد گھر جا
نان و حلوا خوردۂ تو مدتے
تونے ایک مدت تک روٹی اور حلوا کھایا ہے
ہیچ زاں دیدی بباطن عدتے
اس سے باطن میں تونے کوئی ذخیرہ دیکھا؟
نفس را پروردی و گاوے شدی
تونے نفس کو پالا اور بیل بن گیا
کے بمنزلگاہِ خود شاوے زدی
تونے کب اپنی منزل کی جانب قدم اٹھایا؟
چوں ستاکے تازہ سر افراختی
تونے نئی شاخ کی طرح سر ابھارا
خود ستاوندے معلے ساختی
اپنے آپ کو اونچا بنگلہ بنایا ہے
سنگ را بشکستی از ناخن بزور
تونے طاقت کے ناخن کے ذریعہ پتھر میں سوراخ کرلیا
شیر را رنجاندی از قوت چو گور
تونے قوت کی وجہ سے شیر کو گورخر کی طرح ستایا
آخر انفاست سکنجیدن کند
بالآخر تیرے سانس گھٹنے لگیں گے
چوں چنک در مرگ چغزیدن کند
چڑیا کی طرح مرتے وقت دوڑیں گے
پس بکن امروز بہرِ مرگ ساز
پس تو آج موت کے لئے تیاری کرلے
در گذر سوی حقیقت از مجاز
مجاز سے حقیقت کی جانب چلا جا

نان و حلوا خوردی و لمتر شدی
تونے روٹی اور حلوا کھایا تو موٹا ہوگیا
در وحلہای گنہ چوں خر شدی
گناہ کی کیچڑوں میں گدھے کی طرح پھنس گیا
نعمت الوانِ دیگر خوردہ گیر
فرض کرلے تونے قسم قسم کی نعمتیں کھائیں
خویشتن را آخر اے جاں مردہ گیر
اے جان! بالآخر اپنے آپ کو مردہ فرض کرلے
چرب و شیریں خوردہ گیر اے تیز رفت
اے سونے شیراز فرض کرلے تونے چکنی اور میٹھی غذائیں کھائیں
در دو روزہ تب ہمہ آں در رفت
دو دن کے بخار میں وہ سب طاقت ختم ہوگئی
آں بخور کاں نورِ دل افزایدت
وہ کھا جو تیرے دل کا نور بڑھائے
غرفہ سوی آں جہاں بگشایدت
اس جہاں کی جانب تیری کھڑکی کھول دے
رفت عمرِ بے بہا در کاہلی
تیری قیمتی عمر سستی میں ختم ہوئی
چند روزے ماندہ است و غافلی
چند دن رہے ہیں اور تو غافل ہے
رفت رفت اکنوں بیا ہم سوی دوست
جو گذرا سو گذرا اب بھی دوست کی جانب آجا
تیز تر نہ گام اندر کوی دوست
دوست کے کوچہ میں تیز قدم اٹھا
آنچہ باقی ماندہ از دست مدہ
جو کچھ باقی ہے اس کو ہاتھ سے نہ دے
باز سر کن سر بپائے یار نہ
سرکے بل چل سر کو یار کے پاؤں پر رکھدے
آنکہ گر صد سال عصیانش کنی
اے وہ کہ اگر تو سو سال اس کی نافرمانی کرے
باند رباز ست چوں حلقہ زنی
پھر بھی دروازہ کھلا ہوا ہے اگر تو کنڈی کھٹکھٹائے

لہ جاں بجانِ شاہ۔ وصل تام حاصل ہونا۔ منام۔ نیند۔ رحیل۔ کوچ۔ اساطیر۔ بے اصل کہانیاں۔ عدۃ۔ ذخیرہ۔ شاو۔ قدم۔ ستاک۔ شاخ۔ ستاوند۔ وہ مکان جس کی چھت ایک ستون پر قائم ہو جیسے بنگلہ۔ سکنجیدن۔ سانس کا رکنا۔ چنک۔ چغزک۔ مرغابی۔ چڑیا۔ چغزیدن۔ دوڑنا۔ غرفہ۔ ٹانگ۔ گمرجانا۔

زیں چنیں یارے نکو ببریدۂ
تو ایسے بھلے دوست سے کٹ گیا ہے
خاک بر فرقت[1] کہ بد فہمیدۂ
تیرے سر پر خاک، تو غلط سمجھا ہے
کارِ حق بر طاقِ نسیاں داشتی
تو نے اللہ (تعالیٰ) کا معاملہ طاقِ نسیاں پر رکھ دیا
در ہوا چندیں علم افراشتی
تو نے نفس کی خواہش میں اتنے جھنڈے بلند کئے
پنبۂ غفلت بدر از گوش کن
غفلت کی روئی، کان سے نکال
پندِ من ایجاں بشنو اندکے ہوش کن
اے جان! میری نصیحت سن لے تھوڑا سا ہوش کر
چیست روح آں طائرِ قدسی صفت
روح کیا ہے! وہ قدسی صفت پرند ہے
در قفس محبوس بہرِ معرفت
معرفت کے لئے پنجرے میں بند ہے
چیست روح آں طائرِ قدسی نژاد
روح کیا ہے! وہ قدسی نسل پرند ہے
بہرِ کسبے اندریں زنداں فتاد
کمائی کے لئے اس قید خانہ میں پڑا ہے
بہرِ تعلیم ست طوطی در قفس
طوطی پنجرے میں سکھانے کے لئے ہے
تا بیاموزد صفیر از خوش نفس
تاکہ وہ خوش آواز سے سیٹی (بجانا) سیکھ لے
آمدہ بہرِ تجارت از عدم
تجارت کے لئے عدم سے آئی ہے
رُو بداں سُو باشد اُو را دمبدم
اُس کا رُخ ہر وقت اُس جانب ہے

نفسِ تو ہمچوں پدر در تربیت
تیرا نفس تربیت میں باپ جیسا ہے
میکند منع از حصارِ پُر دہشت
تجھے دہشت ناک قلعہ سے روکتا ہے
نفسِ امّارہ بعصیاں راندت
نفسِ امّارہ تجھے گناہ کی طرف چلاتا ہے
سُوئے فسق و کفر و طُغیاں خواندت
تجھے فسق اور کفر اور سرکشی کی جانب بلاتا ہے
منع آرد زاں حصارِ پُر صُوَر[2]
اُس تصویروں بھرے قلعہ سے منع کرتا ہے
کاں رُباید ہوشِ دنیا سر بسر
کہ وہ دنیا کی عقل بالکل اُڑا دیتا ہے
حصنِ دینِ احمدی با بُرج و بار
بُرج اور بزرگی والا احمدی دین کا قلعہ
می رُباید ہوشِ دنیا ز اعتبار
عبرت کی وجہ سے دنیا کی ہوش اُڑا دیتا ہے
اندراں تصویرِ شاہ و دُخت اوست
اُس میں شاہ اور اُس کی دختر کی تصویر ہے
ذکرِ حُور و جنّت و عشقِ نکوست
حور اور جنت اور اچھے عشق کا ذکر ہے
چونکہ زَوَّجْنَاهُم بِحُوْرٍ عِین گفت
چونکہ ہم نے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے شادی کی
گوہرِ دل را بتارِ طمع سُفت
دل کے موتی کو لالچ کے تار سے گوندھ دیا
چونکہ انسانست مجبول از ازل
چونکہ انسان ازل سے پیدا کیا ہوا ہے
سُوئے جلبِ نفع و دفعِ ہر خلل
نفع کمانے اور ہر نقصان کو دفع کرنے کی جانب

زیں سبب در حصنِ شرع خوش نظر
اسی لئے شریعت کے قلعہ میں
کردہ انداز رغبت و رہبت صُوَر
رغبت اور خوف دلانے کی تصویریں بنادی ہیں
گہ ز راہِ طمع بر راہ آورند
کبھی لالچ کے طریقہ سے راستہ پر لگاتے ہیں
گاہ خوفِ قعرِ دوزخ میدہند
کبھی دوزخ کی گہرائی کا خوف دلاتے ہیں
تازیانہ نفسہائے سرکشاں
سرکش نفوس کو کوڑا
جبر و کرہاً می برد سُوئے شہاں
جبراً اور قہراً شاہوں کی طرف لے جاتا ہے
تاکہ طوعاً یا کرہاً ایں نفوس
تاکہ یہ نفس خوشی سے یا جبراً
سُوئے شاہ و دخترش گردد انوس
شاہ اور اُس کی لڑکی کی جانب مانوس ہو جائیں
لیک چوں شہزادگاں یعنی بشر
لیکن شہزادوں کی طرح یعنی انسان
بر سہ قسم اند از سلوک اے دیدہ ور
اے دیدہ ور! سلوک میں تین قسم کے ہیں
ظَالِمٌ مِّنْهُمْ لِّنَفْسِهٖ مُّقْتَصِدٌ[3]
انہیں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اور میانہ رو
سَابِقٌ بِالْخَيْرِ بعضے شد زجد
بعض کوشش سے بھلائی کی جانب سبقت کرنے والا
اوّلیں شہزادہ کُشت از نفسِ خود
پہلا شہزادہ اُس نے اپنی جان کو ہلاک کیا
از گروہِ ظالمانِ نفس شد
وہ نفس پر ظلم کرنے والوں کے گروہ میں سے ہو گیا

[1] فرق۔ سر کی مانگ۔ تجمد کردن: نکالنا۔ صفیر۔ پرند کی سیٹی۔ نفس نفس کی مثال اُس بادشاہ کی طرح ہے جس نے تینوں شہزادوں کو تصویروں بھرے قلعہ میں داخل ہونے سے منع کیا تھا نفس ہی انسان کو شریعت کے پُرنقش و نگار قلعہ میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔ [2] حصارِ پُر صُور۔ تصویروں بھرا قلعہ۔ بار۔ بزرگ۔ بلندی۔ بارہا بی گفت۔ قرآن میں اہلِ جنت کے لئے فرمایا گیا ہے زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ہم نے اُن کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کر دیا۔ مجبول۔ مخلوق۔ جلب۔ کھینچنا۔ رہبت۔ ڈرانا۔ انوس۔ مانوس۔ [3] ظالم انسانوں کی مثال اُن تین شہزادوں کی سی ہے کچھ لوگ تو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں یہ لوگ پہلے شہزادے کی طرح ہیں کچھ لوگ میانہ روی اختیار کرتے ہیں وہ دوسرے شہزادے کی طرح ہیں۔ کچھ لوگ بھلائیوں کی جانب دوڑ کر جاتے ہیں وہ تیسرے شہزادے کی طرح ہیں۔

در طپش[1] آں دُرِّ جانش از کف فتاد
اُس کی جان کا موتی طپش میں ہاتھ سے گر گیا
داد کسب و معرفت ہرگز نداد
اُس نے کسب اور معرفت کی کوئی داد نہ دی
لیک لطف شاہ دستش را گرفت
لیکن شاہ کی مہربانی نے اُس کی دستگیری کی
شد ز منظوران درگاہ ایں شگفت
وہ مقبولانِ بارگاہ میں سے ہو گیا، یہ تعجب ہے،
ہر کہ بہرش جاں دہد جانش دہند
جو اُس کے لئے جان دیدیتا ہے وہ اُسکو جان دیدیتے
وانکہ یاقوتے دہد کانش دہند
اور جو ایک یاقوت دیتا ہے اُسکو کان دیدیتے ہیں
سوخت از یک شعلہ چوں پروانگاں
وہ پروانوں کی طرح ایک شعلہ سے جل گیا
در چہے افتاد چوں دیوانگاں
دیوانوں کی طرح ایک کنویں میں گر گیا
مرد باید در نبرد شیر عشق
عشق کے شیر کی جنگ میں بہادر درکار ہے
تا بقدرِ وسع گردد سیر عشق
تاکہ وسعت کی بقدر عشق سے سیراب ہو
گر بمردن یار در دست آمدے
اگر مرنے سے دوست ہاتھ آجایا کرتا
پس رہ حق سخت آساں تر بُدے
تو خدا کا راستہ بہت آسان ہوتا
ہست اینجا ہر نفس مرگے دگر
یہاں ہر دم ایک دوسری موت ہے
کز دمِ آتش موت دارد صد خطر
جس کی گرمی سے موت سو خطرے محسوس کرتی ہے

واں دوم[2] تحصیل کرد و اجتہاد
اور اُس دوسرے نے تحصیل اور کوشش کی
لیک در عجبے فتاد و در فساد
لیکن تکبر میں اور فساد میں پڑ گیا
خویش را با آفتاب انباز کرد
اپنے آپ کو سورج کا شریک بنا یا
دعوی قولِ انا الحق ساز کرد
"انا الحقؒ" کے قول کا دعویٰ شروع کر دیا
در رہِ او ہم توقف بیش شد
اُس کی راہ میں بھی توقف زیادہ ہوا
منزلِ دار آں سرش را پیش شد
سولی کی منزل اُس کے سر کے سامنے آئی
ماند در راہ از کمالِ احمدی
کمالِ احمدیؐ سے راستہ میں رہ گیا
جرعہ نوشید از جمالِ احمدی
اُس نے احمدیؐ جمال کا ایک گھونٹ پیا
لطفِ شہ او را بجاں مقبول کرد
شاہ کی مہربانی نے اُسکو (دل و) جان سے مقبول بنایا
با وصالِ خویشتن مشغول کرد
اپنے وصال میں مشغول کر دیا
نے ز استعداد و استحقاق بود
استعداد اور استحقاق کی وجہ سے نہ ہوا
ایں ہمہ لطفِ شہِ خلاق بود
یہ سب کچھ پیدا کرنے والے شاہ کی مہربانی تھی
واں سوم شہزادہ بود از سابقاں
اور وہ تیسرا شہزادہ سبقت لیجانے والوں میں تھا
گشت از ہر دو برادر سابق آں
وہ دونوں بھائیوں سے آگے بڑھ گیا

از طریقِ معرفت آگاہ شد
معرفت کے راستہ سے باخبر ہو گیا
با حقیقتہائے شہ ہمراہ شد
شاہ کی حقیقتوں کا ہمراہ بن گیا
کرد جہد و کسبِ عرفانی نمود
اُس نے مجاہدہ اور کسب کیا، عرفان ظاہر ہوا
قربِ آں شہ دمبدم بر می فزود
دمبدم اُس شاہ کا قرب بڑھ رہا تھا
چوں ز ترغیب[3] اہلِ ایماں میروند
چونکہ اہلِ ایمان رغبت دلانے سے چلتے ہیں
سوئے شاہ از عشقِ دختر میدوند
شاہ کی جانب لڑکی کے عشق سے دوڑتے ہیں
چوں نظر بر شہ فتاد از خود شدند
جب اُن کی نظر شاہ پر پڑی ازخود رفتہ ہو گئے
عشقِ دخترِ مستتر بر شہ زدند
پوشیدہ لڑکی کا عشق شاہ سے وابستہ کر دیا
چونکہ استعدادِ کامل دید شاہ
شاہ نے چونکہ مکمل استعداد دیکھی
در حبالش داد دختر زانتباہ
آگاہی کی وجہ سے لڑکی اُس کے نکاح میں دیدی
واں دو را ہم شد ز دختر گو نصیب
اگرچہ اُن دونوں کو بھی لڑکی سے حصہ ملا
لیک کو آں رتبہ و قربِ عجیب
لیکن وہ رتبہ اور عجیب قرب کہاں!
ناقصے را شاہ بر مسند نشاند
ناقص کو بھی شاہ نے مسند پر بٹھایا
خویش خواند و بر سرش زرہا فشاند
اپنا کہا اور اُس کے سر پر زر افشانی کر دی

---

[1] در طپش۔ پہلے شہزادے نے عشق کی طپش کی وجہ سے موتی جیسی رُوح کھو دی لیکن شاہ نے اپنے کرم سے اُسکو نواز دیا۔ گر بمردن۔ محض مرنے سے وصل حاصل نہیں ہوتا ہے۔ عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال ۔ صد سال می تواں بہ تمنا گریستن ۔ ہست اینجا۔ وہ عشق میں تو بار بار مرنا پڑتا ہے جب کہیں وصل حاصل ہوتا ہے۔ [2] واں دوم۔ دوسرے شہزادے نے وصل کے لئے کوشش کی لیکن تکبر اور زعم میں مبتلا ہو گیا اور اپنے آپ کو شیخ کا ثانی سمجھنے لگا۔ دار۔ سولی۔ جرعہ۔ گھونٹ۔ لطف شہ۔ بادشاہ کے کرم نے اُس کو مقبول بنا لیا حالانکہ اُس کو استحقاق نہ تھا۔ سوم۔ تیسرا شہزادہ سابقین میں سے بن گیا۔ [3] چوں ز ترغیب۔ ابتدا مومن جنت کے شوق میں کوشش کرتا ہے لیکن مشاہدہ کے بعد صرف ذات خداوندی کا شوق رہ جاتا ہے اور حق تعالیٰ استعداد دیکھ کر جنت خود عطا کر دیتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ہست از نقصانِ خود اُو مُنفعل[1]
وہ خود اپنی کمی سے شرمندہ ہے
بر سریرِ سلطنت محزون خجل
وہ سلطنت کے تخت پر غمگین شرمندہ ہے
در دلش از زلّتِ خود خارہا
اُس کے دل میں اپنی لغزش سے کانٹے ہیں
می کشد زاں منقصت آزارہا
اُس کمی سے تکلیفیں برداشت کر رہا ہے
زیں سبب فرمود آں خیر البشر
اسی لئے خیر البشر نے فرمایا
نیست غم در جنت از غفلت مگر
جنت میں کوئی غم نہیں ہے، مگر غفلت سے
عاصیاں را گر بجنت رہ دہند
اگر گنہگاروں کو جنت میں راستہ دیتے ہیں
چترِ سلطانی و قصرِ شہ دہند
شاہی چتر اور شاہی قلعہ دیتے ہیں
ہمچو طاؤس اُو ز پائے زشتِ خویش
وہ اپنے بھدے پاؤں سے مور کی طرح
منفعل دارد سر افگندہ بہ پیش
شرمندہ ہے، سامنے کو سر لٹکائے ہوئے ہے
زنگی را از آئینہ خانہ چہ سود
حبشی کو شیش محل سے کیا فائدہ؟
ہر طرف آئینہ ہست اُو را حسود
اُس کے لئے ہر جانب حاسد آئینہ ہے
صورتِ زشتش در آئینہ بلاست
اُس کی بھدی صورت آئینہ میں مصیبت ہے
دیدنِ خود بر سرِ اُو اژدہاست
اُس کا خود دیکھنا اُس کے سر پر آرے ہیں
ایں سخن پایاں ندارد اے عمو
اے بچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
حالِ آں سلطاں کہ شد لاحق بگو
اُس بادشاہ کا قصہ بتا جو آ ملا

رجوع آوردن بحکایت آں
اُس بادشاہ کی حکایت کی جانب
بادشاہ کہ در اثنائے راہ
رجوع جو سلطنت چھوڑ کر درمیان
ترکِ سلطنت کردہ ملحق
راستہ میں، اُن تینوں سے
بایں سہ گردیدہ بود
آ ملا تھا

اے ضیاء الحق حسام الدین حسن
اے ضیاء الحق حسام الدین حسن!
باز گو حالِ شہِ چارم بمن
مجھ سے چوتھے بادشاہ کا حال کہیے
چونکہ شد اُو تارکِ آں سلطنت
جبکہ وہ اُس سلطنت کو چھوڑ کر خدا والا بن گیا
ماند با شہزادگاں در مسکنت
وہ شہزادوں کے ساتھ مسکنت میں رہا
مُلک را بگذاشت شد شاں را رفیق
اُس نے سلطنت کو چھوڑا اُن کا ساتھی بن گیا
ہمرہی میکرد در قطعِ طریق[2]
راستہ طے کرنے میں ہمراہی کر رہا تھا
خدمتے میکرد سر گرمِ وفاق
موافقت میں سرگرم رہ کر خدمت کرتا رہا
با دلِ خالص منزّہ از نفاق
نفاق سے پاک، خالص دل سے
پرتوے از عشقِ شاں اُو را ربود
اُن کے عشق کے پرتو نے اُس کو اُچک لیا
در سفر با ہر سہ ہمراہی نمود
سفر میں اُن تینوں کی ہمراہی دکھائی
عشق را زینساں بسے تاثیرہاست
عشق کی اس طرح کی بہت سی تاثیریں ہیں
مر دلِ آزادہ را زنجیرہاست
آزاد دل کے لئے زنجیریں ہیں

صحبتِ عاشق ترا عاشق کند
عاشق کی صحبت تجھے عاشق بنا دیتی ہے
صحبتِ فاسق ترا فاسق کند
فاسق کی صحبت تجھے فاسق بنا دیتی ہے
ہر کسے از دیگرے خوئے برد
ہر شخص دوسرے سے خصلت حاصل کرتا ہے
خربزہ از خربزہ بوئے برد
خربوزہ خربوزے سے خوشبو حاصل کرتا ہے
منکر از تاثیرِ صحبت جاہل ست
صحبت کی تاثیر کا منکر نادان ہے
ہر کہ از صحبت رمد بس غافل ست
جو صحبت سے بھاگے وہ بہت غافل ہے
رنگ گیرد خربزہ زانِ دگر
خربوزہ دوسرے خربوزے سے رنگ پکڑتا ہے
صحبتِ انساں نہ بخشد چوں اثر
انسان کی صحبت اثر کیوں نہ پیدا کرے گی!
ہمرہِ اصحابِ کہف آں کلب شد
وہ کتا اصحابِ کہف کا ہمراہی بنا
تا سگی از وے بکلی سلب شد
حتیٰ کہ اُس سے کتا پن بالکل جدا ہو گیا
باش مردانِ خدا را خاکِ پا
مردانِ خدا کے پاؤں کی خاک بن جا
تا رسد از مہرِ اُو نورے ترا
تاکہ تجھے اُس کے چاند سے نور حاصل ہو
زیں سبب فرمود احمدِ مجتبیٰ
اس لئے احمدِ مجتبیٰ نے فرمایا
لا تُصاحِبْ اَنْتَ اِلّا مُؤمِنا
تو بجز مومن کے مصاحبت اختیار نہ کر
مشک گرداند معطر طبلہ را
مشک ڈبیہ کو معطر کر دیتا ہے
پشک بخشد منتنی[3] زبلہ را
مینگنی کوڑی کو بدبو بخشتی ہے

---

[1] منفعل۔ متاثر۔ محزون غمگین۔ زلّت۔ لغزش۔ طاؤس۔ مور اپنے پاؤں دیکھ کر غمگین ہوتا ہے۔ [2] قطعِ طریق۔ راستہ طے کرنا ترجمہ مشہور ہے
خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ بدلتا ہے۔ طبلہ۔ ڈبیہ۔ [3] منتنی۔ سڑا دو۔ زبلہ۔ کوڑی۔

چونکہ روغن کرد خود را صرفِ گُل
جب تیل نے اپنے آپ کو پھول پر صرف کر دیا

گشت در طیب سوائے ظرفِ گُل[1]
وہ خوشبوؤں میں پھول کا ظرف بن گیا

چلچلہ از صحبتِ خود بیضہ را
انجن ہاری اپنی صحبت سے انڈے کو

می کند مانندِ خود بے امترا
بیشک اپنی طرح (انجن ہاری) بنا لیتی ہے

بُود آں شہ ہمرہِ شہزادگاں
وہ شاہ، شہزادوں کے ساتھ تھا

تا دو دادر زیں سرِ تن دادند جاں
جب ان تینوں میں سے دو بھائیوں نے جان دیدی

گشتہ با شہزادۂ سُوم رفیق
وہ تیسرے شہزادے کا ساتھی بن گیا

ہر نفس حاضر بہ پیشش چوں عشیق[2]
ہر دم اُس کے سامنے عاشق کی طرح حاضر تھا

واں سُوم چوں گشت صِہرِ شاہِ چیں
وہ تیسرا جب شاہِ چین کا داماد بن گیا

در خواصش بُود ایں مردِ گزیں
یہ برگزیدہ مرد اُس کے خواص میں سے تھا

شاہِ چیں چوں دید خلتہاش بیش
شاہِ چین نے جب اُس کی بہت محبتیں دیکھیں

اختصاصِ خاص با محبوبِ خویش
اپنے محبوب کے ساتھ خاص خصوصیت

یافت چوں یک جاں دو قالب ہر دو را
اُس نے جب دونوں کو ایک جان دو قالب پایا

میل شُد شہ را بسُویش از وِلا
شاہ کا دوستی سے اُس کی طرف میلان ہو گیا

گفت با شہزادہ از رُوئے کرم
اُس نے از رُوئے کرم شہزادے سے کہا

کیں رفیق تُست پوپِ ہر خدم
کہ یہ تیرا ساتھی ہر خادم کی کلغی ہے

غیرِ خدمت نہ ترا بُوئیش نہ لاغ
خدمت کے علاوہ اُس کا مزاح ہے، دل لگی

در خیالت دارد از عالَم فراغ
تیرے خیال میں جہان سے فارغ ہے

ایں چنیں کس را نوازش لازم ست
ایسے شخص کو نوازنا ضروری ہے

کو ہوائے نفسِ خود را عادم ست
جو اپنے نفس کی خواہش کو معدوم کر دینے والا ہے

در ہوائے تو ہوائے خویش باخت
تیری مرضی میں اپنے مرضی کو ہار دیا

ایں چنیں کس را بسے باید نواخت
ایسے شخص کو بہت نوازنا چاہیئے

کرد شہزادہ زمیں بوس و بگفت
شہزادے نے زمین بوسی کی اور عرض کیا

آشکارا بر تو ہر چہ از ما نہفت
جو ہم سے مخفی ہے آپ پر واضح ہے

چوں بامّیدِ تقرّبہائے شاہ
جب شاہ کی قربتوں کی اُمید پر

از وطن آوارہ اُفتادم براہ
میں وطن سے آوارہ، راہ پر پڑا

ایں کہ شاہِ کامرانِ مُلک بُود
یہ جو ملک کا کامیاب بادشاہ تھا

در رفاقتہائے ما چُستی نمود
اس نے ہماری رفاقتوں میں چُستی دکھائی

مُلک و دولت بہرِ ما بگذاشت ست
اُس نے ملک اور دولت ہماری خاطر چھوڑی ہے

در وفاق از دل عَلَم افراشت ست
موافقت میں دل سے جھنڈا بلند کیا ہے

تا ز بارش بہرِ ما بسیار شُد[2]
ہماری وجہ سے اُس پر بہت نشیب فراز آئے

مُلکِ خود در باخت مارا یار شُد
اپنے ملک کو چھوڑا ہمارا دوست بنگیا

آنچہ لطفِ شہ تقاضا می کند
شاہ کی مہربانی کا جو تقاضا ہے

جائے لطف و مرحمت ہست اے سند
اے معتمد! لطف و رحم کا موقع ہے

شاہ گفتا مُلک وادرارش کنند
شاہ نے کہا اُس کو ملک اور عطا کر دیں

در خورِ اُو روز بازارش کنند
اُس کے مناسب گرمیٔ بازار دیں

لطف فرمود و ز حد بنواختش
مہربانی فرمائی اور حد سے زیادہ اُسکو نوازا

تلوِ آں ہر دو برادر ساختش
اُس کو اُن دو بھائیوں کا تابع بنا دیا

قصرہا[3] و مُلکہا اندازہ بیش
اندازہ سے زیادہ قلعے اور ملک

از طفیلِ ایں سُوم آورد پیش
اِس تیسرے کے طفیل وہ سامنے آیا

آنچہ لا عَینٌ رأت اُو را بداد
جو کچھ آنکھ نے نہ دیکھا وہ اُس کو دیدیا

وانکہ لا اُذنٌ سمِع پیشش نہاد
اور جو کچھ کان نے نہ سنا اُسکے سامنے رکھدیا

---

[1] ظرفِ گل۔ اُس میں پھول کی خوشبو آجاتی ہے۔ چلچلہ مشہور ہے کہ انجن ہاری کیڑے کو پکڑ کر اپنے گھر میں بند کر لیتی ہے اور وہ کیڑا چند روز میں اُسی کی صورت کا بن جاتا ہے لہٰذا اِس شعر میں بیضہ کی بجائے کرم ہونا چاہیئے۔ [2] عشیق۔ عاشق مُطلقاً۔ دوستیاں۔ وِلا۔ دوستی۔ پوپ۔ مور کے سر کا تاج۔ خدم۔ خادم کی جمع ہے ترلوی۔ مزاح۔ عادم۔ مٹانے والا۔ تار و یار۔ زیر و زبر۔ روز بازار گرمیٔ بازار۔ تِلو۔ تابع —
[3] قصرہا یعنی جنت میں۔ آنچہ۔ جنت کی نعمتوں کے بارے میں ہے کہ وہ ایسی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہو گا نہ کانوں نے سُنا ہو گا اور نہ اُن کا دماغ میں تصور آیا ہو گا۔

گشت آں شہ واصلِ مقصود نیز
وہ شاہ بھی مقصود تک پہنچ گیا
چوں طفیلی باکہ، مہمانِ عزیز
جیسے کہ طفیلی کس کے ساتھ! معزز مہمان کیسا
زیں سبب فرمود آں شاہِ رئیس
اس شاہِ رئیس نے اس لئے فرمایا ہے
ھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقیٰ جَلِیْس[1]
کہ وہ ایسی قوم ہے جس کا ہمنشین محروم نہیں رہتا
پاسِ دِلہا کردن و خدمت گری
دلوں کی پاسداری اور خدمت گزاری
سازدت مخدوم و بخشد سروری
تجھے مخدوم بناتی ہے اور سرفرازی بخشتی ہے
خاصہ خدمتگاریِ مردِ خدا
خصوصاً مردِ خدا کی خدمتگاری
خوش قبولی بخشدت نزدِ خدا
تجھے خدا کے نزدیک بہترین مقبولیت عطا کردیتی ہے
ہر کہ شد مقبولِ مقبولِ الٰہ
جو شخص خدا کے مقبول کا مقبول بن جاتا ہو
لطفِ حق مبذولِ او گردد ز شاہ
اس پر شاہ کی جانب سے اللہ کا لطف خرچ ہوتا ہے
ہر کہ شد مقبولِ مقبولانِ حق
جو اللہ (تعالیٰ) کے مقبولوں کا مقبول بنا
گردد او لطفِ خدا را مستحق
وہ خدا کی مہربانی کا مستحق ہو جاتا ہے
ہر کہ مردانِ خدا را دل بجست
جس شخص نے مردانِ خدا کی دلداری کی
در ادای خدمتِ شاں گشت چست
اُن کی خدمت گذاری میں چست بنا
گشت ملحوظِ عنایتہای حق
وہ اللہ (تعالیٰ) کی عنایتوں کا منظورِ نظر بنا
ہست محفوظ از جنایتہای حق
وہ اللہ (تعالیٰ) کی جنایتوں کا حصہ اور حقدار بنا

ابنِ مسعودؓ از پیمبرؐ نقل کرد
حضرت ابن مسعودؓ نے پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے
مَرْءُ مَعْ مَنْ اَحَبَّ اے نیک مرد[2]
اے نیک مرد! انسان اُسکے ساتھ ہے جس سے وہ
مَنْ اَحَبَّ الْقَوْمَ مِنْھُمْ آمدہ
جس نے جس قوم سے محبت کی وہ انہیں سے ہوا آیا ہے
حُبِّ اہلِ اللہ نورِ جاں شدہ
اہل اللہ کی محبت جان کا نور بنی
حُبُّ لِلّٰہ بُغْضُ لِلّٰہ کن شعار
محبت اللہ کیلئے بغض اللہ کیلئے شعار بنالے
تا بیابی بر درِ دلدار بار
تاکہ تو دلدار کے در پر باریاب ہو
چوں نبود ایں شاہِ ملحق را جہاد
جب کہ اس ساتھی شاہ کا مجاہدہ نہ تھا
حُبِّ پاکاں شمع بر راہش نہاد
پاکوں کی محبت نے اُسکے راستہ پر شمع رکھدی
کو نبودش جہد و استعداد و کسب
وہ جس کیلئے مجاہدہ اور استعداد اور کسب نہ تھی
صحبتِ مرداں بکار آمد فحسب
مردوں کی صحبت کام آئی اور بس
جہد کن تا خود ز مقبولاں شوی
کوشش کر تاکہ تو خود مقبولوں میں سے ہو جائے
یا بمقبولانِ حق شو منطوی
یا اللہ (تعالیٰ) کے مقبولوں پر مشتمل ہو جا
مرد باش و یا کہ خود پئے مرد گرد
مرد بن جا یا خود مرد کے پیچھے گردش کر
لیک تک و پو تہ رسد زاں مردِ فرد
بڑا اور چھوٹا خزانہ اس یکتا انسان سے ملیگا
زیں دو کس یکسم گرائے جاں نیستی
اے جان! اگر تو ان دونوں میں سے ایک نہیں ہے
روزِ محشر سخت رسوا ایستی
تو محشر کے دن سخت رسوا اٹھے گا

زیں سبب فرمود در قرآں خدا
اسی لئے خدا (تعالیٰ) نے قرآن میں فرمایا
خود طلب میکن وسیلہ در ہدیٰ[3]
ہدایت میں تو خود وسیلہ طلب کر
بے مربی کس مربا چوں خورد
تربیت دینے والے کے بغیر مربا کس نے کھایا ہے؟
مرغ بے پر در ہوا کو چوں پرد
بتا، پرند بغیر پَر کے کیسے اُڑے؟
دشت پُر خون ست پُر دام و ددست
جنگل خون سے بھرا اور جال اور درندوں سے بھرا ہے
ہر طرف راہِ کژی پیدا شدست
ہر جانب کجی کا راستہ کُھلا ہے
دشت پُر مار و بہر سو سبزہ زار
جنگل سانپوں سے بھرا ہے اور ہر جانب سبزہ زار ہے
بے فسوں گر پا نہ گردی تو زار
بغیر منتر پڑھنے والے کے قدم نہ رکھ تو عاجز آجائیگا
ہست دنیا سبزہ زار و نفس مار
دنیا سبزہ زار اور نفس سانپ ہے
دشتِ پُر خوں راہِ دیں را می شمار
دین کے راستہ کو پُرخون جنگل سمجھ
گر گزد مارت شوی خستہ ملول
اگر تجھے سانپ ڈس لیگا تو خستہ اور ملول ہو
بے فسوں گر ایمنی ہستی تو گول
تو بغیر منتر پڑھنے والے کے مطمئن ہے تو احمق ہو
گر خلد خارے بپای دل ترا
اگر تیرے دل کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے
تارہ گر نبود برآری چوں ورا
اگر سوئی کی نوک نہ ہو تو اسکو کیسے نکالیگا؟
فکرِ تارہ کن فسوں را یاد گیر
سوئی کی نوک کی فکر کر منتر یاد کرلے
رہبرے جو تا بری راہِ عسیر
کوئی رہبر تلاش کرلے تاکہ تو دشوار راستہ طے کرے

[1] تو حدیث شریف ہے "اولیاء اللہ ایسے لوگ ہیں کہ اُن کا ہم نشین بھی محروم نہیں رہتا ہو" ترک۔ اللہ اپنے پیاروں کے پاس بیٹھنے والوں پر کرم کر دیتا ہے۔ [2] مخفف ۔ بانصیب المرء۔ حدیث شریف ہے "انسان کا حشر اُن کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہے" آب۔ باریاب۔ جہاد۔ مجاہدہ۔ کوشش۔ فحسب۔ بس مخفوری منتشر۔ [3] وسیلہ قرآن پاک میں ہے۔ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ۔ مربی۔ تربیت کرنیوالا۔ مربا۔ شکر کے قوام میں پکا ہوا پھل۔ دد۔ درندہ۔ گول۔ بیوقوف۔ تارہ۔ سوئی کی نوک۔ عسیر۔ دشوار

شمسِ حقانی جلال الدین ہمام[1]
خدائی سورج، جلال الدین، بزرگ

چونکہ خود فرمود وقتِ اختتام
چونکہ ختم کرنے کے وقت خود انہوں نے فرمایا

باقیِ ایں گفتہ آید بے زباں
اس کا باقی بغیر کہے، آ جائے

دردلِ آں کس کہ دارد زندہ جاں
اس شخص کے دل میں جو زندہ جان رکھتا ہوگا

خواستم از روحِ پاکِ او مدد
میں نے اُن کی پاک روح سے مدد مانگی

خود وفائے وعدہ ہم زاں معتمد
(اور) ان معتمد سے وعدے کی وفا بھی

وعدۂ اہلِ کرم گنجے بود
اہلِ کرم کا وعدہ خزانہ ہوتا ہے

وعدۂ نااہل چوں رنجے بود
نااہل کا وعدہ رنج جیسا ہوتا ہے

رشحۂ زاں بحر بر جانم بریخت
اس دریا کے قطرات میری جان پر پڑے

رشتۂ ما و منِ ما را گسیخت
ہمارے ما و من کے دھاگے کو توڑ دیا

با زبانِ بے زبانی خود بگفت
انہوں نے اپنی بے زبانی کی زبان سے فرمایا

دُرہائے نغز را در سلک تفت
قیمتی موتی لڑی میں پرو دیئے

حدِ سعیِ من نبود ایں گفتگو
یہ گفتگو میری کوشش کا نتیجہ نہیں ہے

خود تو ایں دُر را چو آوردی ز جو
خود آپ جبکہ اس موتی کو دریا سے لائے

گر اجازت باشد اظہارش شود
اگر اجازت ہو تو اُس کا اظہار ہو

ویں سفینہ ہم بہ بحرِ تو رود
یہ کشتی بھی آپ کے دریا میں چلے

بے اجازت ذرہ را یارا کجاست
بغیر اجازت کے ذرہ کی طاقت کہاں ہے!

کو ز خورشیدے بجوید نورِ چاشت
کہ وہ سورج سے چاشت کا نور طلب کرے

خود تو دانی از توش رد و قبول
آپ خود جانتے ہیں کہ رد اور قبول آپ کی جانب سے ہے

من چہ گویم پیشِ تو حرفِ فضول
میں آپ کے سامنے بیکار بات کیا کہوں؟

آنچہ در پردہ بگفتی اے ہمام
اے بزرگ! آپ نے جو کچھ در پردہ فرمایا

ساز مقبول اے ضیاء الحق حسام
اے ضیاء الحق حسام اُس کو قبول فرما لیں

مناجات بجنابِ قاضی الحاجات
قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دُعا

اے خدا سازندۂ عرشِ بریں
اے بلند عرش کو بنانے والے خدا!

شام را دادی تو زلفِ عنبریں
تو نے شام کو عنبریں زلف عطا کی

روز را با شمعِ کافور اے کریم
اے کریم! دن کو کافوری شمع کے ساتھ

کردہ روشن تر از عقلِ سلیم
تو نے عقلِ سلیم سے زیادہ روشن کر دیا

خوں بنافِ نافہ مشکے کنی
تو ناف کے خون کو مشک کا ● بنا دیتا ہے

سنبل و ریحاں چو در پشکے کنی
وہ سنبل اور ریحان جو تاہے، تو مینگنی بنا دیتا ہے

قادرا قدرت تو داری بر کمال
اے قادر! تو کمال پر قدرت رکھتا ہے

انتَ ربّی انتَ حسبی ذوالجلال
اے ذوالجلال! تو ہی میرا رب ہے، تو ہی مجھے کافی ہے

اے خدا قربانِ احسانت شوم
اے خدا! میں تیرے احسان پر قربان ہوں

کانِ احسانی بقربانت شوم
تو احسان کی کان ہے میں تجھ پر قربان ہوں

معدنِ احسانی و ابرِ کرم
تو احسان کی کان اور کرم کا ابر ہے

فیضِ تو چوں ابر ریزاں بر سرم
تیرا فیض میرے سر پر ابر کی طرح برستا ہے

از عدم دادی بہ ہستی ارتقا
تو نے عدم سے، وجود کو ترقی عنایت کی

زاں پس ایمان و نورِ اہتدا
اس کے بعد ایمان اور ہدایت کا نور

اے خدا احسانِ تو اندر شمار
اے خدا! تیرا احسان شمار میں

کے توانم با زبانِ صد ہزار
لاکھ زبانوں سے کب کر سکتا ہوں؟

من بخواب و پاسبانِ من توئی
میں نیند میں ہوں اور میرا نگہبان تو ہی ہے

من چو طفل و حرزِ جانِ من توئی
میں بچہ کی طرح ہوں اور میری جان کی حفاظت تو ہی ہے

من بعصیاں صرف وقتِ خود کنم
میں اپنا وقت نافرمانی میں صرف کرتا ہوں

بینی و از حلم می پوشی بُرم[2]
تو دیکھتا ہے اور بُردباری سے میری پردہ پوشی

روزیت را خوردہ عصیاں میکنم
تیری روزی کھا کر نافرمانی کرتا ہوں

نعمت از تو من بغیرے می تنم
نعمت تیری ہے، میں غیر کے چکر کاٹتا ہوں

جملہ می بینی نگیری انتقام
تو سب کچھ دیکھتا ہے، بدلہ نہیں لیتا ہے

از درِ حلم و کرم آئی مدام
تو ہمیشہ بُردباری اور کرم کے دروازے سے آتا ہے

بر دلِ من سہ صد و شصت از نظر
میرے دل پر تین سو ساٹھ شفقتیں

می کنی ہر روز اے ربّ البشر
اے ربّ البشر! تو ہر دن کرتا ہے

لیک من غافل ز لطفِ بیکراں
لیکن میں بے حد مہربانی سے غافل ہوں

چشم دارم ہر زماں با این و آں
میں ہر وقت اس اور اُس سے اُمید باندھتا ہوں

دوست را بر من نظر شد دوختہ
دوست کی نگاہ، مجھ پر جمی ہوئی ہے

حیف من با دیگراں دل توختہ
افسوس کہ میں نے دوسروں سے دل وابستہ کیا ہو

[1] ہمام: سردار۔ زخمہ: بچھو کا ڈنک۔ بار: تقار۔ بلندی۔ جرم۔ بر من۔

من گنہ آرم تو ستاری کنی
میں گناہ کرتا ہوں تو پردہ پوشی کرتا ہے
جرم من آرم تو معذاری کنی
میں جرم کرتا ہوں تو بہت معذور قرار دیتا ہے
جرم ہا بینی و خشم ناوری
تو خطائیں دیکھتا ہے اور پھر بھی غصہ نہیں کرتا
اے بقربانت چہ نیکو داوری
میں تجھ پر قربان، تو کس قدر اچھا خدا ہے
در مصائب در حوادثہائے زار
مصیبتوں میں (اور) عاجز کرنے والے حادثات میں
چونکہ بر من تنگ شد از درد کار
جبکہ درد کی وجہ سے مجھ پر معاملہ تنگ ہو گیا
یار و خویشانم مرا بگذاردند
اپنوں اور دوستوں نے مجھے چھوڑ دیا
زار در دست غمم بسپاردند
مجھ عاجز کو غم کے ہاتھ میں دے دیا
جز توکے دیگر دراں سختی رسد
اُس سختی میں تیرے علاوہ کب پہنچتا ہے!
در متاعبہا تو گشتی مدد
تکالیف میں تو مددگار بنا ہے
در رسیدی زود بگرفتی مرا
تو جلد پہنچا، تو نے مجھے پکڑا
وا رہاندی از ہمہ سختی مرا
مجھے تمام سختیوں سے رہا کر دیا
چوں شمارم من ز احسان تو چوں
میں تیرے احسان کیسے شمار کروں؟ کیونکہ
گر زباں ہر مو شود لطفت فزوں
اگر ہر بال زبان بن جائے تیری مہربانی بڑھی ہوئی ہے
شکر و احسان ترا چوں سر کنم
تیرے شکر اور احسان کو کیسے تمام کروں!
اندریں رہ گو قدم از سر کنم
اس راستہ میں اگرچہ سر کو قدم بنا لوں
جان و گوش و چشم و ہوش و پا و دست
جان اور کان اور آنکھ اور ہوش اور ہاتھ پاؤں
جملہ از دُرہای احسانت پرست
سب تیرے احسان کے موتیوں سے پُر ہیں

ایں کہ شکر نعمت تو می کنم
یہ کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کرتا ہوں
ایں ہم از تو نعمتے شد مغتنم
یہ بھی تیری ایک غنیمت نعمت ہے
شکر ایں شکر از کجا آرم بجا
اس شکر کا شکر کہاں سے بجا لاؤں!
من کیم از تست توفیق اے خدا
میں کون ہوتا ہوں اے خدا توفیق تیری جانب سے ہے
دست و پا و ایں زبان و لفظ شکر
ہاتھ اور پاؤں اور یہ زبان اور لفظ شکر
عاریت از تست بے از ہیچ نکر
بغیر کسی انکار کے تجھ سے مانگے ہوئے ہیں
طاعت و توفیق طاعت ہم ز تو
بندگی اور بندگی کی توفیق بھی تیری جانب سے ہے
لطف تو بر ما نوشتہ صد نکو
تیری مہربانی نے ہم پر سینکڑوں بھلائیاں لکھ دی ہیں
خود چہ شیریں ست نام پاک تو
تیرا پاک نام خود کس قدر میٹھا ہے؟
خوشتر از آب حیات ادراک تو
تیری معرفت، آب حیات سے بہتر ہے
نام تو چوں بر زبانم می رود
جب تیرا نام زبان پر جاری ہوتا ہے
ہر بن مو از عسل جوئی شود
ہر بال کی جڑ شہد کی نہر ہو جاتی ہے
اللہ اللہ ایں چہ شیریں ست نام
اللہ اللہ، یہ نام کس قدر میٹھا ہے
شیر و شکر می شود جانم تمام
میری پوری جان شیر و شکر بن جاتی ہے
اللہ اللہ ایں چہ نام خوش مذاق
اللہ اللہ، یہ نام کس قدر خوش ذائقہ ہے
حرف حرفش میدہد جاں را رواق
اُس کا ایک ایک حرف جان کو مستی عطا کرتا ہے
اللہ اللہ ایں چہ احساں کردہ
اللہ اللہ، یہ تو نے کیا احسان کیا ہے!
در چنیں برزخ چساں در پردہ
ایسے برزخ میں تو کس طرح پردے میں ہے!

ایں چنیں حبل المتیں دادی مرا
تو نے مجھے ایسی مضبوط رسی عطا فرمائی
کاعتصامش عرش را شد مرتقی
کہ اُس کے پکڑنے سے عرش تک رسائی ہوئی
اللہ اللہ خود چہ نیکو کردہ
اللہ اللہ، تو نے خود کیسی بھلائی کی ہے
آشکارا ہستی و در پردہ
تو ظاہر ہے اور در پردہ ہے
وہ چہ بدکارم کہ جملہ نیستم
ہائے میں کس قدر بدکار ہوں بلکہ میں محض نیستی ہوں
پس چرا پیشت بہ ہستی ایستم
تو تیرے سامنے وجود کے ساتھ کیوں کھڑا ہوں!
اَللہ اَللہ اَنتَ لِی نِعمَ الوَکِیل
اللہ اللہ تو میرے لئے بہترین وکیل ہے
اَنتَ رَبِّی اَنتَ حَسبِی یَا جَلِیل
اے جلیل: تو میرا رب ہے تو مجھے کافی ہے
اَللہ اَللہ لَیسَ غَیرُکَ فِی الوُجُود
اللہ اللہ، تیرے سوا کوئی وجود میں نہیں
ہَل تَرَی الدَّیَّارَ فِی دَیرِ الشُّہُود
شہود کے دیر میں کوئی چلنے والا ہے؟
اللہ اللہ لَا اِلٰہَ بہر چیست
اللہ اللہ، لا الٰہ کس لئے ہے؟
چونکہ اِلَّا اللہ خورشید جلیست
جبکہ الا اللہ روشن سورج ہے
چشم ظاہر بیں بنفی آمد مقل
ظاہر بیں آنکھ نفی کے ذریعہ رفع کرنے والی ہو
می تواں کردن بلی جہد المقل
ناکارہ، نادار کی کوشش بلی کہہ سکے
اللہ اللہ اسم ذات پاک دوست
اللہ اللہ، دوست کا پاک اسم ذات
اسم اعظم از برائے قرب اوست
اسم اعظم اُس سے قرب کیلئے
اللہ اللہ گو برد تا سقف عرش
اللہ اللہ کہہ، عرش کی چھت تک لیجائے گا
پیش معراج تو گردد چرخ فرش
تیری معراج کے سامنے آسمان فرش بنجائے گا

۱؎ متعذر بہت زیادہ عذر خواہ۔ داور حاکم۔ متاعب۔ درد و رنج۔ ۲؎ یہ کہ نعمت کا شکر ادا کرنا بھی خداوندی نعمت ہے۔ ۳؎ نکر۔ انکار۔ ادراک معرفت۔ آتش؟ شد کہ۔
مذاق۔ خوش ذائقہ۔ مستی۔ دیّار چکر لگانے والا۔ دیر بت خانہ۔

Presented by www.ziaraat.com

چوں بر آرم دم باللہ الصمد
جب میں اللہ الصمد کا نعرہ لگاتا ہوں

چرخ نعرہ لیتنی کنتُ زند ۴۴
آسمان "کاش میں ہوتا" کا نعرہ مارتا ہے

اسمِ اعظم ہست اللہ العظیم
اللہ العظیم! اسمِ اعظم ہے

جانِ جان و محیِ عظمِ رمیم
جو جان کی جان اور بوسیدہ ہڈی کو زندہ کر دینے والا ہے

اللہ اللہ مستم از نامِ خدا
اللہ اللہ! میں خدا کے نام سے مست ہوں

می چکد از ہر رگم راوق جدا
میری ہر رگ سے شراب جدا ہو کر ٹپکتی ہے

ساقیم آں بادہ اندر جام کرد
ساقی نے وہ شراب میرے جام میں کر دی ہے

کز زمادمن بر آورد ست گرد
جس نے مادمن کی گرد اڑا دی ہے

ریخت در جامم مے از کاف و نون
کاف و نون کی وہ شراب میرے جام میں ڈالی ہے

لَیسَ فِیہَا غَولٌ وَّلَاھُم یُنزَفُون
جس میں نہ انقباض ہے اور نہ وہ بے عقل ہوتے ہیں

بیخودم زاں بادہ و اکنوں مرا
میں اس شراب سے بیخود ہوں لہٰذا میرے لئے

نیست فرق از جان و تن و سر زپا
جان اور جسم اور سر اور پاؤں میں فرق نہیں ہے

ریخت در کامم جلالے جرعہ
جلالؒ نے میرے حلق میں ایک گھونٹ ڈال دیا

میزنم بر لوحِ وحدت قرعہ
میں وحدت کی تختی پر قرعہ ڈالتا ہوں

رشحۂ بحرِ جلالش بر دلم
اس کے جلال کے سمندر کا ایک چھینٹا میرے دل پر

آمد و بر بود از یں آب و گلم
آیا اور مجھے اس آب و گل سے اچک لے گیا

شورشِ بحرِ حسامی آمدست
حسامی سمندر کی ایک شورش آئی ہے

زیں صدف ایں دُرِّ نامی آمدست
اس سیپ سے یہ نامی موتی آیا ہے

فیضِ مولانا جلالؒ و ہم حسامؒ
مولانا جلالؒ کے فیض سے حسامؒ نے

نخلِ جاں را داد سیرابی تمام
جان کے پودے کو پوری سیرابی دیدی ہے

نورِ مہر و مہ بطورِ دل بتافت
سورج اور چاند کا نور دل کے طور پر چمکا

سنگِ من زاں تاب یاقوتی بیافت
میرے پتھر نے اس گرمی سے یاقوت بننا پایا

بر ادیمم تافت چوں سہیلِ یمن
یمن کے ستارے کی طرح میری ادھوڑی پر چمکا

عنبریں شد جگر چوں مشکِ ختن
وہ سب ختن کے مشک کی طرح خوشبودار بنگئی

پیش ازیں خلقے ز انفاسِ خوشش
اس سے پہلے بہت سے لوگ ان کے اچھے سانسوں سے

مقتبس از نورِ عرفاں گشت و خوش
معرفت کے نور کے حاصل کرنے والے اور اچھے بنے

صد ہزاراں یافتند از مثنوی
مثنوی کے ذریعہ لاکھوں نے حاصل کی

ارتقا سوئے صراطِ مستوی
سیدھے راستہ کی جانب بلندی

من ہم از فیضانِ انفاسِ جلالؒ
میں بھی جلالؒ کے سانسوں کے فیضان سے

در رسیدم تا جلیلِ ذوالجلال
جلیل ذوالجلال تک پہنچ گیا

نیست دور از لطفِ اخوان الصفا
بزرگوں کی مہربانی سے بعید نہیں ہے

در رسید ایں بندہ ہم سوئے خدا
یہ بندہ بھی خدا کی جانب پہنچ گیا

چہ عجب شمس ار نوازد ذرہ را
کیا تعجب ہے اگر شمس ذرے کو نوازے

ابرِ خوش سیراب سازد ترہ را
ابر سبزی کو اچھی طرح سیراب کردے

رو بحق آر و بکن ختم کتاب
اللہ (تعالیٰ) کی جانب رخ کر اور کتاب ختم کردے

دم مزن واللہ اعلم بالصواب
دم نہ مار، اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

رَبَّنَا فَالحَمدُ لَکَ فِی کُلِّ حَال
اے ہمارے رب ہر حال میں تیرے ہی لئے تعریف ہے

اَنتَ مَعنَی السِّرِّ فِی کُلِّ المَقَال
ہر قول میں معنی راز تو ہی ہے

اَنتَ مَقصُودِی اِلَیکَ وَجہِی
تو ہی میرا مقصود ہے، تیری ہی طرف میرا رخ ہے

خَالِصًا لِلّٰہِ کَانَت ہِمَّتِی
میرا ارادہ خالص اللہ کے لئے ہے

یَا مُحِیطَ الکُلِّ یَا کَہفَ الوَرٰی
اے سب کو محیط! اے مخلوق کے کہف!

یَا اِلٰہَ العَرشِ یَا رَبَّ الثَّرٰی
اے عرش کے خدا! اے زمین کے رب!

کُن اَنِیسَ القَلبِ وَاختِم لِی بِخَیر
تو دل کا غمخوار بن اور میرا خاتمہ بالخیر کر

اَنتَ حَسبِی اَنتَ کَافِی لَیسَ غَیر
تو مجھے کافی ہے تیرے لئے کفایت کرنا ہے دوسرا نہیں

در ختم و سالِ تاریخِ اختتامِ مثنوی مذکور میشود سنہ ۱۲۱۶ ہجری

ختم شد ایں نسخہ در سالِ غیور
(لفظ) غیور کے سال میں یہ نسخہ ختم ہوا

غیرتِ حق داردش از غیر دور
اللہ (تعالیٰ) کی غیرت اس کو غیر سے دور رکھے

سلہ لیتنی کنتُ۔ آسمان یہ نعرہ لگاتا ہے کہ کاش میں بھی ہوتا تو میں ذکر کرنیوالے کی خاکِ پا ہوتا۔ رمیم۔ بوسیدہ۔ راوق۔ شراب۔ غول۔ الجھن جو غلطی حالت میں پیدا ہوتی ہے سلہ بحرِ جلال یعنی مولانا جلال الدینؒ کا علم۔ بحرِ حسامی یعنی مولانا حسام الدینؒ کا علم۔ مہر و مہ یعنی مولانا جلال الدینؒ اور مولانا حسام الدینؒ۔ سلہ اخوان الصفا برادرانِ صفا صوفیاء۔ شمس۔ شمس تبریزیؒ۔ ترہ۔ خواہش۔ غیور ابجد کے حساب سے ۱۲۱۶

Presented by www.ziaraat.com

دستِ غیر از دامنِ اوؐ دُور باد
غیر کا ہاتھ اس کے دامن سے دُور رہے
ہر کہ از نورش رمد بے نور باد
جو اس کے نور سے بھاگے خدا کرے بے نور رہے
غیر آں کز یادِ حق بیگانہ است
غیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے بیگانہ ہے
درپئے دنیائے دُوں دیوانہ است
کمینی دنیا کے پیچھے دیوانہ ہے
درپئے مالِ جہاں مجنوں بُود
دنیا کے مال کے پیچھے پاگل ہو
حُبِّ جاہ اُورا بدل مکنوں بُود
اس کے دل میں مرتبہ کی محبت پوشیدہ ہو
اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ
جیسے تمہارے اموال، تمہاری اولاد
فتنۃٌ فرمود حق ذوالحکم
فتنوں والے اللہ تعالیٰ نے ان کو فتنہ فرمایا
تا توانی غیرِ حق را دُور کن
جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کے غیر کو دُور کر
بعد ازاں عزمِ دژِ آں سُور کن
اس کے بعد اس فصیل کے قلعہ کا ارادہ کر
با خودی بینی اگر ایں اختتام
اگر تو اس خاتمہ کو خودی کے ساتھ دیکھے گا
خود بروں در بمانی والسلام
خود باہر رہ جائے گا، والسلام
وز خودی بیروں برآ دیار باش
خودی سے باہر نکل اور یار بن
ور بہ پندارِ خودی اغیار باش
اور اگر تو خودی کے غرور میں ہے غیروں میں سے رہ
بہرِ یک رنگ ایں سخن یک رنگ شد
یک رنگ کے لئے یہ کلام یک رنگ ہے
بہرِ رجمِ آں شیاطیں سنگ شد
ان شیطانوں کے سنگسار کرنے کیلئے پتھر ہے

دخلِ غیر اندر چنیں حصنِ حصیں
ایسے محفوظ قلعہ کے اندر غیر کا دخل
کے شود بے صلح و رفعِ حرب کیں
بغیر صلح اور لڑائی اور کینے کے ہٹائے بغیر کب ہو سکتا ہے
با دلِ صاف از برای حق ببیں
خدا کے لئے صاف دل کے ساتھ دیکھ
از گُلِ اُو تا بری بوی یقیں
تاکہ تو اسکے پھول سے یقین کی خوشبو سونگھ لے
ورنہ در چون و چرا آزار ہاست
ورنہ چون و چرا میں تکالیف ہیں
ہر کجا گُل ہست آنجا خارہاست
جہاں کہیں پھول ہے، وہاں کانٹے ہیں
لفظ روپوش ست مقصد معنی ست
لفظ نقاب ہے اور معنیٰ مقصود ہیں
غیرِ حق جُستن ازیں لایعنی ست
اس سے حق کے سوا ڈھونڈنا لایعنی ہے
حق بجُو و حق بگُو و حق بخواں
حق کو تلاش کر اور حق کہہ اور حق پڑھ
ہر زماں حق حق بگو حق را بداں
ہر وقت حق حق کہتا رہ حق کو جان
ہر کہ حق را جُست حقانی ست اُو
جس نے حق کو تلاش کیا وہ حقانی ہے
رحمتِ حق بادِ رحمانی ست اُو
وہ اللہ کی رحمت، خدائی ہوا ہے
کارِ شیطانی مکُن شیطاں مباش
شیطانی کام نہ کر، شیطان نہ بن
بر غبارِ جانِ کس آبے بپاش
کسی کی جان کے غبار پر آب پاشی کر
وقت را با غیرِ حق ضائع مکُن
وقت کو غیرِ حق میں برباد نہ کر
بطن را پُر روح را جائع مکُن
پیٹ کو پُر اور روح کو بھوکا نہ بنا

پردۂ پندارِ تست ایں نقشِ غیر
یہ غیر کا نقش تیرے پندار کا پردہ ہے
نیست جز آں یک صنم در جملہ دیر
تمام بت خانہ میں اس ایک صنم کے علاوہ نہیں ہے
فانی از خود شو بشو باقی بحق
اپنے اعتبار سے فانی بن، باقی باللہ بن
سر برد از باطنت ربُّ الفلق
ربُّ الفلق تیرے اندر سے نمودار ہوگا
مثنوی در شش مجلّد یک نواست
چھ دفتروں میں مثنوی کی ایک آواز ہے
حاصلِ آں غوط در بحرِ فناست
اس کا خلاصہ فنا کے سمندر میں غوطہ لگانا ہے
گر رہِ حق بایدت ہشیار باش
اگر تجھے خدا کا راستہ چاہئے ہوشیار بن
غفلت از خود دور کن بیدار باش
اپنے اندر سے غفلت دور کر، بیدار بن
باش اوّل بر شریعت استوار
پہلے شریعت پر استقامت کر
بعد ازاں سوی طریقت رُو بیار
پھر طریقت کی جانب رُخ کر
گامِ اوّل مستقیمِ شرع شو
پہلے قدم پر شرع پر جم
بعد ازاں راہِ طریقت را برو
اس کے بعد طریقت کا راستہ چل
تخلیہ با تحلیہ باید ضرور
آراستگی کے ساتھ صفائی ضروری ہے
تا نمائی بحرِ عرفاں را عبور
تاکہ تو معرفت کے سمندر کو عبور کر سکے
ایں سخن را نیست ہرگز اختتام
اس بات کا کبھی خاتمہ نہیں ہے
پس سخن کوتاہ باید والسلام
تو بات کو مختصر کر دینا چاہئے، والسلام

تمت قد تمت الدفتر السادس من الکتاب المثنوی المعنوی للمولوی المعنوی

۱؎ او: خاتمہ بکھوں چھپا ہوا۔ دژ: قلعہ۔ سُور: چہار دیواری۔ حصن حصین: مضبوط قلعہ۔

Presented by www.ziaraat.com

فہرست عنوانات مثنوی مولانا رومؒ دفتر ششم

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱	مُقدمہ	۳
۲	آغازِ مثنوی	۱۵
۳	سوالِ آں سائل واعظ را کہ مُرغ بر سرِ بُقعہ نشستہ بود	۲۶
۴	نکوہیدن ناموس ہای پوخیدہ را	۳۱
۵	مناجات و پناہ جُستن بحق سبحانہٗ و تعالیٰ از فتنۂ اختیار	۳۴
۶	حکایت آں غلام ہندو کہ بخداوندزادۂ خود پنہاں ہوا آوردہ بود	۳۸
۷	صبر فرمودن خواجہ مادرِ دختر را	۴۱
۸	دربیان آنکہ ایں غرور تنہا آں ہندو را بود	۴۵
۹	در عمومِ تاویلِ ایں آیہ کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا الآیہ	۴۷
۱۰	قصۂ ہم در تفسیرِ ایں معنیٰ	۴۸
۱۱	وانمودن پادشاہ باُمرا	۵۱
۱۲	مُرافعۂ آں اُمرا آں حجت را	۵۲
۱۳	حکایت آں صیادے کہ خود را در گیاہ پیچیدہ بود	۵۵
۱۴	حکایتِ آں شخص کہ دُزداں قچ او بدزدیدند	۵۹
۱۵	مُناظرہ مُرغ با صیاد در ترہب	۶۰
۱۶	حکایتِ پاسبانے کہ خاموش کرد	۶۷
۱۷	حوالہ کردن مُرغ گرفتاری خود را	۶۸
۱۸	حکایتِ آں عاشقے کہ شب بیامد بر امیدِ وعدۂ معشوق	۷۲
۱۹	اِستدعای امیرِ ترک مخمور مُطرب را	۷۶
۲۰	آمدنِ ضریر در خانۂ مصطفٰےؐ	۷۹
۲۱	اِمتحان کردنِ مصطفٰےؐ عائشہؓ را	۸۱
۲۲	حکایتِ آں مطرب کہ در بزمِ امیرِ ترک ایں غزل آغاز کرد	۸۲
۲۳	تفسیرِ قولِ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا	۸۴
۲۴	تشبیہِ مُغفّلے کہ عمر ضائع کند	۸۸
۲۵	نکتہ گفتنِ آں شاعر جہتِ طعنِ شیعۂ حلب	۹۱
۲۶	تمثیلِ مردِ حریص نابینندہ رزاقی حق را	۹۲
۲۷	داستانِ آں شخص کہ بر درِ سرای نیم شب سحوری می زد	۹۶
۲۸	قصۂ اَحَدٌ اَحَدٌ گفتن بلالؓ	۱۰۰
۲۹	بازگردانیدنِ صدیقؓ واقعۂ بلالؓ	۱۰۳
۳۰	وصیت کردنِ مصطفٰےؐ صدیقؓ را	۱۰۹
۳۱	تہدیدِ جہود و پنداشتن کہ صدیق مغبون ست	۱۱۳
۳۲	معاتبہ کردنِ حضرت رسولؐ با صدیقِ اکبرؓ	۱۱۷
۳۳	قصۂ بلالؓ کہ بندۂ مخلص بود خدای را	۱۲۰
۳۴	در تقریر ہمیں معنیٰ	۱۲۱
۳۵	حکایت در تقریر ہمیں سخن	۱۲۱
۳۶	حکایت ہم در تقریر ایں معنیٰ	۱۲۳
۳۷	رجوع بقصۂ بلالؓ	۱۲۳
۳۸	رنجور شدنِ بلالؓ و بیخبری خواجۂ او از رنجوریِ او	۱۲۵
۳۹	درآمدنِ مصطفٰےؐ از بہرِ عیادت بلالؓ	۱۲۶
۴۰	دربیان آنکہ مصطفٰےؐ شنید کہ عیسیٰ بر رُوی آب رفت	۱۲۸
۴۱	داستانِ آں عجوزہ کہ رُوی زشتِ خود را گلگونہ ساخت	۱۲۹
۴۲	داستانِ آں درویش کہ آں گیلانی را دعا کرد	۱۳۳
۴۳	صفتِ آں عجوز و رجوع بحکایتِ آں	۱۳۴
۴۴	قصۂ درویشے کہ از خانہ ہرچہ میخواست می گفتند کہ نیست	۱۳۴

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ	نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۴۵	رجوع بداستانِ آں کمپیر	۱۳۶	۶۹	قصۂ فقیر روزی طلب بے واسطۂ کسب و رنج	۱۸۶
۴۶	حکایتِ آں رنجور کہ طبیب در وامید صحت ندید	۱۳۸	۷۰	قصۂ آں گنج نامہ کہ گفتند	۱۹۳
۴۷	رجوع بقصۂ آں رنجور	۱۴۰	۷۱	تمامیِ قصۂ آں فقیر ونشان جائے آں گنج	۱۹۶
۴۸	قصۂ سلطان محمود وغلام ہندو	۱۴۶	۷۲	فاش شدنِ خبرِ آں گنج	۱۹۶
۴۹	قال النبیؐ لَیْسَ لِلْمَاضِیْنَ هَمُّ الْمَوْتِ الخ	۱۵۱	۷۳	نومید شدنِ آں بادشاہ از نا یافتنِ از گنج	۱۹۷
۵۰	بارِ دیگر رجوع کردن بقصۂ آں صوفی وقاضی	۱۵۳	۷۴	نومید شدن و بازدادن بادشاہ آں گنج نامہ	۱۹۹
۵۱	رفتنِ صوفی سوئے سیلی زنش	۱۵۶	۷۵	حکایتِ آں مُریدِ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ	۲۰۵
۵۲	ہم در تقریر قصۂ قاضی وصوفی	۱۵۹	۷۶	پرسیدن آں وار داز حرمِ شیخؒ	۲۰۶
۵۳	تیرہ شدن قاضی از سیلی آں درویشِ رنجور	۱۶۲	۷۷	جواب گفتنِ مُرید وزجر کردن اُو	۲۰۷
۵۴	جواب دادنِ قاضی صوفی را	۱۶۲	۷۸	بازگشتن مُرید از وثاق شیخؒ	۲۱۱
۵۵	سوال کردنِ صوفی از قاضی	۱۶۵	۷۹	یافتن آں مرید مراد اُورا	۲۱۲
۵۶	جواب گفتنِ آں قاضی صوفی را	۱۶۵	۸۰	حکمت در اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہ	۲۱۴
۵۷	باز سوال کردن آں صوفی از آں قاضی	۱۶۹	۸۱	معجزہ ہودؑ پیغمبر	۲۱۸
۵۸	جوابِ قاضی سوالِ صوفی را و قصۂ ترک و درزی	۱۶۹	۸۲	رجوع کردن بقصۂ قبۂ و گنج	۲۲۳
۵۹	تفسیر قولہ علیہ السلام اِنَّ اللہَ یُلَقِّنُ الْحِکْمَۃَ الحدیث	۱۷۰	۸۳	انابتِ آں طالبِ گنج بحق تعالیٰ	۲۲۷
۵۹ب	دعویٰ کردن وگرو بستنِ تُرک	۱۷۱	۸۴	آواز دادنِ ہاتف مر طالبِ گنج را	۲۳۲
۶۰	نشان جستنِ تُرک خانۂ درزی را	۱۷۱	۸۵	داستان آں سہ مسافر مسلمان و ترسا و جہود	۲۳۴
۶۱	مضاحک گفتنِ درزی تُرک را	۱۷۳	۸۶	حکایت اشتر وگاؤ وقچ کہ در راہ بندِ گیاہ یافتند	۲۴۱
۶۲	خطاب با ہر نفسے کہ بمثلِ ایں بلا مُبتلاست	۱۷۴	۸۷	حکایت در بیان حالِ خود پرستاں	۲۴۳
۶۳	گفتنِ درزی تُرک را کہ ہی خموش کُن	۱۷۵	۸۸	بازگشتن بحکایت اشتر وگاو وقچ	۲۴۲
۶۴	بیان آنکہ بیکاراں و افسانہ جویاں مثلِ آں تُرک اند	۱۷۶	۸۹	جواب گفتن مسلمان آنچہ دید بہ ترسا	۲۴۴
۶۵	بازگشتن کردن صوفی آں سوال را	۱۷۸	۹۰	مُنادی کردنِ سید ملک ترمذ	۲۴۶
۶۶	جواب گفتنِ قاضی صوفی را	۱۷۹	۹۱	حکایت تعلق موش با چغز	۲۵۷
۶۷	حکایت در تقریر آنکہ صبر در رنج کار سہل تر	۱۸۰	۹۲	تدبیر کردنِ مُوش بہ چغز کہ من نمی توانم	۲۵۹
۶۸	مثلِ پرسیدن ماہئے از کشش	۱۸۲	۹۳	مبالغہ کردنِ مُوش در لابہ و زاری کردن	۲۶۲

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۹۴	لابہ کردن موش مر چغز را کہ بہانہ میندیش	۲۶۴
۹۵	رجوع بحکایتِ موش و چغزِ آبی	۲۶۶
۹۶	حکایتِ شب و دزدان کہ شاہ محمود	۲۷۴
۹۷	قصۂ آں کہ گاؤِ بحری گوہرِ کاویانی از قعرِ دریا برآوردہ	۲۸۳
۹۸	رجوع کردن بقصۂ طلب کردنِ آں موش آں چغز را	۲۸۴
۹۹	قصۂ عبدالغوث در بودنِ پریان اُو را	۲۸۷
۱۰۰	داستانِ آں مرد کہ وظیفہ داشت در تبریز از محتسب	۲۹۱
۱۰۱	آمدنِ جعفر طیارؓ بگرفتنِ قلعہ تنہا	۲۹۲
۱۰۲	رجوع بحکایتِ آں شخص وام کردہ و آمدنِ او	۲۹۹
۱۰۳	باخبر شدن آں غریب از وفات آں محتسب	۳۰۱
۱۰۴	مثلِ ردّ مین ہمچو آں غریبِ شہر کاشغر کالم	۳۰۹
۱۰۵	توزیع کردن پا مرد در جملہ شہرِ تبریز	۳۱۲
۱۰۶	گریختن گوسفندے از موسیٰ علیہ السلام	۳۱۵
۱۰۷	دیدنِ خوارزم شاہ در سپراں در موکبِ خود	۳۲۱
۱۰۸	مواخذۂ یوسفِ صدیق علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام	۳۲۶
۱۰۹	رجوع بحکایت سلطان و اسپ	۳۳۱
۱۱۰	رجوع کردن بقصۂ آں پامرد و آں غریبِ وام دار	۳۳۶
۱۱۱	گفتنِ خواجہ در خواب بآں پامرد وجہ وام آں دوست را	۳۳۹
۱۱۲	حکایتِ آں پادشاہ و وصیت کردنِ سہ پسر خویش را	۳۴۳
۱۱۳	بیانِ استمداد عارف از سرچشمۂ حیاتِ ابدی	۳۴۴
۱۱۴	رواں شدنِ ہر سہ شہزادہ در ممالکِ پدر	۳۴۷
۱۱۵	رفتن پسرانِ سلطان سوئے قلعہ	۳۵۳
۱۱۶	دیدنِ ایشاں در قصرِ آں قلعۂ ذات الصور نقشِ دخترِ شاہِ چین	۳۵۹
۱۱۷	حکایتِ صدرِ جہاں بخاری	۳۶۳
۱۱۸	حکایتِ آں دو برادر یکے کوسہ	۳۶۷
۱۱۹	در تفسیرِ ایں خبر کہ مصطفےٰ فرمود مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ الحديث	۳۷۲
۱۲۰	بحث کردنِ آں سہ شہزادہ در تدبیرِ ایں واقعہ	۳۷۲
۱۲۱	مقالتِ برادرِ بزرگ ترین	۳۷۳
۱۲۲	ذکر آنکہ پادشاہے کہ دانشمندے را باکراہ در مجلس در آورد	۳۷۵
۱۲۳	رواں شدنِ شہزادگان بعد از اتمامِ بحث	۳۸۱
۱۲۴	حکایتِ امرؤ القیس کہ پادشاہ عرب بود	۳۸۴
۱۲۵	بے طاقت شدن بعد از کشت موسوانی شدن	۳۸۹
۱۲۶	بیانِ مجاہد کہ دست از مجاہدہ باز ندارد	۳۹۱
۱۲۷	حکایتِ آں شخص کہ در خواب دید آنچہ میطلبی بیا	۴۰۳
۱۲۸	سبب تاخیرِ اجابتِ دعای مومن	۴۰۴
۱۲۹	رجوع بقصۂ آں شخص کہ باو نشاں گنج دادند	۴۰۶
۱۳۰	رسیدنِ آں شخص بمصر و شب بیروں آمدن بکوی	۴۰۸
۱۳۱	در بیانِ ایں حدیث شریف کہ الصدق طمانینۃ الخ	۴۱۰
۱۳۲	گفتنِ عسس خوابِ خود را با غریبِ مسکین	۴۱۴
۱۳۳	بازگشتنِ آں مرد شادماں و مراد یافتہ	۴۱۶
۱۳۴	مکرر کردنِ برادراں پند دادن برادرِ بزرگ تر را	۴۲۱

نمبرشمار	عنوان	نمبرصفحہ
۱۳۵	مفتون شدنِ قاضی برزنِ جوحی	۴۲۶
۱۳۶	رفتنِ قاضی بخانہ زنِ جوحی	۴۲۹
۱۳۷	آمدنِ نائب قاضی میان بازار وخریداری کردن	۴۳۴
۱۳۸	دربیانِ خبرِ مصطفٰےؐ کہ فرمود مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ الحدیث	۴۳۴
۱۳۹	بازآمدنِ زنِ جوحی بمحکمہ قاضی	۴۳۷
۱۴۰	بازآمدن بقصہ شہزادہ وملازمت او	۴۴۰
۱۴۱	دربیان نوازش واحترام شاہ چین شاہزادہ را	۴۴۱
۱۴۲	دربیان آنکہ دوزخ گوید کہ قنطرہ صراط بر سر اوست	۴۴۲
۱۴۳	وفات یافتنِ برادر بزرگ از شہزادگان	۴۴۳
۱۴۴	آمدنِ برادر میانگین بجنازہ برادر کہ ایں کوچک صاحب فراش بود از رنجوری	۴۴۵
۱۴۵	وسوسہ کہ پادشاہزادہ را پیدا شد از سبب استغنار	۴۵۴
۱۴۶	خطاب حق تعالیٰ بہ عزرائیلؑ کہ ترا رحم برکہ بیشتر آمد	۴۶۰
۱۴۷	کراماتِ شیخ شیبان راعی قدس اللہ سرہ العزیز	۴۶۲
۱۴۸	قصہ پروردنِ حق تعالیٰ نمرود را بے واسطہ مادر ودایہ در طفل	۴۶۳
۱۴۹	رجوع بداں قصہ شاہزادہ کہ بہ نقصان آمد	۴۶۶
۱۵۰	مثلِ وصیت کردنِ آں شخص کہ سہ پسر داشت	۴۶۸
۱۵۱	مثل	۴۷۱
۱۵۲	خاتمہ لِوَلَدِہٖ العَارِفِ الکَامِلِ المُحقّ مَوْلَانَا بہاؤالملّۃ والدّین قُدِّسَ سِرُّہٗ	۴۷۲
۱۵۳	اختتام مثنوی	۴۷۷
۱۵۴	آغاز داستان بیان کردن آں سہ پسر	۴۷۸
۱۵۵	داستان برسبیلِ تمثیل	۴۸۰
۱۵۶	حکایت دربیان حالِ آں درویش	۴۸۱
۱۵۷	پیش آمدنِ دنیا بصورت زن	۴۸۴
۱۵۸	قصہ دوشیدنِ گاؤ نازاد از راہِ امتحان	۴۸۵

نمبرشمار	عنوان	نمبرصفحہ
۱۵۹	دربیانِ معنیٔ آں حدیث	۴۹۰
۱۶۰	رجوع بداستانِ درویش ووداع شدن	۴۹۱
۱۶۱	بیان نمودنِ آں پسر دوم حالِ کاہلِ خود	۴۹۴
۱۶۲	حکایت نمودنِ آں پسر سوم کاہلِ خود	۴۹۶
۱۶۳	درمعنیٔ ایں حدیث اِنَّ لِکُلِّ مَلِكٍ	۴۹۷
۱۶۴	رجوع کلام بہ حکایت آں پسر سوم	۴۹۷
۱۶۵	دربیان آنکہ دنیا طالب ہارب خود	۴۹۸
۱۶۶	جواب گفتنِ آں صوفی برائے تسکینِ خاطر مریداں	۵۰۰
۱۶۷	عرض نمودنِ آں سہ پسر	۵۰۱
۱۶۸	دربیان معنیٔ ایں حدیث کہ اَلدُّنیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ۔	۵۰۱
۱۶۹	حکایت برسبیلِ تمثیل	۵۰۲
۱۷۰	رجوع بحکایتِ شہزادہ سوم	۵۰۴
۱۷۱	بیان حالِ شہزادہ سوم	۵۰۵
۱۷۲	داستانِ آں مطبخی کہ بدونِ استعداد	۵۰۶
۱۷۳	بیان حالِ شہزادہ سوم	۵۰۸
۱۷۴	تمثیلاتِ چند دربیان آنکہ کارِ دنیا	۵۱۱
۱۷۵	دربیان مغلوبیتِ حالِ خود	۵۱۲
۱۷۶	چند نالہ زار کہ از نے بیقرار دردآثار غمگسار	۵۱۳
۱۷۷	درتاویلِ بر تصوف سورہ اَلْقَارِعَةُ وَمَا الْقَارِعَةُ	۵۱۷
۱۷۸	وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ	۵۱۸
۱۷۹	فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ	۵۱۹
۱۸۰	بازرجوع نمودن بتفصیلِ تاویلِ قصہ شہزادگاں	۵۲۰
۱۸۱	رجوع آوردن بحکایتِ آں بادشاہ	۵۲۳
۱۸۲	ارجاع کلام باستمدادِ دردمانی	۵۲۶
۱۸۳	مناجات بجنابِ قاضی الحاجات	۵۲۷
۱۸۴	درختم وسال تاریخ اختتام مثنوی	۵۲۹

Presented by www.ziaraat.com